اوم

3402

ستیارتھ پرکاش

مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی

शारदा पुस्तकालय
(संजीवनी शा. दे. केन्द्र)
क्रमांक ... 3402 ...

اوم

انوارِ حقیقت

یعنی

رشی دیانند کی مقبول عام تصنیف

ستیارتھ پرکاش

کا

لفظی سلیس اور بامحاورہ

اردو ترجمہ

از

چمو پتی ایم۔ اے

پرکاشک

سارودیشک آریہ پرتی ندھی سبھا مہرشی دیانند بھون۔ رام لیلا میدان نئی دہلی

قیمت چھ روپے

ہندوستان آفسیٹ پریس دیا بستی دہلی ۷

اوم

نویدن

بہت دنوں سے اردو ستیارتھ پرکاش کی ضرورت کو محسوس کیا جا رہا تھا ستیارتھ پرکاش کی عدم دستیابی کے باعث عوام میں دن بدن مانگ اور بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ اس کے مدِنظر سارو دیشک آریہ پرتی ندھی سبھا دہلی نے جدید اردو ستیارتھ پرکاش کے طبع کرانے کا اپنی نگرانی میں فیصلہ کیا۔

ستیارتھ پرکاش کا اردو ترجمہ آریہ سماج کے مشہور عالم مرحوم پنڈت چموپتی جی ایم اے کا ہے جیسے ویدا اور سنسکرت کے جید عالم مرحوم سوامی وید آنند جی تیرتھ نے ضروری ترمیمات کے ساتھ تیار کیا اور دیباچہ بھی تحریر فرمایا تھا

آریہ سماج کے قیام کی صد سالہ جوبلی کے خوش آئندہ موقعہ پر مشرقی اور مغربی زبانوں میں ویدک دھرم کے اصولوں سے متعلق کتابوں کی اشاعت کا فیصلہ کیا گیا جس کے تحت بھارت کی مختلف صوبائی زبانوں میں ستیارتھ پرکاش اردو داں عوام تک پہنچایا جا رہا ہے تاکہ مہرشی دیانند سرسوتی کی شہرہ آفاق کتاب ستیارتھ پرکاش کے مطالعہ سے عوام فیض پا سکیں۔

میں آریہ سماجی بھائیوں سے پوری توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو فوری اپنا کر جلد سے جلد دوبارہ اشاعت کا سبھاگ سنہری موقعہ دیں گے جو سبھا کیلئے باعث فخر ہوگا

آپ کا مخلص۔ اوم پرکاش تیاگی
منتری سارو دیشک آریہ پرتی ندھی سبھا دہلی

فہرست مضامین

مضامین	نمبر صفحہ
سرورق	۱
دیباچہ مصنف	
تصنیف بذا کا مدعا	
علماء کا فرض	
ہندوستانی فرقوں پر تبصرہ	
منکران وید	
عیسائیت اور اسلام	
مصنف کی منشا	
حصہ اول	۹
ایشور کو نمسکار	
باب اول - اسمائے الٰہی	۹
الفاظ کے معانی میں شرط موجہ اور مہمل	۱۰
آدم کے معنی ایشور دینے میں اسناد	
ایشور کا کوئی نام مہمل نہیں	۱۲
اسماء الٰہی کا اشتقاق	۱۳
منگلاچرن	۲۸
باب دوم - تربیت اولاد	۲۹
استقرار حمل - ولادت اور اس کے بعد	۲۹
تلفظ کی تعلیم	۳۰ ۳۱
آداب اور اخلاق کی تعلیم	۳۱
نبوت پریت وغیرہ	۳۲
بھگت جوتش	۳۳
جوتش - گنت اور بھگت - جنم پتر	۳۳
جنتر منتر	۳۴
ضبط نفس کی تعلیم	۳۴
مدرسے میں	۳۵
عام اخلاق	۳۷

مضامین	نمبر صفحہ
باب سوم - ضابطۂ تعلیم	۳۸
درسگاہ	۳۸
گیمو پریت	۴۰
سندھیا - پرانایام	۴۰ ۴۱
دیو یگیہ - ہون	۴۲
زمانہ طالب علمی کی میعاد	۴۶
عورت کی میعاد طالب علمی	۴۹
اُستادوں اور شاگردوں کا طرز عمل	۴۹
تعلیم کا خاتمہ	۵۴
سرکار کا فرض	۵۵
تحقیق دین کے پانچ معیار	۵۶
نصاب تعلیم	۶۵
رشیوں کی تصانیف	۶۸
ناقابل تدریس کتب	۶۸
شاستروں میں تضاد نہیں	۶۹
تحصیل علم کے رستہ میں رکاوٹیں	۷۰
وید کی تعلیم کے حقدار	۷۱
زمانہ قدیم میں عورتوں کی تعلیم	۷۲
سرکار کا فرض	۷۳
باب چہارم - شادی اور امور خانہ داری کا بیان	۷۴ ۱
ورن کی شادی کے فوائد	۷۵
شادی کی عمر	۷۷
زوجین کی رضامندی	۸۰
شادی کی عمر	۸۱
ورن ویوستھا - تقسیم جماعت مدنی	۸۲
ورنوں کی تبدیلی	۸۵

مضامین	نمبر صفحہ
تقسیم جماعات کا وقت	۸۸
کشتری کے فرائض اور اوصاف	۸۹
ویش کے فرائض اور اوصاف	۹۰
بیاہ کی اقسام	۹۱
شادی کی تیاری	۹۲
استقرار حمل	۹۳
حمل کی حفاظت	۹۳
ولادت اور اس کے بعد	۹۳
اہل خانہ کی باہمی خوشنودی	۹۴
گھر کی منتظمہ	۹۵
میٹھی سچائی	۹۶
شاستروں کا مطالعہ - پانچ جاگیہ	۹۷
برہم یگیہ - دیو یگیہ	۹۷
سندھیا اوقات - پتری یگیہ	۹۸
رشی ترپن - پتری ترپن	۹۹
بلی ویشو دیو	۱۰۰
اتتھی یگیہ	۱۰۱
خانہ دار کا اخلاق	۱۰۳
ریاکاروں کی علامت	۱۰۴
ثواب کا ذخیرہ	۱۰۵
اشتراک عمل	۱۰۷
احمق کی پہچان	۱۰۸
میاں بیوی اکٹھے رہیں	۱۱۰
کثرت ازدواج کی ممانعت	۱۱۱
نکاح ثانی اور نیوگ	۱۱۲
شادی اور نیوگ	۱۱۳
زوجین کی موجودگی میں نیوگ	۱۱۸

مضامین	نمبر صفحہ
ضبط نفس کی تعلیم	۱۲۰
شادی کے فوائد	۱۲۱
خانہ داری کے فرائض	۱۲۱
منزل خانہ داری کی فضیلت	۱۲۳
باب پنجم - بان پرستھ اور سنیاس آشرم	۱۲۴
براہو باسٹ سنیاس	۱۲۶
سنیاسی کے فرائض	۱۲۹
سنیاسی	۱۳۱
ارکان دین	۱۳۲
سنیاس کا حق صرف برہمن کا	۱۳۲
سنیاس کی ضرورت	۱۳۳
سنیاس اور عمل	۱۳۵
سنیاسی کا بستی میں قیام	۱۳۶
سنیاس اور شرادھ	۱۳۷
آشرموں کے مقاصد	۱۳۸
باب ششم - سیاسیات	۱۳۹
ویدک دھرم اور جمہوریت	۱۴۰
صدر مجلس کے اوصاف	۱۴۲
دنڈ یعنی تعزیر	۱۴۳
شارحین قانون	۱۴۴
راجہ اور ارکین مجلس	۱۴۴
وزراء سلطنت	۱۴۶
تقسیم محکمہ جات کی تقسیم	۱۴۷
راجہ کیلئے کثرت ازدواج کی ممانعت	۱۴۸
مال غنیمت	۱۵۱
ترقی و استحکام سلطنت کے اسباب	
محکمہ جاسوسی	
انسداد و شوت ستانی کا طریقہ	
راجہ کے فرائض یومیہ	
صلح و جنگ	
راجہ کے لئے ضروری ہدایات	۱۵۹
مفتوحین سے سلوک	۱۶۲

مضامین	نمبر صفحہ
ٹیکس و لگان	۱۶۳
اظہار قسم کے معاملات متنازعہ فیہ	۱۶۴
گواہ اور ان کے اوصاف	۱۶۶
احکام تعزیر	۱۶۹
تعزیر میں ادنے و اعلے کی تمیز نہیں	۱۷۱
مجرم راجہ کو دوسروں سے زیادہ سزا دی جائے	۱۷۲
سخت سزا کے فوائد	۱۷۲
باب ہفتم - ایشور اور وید	۱۷۴
چوبیسواں دیوتا پرمیشور	۱۷۵
پرمیشور کی ہستی کا ثبوت	۱۷۶
دیا یک محیط، رحیم اور عادل	۱۷۷
خراکار - سرب شکتیمان	۱۷۸
انادی، ہستی، پرارتھنا، اپاسنا	۱۷۹
نرگن ستتی	۱۷۹
دعا اور عمل میں مطابقت	۱۸۲
حضور خدا میں جانا	۱۸۳
سگن اور نرگن اپاسنا	۱۸۴
سانکھیہ درشن ایشور کا قائل ہے	۱۸۵
یوگ درشن میں ایشور کی ہستی	۱۸۶
ایشور اوتار نہیں لیتا۔	۱۸۶
ایشور اور عفو گناہ	۱۸۷
روح اور ایشور کی صفات	۱۸۸
تینوں زمانوں کا شاہد	۱۸۹
روح محدود ہے	۱۹۰
	۱۹۱
صفت مجاز	
پرمیشور داخل در داخل ہے	۱۹۲
صفت مجاز بالحذف اجزاء	۱۹۳
ایشور اور روح فانی نہیں	۱۹۴
قرآن و بائبل کے مطابق الٰہی اشیاء	۱۹۴
کیا برہم دوہم میں مبتلا ہو سکتا ہے	۱۹۴

مضامین	نمبر صفحہ
کیا روح برہم کا عکس ہے۔	۱۹۵
لاشریک خدا	۱۹۶
ازلیات ثلاثہ - جزوی وحدت	۱۹۶/۱۹۷
خدا اور روح کبھی ایک نہیں ہوتے	۱۹۷
منصف اور غیر منصف	۱۹۸
علم کل مادر خالقیت	۱۹۸
وید کا ظہور کن پر ہوا	۱۹۹
وید کی زبان	۲۰۱
الہام کی ضرورت	۲۰۱
وید کے معانی اور اس کی اشاعت	۲۰۲
وید چار سنتھاوں کا نام ہے	۲۰۲
وید میں تاریخی حالات نہیں	۲۰۳
وید ازلی اور ابدی ہے	۲۰۴
باب ہشتم - عالم کی پیدائش	۲۰۴
علل ثلاثہ	۲۰۸
قرین ویدانتیوں کے عقیدہ جمہ اوست کی تردید	۲۰۹
تخلیق عالم کی غرض و غایت	۲۱۰
تقدیر کل کا صحیح مفہوم	۲۱۱
پرمیشور خیر مجسم ہے	۲۱۱
عدم سے وجود کا ہونا ناممکن ہے	۲۱۲
پیدائش عالم کے متعلق کتاد کے عقائد اور ان کی تردید	۲۱۳
عالم موجود قدیم نہیں بلکہ حادث ہے	۲۱۶
روح پرمیشور کا درجہ کبھی حاصل نہیں کر سکتی	۲۱۶
پیدائش عالم کے متعلق شاستروں کا عدم تضاد	۲۱۷
پیدائش عالم کی ترتیب	۲۱۹
صنعت عالم کیلئے صانع کا وجود ضروری ہے	۲۲۰

مضمون	نمبر صفحہ
آغاز آفرینش اور انسان	۲۲۰
سلسلہ پیدائش وفنا ازلی اور ابدی ہے	۲۲۱
ارواح کو مختلف قالب کیوں دیئے گئے ہیں	۲۲۱
آریہ ورت کا حدود اربعہ	۲۲۳
آریہ ورت کی غلامی پر اظہار تاسف	۲۲۴
زمین کس کے سہارے قایم ہے	۲۲۵
زمین متحرک ہے	۲۲۷
اجرام فلکی میں انسانی آبادی	۲۲۸
کرۂ ارض اور دیگر کروں کی مخلوقات میں انسانی آبادی	۲۲۸
تمام کروں میں ایک ہی دین ظہور پذیر ہوتے ہیں	۲۲۹
باب نہم - عرفان جہل	۲۲۹
نجات فطرتاً نہیں ہوتی	۲۳۰
جیو برہم کا عکس نہیں	۲۳۱
اس اختلاف کا باعث آلات باطن ہیں	۲۳۲
قید و نجات کے اسباب	۲۳۳
حالت نجات میں روح۔	۲۳۴
روح کی قدر تیں۔	۲۳۴
نجات سے واپسی	۲۳۶
نجات کی میعاد	۲۳۷
عرصہ نجات محدود ہے۔	۲۳۷
نجات حاصل کرنے کے ذرائع	۲۳۹
پانچ کوش	۲۴۰
تین اوستھائیں۔ تین شریر	۲۴۰
روح کوشوں اور اوستھاؤں سے مختلف ہے۔	۲۴۱
مکتی۔ الوبدہ	۲۴۲
پانچ کلیش	۲۴۳

مضمون	نمبر صفحہ
دیگر مذاہب کے مسلمات نجات	۲۴۳
آواگون	۲۴۴
حیات سابقہ کے حالات یاد کیوں نہیں رہتے	۲۴۴
پرمیشور کا عدل	۲۴۶
غیر مساوات کا عقیدہ	۲۴۶
روح کا مختلف قالبوں میں جانا	۲۴۷
سرور نجات کا حفاظ پرمیشور کے ذریعہ	۲۴۸
مادہ کے تین جوہروں کے اثرات	۲۴۹
مختلف اعمال کا نتیجہ مختلف قالب	۲۵۲
جواہر مادہ سے بالاتر	۲۵۳
تکالیف ثلاثہ سے آزادی	۲۵۴
باب دہم - آچار۔ اناچار	۲۵۵
ارادہ	۲۵۶
دھرم کے معیار	۲۵۶
کشیانت	۲۵۷
تعظیم کے اسباب	۲۵۹
دیوپوجا	۲۶۰
گوشت خوری اور نوشی کے نقصانات۔	۲۶۲
سکھی نکھری	۲۶۳
یادداشت کا کام شودھ کرے۔	۲۶۳
حلال وحرام	۲۶۴
مفید جانوروں کی حفاظت	۲۶۵
بے آزاری	۲۶۵
مل کر کھانے میں عیب	۲۶۶
کھانا کون تیار کرے	۲۶۷
کھانا کہاں کھانا چاہیئے	۲۶۸
خاتمہ حصہ اول	۲۶۹

مضمون	نمبر صفحہ
حصہ دوم	۲۷۱
باب گیارھواں - آریہ ورت	۲۷۱
مت متانتروں کی تردید	۲۷۲
تباہی کے بواعث	۲۷۳
چکرورتی آریہ راجے	۲۷۳
کل علوم کا منبع آریہ ورت	۲۷۳
داراشکوہ کی تحقیقات	۲۷۴
مہابھارت کے جنگ کے بعد تنزل	۲۷۴
پوپ کی تشریح	۲۷۵
وام مارگ	۲۷۷
اشوھیدھ وغیرہ کے صحیح معنے	۲۸۰
قربانی سے بہشت نہیں ملتا۔	۲۸۱
وام مارگ نے بدھ مت کی ضرورت قائم کی	۲۸۱
شنکر آچاریہ کا ظہور	۲۸۲
نوین ویدانتیوں کی تردید	۲۸۴
ویاس جی بھی جیو برہم کو خدا مانتے ہیں	۲۸۹
وکرماجیت ابھرتری ہری بھوج	۲۹۱
مارکنڈے اور شوپران	۲۹۳
زمین اور ہوا میں چلنے والا کل کا گھوڑا	۲۹۳
دشنومت کا آغاز	۲۹۴
دشنو، شیو آدی مت ویدسے سیدھ نہیں ہوتے	۲۹۵
ستوں کے جھگڑے	۲۹۶
چکرانکت دشنو کی لیلا	۲۹۶
بت پرستی	۲۹۹
بت پرستی کی مدلل تردید	۳۰۰
پرانک نام سمرن	۳۰۰
بت میں پرمیشور کا تصور	۳۰۱

مضامین	نمبر صفحہ
ویدوں میں بُت پرستی وغیرہ کا ذکر	۳۰۲
تنتر گرنتھ جھوٹا ہے	۳۰۲
بُت پرستی میں گناہ	۳۰۴
بُت پرستی کی خرابیاں	۳۰۵
پنچ تن پُوجا	۳۰۶
بُت پرستی ہر حالت میں منع ہے	۳۰۷
بنارس کے بُتوں کے معجزے	۳۰۸
جہاد کا کنوئیں میں گرنا	۳۰۹
کلکتہ کی کالی دیوی	۳۱۰
رامیشور کی لیلا	۳۱۱
سومناتھ کا معجزہ	۳۱۲
نرسی مہتہ کی ہنڈوی	۳۱۲
جوالا مکھی	۳۱۳
ہردوار وغیرہ تیرتھوں کا حال	۳۱۴
کیدارکشیتر کی زیارت	۳۱۴
بُت پرستی کا آغاز	۳۱۵
تیرتھ یاترا سے گناہ نہیں چھوٹتے	۳۱۶
چھے تیرتھ اور سچا نام سمرن	۳۱۷
گورو ڈم کی تردید	۳۱۷
پُرانوں میں بہت سی باتیں جھوٹی ہیں	۳۲۰
مارکنڈے پران اور بھاگوت پران کی گپیں	۳۲۲
وید کے پڑھنے وغیرہ کا استحقاق	۳۲۷
گرہوں کا کھیل	۳۲۷
گرڑ پران کی گپیں	۳۲۹
سپاتر اور کپاتر	۳۳۲
تین قسم کے سنگی	۳۳۲
وید کی گمشدہ شاخیں	۳۳۵
مورتی پوجا سے بزرگوں کی ہنسی	۳۳۶
دام مارگیوں کا نئے چیلے کو ایدیس	۳۳۷

مضامین	نمبر صفحہ
چلی مارگی اور بیج مارگی	۳۳۸
شومت کا طریق پرستش	۳۳۸
دشٹوں کی لیلا	۳۳۹
چھوٹے ساد ھوؤں کی لیلا	۳۴۱
ان کے منتروں کا بیان	۳۴۳
کبیر پنتھ	۳۴۳
نانک پنتھ	۳۴۴
داؤد پنتھ۔ رام سنیہی پنتھ	۳۴۶
ان کی تردید	۳۴۷
دلبھ سمپردا	۳۴۸
نارائن سوامی مت	۳۵۵
مادھو مت۔ لنگائت مت	۳۵۹
برہم سماج اور پرارتھنا سماج	۳۵۹
عالمگیر بیچے دھرم کی تحقیق	۳۶۵
فلکی برہمچاری اور سنیاسی	۳۷۰
منھ داریوں کی لیلا	۳۷۱
عیسائی، مسلمان وغیرہ کو ویدک دھرمی بنایا۔	۳۷۱
بدھ مشٹر سے لیشپال تک کا مختصر شجرہ نسب	۳۷۴
ضمنی دیباچہ۔ جین مت	۳۷۸
باب بارھواں۔ برہسپتی کے عقائد	
مباشرت پرشارتھ کا پھل ہے	۳۸۲
مباشرت پرشارتھ کا پھل نہیں	۳۸۲
غلط خیالات	۳۸۲
چارواک کے مذہبی عقائد	۳۸۳
چرو۔ سورگ، نرک وغیرہ ویدکی مذمت	
مندرجہ بالا عقائد کا کھنڈن	۳۸۶
چارواک وغیرہ کی ایجاد	۳۸۶

مضامین	نمبر صفحہ
چارواک کی گمراہ کن تعلیم	۳۸۶
بودھ دھرم	۳۸۷
ہر ایک کی جُدا جُدا تردید	
چار قسم کی بھاونا کی تردید	
بُدھی کی پانچ حالتیں	
دو آدش آتین پوجا	۳۹۰
بودھ کیوں گمراہ ہوئے	۳۹۱
بدھ مذہب کے عقائد	۳۹۲
بُدھ مذہب کے چار طریقے	۳۹۳
جین دھرم	۳۹۴
بودھوں اور جینیوں کے چھ درویہ	۳۹۴
جیو کی سپت بھنگی	۳۹۶
دیگر سپت بھنگیاں	۳۹۶
جینیوں کے ذاتی عقائد	۳۹۷
تیرتھنکروں کو پرمیشور ماننا	۳۹۸
ایشور کی ہستی پر اعتراض اس کی تردید	۳۹۸
پرماتما پر تکیش ہے	۳۹۹
ایشور کی ہستی پر اعتراضات	۴۰۰
ان کی تردید	۴۰۱
آستک اور ناستک کا مکالمہ	۴۰۱
ایشور بے فعل نہیں	۴۰۲
سرشٹی دو قسم کی ہے	۴۰۳
ایشور سدا مکت ہے	۴۰۳
دُنیا خود بخود نہیں بن سکتی	۴۰۴
دُنیا ازلی اور ابدی نہیں ہو سکتی	۴۰۵
کال کی تشریح	۴۰۶
انت کال	۴۰۶
دوسرے والے جیو اور اُن کی عمر	۴۰۷
طبیبوں کا پوشیدہ لٹریچر	۴۰۸

مضامین	نمبر صفحہ
بیشور کا فاعل کوئی نہیں	۴۰۹
دُنیا و جیو کو نیتہ ماننا	۴۱۰
جیو پاک ہے۔	۴۱۱
کرم خود بخود پھل نہیں دیتے	۴۱۱
جیو کرم سے مخلصی نہیں پا سکتا	۴۱۲
جینیوں کا دھرم	۴۱۲
دوسروں کی نندا	۴۱۳
جینیوں کے دھرم کی تعریف	۴۱۴
جینیوں کی بے رحمی کی مثال	۴۱۵
چادر تر کی تعریف	۴۱۵
جینیوں کی تنگ خیالی	۴۱۶
جین مذہب کی خود سرائی	۴۱۷
جینیوں کی بدخواہی اور کمینہ پن	۴۱۸
جینیوں کا حسد	۴۱۹
دوسروں کے دیوی دیوتا	۴۲۰
دوسرو نکی کمتی نہیں ہو سکتی	۴۲۰
غیروں کی صوبتیاں چھوتی ہیں	۴۲۱
اپنے مذہب کی پابندی	۴۲۲
جینیوں کا کوسنا	۴۲۳
کمتی پانے کا آسان نسخہ	۴۲۴
جینیوں کی اوندھی عقل	۴۲۴
جینیوں کے نزدیک سب بدنصیب	۴۲۵

مضامین	نمبر صفحہ
مُہ تی پوجا کا پھل	۴۲۷
شوہ وغیرہ کی مہمتی پوجنے سے نرک	۴۲۸
جینیوں کا گورمنتر	۴۲۹
جینیوں کے گورمنتر کے معنے	۴۲۹
جین کے بدھیلن سادھو	۴۳۰
جینیوں کی کمتی کا بیان	۴۳۱
کمتی کا پرمبا نقہ بیان	۴۳۱
تالاب۔ کنواں وغیرہ بنانا پاپ ہے	۴۳۲
پیسے کھانا پکانے وغیرہ میں پاپ	۴۳۲
جینی سادھوؤں کی علامتیں	۴۳۴
شوتامبر سادھوؤں کے لکشن	۴۳۴
مُنہ پر پٹی باندھنے کی بیہودگی	۴۳۵
پٹی سے حرارت زور کرتی ہے۔	۴۳۷
دایو کا یہ وغیرہ جیو دکھ محسوس نہیں کرتے	۴۳۸
ساگ آدمی کھانے سے جیوؤں کو دُکھ	۴۳۹
گرم پانی پینا	۴۳۹
تیرتھنکروں کے قد اور عمریں	۴۴۱
جینیوں کی چند بے سود باتیں	۴۴۲
کرہ زمین کی نسبت جینیوں کا اعتقاد	۴۴۶

مضامین	نمبر صفحہ
انسان کی عمر و قد	۴۴۷
مختلف جانوروں کا قد	۴۴۸
تقسیم کرۂ زمین	۴۴۹
دیباچہ ضمنی عیسائیت	۴۵۱
باب تیرھواں دین عیسوی کی تحقیق	۴۵۱
پیدائش کی کتاب	۴۶۵
خروج کی کتاب	۴۶۸
احبار کی کتاب	۴۷۰
گنتی کی کتاب	۴۷۰
سلاطین کی کتاب	۴۷۰
سموائل کی کتاب	۴۷۱
تواریخ	۴۷۱
ایوب کی کتاب	۴۷۲
وعظ کی کتاب	۴۷۲
متی کی کتاب	۴۸۴
مرقس کی انجیل	۴۸۴
لوقا کی انجیل۔ یوحنا کی انجیل	۴۸۶
یوحنا کے مکاشفات	۴۹۶
دیباچہ ضمنی دربارہ اسلام	۵۶۱
باب چودھواں مذہب اسلام	
متنویہ امتنویہ	

اوم

سچّدانند ایشور کو نمسکار ہو! بار بار نمسکار ہو!

سچّدانند

سَت۔ چِت اور آنند اِن تین الفاظ سے مرکب ہے

سَت کے معنے ہست (بالذات)۔ چِت کے معنے مدرک (بالذات) اور آنند سوروپ کے معنے مسرور (بالذات)۔ ایشور کے معنے صاحبِ نعمت و قدرت۔

دیباچہ

طبع اوّل میں اصلاح کی ضرورت جب میں نے یہ کتاب "ستیارتھ پرکاش" تصنیف کی تھی اُس وقت اور اُس سے پیشتر سنسکرت میں گفتگو کرنے اور درس و تدریس میں سنسکرت ہی بولنے اور وطن مالوف کی زبان گجراتی ہونے کی وجہ سے مجھے آریہ بھاشا کی خاص مہارت نہ تھی۔ اس لئے عبارت میں غلطیاں رہ گئی تھیں۔ اب اس زبان کے لکھنے اور بولنے کی مشق ہو گئی ہے۔ اس لئے اس کتاب کو آریہ بھاشا کے قواعد صرف و نحو کے مطابق اصلاح کر کے دُوسری بار طبع کرایا ہے۔ اس میں کہیں کہیں الفاظ۔ فقرات اور عبارت کی ترکیب میں تبدیلی کی گئی ہے۔ ایسا کرنا واجب تھا۔ کیونکہ اس کے بغیر محاورے کی تصحیح ہونا محال تھا۔ تاہم مفہوم میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ البتہ کچھ خاص مضامین ایزاد ضرور کئے گئے ہیں اور جو کہیں کہیں طباعت کی غلطیاں رہ گئی تھیں۔ اُن کی بھی اصلاح کر دی گئی ہے

کتاب ہذا کے ابواب اور اُنکے مضامین یہ کتاب چودہ بابوں پر مشتمل ہے حصہ اوّل میں پہلے دس باب اور حصہ دوم میں آخری چار باب شامل ہیں۔ آخر کے دو باب اور اُن کے خاتمہ پر میرے مسلّمات "طبع اوّل میں کسی وجہ سے چھپ نہیں سکے تھے۔ اب وہ بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔

باب اوّل[1] میں "اوم" وغیرہ اسماء الٰہی کی تشریح کی گئی ہے۔

باب دوم[2] میں تربیت اولاد کا بیان ہے۔

باب سوم[3] میں برہمچریہ (زمانہ طالب علمی)۔ نصاب درس و تدریس۔ قابل و ناقابل تدریس کُتب کے نام اور درس و تدریس کا طریقہ درج ہے۔

باب چہارم[4] میں اُمور شادی و خانہ داری کا بیان ہے۔

---

[1] سمؔس کا تقلی ترجمہ اصلاح ہے۔ ناظرین کی سہولیت کے لئے ابواب کر دیا گیا ہے۔

باب (۵) پنجم میں بن پرستھ اور سنیاس آشرم (منازل عزلت گزینی و درویشی) کے قواعد درج ہیں۔
باب (۶) ششم میں سنیاسیات کا بیان ہے۔
باب (۷) ہفتم کا موضوع وید اور ایشور ہیں۔
باب (۸) ہشتم میں عالم کی پیدائش۔ قیام اور فنا (تحلیل فی المادہ) کا بیان ہے۔
باب (۹) نہم میں ودیا اور اودیا، معرفت و جہل اور (بندھ اور موکش) قید و نجات کی تشریح کی گئی ہے۔
باب (۱۰) دہم میں (آچار، اناچار) مشروعات و ممنوعات اور (بھکشیہ ابھکشیہ) حرام و حلال کا بیان کیا گیا ہے۔
باب (۱۱) یازدہم میں آریاورت کے مختلف فرقوں کی تنقید کی گئی ہے۔
باب (۱۲) دوازدہم میں چارواک۔ بودھ اور جین مت کا ذکر ہے۔
باب (۱۳) سیزدہم کا موضوع مذہب عیسوی ہے۔
باب (۱۴) چہاردہم کا موضوع مذہب اسلام ہے۔
ان چودہ بابوں کے بعد آریوں کے مسلمات قدیمہ کی جن کی بنیاد وید کے احکامات ہیں اور جن کا میں بھی کماحقہٗ قائل ہوں بہ تخصیص وضاحت کی گئی ہے۔

تصنیف ہذا کا مدعا

اس کتاب کی تصنیف سے میرا سب سے بڑا مدعا ستیہ ارتھ پرکاش یعنی اسورتھ کا پرکاش یعنی اظہار کرنا ہے۔ جو حق ہے اُسے حق اور جو باطل ہے اُسے باطل ظاہر کرنا میرے نزدیک ستیہ ارتھ کا پرکاش یعنی اظہار حق ہے۔ اس کا نام حق نہیں کہ حق کے نام پر باطل اور باطل کے نام پر حق کا اظہار کیا جائے۔ برخلاف اس کے جو بات جیسی ہے اُسے ویسا ہی کہنا، لکھنا اور تسلیم کرنا اقرار حق کہلاتا ہے۔ جو آدمی متعصب ہوتا ہے اُس کا رجحان اپنی ناحق بات کو بھی حق اور فریق مخالف کی حق بات کو بھی ناحق ثابت کرنے میں ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی رسائی عقائد حقہ تک نہیں ہو سکتی پس علماء حقیقت شعار کا (جنہیں اصطلاح میں آپت یعنی ثقات کہتے ہیں) سب سے بڑا فرض یہی ہے۔ کہ تقریر و تحریر کے ذریعے عوام الناس کے سامنے حق و باطل کی صحیح صحیح تصویر پیش کر دیں۔ تاکہ وہ خود اپنے نفع و نقصان سے آگاہ ہو کر حق کو قبول اور باطل کو ترک کر سکیں۔ اور ہمیشہ راحت و آرام میں رہیں۔ انسان کا خمیر حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے۔ مگر مطلب برآری۔ ہٹ دھرمی۔ ہٹ اور جہالت وغیرہ عیوب

کے باعث حق کو ترک کر کے باطل کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں نہ تو کوئی ایسی بات آئے پائی ہے۔ اور نہ اس سے کسی کی دلآزاری اور نقصان رسانی مقصود ہے۔ برخلاف اس کے اس تصنیف کا مقصد یہ ہے کہ بنی نوع انسان کی ترقی اور بہبودی ہو۔ اور سب حق و باطل کی ماہیت سے آگاہ ہو کر حق کو اختیار کریں اور باطل کو ترک کریں۔ کیونکہ تلقینِ حق کے سوا بنی نوع انسان کی ترقی کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔

اس کتاب میں کہیں سہواً یا اصلاح اور طباعت میں کوئی غلطی رہ گئی ہو تو توجہ دلائے جانے پر مناسب تصحیح کر دی جاویگی۔ لیکن اگر کوئی تعصب کی وجہ سے بیجا تعرض یا بحث و مباحثہ کریگا تو اُس کی بات پر دھیان نہیں دیا جائیگا۔ البتہ جو شخص خیر خواہی عوام کے خیال سے کوئی بات ظاہر کریگا۔ تو صحیح ثابت ہونے پر اُس کی رائے قبول کر لی جائے گی۔

علماء کا فرض

موجودہ زمانے میں ہر ایک مذہب میں علما و فضلا بکثرت موجود ہیں۔ اگر وہ تعصب سے بالاتر ہو کر عالمگیر سچائیوں یعنی ایسی باتوں کو جو سب کے نزدیک حق اور سب کے لئے یکساں مُفید ہیں۔ اختیار کریں اور جو اُمور ایک دوسرے کی مخالفت کا باعث ہیں۔ اُنہیں ترک کر کے آپس میں محبت کا سلوک کریں اور کرائیں۔ تو اہلِ عالم کی کامل بہبودی ہو۔ علماء کی مخالفت سے عوام میں باہمی مخالفت کی ترقی ہوتی ہے۔ جس سے طرح طرح کی تکالیف کی ایذا دہی اور راحت و آرام کی کمی ہوتی جاتی ہے۔ اِس خرابی نے جو خود غرض لوگوں کو پسند ہے۔ تمام عالم کو بحرِ مصائب میں ڈبو دیا ہے۔ جو اہلِ علم خلائق عام کی بہبودی کو مدِ نظر رکھ کر شاغل بکار ہوتا ہے۔ خود غرض لوگ اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر مختلف طریقوں سے اُس کی مزاحمت کرتے ہیں لیکن جیسے اپنشد میں کہا ہے

सत्यमेव जयते नानृतं सत्येन पन्था विततो देवयानः ।

"ہمیشہ حق کی فتح اور باطل کی شکست ہوتی ہے۔ علماء کرام کا راستہ اظہارِ حق کے ذریعہ وسیع ہوتا جاتا ہے۔"

علماء حقیقت شعار اس یقینِ واثق کا سہارا لے کر نہ تو رفاہِ عام کے کاموں سے دِل برداشتہ ہوتے ہیں۔ اور نہ اظہارِ حق سے پیچھے ہٹتے ہیں۔ گیتا کا یہ قول برحق ہے کہ

यत्तदग्रे विषमिव परिणामेऽमृतोपमम् ।

"جو جو (دنیا اور دھرم) علم اور دین کی ترقی کے کام ہیں اُن کا آغاز زہر اور انجام امرت کے

ہم پایہ ہوتا ہے"۔

انہی باتوں کو مدِّنظر رکھ کر میں نے یہ کتاب تصنیف کی ہے۔ ناظرین اور سامعین کمال التفات سے اوّل اس کے حقیقی مطالب کو سمجھیں۔ اس کے بعد جیسا چاہیں عمل کریں۔ اس کتاب میں یہ امر مدِّنظر رکھا گیا ہے کہ جو جو باتیں تمام مذاہب میں سچی ہیں۔ اور جن کے متعلق کوئی اختلاف نہیں۔ اُنہیں قبول کر کے مختلف فرقوں میں جو اُمور باطلہ ہیں۔ اُن کی تردید کر دی گئی ہے۔ اِس بات کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ کہ ان فرقوں کی ظاہرہ اور پوشیدہ سب بُری باتوں کو علماء اور جہلاء سب کے سامنے طشت ازبام کر دیا جائے۔ تاکہ باہم تبادلہ خیالات ہو کر آپس میں محبّت پیدا ہو۔ اور سب ایک راہِ حق پر آجائیں۔

مصنّف کی غیر طرفداری

اگرچہ میری پیدائش مُلک آریاورت میں ہوئی ہے اور میں اِس مُلک کا باشندہ ہوں۔ تاہم جیسے اِس مُلک کے مختلف فرقوں کی جھوٹی باتوں کی طرفداری نہیں کرتا۔ بلکہ انہیں جوں کا توں ظاہر کر دیتا ہوں۔ ایسے ہی غیر ممالک کے باشندوں اور دیگر مذاہب کی ترقی کرنے والوں کے ساتھ بھی (غیر طرفداری کا) سلوک روا رکھتا ہوں۔ انسانی بہبودی کے متعلق میرا جو سلوک اپنے ہموطنوں سے ہے وہی دیگر ممالک کے باشندوں سے۔ شریف انسانوں کے لئے یہی رویہ مناسب ہے۔ اگر میں بھی کسی خاص فرقے کی طرفداری کرتا۔ تو جیسے آج کل سب اپنے اپنے فرقے اور عقائد کی تعریف۔ تائید اور اشاعت کرتے ہیں۔ اور دیگر فرقوں اور اُن کے عقائد کی مذمّت۔ مضرت اور مزاحمت کے درپے ہوتے ہیں ویسے ہی میں بھی ہوتا۔ مگر ایسا طریق عمل انسانیت سے بعید ہے۔ طاقتور حیوان کمزور حیوانوں کو ستاتے ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں ہلاک بھی کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی قالب انسانی میں آکر بھی ویسا ہی وطیرہ اختیار کرے۔ تو وہ سیرۃً انسان نہیں۔ بلکہ بمنزلۂ حیوان ہے۔ برخلاف اِس کے جو طاقتور ہو کر کمزور کی حفاظت کرتا ہے۔ وہی انسان کہلانے کا مستحق ہے۔ اور جو خود غرضی میں پھنسکر دُوسروں کا نقصان ہی نقصان کرتا رہتا ہے۔ وہ گویا حیوان ہی نہیں۔ حیوان سے بھی بدتر ہے۔

ہندوستانی فرقوں پر تبصرہ

آریاورت کے (فرقوں اور اُنکے عقائد) پر بالخصوص پہلے گیارہ بابوں میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان ابواب میں جو عقائد حقہ بیان کئے گئے ہیں۔ اُن کی بنیاد وید کے احکامات ہیں۔ اس لئے وہ مجھے کلیتہً قبول ہیں۔ اس کے برعکس پُران۔ تنتر وغیرہ کُتب جدیدہ کے جن بدعتی اقوال کی تردید کی گئی ہے۔ وہ قابلِ

ترک ہیں۔

منکرانِ وید۔ چارواک۔ بودھ اور جین

بارھویں باب میں فرقہ چارواک کا ذکر ہے۔ اگرچہ اس وقت یہ فرقہ نہایت خستگی اور زوال کی حالت میں ہے۔ اور پرمیشور (خدا تعالےٰ) کی ہستی سے انکار کرنے وغیرہ امور میں اس کا بودھ اور جین مت سے اتفاق ہے۔ تو بھی چونکہ دہریت میں یہ فرقہ اور سب کا پیشوا ہے۔ اس لئے اس کی اشاعت کا انسداد ضروری ہے۔ کیونکہ اگر بطلان کا انسداد نہ کیا جائے۔ تو دنیا میں انواع و اقسام کی خرابیاں پیدا ہو جاویں۔ چارواک۔ بودھ اور جین۔ ان تینوں متوں کا مختصر ذکر بارھویں سملاس میں کیا گیا ہے۔ بعض امور میں تو بودھوں اور جینیوں کی چارواک مت کیساتھ مطابقت ہے۔ اور چند ایک امور میں اختلاف۔ اسی طرح جینیوں کا مذہب اکثر امور میں بودھوں اور چارواکوں کے ساتھ ملتا جلتا ہے۔ اور چند ایک امور میں مختلف ہے۔ اس لئے جینیوں کا شمار بطور ایک الگ فرقہ کے ہوتا ہے۔ یہ تمام اختلافات بارھویں باب میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ ناظرین ان کا مطالعہ کر کے مناسب رائے قائم کریں۔ ان اختلافات کے علاوہ بودھوں اور جینیوں کے دیگر عقائد کا تذکرہ بھی اسی باب میں کیا گیا ہے۔ بودھوں کے عقائد ان کی پرانی کتب "دیپ ونش" وغیرہ اور "بودھ درشن سنگرہ" اور "سروددرشن سنگرہ" میں مذکور ہیں۔ انہیں ان کتب سے یہاں نقل کیا گیا ہے۔ اور جینیوں کے مسلمات مندرجہ ذیل کتب میں مذکور ہیں:۔

چار مول سوتر جیسے (۱) آوشیک سوتر (۲) دشویکالک سوتر (۳) اوش ویکالک سوتر۔ اور (۴) پاکشک سوتر۔ گیارہ انگ جیسے (۱) آچارانگ سوتر (۲) سگڈانگ سوتر (۳) تھاناانگ سوتر۔ (۴) سموایانگ سوتر (۵) بھگوتی سوتر (۶) گیاتادھرم کتھا سوتر (۷) اپاسک دشا سوتر (۸) انت گڑ دشا سوتر (۹) انوتروو وائی سوتر (۱۰) وپاک سوتر اور (۱۱) پرشن وياکرن سوتر۔ بارہ اپانگ جیسے (۱) اپواتی سوتر (۲) راپ سینی سوتر (۳) جیواابگم سوتر (۴) پرگیا سوتر (۵) جمبودیپ پنتی سوتر (۶) چند پنتی سوتر (۷) سور پنتی سوتر (۸) نرئی یاولی سوتر (۹) کپیا سوتر (۱۰) کپ بڑیسیا سوتر (۱۱) پوپیا سوتر (۱۲) پپہ چولیا سوتر۔ پانچ کلپ سوتر جیسے (۱) اتراادھین سوتر (۲) نشیتھ سوتر۔ (۳) کلپ سوتر (۴) ویوہار سوتر اور (۵) جیت کلپ سوتر۔ چھ چھید جیسے (۱) مہانشیتھ برہم داچنا سوتر (۲) مہانشیتھ گھوڑا داچنا سوتر (۳) مدھیم داچنا سوتر (۴) پنڈ نرکتی سوتر (۵) اوگھ نرکتی سوتر اور (۶) پریوشنا سوتر۔ دس پینا سوتر جیسے (۱) چتسرن سوتر (۲) پچ کھان سوتر

(۳) تدل ویالک سوتر (۴) بھکتی پرگیان سوتر (۵) مہاپرتیاکھیان سوتر (۶) چندراوجیہ سوتر (۷) گتی وجیہ سوتر (۸) مرن سمادھی سوتر (۹) دیویندر سنگم سوتر اور (۱۰) سنسار سوتر اور نندی سوتر یہ گرو دھار سوتر بھی مستند مانتے ہیں۔ پانچ پنچانگ جیسے، مذکورہ بالا سب کتب کی ٹیکا۔ (۲) ٹیکا (۳) چرنی (۴) بھاشیہ۔ یہ چار اقسام شرح اور مذکورہ بالا تمام متن (اصل کتب) یہ سب مل کر پانچ انگ (یعنی جین لٹریچر کے پانچ حصے) کہلاتے ہیں۔ ڈھونڈھیا فرقہ کتب شرح کا معتقد نہیں ہے۔ مندرجہ بالا کتب کے علاوہ بھی بہت سی کتب ایسی ہیں جو جینیوں کے نزدیک مستند ہیں۔ اس فرقے کی تنقید بالتفصیل بارھویں باب میں کی گئی ہے۔ ناظرین وہاں ملاحظہ کریں۔

جینیوں کی کتب میں تکرار مضامین یعنی ایک ایک بات کو بار بار دہرانے کا نقص بے شمار مقامات پر پایا جاتا ہے اُنکی یہ بھی عادت ہے۔ کہ اگر ان کی کوئی مذہبی کتاب کسی غیر مذہب والے کے ہاتھ لگ گئی ہو یا طبع ہو چکی ہو۔ تو بعض لوگ اسے غیر مستند قرار دے دیتے ہیں۔ لیکن اُن کا یہ عذر قابلِ پذیرائی نہیں ہے۔ کیونکہ جو کتاب ایک کے نزدیک مستند ہے اور دُوسرے کے نزدیک غیر مستند۔ وہ تمام فرقہ جین کی نظر سے غیر مستند نہیں ہو سکتی۔ البتہ جس کتاب کو نہ کوئی جینی اب مستند مانتا ہو اور نہ کبھی پہلے کسی نے اس کا استناد کیا ہو۔ اُسے بطور سند پیش نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ایسی کتاب ایک بھی نہیں ہے۔ جو کسی جینی کی نظر میں مستند نہ ہو جس کتاب کو جو شخص مستند تسلیم کرتا ہو اُس کی تنقید کا مخاطب بھی وہی ہے۔ ایسے افراد کی بھی کمی نہیں جو یوں تو کسی کتاب کے معتقد ہوتے ہیں۔ لیکن مجلسوں اور مباحثوں میں اس سے مُنکر ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جینی لوگ اپنی مذہبی کتب کو چھپا رکھتے ہیں۔ غیر مذاہب کے لوگوں کو وہ اپنی کتب مقدسہ نہ دیتے ہیں نہ سناتے ہیں۔ اور نہ پڑھنے دیتے اور نہ پڑھاتے ہیں۔ کیونکہ ان کی کتب میں ایسی غیر ممکن باتوں کی بھرمار ہے۔ کہ جن کی وجہ سے (مخالفین کے روبرو) انہیں خواہ مخواہ لاجواب ہونا پڑتا ہے۔ ردِ باطل کا اصلی جواب ترکِ باطل ہے۔

عیسائیت اور اسلام تیرھویں باب میں مذہب عیسوی پر تبصرہ کیا ہے عیسائیوں کی مذہبی کتاب بائیبل ہے۔ اس کی خاص تفصیل تیرھویں باب میں ملاحظہ کیجئے۔ چودھویں باب میں مذہبِ اسلام کا ذکرِ خیر ہے۔ اہلِ اسلام اپنے عقائد کی بنیاد قرآن کو مانتے ہیں۔ چودھویں باب میں ان عقائد پر بالتفصیل روشنی ڈالی گئی ہے۔

اِس کے بعد ویدک عقائد کا بیان کیا گیا ہے۔

مصنّف کی منشاء جو شخص اس کتاب کا مطالعہ مصنّف کی منشاء کے برعکس کسی اور غرض سے کریگا۔ اس پر اس کے مطالب کا ظاہر ہونا محال ہے۔ کیونکہ مفہوم کلام سے آگاہ ہونے کے لئے چار چیزوں کا خیال رکھنا شرط ہے۔ جو شخص ان چار باتوں کو مدنظر رکھ کر کسی کتاب کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس پر اس کتاب کا مفہوم کما حقہ منکشف ہو جاتا ہے۔ (۱) آکانکشا یعنی اجزائے کلام کا ایک دوسرے کے بغیر غیر مکمل رہنا۔ مثلاً فاعل فعل کے بغیر اور فعل فاعل کے بغیر نامکمل ہے۔ انہیں ملا کر پڑھنا لازم ہے۔ (۲) یوگیتا۔ یعنی اہلیت اشیاء۔ مثلاً پانی سینچنے کی اہلیت رکھتا ہے (اگر کوئی کہے کہ آگ سینچتی ہے۔ تو فقرہ مہمل ہوگا)۔ (۳) آسنّی۔ الحاق الفاظ۔ یعنی باہم مربوط الفاظ کو ایک دوسرے کے نزدیک لکھنا اور بولنا۔ (۴) تات پریہ یعنی مفہوم متکلم۔ کلام کے معنی متکلم کے مفہوم کے مطابق کرنے چاہئیں۔ اکثر ہٹ دھرمی اور ضدی لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ متکلم کے منشاء کے خلاف فرضی تاویلیں کر لیتے ہیں۔ فرقہ وارانہ مذاہب میں یہ نقص بالخصوص پایا جاتا ہے۔ کیونکہ فرقہ بندی کی ضد کی وجہ سے ان لوگوں کی عقل تاریکی میں مبتلا ہو کر زائل ہو جاتی ہے۔ اس لئے جیسے میں پرانوں جینیوں کی مذہبی کتب۔ بائیبل اور قرآن کو شروع سے ہی بُری نظر سے نہ دیکھ کر ان کی خوبیوں کو تسلیم اور نقائص کو ترک کرتا ہوں۔ اور تمام بنی نوع انسان کی بہبودی کے لئے کوشاں ہوں۔ یہی وطیرہ سب کو اختیار کرنا چاہیئے۔ میں نے ان تمام مذاہب کے چند چیدہ چیدہ نقائص ظاہر کئے ہیں۔ تاکہ بنی نوع انسان حق و باطل میں تمیز کر سکے۔ اور حق کو قبول اور باطل کو رد کرنے کے قابل ہو۔ بنی نوع انسان کو جو دراصل ایک ہے غلط راستوں پر ڈال کر ان کے دلوں میں اختلاف پیدا کرنا اور باہمی مخالفت کے ذریعے جنگ و جدل کی بنیاد ڈالنا علماء کرام کی فطرت سے بعید ہے۔

(ممکن ہے) جہلا اس کتاب کے مطالعہ سے برعکس نتائج ہی اخذ کریں۔ علماء کرام ضرور صحیح مطالب پر پہنچیں گے۔ میں نے اپنی محنت کا ثمر یہی سمجھ کر اپنے دل کا مُدعا نیک نہاد اصحاب کے سامنے رکھ دیا ہے۔ وہ جہاں اس کتاب کا خود مطالعہ کریں۔ وہاں دوسروں کو بھی مطالعہ کرنے کی ترغیب دے کر میری محنت کو بار آور کریں۔ تعصب سے بالاتر ہو کر حقیقت کا اظہار کرنا جیسے میرا فرض اولین ہے۔ ویسے ہی تمام بنی نوع انسان حضرات کا۔

(ستیہ آنند سوروپ) ہست بالذات۔ مدرک بالذات۔ مسرور بالذات پرمیشور جو تمام عالم کی جان ہے۔ وہ (استریامی) منضبط باطن ہمارے اِس پاک ارادے کو

وسعت اور استقلال (کی دولت) عطا کرے۔ ع

عاقلاں را اِشارہ کافی است

تمام شُد دیباچہ

مقام رانا جی کا اُدے پُور
بھادرپد شکل پکش سمت ۱۹۳۹

(سوامی) دیانند سرسوتی

حصّہ اوّل

سچدانند ایشور کو نمسکار ہو! بار بار نمسکار ہو!

سچدانند

ست چت۔ اور آنند ان تین الفاظ سے مرکب ہے ست کے معنے ہست (بالذات) چت کے معنے مدرک (بالذات) اور آنند سورُوپ کے معنے مسرور (بالذات) ایشور کے معنے صاحبِ نعمت و قدرت۔

باب اول

اسمائے الٰہی

ओ३म् शन्नो मित्रः शं वरुणः शन्नो भवत्वर्य्यमा । शन्न इन्द्रो बृहस्पतिः शन्नो विष्णुरुरुक्रमः ॥ नमो ब्रह्मणे नमस्ते वायो त्वमेव प्रत्यक्षं ब्रह्मासि । त्वामेव प्रत्यक्षं ब्रह्म वदिष्यामि ऋतं वदिष्यामि सत्यं वदिष्यामि तन्मामवतु तद्वक्तारमवतु अवतु मामवतु वक्तारम् ॥ ओ३म् शान्तिश्शान्तिश्शान्तिः ॥

اسم اعظم "اوم" کے معنی (۱) "اوم" پرمیشور کا اسم اعظم ہے۔ کیونکہ اس کی ترکیب "ا" "ا" "م" ان تین حروف سے ہوئی ہے۔ اور ان حروف میں پرمیشور کے کثیر التعداد نام آجاتے ہیں۔ مثلاً "ا" سے وراٹ (نور علے نور) اگنی (روشن بالذات) وشنو (محیط) وغیرہ۔ "ا" سے ہرنیہ گربھ (مخزن نور) وایو (قدیر) تجس (متجلی) وغیرہ۔ اور "م" سے ایشور (مالک) آدتیہ (غیر منقسم غیر فانی) اور پراگنی (علیم) وغیرہ اسمائے الٰہی مفہوم و ماخذ ہوتے ہیں۔ وید وغیرہ متعدد شاستروں (کتب حقہ) میں ان کی توضیح ایسے انداز سے کی گئی ہے۔ کہ سلسلہ کلام کو دیکھنے سے یہ سب نام پرمیشور ہی کے معلوم ہوتے ہیں۔

وراٹ وغیرہ اسما کا مسمّےٰ ایشور (معترض) "وراٹ" وغیرہ الفاظ سے پرمیشور کے علاوہ دیگر اشیا کیوں نہ مراد لی جائیں۔ مثلاً عالم موجودات۔ خاک وغیرہ عناصر۔ اندر وغیرہ دیوتا اور علم طب کی کتب میں سونٹھ وغیرہ ادویات کے لیے بھی تو ان الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔

مجیب:۔ ہاں! ہوتا ہے۔ لیکن پرمیشور کے لئے بھی ہوتا ہے۔

معترض:۔ تم ان الفاظ سے فقط دیوتا مُراد لیتے ہو یا نہیں؟

مجیب دیوتا مراد لینے میں کیا سند ہے؟

معترض سب دیوتا معروف ہیں اور تمام اشیاء سے افضل ہیں اس لئے میں ان الفاظ سے بھی کو مُراد لیتا ہوں

الفاظ کے معانی میں شرط۔ موقعہ اور محل

مجیب۔ تو کیا پرمیشور غیر معروف ہے؟ یا کوئی شے پرمیشور سے بھی افضل ہے؟ تو تم ان ناموں سے پرمیشور مُراد کیوں نہیں لیتے؟ پرمیشور نہ تو غیر معروف ہے نہ کوئی شے اس سے افضل۔ افضل تو کیا؟ کوئی اس کا ہم پایہ بھی نہیں۔ اس صورت میں تمہارا قول صحیح نہیں۔ اس میں کئی نقص اور ہوتے ہیں مثلاً یا دست نیا یعنی میسّر چیز کو چھوڑ کر غیر میسّر کی آرزو کرنا۔ کسی نے کسی کے سامنے کھانا رکھ کر کہا اسے تناول کیجئے۔ وہ اسے چھوڑ کر غیر میسّر اشیاء کی تلاش میں اِدھر اُدھر پھرنے لگا۔ ایسے شخص کو عقلمند نہیں سمجھنا چاہیئے کیونکہ وہ حاضر یعنی حاصل اشیاء کو ترک کر کے غائب یعنی غیر حاصل اشیاء کی تحصیل کی کوشش کرتا ہے۔ یہی مثال آپ کے قول پہ صادق آتی ہے۔ آپ بھی اُن ذات وغیرہ الفاظ کے معروف و مستند معنے پرمیشور اور عالم موجودات جو اشیاء موجودہ کے نام ہیں نہ لے کر غیر ممکن اور غیر موجود دیوتا وغیرہ اخذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے معنے لینے میں نہ سند ہے نہ دلیل۔ اور اگر آپ کی منشاء یہ ہو کہ جہاں جس چیز کا ذکر ہو۔ وہاں وہی چیز مُراد لینی چاہیئے (تو ہمیں منظور ہے) جیسے کسی آقا نے نوکر سے کہا "سیندھو لے آ"۔ نوکر کو محل اور موقعہ کا خیال رکھنا ضروری ہے لفظ "سیندھو" کا استعمال دو چیزوں کے لیے ہوتا ہے ایک گھوڑا۔ دوسرا نمک۔ اگر آقا کے کہیں جانے کا وقت ہو تو اسے گھوڑا لانا چاہیئے۔ اور اگر کھانے کا وقت ہو تو نمک اگر روانگی کے موقعہ پہ نمک اور کھانے کے وقت گھوڑا لے آئے گا۔ تو آقا اس پہ ناراض ہو کر کہے گا۔ تو بیوقوف ہے روانگی کے وقت نمک اور کھانے کے وقت گھوڑا لانے کا کیا مطلب ہے؟ تو موقعہ شناس نہیں۔ اور جس وقت جو چیز مطلوب تھی وہی لاتا۔ تجھے میرے کلام کے محل کا خیال رکھنا چاہیئے تھا سو تو نے نہیں رکھا۔ تو احمق ہے یہاں سے چلا جا۔ اس مثال سے ثابت ہوا کہ جس مقام پہ جو مفہوم منشاء متکلم کے مطابق ہو۔ وہی اخذ کرنا چاہیئے۔ یہی خیال اور یہی عمل میرے اور آپ سب کے لئے مناسب ہے۔

"اوم" کے معنی ایشور لینے میں اسناد

اب مفسّر کے معنے کرتے ہیں (اس میں پہلے حوالہ جات[1] ملاحظہ ہوں۔

ओ३म् खम्ब्रह्म ॥ १ ॥

۱۔ "اوم" "آکاش" (خلا) کی طرح محیط اور سب سے بڑا ہے۔ (یجروید ۴۰ - ۱۷)

دیکھئے۔ ویدوں میں ایسے مقامات پر "اوم" وغیرہ اسماء کا استعمال پرمیشور کے لئے ہوا ہے۔ اوم (۱) کے معنے حفیظ۔ کم "کے معنے آکاش (خلا) کی طرح محیط۔ اور برہم کے معنے سب سے بڑا۔ ان سب اسماء کا مسمّیٰ ایشور ہے۔

ओमित्येतदक्षरमुद्गीथमुपासीत ॥ २ ॥

۲۔ "اوم" نام سے موسوم (پرمیشور) جو کبھی فنا نہیں ہوتا اُسی کی عبادت کرنا واجب ہے دیگر کسی کی نہیں (چھاندوگیہ اپنشد)

[1] صفحہ ملاحظہ ہو دیکھیں

ओमित्येतदक्षरमिदꣳ सर्वं तस्योपव्याख्यानम् ॥ ३ ॥॥

۳۔ وید وغیرہ شاستروں میں پرمیشور کا اسم اعظم "اوم" کو کہا ہے (ماڈوکیہ اُپنشد۔ ۱)

اوم پرمیشور کا ذاتی نام ہے۔ دیگر اسما صفاتی ہیں۔

सर्वे वेदा यत्पदमामनन्ति तपांसि सर्वाणि च यद्वदन्ति ।

यदिच्छन्तो ब्रह्मचर्यं चरन्ति तत्ते पदं संग्रहेण ब्रवीम्योमित्येतत् ॥ ४ ॥

۴۔ تمام وید جس کا بالتعظیم وذکر کرتے ہیں تمام ریاضتیں یعنی اعمال صالحہ جس کے ذکر پاک کی تعلیم ہیں۔ جس کے قرب کے لئے برہمچریہ آشرم کے قواعد کی پابندی اختیار کی جاتی ہے وہ پاک نام اوم ہے۔ (کٹھ اُپنشد۔ ۲ — ۱۵)

प्रशासितारं सर्वेषामणीयांसमणोरपि ।

रुक्माभं स्वप्नधीगम्यं विद्यात्तं पुरुषं परम् ॥ ५ ॥

۵۔ جو سب کا ہدایت کرنے والا۔ لطیف سے لطیف متجلی بالذات ہے۔ اور جس کا مشاہدہ عقل انسانی بحالت آزاد اسمادھی کرتی ہے۔ اس کو "پرم پرش" یعنی افضل تمیں ذات سمجھنا چاہیئے۔

एतमग्निं वदन्त्येके मनुमन्ये प्रजापतिम् ।

इन्द्रमेके ऽपरे प्राणमपरे ब्रह्म शाश्वतम् ॥६॥॥

۶۔ منوّر بالذات ہونے کی وجہ سے پرمیشور کا نام "اگنی" ہے۔ علیم بالذات ہونے کے باعث "منو" سب کا حافظ ہونے کی وجہ سے "پرجاپتی" سب سے بڑھ کر صاحب دولت وحشمت ہونے کی وجہ سے "اِندر" بلغ حیات ہونے کی وجہ سے "پران" اور "محیط کل" ہونے کے باعث "برہما" ہے۔ (ستیارتی ۱۱ — ۱۷۷ — ۱۷۳)

स ब्रह्मा स विष्णुः स रुद्रस्स शिवस्सो ऽक्षरस्स परमः स्वराट् ।

स इन्द्रस्स कालाग्निस्स चन्द्रमाः ॥ ७ ॥

۷۔ تمام عالم کا خالق ہونے کے باعث پرمیشور "محیط کل" ہونے کی وجہ سے "وشنو" گنہگاروں کو سزا دینے اور رُلانے کے باعث "رُدر" مخزن برکات ومنبع سعادات ہونے کے باعث پرمیشور "شو" کہلاتا ہے جو سب کا احاطہ کرتا ہے۔ اور کبھی فنا نہیں ہوتا۔ وہ "اکشر" ہے۔ روشن بالذات ہونے سے "سوراٹ" پرلے کے وقت آگ کی طرح سب کا خاتمہ کرنے والا۔ کال کا بھی کال یعنی موت کی بھی موت ہے۔ اس لئے پرمیشور کو "کال اگنی" کہتے ہیں۔ (کیولیہ اُپنشد ۱ — ۸)

(نوٹ صفحہ ۱) اے رشی دیانند نے پہلے ان حوالجات کا متن پھر ان میں مستعمل اسمار الٰہی کی توضیح سنسکرت میں اور ان کا بعد آمدہ بجا شامیں کی ہے۔ یہ بیچ میں اپنی رائے درج فرمائی ہے۔ ترجمہ میں یہ تمام توضیحات الگ الگ دینے سے خود بخود اعادہ ہوتا ہے۔ ہم نے تمام توضیحات کا مفہوم یکجا کر دیا ہے اور جو بیچ میں رشی کی اپنی رائیں تھیں اُن کا ترجمہ آخر میں کر دیا ہے۔ اس سے ترجمے کی ترتیب متن سے مختلف ہو گئی ہے مگر مفہوم میں فرق نہیں آیا (مترجم) ۱۲ منہ نمائندہ طالب علمی جس کی افضل دیانت ضبط نفس ہے

इन्द्रं मित्रं वरुणमग्निमाहुरथो दिव्यः स सुपर्णो गुरुत्मान् ।
एकं सद्विप्रा बहुधा वदन्त्यग्निं यमं मातरिश्वानमाहुः ॥ ८ ॥

۸۔ جو واحد۔ لاشریک۔ برحق۔ اعلےٰ تریں ذات ہے۔ وہی "اِندر" وغیرہ ناموں سے موسوم ہے۔ جو دیوتا وغیرہ تمام لطیف موجودات میں موجود ہے۔ وہ "دِویہ" جس کی پالن، ربوبیت احسن اور دائمی علیت اکمل ہے۔ وہ "سُپرنؔ" جس کی ذات علیم ہے۔ وہ "گرُتمانؔ" اور جو ہوا کی طاقت سی بے حد طاقتیں رکھتا ہے۔ وہ "ماترِشوانؔ" ہے۔ یہ سب صفات پرمیشور میں پائی جاتی ہیں۔ اِس لئے "دِویہ" وغیرہ سب نام پرمیشور کے ہیں (اِس منتر میں مذکور باقی ناموں کے معنے آگے چل کر بیان کئے جائیں گے۔ (رگوید ۱۔۱۶۴۔۴۶)

भूरसि भूमिरस्यदितिरसि विश्वधाया विश्वस्य भुवनस्य धर्त्री ।
पृथिवीं यच्छ पृथिवीं दृꣳह पृथिवीं मा हिꣳसीः ॥ ९ ॥

۹۔ جس کے سہارے سب جاندار موجود ہیں۔ وہ ایشور "بھُومی" نام سے موسوم ہوتا ہے (رگوید ۱۰۔۸۵۔۲۲) (اِس منتر میں مذکور) باقی ناموں کی توضیح آگے چل کر کی جائے گی۔

इन्द्रो महा रोदसी पप्रथच्छव इन्द्रः सूर्यमरोचयत् ।
इन्द्रे ह विश्वा भुवनानि येमिरे इन्द्रे स्वानास इन्दवः ॥ १० ॥

۱۰۔ ذوالجلال پرمیشور نے اپنی قدرت سے زمین و آسمان کو حرکت عطا کی۔ ذوالجلال پرمیشور نے سورج کو روشنی عطا کی۔ ذوالجلال پرمیشور کے قبضۂ قدرت میں تمام موجودات قائم ہیں۔ ذوالجلال پرمیشور میں آبِ حیات کے سرچشمے فخر سرا ہیں) (سام وید۔ پربھاتک ۷۔۱۔۸)

اِس منتر میں لفظ "اِندر" (ذوالجلال) پرمیشور کے لئے آیا ہے اِس لئے اِس کا اندراج یہاں کیا گیا ہے۔

शाखाय नमो यस्य सर्वमिदं वशे ।
यो भूतः सर्वस्येश्वरो यस्मिन्त्सर्वं प्रतिष्ठितम् ॥ ११ ॥

۱۱۔ جیسے تمام اجسام اور حواس پر اُن کی قوتِ حیات کے حیطۂ اختیار میں ہیں۔ ایسے ہی تمام عالم پرمیشور کے حیطۂ اختیار میں ہے۔ (اتھروید ۱۰۔۷۔۱)

ایشور کا کوئی نام مہمل نہیں

اِن تمام حوالہ جات کے اندراج کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ اِن "اوم" وغیرہ الفاظ سے مُراد پرمیشور ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ پرمیشور کا کوئی نام مہمل نہیں ہے۔ دُنیا میں اس برعکس نہند نام زنگی کافور کے مصداق کسی مفلس قلاش شخص کا نام دھن پت یعنی صاحبِ دولت ہو سکتا ہے۔ (مگر ایشور کے لئے یہ بات نہیں) ایشور کے تمام نام ایشور کی کسی صفت یا فعل یا عادت کو ظاہر کرتے ہیں۔

لہ اِس منتر میں بھُومی کے علاوہ پرمیشور کے تین نام اَور آئے ہیں۔ ایک "اَدِتی" جس کے معنے ہیں "کامل تجزیہ۔ اور دِشودھایا" یعنی قیوم کل۔

اوم ذاتی نام ہے۔ دیگر اسماء صفاتی ہیں

مندرجہ بالا اسماء کے صحیح صحیح مفہوم سمجھ لینے سے ان اسماء کا صاف پرمیشور معلوم ہوتا ہے چونکہ تمام اہل اگنی وغیرہ اسماء کا موسوم اعلیٰ دیا کرن۔ برکت۔ برہمن۔ یوگ وغیرہ رشیوں کی تصانیف میں پرمیشور ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ اس لئے سب کو یہی مفہوم اخذ کرنا چاہیئے۔ ان اسماء میں سے "اوم" فقط پرمیشور کا نام ہے۔ اور "اگنی" وغیرہ اسماء سے پرمیشور مراد لینے کا باعث ایک تو سلسلۂ کلام ہے دوسرے وہ اسماء صفت ہیں۔ جہاں اسماء (موصوف) کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں جہاں جہاں موضوع کلام ستی پرارتھنا (حمد و ثنا اور پاسنا) تقریر الٰہی ہو یا جہاں علیم کل بحیط کل پاک۔ قدیم۔ خالق وغیرہ اسماء صفات کا استعمال ہوا ہو۔ وہاں ان الفاظ سے پرمیشور مراد لیا جاتا ہے۔ اور جہاں موضوع کلام ایسا ہو جیسے حوالجات ذیل ہیں:-

ततो विराडजायत विराजो अधि पूरुषः । स जातो अत्यरिच्यत पश्चाद्भूमिमथो पुरः ।

तेन देवा अयजन्त । पश्चाद्भूमिमथो पुरः ।

تب وراٹ پیدا ہوا۔ وراٹ سے پرش۔ خرد تک سے دیو اور پرش سے اگنی پیدا ہوا۔ اس سے دیو پیدا ہوئے۔ اس کے بعد بھومی۔ ایسے ہی آگے۔ (یجروید ۳۱ - ۵ - ۱۲ - ۹ - ۵)

तस्माद्वा एतस्मादात्मन आकाशः सम्भूतः । आकाशाद्वायुः ।

वायोरग्निः । अग्नेरापः । अद्भ्यः पृथिवी । पृथिव्या ओषधयः ।

ओषधिभ्यो ऽन्नम् । अन्नाद्रेतः । रेतसः पुरुषः । स वा एष पुरुषो ऽन्नरसमयः ॥

اس یا اس آتما سے آکاش پیدا ہوا۔ آکاش سے وایو۔ وایو سے اگنی۔ اگنی سے جل۔ جل سے پرتھوی۔ پرتھوی سے اوشدھیاں۔ اوشدھیوں سے انّ۔ انّ سے بیرج (نطفہ) بیرج سے پرش۔ اس طرح پرش انّ کے رس کا پتلا ہے۔

(کٹھ اپنشد۔ برہم آنند دلی)

ان اسماء کے دیگر معانی

ایسے مقامات پر وراٹ۔ پرش۔ دیو۔ آکاش۔ وایو۔ جل۔ بھومی وغیرہ اسماء سے موجودات دنیا مراد لئے جاتے ہیں۔ کیونکہ جہاں پیدائش۔ قیام (بالغی) فنا۔ قلت علم۔ عدم ادراک محسوسیت وغیرہ اوصاف کا بیان ہو۔ وہاں پرمیشور کا ذکر نہیں ہو سکتا۔ پرمیشور پیدائش وغیرہ کو الف سے بالاتر ہے۔ اور مندرجہ بالا منتروں میں پیدائش وغیرہ کا بیان ہے۔ بنابرآں ان مقامات پر وراٹ وغیرہ الفاظ سے موجودات دنیا مراد لئے جاتے ہیں نہ کہ پرمیشور۔ برعکس اس کے جہاں علیم کل وغیرہ صفات کا ذکر ہو وہاں پرماتما۔ اور جہاں زحمت۔ نفرت۔ کوشش۔ راحت۔ رنج اور قلت علم وغیرہ اوصاف مذکور ہوں۔ وہاں روح مراد لی جاتی ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے اس کا اطلاق ہر جگہ کرنا چاہیئے چونکہ پرمیشور کی پیدائش اور وفات کبھی نہیں ہوتی۔ اس لئے مندرجہ بالا منتروں میں وراٹ وغیرہ اسماء اور پیدائش وغیرہ اوصاف سے عالم موجودات کی غیر مدرک اشیاء اور (مدرک) ارواح مراد لینی چاہئیں نہ کہ پرمیشور۔

اسماء الٰہی اور ان کا اشتقاق

"وراٹ" وغیرہ الفاظ کے معنے پرمیشور لئے جانے کے لئے مندرجہ ذیل اشتقاقات سند ہیں:-

لفظ	اُپ سرگ	مصدر	پہچان یعنی علامت
لفظ 'اوم' کے معنے:-			
۲۳ وِراٹ	وِ	راجِ بمعنی روشن کرنا	کوپ۔

جو گونا گوں یعنی متحرک اور غیر متحرک موجودات کو روشن کرتا ہے۔ وہ "وِراٹ" نام سے موسوم پرمیشور ہے

۲۴ اگنی	اِنجِ بمعنی (گتی) حرکت	گتی کے تین معنی ہیں:-
	پرستش و تعظیم۔ اگ۔ اگ	
	اِنی بمعنی (گتی) حرکت	علم حرکت اور وصال

جو علیم بالذات علیم کل۔ جاننے قرب حاصل کرنے اور عبادت کرنے کے لائق ہے۔ وہ "اگنی" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

۲۵ وِشنو - وِشَ بمعنی ادخال یعنی سمانا (کون)

جس میں آکاش وغیرہ عناصر سمائے ہوئے ہیں یا جو آکاش وغیرہ عناصر میں محیط ہو کہ ان میں سمایا ہوا ہے۔ وہ "وِشنو" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

یہ تین اور اسی طرح پر بجز اسماء حرف "ا" سے ماخوذ ہوتے ہیں

ایتریہ اور شت پتھ برہمن میں لکھا ہے:- "ہرنیہ روشنی ہی کو کہتے ہیں"۔ "ہرنیہ جلال ہی کو کہتے ہیں"۔ (اور گربھ کے معنے ہیں مقام یا علت)۔ اس لئے "ہرنیہ گربھ" کے معنے ہوئے آفتاب وغیرہ روشن اشیاء کا مقام اور علت۔ وہ پرمیشور ہے۔ اس کے لئے مجرد دید ۱۳ - ۴ سند ہے۔

हिरण्यगर्भः समवर्त्तताग्रे भूतस्य जातः पतिरेक आसीत् ।
स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमां कस्मै देवाय हविषा विधेम ॥

۲۶ وایُو	-	وا بمعنی حرکت و فنا	(اُن)

وایُو کے معنی ہیں وہ ذات جو متحرک و غیر متحرک موجودات کو قائم اور زندہ رکھتی اور فنا کرتی ہے۔ اور جو سب سے زیادہ قوی اور قادر ہے اور وہ پرمیشور ہے۔

۲۷ تیجس	-	تِج بمعنی تیز کرنا	اس سے "تیج" اور "تیج" سے نامہ "تیجس"

جو خود روشن ہے اور آفتاب وغیرہ متوسط موجودات کو روشن کرتا ہے۔ وہ "تیجس" نام سے موسوم پرمیشور ہے

یہ تین اور اسی طرح پر بجز اسماء حرف "ا" سے اخذ ہوتے ہیں۔

۲۸ ایشور	-	ایش بمعنی دولت و حشمت	(ورنج)

جس کا علم برحق اور دولت و حشمت بے حد ہیں۔ وہ "ایشور" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

۲۹ آدتیہ	-	دو بمعنی تجزیہ	اس سے "ادتی" بمعنی ناقابل تجزیہ اس سے نامہ "آدتیہ"

جس کے اجزا نہیں ہو سکتے۔ اور جو فنا سے بالاتر ہے۔ وہ "اَدِتی" نام سے موسوم ہوتا ہے "آدتیہ" کے بھی یہی معنے ہیں۔

لفظ	اُپ سرگ	مصدر	پرتیئے یعنی علامات
پراگیہ[۳۰]	پر	گیا بمعنی علم	اس سے "پرگیہ" اور اس سے "ہاست پراگیہ"

جو سہو وخطا سے بَرا ہے اور احوالِ عالم کو کماحقہ جانتا ہے۔ وہ "پرگیہ" پرمیشور ہے یہی معنے پراگیہ کے ہیں یہ تین اور علےٰ ہذا القیاس دیگر اسماء اوصاف کے معانی حرف "م" سے ماخوذ ہوتے ہیں۔

جیسے یہاں ایک ایک حرف کے تین تین معنے بیان کئے گئے ہیں۔ ایسے ہی دیگر اسماء بھی لفظ "اوم" سے ماخوذ ہوتے ہیں۔

اس باب کے عنوان کے طور پر درج کئے گئے منتر "شنّو مترہ ..... " میں جو "مِتر" وغیرہ اسماء ہیں۔ ان کا موضوع بھی پرمیشور ہے۔ کیونکہ دُستی۔ پراتما۔ اَدِتیا سنا) حمد دُعا اور تمنا کے قریب کی مخاطب افضل ترین ذات ہوتی ہے۔ افضل کے معنی ہیں وہ ذات جو اوصاف۔ افعال۔ عادات اور اشغال حسنہ میں سب سے برتر ہو۔ افضل ذاتوں میں بھی افضل ترین پرمیشور کی ذات ہے جس کا ہم پایہ نہ کوئی ہوا۔ نہ ہے اور نہ ہوگا جب ہم پایہ نہیں۔ تو اُس سے برتر پھر کیسے ہو سکتا ہے۔ جیسے پرمیشور کے راستی۔ عدل۔ رحم۔ قدرت کاملہ اور علم کل وغیرہ بے انتہا اوصاف ہیں ویسے کسی غیر مدرک شے یا مدرک روح کے نہیں ہیں۔ جو ذات برحق ہے۔ اُس کی صفات۔ افعال اور عادات بھی برحق ہوتی ہیں۔ اِس لئے بنی نوع انسان پر واجب ہے۔ کہ فقط پرمیشور (خدا تعالےٰ) ہی سے دعا مانگیں۔ اور اسی کی حمد و ثنا اور قرب کی تمنا کریں۔ دیگر کسی شے کی نہیں۔ برہما۔ وشنو۔ مہادیو نام کے اولوالعزم علماء و فرشتہ سلف (یعنی دانائے سبیل وغیرہ خیس انسانوں اور دیگر درمیانہ درجے کے عام اشخاص کے بھی پرمیشور ہی پر ایمان لا کر اُسی سے دعا مانگی اور اسی کی حمد و ثنا اور قرب کی کوشش کی۔ اس کے علاوہ اور کسی کی نہیں۔ یہی عمل ہمیں بھی کرنا چاہیئے۔ اس مضمون پر خاص طور پر نجات اور قرب حق کے سلسلے میں غور کیا جائے گا۔

معترض "مِتر" وغیرہ اسماء کے معنے دوست (یا مثل انسان) اور "اِندر" وغیرہ کے معنے دیوتا لینے چاہئیں کیونکہ یہ معنے معروف اور مروج ہیں۔

مجیب۔ یہاں یہ معنے لینا مناسب نہیں۔ کیونکہ جو انسان کسی کا دوست ہے۔ وہ کسی اور کا دشمن ہے۔ اور پھر کسی اور کا دوست ہے نہ دشمن۔ اس لئے "مِتر" کے لغوی معنوں کا کامل اطلاق انسان دوست پر نہیں ہو سکتا جیسے پرمیشور تمام عالم کا یقیناً دوست ہے۔ نہ کسی کا دشمن ہے اور نہ کسی سے بے تعلق یعنی نہ دوست نہ دشمن یا کسی کو جیو یعنی جاندار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس لفظ کے اصلی اور مکمل معنے پرمیشور ہوں گے۔ اور اس کے بعد اصطلاحی اور مجازی معنے انسان دوست کے بھی لئے جا سکتے ہیں۔

مِتر[۳۱]	حمدًا بمعنی محبت	اُنادک کترا
وَرُن[۳۲]	(۱) وِرنچ بمعنی قبول کرنا (۲) وَر بمعنی خواہش کرنا	اُنادی آتن

جو سب کا محب اور محبوب ہے یعنی جو سب سے محبت کرتا ہے اور جس سے سب محبت کرتے ہیں وہ "متر" نام سے موسوم پرمیشور ہے

جو یگی۔ عارف۔ نجات کے خواہشمند اور نجات یافتہ (مکرماتما) دیگر مجسم اشخاص کو شرفِ قبولیت عطا کرتا ہے یا جو انسانوں میں ممتاز۔ نجات کے خواہشمند اور نجات یافتہ (مکرماتما) تمام مجسم اشخاص کا مقبول ہے۔ وہ "دُرگا" نام سے موسوم پرمیشور ہے "دُرگا" کے معنے افضل بھی ہیں اس لئے بھی یہ نام پرمیشور کا ہے۔

اَدِیتا ۔ { بمعنی حرکت و وصال ۔ یَت
ماں بمعنی بنانا یا تعظیم کرنا ۔ کَنن

جو ٹھیک عمل کرنے والوں کو عظمت اور گناہ و ثواب کرنے والوں کو باترتیب سزا اور جزا دیتا ہے۔ وہ "اَدِیتا" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

اِندر ۔ اِر بمعنی دولت و حشمت ۔ دَن

جو تمام دولت و حشمت کا مالک ہے وہ "اِندر" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

بِرہسپتِ ۔ برہت بمعنی عظیم ۔ پت بمعنی حفاظت یا ربوبیت ۔ ڈت

جو عظیم سے عظیم ہے۔ اور آکاش وغیرہ عظیم موجودات کا حافظ اور رب ہے۔ وہ "برہسپتِ" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

وشنو ۔ وِش بمعنی داخل کرنا متحرک اور غیر متحرک موجودات پر محیط ہونے سے پرمیشور کا نام "وشنو" ہے۔

اَگنی ۔ اُگ بمعنی عظیم قدرت اور طاقت والا

"جو پرمیشور بے انتہا قدرت اور طاقت والا سب کا رب ہے۔ کیونکہ وہ سب سے بالاتر ہے۔ وہ ہمارے لئے راحت و آرام کا باعث ہو۔ وہ سب سے افضل مخزنِ راحت ہے۔ وہ عادل راحت و آرام کا پھیلانے والا ہے۔ وہ تمام دولت و حشمت کا مالک اور بخشندہ ہے۔ وہ سب کا حاکم اور معلم ہے۔ وہ محیطِ کل پرمیشور ہماری فلاح کا موجب ہو۔

جو سب کے اوپر متجلی بہت بڑا۔ لا انتہا قوتوں کا مالک پرمیشور ہے اس اعلیٰ ترین معبود کو ہم (نمسکار) سجدہ کرتے ہیں۔ اے پرمیشور! آپ (انتریامی) منضبط باطل ہونے کی وجہ سے اعلیٰ سے اعلیٰ مشاہدہ کی گئی ذات ہیں ہیں آپ کو اعلیٰ سے اعلیٰ مشہود ذات کہوں گا۔ کیونکہ محیطِ کل ہونے کی وجہ سے آپ کا وصل (اور دیدار) سب کے لئے سہل میسر ہے۔ میں وید میں بیان کئے گئے احکام برحق کی تعمیل و تلقین کروں گا۔ میں حق ہی پر ایمان لاؤں گا۔ اور حق ہی کو اپنے قول اور فعل کا مرجع بناؤں گا۔ سو آپ میری حفاظت کیجئے۔ مجھ حقیقت شعار (راست گفتار) کی حفاظت کیجئے تاکہ میری عقل آپ کے احکام پر مرکوز ہو کر اس کے برعکس کبھی نہ ہو۔ کیونکہ جو آپ کا حکم ہے وہی (دھرم) دین ہے۔ اور جو اس کے خلاف ہے۔ وہ (ادھرم) کفر یعنی بے دینی ہے۔ آپ میری حفاظت کیجئے حفاظت کیجئے۔ (یہ تکرارِ کلام تاکیدی ہے جیسے کوئی کسی سے کہے تو گاؤں جا۔ جا۔ یہاں فعل کے دوبارہ آجانے سے مراد یہ ہے کہ جلدی جا۔ اسی طرح منتر میں "حفاظت کیجئے" اس فقرے کو مکرر کہنے کے معنے ہیں۔ مزید دیکھئے) اے پرمیشور! مجھ پر ایسا کرم فرمایئے کہ میں

لہ رشی دیانند کی اصطلاح میں ادھرم کے معنے پرمیشور کے احکام ہیں ہم آگے لفظ "دھرم" کے بھی معنے کریں گے۔ لفظ ادھرم کے معنے احکام الٰہی کا پابند اور ادھرم کے معنے احکام الٰہی کی خلاف ورزی (مترجم)

(دھرم) دین سے یقیناً مجھ (اَدھرم) بے دینی سے یقیناً نفرت کروں۔ اِس نگاہِ کرم کے لِئے مَیں آپ کا نہایت احسان مند ہوں گا۔"

اس کے بعد لفظ "شانتی" کی تین بار تکرار کی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم تینوں قسم کی تکالیف سے محفوظ ہوں۔ دُنیا میں تکالیف تین قسم کی ہوتی ہیں۔ اوّل ادھیاتمک یا حاصل من النفس یعنی اپنے آپ اور اپنے سے ہونے والی مثلاً جہالت۔ رنجیدگی۔ نفرت۔ حماقت اور بخار وغیرہ سے پیدا ہونے والی تکالیف۔ دوم آدھی بھوتک یا حاصل من الغیر یعنی دُوسرے اِنسانوں اور حیوانوں مثلاً دشمن چیتا۔ سانپ وغیرہ سے حاصل ہونے والی۔ سوم آدھی دیوک یعنی تکالیف سماوی مثلاً بارش۔ گرمی اور سردی کی افراط اور قلب اور حواس کا اِضطراب۔

"اِن تین اقسام کی تکالیف سے ہمیں دُور رکھ ہمیشہ ایسے اعمال میں مصروف رکھیئے جو ہماری بہتری کا باعث ہوں کیونکہ آپ کی ذات میں فلاح ہی فلاح ہے۔ آپ تمام عالم کی فلاح یعنی بہتری کرتے ہیں۔ اور نجات کے خواہشمند نیک اعمال لوگوں کو دولتِ فلاح سے مالا مال کر دیتے ہیں۔ آپ بذریعہ نفیس اپنی رحمت سے تمام بنی نوع اِنسان کے دِلوں میں جلوہ نما ہو جیئے۔ تاکہ تمام مخلوق دھرم (احکام ربانی) پر عمل اور ادھرم (اس کے برعکس) کا ترک کر کے رہائیِ کامل کی مستحق ہو۔ اور تکالیف اور مصائب سے نجات پائے۔"

سُودیہ[۳۰] 'सूयते आत्मा जगतस्तस्थुषश्च' وید میں تمام متحرک یعنی جاندار اور غیر متحرک یعنی زمین وغیرہ بے جان موجودات کے آتما (روح) کو "سودیہ" کہا ہے۔ اِس وید سے اور اس کے علاوہ موجود بالذات ہونے اور سب کو موجود کرنے کی وجہ سے یہاں "سودیہ" پرمیشور کا نام ہے۔

آتما[۳۱] - ات بمعنی متواتر پہنچنا۔ احاطہ کرنا

جو ارواح وغیرہ موجودات پر متواتر یعنی بغیر وقفے کے محیط ہے۔ وہ "آتما" اور جو آتما وں یعنی ارواح وغیرہ سے افضل اور روح مادہ آکاش سے بھی بڑھ کر لطیف اور ارواح کے اندر موجود روحوں کی بھی روح ہے۔ وہ "پرماتما" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

اِیشور[۳۲] - شِنجْ بمعنی رس نکالنا یا بنانا اور
شونگ بمعنی پیدا کرنا

جو متحرک و غیر متحرک موجودات کو بنا یعنی پیدا کرتا ہے۔ وہ "ایشور" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

دیو[۳۳] - دِوُ بمعنی بازی۔ خواہش فتح۔ کاروبار۔ تجلی۔ حمد
سرور۔ مستی۔ خواب۔ مجنت۔ علم

جو تمام عالم کا کھیل کرانے والا۔ نیک اعمال لوگوں کو فتح دلانے کا خواہاں۔ تمام حرکات کے اعلیٰ و ادنیٰ ذرائع کا مہیا کرنے والا۔ روشن بالذات اور تمام اشیاء کو روشن کرنے والا۔ حمد و ثنا کے لائق۔ بالذات سرور اور دوسروں کو سرور بخشنے والا۔ ہستیوں کو ہستی دینے والا۔ سب کے خواب کے لِئے ذات اور بُرے (عالم فنا) کرنے والا

محبت کے قابل اور علیم بالذات ہے۔ وہ "دیو" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

یا جو اپنی ذات میں مسرور ہو کر خود ہی کھیل کھیلتا ہے۔ یا کسی کی مدد کے بغیر کھیل کھیل میں ہی تمام عالم کو بناتا اور تمام کھیلوں کا سہارا ہے۔ جو سب کا تیز کرنے والا مگر خود ناقابل تیز ہے۔ ظلم اور عدل کے بیوہاروں سے باخبر ہے۔ اور اپنی ہدایت کے ذریعے ہمیں ان بیوہاروں کی تمیز سکھاتا ہے۔ جو متحرک اور غیر متحرک تمام عالم کو منور کرتا ہے جو حمد و ثنا کے قابل اور مذمت سے بالاتر ہے۔ جو خود مسرور اور دوسروں کے سرور کا باعث ہے جسے دکھ چھو تک نہیں سکتا۔ جو سدا خوش یعنی غم سے آزاد رہتا ہے۔ اور دوسروں کو خوش اور غم سے آزاد رکھتا ہے جو پرلے (عالم فنا) کے وقت تمام ارواح کو لطیف مادے کی گود میں سلا دیتا ہے جس کے تمام ارادے برحق ہیں اور جس کے قرب کے تمام برگزیدہ اشخاص شائق ہیں۔ جو سب پر محیط اور سب کے علم کا مرجع ہونے کے لائق ہے وہ "دیو" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

کویر — کو بمعنی ڈھانکنا —

جو محیط کل ہونے کی وجہ سے سب پر چھایا ہوا ہے۔ وہ "کویر" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

پرتھوی — پرتھ بمعنی وسعت —

جو اس وسیع عالم کو وسعت دینے والا ہے۔ وہ "پرتھوی" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

جل — جل بمعنی ہلاک کرنا اور اتصال کرنا —

جو بد اعمال لوگوں کو ہلاک کرتا ہے۔ اور مادہ و ذرات کو ملاتا اور پیدا کرتا ہے۔ وہ "جل" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

آکاش — کاشر بمعنی منور کرنا —

جو سارے عالم کو سب اطراف سے منور کرتا ہے۔ وہ "آکاش" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

آتما — اَد بمعنی خوردن۔ اخذ کردن۔ قبول کردن —

"آتما" کے معنے ہیں جو اخذ کیا جائے یا اخذ کرے۔ تیتریہ اپنشد۔ برہم والی انوواک ۲ میں کہا ہے:۔

अद्यतेऽत्ति च भूतानि तस्मादन्नं तदुच्यते ॥

अहमन्नमहमन्नमहमन्नम् । अहमन्नादोऽहमन्नादोऽहमन्नादः ॥ ॥ २ ॥

"میں اَن ہوں۔ میں اَن ہوں۔ میں اَن ہوں۔ میں اَنّاد ہوں۔ میں اَنّاد ہوں۔ میں اَنّاد ہوں۔"

(تیتریہ اپنشد۔ بھرگو والی انوواک ۱۰)

अत्ता चराऽचरग्रहणात् ॥

ویدانت درشن معتقد ویاس منی ۱-۳-۹ میں "اتا" کے معنے متحرک اور غیر متحرک موجودات کا اخذ کرنے والا کیے گئے ہیں۔ جو سب کے باطن (خانۂ دل) میں جگہ پانے اور سب سے قبول کیے جانے کے قابل ہے۔ اور جو متحرک و غیر متحرک تمام عالم موجودات کو اخذ کرتا یعنی اپنے قبضۂ قدرت میں رکھتا ہے۔ وہ ایشور "اَن" "اَتا" اور "اَنّاد" ناموں سے موسوم ہوتا ہے۔ ان الفاظ کا یہی بار تکمیل تعظیماً ہوا ہے۔ جیسے گوبر کے پھل میں کیڑے پیدا ہو کر وہیں رہتے

اور وہیں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ یہی حالت اس عالم کی پرمیشور کے بطن یعنی احاطے میں ہو رہی ہے۔

وشو — وس بمعنی رہائش — ہے

جس میں سب آکاش وغیرہ عناصر رہتے ہیں۔ اور جو ان سب میں بسا ہوا ہے۔ وہ "وشو" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

رُدر — رُدِر بمعنی رونا — ہے

جو ظلم کرنے والے بداعمال شخص کو رُلاتا ہے۔ وہ پرمیشور "رُدر" نام سے موسوم ہے۔

यन्मनसा ध्यायति तद्वाचा वदति यद्वाचा वदति तत् कर्मणा करोति यत् कर्मणा करोति तदभिसम्पद्यते ॥ घते ।

یجروید کے شت پتھ برہمن کا قول ہے۔ کہ "انسان جو دل سے سوچتا ہے۔ وہ زبان سے کہتا اور جو زبان سے کہتا ہے اُسے عمل میں لاتا ہے۔ اور جو عمل میں لاتا ہے۔ اُسی کو پا لیتا ہے۔"

مطلب یہ کہ جو شخص جیسا عمل کرتا ہے۔ اُسے ویسا ہی پھل مل جاتا ہے۔ جب بداعمال شخص ایشور کے منابذ عدل کے مطابق اپنے اعمال کے ثمرہ کے طور پر مکالیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تو روتے ہیں۔ پرمیشور کا رُلانا یہی ہے

आपो नारा इति प्रोक्ता आपो वै नरसूनवः । — اور اسی وجہ سے اس کا نام "رُدر" ہے۔

ता यदस्यायनं पूर्वं तेन नारायणः स्मृतः ॥

نارائن منو ا۔ ا میں کہتا ہے۔ کہ پانی اور جیووں کا نام "نارائن" ہے جو اس میں بسا ہوا ہے یعنی تمام جیووں میں موجود ہے۔ وہ "نارائن" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

چندر — چدِ بمعنی سُرور — ہے

جو بالذات سُرور ہے اور دوسروں کو سُرور کرتا ہے۔ وہ "چندر" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

منگل — مَنِ بمعنی فلاح — ہے

جس کی ذات میں فلاح ہے۔ اور جو سب کی فلاح کا باعث ہے۔ وہ "منگل" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

بدھ — بُدھ بمعنی علم — ہے

جو علیم بالذات ہے۔ اور تمام جیووں کو علم بخشتا ہے۔ وہ "بدھ" نام سے موصوف پرمیشور ہے۔

بہسپتی — اس لفظ کے معنے اوپر بتائے جا چکے ہیں۔

شکر — اِی شچِر بمعنی تزکیہ — ہے

جو نہایت پاک ہے اور جس کے قرب سے جیو بھی پاک ہو جاتا ہے۔ وہ "شکر" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

شنیشچر — شنئیہ بمعنی آہستہ چر بمعنی رسیدن وحرکت دن — ہے

جو (تجسیل سے بالاتر) متحمل۔ بالذات سب تک پہنچا ہوا ہے۔ وہ "شنیشچر" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

اے نار کے لغوی معنے یہ ہیں:۔ "نار" نام ہے "آپ" کا۔ "اَدر" "آپ" (کے معنی ہیں پانی یا) "نر" کی اولاد یعنی جیو۔ چونکہ وہ (جیو) اس کا مقام مسکن ہیں۔ اس لئے اُسے "نارائن" کہتے ہیں۔

راہوؤ - رہ بمعنی ترک و تفرید

جو مفرد بالذات ہے جس کی ذات میں کوئی دوسرا موجود ملا ہوا نہیں ہے جو بداعمالوں کا ساتھ نہیں دیتا۔ اور دوسروں سے بھی اُن کا ساتھ چھڑا دیتا ہے۔ وہ "راہوؤ" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

کیتوُ - کِت بمعنی قیام دفع امراض

جو تمام عالم کی جائے قیام۔ امراض سے بری اور نجات کے خواہشمندوں کو دوران نجات میں تمام امراض سے دور رکھتا ہے۔ وہ "کیتوُ" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

یگیہ - یج بمعنی تعظیم۔ اتصال و بخشندن

جو تمام عالم کے موجودات کو متصل کرتا اور تمام عارفوں کا معبود ہے۔ برہما سے لے کر سب ایسی چیزوں کا معبود تھا ہے اور رہے گا۔ وہ پرمیشور "یگیہ" نام سے موسوم ہے۔ شت پتھ برہمن کا قول ہے۔ کہ یگیہ نام وشنو کا ہے۔ وشنو کے معنے ہیں محیط کل ہے۔ پرمیشور ہے۔

ہوتا - ہُو بمعنی لینا اور دینا

جو تمام اوراج کو دینے لائق اشیا کا دینے والا اور لینے لائق اشیاء کا لینے والا ہے۔ وہ "ہوتا" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

بندھو - بندھ بمعنی باندھنا

جس نے اپنے میں تمام اجرام کو بندیلہ قواعد و ضوابط باندھ رکھا ہے۔ جو بھائی کی طرح سب کا معاون ہے جس کے مقرر کئے احاطے یا ضابطے کے باہر کوئی نہیں جا سکتا۔ جیسے بھائی بھائی کا معاون ہوتا ہے۔ ویسے ہی پرمیشور ہے۔ وہ کرۂ ارض وغیرہ اجرام کے قیام حفاظت اور سب کو آرام پہنچانے کے باعث "بندھو" کہلاتا ہے۔

پتا - پا بمعنی حفاظت

جو سب کا محافظ ہے۔ یعنی جیسے باپ اپنی اولاد پر ہمیشہ مہربان ہو کر اُن کی ترقی کا خواہاں رہتا ہے۔ اسی طرح الیشور تمام جیووں (ارواح) کی ترقی کا خواہشمند ہے۔ اس لئے اسے "پتا" کہتے ہیں۔

جو پتاؤں کا پتا یعنی محافظوں کا محافظ ہے۔ وہ "پتامہ" اور جو پتامہوں کا بھی پتامہ ہے وہ "پرپتامہ" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

ماتا - مِنج بمعنی بنانا و مانگ بمعنی عظمت دینا

جو تمام ارواح کو قابل بناتا اور عظمت دیتا ہے۔ یعنی جیسے کامل مہربان ماں اپنی اولاد کی آسائش اور بہبودی کی خواہشمند ہوتی ہے۔ اسی طرح پرمیشور بھی تمام ارواح کی بہبودی کا خواہاں ہے۔ اس لئے وہ "ماتا" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

آچاریہ - آ - چر بمعنی وصال و علم و اخذ

جو تمام اخلاق حسنہ اختیار کرانے والا اور تمام علوم کے حصول کا موجب ہے۔ وہ پرمیشور "آچاریہ" نام سے موسوم ہے۔

گُرُ — گرِ بمعنی بولنا۔ ہدایت کرنا

جو احکامِ حقہ کی ہدایت کرتا ہے۔ وہ "گورو" ہے۔

'स पूर्वेषामपि गुरुः कालेनानवच्छेदात्'

یوگ درشن سمادھی پاد سوتر ۲۶ میں لکھا ہے۔ کہ جو احکامِ حقہ کا اظہار کرنے والا۔ تمام علوم کے مخزن ویدکی ہدایت کرنے والا۔ ابتدائے آفرینش میں اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ انگرہ اور برہما وغیرہ گوروؤں (مرشدوں) کا بھی گورو (مرشد) ہے۔ اور جو کبھی بھی زمانے میں ہلاک نہیں ہوتا۔ وہ پرمیشور "گورو" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

اَجّ — اَج بمعنی حرکت۔ علم۔ پھینکنا

جنی بمعنی پیدا کرنا

جماد کے آکاش وغیرہ عناصر و ذرات کو ٹھیک طور پر ملاتا اور روح کے ساتھ جسم کا تعلق کر کے اسے جنم دیتا ہے۔ لیکن اپنے آپ کبھی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ "اج" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

برہما — بہ — برہی بمعنی بڑھانا

جو تمام عالم کی خلقت کر کے اسے بڑھاتا ہے۔ وہ "برہما" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

تیتریہ اپنشد کا قول ہے۔ "سَتیَم گیانم اننتم برہم"۔ اس کی توضیح حسب ذیل ہے:۔

سَتیہ — سَت کے معنے موجود۔ جو تمام موجودات میں موجود ہے۔ وہ "ستیہ" نام سے موسوم پرمیشور ہے

گیان — جو متحرک اور غیر متحرک تمام موجودات کو جانتا ہے۔ وہ "گیان" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

اننت — جس کی انتہا یا حد یا اندازہ نہیں بتایا جا سکتا۔ کہ اتنا لمبا۔ چوڑا۔ چھوٹا یا بڑا ہے۔ وہ "اننت" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

برہم — سب سے بڑا ہونے کی وجہ سے پرمیشور کو "برہم" کہتے ہیں۔

اَنادی — اَن + آ — دُدا ج بمعنی دینا

جس کے قبل کچھ نہ ہو۔ مگر اصل میں ہو۔ اسے "آدی" کہتے ہیں۔ جس کا "آدی" یعنی علت نہ ہو وہ "انادی" کہلاتا ہے۔ اسی لئے پرمیشور کو "انادی" کہتے ہیں۔

آنند — آ + ٹُنَدی بمعنی مالا مال ہونا

جو بالذات مسرور ہے اور جس میں تمام ارواح مسرور رہتی ہیں۔ یا جو سب ارواح کو سرور بخشتا ہے۔ وہ "آنند" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

سَتّ — اَس بمعنی ہونا

جو تینوں زمانوں یعنی ماضی۔ حال اور مستقبل میں موجود رہتا ہے۔ جس کی ہستی مسدود نہیں ہوتی۔ وہ "ست" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

چِتّ — چِتی بمعنی ادراک

جو مدرک بالذات ہے اور تمام ارواح کو حق و باطل کی تمیز کے اسباب بخشتا ہے۔ وہ "چت" نام سے موسوم پرمیشور ہے

اِن تین صفات (ست۔ چت۔ آنند) سے مَوصُوف ہونے کی وجہ سے پرمیشور کو "سچدانند سوروپ" یعنی ہست بالذات۔ مدرک بالذات اور مسرّد بالذات کہتے ہیں۔

نِتیہ۔ جو غیر متبدل اور غیر فانی ہے۔ وہ پرمیشور "نِتیہ" نام سے مَوسُوم ہے۔

شُدّھ۔ شُندھ بمعنی پاکیزگی

جو بالذات پاک۔ تمام کدورتوں سے بالاتر ہے۔ اور سب کو پاکیزگی بخشتا ہے۔ وہ "شُدھ" نام سے مَوسُوم پرمیشور ہے۔

بُدھ۔ بُدھ بمعنی علم کُنَ

علیم کل پرمیشور "بُدھ" نام سے مَوسُوم ہے۔

مُکت۔ مُچ لِبہ بمعنی نجات

جو تمام کدورتوں سے آزاد ہے۔ اور نجات کے خواہشمندوں کو تمام آلام سے آزاد کر دیتا ہے۔ وہ "مکت" نام سے مَوسُوم پرمیشور ہے۔

چونکہ یہ چاروں صفات اس کی ذات سے وابستہ ہیں۔ اِس لِئے پرمیشور کا نام "نِتیہ شُدھ بُدھ مُکت" بھی ہے

نِراکار۔ نِر + آکار۔ ڈُکرِ ہ بمعنی کرنا

جو شکل سے مبرّا ہے۔ اور جو کبھی قالب اختیار نہیں کرتا۔ وہ پرمیشور "نِراکار" نام سے مَوسُوم ہوتا ہے۔

نرنجن۔ نِر + انجو بمعنی ظہور۔ شائبہ۔ خواہش

حرکت۔ علم وحصول

جو شکل۔ شائبہ۔ ناجائز خواہش اور اسکے وغیرہ جو اس کی رسائی سے دُور ہے وہ "نرنجن" نام سے مَوسُوم پرمیشور ہے۔

گنیش۔ گنپتی۔ گن بمعنی گنتا۔ ایش یا پتی بمعنی مالک یا رب

جو مادہ وغیرہ غیر مدرک اشیاء اور مدرک اذہان شمار کئے جا سکتے ہیں۔ اُن کا مالک یا رب "گنیش" یا "گنپتی" نام سے مَوسُوم پرمیشور ہے۔

وِشوایشور۔ جو تمام مَوجُودات کا مالک اور متصرّف ہے وہ وِشوایشور نام سے مَوسُوم پرمیشور ہے

کوٹستھ۔ جو تمام معاملات میں شامل ہے۔ اور تمام حالات کا محل ہوتا ہوا بھی بالذات نہیں بدلتا۔ وہ "کوٹستھ" نام سے مَوسُوم پرمیشور ہے۔

دیوی۔ جو معنے لفظ "دیو" کے کیے گئے ہیں۔ وہی معنے لفظ "دیوی" کے بھی ہیں۔ پرمیشور کے نام تینوں صیغوں (مذکر۔ مؤنث۔ اور مخنث (غیر مذکر و مؤنث)) میں ہوتے ہیں۔ لغت میں "برہم" کے معنی "ایشور" اور "چیتی" کئے گئے ہیں۔ جب "ایشور" کی صفت ہوگا تو مذکر یعنی "دیو" لکھا جائے گا۔ اور جب "چیتی" کی صفت ہوگا۔ تو "دیوی" لکھا جائے گا اِس طرح "دیوی" بھی ایشور ہی کا نام ہے۔

شکتی۔ شک لِری بمعنی قدرت

جو تمام عالم کی خلقت پر قادر ہے۔ وہ "شکتی" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

شتری - شتر :- یعنی خدمت

جس کی خدمت یعنی عبادت تمام عالم، تمام علماء اور تمام یوگی امرتاض کرتے ہیں۔ وہ پرمیشور "شتری" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

لکشمی - لکش بمعنی دیکھنا اور نشان کرنا

جو متحرک و غیر متحرک تمام عالم کو دیکھتا اور اسے گونا گون علتوں سے متصف کرتا یعنی دیکھنے کے قابل بناتا ہے۔ جیسے جسم کو آنکھ۔ ناک وغیرہ سے۔ درخت کو پتے۔ پھول پھل اور بیج سے۔ خاک اور پانی کو سیاہ سرخ اور سفید رنگوں سے منقش کرتا۔ اور کانی پتھر۔ چاند۔ سورج وغیرہ کی خلقت کرتا ہے۔ سب کا نگران ہے۔ تمام جمالوں کا جمال اور دید وغیرہ شاستروں اور نیک اعمال عارفوں اور رسالوں کا نصب العین یعنی مشاہدہ اور مکاشفہ کا مرجع ہے وہ پرمیشور "لکشمی" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

سرسوتی - سری بمعنی حرکت و علم مَتُپ۔ گیتپ

جسے علوم مختلفہ یعنی الفاظ۔ معانی اور ان کے باہمی تعلق اور استعمال کا کماحقہ علم ہے۔ وہ پرمیشور "سرسوتی" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

سروشکتی مان۔ جس میں تمام قدرتیں موجود ہیں۔ یعنی جو اپنے فعل میں کسی اور کی امداد کا محتاج نہیں اپنی ہی قدرت اپنے تمام افعال کی تکمیل کرتا ہے۔ وہ "سروشکتی مان" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

نیاکاری - نی بمعنی حاصل کرانا یا لے جانا

سوترکے وآتیائن بھاشیہ میں نیائے کے معنی کیے ہیں (پرمانوں اذیا لیقین سے قول کی تحقیق۔ جو بات مشاہدہ وغیرہ ذرائع یقین سے برحق ثابت ہو۔ وہ نیائے ہے یا طرفداری سے بالاتر ہو کر حق کی بات کو عمل میں لانا نیائے ہے۔ نیائے کرنا جس کی ذات کا خاصہ ہے۔ وہ پرمیشور "نیائے کاری" نام سے موسوم ہے۔

دیالو - دئی بمعنی دینا۔ جاننا۔ حفاظت کرنا۔ ہلاک کرنا

جو خوف سے نجات دینے والا۔ حق دیا طل تمام امور اور علوم کا جاننے والا۔ تمام نیک اخلاق لوگوں کی حفاظت کرنے والا اور بد اخلاقوں کو سزا دینے والا ہے۔ وہ پرمیشور "دیالو" نام سے موسوم ہے۔

ادویتم۔ یعنی دوئی سے آزاد۔ لاشریک دوئی کے معنے ہیں دو ہونا یا دو سے مل کر بننا۔ دوئی یعنی شرک تین طرح کا ہوتا ہے۔ ہم جنس کا غیر جنس کا اور فی النفس یعنی اپنے اندر کا مثلاً انسان کا ہم جنس دوسرا انسان ہوتا ہے۔ اور غیر جنس درخت پتھر وغیرہ۔ شرک فی النفس جیسے جسم میں آنکھ۔ ناک۔ کان وغیرہ اعضاء کی تفریق ہے۔ پرمیشور کا اس قسم کا شریک ہم جنس الیشور یا غیر جنس الیشور یا اپنی ذات میں مختلف اشیاء کا تفرقہ نہیں پایا جاتا۔ اس لیے پرمیشور کا نام "ادویت" ہے۔

نرگن۔ جن کا شمار یعنی تخصیص ہوتی ہے یا جن کے ذریعے اشیاء کا شمار یعنی تخصیص ہوتی ہے۔ وہ "گن" یعنی خواص ہیں۔ اور جو جن خواص سے آزاد ہے۔ وہ ان خواص کے لحاظ سے "نرگن" یعنی غیر متصف ہے جیسے

سَتو (لطافت) رَجس (حرکت) تَمس (کثافت) قبیل۔ ذائقہ۔ لمس اور بُو وغیرہ غیر مدرک اشیاء کے خواص ہیں۔ اور جہالت قلتِ علم۔ نفرت اور علم محسوس وغیرہ ارواح کی صفات اور عوارض ہیں۔ اُن سے آزاد ہونے کی وجہ سے پرمیشور "نرگن" (غیر متصف) کہلاتا ہے اِس بارے میں اُپنشد کا مندرجہ ذیل قول مستند ہے۔

'अशब्दमस्पर्शमरूपमव्ययम्'

وہ آواز۔ لمس۔ شکل وغیرہ صفات سے بالاتر غیر متغیر ذات ہے۔

"سگن" جو (اپنے) گنوں یعنی خواص کے ساتھ موجود ہے۔ یعنی جس میں علم کُل۔ سرور کُل۔ پاکیزگی۔ لاانتہا قدرت وغیرہ خواص پائے جاتے ہیں۔ وہ پرمیشور "سگن" (متصف) نام سے موسوم ہے۔ جیسے خاکی، بُو وغیرہ گنوں (صفات) سے سگن یعنی متصف اور ارادہ وغیرہ صفات سے نرگن یعنی غیر متصف ہے۔ اسی طرح عالم اور ارواح کی صفات سے پرمیشور غیر متصف یعنی "نرگن" ہے۔ اور علم کُل وغیرہ صفات سے متصف یعنی "سگن" ہے۔ ایسا کوئی بھی موجود نہیں۔ جو ایک ساتھ سگن اور نرگن یعنی متصف اور غیر متصف نہ ہو۔ مثلاً مدرک نہ ہو۔ مثلاً مدرک نہ ہو۔ مثلاً مدرک

کال[۱۴] - کل بمعنی شمار - حساب

جو تمام عالم کے موجودات اور ارواح کا حساب رکھتا ہے۔ وہ پرمیشور "کال" نام سے موسوم ہے۔

شیش - بشش بمعنی باقی رہنا

جو پیدائش اور فنا سے آزاد ہے۔ وہ باقی یعنی ہمیشہ رہنے والا پرمیشور "شیش" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

آپت[۱۵] - آپ لری بمعنی واصل ہونا

جو تمام ہادیانِ حق۔ عالم اور نیک اشخاص سے واصل ہوتا ہے۔ اور جس سے تمام نیک اشخاص واصل ہوتے ہیں اور جو مکر و فریب سے پاک ہے۔ وہ پرمیشور "آپت" نام سے موسوم ہے۔

شنکر[۱۶] - اشم بمعنی فلاح + ڈوکر کرن بمعنی کرنا

جو فلاح یعنی بہبودی کا باعث ہے۔ وہ پرمیشور "شنکر" نام سے موسوم ہے۔

مہادیو[۱۷] - مہت + دیو

جو دیوتاؤں کا دیوتا یعنی عالموں کا عالم اور سورج وغیرہ مشہور اجرام کا منور کرنے والا ہے۔ وہ پرمیشور "مہادیو" نام سے موسوم ہے۔

پریہ[۱۸] - پریچ بمعنی سیری و اشتیاق

جو احکام الٰہی کے پابند نجات کے خواہشمند اشخاص کو سرور بخشتا ہے۔ اور جس کے اشتیاق کا محل ہے۔ وہ پرمیشور "پریہ" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

سویم بھو - (سویم = اپنے آپ) + بھو بمعنی ہونا

جو ہست بالذات ہے۔ یعنی کسی علت کا معلول نہیں۔ وہ پرمیشور "سویم بھو" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

کوی[۱۹] - کو بمعنی آدانہ

جو علیم کل ویدوں کے ذریعے تمام علوم کی تلقین کرنے والا ہے۔ وہ پرمیشور "کوی" نام سے موسوم ہے۔

شِو - شو بمعنی فلاح و عافیت

جس کی ذات سراسر فلاح ہے اور جو دوسروں کی فلاح یعنی بہبودی کا باعث ہے وہ پرمیشور "شو" نام سے موسوم ہے۔

پرمیشور کے ایک سو[۱۰۰] نام اوپر درج کئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ پرمیشور کے بیشمار نام ہیں جیسے اس کی صفات

---

[۱۰۰] اوپر الیشور کے ناموں پر اعداد لگا دیئے گئے ہیں۔ تاکہ شمار کرنے میں آسانی ہو۔ ایسے ناموں کو جن میں فقط تذکیر و تانیث کا یا اسی قسم کا کوئی اور ہلکا نام فرق تھا۔ ایک نام کے ذیل پر شمار کر لیا گیا ہے مثلاً بہما مذکر اور بہمی مؤنث کے لیے غیر مذکر و مؤنث ہے۔ دیو مذکر کما اور دیوی مؤنث ہے معنی کے لحاظ سے دیو بہما میں فرق ہے دیو اور دیوی میں۔ لفظ دیوی کے بارے میں خود رشی نے لکھا ہے جو منے لفظ دیو کے کہے گئے ہیں۔ وہی لفظ دیوی کے بھی ہیں۔ پرمیشور کے نام تین صیغوں (مذکر، مؤنث اور غیر مذکر و مؤنث) میں ہوتے ہیں۔ لغت میں بہم کے معنی "الیشور" اور "چیتن" کے گئے ہیں۔ جب الیشور کی صفت ہوگا۔ تو مذکر

یعنی "دیو" لکھا جائے گا۔ اور جب "چتی" کی صفت ہوگا تو "دیوی" لکھا جائے گا" یہ ہے دیو۔ بڑے دیوتا کو پرماتما بڑے آتما کو اور پرمیشور بڑے ایشور کو کہتے ہیں۔ درحقیقت جب پرمیشور کو دیو یا آتما یا ایشور کہا جاتا ہے۔ تو اس کا مفہوم ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ دیگر دیوتاؤں یعنی زمانی صفات والی اشیاء۔ اور آتماؤں یعنی ارواح اور ایشوروں یعنی مالکوں اور منعموں سے افضل ہے اس لئے دیو۔ اور جہاں دیو۔ آتما اور پرماتما۔ اور ایشور اور پرمیشور کو الگ الگ نام زمانی کہہ ایک ایک نام کے طور پر شمار کیا گیا ہے۔ اسی طرح پرماتما اور پرماتما کو بھی ایک ہی نام سمجھا گیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ آتما اور ماتما میں دو معنے میں فرق ہے اور نہ اشتقاق کا پس یہ بھی ایک ہی نام کی دو مختلف صورتیں ہیں۔ بندھ اور بندھ میں فقط پیشے یعنی علامت کا فرق ہے۔ ان کے مفہوم میں اختلاف نہیں۔ مگر گنپتی اور گنیش میں مفہوم کا فرق ہے گنیش جماعات کے مالک کو کہتے ہیں گنپتی جماعات کے رب یعنی پروردگار کو۔ اس لئے ان کا شمار بعد رمختلف ناموں کے کیا گیا ہے اسمار الٰہی کے اذکار سے رشی دیانند کا مدعا پرمیشور کی صفات پر دھیان مرکوز کرنا ہے۔ رشی دیانند آگے چل کر فرماتے ہیں:-

("پرمیشور کی ایک ایک صفت۔ ایک ایک فعل اور ایک ایک عادت کا جدا جدا نام ہے")

پس مختلف نام وہی سمجھے جانے چاہئیں جن کے اشتقاق اور مفہوم میں فرق ہو۔ یجروید ۱۳ — ۱۸ میں مذکورہ گنپتی نام کے متعلق رشی دیانند نے کہا ہے کہ لیکن دیگر ناموں کے متعلق فرمایا ہے کہ ان کی توضیح آگے چل کر کی جائے گی۔ مذکورہ نام تعداد میں تین ہیں۔ ان کی شمار بھی ان میں کرنا واجب تھا سو کر لیا گیا ہے۔ اور ان کے معانی فٹ نوٹ میں درج کر دیئے گئے ہیں۔ بعض وید ایسے ہیں جن میں کئی نام مجتمع ہیں مثلاً "سچدانند" یہ وید ست۔ چت اور آنند پر جامع ہے۔ "نظیر شدھ بدھ مکت سوبھاؤ" اس میں چار نام آگئے ہیں۔ رشی نے ہر ایک لفظ کی الگ توضیح کر کے اسے پرمیشور کا الگ نام ظاہر کیا ہے۔ ہم نے بھی سو ناموں کے شمار میں ان سب کو الگ الگ نام قرار دیا ہے مگر پھر مجموعہ کو الگ نام نہیں مانا۔ کیونکہ اس میں پھر انہی ناموں کا اعادہ ہے۔ ہمارے لئے فیصلہ کن رشی کا یہ مقولہ ہے۔ کہ:-

("پرمیشور کی ایک ایک صفت۔ ایک ایک فعل اور ایک ایک عادت کا جدا جدا نام ہے۔") (مترجم)

وید میں مندرجہ ذیل الفاظ کا استعمال بعد اسمار الٰہی کے ہوا ہے۔ اس میں سند ان متروں میں سے بعض کا سلسلہ کلام ہے۔ جن میں یہ الفاظ آتے ہیں۔ ان متروں کا موضوع صاف عبادت الٰہی ہے۔

۱ اوم۔ کھم۔ برہم۔ یجروید ۴۰ — ۱۷	۳۹ سوویر۔ ۴۰ آتما۔ یجروید ۱۳ — ۴۹
۲ اگنی۔ اندر۔ دیو۔ سپرن۔ گرتمان۔ ماترشوا	۴۰ نیتا۔ ۴۱ دیو۔ یجروید ۳۰ — ۲
یجروید ۱ — ۱۷ — ۲۶	۴۲ آتی۔ سام وید پوروارچک ۶ — ۱ — ۹
۳ توٗ۔ یجروید ۴ — ۲۱ — ۱	۴۳ آنند۔ اتھروید ۱۴ — ۲ — ۷
۴ پرجاپتی۔ ۵ دایو۔ ۶ آدتیہ۔ چندر (ماہ) ۷ شکم	۴۴ وشنو۔ یجروید ۸ — ۴۴ — ۲۴
یجروید ۲۲ — ۱	۴۵ کیتو۔ اتھروید ۱۰ — ۸ — ۱۴
۸ اندر۔ ۹ شتو۔ ۱۰ مترو۔ ۱۱ دتی۔ ۱۲ ادیا۔ ۱۳ برہسپتی۔ ۱۴ ارکم	۴۶ یگیہ۔ یجروید ۱۰ — ۹۰ — ۹
یجروید ۱ — ۹۰ — ۹	۴۷ ہوتا۔ یجروید ۱ — ۱ — ۱
۱۵ پوشن۔ اتھروید ۱۱ — ۴ — ۱	۴۸ بندھو۔ یجروید ۳۲ — ۱۰
۱۶ اندر۔ اتھروید ۱۰ — ۸ — ۱۴	۴۹ پتا۔ ۵۰ ماتا۔ یجروید ۸ — ۹۸ — ۱۱
۱۷ توٗ۔ شکم۔ یجروید ۱۲ — ۴۱	۵۱ رج۔ یجروید ۷ — ۲۵ — ۱۳

(بقیہ صفحہ ۲۷ کے نچلے حصہ میں)

افعال اور عادات لاانتہا ہیں۔ ایسے ہی اس کے ناموں کی بھی انتہا نہیں۔ ایک ایک صفت۔ ایک ایک فعل اور ایک ایک عادت کا جُدا جُدا نام ہے جن اسما کا اندراج فقرات بالا میں ہوا ہے۔ اُن کی حیثیت تو بجملہ ایسی ہے جیسے سمندر میں ایک قطرے کی ان بیشمار اسمار الٰہی کی توضیح و بیان وغیرہ کتب حقہ میں کی گئی ہے۔ ان کتب کے مطالعہ سے اس موضوع کا کافی علم ہو سکتا ہے۔ دیگر امور و اشیا کا صحیح علم بھی انہی حضرات کو ہونا ممکن ہے جو وید وغیرہ درست شاستروں (کتب حقہ) کا مطالعہ کریں۔

منگلاچرن

معترض۔ جیسے دیگر مصنف اپنی تصانیف کے آغاز۔ درمیان اور اختتام (ان تینوں مقامات) پر "منگلاچرن" (متبرک فعل) کرتے ہیں۔ ویسا آپ نے نہیں کیا؟

لہ آغاز وسطی میں کتابوں کے آغاز۔ وسط۔ اختتام ان تینوں مواقع پر اپنے اپنے فرقہ داران اعتقاد کے مطابق "پرارتھنا" وعا (نماز۔ سلام وغیرہ کچھ کرنے کا دستور چلا آیا تھا۔ ان کلمات کو منگلاچرن یعنی متبرک فعل کہتے تھے۔ اس فعل کی بنیاد میں یہ اعتقاد کام کرتا تھا۔ کہ یہ کلمات کتاب کی تکمیل میں بھرپور امداد کا کام کرتے ہیں۔ رشی دیانند اس اعتقاد اور اس کی بنا پر کیے جانے والے قدر رواجات کے خلاف ہیں۔ عام پرارتھنا یا نماز کے خلاف نہیں۔ رشی کو فرقہ داران تحلیل بھی پسند نہیں۔ منگلاچرن کے معنے ہیں مبارک فعل۔ لہٰذا رشی فرماتے ہیں کہ کسی کتاب کی تصنیف میں مبارک فعل جس کا اظہار ہے۔ جو آغاز سے انجام تک برابر (باقی حاشیہ پر)

اکثر۔ اتھروید ۹ — ۱۰ — ۱۸

سوراٹ۔ اتھروید ۷۰ — ۲۵ — ۹

کالی۔ اتھروید ۱۹ — ۵۲ — ۵۴ خوکت

بھومی۔ بھوہ۔ اپتی۔ دِشو دھیا۔ یجروید ۱۲ — ۱۸

وراٹ۔ یجروید ۱۲ — ۱۴

وشنو۔ یجروید ۲۸ — ۲۹

ہرینیگربھ۔ یجروید ۱۳ — ۴

تیجس (تیج) یجروید ۱۹ — ۹

اِلیندر۔ اتھروید ۱۱ — ۴ — ۱

بھگوان۔ رگوید ۷ — ۳۱ — ۵

پُرش۔ یجروید ۳۱ — ۱۸

اننت۔ اتھروید ۱۰ — ۸ — ۳۳

سنت رگوید ۱ — ۱۶۴ — ۴۶

چت۔ یجروید ۲۷ — ۲۶

بلی۔ اتھروید ۱۸ — ۱ — ۳۰

شدھ۔ سوئمبھو۔ کرتی۔ یجروید ۴۰ — ۸

گنپتی۔ رگوید ۲ — ۲۳ — ۱

شرتی رگوید ۱ — ۹۸ — ۱

سرسوتی رگوید ۱۰ — ۱۷ — ۷

یم۔ اتھروید ۱۳ — ۴ — ۵

وشو مہیر۔ اتھروید ۷ — ۱۶ — ۵

شیش رگوید ۶ — ۲۷ — ۴

رشی دیانند رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہر ایک منتر کا موضوع علم پر مشتمل ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے الفاظ "پرتھوی" (یجروید ۱ — ۲) "راجو" (رگوید ۱۹ — ۹ — ۱۰) "آپ جایہ" (اتھروید ۱۱ — ۵ — ۲) اور "آپت" (رگوید ۱۰ — ۱۲۱ — ۱) وغیرہ کے معنے بھی پرمیشور ہیں۔

باقی الفاظ زیر استعمال وید میں نہیں ہوا۔ دیگر شاستروں (کتب حقہ) سے لیے گئے معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً "آتما" کے معنے ویدانت درشن ۱ — ۱ — ۹ میں اور "آکاش" (چھاندوگیہ اپنشد ۱ — ۹ — ۱) کے معنے ویدانت درشن ۱ — ۱ — ۲۲ میں "برہم" کیے گئے ہیں۔ رشی دیانند کا مدعا یہ ہے۔ کہ جن ناموں سے جملہ دیوی دیوتاؤں کی پرستش کہتے ہیں شاستروں میں ان اسمار کا معنے ایشور پایا جاتا ہے۔ پس عبادت پرمیشور ہی کی کرنی چاہیے۔

سمجھ جانا چاہیے۔ یہی کتاب کی تکمیل یا عدم تکمیل۔ اس کے اسباب کچھ اور ہیں۔ "منگلاچرن" سے نہیں جانا جاتا۔ (مستدرک)

مجیب :۔ ایسا کرنا نہیں واجب نہیں۔ کیونکہ جو آدا۔ درمیان اور اختتام کے موقع پر ہی منگلاچرن یعنی احسن عمل کرے گا۔ اُس کی تصانیف میں دیگر مقامات پر امنگل یعنی غیر احسن عمل کی صورت ہے گی یا کمپنی دیشن اصیائے ۔ یوتر ا میں منگلاچرن کا مطلب تعصب و طرفداری سے بالاتر ہو کر امور انصاف وحق کی جیسا کہ احکام الٰہی منشور دید کا منشاء ہے۔ ہر جگہ اور ہر وقت کماحقہٗ تکمیل کرنا ہے۔ کتاب کے آغاز سے لے کر اختتام تک حق کا اظہار کرتے جانا ہی منگل آچرن یعنی احسن عمل ہے۔ یہ نہیں کہ کہیں احسن اور کہیں غیر احسن عمل کرنا۔ اس بارے میں الوالعزم ہر شیوں کے اقوال ملاحظہ کیجئے۔ تیتریہ آپنشد ۷۔ ۱۱ میں لکھا ہے :۔

यान्यनवद्यानि कर्माणि तानि सेवितव्यानि नो इतराणि ॥

اے بچہ! جو غیر مذموم (احسن) دین کے کام ہیں۔ وہی تمہیں کرنے چاہئیں اس کے برخلاف (اوسم) بے دینی کے کام نہیں۔ اس لئے جو آج کل کی کتب میں

'श्रीगणेशाय नमः' 'सीतारामाभ्यां नमः' 'राधा- कृष्णाभ्यां नमः'
'श्रीगुरुचरणारविन्दाभ्यां नमः' 'हनुमते नमः' 'दुर्गायै नमः' 'बटुकाय नमः'
नमः' 'भैरवाय नमः' 'शिवाय नमः' 'सरस्वत्यै नमः' 'नारायणाय नमः'

وغیرہ تحاریر دیکھنے میں آتی ہیں۔ انہیں دانشمند حضرات وید اور شاستر کے برخلاف ہونے کی وجہ سے باطل سمجھتے ہیں۔ ویدوں اور رشیوں کی تصانیف میں ایسا منگلاچرن یعنی بہتر کا فعل کہیں نہیں پایا جاتا۔ رشیوں کی تصانیف کا آغاز ہمیشہ "اوم" اور "اتھ" سے ہوتا ہے۔ مثلاً :۔

'अथ शब्दानुशासनम्' अथेत्ययं शब्दोऽधिकारार्थः प्रयुज्यते ।
'अथातो धर्मजिज्ञासा' अथेत्यानन्तर्ये वेदाध्ययनानन्तरम् ।
'अथातो धर्मं व्याख्यास्यामः' अथेति धर्मकथनानन्तरं धर्मलक्षणं विशेषेण व्याख्यास्यामः । (ویشیشک دشن)

'अथ योगानुशासनम्' अथेत्ययमधिकारार्थः ।। (یوگ دشن)
'अथ त्रिविधदुःखात्यन्तनिवृत्तिरत्यन्तपुरुषार्थः' सांसारिकविषयभोगानन्तरं त्रिविधदुःखात्यन्तनिवृत्यर्थः प्रयत्नः कर्त्तव्यः । (سانکھیہ دشن)
'अथातो ब्रह्मजिज्ञासा' चतुष्टयसाधनसंपत्त्यनन्तरं ब्रह्म जिज्ञास्यम् । (ویدانت)
'ओमित्येतदक्षरमुदगीथमुपासीत' । (چھاندوگیہ)
'ओमित्येतदक्षरमिदꣳ सर्वं तस्योपव्याख्यानम्' । (مانڈوکیہ)

اسی طرح دیگر رشیوں کی تصانیف کا آغاز بھی "اوم" اور "اتھ" سے ہوتا ہے۔ ان تصانیف اور چاروں ویدوں کا آغاز انہی الفاظ سے ہوا ہے۔ "شری گنیش آئمہ" وغیرہ فقرات سے نہیں۔ اس کے علاوہ جو بعض پیروان ید دید کی تراث اور تحریر کا آغاز "ہری اوم" سے کرتے ہیں۔ وہ پورانک اور تانترک لوگوں

کی بدعات باطلہ کی تقلید ہے۔ وید وغیرہ دھرم گرنتھوں (کتب دینی) کے آغاز میں لفظ "ہری" کا اندراج کہیں نہیں پایا جاتا۔ اس لئے "اوم" یا "اتمہ" ہی کتاب کے شروع میں لکھنا چاہیئے۔

یہ مختصر تحریر ایشور کے موضوع پر لکھی گئی ہے۔ آئندہ باب کا مضمون "تربیت اولاد" ہوگا

ختم شد باب اول در بیان اسمائے الٰہی کتاب فصاحت انتساب سوسائٹی پرکاش"

مصنفہ بشری سوامی دیانند سرسوتی

باب دوم

تربیت اولاد

मातृमान् पितृमानाचार्यवान् पुरुषो वेद ।

تین ادیب شت پتھ براہمن کا یہ قول برحق ہے۔ کہ جس شخص کو تین ادیبان کامل یعنی ایک ماں۔ دوسرا باپ اور تیسرا استاد میسر ہوں۔ (وہی علم سے (کمالحقہ) بہرہ ور ہو سکتا ہے مبارک ہے وہ خاندان اور خوش نصیب ہے وہ اولاد جس کے ماں باپ وہی علم اور احکام الٰہی کے پابند ہوں۔ اولاد کو جس قدر تلقین حق اور دیگر فیض ماں سے حاصل ہوتے ہیں۔ اتنے کسی اور سے نہیں۔ درحقیقت ماں کے برابر اولاد کا کوئی اور غیر ایذا رساں اور محبوب ہو ہی نہیں سکتا۔" ماتری مان" یعنی والدہ کے وجود سے فیضیاب وہ شخص ہے جس کی ماں پرہیز اور احکام الٰہی کی وارادہ ہو۔ مبارک ہے وہ ماں جو وقت حمل سے لے کر تعلیم کے ختم ہونے تک بچوں کو اخلاق حمیدہ کی تلقین کرتی رہتی ہے۔

استقرار حمل والدین کے لئے لازم ہے۔ کہ استقرار حمل سے پیشتر۔ دوران حمل میں اور اس کے بعد منشیات مثلاً شراب اور بدبودار خشک اور مضر عقل اشیاء سے پرہیز کریں اور جن اشیاء خوردنی کے استعمال سے طمانیت قلب صحت۔ طاقت۔ ذہن ہمت نیک سیرتی اور شائستگی کی ترقی ہو

यथा मातृमान्पितृमानाचार्यवान्ह्यया यथा.....अब्रवीत् ।

"جیسے ماں باپ اور استاد کے وجود سے فیض یاب شخص کہے۔ اسی طرح ..... نے کہا۔" مطلب، کہ جس شخص کو ان تین بزرگوں کے وجود سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا ہے۔ اس کا قول بالخصوص معتبر ہوتا ہے یہی معاملہ دیگر بالاصل کا ہے۔ (شت پتھ ۱-۴-۱-۱۰-۶-۲-۵-۹-۱۱-۱۴-۱۸)

مثلاً گھی۔ دودھ۔ میٹھی چیزیں وغیرہ۔ ان کا استعمال کریں۔ تاکہ نج اور بیرج (دونوں کے مادۂ تولید) کے تمام نقائص دور ہو کر ان میں نہایت عمدہ خواص پیدا ہوں۔ جیسے شاستروں میں) ہے تو گمن یعنی مناسب وقت پر مجامعت کی ہدایت کی گئی ہے۔ حیض کے نمودار ہونے کے پانچویں دن سے لے کر سولہویں دن تک۔ ان باقی دونوں میں بھی گیارھویں اور تیرھویں رات کو چھوڑ کر باقی دس راتیں استقرار حمل کے لئے موزوں ہیں۔ اسی طرح عمل کریں۔ حیض کے نمودار ہونے سے سولہویں رات کے بعد جب تک دوبارہ استقرار حمل کا وقت جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے نہ آئے۔ تب تک اور حمل قائم ہو جانے کی صورت میں ایک برس تک صحبت نہ کریں۔[1] صحبت اسی وقت کریں جب زوجین تندرست ہوں۔ ایک دوسرے سے خوش و خرم ہوں۔ اور کسی قسم کا غم نہ ہو۔ لباس اور خوراک کے متعلق جو ہدایات چوتھے اور سشرت میں کی گئی ہیں۔ اور باہمی خوشی حاصل کرنے کا جو اسلوب منوسمرتی میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق عمل کریں۔ استقرار حمل کے بعد عورت کو خوراک اور پوشاک کے بارے میں غایت درجہ احتیاط عمل میں لانی چاہیئے۔ عورت ایک برس تک مرد سے ہمبستر نہ ہو۔ اور جب تک بچہ پیدا نہ ہو۔ انہی اشیاء کا استعمال کرے جو عقل۔ طاقت۔ حسن صحت ہمت اور طمانیت وغیرہ اوصاف پیدا کرنے والی ہیں۔

ولادت اور اس کے بعد

جب بچہ پیدا ہو۔ تب اسے خوشبودار پانی سے نہلانا چاہیئے اور نال کاٹ کر اور خوشبودار گھی وغیرہ کا ہون کر کے بچہ کے غسل اور خوراک کا انتظام مناسب کرنا چاہیئے۔ تاکہ بچہ اور بچہ کا جسم بتدریج تندرست اور طاقتور ہوتا جائے بچہ کی ماں یا دایہ ایسی خوراک کا استعمال کرے جس سے دودھ میں عمدہ خواص پیدا ہوں۔ بچہ کا دودھ چھ دن تک بچے کو پلانا چاہیئے۔ بعد ازاں دائیہ[2] پلایا کرے۔ دایہ کو بچے کے والدین کھانے پینے کو نہایت عمدہ اشیاء دیا کریں۔ اگر کوئی صاحب غریب ہوں اور دایہ نہ رکھ سکیں۔ تو ایسی اوقات جو ذہن ہمت اور صحت کے بڑھانے والی ہوں اول صاف پانی میں بھگو رکھیں۔ پھر جوش دے کر چھان لیں۔ اور اس چھانے ہوئے پانی کو گائے یا بکری کے دودھ میں ہموزن ملا کر بچے کو پلائیں۔ پیدائش کے بعد بچہ اور بچہ کو کسی ایسی جگہ رکھیں۔ جہاں کی ہوا صاف ہو۔ وہاں خوشبودار اور خوشنما اشیاء مہیا کر دی جائیں۔ (نشکرمن سنسکار یعنی گھر سے باہر نکلنے کی رسم کے بعد) ایسے مقامات کی سیر کرانا مناسب ہے جہاں کی ہوا صاف ہو جہاں دایہ۔ گائے اور بکری وغیرہ کا دودھ میسر نہ ہو سکے۔[3] وہاں جیسا مناسب سمجھیں عمل کریں۔ چونکہ بچے کا جسم بچہ کے اجزا سے ترکیب پاتا ہے۔ اور بچہ جننے کے وقت عورت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس لئے بچہ دودھ نہ پلائے۔ دودھ کی بندش کے لئے پستان کے منہ پر ایسی دوا لگائیں جس سے دودھ

---

[1] اگر ماں خود دودھ پلائے۔ تو دودھ پلانے تک صحبت منع ہے۔ [2] چرک شریر استھان ۸ اور سشرت شریر استھان ۱۰ میں دایہ کا امتحان کرنے اور اس کا دودھ بڑھانے اور صحت بخش بنانے کی تدابیر لکھی ہیں۔ وہاں دایہ رکھنے کی ہدایت کسی خاص حالت میں نہیں بلکہ عام طور پر چلتے چلاتے کر دی گئی ہے۔ جن ادویات کی طرف یہاں اشارہ کیا گیا ہے۔ ان کا ذکر بھی ان کتابوں کے انہی مقامات پر ملتا ہے۔ یہاں طوالت کے خوف سے نقل نہیں کیا گیا۔ اس معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس زمانے میں چرک اور سشرت تصنیف ہوئیں۔ بچوں کیلئے دایہ رکھنے اور اس کا دودھ پلانے کا عام رواج تھا۔ [3] اوپر صفحہ ۲۹ پر کہا گیا ہے: بچے کی ماں یا دایہ ایسی خوراک کا استعمال کرے جس سے دودھ میں عمدہ خواص پیدا ہوں۔ مجبوری کی حالت میں مصنوعی دودھ بھی پلایا جا سکتا ہے۔

نکلنا بند ہو جائے۔ ایسا عمل کرنے سے عورت دوسرے مہینے پھر طاقتِ شباب حاصل کر لیتی ہے۔ اس اثنا میں مرد مجرّدہ کر ضبطِ نفس سے کام لے۔ جو عورت مرد ان ہدایات پر عمل کریں گے۔ ان کی تمام اولاد اعلیٰ۔ طاقتور، ذی ہمت، طویل الحیات اور احکامِ دینی کی پابند ہو گی۔ جو عورت رحم کا انقباض اور تمزکیہ کرے۔ اور مرد ضبطِ نفس کا پابند رہے۔ اس حالت میں آئندہ جس قدر اولاد ہو گی۔ افضل ہو گی۔ بچوں کو ماں ہمیشہ ایسی ہدایت کرے کہ وہ مہذب ہوں۔ اور کسی عضو سے مذموم حرکت نہ کرنے پائیں۔

تلفظ کی تعلیم

جب بچہ بولنے لگے۔ تو اس کی ماں ایسی تدابیر اختیار کرے جن سے بچے کی زبان، تالو اور تلفظ صاف ہو۔ ہر ایک حرف کے مخرج کا اور زبان۔ ہونٹ وغیرہ اعضاء کی موزوں حرکت کا پورا خیال رکھیں۔ مثلاً پ کا مخرج ہونٹ اور موزوں حرکت ہونٹوں کا ملنا ہے۔ ہر سو۔ دیر گھر اور پلت کے تلفظ کا صحیح انداز سکھا دیں۔ لہجہ شیریں، سنجیدہ اور دلفریب ہو۔ حروف۔ اعراب۔ الفاظ فقرات کے ایک دقیقہ جات سب الگ الگ سمجھائی دیں۔

آداب اور اخلاق کی تعلیم

جب بچہ کچھ کچھ بولنے اور کہی ہوئی بات سمجھنے لگے۔ تو اس کی زبان شیریں کلامی اور آدابِ محفل کی تعلیم دے۔ مثلاً بڑے چھوٹے۔ قابلِ تعظیم بزرگ۔ ماں۔ باپ۔ راجہ اور معلم وغیرہ سے بات چیت اور برتاؤ کے آداب اور ان کی صحبت میں نشست و برخاست کے قواعد سکھائے۔ تاکہ بچے کی کوئی حرکت ناشائستہ نہ ہو۔ اور اس کی ہر جگہ عزت ہو۔ ایسی کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔ کہ اولاد ضبطِ نفس، تحصیلِ علم اور نیک لوگوں کی صحبت کی شائق ہو۔ اور بیہودہ کھیل۔ رونے۔ ہنسنے۔ لڑنے اور اعتدال سے زائد خوشی اور غم۔ طمع۔ حسد اور عداوت وغیرہ سے باز رہے۔ چونکہ عضوِ تناسل کے چھونے اور ملنے سے طاقتِ مردمی کی کمی۔ نامردی اور ہاتھ میں رعشہ پیدا ہو جاتی ہے اس لئے اسے نہ چھوئے۔ ہمیشہ طرزِ عمل ایسا رکھے جس سے راست گوئی، شجاعت۔ استقلال اور خندہ پیشانی سے رہنے کی عادت ہو۔

حروف سکھانا اور منتر وغیرہ یاد کرانا

جب لڑکا یا لڑکی پانچ برس کی ہو۔ اسے دیوناگری حروف کی مشق کرائیں۔ دیگر ممالک کی زبانوں کے حروف کی بھی حسبِ موقعہ تعلیم دیں۔ بعد ازاں ایسے منتر، شلوک، سوتر اور عبارات۔ نظم و نثر، معانی یاد کرائیں جن میں اخلاقِ حسنہ، علومِ دینی و دنیوی اور ذاتِ الٰہی کے متعلق ہدایات دی گئی ہیں اور جن سے ماں۔ باپ۔ استاد۔

ملاحظہ ہو اسکرپٹ اور صفائی۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد ڈاکٹر یا دایہ اس مطلب کیلئے جو ہدایات استعمال کراتی ہے۔

لہ جب کسی حرف کا تلفظ ادا کرنے میں ہر ایک حرف کا مخرج الگ الگ ہو۔ تو "پلت" کہلاتا ہے۔ مثلاً حروف "ہ" "ر" "س" "و"۔ جب یہ حروف ایک لفظ میں پورا ہو۔ تو "ہرسو" اور "دیرگھ" اور تین یا اس سے زیادہ لفظوں میں مکمل ہو۔ تو "پلت" کہلاتا ہے۔ مثلاً حروف "ہ" "ر" "س" "و"۔ "ہرسو" اور "ای" "دیرگھ" "ا" "ہرسو" اور "او" "دیرگھ" کا تلفظ اور لمبا کر کے کیا جائے جیسے کسی کے بلانے وغیرہ کے موقع پر ہوتا ہے۔ تو وہ "پلت" ہو گا۔

لہ ق میں لفظ "دیدیہ" (دیدیہ) ہے جس کے معنے ہیں جوہر، رحمت۔ ہم اختصار اور محاورہ اردو کو ملحوظ رکھ کر اس کا ترجمہ طاقت مردمی کریں گے۔

(مترجم)

علماء۔ مہمان۔ بادشاہ۔ رعایا۔ اہل خاندان۔ بھائی بہن اور خدمتگار وغیرہ سے سلوک کرنے کی تعلیم دے۔ تاکہ لڑکا یا لڑکی کسی بدمعاش کے بہکانے میں نہ آئے۔ اور جو جو باتیں علوم دینی و دنیوی کے برخلاف ہوں۔ اور جن سے اوہام میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو۔ ان کے متعلق بھی مناسب تلقین کریں۔ تاکہ بھوت پریت وغیرہ اوہام باطلہ کا معتقد نہ ہو

بھوت پریت وغیرہ

گرو: प्रेतस्य शिष्यस्तु पितृमेधं समाचरन्।
प्रेतहारैः समं तत्र दशरात्रेण शुद्ध्यति॥

منوسمرتی۔ ۵۔ ۶۵ میں لکھا ہے۔ اُستاد کا انتقال ہو جانے پر جو شاگرد ارتھی کا (جسے اصطلاح میں پریت کہتے ہیں) سنسکار کرتا ہے۔ اور ارتھی اُٹھانے والے دسویں دن پاک ہو جاتے ہیں۔ (اس شلوک میں لفظ "پریت" ارتھی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جب وہ ارتھی جلائی جا چکتی ہے۔ تب اُسے "بھوت" کہتے ہیں۔ "بھوت" کے معنی ہیں "ماضی یعنی ہو چکا جو اشخاص پیدا ہو کر زمانہ حال میں موجود نہیں رہے۔ وہ اب زمانہ ماضی کے ہو چکے۔ اصطلاح میں انہیں بھوت کہا جائے گا۔ برہما سے لے کر آج تک کے علماء کا یہ مسلمہ چلا آیا ہے۔ برخلاف اس کے جو شخص صحبت بد اور شبہات خبیثہ اور اثرات ذمیمہ کا شکار ہوتا ہے۔ اسے اپنے دل کے شک اور خوف و خطر بھوت پریت۔ ڈاکنی۔ شاکنی وغیرہ اوہام کی صورت میں سکتے ہیں۔ دیکھو جب کوئی جاندار مرتا ہے۔ تب اُس کی روح پرمیشور کے حکم سے اپنے اچھے برے اعمال کا ثمرہ رنج و راحت کی شکل میں حاصل کرنے کے لئے دوسرا قالب اختیار کرتی ہے۔ کیا کوئی شخص پرمیشور کے اس ازلی و ابدی قانون کو توڑ سکتا ہے؟ جاہل لوگ علم طب اور علم طبعیات سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے سرسام وغیرہ عوارض جسمانی اور خفقان وغیرہ امراض قلبی کا نام بھوت پریت وغیرہ رکھ لیتے ہیں۔ ان امراض کا علاج پرہیز اور استعمال ادویہ کے ذریعے کرنے کی بجائے بدمعاش۔ مکار۔ جاہل مطلق۔ بد اخلاق۔ خودغرض۔ بھنگی۔ چمار۔ ڈوم۔ چوہڑے وغیرہ تک کے معتقد ہو کر افراد و اقسام کے مکر و فریب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور جھوٹھا کھاتے اور ڈھونگ۔ دغا وغیرہ جھوٹے منتر جنتر باندھتے اور مندر صوالے پھرتے ہیں۔ جہاں اپنی دولت برباد اور اولاد کو تباہ کرتے ہیں۔ وہاں امراض وغیرہ تکالیف کی ایذا دہی کا موجب بنتے ہیں جب یہ آسمک کے اندھے اور گانٹھ کترے اُن بد اندیش۔ بدکردار اور خودغرض اشخاص کے پاس جا کر پوچھتے ہیں "مہاراج! اس لڑکے۔ لڑکی۔ مرد یا عورت کو کیا ہو گیا ہے؟" تب وہ کہتے ہیں۔ اس کے جسم میں ایک بڑا بھوت پریت۔ پیچھل۔ چڑیل وغیرہ دیوی داخل ہو گئی ہے جب تک تم اس کے دفعیہ کی تدبیر نہیں کرو گے یہ دور نہیں ہوں گے۔ ممکن ہے یہ جان تک لے لیں۔ اگر تم اس قدر طلیدہ یا اس قدر بھینٹ مجھے دو۔ تو ہم منتر (جپ)۔ پوجا پاٹ (ورت) وغیرہ سے بھاڑ کر انہیں بھگا دیں۔ اس پر وہ کہہ چشم اور ان کے رشتہ دار کہتے ہیں مہاراج! آہ! ہمارا سب کچھ چلا جائے۔ اس کو تندرست کر دیجئے۔ اس سے ان بدمعاشوں کی بن

لہ اس شلوک کا اقتباس یہاں لفظ "پریت" کے استعمال کی سند کے طور پر کیا گیا ہے سنسکار ودھی میں (جہاں اس سنسکار کا مفصل بیان ہے) تیسرے دن ہڈیاں چننا یا دسویں میں ملنی دینے کے بعد کسی اور سنسکار وغیرہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔ صفائی کے لئے سنسکار کے بعد نہانے اور کپڑے دھونے تو جس گھر میں انتقال ہوا ہو وہاں ہون کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر یہ سب سنسکار وغیرہ تیسرے دن سے پہلے کی ہے (مترجم)

آتی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ اچھا لاؤ اتنا سامان۔ اتنی نذر۔ دیوتا کا نذرانہ اور گرو دان (استادوں کی بھینٹ) یہ کہہ کر کچھ نقد روپیہ۔ ڈھول اور تھال لے لیتے ہیں۔ اور اس کے سامنے گاتے بجاتے ہیں۔ ان میں سے ایک مکھا یا گل کی شکل اختیار کر کے ناچتا۔ کودتا اور کہتا ہے۔ میں اس کی جان ہی لے لوں گا۔ یہ سنتے ہی وہ کور باطن اس بھنگی چمار وغیرہ نیچ شخص کے پاؤں پڑ کر کہتے ہیں۔ آپ جو چاہیں لے لیں۔ مگر اس کو چھوڑ دیں۔ تب وہ بدباطن کہتا ہے۔ میں ہنومان ہوں لاؤ پکی مٹھائی تیل سیندور۔ بہت سا من کا روٹ اور لال لنگوٹ۔ میں دیوی یا بھیرو ہوں۔ لاؤ پانچ لوتل شراب بیس مرغی پانچ بکرے مٹھائی اور کپڑے جب وہ کہتے ہیں۔ جو چاہو سو لو۔ تب تو وہ پاگل خوب ناچنے کودنے لگتا ہے۔ لیکن اگر کوئی دانشمند اس کی نذر پانچ جوتے۔ ڈنڈے یا طمانچے اور لاتیں کر دے۔ تو اس کے ہنومان۔ دیوی اور بھیرو جھٹ خوش ہو کر بھاگ جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب اُن کا فقط دولت وغیرہ لوٹنے کا بہانہ ہے۔

چھلت جوتش (نجوم)

اور جب کبھی گرہوں (نحس وغیر نحس تاروں) کے شکار۔ گرہ۔ نحوست مجتم نجم نما شخص کے پاس جا کر کوئی کہتا ہے۔ مہاراج! اس کو کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے۔ اس پر سورج وغیرہ سخت گرہ (نحس تارے) چڑھے ہوئے ہیں۔ اگر تم ان کو ہٹانے کے لئے شانتی پاٹھ پوجا دان وغیرہ کراؤ۔ تو اس کو آرام ہو جائے گا۔ ورنہ بہت تکلیف اٹھائے گا۔ اور عجب نہیں کہ مر جائے۔

محقق۔ کہئے جوتشی جی! جیسے یہ زمین غیر مدرک ہے ایسے ہی آفتاب وغیرہ اجرام بھی غیر مدرک ہیں۔ حرارت اور روشنی کے علاوہ یہ کچھ نہیں دے سکتے۔ بھلا آپ ہی بتلائیے۔ کیا یہ مدرک ہیں؟ کہ نافرض ہو کر تکلیف دیں اور خوش ہو کر راحت؟ جوتشی۔ دنیا میں جو یہ راجا پرجا دکھی سکھی ہو رہے ہیں کیا یہ گرہوں (تاروں) کا اثر نہیں ہے؟ محقق۔ نہیں یہ نیک و بد اعمال کا ثمرہ ہے۔

جوتش۔ گنت اور چھلت

جوتشی۔ تو کیا علم نجوم باطل ہے؟ محقق۔ نہیں۔ اس میں جو علم ہندسہ۔ علم جیر و مقابلہ اور علم مساحت ہے وہ سب صحیح اور برحق ہے۔ لیکن جو "پھل" یعنی "اثر" کا شعبہ ہے وہ باطل ہے۔ جوتشی۔ جو یہ جنم پتر (زائچہ) بنایا جاتا ہے۔ کیا وہ فضول ہے؟ محقق۔ اس کا نام جنم پتر نہیں شوک پتر یعنی ماتم نامہ رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اولاد کی پیدائش کی تو سب کو خوشی ہوتی ہے۔ لیکن وہ خوشی تبھی تک رہتی ہے۔ جب تک جنم پتر تیار ہو کر گرہوں کا اثر نہ سن لیا جائے جب پورہت (والا) نجومی جنم پتر بنانے کا ذکر کرتا ہے تو بچے کے ماں باپ اس سے کہتے ہیں۔ مہاراج! بہت اچھا جنم پتر تیار کیجئے اگر باپ دولت مند ہو۔ تو پورہت لال پیلی لکیروں سے رنگا ہوا اور غریب ہو تو سادہ جنم پتر سنانے کو آتا ہے۔ ماں باپ جوتشی جی سے کہتے ہیں۔ اس کا جنم پتر اچھا تو ہے؟ جوتشی کہتا ہے جو ہے وہ سنا دیتا ہوں۔ اس کے جنم گرہ یعنی پیدائش کے تارے اور رفیق تارے بھی بہت اچھے ہیں۔ اس کا پھل یعنی اثر یہ ہوگا۔ کہ یہ دولتمند اور معزز ہوگا جس مجلس میں جا کر بیٹھے گا سب پر اس کا رعب طاری ہو جائے گا۔ یہ تندرست رہے گا۔ اور راج دربار میں عزت پائے گا۔" اس قسم کی باتیں سن کر بچے کے باپ اور اس کے ساتھی کہتے ہیں" واہ واہ! جوتشی جی! آپ بہت اچھے ہیں۔ جوتشی جی سمجھتے ہیں کہ ان باتوں سے کام نہیں چلے گا۔ تب وہ کہہ اٹھتے ہیں۔ "یہ تارے تو موافق ہیں۔ مگر فلاں تارے ناموافق ہیں۔ فلاں فلاں تارے کے اکٹھے ہو جانے کی وجہ سے آٹھویں سال اس کا انتقال ہو جائے گا۔" یہ بات سن کر ماں باپ بیٹے کی پیدائش کی خوشی تو

لے نحس تاروں کا اثر زائل کرنے کیلئے و دوسرے تاروں کو خوش کرنے کیلئے گرہوں یعنی تاروں کی پوجا پرستش، اور اس کیلئے دان یعنی نذر۔

بھول جاتے ہیں۔ اور یکایک بحرِ غم میں غرق ہو کر جوتشی جی سے کہتے ہیں۔ مہاراج! اب ہم کیا کریں؟ جوتشی جی کہتے ہیں۔ اپاؤ (تدبیر) کرو۔ خانہ دار کہتا ہے۔ کیا اپاؤ (تدبیر) کریں۔ جوتشی جی تجویز کرنے لگتے ہیں۔ "ایسا ایسا دان (تحفہ پیش) کرو۔ گرہ (تارے کے متعجب (ورد) کراؤ اور ہمیشہ برہمنوں کو بھوجن (ضیافت) کراؤ۔ تب ممکن ہے۔ کہ تو گرہ (تو مؤثر تارہ دن) کی زحمت دور ہو جائے۔" ممکن اس لئے کہتے ہیں۔ کہ اگر مر جائے گا۔ تو کہہ دیں گے کہ پرمیشور پر کسی کا اختیار نہیں تم نے بہتیری جد و جہد کرائی اور ہم نے بہتیری جد و جہد کی۔ مگر اُس کے اعمال ہی ایسے تھے۔ لیکن اگر بچ جائے۔ تو کہتے ہیں "دیکھو منتر دیتا اور برہمنوں کی کرامات تمہارے لڑکے کو بچا دیا" ایسے موقعوں پر مناسب تو یہ ہے۔ کہ اگر جپ پاٹھ (ورد و قرات) کا کچھ فائدہ نہ ہو۔ تو ان بدمعاشوں سے دُگنے تگنے دکھلے لئے جائیں۔ اور اگر بچ جائے۔ تو بھی لئے جائیں جیسے خود جوتشی جی نے کہا تھا۔ کہ اس کے اعمال اور پرمیشور کا قانون کوئی بدل نہیں سکتا۔ اسی طرح خانہ دار کو بھی کہنا چاہیئے۔ کہ "یہ اپنے اعمال اور پرمیشور کے قانون کی بدولت بچا ہے۔ تمہاری بدولت نہیں" ان دو جماعات (بھوت ناتھ اور جوتشی) کے علاوہ تیسری جماعت گرو (پیر) وغیرہ کی ہے جو دان پُن (خیرات) کرا کر اپنے آپ لے لیتے ہیں اُن کو بھی وُہی جواب دینا چاہیئے۔ جو جوتشیوں کو۔

منتر جنتر وغیرہ

اب رہ گئے شیتلا اور منتر تنتر جنتر وغیرہ۔ یہ بھی اسی قسم کا دامِ فریب ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ اگر ہم منتر پڑھ کر دودھ یا جنتر بنا دیں۔ تو ہمارے دیوتا اور پیر اس منتر جنتر کی برکت سے تمہیں تمام آفات سے بچا دیں گے ان کو بھی یہی جواب دینا چاہیئے۔ کہ کیا تم موت۔ پرمیشور کے قانون اور اعمال کے نتائج کو بھی ٹال سکتے ہو۔ تمہارے اس منتر جنتر کے باوجود بھی تو بیشمار لڑکوں کی موت ہو جاتی ہے۔ اور تو اور۔ تمہارے اپنے گھروں میں بھی بچوں کی اموات ہوتی رہتی ہیں۔ یہی نہیں۔ ایک قدم اور آگے۔ کیا تم خود موت سے بچ سکو گے؟ اس تحت کے مقابلے میں وُہ بد باطل کچھ نہیں کر سکتے۔ وُہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہاں ہماری دال نہیں گلے گی۔ ان سب اوہام باطلہ کو ترک کر کے احکام الٰہی کے پابند۔ ملک اور قوم کے محسن۔ بے فکر و بے باک کو علوم حقہ کی تلقین کرنے والے علماء کامل کا دل سے شکر گزار ہو کر ان کے احسانات سے سبکدوش ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس سبکدوشی کا بہترین اسلوب یہ ہے۔ کہ جس رفاہِ عام کے کام میں وُہ مصروف رہتے ہیں اس کا سلسلہ منقطع نہ ہونے دیا جائے جو لوگ (اِنسائین) کیمیا گری (مائنڈ) قتل (موہن) تالیفِ قلب۔ (اَچارٹن) تحویلِ قلب اور (وشی کرن) تسخیر وغیرہ ساحرانہ شعبدوں کے کرنے والے ہیں۔ انہیں بھی غایت درجہ کا خسیس سمجھنا چاہیئے۔ ان اوہام باطلہ کے متعلق بچوں کے دلوں میں عالمِ طفلی سے ہی صحیح اثرات ثبت کر دیں۔ تاکہ وُہ کسی کے دامِ فریب میں پھنس کر مبتلائے رنج و الم نہ ہوں۔

ضبطِ نفس کی تعلیم

(مناسب وقت پر) یہ بات بھی اُن کے ذہن نشین کر دینی چاہیئے۔ کہ "طاقتِ مردمی" (ویریہ۔ ورج) کی حفاظت سے سکھ اور اس کے برباد کرنے سے دُکھ ہوتا ہے۔ مثلاً دیکھو جس کے جسم میں طاقتِ مردمی محفوظ رہتی ہے۔ اُس کی صحت عقل۔ قوت اور ہمت میں ترقی ہوتی جاتی ہے جس کا نتیجہ راحت ہوتا ہے۔ طاقتِ مردمی کی حفاظت کا طریقہ یہ ہے۔ کہ برہمچاری عشقیہ اذکار عشقیہ خیال عشقیہ نظر عیاشوں کی صحبت۔ عورت کے ساتھ تخلیے میں بیٹھنے۔ بات چیت کرنے اور اُسے چھونے وغیرہ سے

پرہیز کریں۔ اور اعلیٰ قسم کی تعلیم و تربیت کے حصول میں مصروف رہیں جس کے جسم میں طاقتِ مردمی نہیں ہوتی وہ نامرد نخوست کا مارا۔ مرض جہاں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور کمزور بے رعب بے عقل بے حوصلہ بے ہمت بے صبر بے طاقت اور بے قوت ہو کر بالآخر تباہ ہو جاتا ہے۔ اگر تم اس وقت اعلیٰ تعلیم و تربیت کے حصول اور وقتِ مردمی کی حفاظت سے غفلت کرو گے۔ تو پھر اس زندگی میں یہ بیش بہا موقعہ دوبارہ ہاتھ نہیں آئے گا جب تک ہم خانہ داری کے فرائض ادا کرنے والے جیتے ہیں۔ تبھی تک تم تحصیلِ علم اور تعزیرِ جسم میں مصروف رہ سکتے ہو۔ "بیچہ قسم دیگر ہیدا" بھی ماں باپ کہتے رہیں۔ اوپر جو "مانتری مان" اور "پتری مان" یعنی "ماں باپ کے وجود سے فیض یاب" ان الفاظ کا استعمال ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ وقتِ پیدائش سے لے کر پانچ برس کی عمر تک ماں اور چھٹے سال سے آٹھویں سال تک باپ بچوں کی تربیت کرے۔

گیارہ سے تیس

نویں برس کے شروع میں دوج یعنی دوبارہ پیدا شدہ (برہمن کھشتری اور ویش) اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو یگیوپویت (جنیو) پہنا کر آچاریہ کل میں اپنی جہاں کامل عالم اور عالمہ تعلیم و تربیت کرنے والے ہوں۔ بھیجیں۔ اور شودر وغیرہ جماعات کے لوگ بغیر یگیوپویت پہنائے اپنی اولاد کو تحصیلِ علم کے لئے گورکل میں داخل کر دیں۔ انہی اشخاص کی اولاد مہذب مودب اور ذی علم ہوتی ہے۔ جو تعلیم کے معاملے میں بچوں کو لاڈ چاؤ نہیں کرتے۔ بلکہ مناسب تنبیہ اور سرزنش سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ مہابھاشیہ میں لکھا ہے:۔

सामृतैः पाणिभिर्घ्नन्ति गुरवो न रिपूद्यतैः । लालनाश्रयिणो दोषास्ताडनाश्रयिणो गुणाः ॥

"جو ماں باپ اور استاد لڑکوں اور لڑکیوں کو تنبیہ کرتے ہیں وہ گویا اپنے ہاتھوں سے انہیں آبِ حیات کے گھونٹ پلا رہے ہوتے ہیں۔ اور جو لاڈ چاؤ کرتے ہیں۔ وہ گویا زہر دے کر انہیں اپنے ہاتھوں ہلاک کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ لاڈ چاؤ سے اولاد اور شاگردوں میں عیوب پیدا ہوتے ہیں اور تنبیہ اور سرزنش سے اوصافِ حسنہ کی پیدائش ہوتی ہے۔" (۸-۱-۸)

اولاد اور طلباء کو چاہیئے۔ کہ تنبیہ سے ہمیشہ خوش اور لاڈ چاؤ سے ناخوش رہا کریں۔ لیکن ماں باپ اور استاد اور دشمنی سے تنبیہ اور سرزنش نہ کریں بلکہ اوپر سے رعب اور اندر سے نظرِ شفقت رکھیں۔ جیسے دیگر امور

لہ انسان کی ایک پیدائش ماں باپ سے ہوتی ہے۔ دوسری استاد کی گود سے۔ تعلیم یافتہ شخص کو سنسکرت کی اصطلاح میں دوبار پیدا شدہ (دوج) کہا جاتا ہے۔ شودر وہ ہے جو تعلیم سے بے بہرہ ہے۔ باقی سب اشخاص اپنی اپنی قابلیت اور پیشے کے مطابق برہمن کھشتری اور ویش بن جاتے ہیں۔ آریوں کے تمدن میں اسی کا نام "ورنی ویوستھا" یعنی انضباط جماعات مبنی ہے ۔ گورکل اور آچاریہ کل مترادف ہیں۔ ان کی توضیح باب سوم میں کی گئی ہے۔ دیانند لڑکوں لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کے خلاف ہیں۔ یہ بات بھی اسی باب میں واضح کر دی گئی ہے ۔ یگیوپویت سنسکار گھر پر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ آگے چل کر صفحہ ۔ پر لکھا ہے: طلبا کا یگیوپویت اول اپنے گھر میں ہو۔ اور پھر مکتب یعنی آچاریہ کل میں۔ شودروں کے گھروں میں یہ سنسکار نہیں ہوتے۔ اس لئے شودر کا لڑکا یگیوپویت سنسکار کے لئے مکتب میں بھیجا جاتا ہے۔ وہاں جا کر اگر تعلیم کے قابل پایا گیا۔ تو اس کا سنسکار کر دیا جائے گا۔ کیونکہ یگیوپویت برہمچاری (طالب علم) کی علامت ہے۔ چنانچہ آگے چل کر صفحہ ۔ پر لکھا ہے۔

۔ یگیوپویت سے آراستہ برہمچاری اور برہمچارنی (طالب اور طالبہ) .....

کی تعلیم دیں۔ ویسے ہی چوری، زناکاری، کاہلی، غفلت، اِستعمالِ منشیات۔ دروغگوئی۔ ایذارسانی۔ تندخوئی، حسد، عداوت دِلبستگی وغیرہ عیوب کو ترک اور اخلاقِ حسنہ کے اختیار کرنے کی تلقین کرتے رہیں جس شخص نے کسی کے سامنے ایک بار بھی چوری۔ زناکاری۔ دروغ گوئی وغیرہ افعال کا ارتکاب کیا۔ اُس کی نظر میں اُس کی عزت مرتے دم تک نہیں ہوتی وعدہ شکنی سے جس قدر نقصان پہنچتا ہے۔ اُتنا کسی اور چیز سے نہیں۔ اِس لیے جس سے جو وعدہ کریں اس کا ایفاء کماحقہ کریں۔ جیسے کسی نے کسی سے کہا "میں فلاں وقت تم سے ملوں گا یا تم فلاں وقت مجھ سے ملنا یا میں تمہیں فلاں وقت پر فلاں چیز دوں گا" اسے چاہیئے کہ اس وعدہ کا پوری طرح ایفاء کرے۔ نہیں تو اس پر کوئی اعتبار نہیں کرے گا۔ عامل کلام یہ کہ سب کو ہمیشہ سچ بولنا اور اپنے قول کا سچا ہونا چاہیئے۔ جھوٹ نہیں کہنا چاہیئے۔ مکر و فریب اور احسان ناشناسی سے جب اپنا ہی دل تکلیف محسوس کرتا ہے۔ تو پھر دوسروں کی تکلیف کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ مکر و فریب کے معنے یہ ہیں کہ باطن میں کچھ اور ہو اور ظاہر میں کچھ اور نیز یہ کہ دوسروں کو دھوکے میں ڈال کر اُن کے نقصان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی اغراض کی تکمیل کرنا۔ احسان ناشناسی کے معنے ہیں کسی کے کیئے ہوئے احسان کو تسلیم نہ کرنا۔ ان عیوب سے پرہیز کرے۔ غصہ اور درشت کلامی وغیرہ معائب کو ترک کر کے سنجیدہ اور شیریں الفاظ میں گفتگو کرے۔ اور سچوں کو اس کے جتنا بولنا فروری ہو اس سے زیادہ یا کم نہ بولے۔ بزرگوں کی تعظیم کرے۔ ان کے سامنے کھڑا ہو جائے۔ ان کا استقبال کرے۔ اور انہیں اونچی جگہ پر بٹھائے۔ انہیں پہلے نمستے کرے۔ ان کے سامنے اونچی نشستگاہ پر نہ بیٹھے۔ مجلس میں جس مقام کے لائق ہو اسی پر بیٹھے ایسا نہ ہو۔ کہ کوئی اٹھائے۔ دشمنی کسی سے نہ کرے۔ باتوفیق ہو کر خوبیوں کو اختیار اور برائیوں کو ترک کرنا چاہئے نیکوں کی صحبت اختیار کرے۔ اور بُرے آدمیوں سے بچے۔ اپنے ماں باپ اور اُستاد کی دل و جان اور زر و مال وغیرہ افضل چیزیں اشیاء

لہ یجروید ادھیائے ۱۶ میں لکھا ہے:-

नमो ज्येष्ठाय च कनिष्ठाय च नमः पूर्वजाय चापरजाय च नमो मध्यमाय चापगल्भाय च नमो जघन्याय च बुध्न्याय च ।

لفظ نمستے کا استعمال اُپنشدوں۔ مہابھارت اور رامائن میں جابجا ملتا ہے۔ مثلاً کٹھ اُپنشد ۱-۱-۹ میں یم نے نچکیتا کو برہدارنیک اُپنشد ۳-۸-۵ میں گارگی نے اور ۲-۲-۱ میں جنک نے یاگیہ ولکیہ کو۔ رامائن بال کانڈ ۵۲-۱۷ میں وشوامتر نے وسشٹھ کو۔ ایودھیا کانڈ ۵۵-۲۷ میں سیتا نے درخت کو۔ ارنیہ کانڈ ۴-۱۳ میں لکشمن کو۔ مہابھارت آدی پرو ۸۱-۳۱ میں دیویانی نے شرمشٹھا دیوی کو بھارو پرو ۶۵-۲۱ میں شکنتلا نے دشمنت کو۔ ون پرو ۷۵-۲۰ میں نل نے باہوک کو بھیشم پرو ۵۹-۹۶ میں بھیشم نے کرشن کو۔ شلیہ پرو ۶۳-۵۷ میں کرشن نے دھرت راشٹر کو۔ آشرم واسک پرو ۱۰-۴۶ میں بربھرو نے دھرشٹر کو نمستے کہی ہے۔ ان میں سے یم نچکیتا کا گورو ہے۔ جنک یاگیہ ولکیہ کا شاگرد ہے۔ دیویانی شرمشٹھا دیوی کی لڑکی ہے۔ نل رشتہ میں باہوک کو "نمستے" کہتا ہے۔ کرشن دھرت راشٹر سے چھوٹے ہیں۔ اور بھیشم کرشن سے بڑے ہیں۔ دھرشٹر کھشتری ہے اور برہمن سے "نمستے" کہہ رہا ہے۔ اس طرح اس لفظ کے استعمال میں بڑے چھوٹے کی کوئی قید نہیں۔ وید کے مندرجہ بالا ارشاد کے مطابق تمام دیوجن اور منوشیوں کے لوگ اس کا باہم استعمال کرتے رہے ہیں۔ چھوٹے کا بڑے کو یا بڑے کا چھوٹے کو "نمستے" کہنا۔

سے نہایت خلوص سے خدمت کرے۔

यान्यस्माकꣳ सुचरितानि तानि त्वयोपास्यानि नो इतराणि ॥ ॥

ماں۔ باپ اور اُستاد ہمیشہ اپنی اولاد اور طلباء کو تلقین حق کریں مثلاً انہیں کہیں کہ جو جو ہمارے نیک افعال ہیں۔ ان کی تقلید کرو۔ اور جو جو ہمارے اخمال ہیں۔ اُن سے باز رہو۔ (تیتریہ اپنشد ۷ - ۱۱)

مختصر یہ کہ جس جس بات کو حق سمجھیں۔ اسی کا اظہار اور اشاعت کریں۔ لڑکے کسی دیا کار، بدعمال کے معتقد

عام اخلاق

نہ ہوں۔ اور جس جس نیک کام کا حکم ماں باپ اور اُستاد دیں۔ اس کی کما حقہ تکمیل کریں ماں باپ نے علوم دینی و دنیوی اور اخلاق حسنہ کے متعلق جو سلوک۔ نگہداشت۔ نزکت۔ استلاصیائی یا دیگر سو تدابیر سنر حفظ کرائے ہوں معلمین اُن کے مطالب دوبارہ ذہن نشین کرادیں۔ پریشوار کے اوصاف کا جو بیان باب اوّل میں کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق اعتقاد رکھ کر تقرب الٰہی کی کوشش کریں۔ خوراک۔ لباس اور عام طرز عمل ایسا خود اختیار کریں۔ اور طلباء کو کرائیں جس سے صحت علم اور طاقت کی ترقی ہو یعنی جتنی بھوک ہو اس سے کم کھائیں شراب اور گوشت وغیرہ کے استعمال سے پرہیز کریں جس پانی کی گہرائی معلوم نہ ہو۔ اس میں داخل نہ ہوں۔ تاکہ آبی جانور یا دیگر اسباب ہلاکت و مصیبت سے خطرے کا امکان نہ رہے۔ جیسے تیرنا نہ آتا ہو اُس کے ڈوب جانے کا بھی اندیشہ ہے۔ اس لئے منو نے کہا ہے۔ کہ جس پانی کی گہرائی کا علم نہ ہو۔ اس میں داخل ہو کر غسل وغیرہ نہ کریں۔ منو کا قول ہے کہ

दृष्टिपूतं न्यसेत्पादं, वस्त्रपूतं जलं पिबेत् ।
सत्यपूतां वदेद्वाचं, मनः पूतं समाचरेत् ॥

نظر نیچی رکھ کر اونچے نیچے مقام کو دیکھتا ہوا چلے۔ پانی کپڑے سے چھان کر پیئے۔ کلام کا تزکیہ راستی سے کر کے بولے۔ عمل کرنے سے پہلے غور و خوض کرے لفظی ترجمہ۔ (قدم کا تزکیہ نظر سے۔ پانی کا کپڑے سے کلام کا راستی سے اور عمل کا غور و خوض سے کرے۔ تب بالترتیب چلے۔ پانی پیئے۔ بولے اور کام کرے) منو کرتی ۶ - ۴۶

माता शत्रुः पिता वैरी येन बालो न पाठितः ।
न शोभते सभामध्ये हंसमध्ये बको यथा ॥

چانکیہ نیتی۔ اھیائے ۲ شلوک ۱۱ میں لکھا ہے :-

وہ ماں باپ اپنی اولاد کے کھلے دشمن ہیں جنہوں نے اُن کے لئے تعلیم کا انتظام نہیں کیا علماء کی مجلس میں ایسے اطفال ایسے ذلیل اور رسوا ہوتے ہیں جیسے ہنسوں کی صف میں بگلا۔

ماں باپ کا سب سے بڑا فرض سب سے بڑا دین جو اُن کی نیک نامی اور شہرت کا موجب ہو سکتا ہے یہی ہے کہ اپنی اولاد کو دل و جان اور صرف زر سے علم و دین سے بہرہ ور اور اعلیٰ تہذیب اور تربیت سے مستفیض کریں۔

یہ مختصر بیان تربیت اطفال کے بارے میں کر دیا گیا ہے۔ امید ہے اہل دانش و حکمت اس سے کافی و وافی فایدہ اُٹھائیں گے ۔

ختم شد باب دوم در بیان تربیت اطفال کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش
مصنفہ شری سوامی دیانند سرسوتی

باب سوم

ضابطہ تعلیم

حقیقی زیور تعلیم و تربیت

اب تیسرے باب میں درس و تدریس کا ضابطہ بیان کیا جائے گا۔ ماں باپ حکم اور متعلقین کا مقدم فرض ہے۔ کہ بچوں کو اعلیٰ تعلیم و تربیت سے مستفیض اور نیک اوصاف۔ نیک اعمال اور نیک عادات کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کریں۔ لعل و جواہر سے مرصع سونے چاندی اور مرجان وغیرہ کے زیور پہنانے سے انسان کی ذرہ آراستہ نہیں ہو سکتی۔ البتہ ان زیورات سے اپنے جسم کے متعلق تکبر۔ جذبات نفسانی میں انہماک اور حسد وغیرہ یہاں تک کہ موت تک کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ بالعموم دیکھنے میں آتا ہے کہ زیورات کی وجہ سے بد معاشوں کے ہاتھوں اکثر بچوں کی اموات ہو جاتی ہیں۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے۔

विद्याविलासमनसो धृतशीलशिक्षाः, सत्यव्रता रहितमानमलापहाराः ।।
संसारदुःखदलनेन सुभूषिता ये, धन्या नरा विहितकर्मपरोपकाराः ।।।

مبارک ہیں وہ اشخاص۔ مرد اور عورت جن کا دل علمی اشغال میں مصروف رہتا ہے۔ جن کی فطرت میں ہی شائستگی ہے۔ جو راست گوئی وغیرہ نیک اصولوں کے پابند ہیں۔ جو جہاں خود تکبر وغیرہ کد ورتوں سے پاک ہیں۔ وہاں دوسروں کے دلوں سے بھی ان کدورتوں کا ازالہ کرتے رہتے ہیں۔ جن کی بڑی خوبی تلقین حق اور علوم کی اشاعت کے ذریعہ اہل عالم کے مصائب کو دور کرنا ہے اور جو احکام وید کے مطابق عمل کر کے ہوئے ہمیشہ دوسروں کا فائدہ کرتے رہتے ہیں۔

درسگاہ

اس لئے جب بچوں کی عمر آٹھ برس کی ہو تو لڑکوں کو لڑکوں کی اور لڑکیوں کو لڑکیوں کی درسگاہ میں بھیج دیں۔ جو معلم یا معلمہ بد اخلاق ہو۔ اس سے تعلیم کا کام نہ لیں تعلیم و تربیت کے کام کے قابل وہی اشخاص ہو سکتے ہیں۔ جو جہاں پورے عالم ہوں۔ وہاں احکام الٰہی کے بھی سختی سے پابند ہوں۔ ذیج (برہمن کھشتری۔ ویش) اپنے گھر میں لڑکوں کو یگیوپویت پہنا کر اور لڑکیوں کا بھی یہ سنسکار مناسب[1] طریق سے کر کے مذکورہ بالا آچاریہ کل یعنی اپنے اپنے مدرسے میں بھیج دیں۔ مدرسے کا محل وقوع کسی تنہا مقام پر ہونا چاہیئے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے مدرسے ایک دوسرے سے دو کوس کے فاصلے پر ہوں۔ لڑکوں کی درسگاہ میں استاد سنسکار کنندہ سب مرد ہوں۔ اور لڑکیوں کی درسگاہ میں عورتیں۔ عورتوں کے مدرسے میں پانچ سال کا لڑکا اور مردوں کے مدرسے میں پانچ سال کی لڑکی تک بھی (بے وجہ) نہ جانے پائے۔ یعنی جب تک لڑکا اور لڑکی بالترتیب یہ بچاری

[1] فٹ نوٹ اگلے صفحہ پر دیکھیں

(طالب علم) اور برہمچارنی (طالبہ) ہے تب تک کسی مرد یا عورت اور ایکدوسرے کو دیکھنے چھونے تخلیے میں ایکدوسرے کو ملنے گفتگو کرنے۔ ایکدوسرے کے ساتھ کھیلنے اور نزدیک ہونے عشقیہ اذکار اور تصورات۔ ان آٹھ قسم کی قوت سے پرہیز کریں معلم اور معلمہ انہیں ان عیوب سے بچائیں تاکہ اعلیٰ تعلیم و تربیت سے بہرہ ور ہو کر پاکیزہ طینت اور خصلت سے مزین ہوں۔ اور جسمانی و روحانی ہر قسم کی طاقت سے بہرہ ور ہو کر راحت و مسرت کی ترقی کر سکیں۔ دوسگاہ شہر یا گاؤں سے چار کوس کے فاصلے پر ہونی چاہیئے سب طلبا کو پوشاک۔ خوراک اور رہائش کا سامان ایک سا دیا جائے خواہ کوئی شہزادہ ہو یا شہزادی یا غریب نادار کی اولاد ہو سب کو یکساں جفاکش ہونا چاہیئے۔ مائیں باپ اپنی اولاد سے اور اولاد اپنے ماں باپ سے نہ مل سکیں اور نہ کسی قسم کی خط و کتابت کر سکیں۔ تاکہ تفکرات دنیوی سے آزاد ہو کر فقط تحصیل علم میں مشغول رہیں۔ جب گھر کو جائیں تب بھی استاد ساتھ رہیں تاکہ کسی قسم کی مذموم حرکت نہ کر سکیں۔ اور کاہلی اور تن آسانی کے شکار نہ ہوں۔

कन्यानां सम्प्रदानं च कुमाराणां च रक्षणम् ॥

مہ ۷ - ۱۵۲ کا ماحصل یہ ہے۔ کہ

ملک اور قوم کا یہ قانون ہونا چاہیئے۔ کہ پانچ یا آٹھ برس کی عمر کے بعد کوئی شخص اپنے لڑکے اور لڑکی کو گھر میں نہ رکھ سکے۔ انہیں فرد اور دسگاہ میں بھیج دے۔ وہ مستوجب سزا ہو۔

(پچھلے صفحہ سے۔) آگے چل کر صفحہ ۵۳ پر لکھا ہے۔ "گھر پر بیوی سے آراستہ برہمچاری اور برہمچارنی (طالب اور طالبہ) ..... لڑکی کا سنسکار لڑکوں کے سنسکار سے کچھ مختلف ہوتا ہے۔ اس میں سر منڈوانا خیرات مانگنا وغیرہ کئی رسوم چھوڑ دی جاتی ہیں۔ چنانچہ بچہ کے بندھو۔ تیسرے پر چھید۔ سنسکار نمبر ۷ میں لکھا ہے۔

यत्तु हारीतः—द्विविधाः स्त्रियः ब्रह्मवादिन्यः सद्योवध्वश्च । तत्र ब्रह्मवादिनीनामुपनयनमग्नीन्धनं वेदाध्ययनं स्वगृहे च भैक्ष्यचर्या इति । सद्योवधूनामुपनयनं कृत्वा विवाहः कार्यः इति ॥ तद्गुणान्तरविषयं—पुराकल्पेषु नारीणां मौञ्जीबन्धनमिष्यते । अध्यापनं च वेदानां सावित्रीवाचनं तथा ॥ इति यमोक्तेः ।

گوبھل گریہ سوتر کی تفسیر کرتے ہوئے پنڈت شری چندر کانت تر کالنکار ودیا آچاریہ لکھتے ہیں:۔

स्वगृहे चैव कन्याया भैक्ष्यचर्या विधीयते । वर्जयेदजिनं चीरं जटाधारणमेव च

لڑکی (برہمچارنی ہو کر) اپنے ہی گھر میں بھکشا کرے۔ اور چمڑے کی پوشاک اور جٹائیں رکھنا چھوڑ دے۔" (۷-۱-۱۹ دمراڈیشن)

لے باب دوم کے شروع میں کہا ہے "مبارک ہے وہ ماں جو وقت حمل سے لے کر تعلیم کے ختم ہونے تک بچہ کو اخلاق حمیدہ کی تلقین کرتی رہتی ہے" اس لئے ان فقرات کا مفہوم لینا چاہیئے۔ نہ کہ لفظی مطلب۔ اس ہدایت کا مدعا بچوں کو تفکرات دنیوی سے آزاد کرنا ہے۔ (مترجم)

لہ یہ شاید اس شلوک میں استعمال شدہ لفظ "کنا" کے معنے "شہزادے" اور "کنیا" کے معنے "شہزادیاں" لیتے ہیں۔ ان کی رائے میں رائجہ کا ذکر اپنے لڑکوں کی حفاظت اور اپنی لڑکیوں کی شادی کر دینا ہے لیکن سیاق کلام کو مدنظر رکھتے ہوئے راشی دیانند یہاں راجہ کے خانگی نہیں بلکہ سیاسی فرائض کے متعلق ہدایات دے رہے ہیں۔ اہل ملک کی اولاد کی حفاظت کا اسلوب ان کی رائے میں یہی ہے کہ انہیں مناسب عمر میں تعلیم دی جائے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی مناسب شادی بر بچہ یہ کے بعد ہی ہو سکتی ہے اسی کو منو سمرتی میں "سپردان" یعنی احسن طریق سے شوہر کے سپرد کرنا کہا گیا ہے۔ خود دیدکا ارشاد ہے:۔ ब्रह्मचर्येण राजा राष्ट्रं विरक्षति ।

یگیوپویت (زنار پوشی)

طلبار کا یگیوپویت اوّل اپنے گھر میں ہو اور پھر مکتب یعنی آچاریہ کل میں ماں باپ یا معلم انہیں گایتری منتر اور اس کے معنی کی تلقین کردے۔ وہ منتر یہ ہے:-

ओ३म् भूर्भुवः स्वः । तत्सवितुर्वरेण्यं भर्गो देवस्य धीमहि । धियो यो नः प्रचोदयात् ॥

اوم بھوربھووہ سوہ تت سوتر ونریلیم بھرگو دیوسی دھی مہ۔ دھیو یونہ پرچودیات

اس منتر میں سب سے "اوّل" "اوم" آیا ہے۔ اس کے معنے باب اوّل میں بتا دیئے گئے ہیں۔ اب تین مہا دیا ہرتیوں (کلماتِ عظیم) کے معنے مختصراً بیان کئے جاتے ہیں:-

"بھور" کے معنی ہیں پران یعنی جو حیاتِ عالم کا سرچشمہ ہے۔ جو جان سے زیادہ عزیز اور بہت بالذات ہے۔ ان معنوں میں "بھور" پرمیشور کا نام ہے۔

"بھووہ" کے معنی ہیں دور یا دور کرنے والا (اپان) جو سب دکھوں سے دور ہے اور جس کی قربت میں آکر روح سب آفات سے نجات پاتی ہے۔ ان معنوں میں "بھووہ" پرمیشور کا نام ہے۔

"سوہ" کے معنے ہیں (ویان) محیط۔ جو گوناگوں عالم پر محیط ہو کر اسے قائم رکھتا ہے۔ ان معنوں میں "سوہ" پرمیشور کا نام ہے۔

ان تین مہا وُف کے معنے تیتریہ آرنیک (پہ پاٹھک ۳۔ انوواک ۵) سے لیے گئے ہیں۔

"تت" نام عالم کا خالق اور تمام نعمتوں کا دینے والا ہے۔ جو تمام راحت و آرام بخشتا ہے اور جس کے قرب کی سب تمنا کرتے ہیں۔ اس پرماتما کے اختیار کرنے کے قابل پاک خواص اور پاکیزگی بخشنے والی قدرت کا افضل ذات کو ہم اپنے باطن میں جگہ دیں۔ تاکہ وہ خالق اور منعم پرماتما ہماری عقل کو بُرے کاموں سے دور کرکے اچھے کاموں میں راغب کرے۔

اے انسانو! جو تمام قادروں میں قادر بہت بالذات۔ مدرک بالذات اور سرور بالذات ہمیشہ پاک ہمیشہ علیم ہمیشہ آزاد بالبلیغ۔ بحر رحمت بکامل عادل۔ پیدائش اور موت وغیرہ عوارض سے بالاتر غیر متشکل۔ ظاہر و باطن سے آگاہ۔ سب کے قائم کرنے والا رب۔ خالق خوراک وغیرہ کے ذریعہ تمام عالم کا پروردگار تمام نعمتوں کا مالک۔ دنیا کا پیدا کرنے والا۔ بالذات پاک تمنائے قرب کا موزوں مرجع ہے اس پرماتما کی پاک مدرک ذات کو ہی ہم اپنے باطن میں جگہ دیں۔ اس غرض سے کہ وہ پرمیشور جو ہماری ارواح اور عقول میں موجود ہو کر ہدایت فرماتا ہے۔ ہمیں احکام الٰہی کے برعکس بداخلاقی کے راستے سے ہٹا کر حمیدہ اخلاق کی سچی راہ پر چلائے۔ ہم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں۔ کیونکہ نہ کوئی اس کے برابر ہے نہ اس سے بڑھ کر۔ وہی ہمارا پتا (رب) راجا منصف اور تمام راحتوں کا سرچشمہ ہے۔

سندھیا

اس طرح گایتری منتر کی تلقین کے بعد سندھیا کے مختلف ارکان یعنی سنان (غسل) آچمن اور پرانایام وغیرہ کی تعلیم دیں۔ سنان یعنی غسل اس لئے کیا جاتا ہے۔ کہ اس سے جسم کے بیرونی اعضاء کی صفائی اور صحت کی ترقی ہوتی ہے چنانچہ منوسمرتی ادھیائے ۵۔ شلوک ۱۰۹ میں لکھا ہے:-

अद्भिर्गात्राणि शुध्यन्ति, मनः सत्येन शुध्यति ।
विद्यातपोभ्यां भूतात्मा, बुद्धिर्ज्ञानेन शुध्यति ॥

پانی سے جسم کے بیرونی اعضا کا، راستی سے قلب کا، علم اور ریاضت یعنی ہر قسم کی تکالیف برداشت کرکے بھی احکام الٰہی پر کاربند رہنے سے آتما کا۔ اور خاک سے لے کر ذات پاک پرمیشور تک تمام موجودات کے متعلق صحیح علم ہونے سے عقل یعنی قوتِ فیصلہ کا تزکیہ ہوتا ہے۔

اس لئے کھانا کھانے سے پیشتر سنان یعنی غسل ضرور کرے۔

پرانایام

دوسرا کرن پرانایام یعنی ضبط انفاس ہے۔ اس کے متعلق یوگ درشن سادھن پاد سوتر ۴۹ میں لکھا ہے

योगाङ्गानुष्ठानादशुद्धिक्षये ज्ञानदीप्तिराविवेकख्यातेः ।

جب انسان پرانایام کرتا ہے۔ تو لمحہ بہ لمحہ اس کے اندر سے کدورتوں کا بتدریج ازالہ اور علم حق کا ظہور ہوتا جاتا ہے جب تک نجات نہ ہو جائے تب تک علم معرفت میں اضافہ ہی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

منوسمرتی ادھیائے ۶ شلوک ۷۱ میں مرقوم ہے :-

दह्यन्ते ध्मायमानानां धातूनां च यथा मलाः ।
तथेन्द्रियाणां दह्यन्ते दोषाः प्राणस्य निग्रहात् ॥

جیسے آگ میں تپانے سے سونا وغیرہ معدنیات کی میل دور ہو کر خالص دھات نکل آتی ہے۔ ایسے ہی پرانایام کرنے سے من (آلۂ خیال) اور حواس کے نقائص زائل ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں جلا یعنی پاکیزگی آجاتی ہے

پرانایام کا طریق یوگ شاستر سمادھی پاد سوتر ۴۹ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے :-

प्रच्छर्दनविधारणाभ्यां वा प्राणस्य ॥

جیسے زور سے قے کر دینے سے تمام کھایا پیا باہر نکال دیا جاتا ہے۔ اسی طرح سانس کو پورے زور سے باہر نکال کر جب استطاعت باہر روکے۔ باہر نکالتے وقت عضو مخصوص کو اوپر کھینچ لے۔ اور جب تک سانس باہر رہے تب تک اوپر کھینچے رکھے۔ اس طرح سانس باہر زیادہ دیر تک ٹھہر سکتا ہے۔ جب گھبراہٹ ہونے لگے۔ تب آہستہ آہستہ ہوا کو اندر لے کر جس طاقت و خواہش پھر پھر یہی عمل کرتا جائے۔ اور دل میں "اوم" کا ورد جاری رکھے۔ ایسا کرنے سے آتما اور من (روح اور آلۂ خیال) کو پاکیزگی اور سکون حاصل ہوتا ہے (پرانایام چار طرح کا ہوتا ہے) ایک "باہیہ ورتی" یعنی سانس کو باہر ہی زیادہ دیر تک روکنا۔ دوسرا "آبھیتر" یعنی جس قدر ہو سکے اندر روکنا۔ تیسرا "ستمبھ ورتی" یعنی جہاں سانس ہو اسے یکایک وہیں روک دینا اور جس قدر ہو سکے اسی مقام پر روکے رکھنا چوتھا "باہیہ بھیتر آکشیپی" یعنی جب سانس اندر سے باہر نکلنے لگے۔ تو اسے نکلنے نہ دینے کے لئے الٹا باہر سے اندر کھینچنا اور جب باہر سے اندر آنے لگے۔ تو اندر سے باہر دھکانے کر روک دینا۔ اس طرح ان سانسوں کی حرکت ایک دوسرے کے برعکس کرتے رہنے سے دونوں سمت کی حرکت رک جاتی ہے۔ اور قوتِ تنفس قابو میں آجاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ من (آلۂ خیال) اور حواس پر بھی قابو ہو جاتا ہے طاقت اور مشقت کی استعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اور عقل میں ایسی تیزی اور لطافت پیدا ہو جاتی ہے

کہ نہایت مشکل اور باریک مضامین کو بھی جلدی اخذ کر لیتی ہے۔ پرانایام یعنی ضبط انفاس سے جسم انسانی میں طاقتِ مردمی کا اضافہ ہو کر مستقل قوت ہمت اور ضبطِ نفس کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے اور طالب علم سب علوم کو تھوڑے سے عرصے میں ذہن نشین کر کے حفظ کر لیتا ہے۔ طالبہ بھی ان ریاضتوں کی اسی طریق سے مشق کرے۔ (معلم طلباء کو) خوراک۔ پوشاک۔ نشست۔ برخاست گفتگو اور بڑوں چھوٹوں سے حسب مراتب شائستگی سے پیش آنے کے آداب کی تلقین کریں۔ سندھیا۔ اُپاسنا یعنی دھیان کے ذریعہ پرمیشور کے قرب کی جسے "برہم یگیہ" کہتے ہیں تعلیم دیں۔ آچمن (فارسی آشامیدن) کا طریق یہ ہے کہ انسان ہتھیلی میں اس قدر پانی لے۔ کہ حلق سے نیچے چھاتی تک پہنچ سکے۔ اس سے نہ کم لے نہ زیادہ۔ یہ پانی "ہتھیلی کے سرے اور وسط میں ہونٹ لگا کر پیئے۔ اس سے حلق کی بلغم اور صفرا کسی قدر دور ہو جاتے ہیں۔ بعد ازاں "مارجن" کرے یعنی درمیانی اور اس کے بائیں طرف کی انگلی کے آگے کے حصے سے آنکھ وغیرہ اعضا پر پانی چھڑکے۔ اس سے سستی دور ہوتی ہے۔ اگر سستی نہ ہو یا پانی میسر نہ ہو تو یہ عمل نہ کرے۔ اس کے بعد منتروں کے ساتھ "پرانایام"۔ "مضاپرکرما"۔ اور "اپستھان" (ان ارکان کے ذریعہ پرمیشور کی ستتی (حمد) پرارتھنا (دعا) اور اُپاسنا (تقرب) کا طریق سیکھنا چاہیئے۔ علیٰ ہذا القیاس "اگھمرشن" یعنی ارتکاب گناہ کا خیال تک نہ کرنا۔ یہ سندھیا اُپاسنا یعنی استغراق کے ذریعے قرب الٰہی کی مشق کسی تنہا مقام پر یکسوئی قلب سے کرنی چاہیئے چنانچہ منوسمرتی ۶۔۱۰۴ میں لکھا ہے:۔

अपां समीपे नियतो नैत्यिकं विधिमास्थितः ।
सावित्रीमप्यधीयीत गत्वारण्यं समाहितः ॥

جنگل یعنی تنہا مقام پر یکسوئی قلب سے۔ پانی کے نزدیک بیٹھ کر روزانہ عبادت میں مشغول ہو۔ اور گایتری منتر کی قرأت۔ اس کے مفہوم کا دھیان اور اس کے مطابق عمل کیا کرے۔"

یہ خیال (ورد) دل میں کرنا افضل ہے۔

دیو یگیہ ہون

دوسرا "دیو یگیہ" جو "اگنی ہوتر" اور علماء کی صحبت اور خدمت وغیرہ پر مشتمل ہے سندھیا اور اگنی ہوتر صبح و شام دو وقتوں میں کرے۔ دن اور رات کے ملنے کے یہی دو وقت ہیں۔ ان میں (سندھیا کرتے ہوئے) کم سے کم ایک گھنٹہ ضرور یکسو رہے۔ جیسے حالت مراقبہ میں یوگی پرماتما کا دھیان کرتے ہیں۔ ویسے ہی ہر روز سندھیا اُپاسنا یعنی قرب الٰہی کی مشق کیا کرے۔ اگنی ہوتر کا وقت طلوع آفتاب کے بعد اور غروب آفتاب سے پیشتر مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے لئے کسی دھات یا مٹی کی ویدی بنائے۔ جو اوپر سے ۱۲ یا ۱۶ انگل مربع ہو۔ اور اسی قدر (۱۲ یا ۱۶ انگل) گہری ہو کر نیچے سے ۳ یا ۴ انگل مربع رہ جائے۔ دوسرے لفظوں میں نیچے کی لمبائی۔ چوڑائی اوپر کی لمبائی چوڑائی کا ۱/۳ ہو۔ اس میں چندن۔ پلاش یا آم وغیرہ عمدہ اقسام کی لکڑی کے ٹکڑے جو اسی ویدی کے اندازے چھوٹے بڑے ہوں رکھے۔ ان کے درمیان آگ روشن کر کے اس پر سمدھائیں "یعنی مذکور بالا لکڑیاں رکھے۔ ایک "پردکشنی پاتر" اس شکل کا۔ ایک "آجیہ تھالی" یعنی گھی

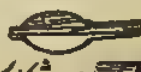

رکھنے کا برتن اِس شکل کا۔ اور ایک چمچہ اس شکل کا بنوائے۔ چاندی یا لکڑی کا بنوالے۔ "پردکشنی" اور "پرنیتا" میں پانی اور گھی رکھنے کے برتن میں گھی رکھ کر گھی پالے "پرنیتا" پانی رکھنے کے لیے ہوتی ہے۔ اور "پردکشنی" اِس لیے کہ اس سے ہاتھ دھونے کے لیے پانی لینے میں آسانی ہوتی ہے۔ گھی کا اچھی طرح امتحان کرلے۔ اور مندرجہ ذیل منتروں سے ہوم کرے۔

اوم بھوُر گنیئے پرانائے سواہا
اوم بھوُرو ایُوے اپانائے سواہا
اوم سوُر آدتیائے ویانائے سواہا
اوم بھوُر بھوُوہ سوُر گن وایُو آدتیے بھیہ پرانا پان ویانے بھیہ سواہا۔

علےٰ ہذا القیاس۔ اِن منتروں میں سے ایک ایک کو پڑھ کر ایک ایک آہوتی دے۔ اگر زیادہ آہوتیاں دینی ہوں تو

وشوانی دیو سوِتر دریتانی پرا سُوو
یدبھدرم تن آسُوو

اِس منتر اور گایتری منتر سے جس کا اوپر ذکر آچکا ہے۔ آہوتی دے۔ مندرجہ بالا منتروں میں استعمال کیے گئے "بھوُر"۔ "پران" وغیرہ سب پرمیشور کے نام ہیں۔ اُن کے معانی پیچھے بیان کیے جا چکے ہیں۔ لفظ "سواہا" کے معنے یہ ہیں۔ کہ جو بات عمدگی سے ہو ویسی زبان سے کہے۔ اس کے برعکس نہیں۔ جیسے پرمیشور نے جانداروں کے آرام کے لیے تمام موجودات پیدا کیے ہیں۔ اسی طرح انسان کو بھی ہمیشہ (دیو یگیہ وغیرہ) رفاہِ عام کے کاموں میں مصروف رہنا چاہیئے۔

معترض:۔ "ہون سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟"

مجیب:۔ یہ بات کسی سے مخفی نہیں۔ کہ متعفن ہوا اور پانی سے امراض پیدا ہوتے ہیں جو جانداروں کی

لہ اِن منتروں میں ایک تو پرمیشور کے مختلف نام لے کر تمام آہوتیاں اُسی کی نذر کر دی گئی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یگیہ خدا کے واسطے کیے گئے کام کو کہتے ہیں۔ ہون اس بات کی تعلیم دیتا ہے۔ کہ انسان تمام نیک اعمال پرمیشور کے لیے کرے۔ دوسرے "پران"۔ "اپان"۔ "ویان" الفاظ کے نام ہیں اور ان کے ساتھ استعمال شدہ دیگر الفاظ ان کی صفات کے مظہر ہیں۔ ہون کا مقصد جانوں لینے کے کام آنے والی ہوا کو صاف کرنا ہے۔ یہ بات ان منتروں میں صاف الفاظ میں کہہ دی گئی ہے۔ اسی بات کو مدِنظر رکھ کر صفحہ ۔ پر کہا گیا ہے۔

"منتروں کے معانی سے ہون کرنے کے فایدہ پر روشنی پڑتی ہے"

لہ شت پتھ براہمن ۲-۲-۴-۶ میں لکھا ہے:۔

स प्रजापतिर्विदांचकार स्वो वै मा महिमाहेति ।
स. स्वाहेत्येवाजुहोत् तस्मादु स्वाहेत्येव हूयते ।

اس پر پرجاپتی نے جانا۔ کہ میری اپنی بزرگی (عظمت) نے مجھ سے کہا ہے۔ اس لیے اُس نے "سواہا" کہہ کر ہون کیا۔ پس "سواہا" کہہ کر ہون کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں "سواہا" کے معنے ہیں "اپنے ضمیر کا کہا ہوا"۔

نیز کت ۸-۲-۲۰ میں کہا ہے:۔

स्वाहेत्येतत् सु आहेति वा स्वा वागाहेति वा ।

"سواہا" کے معنے ہیں "اچھی طرح کہا" یا "اپنی (ضمیر کی) زبان سے کہا"

تکلیف کا باعث ہیں۔ برخلاف اس کے خوشبودار ہوا اور خوشبودار پانی مفید صحت اور دافع امراض ہیں۔ اُن سے جاندار دں کو راحت نصیب ہوتی ہے (ہون کا ایک فائدہ یہ ہے)

معترض: چندن وغیرہ گھس کر کسی کو لگائے اور گھی وغیرہ کسی کو کھانے کو دے۔ تو اس سے بہت فائدہ ہو۔ ان اشیاء کو آگ میں ڈال کر بے فائدہ برباد کر دینا دانشمندوں کا کام نہیں۔

مجیب: اگر تمہیں علم خواص الاشیاء سے واقفیت ہوتی۔ تو کبھی یہ اعتراض نہ کرتے۔ کیونکہ دُنیا میں کوئی چیز حقیقتاً نیست و نابود نہیں ہوتی۔ دیکھو جہاں ہون ہوتا ہے۔ وہاں سے بہت بڑے فاصلے پر کھڑے ہوئے آدمی کو بھی ناک سے خوشبو کا احساس ہوتا ہے۔ ایسے ہی بدبو کا احساس بھی دُور دُور تک ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ آگ میں ڈالی ہوئی اشیاء لطیف شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اور ہوا کے ساتھ دُور دُور تک پھیل جاتی اور تعفن کا ازالہ کرتی ہیں۔

معترض: جو یہ بات ہے تو کیسر کستوری خوشبودار پھول اور عطر وغیرہ گھر میں رکھ لے۔ اس سے ہوا خوشبودار ہو کر راحت ہو گی۔

مجیب: اس خوشبو میں یہ طاقت نہ ہو گی۔ کہ گھر کے اندر کی ہوا کو باہر نکال کر اس کی جگہ باہر کی صاف ہوا اندر لا سکے۔ کیونکہ اس میں قوتِ انفصال نہیں ہے۔ یہ طاقت آگ ہی میں ہے۔ کہ اس ہوا اور دیگر متعفن اشیاء کو منتشر اور ہلکا کر کے باہر نکال دیتی ہے۔ اور اس کی جگہ صاف ہوا اندر داخل کر لیتی ہے۔

معترض: تو منتر پڑھ کر ہون کرنے کا کیا مطلب ہے؟

مجیب: منتروں[1] کے معانی سے ہون کرنے کے فوائد پر روشنی پڑتی ہے۔ بار بار کی قرأت سے منتر ازبر ہو جاتے ہیں۔ اور وید مقدس کی درس و تدریس اور حفاظت ہوتی رہتی ہے۔

معترض: کیا ہون نہ کرنے سے گناہ ہوتا ہے؟

مجیب: ہاں! جس انسان کے جسم سے جتنی بدبو پیدا ہوتی اور ہوا و پانی کو متعفن کر کے جاندار دں کے لئے تکالیف اور امراض کا باعث بنتی ہے۔ وہ شخص گویا اسی قدر گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس گناہ کے ازالہ کے لئے اسی قدر یا اس سے زیادہ خوشبو پانی اور ہوا میں ملا دینی چاہیئے۔ کھلانے پلانے سے فقط کھانے پینے والے ایک فرد کا ہی فائدہ ہوتا ہے۔ جتنا گھی اور خوشبودار اشیاء وغیرہ ایک شخص کھاتا ہے۔ اسی مقدار کے ہون سے لاکھوں انسان مستفیض ہو سکتے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اگر گھی وغیرہ عمدہ اشیاء کھائی نہ جائیں۔ تو نسل انسانی کی جسمانی اور روحانی ترقی نہ ہو سکے۔ اس لئے یہ اشیاء کھانی پلانی بھی چاہئیں۔ لیکن اس سے زیادہ ہون کرنا چاہیئے۔ ہون کرنا نہایت ضروری ہے۔

معترض: ایک فرد بشر کتنی آہوتی دے؟ اور ایک آہوتی کی مقدار کیا ہو؟

مجیب: ہر ایک انسان کو سولہ آہوتیاں دینی چاہئیں۔ اور ہر ایک آہوتی میں کم از کم چھ ماشہ گھی وغیرہ اشیاء ہونی چاہئیں[2]۔ اس سے زیادہ کرے تو اور بھی اچھا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ زمانہ سلف میں آریہ قوم کے تاجدار اور الوالعزم راجے مہاراجے اور رشی مہرشی بہت ہون کرتے اور کراتے تھے جب تک ملک آریہ دولت میں ہون کا

---

[1] دیکھو فٹ نوٹ [2] صفحہ ۴۵ [2] شت پتھ برہمن ۱۱-۲-۷ میں لکھا ہے:- (صفحہ ۴۵ پر دیکھیں)

دواج جاری رہا۔ تب تک یہ سرزمین امراض سے محفوظ۔ راحت و آرام کا گھر بنی رہی۔ اب یہ دواج پھر سے چل پڑے تو پھر اس ملک کی حالت ویسی ہی ہو جائے۔ زمانہ طالب علمی میں یہ دو یگیہ فرض ہیں۔ ایک برہم یگیہ "یعنی ویدوں و تدریس اور سندھیا اپاسنا یعنی ایشور کی حمد و ثنا کرنا۔ اس سے دعا مانگنا۔ اور اس کے حضور میں جانا۔ دوسرا "دیو یگیہ"۔ یوں تو "دیو یگیہ" میں اگنی ہوتر سے لے کر اشومیدھ تک یگیہ اور علماء کی خدمت اور صحبت شامل ہیں لیکن برہمچاری (طالب علم) پر فقط برہم یگیہ اور اگنی ہوتر ہی فرض ہے (ادھیائے ۲) ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے:۔

ब्राह्मणक्षत्रियाणां वर्णानामुपनयनं कर्त्तुमर्हति । राजन्यो द्वयस्य । वैश्यो वैश्यस्यैवेति । शूद्रमपि कुलगुणसम्पन्नं मन्त्रवर्जमनुपनीतमध्यापयेदित्येके ॥

براہمن تین ذاتوں (جماعات) یعنی براہمن کشتری اور ویش کو۔ کشتری دو ذاتوں یعنی کشتری اور ویش کو اور ویش فقط ویش کو یگیو پویت دے کر پڑھا سکتا ہے۔ بعض (آچاریوں) فقہا کا خیال ہے۔ کہ شریف گھرانے کے نیک خصال شودر کو منتر سنگھتا کے سوائے باقی تعلیم دی جائے

(قسط نویں بقیہ صفحہ ۴۴) دیہانت کے راجہ جنک نے یاگیہ ولکیہ سے پوچھا۔ کیا آپ کو اگنی ہوتر (کے سامان) کا علم ہے؟ یاگیہ ولکیہ نے کہا

جنک: ہاں مہاراج پناہ! یہ علم ہے!

جنک:۔ "وہ سامان کیا ہے؟

"اگر دودھ نہ ہو تو آپ کس چیز سے ہون کریں گے؟"

"اگر چاول اور جَو نہ ہوں تو کس سے؟"

"اگر دیگر اناج نہ ہو تو کس سے؟"

"اگر جنگل کی بوٹیاں نہ ہوں تو کس سے؟"

"اگر درختوں کے پھل نہ ہوں تو کس سے؟"

"اگر پانی نہ ہو تو کس سے؟"

یاگیہ ولکیہ:

یاگیہ ولکیہ:۔ "دودھ"

"چاول اور جَو سے"۔

"دیگر اناج سے"

"جنگل کی بوٹیوں سے"۔

"درختوں کے پھلوں سے"۔

"پانی سے"۔

"اگر کچھ بھی نہ ہو تو بھی ہون کرنا ہی ہے (شرط اعتقاد کی) گاگ میں حق کی آہوتی دے دیں"۔

جنک: "ہاں یاگیہ ولکیہ آپ ہون کی اہمیت سے واقف ہیں۔ میں آپ کو سو گائیں انعام میں دیتا ہوں"۔

तद्धैतज्जनको वैदेहः । याज्ञवल्क्यं पप्रच्छ वेत्थाग्निहोत्रं याज्ञवल्क्या ३ इति वेद सम्राडिति किमिति पय इति ॥ २ ॥ अन्पयो न स्यात् । केन जुहुया इति । व्रीहियवाभ्यामिति यद् व्रीहियवौ न स्यातां केन जुहुया इति या अन्या ओषधय इति । यदन्या ओषधयो न स्युः केन जुहुया इति या आरण्या ओषधय इति यदारण्या ओषधयो न स्युः केन जुहुया इति वानस्पत्येनेति यद्वानस्पत्यं न स्यात् केन जुहुया इत्यद्भिरिति यदापो न स्युः केन जुहुया इति ॥ ३ ॥ स होवाच न वा इह तर्हि किंचनासीदथैतदहूयतैव सत्य श्रद्धायामिति वेत्थाग्निहोत्रं याज्ञवल्क्य धेनुशतं ददामीति होवाच ॥ ४ ॥

مگر اس کا مگیو پویت نہ کیا جائے۔[1]

زمانہ طالب علمی کی میعاد

پانچویں یا آٹھویں سال سے لڑکے لڑکیوں کی اور لڑکیاں لڑکیوں کی تعلیم گاہ میں چلی جائیں تعلیم کا آغاز مندرجہ ذیل ہدایات کے مطابق ہو:-

षट्त्रिंशदाब्दिकं चर्य्यं गुरौ त्रैवेदिकं व्रतम् ।
तदर्धिकं पादिकं वा ग्रहणान्तिकमेव वा ॥

آٹھویں سال سے آگے چھتیس سال یعنی ایک وید کے بلوغ تک یا پانگ پڑھنے کے لئے بارہ بارہ برس اور ان میں پہلے آٹھ سال شامل کر کے چوالیس برس کی عمر تک یا اٹھارہ سال تعلیم اور اس سے پیشتر کے آٹھ سال شامل کر کے چھبیس سال کی عمر تک برہمچاری (طالب علم) رہے۔ یا نو سال تعلیم پائے یا جب تک فارغ التحصیل نہ ہو جائے تب تک تعلیم جاری رکھے۔ منوسمرتی ۳-۱

چھاندوگیہ اپنشد پہ پاٹھک ۳- کھنڈ ۱۷ میں لکھا ہے۔ کہ برہمچریہ (زمانہ طالب علمی) تین قسم کا ہوتا ہے (۱) ادنیٰ (۲) متوسط درجے کا (۳) اعلیٰ۔ ادنیٰ درجے کے برہمچریہ کی توضیح اس طرح کی گئی ہے:-

पुरुषो वाव यज्ञस्तस्य यानि चतुर्विंशतिं वर्षाणि तत्प्रातःसवनं, चतुर्विंशत्यक्षरा गायत्री गायत्रं प्रातःसवनं, तदस्य वसवोऽन्वायत्ताः प्राणा वाव वसव एते हीदं सर्वं वासयन्ति ॥ १ ॥

तच्चेदेतस्मिन् वयसि किञ्चिदुपतपेत्स ब्रूयात्प्राणा वसव इदं मे प्रातःसवनं

---

[1] اسی مضمون پر رشی نے اپنی بنائے کمگ چل کر اسی باب میں صفحہ ۵۵ پر ظاہر فرمائی ہے۔ رشی کی بنائے میں شودر کا لڑکا بھی ویدپڑھنے کا ذیلی ہی مستحق ہے۔ جیسے دیگر چھاندوگیہ کے بچے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ کسی طالب علم کو پڑھنے پڑھانے سے کچھ بھی دلائے۔ شخص بھی اور کندن بننے کی وجہ سے شودر کہلاتا ہے اس کا پڑھنا پڑھانا بیکار ہے۔ لیکن ایسا شودر کسی بھی دوئی جماعت (دنی) میں پیدا شدہ لڑکا ہو سکتا ہے کیونکہ رشی دیانند کی تعلیم کے مطابق (دوئی ویدستا) یا تعلیم جماعات دنی کا انحصار حسب و نسب پر نہیں بلکہ شخصی قابلیت پر ہے یہاں ان آچاریوں (معلمان) کی بنائے رد کیا گیا ہے جو

स्त्रीशूद्रौ नाधीयाताम् । के خلاف ہیں۔ اور عورتوں شودروں کو تعلیم دینے کے حق میں ہیں

[2] وعدہ تعلیم کی میعاد ان کیلئے ہے جو تعلیم کا آغاز وقت مقررہ کے بعد کریں۔ کم سے کم نو سال کی تعلیم سے کسی بھی شخص کو محروم نہیں رہنا چاہیئے

[3] بودھائن دھرم سوتر۔ پرشن ۱۔ ادھیائے ۲ اور سوتر ۱-۲ میں عرصہ تعلیم کی میعاد اس طرح بیان کی ہے:-

अष्टाचत्वारिंशद्वर्षाणि पौराणं वेद ब्रह्मचर्यम् ॥ १ ॥
चतुर्विंशतिं द्वादश वा प्रतिवेदम् ॥ २ ॥

قلیل نہ ملنے سے مردی تعلیم دید کے عرصہ کی میعاد ۴۸ برس ہے۔ ۱- یا چوبیس برس یا ہر ایک دید کے لئے بارہ برس۔ ۲- آچاریہ بودھائن کی بنائے میں برہمچریہ کی قلیل سے قلیل میعاد ۲۴ برس اور زیادہ سے زیادہ اڑتالیس برس ہے۔

چھاندوگیہ اپنشد پہ پاٹھک ۳- کھنڈ ۱۷ میں جہاں اس اپنیہ کے تین سوتروں کا ذکر ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے یہ تینوں میعادیں یکے بعد دیگرے پڑھی کی تھیں۔ کھنڈ کے آخر میں کہا ہے۔ کہ اس کی عمر (۲۴ + ۴۴ + ۴۸) = ۱۱۶ برس ہوئی۔ دوسرے لفظوں میں اس نے ساری عمر برہمچاری رہا۔

माध्यन्दिनꣳसवनमनुसंतनुतेति माꣳ प्राणानां वसूनां मध्ये यज्ञो विलोप्सीयेत्युद्धैव तत एत्यगदो ह भवति ॥ २ ॥

قالب انسانی کا نام جس کی ترکیب خوراک اور اس کے جوہر سے ہوتی ہے۔ "پُوشا" یعنی تندرستی ہے اور اس میں مصروف استراحت یعنی آرام سے رہنے والے جیو آتما (روح) کو "پُوشن" کہتے ہیں۔ یہ "پُوشن" یگیہ یعنی اعلیٰ اوصاف سے متصف اور تعلیم و تکریم کے لائق ہے۔ اسے لازم ہے کہ ۲۴ برس تک حواس کو قابو میں رکھ کر وید وغیرہ کتب علوم کی تعلیم اور اعلیٰ درجے کی تربیت حاصل کرے۔ (دن گایتری کے چوبیس حروف ہوتے ہیں اور پراتہ سون یعنی ابتدائی برہمچریہ کا دن گایتری بیان کیا جاتا ہے جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ ابتدائی برہمچریہ ۲۴ سال کا ہوتا ہے۔ اور اگر طالب علم شادی کرنے کے بعد بھی جذبات شہوانی کا غلام نہ ہو۔ تو اس کے قوائے جسمانی مضبوط ہو کر تمام پسندیدہ اوصاف کو اپنے میں بسا لیں گے۔ اگر کوئی شخص اوائل عمر میں اس کی تحصیل علم میں مزاحم ہو۔ تو آچاریہ (معلم) اسے یقین کہے۔ اور وہ خود بھی اپنے دل میں یہ عزم بالجزم کر لے۔ کہ اگر میں اوائل عمر ہی میں برہمچریہ (ضبط نفس) کے قواعد کی پوری پابندی کروں گا۔ تو میری روح اور قالب امراض سے محفوظ اور قوی ہوں گے۔ اور میرے تمام قویٰ عمدہ اوصاف کے مسکن بن جائیں گے۔ (وہ حوام کے روبرو اعلان کرتے کہ) اے لوگو! تم اس طرح ذوالع راحت کی تحصیل کرو۔ کہ میں اپنے برہمچریہ (طاقت مردمی) کو زائل نہ کروں۔ اگر میں چوبیس برس کی عمر میں پہنچنے کے بعد خانہ داری کی منزل میں قدم رکھوں گا۔ تو ظاہر ہے کہ میں امراض سے بچا رہوں گا اور میری عمر ستر یا اسی سال کی ہو گی)

متوسط درجے کے برہمچریہ کی (زمانہ طالب علمی کی) توضیح اس طرح کی گئی ہے۔ کہ :-

अथ यानि चतुश्चत्वारिꣳशदक्षरा त्रिष्टुप् त्रैष्टुभं माध्यंदिनꣳसवनं तदस्य रुद्रा अन्वायत्ताः प्राणा वाव रुद्रा एते हीदꣳ सर्वं रोदयन्ति ॥ ३ ॥ यन्ति ॥ ३ ॥

तं चेदेतस्मिन्वयसि किञ्चिदुपतपेत्स ब्रूयात्प्राणा रुद्रा इदं मे माध्यन्दिनꣳ सवनं तृतीयसवनमनुसन्तनुतेति माꣳ प्राणानाꣳ रुद्राणां मध्ये यज्ञो विलोप्सीत्युद्धैव तत एत्यगदो ह भवति ॥ ४ ॥

(دن ترشٹپ میں چوالیس حروف ہوتے ہیں اور مدھیندن سون یعنی متوسط برہمچریہ کا دن ترشٹپ ہے جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ متوسط درجہ کا برہمچریہ چوالیس برس کا ہوتا ہے)

جو شخص ۴۴ برس تک برہمچاری (مجرد) رہ کر وید کا درس حاصل کرتا ہے اس کے قویٰ جو اس ظاہری بالنی اور آتما (روح) قوی ہو کر شریروں کو رلانے اور شریفوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ (ایسا طالب علم اعلان کرے کہ) اگر میں اوائل عمر میں آپ کی حسب ہدایت ریاضت اور جانکشی کروں گا تو میرے یہ "رُدر" یعنی رُلانے والے قویٰ حیات مجھے متوسط درجے کا برہمچاری (طالب علم) بنائیں گے

اے برہمچاری! تم اِس برہمچریہ (ضبطِ نفس) کی ترقی کرو۔ جیسے میں اِس برہمچریہ اپنی قوتِ مردمی کو ذلیل کر کے یگیہ سروپ یعنی اپنا جسم بناتا ہوں۔ اور امراض سے محفوظ رہ کر فارغ التحصیل ہوتا ہوں ایسے ہی تم بھی ہو۔"

अथ यान्यष्टाचत्वारिꣳशद्वर्षाणि तत्तृतीयसवनमष्टाचत्वारिꣳ शदक्षरा जगती जागतं तृतीयसवनं तदस्यादित्या अन्वायत्ताः प्राणा वावादित्या एते हीदꣳसर्वमाददते ॥ ५ ॥

तं चेदेतस्मिन् वयसि किञ्चिदुपतपेत्स ब्रूयात् प्राणा आदित्या इदं मे तृतीयं सवनमायुरनुसंतनुतेति माहं प्राणानामादित्यानां मध्ये यज्ञो विलोप्सीयेत्युदेव तत एत्यगदो हैव भवति ॥ ६ ॥

اعلیٰ درجے کا برہمچریہ (زمانہ طالب علمی) ۴۸ برس کا ہوتا ہے۔ جیسے وسنت رتو میں ۴۸ حرف پڑھے جاتے ہیں ویسے ہی جو آدمی ۴۸ برس تک برہمچریہ (ضبطِ نفس) کے قواعد کا پورے طور پر پابند رہتا ہے اس کے قویٰ اس کے مطیع ہو کر تمام علوم کے اخذ کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اُستاد اور ماں باپ اولاد کو اوائل عمر میں ہی علم اور نیک عادات کی تحصیل کے لئے ریاضت کا عادی بنا کر ان امور کی تلقین کریں اور طالب خود بھی اِس غیر متزلزل عہد پر قائم رہیں۔ تو مکمل (یعنی چار سو بیس برس تک کی) زندگی سے محظوظ ہوں گے جو اشخاص برہمچریہ (زمانہ طالب علمی) کی اِس اعلیٰ منزل پر پہنچ کر اس سے گرتے نہیں۔ وہ تمام اقسام کی امراض سے محفوظ ہو کر دھرم، دین (العلم) دولت (کام) مرادات دنیوی اور موکش (نجات) ان چاروں محصولوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

سُشرت[2] سوتر ستھان ادھیائے ۳۵ میں لکھا ہے۔ کہ

चतस्रोऽवस्थाः शरीरस्य वृद्धिर्यौवनं सम्पूर्णता किञ्चित्परिहाणिश्चेति । आषोडशाद्वृद्धिः । आषञ्चविंशतेर्यौवनम् । आचत्वारिंशतः सम्पूर्णता । ततः किञ्चित्परिहाणिश्चेति ॥

---

[1] انسان کی متوسط عمر وید کے ارشادات کے مطابق سو برس ہے ہم سنسکاروں میں ہر روز پرارتھنا (دعا) کرتے ہیں:۔

जीवेम शरदः शतम्.....भूयश्च शरदः शतात् । ہم سو برس جیئیں۔ .....

بلکہ سو برس سے زیادہ۔ نیز یجروید ۱۲ - ۶۷ میں اِس سے بھی چند عمر کے لئے بھی التجا کی گئی ہے۔

[2] موجودہ سُشرت میں مندرجہ ذیل عبارت ملتی ہے:۔

तत्रोनषोडशवर्षो बालः । तत्र आविंशतेर्वृद्धिरात्रिंशतो यौवनमाचत्वारिंशतः सर्वधात्विन्द्रियबलवीर्य्यसम्पूर्णता ।

अत ऊर्ध्वमीषत्परिहाणिर्यावत् सप्ततिरिति सप्ततेरूर्ध्वं....वृद्धमाचक्षते ।

سولہ برس سے کم کا انسان بچہ ہوتا ہے ..... بیس برس تک بڑھتا ہے۔ تیس برس تک جوانی ہوتی ہے۔ چالیس برس تک جسم کے سب اجزاء جوان۔ طاقت۔ قوت اور ہمت میں پختگی آتی ہے۔ اس کے بعد ستر برس تک کچھ کچھ انحطاط ہوتا ہے ستر کے بعد ..... بوڑھا کہلاتا ہے۔

पञ्चविंशे ततो वर्षे पुमान् नारी तु षोडशे ।
समत्वागतवीर्यौ तौ जानीयात्कुशलो भिषक् ॥ ॥

جسم کی چار حالتیں ہوتی ہیں۔ اوّل بالیدگی یعنی سولہویں برس سے پچیسویں برس تک تمام اعضا کا نشو و نما پانا۔ دوم شباب جو پچیسویں برس کے اختتام اور چھبیسویں برس کے آغاز سے شروع ہوتا ہے۔ سوم پختگی یعنی چالیسویں برس تک تمام اعضا کا مکمل ہونا (اس کے بعد جسم کا جو بڑھتا ہے نہ جسم میں نہیں رہتا۔ بلکہ خواب۔ پسینے وغیرہ کے ذریعہ باہر نکل جاتا ہے۔ یہی چالیسواں برس شادی کے لئے افضل ہے۔ اس سے بھی افضل تر ۴۸ برس کی عمر ہے)

(ہوشیار طبیب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مرد پچیسویں برس میں اور عورت سولہویں برس میں سن بلوغ کو پہنچ جاتی ہیں)

عورت کی میعاد طالب علمی

معترض:۔ کیا برہمچریہ کا یہ قانون مرد اور عورت دونوں کے لئے یکساں ہے؟ مجیب:۔ نہیں۔ مرد کے پچیس برس کے مقابلے میں عورت کے برہمچریہ (مجرد رہنے) کی میعاد سولہ برس۔ مرد کے تیس برس کے مقابلے میں سترہ برس چھتیس برس کے مقابلے میں اٹھارہ برس۔ چالیس کے مقابلے میں بیس۔ چوالیس کے مقابلے میں بائیس اور اڑتالیس کے مقابلے میں چوبیس برس مقرر ہے۔ اڑتالیس برس کی عمر کے بعد مرد اور چوبیس برس کے بعد عورت کو مجرد نہیں رہنا چاہیئے۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ یہ قاعدہ ان مردوں اور عورتوں کے لئے ہے جنہیں گرہست (گھر) میں خانہ داری میں داخل ہونا ہے۔ برعکس اس کے جو شادی کرنا ہی نہ چاہیں اور سارا عمر برہمچاری رہ سکتے ہوں وہ بے دیکھے عمر بھر مجرد رہیں۔ مگر یہ بات پھر یاد رہے۔ کہ یہ کام کسی عارف کامل۔ فاتح نفس۔ بے عیب مرتاض (یوگی) یا مرتاضہ کا ہے۔ جذبات شہوانی کو روک کر تمام حواس کو اپنے حیطۂ اختیار میں کر لینا نہایت دشوار ہے۔

اُستادوں اور شاگردوں کا طرز عمل

تقریب اپنشد یعنی دل۔ ادراک وہیں طلباء و اساتذہ کے متعلق مندرجہ ذیل ہدایات درج ہیں:۔

ऋतं च स्वाध्यायप्रवचने च । सत्यं च स्वाध्यायप्रवचने च । तपश्च स्वाध्यायप्रवचने च । दमश्च स्वाध्यायप्रवचने च । शमश्च स्वाध्यायप्रवचने च । अग्नयश्च स्वाध्यायप्रवचने च । अग्निहोत्रं च स्वाध्यायप्रवचने च । अतिथयश्च स्वाध्यायप्रवचने च । मानुषं च स्वाध्यायप्रवचने च । प्रजा च स्वाध्यायप्रवचने च । प्रजनश्च स्वाध्यायप्रवचने च । प्रजातिश्च स्वाध्यायप्रवचने च ।

مناسب طرز زندگی کے ذریعہ درس و تدریس میں مصروف ہوں۔

حق شعاری کے ذریعہ علوم حقہ کی درس و تدریس میں مصروف ہوں۔

ریاضت یعنی احکام الٰہی کی پابندی کے ذریعہ وید وغیرہ کتب مقدسہ کی درس و تدریس میں مصروف ہوں۔

جو اس کو اعمال ذمیمہ سے روک کر درس و تدریس میں مصروف ہوں۔

قلب کے رجحان کو ہر قسم کے عیوب سے باز رکھ کر درس و تدریس میں مصروف ہوں۔
"آہونیہ" وغیرہ (اگنی، آتش اور برق وغیرہ کی ماہیت سے آگاہ ہو کر درس و تدریس میں مصروف ہوں
اگنی ہوتر کرتے ہوئے درس و تدریس میں مصروف ہوں۔
مہمانوں کی تواضع کرتے ہوئے درس و تدریس میں مصروف ہوں۔
فرائض انسانی کو کماحقہ ادا کرتے ہوئے درس و تدریس میں مصروف ہوں۔
اولاد اور بنایا کی حفاظت کرتے ہوئے درس و تدریس میں مصروف ہوں۔
طاقت مردمی کی حفاظت اور ترقی کرتے ہوئے درس و تدریس میں مصروف ہوں۔
اولاد اور طلبار کی حفاظت اور تربیت کرتے ہوئے درس و تدریس میں مصروف ہوں۔
یوگ درشن سادھن پاد سوتر ۳۰ میں مندرجہ ذیل پانچوں (ریاضت ہائے مجلسی) کا ذکر ہے۔

तत्राहिंसासत्यास्तेयब्रह्मचर्यापरिग्रहा यमाः ॥

(۱) اہنسا یعنی ترک عداوت (۲) ستیہ یعنی حق گوئی اور حق شعاری (۳) استیہ یعنی خیال قول اور فعل سے کبھی چوری نہ کرنا (۴) برہمچریہ یعنی خواہشات نفسانی کو قابو میں رکھنا (۵) اپریگرہ یعنی حرص اور ملکیت کے تکبر سے بالاتر رہنا۔ یہ پانچوں (ریاضتہائے مجلسی ہمیشہ عمل میں لائیں۔
نیم یعنی ریاضت ہائے شخصی مندرجہ ذیل ہیں :-

शौचसन्तोषतपःस्वाध्यायेश्वरप्रणिधानानि नियमाः ॥

(۱) شوچ (طہارت) یعنی غسل وغیرہ کے ذریعہ پاک و صاف رہنا (۲) سنتوش یعنی قناعت (قناعت کے معنی یہ نہیں کہ محنت کئے بغیر صابر رہے۔ قناعت کے اصلی معنے یہ ہیں۔ کہ محنت جس قدر ممکن ہو کرے مگر نتیجہ نفع ہو یا نقصان دونوں حالتوں میں زیادہ خوش ہو اور نہ مغموم ہو (۳) تپ یعنی سخت برداشت کر کے بھی احکام الہٰی کے مطابق عمل کرے (۴) سوادھیائے یعنی درس و تدریس (۵) ایشور پرنیدھان یعنی آتما (اپنے آپ) کو پرمیشور کی خاص محبت اور عبدیت کیلئے نذر کئے رہنا۔
(یوگ درشن سادھن پاد سوتر ۳۲)

منوسمرتی ۲ - ۲۰۴ میں لکھا ہے :-

यमान् सेवेत सततं न नियमान् केवलान् बुधः ।
यमान्पतत्यकुर्वाणो नियमान् केवलान् भजन् ॥

انسان یموں (ریاضت ہائے مجلسی) اور نیموں (ریاضت ہائے شخصی) دونوں کا پابند رہے۔ جو شخص ریاضتہائے مجلسی سے بے پرواہ ہو کر فقط شخصی ریاضت پر کاربند رہتا ہے اسے ترقی نہیں تنزل نصیب ہوتا ہے۔

कामात्मता न प्रशस्ता न चैवेहास्त्यकामता ।
काम्यो हि वेदाधिगमः कर्मयोगश्च वैदिकः ॥

نہ تو خواہشات کا پتلا بن جانا ہی پسندیدہ ہے۔ نہ خواہشات سے بالکل عاری ہو جانا کیونکہ بغیر خواہش (الخ)

کے تو وید کا علم اور احکام وید کی تعمیل بھی نہیں ہو سکتی ۔ منو ۲ ـ ۷

اس سے آگے چل کر منوسمرتی ۲ ـ ۲۰ میں لکھا ہے ۔ کہ

स्वाध्यायेन व्रतैर्होमैस्त्रैविद्येनेज्यया सुतैः ।
महायज्ञैश्च यज्ञैश्च ब्राह्मीयं क्रियते तनुः ॥

تمام علوم کی درس و تدریس ۔ برہمچریہ (ضبط نفس) راست گوئی وغیرہ اخلاقی اصولوں کی پابندی اگنی ہوتر وغیرہ یگیہ (فرائض) قبول حق و ترک باطل علوم حقہ کی تدریس ۔ وید کے اشادات سے گونہ ادراشادات متعلقہ علم ۔ اشادات متعلقہ عمل اور اشادات متعلقہ تقرب الٰہی) کے علم پکش اشٹی وغیرہ یگیں (فرائض شرعی) پیدائش نسل برہم دیو ۔ پتری ۔ آتمی اور رشی دیو ۔ ان پانچ مہایگیوں (فرائض روزانہ) اور اگنی شٹوم وغیرہ یگیہ یاگ (رسوم شرعی) اور علوم صنعت و حرفت وغیرہ کے اختیار کرنے سے اس قالب کو پرمیشور اور وید کی عقیدت کا محل (یعنی براہمن کا قالب) بنایا جاتا ہے ۔ ان ذرائع کے بغیر براہمن کا قالب تیار نہیں کیا جا سکتا ۔

منو ۲ ـ ۸۸ میں لکھا ہے ۔ کہ

इन्द्रियाणां विचरतां विषयेष्वपहारिषु ।
संयमे यत्नमातिष्ठेद्विद्वान् यन्तेव वाजिनाम् ॥

جیسے ہوشیار رتھبان گھوڑے کو قابو میں رکھتا ہے ۔ اسی طرح حواس کو جو قلب اور روح کو بے اعمالی کی طرف کھینچ لیجاتے ہیں ۔ اور ہمیشہ محسوسات میں پھنسے رہتے ہیں ۔ ہر کیف اپنے قابو میں لانے کی کوشش کرے کیونکہ

इन्द्रियाणां प्रसंगेन दोषमृच्छत्यसंशयम् ।
संनियम्य तु तान्येव ततः सिद्धिं नियच्छति ॥

آتما (روح) حواس کے قابو میں آ کر بالیقین بڑے بڑے عیوب میں مبتلا ہو جاتا ہے ۔ مگر جب انسان حواس پر قابو پا لیتا ہے تبھی استعداد روحانی سے بہرہ ور ہوتا ہے ۔

منو ۲ ـ ۹۳

वेदास्त्यागश्च यज्ञाश्च नियमाश्च तपांसि च ।
न विप्रदुष्टभावस्य सिद्धिं गच्छन्ति कर्हिचित् ॥

بد اخلاق بیقابو اور حواس شخص کو وید ۔ ترک محسوسات ۔ یگیہ (رسوم شرعی) ضبط نفس اور ریاضت کبھی منزل مقصود پر نہیں پہنچاتے ۔ منو ۲ ـ ۹۰

वेदोपकरणे चैव स्वाध्याये चैव नैत्यिके ।
नानुरोधोऽस्त्यनध्याये होममन्त्रेषु चैव हि ॥ १ ॥
नैत्यिके नास्त्यनध्यायो ब्रह्मसत्रं हि तत्स्मृतम् ।
ब्रह्माहुतिहुतं पुण्यमनध्यायवषट्कृतम् ॥ २ ॥

وید کے داس دتدریں۔ مدھیا اُپاسا وغیرہ پانچ مہایگیوں (روزانہ فرائض کی ادائیگی) اَور ہون کے منتروں (کی روایت) میں تعطیل کا حکم نہیں ہے (منوسمرتی ۲ - ۱۰۵)۔ روزانہ فرائض کی ادائیگی میں تعطیل نہیں ہوتی۔ (منوسمرتی ۲ - ۱۰۶)۔

(جیسے سانس ہمیشہ لیا جاتا ہے۔ اس میں ناغہ نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح روزانہ فرائض کی تکمیل ہر روز ہونی چاہیئے۔ تعطیل کے دن بھی اگنی ہوتر وغیرہ اچھے افعال باعثِ ثواب ہوتے ہیں مثلاً دروغ گوئی سے ہمیشہ گناہ اَور راست گوئی سے ہمیشہ ثواب ہوتا ہے۔ اسی طرح بُرے اعمال میں ہمیشہ تعطیل اَور نیک اعمال میں ہمیشہ مصروفیت رہنی چاہیئے)

अभिवादनशीलस्य नित्यं वृद्धोपसेविनः ।
चत्वारि तस्य वर्द्धन्त आयुर्विद्या यशो बलम् ॥

جو اہلِ علم شخص انکسار اَور شائستہ رہتا اَور بزرگوں کی خدمت کرتا ہے۔ اس کی عمر، علم، شہرت اَور طاقت ہمیشہ ترقی پذیر رہتی ہے (اَور جو اشخاص ان اَوصاف اَور اعمال سے عاری ہیں۔ ان کی یہ چاروں ترقی کا منہ نہیں دیکھتیں)

(منوسمرتی ۲ - ۱۲۱)

अहिंसयैव भूतानां कार्यं श्रेयोऽनुशासनम् ।
वाक् चैव मधुरा श्लक्ष्णा प्रयोज्या धर्ममिच्छता ॥

عُلماء اَور حُکماء کو لازم ہے کہ (عداوت کے خیال سے بالاتر ہو کر) تمام بنی نوع اِنسان کو طریقِ خیر کی ہدایت کریں تلقین کرنے والا ہمیشہ شیریں اَور شائستہ کلام زبان پر لائے۔ جو دینِ حق کی ترقی چاہے۔ اُسے ہمیشہ راہِ حق پر چلنا اَور راہِ راست کی ہدایت کرنی چاہیئے۔ (منوسمرتی ۲ - ۱۵۹)

यस्य वाङ्मनसी शुद्धे सम्यग्गुप्ते च सर्वदा ।
स वै सर्वमवाप्नोति वेदान्तोपगतं फलम् ॥ २ ॥

جس شخص کا قلب اَور زبان قابو میں اَور اخلاقی کمزوریوں سے پاک ہے۔ وہی وید کی تمام تعلیمات سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ منوسمرتی ۲ - ۱۶۰

संमानाद् ब्राह्मणो नित्यमुद्विजेत विषादिव ।
अमृतस्येव चाकाङ्क्षेदवमानस्य सर्वदा ॥

وہی برہمن (خدا شناس) تمام ویدوں کا اَور پرمیشور کی ذات و صفات کا عالم ہے۔ جو تعظیم سے اِس طرح ڈرتا ہے۔ جیسے زہر سے اَور تحقیر کا اِس طرح خواہاں رہتا ہے۔ کہ وہ گویا اُس کے لئے آبِ حیات ہے۔

(منوسمرتی ۲ - ۱۶۲)

अनेन क्रमयोगेन संस्कृतात्मा द्विजः शनैः ।
गुरौ वसन् संचिनुयाद् ब्रह्माधिगमिकं तपः ॥

اِس طرح یگیوپویت سے آراستہ ہو کر برہمچاری اَور برہمچارنی (طالب اَور طالبہ) جن کی آچاریہ کی گود میں دوبارہ پیدائش ہو چکی ہے۔ وید کے معانی کے ماہر ہونے چاہئیں یہی ان کی ریاضت ہے۔ (منو ۲ - ۱۶۴)

योऽनधीत्य द्विजो वेदमन्यत्र कुरुते श्रमम् ।
स जीवन्नेव शूद्रत्वमाशु गच्छति सान्वयः ॥

جو وید کا علم حاصل نہیں کرتا اور دیگر تحصیلات میں مصروف رہتا ہے۔ وہ (برہمن کشتری اور ویش جیتے جی) اپنے بیٹوں۔ پوتوں سمیت جلدی شودر کے درجے پر جا پہنچتا ہے۔ (منوسمرتی ۲ — ۱۶۸)

वर्जयेन्मधुमांसञ्च गन्धं माल्यं रसान् स्त्रियः ।
शुक्तानि यानि सर्वाणि प्राणिनां चैव हिंसनम् ॥ १ ॥
अभ्यङ्गमञ्जनं चाक्ष्णोरुपानच्छत्रधारणम् ।
कामं क्रोधं च लोभं च नर्त्तनं गीतवादनम् ॥ २ ॥
द्यूतं च जनवादं च परिवादं तथाऽनृतम् ।
स्त्रीणां च प्रेक्षणालम्भमुपघातं परस्य च ॥ ३ ॥
एकः शयीत सर्वत्र न रेतः स्कन्दयेत्क्वचित् ।
कामाद्धि स्कन्दयन्रेतो हिनस्ति व्रतमात्मनः ॥ ४ ॥

برہمچاری اور برہمچارنی (طالب اور طالبہ) شراب۔ گوشت۔ عطریات۔ پھولوں کے ہار۔ لذیذ اشیاء۔ غیر کی عورت۔ تمام نشہ۔ اپنے اعضاء کی مالش۔ جانداروں کو اذیت پہنچانے۔ عضو تناسل کو بے وجہ چھونے۔ آنکھوں میں سرمہ لگانے جوتے اور چھاتے کے استعمال۔ شہوت۔ غصہ۔ لالچ۔ سود۔ خوف۔ غم۔ حسد۔ دشمنی۔ رقص۔ ساز اور سرود۔ تمام بیہودہ ہر کس و ناکس کے ذکر۔ غیبت۔ بدوضع گوئی۔ عضو غیر پر نظر ڈالنے اور ان کے پاس جانے کیسی کو فریب پہنچانے وغیرہ اخلاق بد کو ترک کر دیں۔ ہمیشہ تنہا سوئیں۔ طاقت مردمی کو ضائع نہ ہونے دیں جس نے شہوت کے بس میں آکر طاقت مردمی کو ضائع ہونے دیا۔ اس کے اپنا یہ بھرپور (مجرد اپنے کا) برت (عہد) توڑ دیا۔

منوسمرتی ۲ — ۱۷۷ تا ۱۸۰

वेदमनूच्याचार्योऽन्तेवासिनमनुशास्ति । सत्यं वद । धर्मं चर ।
स्वाध्यायान्मा प्रमदः । आचार्याय प्रियं धनमाहृत्य प्रजातन्तुं मा व्यवच्छेत्सीः । सत्यान्न प्रमदितव्यम् । धर्मान्न प्रमदितव्यम् । कुशलान्न प्रमदितव्यम् । भूत्यै न प्रमदितव्यम् । स्वाध्यायप्रवचनाभ्यां न प्रमदितव्यम् । देवपितृकार्याभ्यां न प्रमदितव्यम् । मातृदेवो भव । पितृदेवो भव । आचार्यदेवो भव । अतिथिदेवो भव । यान्यनवद्यानि कर्माणि तानि सेवितव्यानि नो इतराणि । यान्यस्माकꣳसुचरितानि तानि त्वयोपास्यानि नो इतराणि । ये के चास्मच्छ्रेयाꣳसो ब्राह्मणास्तेषां त्वयासनेन प्रश्वसितव्यम् । श्रद्धया देयम् । अश्रद्धया देयम् । श्रिया देयम् । ह्रिया देयम् । भिया देयम् । संविदा देयम् । अथ यदि ते कर्मविचिकित्सा वा वृत्तविचिकित्सा वा स्यात् ये तत्र ब्राह्मणाः सम्मर्शिनो युक्ता अयुक्ता अलूक्षा धर्मकामाः

स्युर्येथा ते तत्र वर्त्तेरन् तथा तत्र वर्त्तेथाः । एष आदेश एष उपदेश एषा वेदोपनिषत् । एतदनुशासनम् । एवमुपासितव्यम् । एवमु चैतदुपास्यम् ।

تعلیم کا خاتمہ

(ویدکی تعلیم کے خاتمہ پر) اُستاد طالب اور طالبہ کو مندرجہ ذیل نصیحت کرے۔

ہمیشہ سچ بولنا۔ احکام الٰہی کو کمل میں لانا۔ درس و تدریس میں غفلت نہ ہونے دینا بہ پیچریہ (ضبطِ نفس) کے قواعد پر نہایت سختی سے کاربند رہ کر تمام علوم حاصل کرنا۔ اُستاد کو اُس کی پسند کے مطابق ہدیہ دے کر اور شادی کر کے اولاد پیدا کرنا۔ حق شادی میں بے اعتنائی نہ کرنا۔ احکام الٰہی کی تعمیل میں بے اعتنائی نہ کرنا۔ صحت جسمانی اور حکمت عملی کے امور میں بے اعتنائی نہ کرنا۔ نیات حسنہ کی ترقی میں بے اعتنائی نہ کرنا۔ درس و تدریس میں کبھی بے اعتنائی نہ کرنا۔ دیوتاؤں یعنی علماء اور والدین کی خدمت میں بے اعتنائی نہ کرنا۔ جیسے اہل علم کی ویسے ہی والدین، اُستاد اور مہمان کی ہمیشہ خدمت کیا کرنا۔ جو اعمال نیک اور احکام الٰہی کے مطابق ہیں مثلاً حق گوئی وغیرہ ان پر کاربند رہنا۔ ان کے برخلاف دروغ گوئی وغیرہ کی طرف کبھی رغبت نہ ہونا۔ جو اعمال نیک یعنی احکام الٰہی کے مطابق ہوں انہیں اخذ کرنا۔ اور جو ہم سے لغزشیں ہو جاتی ہیں ان کی تقلید کبھی نہ کرنا۔ جو ہم میں اعلےٰ درجہ کے علماء یعنی احکام الٰہی کے پابند برہمن (خدا شناس) ہیں۔ انہیں کی صحبت اختیار کرنا اور انہی پر اعتماد کرنا۔ عقیدت سے نذر و خیرات وغیرہ دینا بغیر عقیدت کے بھی دینا۔ سلیقے سے بھی دینا۔ لحاظ سے بھی دینا۔ خوف (خدا) سے بھی دینا۔ اقرار کے مطابق دینا۔ جب کبھی کچھ دینا فیاضی۔ اخلاق۔ تقرب الٰہی اور امور علمی کے متعلق شبہ ہو جس طرح فکمہ شاہد بے تعصب۔ مرتاض (یوگی) غیر مرتاض (رقیق القلب) احکام الٰہی کے دلدادہ سالکان راہ حق برتاؤ کریں ویسے ہی تو بھی کرنا یہی حکم۔ یہی نصیحت یہی وید کا راز یعنی حقیقی تلقین ہے۔ اس کے مطابق عمل پیرا ہونا اور اپنے اخلاق کی اصلاح کرتے رہنا چاہیئے۔ (تیتریہ اپنشد ۱۱-۱-۲-۳-۴-)

अकामस्य क्रिया काचिद् दृश्यते नेह कर्हिचित् ।
यद्यद्धि कुरुते किञ्चित् तत्तत्कामस्य चेष्टितम् ॥

(تمام بنی نوع انسان کو ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ) انسان کیلئے بغیر ارادے کے کوئی کام (یہاں تک کہ آنکھوں کا کھولنا اور بند کرنا) بھی قطعاً ناممکن ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان جو بھی عمل کرتا ہے وہ بدون ارادہ کے نہیں ہوتا۔ (منوسمرتی ۲-۴)

आचारः परमो धर्मः श्रुत्युक्तः स्मार्त्त एव च ।
तस्मादस्मिन्सदा युक्तो नित्यं स्यादात्मवान् द्विजः ॥

(کہنے سننے۔ سُننے سُنانے۔ پڑھنے پڑھانے کا) (یعنی سب سے اعلیٰ فرض) وید اور وید کے مطابق سمرتیوں میں بیان کردہ احکام دینی پر کاربند ہونا ہے۔ (خدا شناس دوج یعنی عالم) ان احکام پر ہمیشہ عمل پیرا رہے (منوسمرتی ۱-۱۰۸) کیونکہ

आचाराद्विच्युतो विप्रो न वेदफलमश्नुते ।
आचारेण तु संयुक्तः सम्पूर्णफलभाग्भवेत ॥

جس کا عمل احکام الٰہی کے مطابق نہیں وہ ویدوں میں بیان کئے گئے دھرم (اعمالِ دینی) کے ثمر یعنی راحت سے مستفیض نہیں ہو سکتا برخلاف اس کے جس کا عمل احکام الٰہی کے مطابق ہوتا ہے وہی مکمل راحت سے فیضیاب ہوتا ہے (منو ۱۔ ۱۰۹)

योऽवमन्येत ते मूले हेतुशास्त्राश्रयाद् द्विजः ।
स साधुभिर्बहिष्कार्यो नास्तिको वेदनिन्दकः ॥

جو شخص (کوئی معقول کا سہارا لے کر) وید اور وید کے مطابق علماء کامل کی تصنیف کردہ کتب دینی (شاستروں) کی توہین کرتا ہے۔ وید کی مذمت کرنے والے اس ناستک یعنی کافر (دہریہ) کو (قوم پنگت یعنی کھانے کی صف اور دیش (اپنے حلقہ) سے) خارج کر دینا چاہیئے۔ (یعنی اس سے کسی میل جول نہیں رکھنا چاہیئے۔ منو ۲۔ ۱۱) کیونکہ

वेदः स्मृतिः सदाचारः स्वस्य च प्रियमात्मनः ।
एतच्चतुर्विधं प्राहुः साक्षाद्धर्मस्य लक्षणम् ॥

(۱) وید (۲) وید کے مطابق علماء کامل کی تصنیف کردہ منوسمرتی وغیرہ شاستر یعنی کتب دینی (۳) برگزیدہ انسانوں کا طرز عمل جو زمانہ قدیم سے وید کے ذریعہ پریشد کے نافذ کردہ دستور العمل کے مطابق اور (۴) جو بات اپنے ضمیر کو مرغوب ہے (مثلاً حق گوئی) یہ چار دھرم (دین) کے معیار ہیں۔ (منو ۲ ۔ ۱۲)

یعنی انہی کے ذریعہ دھرم (دین) اور ادھرم (کفر) کی پہچان ہوتی ہے۔ جو تعصب سے بالاتر ہو کر انصاف اور حق کو قبول اور باطل کو بالکل ترک کر دینا چاہیئے۔ اسی اخلاق کا نام دھرم یعنی دین ہے۔ اور جو اس کے برعکس تعصب میں پھنس جاتا اور راہِ انصاف سے روگرداں ہو کر حق کا ترک اور باطل کا اختیار کرتا ہے وہ ادھرم یعنی کفر یا بے دینی ہے۔

अर्थकामेष्वसक्तानां धर्मज्ञानं विधीयते ।
धर्मं जिज्ञासमानानां प्रमाणं परमं श्रुतिः ॥

جو اشخاص زر و جواہر وغیرہ مال و دولت اور عورتوں کی صحبت وغیرہ نفسانی شہوانی میں مستغرق نہیں ہوتے انہیں کو علوم دینی حاصل ہوتے ہیں جو علم دین کے خواہشمند ہوں۔ انہیں دیکھ کر ذریعہ دھرم یعنی اور دینی امور کا فیصلہ کرنا چاہیئے کیونکہ دھرم (دین) اور ادھرم (بے دینی) کا کماحقہ تصفیہ غیر وید سے نہیں ہوتا۔ (منو ۲۔ ۱۳) استاد اپنے شاگرد کو مذہبی امور کی تلقین کرے۔

سرکار کا فرض

راجہ کا یہ خاص فرض ہے۔ کہ کشتریوں۔ ویشوں اور اعلیٰ طبقہ کے شودروں کے لئے بھی لازمی طور پر تحصیل علم کا انتظام کرے۔ اگر صرف برہمن ہی تعلیم حاصل کریں اور کشتری وغیرہ دیگر جماعات نہ کریں۔ تو علم دین۔ دولت اور سلطنت وغیرہ کی ترقی نہیں ہو سکتی کیونکہ برہمن تو بذریعہ درس و تدریس اور کشتری وغیرہ حصولِ معاش کر کے بھی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ مگر جب اس طرح پر برہمن معاش کے لئے (دیگر جماعات کے) محتاج ہوتے ہیں۔ اور کشتریوں وغیرہ (دیگر جماعات) پر کوئی ایسا مختار نہیں ہوتا جو اُن کے اعمال کی کماحقہ نگرانی کر کے انہیں سزا و جزا دے سکے۔ تو برہمن سے لیکر شودر تک تمام جماعات مکر و فریب میں پھنس جاتی ہیں۔ برعکس اس کے جب کشتری وغیرہ جماعات علم سے بہرہ ور ہو

جاتی ہیں۔ تو برہمن بھی دیگر جماعتوں سے بڑھ کر تحصیل علوم میں کوشاں اور راہ دین کے پیرو ہوتے ہیں۔ اور دیگر جماعات کے ذی علم افراد کے سامنے مکر و دروغ سے بھی محترز رہتے ہیں۔ ان جماعتوں کے جاہل ہونے کی صورت میں وہ جیسا چاہتے ہیں۔ ویسا ہی عمل کرتے اور کراتے ہیں۔ اس لئے اگر برہمن خود اپنا بھلا چاہیں تو کشتری وغیرہ غیر برہمن جماعات کو وید وغیرہ کتب حقہ کی تعلیم دینے میں پوری محنت سے کام لیں۔ کیونکہ کشتری وغیرہ بھی علم۔ دین۔ دولت اور سلطنت کی ترقی کے باعث ہوتے ہیں۔ ایسے برہمن کبھی خیرات مانگ کر گزارہ نہیں کرتے۔ اور اس لئے وہ تعلیم و تدریس کے معاملات میں طرفداری کا سلوک بھی نہیں کر سکتے۔ جب تمام جماعات میں اعلیٰ تعلیم و تربیت کا رواج ہو تب ہے۔ تو کوئی خلاف دین بدعات باطلہ کو بھی جو مکر و فریب کی ہی ایک مجسم صورت ہیں۔ رواج نہیں دے سکتا۔ اس بیان سے ثابت ہے۔ کہ کشتری وغیرہ جماعات کو ضبط میں رکھنے والے برہمن اور سنیاسی اور سنیاسیوں اور برہمنوں کو ضابطہ کی حدود میں رکھنے والی کشتری وغیرہ جماعات ہوتی ہیں۔ بنا برآں تمام جماعات کے زن و مرد میں علم اور دین کی اشاعت ضرور کرنی چاہیئے۔

تحقیق حق کے پانچ معیار

اب نصاب تعلیم اور جو جو باتیں درس و تدریس کا مضمون بنتی ہیں۔ ان سب کی تحقیق مکمل طور پر ہو جانی چاہیئے۔ یہ تحقیق پانچ طرح کی ہوتی ہے۔ اوّل جو جو بات الیشور کے اوصاف۔ افعال اور عادات اور احکام وید کے موافق ہو وہ حق۔ اور جو اس کے برعکس ہو وہ باطل ہے۔ دوم جو جو بات قانون قدرت کے موافق ہے وہ حق اور جو اس کے خلاف ہے وہ باطل ہے مثلاً کوئی کہے کہ بغیر ماں باپ کی مجامعت کے لڑکا پیدا ہو تو یہ قول قانون قدرت کے خلاف ہونے کی وجہ سے سراسر باطل ہے۔ سوم جو عادت کامل یعنی احکام الٰہی کے پابند حق گو۔ مکر و فریب سے بالاتر علماء کی صحبت اور تلقین کے موافق ہے۔ وہ قابل قبول اور جو اس کے خلاف ہے وہ ناقابل قبول ہے۔ چہارم جو اپنے ضمیر کی پاکیزگی اور علم کے مطابق ہو۔ وہ حق ہے۔ مثلاً جیسے ہمیں خود راحت مرغوب اور رنج غیر مرغوب ہے۔ ایسے ہی اور دوں کے متعلق بھی یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ اگر ہمیں کسی کے لئے راحت یا رنج کا موجب بنوں گا۔ تو وہ مجھ سے خوش یا ناخوش ہوگا۔ پنجم آٹھ ذرائع یقین (پرمانوں) یعنی مشاہدہ۔ قیاس تشبیہ۔ روایت صحیحہ۔ تاریخ۔ مرادات منہی۔ امکان اور عدم۔

آٹھ پرمانوں۔ ذرائع یقین

ذیل میں آٹھ (پرمانوں) ذرائع یقین کی تعریف کی جاتی ہے۔ یہ تمام حوالجات نیائے درشن کے باب اوّل و دوم سے لئے گئے ہیں:۔

इन्द्रियार्थसन्निकर्षोत्पन्नं ज्ञानमव्यपदेश्यमव्यभिचारि व्यवसायात्मकं प्रत्यक्षम् ॥

(۱) جو علم حواس اور محسوسات کے براہ راست تعلق سے پیدا ہو اور جو نہ فقط لفظی ہو۔ اور نہ مغالطہ کا یقینی ہو۔ اس کو پرتکش یعنی علم بالمشاہدہ کہتے ہیں۔ (نیائے درشن ۱-۱-۴) جو حواس خمسہ یعنی سامعہ لامسہ باصرہ۔ ذائقہ اور شامہ کا صوت (آواز) لمس۔ صورت۔ ذائقہ اور بو کے ساتھ بلا واسطہ تعلق ہوتا ہے اور پھر ان حواس کا تعلق من (آلۂ خیال) سے اور من (آلۂ خیال) کا روح سے ہو جاتا ہے۔ اس سے پیدا شدہ علم

علم بالمشاہدہ کہلاتا ہے۔ مگر جو اسم اور مسمےٰ کے تعلق سے علم ہوتا ہے۔ وہ علم بالمشاہدہ نہیں مثلاً کسی نے کسی سے کہا۔ پانی لے آ۔ وہ لے آیا۔ اور اس کے پاس رکھ کر بولا۔ یہ پانی ہے۔ اب پانی "اس چار حرف سے مرکب اسم" کو نہ تو لانے والا دیکھ سکتا ہے۔ نہ منگانے والا۔ دیکھا جاتا ہے مسمےٰ یعنی وہ چیز جس کا نام پانی ہے یہ مشاہدہ ہے اور مسمےٰ کا جو علم اسم وغیرہ الفاظ کے سننے سے پیدا ہوتا ہے وہ "شبد" یعنی روایت صحیحہ میں شامل ہے۔ دیہاتی یا موہوم وہ ہے۔ جیسے کسی نے رات کے وقت ستون دیکھ کر اسے انسان مان لیا۔ دن کو دیکھا تو رات کے انسان کا خیال زائل ہو کر ستون کا خیال قائم ہوا۔ اس عارضی خیال کا نام وہم ہے۔ مشاہدہ نہیں۔ یقینی کی توضیح اس طرح ہوتی ہے۔ کہ کسی نے دور سے دنیا کی دیت پر نظر ڈال کر کہا۔ کہ وہاں کپڑے سوکھ رہے ہیں۔ یا پانی ہے یا کچھ اور ہے۔ یا دور سے کسی انسان کو دیکھ کر کہا۔ یہ دیوبدت ہے یا گیدت۔ یہ مشاہدہ نہیں۔ مشاہدہ تب ہوگا جب تحقیق ہو کر ان میں سے کسی ایک پر یقین ہو جائے گا۔ اس لئے علم بالمشاہدہ کی تعریف یہ کی گئی۔ کہ وہ نہ لفظی یعنی فقط اسم و مسمےٰ کے تعلق سے پیدا شدہ نہ موہوم ہو بلکہ بالیقین ہو۔

(۴) جس چیز کے جزو یا کل کا کسی مکان یا زمان میں مشاہدہ ہو چکا ہو۔ اس کے کسی ساتھ لگنے والے جزو کے دور سے مشاہدہ کئے جانے پر اس جزو کے غیر مشہود یعنی نہ دیکھے۔ کل کا علم "انومان" یعنی علم بالقیاس کہلاتا ہے مثلاً بیٹے کو دیکھ کر باپ کا۔ پہاڑ وغیرہ پر دھواں دیکھ کر آگ کا اور دنیا میں سکھ و راحت دیکھ کر سابقہ زندگی کا قیاس ہوتا ہے۔ قیاس

अथ तत्पूर्वकं त्रिविधमनुमानं पूर्ववच्छेषवत्सामान्यतो दृष्टञ्च ॥

قیاس تین قسم کا ہوتا ہے۔ پورو دت یعنی علت سے معلول کا شیش وت یعنی معلول سے علت کا اور سامانیہ تو دِرشٹ یعنی قیاس عامہ۔ (نیائے درشن ۱-۱-۵) قیاس کی تعریف

(۱) پورو دت (علت سے معلول کا) مثلاً بادلوں کے مشاہدے سے برسات کا۔ شادی کے مشاہدہ سے اولاد کی پیدائش کا۔ پڑھتے ہوئے طلباء کو دیکھ کر علم کے حاصل ہونے کا قیاس ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جہاں علت کے مشاہدہ سے معلول کا قیاس ہو۔ وہ "پورو دت" یعنی قیاس بالعلت کہلاتا ہے۔ (۲) شیش وت (معلول سے علت کا) مثلاً دریا میں پانی کی طغیانی دیکھ کر اوپر ہو چکی برسات کا۔ بیٹے کو دیکھ کر باپ کا۔ عالم موجودات کو دیکھ کر قدیم علت اور اس کے فاعل العلم کا۔ اور رنج و راحت دیکھ کر گناہ و ثواب کا قیاس ہوتا ہے۔ یہ قیاس "شیش وت" یعنی قیاس من معلول کہلاتا ہے۔ (۳) "سامانیہ تو دِرشٹ" یعنی قیاس عامہ جن اشیاء کا باہم علت و معلول کا تعلق تو نہ ہو۔ مگر ان میں کوئی اور اشتراک خواص پایا جاتا ہو مثلاً کوئی شخص بغیر چلے خود دوسرے مقام پر نہیں جا سکتا۔ اس سے وہ دوسروں کا بھی بغیر چلے کسی اور مقام پر نہ جا سکنے کا قیاس کرتا ہے۔ یہ قیاس "سامانیہ تو دِرشٹ" یعنی قیاس عامہ ہے۔ "انومان" یعنی علم بالقیاس کے معنی ہیں "مان" علم۔ "انو" مابعد۔ قیاس مابعد یعنی مشاہدے کے بعد پیدا ہونے والا علم مثلاً دھوئیں کے مشاہدے کے بغیر غیر مشہود آگ کا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

अप्रसिद्धसाधर्म्यात्साध्यसाधनमुपमानम् ॥

(۳) معروف مشہود یعنی مشاہدہ کی ہوئی چیز سے اِنسان کے حواس کے ذریعہ غیر مشہود یعنی مشاہدہ نہ کی ہوئی چیز کا علم علم بالمثل یا علم بالمشابہ کہلاتا ہے۔ (نیاء درشن ۱-۱-۶)

مثلاً کسی نے نوکر سے کہا۔ وشنو متر کو بلا لا۔ وہ بولا۔ میں نے وشنو متر کو کبھی نہیں دیکھا تب مالک نے کہا۔ وشنو متر ایسا ہی ہے جیسا دیودت۔ جب ملازم وہاں گیا۔ تو دیودت کا ہم شکل دیکھ کر وشنو متر کو لے آیا۔ یا کوئی کہے جیسی یہ گائے ہے ویسی ہی نیل گائے ہوتی ہے۔ (یہ سُن کر ایک شخص نے) جنگل میں ایک حیوان جو گائے کا ہم شکل تھا۔ دیکھ کر یقین کر لیا۔ کہ یہ نیل گائے ہے۔

आप्तोपदेशः शब्दः ॥

(۴) جو علم کسی عالم کامل۔ احکام الٰہی کے پابند بغیر خواہ عوام جن گو سمجھتی۔ فاتح النفس شخص کے باطن میں ہو۔ اور جس سے خود اُسے آرام نصیب ہوا ہو۔ وہ شخص جس کے اظہار کی خواہش سے متحرک ہو کر بنی نوع انسان کی بہبودی کے لئے اس کی تلقین کرے۔ اُسے "شبد" یعنی علم بالروایت کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں خاک سے لے کر ذات پاک پرمیشور تک تمام موجودات کا عالم ہو کر کوئی شخص اپنے علم کی تلقین کرے۔ تو ایسے معتمد شخص کی روایت اور کامل معتمد پرمیشور کے قول دید کو "شبد" یعنی روایت صحیحہ کہتے ہیں۔

(نیاء درشن ۱-۱-۷)

(نیاء درشن میں معترض نے سوال اُٹھایا ہے)

न चतुष्टयमैतिह्यार्थापत्तिसम्भवाभावप्रामाण्यात् ॥

علم الیقین کے ماخذ بھی چار نہیں۔ کیونکہ (ایتیہہ) تاریخ۔ (ارتھاپتی) کنایہ یا مرادِ ضمنی۔ (سنبھو) امکان اور (ابھاو) عدم بھی وسائل یقین ہیں۔ (۲-۲-۱)

(۵) "ایتیہہ" کے معنی ہیں تاریخ مثلاً فلاں شخص ایسا تھا۔ یا اُس نے ایسا عمل کیا۔ وغیرہ تاریخ کا نام "ایتیہہ" ہے

(۶) "ارتھاپتی" کے معنی ہیں کنایہ یا مرادِ ضمنی مثلاً کسی نے کہا۔ بادلوں کے ہونے سے ہی بارش ہوتی ہے کیونکہ معلول کا وجود علت کے وجود سے ہی ہوتا ہے۔ اس سے بغیر کہے یہ دوسری بات اپنے آپ کہہ دی گئی۔ کہ بغیر بادل کے برسات اور بغیر علت کے معلول کا وجود نہیں ہو سکتا۔

(۷) "سنبھو" یعنی ممکن مثلاً کوئی کہے۔ ماں سے باپ کے بغیر اولاد ہو گئی۔ کسی نے مُردوں کو زندہ کیا۔ پہاڑ اُٹھائے سمندر میں پتھر تیرائے۔ چاند کے ٹکڑے کئے۔ پرمیشور نے قالب اختیار کیا۔ انسان کے سینگ دیکھے گئے۔ یا کوئی عورت کے لڑکے لڑکی کی شادی ہوئی۔ وغیرہ یہ سب امور غیر ممکن ہیں۔ کیونکہ یہ قانونِ قدرت کے خلاف ہیں ممکن وہی امور ہیں جو قانونِ قدرت کے مطابق ہوں۔

(۸) "ابھاو" یعنی عدم۔ نہ ہونا۔ مثلاً کسی نے کسی سے کہا۔ ہاتھی لے آ۔ وہ وہاں ہاتھی کو غیر موجود دیکھ کر جہاں ہاتھی موجود تھا وہاں سے ہاتھی لے آیا۔

یہ آٹھ پرمان ذرائع یقین ہیں۔ اگر ان میں سے "ایتیہہ" یعنی تاریخ کا شمول "شبد" یعنی روایت صحیحہ میں اور "ارتھاپتی" یعنی کنایہ یا مرادِ ضمنی کا "سنبھو" یعنی ممکن میں اور "ابھاو" یعنی عدم کا شمول "انومان" یعنی قیاس

میں کر لیا جائے۔ تو ذرائع یقین کی تعداد چار رہ جاتی ہے۔
انسان مذکورہ بالا معیارات سے حق و باطل کی تحقیق کر سکتا ہے۔ ان کے بغیر نہیں۔ ویشیشک درشن کے مصنف کنادمنی کا قول ہے۔ کہ
धर्मविशेषप्रसूताद् द्रव्यगुणकर्मसामान्यविशेषसमवायानां पदार्थानां [साधर्म्य- वैधर्म्याभ्यां] तत्त्वज्ञानान्निःश्रेयसम् ॥
جب انسان احکام الٰہی کی کماحقہ تعمیل کر کے اپنے باطن کا تزکیہ کر لیتا ہے۔ اور اسے سادھنا۔ یعنی اشتراک خواص (مثلاً عدم ادراک خاک اور آب کا خاصہ مشترکہ ہے) اور دھرمیہ یعنی افتراق خواص (مثلاً نہیں ٹھوس اور پانی سیال ہے) کے ذریعہ چھ پدارتھوں (موجودات بسیطہ یعنی دَرَبیہ (جوہر) گن (وصف) کرم (حرکت) سامانیہ (اشتراک) وشیش (افتراق) اور سمواید (تعلق لازمی) کی ماہیت کا علم ہو جاتا ہے۔ تو اسے نجات مل جاتی ہے۔ (ویشیشک ۱-۱-۴)
पृथिव्यापस्तेजोवायुराकाशं कालो दिगात्मा मन इति द्रव्याणि ।
جوہر نو ہیں۔ پرتھوی (خاک) جل (آب) تیج (آتش) وایو (باد) آکاش (خلا) کال (زمان) دشا (سمت) آتما (روح) اور منس (آلۂ خیال) (۱-۱-۵)
क्रियागुणवत्समवायिकारणमिति द्रव्यलक्षणम् ॥ (۱-۱-۱۵)
جس میں حرکات اور اوصاف یا فقط اوصاف ہوں۔ یا جو سمائے کا اور اسمائے علت مادی ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اسے جوہر کہتے ہیں۔ خاک۔ آب۔ آتش۔ باد۔ من (آلۂ خیال) اور آتما (روح) یہ چھ جواہر ایسے ہیں جن میں حرکات اوصاف دونوں رہتے ہیں۔ اور کال۔ زمان۔ سمت اور دشا۔ یہ جواہر ایسے ہیں جن میں اوصاف رہتے ہیں۔ علت وہ ہے جو معلول سے پہلے موجود ہو۔ علت مادی کے معنے ہیں۔ جو معلول کا مادہ ہو۔ جوہر
रूपरसगन्धस्पर्शवती पृथिवी ॥
خاک وہ جوہر ہے جس میں صورت۔ ذائقہ۔ بو اور لمس یہ چار اوصاف پائے جاتے ہیں (۲-۱-۱) ان میں سے صورت آتش کی۔ ذائقہ آب کی اور لمس باد کی آمیزش کی وجہ سے پایا جاتا ہے۔) خاک
✓ व्यवस्थितः पृथिव्यां गन्धः ।
بو خاک کا خاصہ ہے۔ ۲-۲-۲۔ ایسے ہی ذائقہ آب کا صورت آتش کا لمس باد کا اور صوت (آواز) خلا کا خاصہ ہے
रूपरसस्पर्शवत्य आपो द्रवाः स्निग्धाः ।
آب میں صورت۔ ذائقہ اور لمس یہ تین اوصاف پائے جاتے ہیں۔ آب مائع اور رطب (تر) ہوتا ہے۔ آب
۲-۱-۲۔ ذائقہ آب کا خاصہ ہے۔ اور اس میں صورت اور لمس بالترتیب آتش اور باد کی آمیزش کی وجہ سے پائے جاتے ہیں۔ ✓
अप्सु शीतता ॥
برودت (سردی) آب کی فطرت میں ہے ۲-۲-۵ ॥ तेजो रूपस्पर्शवत् ॥
آتش وہ جوہر ہے جس میں صورت اور مس یہ دو اوصاف پائے جاتے ہیں۔ ۲-۱-۱۱۔ صورت آتش کا آتش
خاصہ ہے۔ اور لمس باد کی آمیزش کی وجہ سے ہے۔ स्पर्शवान् वायुः ।

یا وہ جوہر ہے جس میں لمس پایا جاتا ہے۔ یعنی جو چھُوا جا سکتا ہے ۲-۱-۴۔ اس میں حرارت اور برودت بالترتیب آتش اور آب کی آمیزش کی وجہ سے پائی جاتی ہے۔

त आकाशे न विद्यन्ते ॥।

صورت، ذائقہ، بُو اور لمس خلا میں نہیں پائے جاتے۔ خلا کا خاصہ صوت (آواز) ہے۔ ۲-۱-۵

निष्क्रमणं प्रवेशनमित्याकाशस्य लिङ्गम् ॥ اخراج اور ادخال خلا کی علامات ہیں

कार्यान्तराप्रादुर्भावाच्च शब्दः स्पर्शवतामगुणः ॥

صوت دیگر معلولات یعنی خاک، آب، آتش اور باد سے جن میں وصف لمس پایا جاتا ہے نمودار نہیں ہوتی۔ اس لیے یہ اُن کا وصف نہیں۔ فقط خلا کا وصف ہے۔ ۲-۱-۲۵

अपरस्मिन्नपरं युगपच्चिरं क्षिप्रमिति काललिङ्गानि ॥

زماں کی علامات تقدم (پہلے ہونا) تاخر (پیچھے ہونا) معیت (ایک ہی وقت ہونا)۔ تاخیر (دیر) اور تعجیل (جلدی) ہیں۔ ۲-۲-۶

नित्येष्वभावादनित्येषु भावात्कारणे कालाख्येति ॥

چونکہ زماں کا اطلاق موجوداتِ دائمی پر نہیں ہوتا اگر موجودات عارضی پر ہوتا ہے پس لہٰذا زماں علت ہے۔ ۲-۲-۹

इत इदमिति यतस्तद्दिश्यं लिङ्गम् ॥

سمت کی علامت ہے خلال چیز کی خلال ظرف ۲-۲-۱۰ مثلاً یہ چیز اُس چیز کے پُورب (مشرق) پچھم (مغرب) دکّھن (جنوب) اُتر (شمال) میں۔ اُوپر یا نیچے کی طرف ہے۔

आदित्यसंयोगाद् भूतपूर्वाद् भविष्यतो भूताच्च प्राची ॥

مشرق (پُورب) وہ سمت ہے جس سے تینوں زمانوں میں طلوعِ آفتاب کا تعلق ہے۔ ۲-۲-۱۴۔ مغرب (پچھم) وہ سمت ہے جس میں آفتاب غروب ہوتا ہے۔ مشرق کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہو جائیں تو دائیں طرف سمت جنوب اور بائیں طرف سمت شمال رہتی ہے۔

एतेन दिगन्तरालानि व्याख्यातानि ॥

اسی سے (آگنیہ) جنوب مشرق (نیرتی) جنوب مغرب (وایوی) شمال مشرق (ایشانی) شمال مغرب۔ ان گوشوں کی بھی توضیح ہو جاتی ہے۔ ۲-۲-۱۶

نیاردرشن میں آتما یعنی روح اور النفس کی اس طرح توضیح کی گئی ہے:-

इच्छाद्वेषप्रयत्नसुखदुःखज्ञानान्यात्मनो लिङ्गमिति ॥

آتما کی علامات رغبت۔ نفرت۔ سعی۔ رنج۔ راحت۔ علم۔ یہ اوصاف ہیں۔ ۱-۱-۱۰

ویشیشک درشن میں ان علامات میں کچھ اضافہ کے ساتھ مندرجہ ذیل علامات بیان کی گئی ہیں:-

प्राणाऽपाननिमेषोन्मेषजीवनमनोगतीन्द्रियान्तरविकाराः सुखदुःखेच्छाद्वेषप्रयत्नाश्चात्मनो लिङ्गानि ॥

لہ کسی جوہر میں سب علامات کا ہونا لازم نہیں۔

سانس اندر لینا اور باہر نکالنا۔ آنکھ میچنا اور کھولنا۔ زندگی۔ خیال یعنی علم۔ حرکت جو اس وقت کا فعل۔ اندرونی عوارض (مثلاً بھوک۔ پیاس۔ بخار۔ درد وغیرہ) راحت۔ رنج۔ رغبت۔ نفرت اور سختی یہ علامات آتما کی ہیں۔ ۳-۲-۴

युगपज्ज्ञानानुत्पत्तिर्मनसो लिङ्गम् ॥

من یعنی آپ خیال کی علامت یہ ہے۔ کہ اس سے ایک وقت میں دو چیزوں کا علم نہیں ہوتا۔ ۱-۱-۱۶ نیاد شن

یہ (قدر دیوں) جواہر کی (سدرو پ) ماہیت اور (لکشن) تعریف کی گئی ہے۔ اب گن (فصل) اوصاف کا بیان کیا جاتا ہے۔ रूपरसगन्धस्पर्शाः संख्याः परिमाणानि पृथक्त्वं संयोगविभागौ परत्वाऽपरत्वे बुद्धयः सुखदुःखे इच्छाद्वेषौ प्रयत्नाश्च गुणाः ॥

(رُوپ) صورت۔ (رس) ذائقہ۔ (گندھ) بو۔ (سپرش) لمس۔ (سنکھیا) تعداد (پرمان) کمیت (پرتھکتو) جدائی۔ (سنیوگ) اتصال۔ (وبھاگ) انفصال۔ (پرتو) تاخر اور (اپرتو) تقدم (پرتو) قرب (ابدھی) تمیز۔ (آدی) آرام۔ (سکھ) راحت (دکھ) رنج۔ (اچھا) رغبت۔ (دویش) نفرت۔ (پریتن) کوشش (گرتو) ثقل۔ (دراوتا) مائعیت۔ (سنیہہ) رطوبت۔ تاثرات۔ گناہ و ثواب اور صوت یہ چوبیس اوصاف ہیں

(۱-۱-۶ ویشیک درشن)

द्रव्याश्रय्यगुणवान् संयोगविभागेष्वकारणमनपेक्ष इति गुणलक्षणम् ॥

(گن) وصف کی تعریف یہ ہے۔ کہ وہ جوہر کے سہارے رہتا ہے۔ اس کا اور وصف نہیں ہوتا۔ اتصال اور انفصال کی علت نہیں بنتا۔ اور کسی دوسرے وصف کا محتاج ہوتا ہے۔ ۱-۱-۱۶

श्रोत्रोपलब्धिबुद्धिनिर्ग्राह्यः प्रयोगेणाऽभिज्वलित आकाशदेशः शब्दः ॥ ॥

جس کا احساس کان سے اور ادراک عقل سے ہوتا ہے جو تلفظ سے ظہور میں آتا ہے۔ اور جس کا مقام خلا ہے۔ وہ شبد یعنی صوت ہے۔ (مہابھاشیہ ۱-۱-۲)

جس کا احساس آنکھ سے ہو وہ (رُوپ) صورت ہے جس کا احساس زبان سے ہو وہ (رس) ذائقہ مثلاً شیریں وغیرہ۔ جس کا احساس ناک سے ہو وہ (گندھ) بو ہے۔ جس کا احساس جلد سے ہو۔ وہ (سپرش) لمس کہلاتا ہے۔ (سنکھیا) تعداد وہ وصف ہے جس سے ایک دو وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔ (پرتھکتو) جدائی ایک دوسرے سے الگ ہونے کو کہتے ہیں (سنیوگ) اتصال کے معنے ملنا (وبھاگ) انفصال کے معنے منقسم ہونا (پرتو) بعد کے دور ہونا۔ تاخر کے معنے پیچھے ہونا (اپرتو) قرب کے معنے نزدیک ہونا۔ تقدم کے معنے پہلے ہونا جس سے اچھے بُرے کی پہچان ہو اسے (ابدھی) تمیز۔ آرام کو (سکھ) راحت۔ تکلیف کو (دکھ) رنج۔ رجوع کو (اچھا) رغبت عدم رجوع کو (دویش) نفرت۔ کوشش کو (پریتن) سعی۔ بھاری پن کو (گرتو) ثقل۔ بہنے کو (دراوتا) مائعیت۔ تری کو (سنیہہ) رطوبت۔ دوسرے کے تعلق کے اثر کو (سنسکار) تاثر۔ اعمال حمیدہ کے اثر کو (دھرم) ثواب اور اعمال مذمومہ کے اثر کو (ادھرم) گناہ کہتے ہیں۔

حرکت مندرجہ ذیل پانچ قسم کی ہوتی ہے:۔

उत्क्षेपणमवक्षेपणमाकुञ्चनं प्रसारणं गमनमिति कर्माणि ॥

(۱) حرکت بسمت بالا (۲) حرکت بسمت زیریں (۳) انقباض یعنی سکڑنا (۴) بسط یعنی پھیلانا اور (۵) آمد و رفت اور گردش ۱-۱-۷

حرکت کی تعریف یہ ہے :-

एकद्रव्यमगुणं संयोगविभागेष्वनपेक्षकारणमिति कर्मलक्षणम् ॥

حرکت وہ ہے جو ایک جوہر میں ہو جس کا وصف نہ ہو اور جو اتصال اور انفصال میں علت مطلق ہو۔ ۱-۱-۱۷

द्रव्यगुणकर्मणां द्रव्यं कारणं सामान्यम् ॥

معلول جوہر معلول وصف اور معلول حرکت کی علت مشترکہ جوہر ہوتی ہے ۱-۱-۱۸

द्रव्याणां द्रव्यं कार्यं सामान्यम् ॥

جواہر کے معلولات میں جوہر معلول مشترکہ ہوتا ہے ۱-۱-۲۳

द्रव्यत्वं गुणत्वं कर्मत्वञ्च सामान्यानि विशेषाश्च ॥

جواہر میں جوہریت۔ اوصاف میں وصفیت اور حرکات میں تحرک کا اشتراک ہے لیکن جوہریت و وصفیت اور تحرک کی نسبت خاص ہے۔ علیٰ ہذا القیاس وصفیت بجوہریت اور تحرک کی نسبت اور تحرک جوہریت اور وصفیت کی نسبت خاص ہے ۱-۲-۵

सामान्यं विशेष इति बुद्ध्यपेक्षम् ॥

اشتراک اور اختصاص بلحاظ نقطۂ نظر ہوتا ہے۔ ۱-۲-۳ مثلاً انسانیت سب انسانوں میں مشترکہ ہے مگر جیوانوں کی نسبت خاص ہے۔ اسی طرح تذکیر و تانیث۔ براہمن پن کشتری پن۔ ویش پن اور شودر پن انسانوں میں خاص ہیں۔ براہمنوں میں براہمن مشترکہ ہے اور کشتریوں کی نسبت یہ وصف خاص ہے

इहेदमिति यतः कार्यकारणयोः स समवायः ॥

حرکت اور متحرک۔ وصف اور موصوف۔ نوع اور فرد۔ علت اور معلول جزو اور کل کا تعلق سمواے یعنی لازمی کہلاتا ہے۔ ۷-۲-۲۶ اور جو جوہروں کا باہم تعلق ہوتا ہے اسے سنیوگ یعنی اتصال کہتے ہیں۔ اتصال عارضی ہوتا ہے لیکن سمواے یعنی تعلق لازمی مخلوقین کے زمانۂ وجود تک قائم رہتا ہے

द्रव्यगुणयोः सजातीयारम्भकत्वं साधर्म्यम् ॥

جوہر اور وصف میں یہ خاصہ مشترکہ ہے کہ یہ اپنے جیسا معلول پیدا کرتے ہیں۔ ۱-۱-۹ مثلاً مٹی سے گھڑا پیدا ہوتا ہے۔ مٹی غیر مدرک ہے گھڑا بھی غیر مدرک ہوگا۔ مٹی جوہر ہے عدم ادراک وصف۔ مٹی اپنے جیسا معلول گھڑا پیدا کرتی ہے۔ ایسے ہی عدم ادراک عدم ادراک ہی کو پیدا کرتا ہے۔ پانی سے برف پیدا ہوتی ہے جو اس کی ہم صفت ہے ایسے ہی اس کا عدم ادراک ادراک کو پیدا نہیں کرتا۔

कारणभावात्कार्यभावः ॥

معلول کے وجود کے لیے علت کا وجود ضروری ہے۔ ۴-۱-۳

न तु कार्याभावात्कारणाभावः ॥

مگر معلول کے عدم سے علت کے عدم کا استدلال نہیں ہو سکتا۔ ۱-۲-۲

कारणाऽभावात्कार्याऽभावः ॥

علت کے عدم سے معلول کے عدم کا استدلال ہوتا ہے۔ ۱-۲-۱

कारणगुणपूर्वकः कार्यगुणो दृष्टः ॥

معلول کے اوصاف علت کے اوصاف کے مطابق ہوتے ہیں۔ ۲-۱-۲۴

(پیمایش) کمیت دو طرح کی ہوتی ہے

अणु महदिति तस्मिन्विशेषभावाद्विशेषाभावाच्च ।

(اُنو) کمیت صغیر اور (مہت) کبیر۔ کمیت نسبتی صفت ہے مثلاً ترسرینو لکشا (الکھا) کی نسبت صغیر اور ڈینک کی نسبت کبیر ہے۔ پہاڑ۔ زمین کی نسبت صغیر اور درخت کی نسبت کبیر ہے ۷-۱-۱۱

پیمایش (کمیت)

सदिति यतो द्रव्यगुणकर्मसु सा सत्ता ॥

(ستا) وجود وہ ہے جس سے جواہر۔ اوصاف اور حرکات کو موجود کہا جاتا ہے۔ ۱-۷-۷

وجود

भावोनुवृत्तेरेव हेतुत्वात् सामान्येषेवा॥

جواہر۔ اوصاف اور حرکات میں علم ہونے کی وجہ سے ان سب میں وجود کا اشتراک ہے۔ ۱-۲-۴

ان تمام موجودات میں ہونے کی وجہ سے وجود مشترک اعظم ہے

مندرجہ بالا توضیح جواہر موجود کی ہے۔ عدم کی پانچ قسمیں ہوتی ہیں۔

क्रियागुणव्यपदेशाभावात्प्रागसत्॥

حرکات اور اوصاف کا ذکر نہ ہو سکنے کی صورت میں متحرک اور متصف کا "پراگ ابھاو" یعنی عدم ماقبل ہوتا ہے ۹-۱-۱ مثلاً گھڑا اور کپڑا بنائے جانے سے پیشتر نہیں تھے اس عدم کو عدم ماقبل کہتے ہیں۔

ابھاو (عدم)

सदसत् ॥ موجود ہونے کے بعد غیر موجود ہو جانا "وِدھوَنسو ابھاو" یعنی عدم مابعد کہلاتا ہے ۹-۱-۲

सच्चासत् ॥ جو ہو اور نہ ہو (مثلاً گھوڑا گائے نہیں اور گائے گھوڑا نہیں یعنی گھوڑے میں گائے کا اور گائے میں گھوڑے کا عدم ہے) اس عدم کو "انیونیہ ابھاو" یعنی عدم بالغیر کہتے ہیں۔ ۹-۱-۳ यच्चान्यदसदतस्तदसत् ॥ ان اقسام کے علاوہ عدم "اتیانت ابھاو" یعنی عدم محض یا عدم مطلق کہلاتا ہے۔ جیسے انسان کے سینگ۔ آسمان کا پھول۔ بانجھ کا لڑکا وغیرہ ۹-۱-۵

नास्ति घटो गेह इति सतो घटस्य गेहसंसर्गप्रतिषेधः ॥

گھر میں گھڑا نہیں ہے۔ اس طرح کا ظرف موجود کا گھر سے عدم تعلق اور دوسری جگہ وجود ملیک ابھاو" یعنی عدم فی الحال کہلاتا ہے۔ ۹-۱-۱

یہ پانچ اقسام "ابھاو" یعنی عدم کی ہیں۔

इन्द्रियदोषात्संस्कारदोषाच्चाविद्या ॥

حواس اور تاثرات کے ناقص ہونے کا نتیجہ "اوِدیا" یعنی جہل ہے ۹-۲-۱۰

تद्दुष्टज्ञानम् । ناقص یعنی حقیقت کے برعکس علم کو جہل کہتے ہیں ۹-۲-۱۱

अदुष्टं विद्या ॥ غیر ناقص یعنی صحیح علم کو "وِدیا" کہتے ہیں - ۹-۲-۱۲

पृथिव्यादिरूपरसगन्धस्पर्शाः द्रव्यानित्यत्वादनित्याश्च ॥

چونکہ معلول خاک وغیرہ جوہر عارضی ہیں اس لئے ان کے اوصاف صورت ذائقہ بُو اور لمس بھی عارضی ہیں ۷-۱-۲ एतेन नित्येषु नित्यत्वमुक्तम् ॥ اس سے جواہر دائمی کے دوام کا بیان ہو گیا ۷-۱-۳ ॥ सदकारणवन्नित्यम् ॥ معلول جواہر عارضی ہیں اور جو علت ہیں۔ دائمی ہیں۔ ۴-۱-۱

अस्येदं कार्यं कारणं संयोगि विरोधि समवायि चेति लैङ्गिकम् ॥

(الفاظ) قیاس (لنگ علامت) کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اس کا بیان اس طرح کیا جاتا ہے کہ فلاں موجود فلاں موجود کی علت (کارن) ہے۔ فلاں فلاں کا معلول (کاریہ) ہے۔ یا ایک لفظ میں فلاں فلاں کا سمواءی تعلق لازمی ہے۔ فلاں فلاں کا رشتہ کی متصل ہے فلاں فلاں کا (دوسری متضاد ہے فلاں فلاں کا ایک اور سمواءی) ہم متصف ہے۔ ۹-۲-۱ تعلق لازمی مثلاً خلا میں کمیت ہے متصل مثلاً جسم میں چوڑائی ہے ہم متصف مثلاً معلول صورت اور معلول اس جن کا متصف ایک ہو متضاد مثلاً ہو چکی بارش' ہونے والی بارش کی۔ नियतधर्मसाहित्यमन्ययोरेकतरस्य वा व्याप्तिः ॥ निजशक्त्युद्भवमित्याचार्याः ॥ आधेयशक्तियोग इति पंचशिखः ॥

مقرر مقیاس یعنی ذریعہ قیاس (سادھن) اور مقیس (سادھیہ) کی باہمی رفاقت کہ جن میں سے کئی حالتوں میں دونوں ایک دوسرے کے سادھیہ مقیس بن جاتے ہیں۔ اور کئی حالتوں میں فقط ایک) دیاپتی یعنی التزام کہتے ہیں۔ سانکھیہ ۵-۲۹ مثلاً دھواں مقیاس یعنی ذریعہ قیاس ہے اور آگ مقیس۔ (دھواں بغیر آگ کے نہیں ہو سکتا۔ مگر آگ بغیر دھوئیں کے رہ سکتی ہے)

بعض حکماء کی رائے میں (سادھن) مقیاس (سادھیہ) مقیس کی ذاتی قوت سے پیدا ہوتا ہے۔ سانکھیہ ۵-۳۱ مثلاً پانی وغیرہ آگ کی قوت سے انفصال سے دھوئیں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں آچاریہ (حکیم) پنچ شکھ کی رائے میں مقیاس مقیس پر قائم ہوتا ہے یعنی مقیس مقیاس کو سہارا دیتا ہے سانکھیہ ۵-۳۲ مثلاً بہت تنو اور بندھی وغیرہ قائم ہیں اور زیادہ جائے قیام۔ قوت قائم ہے اور قوے جائے قیام۔

علے ہذا القیاس شاستروں یعنی کتب علوم کے استناد وغیرہ سے تحقیق کر کے دیں و تدریس کریں۔ اس کے بغیر طلباء کو حقیقت کا علم ہونا ناممکن ہے۔ کتب کا امتحان بھی مندرجہ بالا طریق سے کریں۔ جو کتاب اس تحقیق میں صحیح ثابت ہو۔ اُسے درس میں داخل کر لیں۔ اور جو غلط ثابت ہو۔ اُسے نصاب سے خارج کر دیں۔ کیونکہ

लक्षणप्रमाणाभ्यां वस्तुसिद्धिः ॥ ہر شے کی تحقیق تعریف اور وسائل یقین سے ہوتی ہے

تعریف۔ مثلاً خاک وہ جوہر ہے جس کا خاصہ ہے اور وسیلۂ یقین مثلاً مشاہدہ وغیرہ۔ ان التعریف اور وسائل یقین سے صحیح اور غیر صحیح کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور تمام موجودات کے متعلق حق و باطل کی تحقیقات کی جا سکتی ہے اور ان کے بغیر کچھ بھی تحقیق ہونا ناممکن ہے۔

نصاب تعلیم

اب نصاب تعلیم کا بیان کیا جاتا ہے۔ اوّل شکشا (یعنی جزم تلفظ، مخففہ پانینی کی تعلیم دیں۔ یہ کتاب سُوتروں (مختصر فقروں) میں ہے۔ اس کے پڑھنے کا طریق یہ ہے۔ کہ ہر حرف کا (اسثان، تحریج (پرینیتن) مخرج کا عمل اور کرن، دیگر اعضا کی حرکت بتاتے ہیں مثلاً حرف پ کا تحریج ہونٹ ہے عمل ہونٹوں کا ملنا اور حرکت سانس اور زبان کی ہوتی ہے۔ اسی طرح ماں باپ اور استاد تمام حروف ابجد کے تلفظ کی تعلیم دیں۔ اس کے بعد ویاکرن یعنی قواعد صرف و نحو پڑھائیں۔ اس کے لئے اشٹادھیائی کے سُوتروں قواعد کی ذات۔ ترکیب۔ تفرید یعنی اور مثال سمجھائیں۔ پہلے جس سُوتر سے جو جو عمل ہوتا ہے اُسے پڑھا اور لکھوا کر عمل کرائے جائیں۔ اس طرح پڑھنے اور پڑھانے سے جلدی اور دیرپا علم ہوتا ہے۔ اس طرح اشٹادھیائی کا ایک دَور کرا کر دھاتو پاٹھ (مصدر نامہ، معہ معانی جینہ جات ذوات صیغہ قواعد عامہ کی تعلیم دیں[1]۔

ہرشی پانینی نے ہزار شلوکوں میں سنسکرت زبان کے الفاظ۔ معانی اور ان کے باہمی تعلقات کا مکمل بیان کر دیا ہے۔ دھاتو پاٹھ کے بعد گناوی گن کی تعلیم دیں۔ اور اس ضمن میں سبدھنت یعنی اسما کا علم کما حقہ کرا کے اشٹادھیائی کا دوسرا دور کرائیں۔ اور اس میں اعتراضات۔ ان کا دفعیہ۔ واتک۔ کارکا اور اصطلاحات کی مکمل تعلیم دیں[2]۔ ..... اشٹادھیائی کے بعد مہابھاشیہ کی تعلیم دیں جو دانشمند محنتی۔ بے ریا۔ ترقی علم کے خواہشمند معلم اور متعلم اس طرح دس دو تدریس میں پڑھائے مفروض ہیں گے شاید پڑھ بدس میں اشٹادھیائی اور ڈیڑھ برس میں مہابھاشیہ ختم کر کے تین برس میں مکمل دیاکرن یعنی وید اور سنسکرت دیکھے الفاظ (کی ترکیب) کے علم ہو کر دیگر شاستروں (علوم) پر نہایت آسانی اور سرعت سے عبور حاصل کر سکتے ہیں جس قدر محنت دیاکرن میں پڑتی ہے۔ اتنی کسی اور علم میں نہیں پڑتی۔ اور اس علم کی جس قدر مہابھاشیہ ان کتب کے مطالعہ سے تین برس میں ہو جاتی ہے۔ دیگر کتب مثلاً سدھانت چندرکا۔ کومدی۔ منورما وغیرہ کے مطالعہ سے پچاس برس میں بھی نہیں ہو سکتی۔ جتنا بسیط مضمون ان فاضل مہرشیوں نے اپنی چھوٹی چھوٹی تصانیف میں نہایت قدرتی انداز سے بیان کیا ہے۔ وہ تنگ نظر لوگوں کی مذکورہ یا لاتوضی تصانیف میں کیونکر مذکور ہو سکتا ہے۔ مہرشیوں کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ اپنا مافی الضمیر جہاں تک ہو سکے آسان پیرائے میں اس طرح بیان کر دیا۔ کہ اس کے اخذ کرنے میں بہت کم وقت صرف ہو۔ برخلاف اس کے تنگ خیال مصنفوں کے پیش نظر یہ امر ہوتا ہے۔ کہ جہاں تک بن پڑے مشکل لکھنا جس کے پڑھنے میں محنت زیادہ اور فائدہ کم ہو۔ کھودنے والا کھودے تو پہاڑ اور اُسے حاصل کو ملی ہو اس کے مقابلے میں رشیوں کی تصانیف کا مطالعہ ایسا ہے۔ کہ ایک خود لگاتے ہی بیش بہا موتی ہاتھ آ جائیں۔

---

[1] یہاں رشی نے ایک لمبے کا سبق دیا ہے جس میں دیاکرن کی اصطلاحات کی اضافہ ہے۔ ان اصطلاحات کے مترادف الفاظ اُردو میں نہیں ہیں۔ اور ایک خالص اُردو داں کی فہم سے سبق بعید ہوگا۔ اس لئے اسے حذف کر دیا ہے۔ ثانی یقین اصل کتاب کے آگے جا کر یہاں مطالعہ کریں۔ (مترجم)

دیا کرنا کے بعد گھنٹوں اور نرکت مصنفہ پاسک نمی مہ معانی چھ یا آٹھ مہینے میں ختم کریں۔ نامشکول (منکرانِ ویدِ) کی تصانیف مثلاً امر کوش وغیرہ کے مطالعہ میں خواہ مخواہ کئی کئی سال ضائع نہ کریں۔

اس کے بعد پنگل آچاریہ کے چھند شاستر یعنی کتاب عروض کے مطالعہ سے ویدادر علم سنسکرت نظم کے اوزان کی مہارت پیدا کر کے طبعزاد اشعار کہنے کا طریق اچھی طرح سے سیکھیں۔ اس کتاب کے مطالعہ اور شعر گوئی کی مشق کے تعلیم میں چار مہینے لگ جائیں گے۔ ذرت ذناکہ وغیرہ کتب جو کم علم مصنفوں کی تصانیف ہیں ان پر خواہ مخواہ کئی برس ضائع نہ کریں۔ بعد ازاں منوسمرتی۔ والمیکی رامائن اور مہابھارت کے اردو گرد پردیں سے ودر نیتی وغیرہ چیدہ چیدہ حصوں کا جن سے اخلاق ذمیمہ کا ازالہ اور شائستگی وغیرہ اطوار حمیدہ کی تعلیم ملتی ہے۔ بطور کتب ادب مطالعہ کریں یعنی ترکیب الفاظ۔ معانی الفاظ۔ ربط الفاظ جملہ و موصوف و مفہوم عبارت وغیرہ معلم صاحبان ذہن نشین کراتے اور طلباء کہتے جائیں۔ ایک سال میں یہ درس ختم ہو جانا چاہیئے۔

اس کے بعد پورو میمانسا۔ ویشیشک۔ نیاء۔ یوگ۔ سانکھیہ۔ اور ویدانت (ان چھ درشنوں یعنی کتب فلسفہ و منطق) کا جہاں تک ممکن ہو۔ پنڈتوں یا دیگر ماہرین فلسفہ و منطق کی سریع الفہم تفاسیر کے ساتھ ساتھ مطالعہ کریں۔ مگر یہ یاد رہے۔ کہ ویدانت کے مصنفوں کے مطالعہ سے پیشتر ایش۔ کینی۔ کٹھ۔ پرشن۔ منڈک۔ ماڈوکیہ ایتریہ۔ تیتریہ چھاندوگیہ اور برہدارنیک۔ ان دس اپنشدوں کا درس ہو جانا چاہیئے۔ چھ درشنوں کی تعلیم معہ ان کی تفاسیر کے دو برس میں ختم ہو جائے گی۔ اس کے بعد چھ سال کے اندر اندر چاروں براہمنوں یعنی ایتریہ شت پتھ۔ سام اور گوپتھ کے ساتھ ساتھ چاروں ویدوں کی قرأت (منہ) ترکیب۔ الفاظ۔ معانی اور معانی کے باہمی تعلق اور منتروں کے محل استعمال (کلپ) کی تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔

स्थाणुरयं भारहारः किलाभूदधीत्य वेदं न विजानाति योऽर्थम् ।
योऽर्थज्ञ इत्सकलं भद्रमश्नुते नाकमेति ज्ञानविधूतपाप्मा ॥

جو شخص وید کے فقط لفظ اور قرأت کی تعلیم پا کر منتروں کے معانی سے ناواقف ہے۔ وہ جیسے ایک درخت پھولوں۔ پھلوں۔ شاخوں اور پتوں سے لدا ہوتا ہے یا جیسے ایک خر ان دھان وغیرہ کا بوجھ اٹھاتا ہے ویسے ہی فقط بار بردار ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے جو شخص وید کے مطالب کا مطالعہ کر کے منتروں کے معانی سے کماحقہ واقف ہوتا ہے وہی اس دنیا میں راحت کامل سے مستفیض ہو کر اور علم حق کے طفیل گناہوں کو ترک کر کے تزکیۂ باطن اور تعمیل احکام الٰہی کی برکت سے مرنے کے بعد راحت ابدی کا مستحق ہوتا ہے

(نرکت ۱ - ۱۸)

उत त्वः पश्यन्न ददर्श वाचमुत त्वः शृण्वन्न शृणोत्येनाम् ।
उतो त्वस्मै तन्वं१ वि सस्रे जायेव पत्य उशती सुवासाः ॥

جو جاہل ہیں وہ سنتے ہوئے بھی نہیں سنتے۔ دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھتے۔ قرأت کرتے ہوئے بھی گویا قرأت سے بے بہرہ ہیں۔ جاہل اس زبان کے اسرار سے واقف نہیں ہو سکتے۔ برخلاف اس کے جو شخص الفاظ معانی اور ان کے باہمی تعلقات سے واقف ہے اس کے لئے عروس علم بے نقاب ہو کر اپنے حسن و جمال

کو اس طرح مجلی کرتی ہے۔ جیسے شوہر پرست بیوی اپنے خاوند کے روبرو دلکش لباس اور زیورات سے آراستہ ہو کر اپنے حسن و جمال پر سے تمام حجاب ہٹا دیتی ہے اور عروسِ علم کا یہ سلوک فقط اہلِ علم سے ہوتا ہے جہلا سے نہیں۔

ऋचो अक्षरे परमे व्योमन्यस्मिन्देवा अधि विश्वे निषेदुः ।
यस्तन्न वेद किमृचा करिष्यति य इत्तद्विदुस्त इमे समासते ॥

(رگوید ۱-۱۶۴-۳۹)

جس محیط۔ لازوال۔ بالا در برتر پرمیشور کے سہارے تمام علماء و عارفین اور زمین اور آسمان وغیرہ اجرام قائم ہیں۔ اور جو تمام ویدوں کا اوّلین مفہوم درج ہے۔ جو شخص اس ذاتِ باری کے علم سے بے خبر ہے۔ اسے رگوید وغیرہ سے کیا حاصل ہو سکتا ہے، برخلاف اس کے جو اشخاص ویدوں کے مطالعہ سے احکامِ الٰہی کے پابند اور دیگر لوگ کے ماہر ہو کر عارف باللہ ہو جاتے ہیں وہ پرمیشور میں محو ہو کر راحتِ نجات سے مستفیض ہوتے ہیں۔

(رگوید ۱-۱۶۴-۳۹)

ان اقوال کو مدِنظر رکھتے ہوئے تمام درس و تدریس فقط لفظی نہیں بلکہ بامعنی ہونی چاہیئے۔

اس طرح تمام ویدوں کو ختم کر کے آیورویدا (علم طب) یعنی چرک سشرت وغیرہ رشیوں کی تصانیف علم طب کی بامعنی اور عملی تعلیم چار برس میں ختم کر دینی چاہیئے۔ استعمالِ ادویات عمل جراحی (سرجری بھنڈن (ڈریسنگ) لیپ۔ علم العلاج۔ علم التشخیص۔ علم الادویہ۔ علم پرہیز۔ علم الابدان۔ علم مقام و وقت اور علم خواص الاشیاء وغیرہ تمام امور درس میں داخل ہونے چاہئیں۔ اس کے بعد دھنر ویدا یعنی علم ملک گیری و ملک داری کی تعلیم دیں۔ اس علم کے دو حصے ہیں۔ ایک متعلق حکام شاہی۔ دوسرا متعلق رعایا۔ نظام سلطنت کے مجلس (کی تنظیم) اور سپاہ (کی ترکیب) نہایت ضروری اجزا ہیں۔ افسرانِ سپاہ علم الاسلحہ اور انواع و اقسام کی صف آرائی کی مشق کریں۔ اس فن کو آج کل قواعد کہتے ہیں۔ اور دورانِ جنگ میں اس کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ رعایا کی حفاظت اور ترقی کے جو جو وسائل (سیاسیات کی کتب میں مذکور ہیں۔ ان کی تعلیم پا کر عدل و انصاف کے قیام کے ذریعہ عوام کی خوشنودی کی تدابیر اختیار کریں۔ بعد معاشوں کی واجب تعزیر اور شریفوں کی حفاظت کے طریقوں کی مکمل تعلیم حاصل کریں۔

دو برس میں امورِ سلطنت کی تعلیم سے فارغ ہو کر گندھروا ویدا یعنی علم موسیقی کی طرف راغب ہوں نمرا گ راگنی۔ وقت۔ تال۔ گرام۔ تان۔ ساز۔ رقص و سرود وغیرہ کا کامل علم حاصل کریں۔ خاص طور پر سام وید کے سرود کی معہ ساز وغیرہ کے مشق کریں۔ نارد سنہتا وغیرہ جو رشیوں کی تصانیف ہیں ان کا درس لیں۔ برخلاف اس کے بھڑووں اور رنڈیوں کے عشقیہ سرودوں اور بیراگیوں کے صوت الحمار جیسے بیہودہ الاپ سے پرہیز کریں

اتھروا ویدا یعنی علم صنعت و حرفت کی جس میں علم خواص الاشیاء۔ کاریگری۔ انواع و اقسام کی اشیاء کی ساخت اور زمین و آسمان کے تمام موجودات کا علم شامل ہے کامل تعلیم حاصل کر کے (ملک کی) دولت و حشمت کی ترقی کے وسائل عمل میں لائیں۔ دو برس میں علم نجوم کی کتب مثلاً سوریہ سدھانت وغیرہ کا جن میں الجبرا حساب جغرافیہ علم ہیئت اور علم بطن الارض کا بیان ہے۔ درس لیں۔ بعد ازاں تمام قسم کی دستکاری اور کلوں وغیرہ کا علم حاصل کریں۔ مگر جن کتب میں گپ شپ حشر جیم پیر۔ راشی۔ بھوت وغیرہ کا پھل (انسان کی قسمت پر اثر)

آیورویدا (علم طب)

دھنروا ویدا (علم ملک گیری و ملک داری)

گندھروا ویدا (علم موسیقی)

اتھروا ویدا (علم صنعت)

لہ شوچ۔ چاند۔ بدھ۔ برہسپت۔ شکر۔ شنی۔ راہو۔ کیتو یہ نو ستارے گرہ کہلاتے ہیں۔ دیگر ستاروں کو نکشتر کہتے ہیں ۔ زائچے سے بر اخذ

بیان کیا گیا ہے وہ باطل ہیں۔ ان کے مطالعہ سے پرہیز کریں۔ معلمین اور طلبا کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ بیس اکیس برس میں کامل تعلیم و تربیت سے مستفیض ہو کر بنی نوع انسان دائمی آرام و آسائش کی زندگی بسر کریں۔ مندرجہ بالا انصاب سے جس قدر علم بیس اکیس برس میں ہو جائے گا۔ کسی اور طریق سے سو برس میں بھی نہیں ہو سکے گا۔

رشیوں کی تصانیف

رشیوں کی تصانیف کا مطالعہ اس لئے کرنا چاہیئے۔ کہ وہ فاضل اجل تمام علوم کے ماہر اور الحکم الٰہی کے پابند تھے۔ اس کے برخلاف جو غیر یعنی کم علم اور متعصب مصنف ہوئے ہیں۔ ان کی تصانیف بھی گویا ان کی ان صفات کا آئینہ ہیں۔

پورو میمانسا پر ویاس منی کی۔ ویشیشک پر گوتم منی کی۔ نیا، پر والسیائن منی کی۔ یوگ سوتر مصنفہ پتنجلی منی پر ویاس منی کی۔ سانکھیہ سوتر مصنفہ کپل منی پر بھاگوت منی کی۔ ویدانت سوتر مصنفہ ویاس منی پر والسیائن منی یا بودھائن منی کی تفاسیر کا مع ذیلی یعنی توضیح الفاظ کے مطالعہ کریں۔ ان اور دیگر سوتروں کا شلوکبدھ انگ میں بھی کرنا چاہیئے۔ رگ وید۔ یجر وید۔ سام وید اور اتھروید۔ یہ چاروں وید کلام الٰہی ہیں۔ ایترییہ۔ شت پتھ۔ سام اور گوپتھ۔ یہ چاروں براہمن۔ شکشا۔ کلپ۔ ویاکرن۔ نگھنٹو۔ نرکت چھند اور جیوتش یہ چھ ویدوں کے انگ۔ میمانسا وغیرہ چھ شاستر ویدوں کے اپانگ۔ آیورید۔ دھنر وید۔ گندھرو وید اور ارتھ وید یہ چاروں اپ وید وغیرہ کتب رشیوں کی تصانیف ہیں۔ ان میں بھی جو بات وید کے خلاف ہو۔ اسے ترک کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ وید کلام الٰہی ہیں۔ ان میں خطا کی گنجائش نہیں۔ وہ مستند بالذات ہیں۔ یعنی وید کے احکام کی سند خود وید ہیں۔ برخلاف اس کے براہمن وغیرہ کتب مستند بالغیر ہیں۔ یعنی ان کے اقوال کی سند بھی وید ہے۔ ہاں منتروں کی زیادہ توضیح رگوید آدی بھاشیہ بھوسکا تمہید تفسیر وید ہیں کی گئی ہے۔ کتاب ہذا میں بھی آگے چل کر موضوع انہا کو اور واضح کیا جائے گا۔

مستند بالذات اور مستند بالغیر

ناقابل تدریس کتب

ذیل میں ان کتب کی مختصر فہرست دی جاتی ہے جو قابل ترک ہیں ان کتب کو بدیشیوں کا دام فریب سمجھنا چاہیئے۔

ویاکرن میں کاتنتر۔ سارسوت۔ چندرکا۔ مگھ۔ لودھر۔ کومدی۔ شیکھر۔ منورما وغیرہ۔ کوش (لغات) میں امرکوش وغیرہ۔ چھند و گرنتھ میں وِرت رتناکر وغیرہ۔ نیتک میں 'भय शिक्षा प्रवक्ष्यामि पाणिनीय: ! मत यथा' وغیرہ۔ جوتش میں بگھر لودھ ہوورت چنتامنی وغیرہ۔ کاویہ (ناٹک) میں نائیکا بھید۔ کویا نند رگھو ونش۔ ماگھ۔ کرانارجنیہ وغیرہ۔ یجمانا میں دھرم سندھو۔ ذرنادک وغیرہ۔ ویشیشک میں ترک سنگرہ وغیرہ۔ نیاد میں جاگدیشی وغیرہ۔ یوگ میں ہٹھ پردیپکا وغیرہ۔ سانکھیہ میں سانکھیہ توکومدی وغیرہ۔ ویدانت میں یوگ وششٹھ پنچدشی وغیرہ۔ ویدک میں شانتنگ دھرم وغیرہ۔ سمرتیوں میں منوسمرتی کے ملاوٹی شلوک اور دیگر سب سمرتیاں یعنی تلسی داس کرت بھاشا رامائن۔ اکمنی منگل وغیرہ اور سب بھاشا گرنتھ۔ یہ سب تصانیف وضعی اور باطل ہیں۔

معترض: کیا ان کتب میں کچھ بھی سچ نہیں ہے؟

مجیب: کچھ تھوڑا سا سچ ہے۔ لیکن اس میں باطل کی آمیزش بہت ہوتی ہے۔ اس لئے جیسے اچھے سے

لہ کلپ وید کا وہ انگ ہے جس میں وید منتروں کا وید گی یگیہ میں مقام استعمال بتایا جاتا ہے۔

اچھا طعام بھی زہر آلود ہو۔ تو اُسے چھوڑ دینا چاہیئے۔ ایسے ہی ان کتب کو بھی ترک کر دینا بہتر ہے۔

پُران حقیقی اور فرضی

معترض۔ کیا آپ پُران اور اِتہاس کے قائل نہیں ہیں؟

مجیب۔ ہیں۔ لیکن حق کے۔ باطل کے نہیں۔

معترض۔ حقیقی پُران کون سے ہیں اور باطل کون سے؟

ब्राह्मणानीतिहासान् पुराणानि कल्पान् गाथा नाराशंसीरिति ॥ ॥

مجیب۔ گوپتھ برہمن وغیرہ کے اقوال کے مطابق ایترییہ شت پتھ۔ وغیرہ برہمنوں کو جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اِتہاس۔ پُران۔ کلپ۔ گاتھا اور نارا شنسی ان پانچ ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ (کتب قدیمہ) شرمید بھاگوت وغیرہ کا نام پُران نہیں ہے۔

معترض۔ قابل ترک کتب میں جو سچائی ہے آپ اُسے کیوں قبول نہیں کرتے؟

مجیب۔ ان میں جو جو سچائیاں ہیں۔ وہ وید وغیرہ کتب حقہ سے لی گئی ہیں۔ اور جو جو باطل بیانات ہیں۔ وہ ان کے اپنے ہیں۔ وید وغیرہ کتب حقہ کو تسلیم کرنے سے تمام بیانات حقہ خود بخود تسلیم ہو جاتے ہیں۔ اور جو شخص کتب باطلہ کی بنا پر حق کو قبول کرنا چاہے۔ باطل کی ذمہ داری بھی اس پر عاید ہو جاتی ہے۔ اس لئے باطل آمیز حق کو اسی طرح دور سے ہی ترک کر دینا چاہیئے۔ جیسے زہر آمیز طعام کو۔

معترض۔ تمہارا مت کیا ہے؟

مجیب۔ وید یعنی جو جو اوامر و نواہی ویدوں میں بیان کئے گئے ہیں۔ ان کا بالترتیب اختیار اور ترک کرنا ہمارا مذہب ہے۔ چونکہ ہم وید کے قائل ہیں۔ اس لئے ہمارا مت وید ہے۔ یعنی نوع انسانی بالخصوص آریوں کو یہی مت اختیار کر کے باہم یک مذہب یک مسلک یک مشرب ہو جانا چاہیئے۔

شاستروں میں تضاد نہیں

معترض۔ جیسے دیگر کتب میں حق و باطل کا تضاد پایا جاتا ہے۔ وہی حالت شاستروں کی ہے۔ مثلاً میمانسا کرم (عمل) سے۔ ویشیشک کال (زمان) سے۔ نیایہ و مانو (ذرات) سے۔ یوگ پُرشانتھ (ریاضت) سانکھیہ پرکرتی (مادہ) سے اور ویدانت برہم (ذات باری) سے دنیا کی پیدائش کا قائل ہے۔ کیا یہ تضاد نہیں ہے؟

مجیب۔ اوّل تو سانکھیہ اور ویدانت کو چھوڑ کر باقی چار شاستروں میں پیدائش عالم پر براہ راست بحث ہی نہیں کی گئی۔ اور ان دو شاستروں میں تضاد نہیں ہے۔ پھر تمہیں تو اختلاف اور عدم اختلاف کی بھی ہی معلوم نہیں۔ لو۔ میں تمہیں سے پوچھتا ہوں۔ اختلاف کا محل مشترک بحث ہوتا ہے یا مختلف مباحث؟

معترض۔ ایک مشترک بحث پر متعدد اہل خیال مختلف یا متضاد خیال ظاہر کریں۔ ایسی کہ اختلاف یا تضاد کہتے ہیں۔ تو یہاں بھی تو پیدائش دنیا مشترک بحث ہے۔

مجیب۔ علم ایک ہے یا متعدد؟ معترض۔ ایک۔ مجیب۔ ایک ہے تو صرف و نحو نجوم وغیرہ مختلف علوم کیوں مانے جاتے ہیں؟ جیسے ایک ہی علم کی مختلف شاخوں کا بیان مختلف علوم کی صورت میں

لہ آشو لائن گرہیہ سوتر ۲-۲-۱

کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی علم آفرینش کے چھ مختلف پہلوؤں پر چھ مختلف شاستروں میں بحث کی گئی ہے۔ یہ تضاد یا اختلاف کی وجہ نہیں ہو سکتی۔ مثلاً گھڑے کے بنانے میں عمل۔ زمان۔ مٹی۔ غور و خوض۔ اتصال و انفصال وغیرہ کی مشقت ملانے کے اوصاف اور کمہار مختلف عامل ہیں۔ ایسے ہی آفرینش دنیا کے جو مختلف عامل ہیں۔ ان میں سے علت عامل کی تشریح میمانسا درشن میں کی گئی ہے۔ اسی طرح کی علت زمان ہے اس کی تشریح ویشیشک درشن میں علت مادی کی تشریح نیائے میں۔ ریاضت انسانی کی تشریح یوگ درشن میں عناصر کی سلسلہ وار تشریح سانکھیہ درشن میں اور علت فاعلی کی یعنی پرمیشور کا بیان ویدانت درشن میں ہے۔ اس سے کسی قسم کا تضاد پیدا نہیں ہوتا۔ جیسے علم طب کی کتب میں تشخیص الامراض۔ علاج الامراض۔ علم الادویہ اور علم پرہیز کے بارے میں مختلف ابواب شامل ہوتے ہیں۔ مگر مدعا سب کا دفعیہ امراض ہوتا ہے۔ ایسے ہی آفرینش دنیا کی چھ علتیں ہیں۔ ان میں سے ایک ایک کا بیان ایک ایک شاستر کے مصنف نے کیا ہے۔ اس میں تضاد کی کوئی بات نہیں۔ اس موضوع کی خاص توضیح پیدائش عالم کے بیان میں کی جائے گی۔

تحصیل علم کے راستے میں رکاوٹیں

تحصیل علم کے راستے میں جو رکاوٹیں ہیں انہیں دور کر دینا نہایت ضروری ہے مثلاً بری صحبت یعنی بدکردار۔ نفس پرست اشخاص سے میل جول۔ بری عادت مثلاً شراب وغیرہ منشیات کا استعمال اور زنا کاری وغیرہ۔ اوائل عمر یعنی پچیس برس کی عمر سے پیشتر مرد اور سولہ برس کی عمر سے پیشتر عورت کی شادی۔ مکمل برہمچریہ یعنی ضبط نفس کی کمی۔ راجہ حال باپ اور علماء کلید وغیرہ کتب حقہ کی اشاعت کے لئے عدم اشتیاق۔ حد سے زیادہ کھانا۔ حد سے زیادہ جاگنا۔ درس و تدریس اور امتحان لینے اور دینے میں کاہلی اور بہانہ سازی کا اختیار کرنا۔ جیسی افضل ترین نعمت کے فوائد کا عدم اعتراف۔ برہمچریہ (ضبط نفس) سے طاقت۔ عقل۔ ہمت۔ صحت۔ یادداشت اور دولت کی ترقی کا عدم اعتراف۔ ایشور کا دھیان چھوڑ کر تھیٹر وغیرہ دیگر امور کی بے جا مذمتوں کی زیادت اور پرستش میں بیہودہ تضیع اوقات۔ ماں۔ باپ۔ مہمان۔ استاد اور اہل علم حقیقی مستحق دینا (قابل تعظیم لوگ) ہیں۔ ان کی صحبت اور خدمت سے انحراف۔ وان آشرم کے فرائض سے روگرداں ہو کر اوقد دھرم پنڈت۔ تر پنڈت (وغیرہ) تلک کنٹھی اور مالا کا اختیار کرنا۔ اور ایکادش۔ تریودش وغیرہ کا بہت (روزہ) رکھنا کا شی وغیرہ تیرتھ

لہ اول تو ہر مہمان کی خدمت فرض ہے لیکن "آتھتی" بالخصوص وہ سنیاسی درویش جو بغیر کسی مقررہ وقت یا تاریخ کے عقائد حقہ کی اشاعت کرتا ہوا دور دراز شہر میں کسی کے گھر آ کر مہمان ہو۔ اس کی خدمت کرنا اور محبت سے مستفید ہونا ثواب دارین کا باعث ہے ۱۲ برہمن۔ کشتری۔ ویش اور شودر یہ چار ذات یعنی جماعتیں ہیں۔ جن میں تمام بنی نوع انسان کی حسب استعداد و جوہر قلب تقسیم کی جانی چاہیئے۔ اور برہمچریہ۔ گرہست۔ وان پرستھ اور سنیاس یہ چار آشرم یعنی منزلیں ہیں جن میں حیات انسانی کی تقسیم کی جاتی ہے۔ ہر جماعت اور ہر منزل کے الگ الگ فرائض ہیں جن کی تشریح کتاب ہذا کے باب سوم۔ چہارم۔ پنجم و ششم میں کی گئی ہے ۱۲ نیچے سے اوپر کو کھینچا ہوا تلک۔ یہ تلک ولیشنو سمپردائیہ کے پیرو لگاتے ہیں۔ ۱۲ تین کھڑی لکیروں کا تلک۔ یہ تلک رامانند کے پیرو دل کا ہے ۱۲ تاریک یادداشت بھولنے کی گیارھویں ۱۲ تاریک یادداشت بھولنے کی تیرھویں۔ رشی دیانند کے خیال میں فرقہ وارانہ مذاہب کی طویل فردنی رسوم کی پابندی تحصیل علم میں مزاحم ہے۔ طالب علم کا بہت تیرتھ اور تلک حصول علم ہے۔ ۱۲ (مترجم) دین کے احکام کی پابندی کرنی چاہیئے۔ جو دو فرقہ وارانہ ہو۔ اور وہ تحصیل علم میں سدراہ ہو سکیں۔ (مترجم)

اور رام۔ کرشن۔ نارائن۔ شو۔ بھگوتی۔ گنیش وغیرہ کے نام کے وید سے گناہوں کے دفعیہ کا قائل ہونا۔ یدیوں کے بہکانے سے تحصیل علم کا معتقد نہ ہونا۔ علم۔ دین۔ ریاضت ہائے یوگ اور پرمیشور کی اُپاسنا یعنی قرب الٰہی کی کوشش کی بجائے بھاگوت وغیرہ باطل پُرانوں کی حکایات سے حصولِ نجات کا اعتقاد۔ حرص کے مارے دولت حاصل کرنے کی دھن میں غلطاں ہو کر تحصیل علم سے روگردانی۔ فضول کی آوارہ گردی وغیرہ منوعات میں مصروف ہونا۔ بہم چہ یہ ضبط نفس اور تحصیل علم کے فوائد سے محروم۔ امراض میں مبتلا اور بھالت کا شکار بننے رہنا۔ آج کل کے فرقہ پرست اور خود غرض براہمن دوسروں کو تحصیل علم اور صحبت صالحہ سے ہٹا کر اپنے دام فریب میں پھنسا لیتے ہیں۔ اور سادہ لوح اشخاص کا جسم و جان اور تن و مال برباد کر دیتے ہیں۔ اُن کا خیال یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر کشتری وغیرہ دیگر جماعات کے لوگ پڑھ لکھ کر صاحب علم ہو جائیں گے۔ تو ہمارے دام فریب سے باخبر اور نتیجۃً آزاد ہو کر الٹا ہماری تحقیر اور تذلیل کریں گے۔ ان سب ڈکاوٹوں کو جادشاہ اور رعایا دور کر کے اپنے (تمام ملک کے) لڑکوں اور لڑکیوں کو نعمتِ علم سے مستفید کرنے کی جی جان اور مرد زور سے کوشش کریں۔

وید کی تعلیم کے حقدار تمام بنی نوع انسان ہیں

معترض:۔ کیا عورتیں اور شودر بھی وید پڑھنے کے حق دار ہیں؟ اگر یہ پڑھ گئے تو پھر ہم کیا کریں گے؟ اُن کی تعلیم کے حق میں کوئی سند بھی تو نہیں ہے۔ اگلا معترض ذیل ممانعت کا حکم موجود ہے:۔

स्त्रीशूद्रौ नाधीयातामिति श्रुतेः ॥ عورت اور شودر نہ پڑھیں۔ یہ شرتی (نص) ہے

جواب:۔ تمام عورتوں اور مردوں یعنی بنی نوع انسان کو تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ اگر ان کے پڑھنے سے تم بیکار ہو جاتے ہو۔ تو تم کنوئیں میں پڑو۔ یہ شرتی نص ابھی تمہاری طبع زاد ہے کسی مستند کتب سے ماخوذ نہیں۔ تمام بنی نوع انسان کے لئے وید وغیرہ کتب حقہ کے پڑھنے اور سننے کے استحقاق کی سند یجروید کے چھبیسویں ادھیائے کا دوسرا منتر ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے:۔

यथेमां वाचं कल्याणीमावदानि जनेभ्यः ।
ब्रह्मराजन्याभ्याꣳ शूद्राय चार्याय च स्वाय चारणाय ॥

(پرمیشور فرماتا ہے) جیسے میں بنی نوع انسان کیلئے دنیوی اور ابدی راحت کے دینے والے (ویدیہ وغیرہ چاروں ویدوں کے) کلام کی تلقین کرتا ہوں۔ ویسے ہی تم بھی کیا کرو۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ سمرتیوں وغیرہ میں براہمن۔ کشتری اور ویش کو ہی وید کے مطالعہ کا حق عطا کیا گیا ہے۔ عورتوں اور شودروں کو نہیں ہیں لئے اس منتر میں "جن" یعنی نوع سے دوج یعنی براہمن۔ کشتری اور ویش جماعات کے فرد ہی مراد لینے چاہئیں تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اسی منتر کے اگلے حصے میں پرمیشور نے خود کہا ہے کہ) براہمن۔ کشتری۔ ویش شودر اپنوں یعنی ملازمین اور مستورات وغیرہ اور انتہائی درجہ کے شودر کے لئے بھی ویدوں کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

اس عبارت کا مطلب صاف ہے۔ کہ تمام بنی نوع انسان ویدوں کو پڑھ پڑھا اور سن سنا کر علوم

کی ترقی کریں۔ اور حسنات کو اختیار اور ذمائم کو ترک کر کے تکالیف سے نجات پائیں۔ اور راحت (دنیوی و ابدی) سے بہرہ ور ہوں۔ کہئے۔ اب تمہاری بات مانیں یا پرمیشور کی؟ آنکھ مانگی تو پرمیشور کی ہی ہوگی۔ اس مرتبہ سند کے لیتے بھی کوئی مندرجہ بالا اصول کا قائل نہ ہو۔ تو وہ ناستک (کافر) کہلائے گا۔ کیونکہ وید کی مذمت کرتے اور اس سے انکار کرنے والے کو ہی ناستک (کافر) کہتے ہیں۔ کیا پرمیشور شودروں کی بہبودی نہیں چاہتا؟ کیا وہ طرفدار ہے۔ کہ ویدوں کے پڑھنے اور سننے کی ان کے لئے ممانعت اور دیگر جماعات کے لئے اجازت کر دے؟ اگر پرمیشور کا منشا شودروں وغیرہ کو پڑھانے اور سننے کا نہ ہوتا۔ تو ان کے جسم میں طاقت گویائی اور قوت سامعہ کیوں پیدا کرتا؟ جیسے پرمیشور نے مٹی۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ چاند۔ سورج اور غذا وغیرہ اشیاء سب کے لئے یکساں خلق کی ہیں۔ ویسے ہی وید کا ظہور بھی سب کے لئے یکساں کیا ہے۔ جہاں کہیں وید کے مطالعہ کی ممانعت پائی جاتی ہے اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جس شخص کو درس و تدریس سے کچھ بھی نہ آئے۔ وہ غبی اور کند ذہن ہونے کی وجہ سے شودر کہلاتا ہے۔ اس کا پڑھانا پڑھانا بے سود ہے۔ اور جو تم عورتوں کے پڑھنے کی ممانعت کرتے ہو۔ تمہاری حماقت۔ خود غرضی اور بے عقلی پر دلالت کرتی ہے۔ دیکھو وید میں لڑکیوں کی تعلیم کی سند:۔

ब्रह्मचर्येण कन्या३ युवानं विन्दते पतिम् ॥

(جیسے لڑکے برہمچاری یعنی طالب علم رہ کر کامل تعلیم و تربیت سے بہرہ ور ہونے کے بعد جوان تعلیم یافتہ اپنی مرغوب خاطر اور ہم وصف لڑکیوں سے شادی کرتے ہیں۔ ویسے ہی) وہ تعلیم یافتہ برہمچریہ کی پابند (طالبہ) رہ کر اور وید وغیرہ کتب حقہ کا مطالعہ کر کے مکمل تعلیم اور اعلیٰ سے اعلیٰ تربیت سے بہرہ اندوز ہو کر اور عنفوان شباب میں اپنے ہم وصف اور مرغوب خاطر تعلیم یافتہ کامل جوان شوہر سے نکاح کرے۔

(اتھروید ۱۱ — ۵ — ۸)

اس سے ثابت ہے کہ عورتوں کو بھی تحصیل علم اور برہمچریہ یعنی زمانہ طالب علمی کے قاعدہ کی پابندی ضرور کرنی چاہیئے۔ معترض۔ کیا عورتیں بھی وید کا مطالعہ کر سکتی ہیں؟ مجیب۔ ضرور۔ دیکھو شروتیں کہتی ہیں ॥ इमं मन्त्रं पत्नी पठेत् ॥ دوران یگیہ میں یہ منتر بیوی پڑھے۔

اگر بیوی نے وید وغیرہ کتب حقہ کا مطالعہ ہی نہ کیا ہو۔ تو وہ یگیہ (اہم شرعی) کے دوران میں صحیح لہجہ سے

لہ اتھروید ۱۱ — ۵ — ۱۸ کی تفسیر میں شری سائن آچاریہ لفظ "برہمچریہ" کی توضیح ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

ब्रह्म वेदः तदध्ययनार्थम् आचार्ये आचरणीयं समिदाधानभैक्षचर्योर्ध्वरेतस्कत्वादिकं ब्रह्मचारिभिरनुष्ठीयमानं कर्म ब्रह्मचर्यम् ॥

"برہم" کے معنے ہیں وید اس کے مطالعہ کیلئے جس اعمال کی تکمیل طلباء کو کرنی واجب ہے مثلاً ہون کرنا بھیک مانگنا۔ نفس وغیرہ انہیں برہمچریہ کہتے ہیں۔ آگے ۱۱ — ۵ — ۱۸ کے مندرجہ ذیل معنے کرتے ہیں:۔

कन्या अकृतविवाहा स्त्री ब्रह्मचर्यं चरन्ती तेन ब्रह्मचर्येण युवानं युवत्वगुणोपेतमुत्कृष्टं पतिं विन्दते लभेत ॥

کنیا یعنی لڑکی "برہمچریہ" کی تکمیل کرتی ہوئی "برہمچریہ" کے ذریعہ جوان افضل شوہر کو حاصل کرتی ہے۔ ۱۱ — ۵ — ۱۸ میں اس مفہوم کی مندرجہ ذیل ہدایت پائی جاتی ہے:۔ (حاشیہ کے باقی)

होता यक्षद् वनस्पतीन्..... ہوتا یجمان کی عورت سے (وید کا منتر) پڑھوائے

शक्वरीषु शक्वरीभिर्यजेत ॥ طاقتور تو اونچا منتر کہلوائے۔

ویدمنتروں کی قرأت اور سنسکرت زبان میں گفتگو کس طرح کر سکے گی۔ ہندوستان کی صنعت لطیف کی ترقی کا گگی وغیرہ نے وید وغیرہ کتب حقہ کا مطالعہ کر کے علمیت کا کمال حاصل کیا تھا۔ شرت پتھ براہمی میں اس واقعہ کا صاف ذکر پایا جاتا ہے۔ اگر مرد عالم اور عورت جاہل یا عورت عالم اور مرد جاہل ہو۔ تو گھر میں ہمیشہ ملائک و شیاطین (علماء و جہلاء) کا مناقشہ کارزار برپا رہے گا۔ اس حالت میں امن و راحت کہاں؟ اگر عورتیں جاہل رہیں۔ تو (روایات تقدیر کے مطابق) عورتوں کے مدعیوں میں استانیاں کہاں سے آئیں؟ اور راج کارج اور عدالت وغیرہ منزل خانہ داری کے کام کیونکر کر سکیں؟ اس کے علاوہ بیوی کا خاوند کو اور خاوند کا بیوی کو خوش رکھنا اور گھر کا سبھی کام کاج عورت کے ماتحت رہنا وغیرہ امور خانہ داری بغیر علم کے خوش اسلوبی سے سرانجام نہیں پا سکتے۔

زمانہ قدیم میں عورتوں کی تعلیم

دیکھو۔ آریاورت (ہندوستان قدیم) میں لڑائیوں کی عورتیں وغیرہ وید یعنی فن جنگ میں بھی ماہر ہوتی تھیں۔ ورنہ کیکئی وغیرہ رانیاں وشرتھ وغیرہ راجاؤں کے ساتھ میدان جنگ میں جا کر شریک کار نہ ہو سکتیں؟ اس لئے برہمچاری (مستانی) اور کشتریا (حاکمہ) کو تمام علوم۔ ویش عورت کو کاروبار کا علم اور شودر عورت (ملازمہ) کو کھانا پکانے وغیرہ خدمتگاری کا فن ضرور سیکھنا چاہیئے۔ جیسے مردوں کو کم سے کم صرف و نحو۔ احکام دینی اور اپنے پیشے کا علم ضرور حاصل کرنا چاہیئے۔ ویسے ہی عورتوں کو بھی صرف و نحو۔ احکام دینی۔ طب حساب۔ اور صنعت و حرفت کے علم سے ضرور مستفیض ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ان علوم کے بغیر حق و باطل کی تحقیق۔ تنہر وغیرہ متعلقین سے ان کے حسب درجہ سلوک۔ اولاد کی احسن طریق سے پیدائش۔ تربیت۔ نشوونما اور تعلیم۔ اور گھر کے تمام کاروبار کی مناسب طریق سے تکمیل نہیں ہو سکتی۔ علم طب کے بغیر اشیاء خوردنی کا مثل ادویہ کے تیار کرنا اور کرانا۔ علم صنعت و حرفت کے بغیر گھر کی تعمیر۔ لباس اور زیورات وغیرہ کی تیاری علم حساب کے بغیر فہم و تفہیم حسابات اور وید وغیرہ کتب دینی کے بغیر الہٰی کی ذات و صفات اور احکام الہٰی کا علم اور کفر و الحاد سے نجات ناممکن ہے۔

الغرض وہی اشخاص مقصد حیات کے حصول میں کامیاب شکریہ کے مستحق۔ اور قابل مبارک باد ہیں جو قواعد برہمچریہ (ضبط نفس) کی پابندی اور اعلےٰ تعلیم و تربیت سے اپنی اولاد کے قوائے جسمانی و روحانی کی مکمل نشوونما کی تدابیر اختیار کریں۔ تاکہ وہ ماں۔ باپ۔ شوہر۔ سسر۔ دیور۔ جیٹھ۔ پھوپھا۔ ہمسایہ۔ دوست اور بال بچوں سے احکام دینی کے مطابق احسن سلوک کر سکیں۔ یہی دولت لازوال ہے۔ اسے جس قدر صرف کیا جائے۔ اس میں اسی قدر اضافہ ہوتا

لہ لفظ "آچاریہ" کی صیغہ مؤنث میں دو صورتیں بتائی گئی ہیں۔ ایک آچاریا اور دوسری آچاریانی۔ آچاریہ وہ ہے جو خود پڑھاتا ہے اور آچاریانی آچاریہ کی عورت کو کہتے ہیں۔ ایسے ہی اپادھیائے وغیرہ۔ قاعدہ صرف میں عورتوں کا یہ اختلاف اس امر کا شاہد ہے کہ قدیم زمانے میں جس کی زبان کے یہ قواعد ہیں۔ عورتیں پڑھانے کا کام کرتی تھیں ہر زمانے کی زبان اس وقت کے رواجات کی تصویر ہوتی ہے۔ اور قدیم اور خود دیکھو منتروں کی عورتیں (ऋषिका) یعنی عارفہ اور متکلمہ ہوتی ہیں مثلاً شردھا۔ واک۔ لوپامدرا وغیرہ۔ ایسی حالت میں عورتوں کو وید کی تعلیم سے محروم رکھنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

لہ تاریخ قدیم میں ایسی رانیوں وغیرہ کا ذکر بھی پایا جاتا ہے جو خود حکمرانی کرتی تھیں۔ ایرا بائی کا زمانہ بہت پرانا نہیں ہے!

جاتا ہے۔ دیگر تمام خزائن صرف کرنے سے کم ہوتے جاتے ہیں۔ وارث اور شریک بھی ان میں سے اپنا حصّہ لے لیتے ہیں۔ لیکن خزانۂ علم کو نہ تو شریک لے جا سکتے ہیں۔ اور نہ چور۔ اِس خزانے کی حفاظت اور ترقی کی ذمہ داری بالخصوص راجا پر اور پرجا پر بھی ہے۔ منو ۷ ۔۔ ۱۵۲ کا ماحصل حسب ذیل ہے:۔

سرکار کا فرض

कन्यानां सम्प्रदानं च कुमाराणां च रक्षणम् ॥

راجا کو واجب ہے کہ سب لڑکوں اور لڑکیوں کو مقررہ عمر سے مقررہ میعاد تک برہمچریہ (وِدّیارتھی طالب علمی کا پابند رکھ کر تمام علوم سے مستفیض کرے) (یہی ان کی شادی و حفاظت کا احسن انتظام ہے) جو اس حکم کی خلاف ورزی کرے۔ اُس کے ماں باپ کو سزا دے یعنی آٹھ برس کی عمر کے بعد لڑکے اور لڑکی کا ماں باپ کے گھر رہنا قانوناً منع ہونا چاہیئے۔ اِس عمر میں وہ آچاریہ کل یعنی اُستاد کے گھر رہیں۔ اور جب تک فارغ التحصیل نہ ہو جائیں۔ ان کی شادی نہ ہونے پائے۔

सर्वेषामेव दानानां ब्रह्मदानं विशिष्यते ।
वार्यन्नगोमहीवासस्तिलकाञ्चनसर्पिषाम् ॥

دُنیا میں جتنی دان یعنی خیرات کی اشیاء ہیں مثلاً پانی کھانا گائے زمین۔ کپڑا تل سونا اور گھی وغیرہ۔ ان سب سے وید کی تعلیم افضل ہے۔ منوسمرتی ۴ ۔۔ ۲۳۳

اِس لیے جس قدر ہو سکے جی جان اور صرف زر سے ترقیٔ علوم میں کوشاں ہوں۔ خوش نصیب ہے وہ ملک جس میں برہمچریہ کے قواعد اور احکام وید کے مطابق علم اور دھرم (دین) کی اشاعت ہوتی ہے۔

یہ مختصر بیان زمانہ طالب علمی (کی تعلیم و تربیت) کا کیا گیا ہے۔ آئندہ باب یعنی باب چہارم میں تحصیل علم سے فراغت اور امور خانہ داری کا بیان کیا جائے گا۔

تمام شُد باب سوم دربارہ تعلیم و تربیت کتاب فصاحت اِنتساب "ستیارتھ پرکاش" مصنفہ بشری سوامی دیانند سرستی

باب چہارم

فارغ التحصیل کے گھر واپس آنے شادی اور امور خانہ داری کا بیان

वेदानधीत्य वेदौ वा वेदं वापि यथाक्रमम् ।
अविप्लुतब्रह्मचर्यो गृहस्थाश्रममाविशेत् ॥

شادی کے قابل لڑکا لڑکی

اُستاد کی حسب ہدایت زمانہ طالب علمی بطریق احسن گذار کر اور چاند

تین۔ دو یا ایک وید کا مع انگوں اور اپانگوں کے باقاعدہ مطالعہ کرکے جس مرد نے اپنی طاقت مردمی ضائع نہ ہونے دی ہو۔ (اور جس عورت نے اپنی دوشیزگی بے داغ قائم رکھی ہو۔ ایسے اشخاص منزل خانہ داری میں داخل ہوں۔

तं प्रीतं स्वधर्मेण ब्रह्मदायहरं पितुः। (منو ۳-۲)
स्त्रियैणं तल्प आसीनमर्हयेत्प्रथमं गवा॥

استاد اور شاگرد کے فرائض سے سبکدوش (دوسرے باپ یعنی استاد سے علم کا ورثہ حاصل کرکے مالا مال ہونے پر پلنگ پر بیٹھے (استاد کی تعظیم اول گائے نذرانہ دے کر کرے۔ ان اوصاف سے متصف) طالب علم کی تواضع دوشیزہ کا باپ (بھی) اول گائے کی نذر سے کرے[1] (منو ۳-۳)

गुरुणानुमतः स्नात्वा समावृत्तो यथाविधि।
उद्वहेत द्विजो भार्यां सवर्णां लक्षणान्विताम्॥

باقاعدہ فارغ التحصیل ہوکر اور اس اسنکار (رسم شرعی کا اسنان) غسل کرکے استاد کی اجازت سے برہمن کشتری اور ویش نوجوان اپنے درجہ (یعنی اپنے جیسے اوصاف کمال اور عادات) کی خوش خصال لڑکی سے شادی کرے

असपिण्डा च या मातुरसगोत्रा च या पितुः। (منو ۳-۵)
सा प्रशस्ता द्विजातीनां दारकर्मणि मैथुने॥

جو لڑکی ماں کے خاندان کی چھ پشتوں سے باہر ہو۔ اور باپ کے گوت کی نہ ہو۔ وہ برہمن کشتری اور ویش کیلئے مستحسن بیوی ہوسکتی ہے[2] (منو ۳-۵)

परोक्षप्रिया इव हि देवाः प्रत्यक्षद्विषः॥

دُور کی شادی کے فوائد

مصنف ثمرت پنچ براہمن کے مندرجہ بالا قول (۱۴-۵-۹-۱۲ کے مطابق یہ امر تحقیق شدہ ہے کہ جیسی محبت غائب چیز سے ہوتی ہے ویسی حاضر یعنی آنکھوں کے سامنے موجود اشیاء سے نہیں ہوتی۔ جیسے کسی نے بمبری کی تعریف سنی ہو مگر کھائی نہ ہو۔ تو اس کا دل بمبری کھانے کا خواہاں رہتا ہے۔ ایسے ہی ہر ایک غائب چیز کی تعریف سن کر اس کے حاصل کرنے کی پُرزور خواہش ہوتی ہے۔ پس جو لڑکی دُور کی ہو۔ یعنی نہ اپنے گوت کی ہو اور نہ ماں کے خاندان میں نزدیک کے

---

[1] اصل شلوک میں فاعل محذوف ہے۔ شارحان عظیم اس کا فاعل طالب علم کے باپ کو تصور کرتے ہیں۔ (سناتک) فارغ التحصیل ہونے پر طالب کو اپنی استطاعت کے مطابق (دکشنا) نذر استاد کے پیش کرنی ہوتی ہے۔ اور شادی کے وقت لڑکی کا باپ اپنے داماد کی تواضع اول گائے دے کر کرتا ہے۔ علاوہ اس کے رشی دیانند کی رائے میں رسم شادی فارغ التحصیل ہونے کے بعد ہی استاد دین اور استانیوں کے دوبارہ بھی ہوسکتی ہے (دیکھو صفحہ ۱۳۱) ایسی صورت میں رشی نے اس تواضع کا فاعل بعد (سناتک) فارغ التحصیل کو اور لڑکی دوشیزہ کے باپ قرار دیا ہے جو نزدیک ہے۔ [2] نرہت پاد سکرہ ۹ — ۱۰۱ میں لکھا ہے:-

पितृतः सप्तमीपेके मातृतः पंचमीमपि।
उद्वहेदित मन्यन्ते कुलधर्मसमाश्रिताः॥

باپ کے بعد ساتویں اور ماں کے بعد پانچویں پشت میں شادی کرلینا جائز ہے۔ یہ بعض خاندانی رواجات پر حصر رکھنے والوں کا مت (عقیدہ) ہے۔

رشتہ کی۔ اُسی سے رشتہ ناکخدائی ہونا چاہیئے۔ نزدیک اور دُور کی شادی کے نفع و نقصان مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) جو بچے بچپن سے نزدیک رہتے ہیں۔ اور ایک دُوسرے کے ساتھ کھیلتے کرتے اور باہم محبت و پیار کرتے رہتے ہیں۔ وہ ایک دُوسرے کی نیک و بد عادات اور بچپن کی غیر شعور اور غلط کاریوں سے بھی آگاہ ہو جاتے ہیں۔ اور تو اور۔ انہوں نے ایک دُوسرے کو برہنہ تن تک دیکھا ہوتا ہے۔ شادی ہونے پر ان میں محبت کا مرگز امکان نہیں۔

(۲) جیسے پانی میں پانی کی آمیزش سے کوئی نئی صفت پیدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح باپ کے گوت اور ماں کے خاندان کے اندر شادی ہو جانے کی حالت میں تخم کا تغیر نہیں ہوتا۔ اور نسل کی ترقی مسدود ہو جاتی ہے۔

(۳) جیسے دودھ میں مصری یا سونٹھ وغیرہ اور دوا کی آمیزش سے عمدہ تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مختلف گوتوں یعنی ماں اور باپ دونوں طرف کے مختلف حسب و نسب کے مرد و عورت میں باہم مناکحت ہونا فضیلت کا باعث ہے۔

(۴) جیسے ایک مقام کا مریض دُوسرے مقام کی آب و ہوا اور خوراک کی تبدیلی سے تندرست ہو جاتا ہے۔ ویسے ہی دُور کی شادی ہونے میں صحت اور فضیلت رہتی ہے۔

(۵) نزدیک رشتہ ہونے کی حالت میں (لڑکی کے) اندرونی و خارجی کا علم اُس کے رشتہ داروں کو ہو جانے اور اس سے باہمی شکر رنجی پیدا ہونے کا امکان ہے۔ جو دُور کے رشتے کی صورت میں نہیں۔ برخلاف اس کے دُور کے رشتے کی صورت میں محبت کی رسّی لمبی ہو جاتی ہے۔ جو نزدیک کے رشتے میں نہیں ہو سکتی۔

(۶) رشتے دُور دُور ہوں۔ تو دُور دُور کے مقامات کی اشیاء اور خبریں آسانی سے آتی جاتی رہتی ہیں نزدیک کے رشتوں میں یہ صورت نہیں ہوتی۔ نرکت ۳-۱-۴ کے مطابق لڑکی کو "دُہتا" یعنی دختر اس لیئے کہتے ہیں کہ اس کی شادی دُور ہونا فائدہ مند ہے۔ نزدیک ہونا مفید نہیں۔

दुहिता दुर्हिता दूरेहिता भवतीति ॥

(۷) شادی نزدیک ہونے کی صورت میں لڑکی کے والدین کے گھر میں عسرت آجانے کا بھی امکان ہے کیونکہ جب جب لڑکی ماں باپ کے گھر جائے گی۔ تب تب اسے کچھ دے کچھ دینا ہی ہوگا۔

(۸) رشتہ قریب ہونے کی حالت میں دونوں کو اپنے اپنے خاندان کی امداد کا زعم ہوتا ہے پس جب تب لڑائی آپس میں ناچاقی ہوئی۔ لڑکی فوراً اپنے میکے چلی جاتی ہے۔ طرفین ایک دُوسرے کی مذمت میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ اور مخالفت بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ عورتوں کا مزاج اکثر تیز اور نازک ہوتا ہے (انہیں غصہ آتے دیر نہیں لگتی۔ اور اُسے فوراً انتہا تک پہنچا دیتی ہیں۔) علیٰ ہذا القیاس۔ ان اور اس قسم کی دیگر وجوہات سے باپ کے گوت اور ماں کی چھ پشتوں میں اور نزدیک کے مقامات پر شادی کرنا مناسب نہیں۔

महान्त्यपि समृद्धानि गोऽजाविधनधान्यतः ।
स्त्री सम्बन्धे दशैतानि कुलानि परिवर्जयेत् ॥
हीनक्रियं निष्पुरुषं निश्छन्दो रोमशार्शसम् ।
क्षय्यामयाव्यपस्मारिश्वित्रिकुष्ठिकुलानि च ॥

مندرجہ ذیل دس خاندانوں میں چاہے لڑکا ہو۔ ان سے۔ مویشی (یا) گھوڑے۔ حکومت اور دولت

وغیرہ) کی کتنی بھی افراط کیوں نہ ہو۔ شادی نہیں کرنی چاہیئے۔ (۱) جو ایک مثال سے معراجوں (۲) جن میں ایک (مرد) تندرست نہ ہو (۳) جو وید کے مطالعہ سے خالی (مخرف) ہوں (۴) جن کے افراد کے اجسام پر لمبے لمبے بال ہوتے ہوں۔ جن میں (۵) بواسیر (۶) تپ دق (۷) دمہ و کھانسی (۸) امراض بیضہ (۹) مرگی (۱۰) جذام یعنی سفید یا کالا کوڑھ ہو۔ (منو ۳ - ۹ - ۷)

مذکورہ بالا گھرانوں کی لڑکی سے شادی اس لئے نہ کرنی چاہیئے۔ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ مندرجہ بالا عیوب اور امراض شادی کرنے والے خاندان میں بھی سرایت کر جائیں۔ الغرض اعلیٰ حسب (نیک اور تندرست گھرانوں) کے لڑکوں اور لڑکیوں کی باہم مناکحت ہونی چاہیئے۔

नोद्वहेत्कपिलां कन्यां नाऽधिकाङ्गीं न रोगिणीम् ।
नालोमिकां नातिलोमां न वाचाटान्न पिङ्गलाम् ॥

زرد رنگ کی۔ مرد کی نسبت دراز قد۔ وسیع الجثہ یا زیادہ طاقت ور۔ مریض رہنے والی۔ کثیر مو۔ بھورے گو اور بھدی آنکھوں والی لڑکی سے شادی نہ کرے۔ (منو ۳ - ۸)

नर्क्षवृक्षनदीनाम्नीं नान्त्यपर्वतनामिकाम् ।
न पक्ष्यहिप्रेष्यनाम्नीं न च भीषणनामिकाम् ॥

اور ایسی لڑکی سے شادی کرے جس کا نام کسی ستارے کا مثلاً اشونی۔ بھرنی۔ روہنی۔ دیوتی۔ ریوتی وغیرہ یا کسی بائی۔ چھتری وغیرہ یا کسی پودے کا مثلاً تلسیا۔ گیندا۔ گلابی چمپا۔ چمبیلی وغیرہ یا کسی ندی کا مثلاً گنگا۔ جمنا وغیرہ یا نیچ ذات کا مثلاً چانڈالی یا کسی پہاڑی کا مثلاً ہمالیا۔ پاربتی وغیرہ یا کسی پرندے کا مثلاً کوئلیا وغیرہ یا سانپ کا مثلاً ناگن۔ بچھنگا وغیرہ یا ڈرانے کا سا مثلاً دھاسی۔ میرا دھسی وغیرہ یا خوفناک مثلاً بھیم کالی۔ چنڈکا۔ کالی وغیرہ ہو (یہ تمام ناپسندیدہ ہیں اور دیگر اشیا بھی ان سے موسوم ہوتی ہیں۔) (منو ۳ - ۹)

अव्यङ्गाङ्गीं सौम्यनाम्नीं हंसवारणगामिनीम् ।
तनुलोमकेशदशनां मृदुङ्गीमुद्वहेत्स्त्रियम् ॥

جس لڑکی کے اعضا سڈول ہوں۔ اچھے سیدھے دہوں جس کا نام دلکش ہو مثلاً یشودھا سکھدا وغیرہ جس کی چال ہنسنی اور ہتھنی کی سی ہو۔ جس کے بال۔ دانت۔ آنکھیں لطیف ہوں اور جس کا بدن سراپا ملائم اور نازک ہو۔ اس سے شادی کرے۔

شادی کی عمر

معترض۔ شادی کے لئے کونسا وقت اور کیا طریق موزوں ہے؟

مجیب۔ سولھویں برس سے لے کر چوبیسویں برس تک لڑکی اور پچیسویں برس سے اڑتالیسویں برس تک لڑکے کی عمر شادی کے لئے موزوں ہوتی ہے۔ سولہ برس کی لڑکی اور پچیس برس کے لڑکے کی شادی ادنےٰ درجہ کی۔ اٹھارہ بیس برس کی لڑکی اور تیس پینتیس اور چالیس برس کے لڑکے کی متوسط درجہ کی۔ اور چوبیس برس کی لڑکی اور اڑتالیس برس کے لڑکے کی اعلےٰ درجہ کی مناکحت ہے جس

مُلک میں شادی کا یہ اعلےٰ طریق مروّج ہو۔ اور تعلیم یعنی ضبطِ نفس اور دس دستدیں کا عام رواج ہو۔ وہ مُلک خوشحال۔ اور جس میں عالم طفلی میں تعلیم اور ضبطِ نفس کا انتظام ہی نہ ہو۔ اور شادیاں نااہل لڑکے لڑکیوں میں ہو جاتی ہوں۔ وہ ملک بحر مصائب میں غرق ہو جاتا ہے حصولِ تعلیم اور ضبطِ نفس کے بعد ہی شادی ہونی جائز ہے۔ اس ایک اصلاح پر تمام دیگر اصلاحات کا دارومدار ہے۔ اور اس ایک خرابی سے اور سب خرابیاں اپنے آپ پیدا ہو جاتی ہیں۔

معترض۔ پاراشری اور تیگھر بودھ میں لکھا ہے۔ کہ :-

अष्टवर्षा भवेद् गौरी नववर्षा च रोहिणी ।
दशवर्षा भवेत्कन्या तत ऊर्ध्वं रजस्वला ॥
माता चैव पिता तस्या ज्येष्ठो भ्राता तथैव च ।
त्रयस्ते नरकं यान्ति दृष्ट्वा कन्यां रजस्वलाम् ॥

آٹھویں برس لڑکی کا اصطلاحی نام گوری۔ نویں برس روہنی۔ دسویں برس کنیا اور اس کے بعد رجسوَلا (حائضہ) ہوتا ہے۔ دسویں برس تک اس کی شادی نہ کرنے یعنی لڑکی کو (اپنے گھر) رجسوَلا (حائضہ) دیکھ لینے کی صورت میں اس کے ماں باپ اور بڑا بھائی دوزخ کے مستحق ہوتے ہیں۔ (پاراشر سمرتی ادھیائے ۷ شلوک ۲۰)

مجیب۔ ہمارے فی البدیہ تصنیف کردہ برہم ویواہ کا مقولہ یہ ہے۔ کہ

एकक्षणा भवेद्गौरी द्विक्षणेयन्तु रोहिणी ।
त्रिक्षणा सा भवेत्कन्या त्यत ऊर्ध्वं रजस्वला ॥ १ ॥
माता पिता तथा भ्राता मातुलो भगिनी स्वका ।
सर्वे ते नरकं यान्ति दृष्ट्वा कन्यां रजस्वलाम् ॥ २ ॥

پیدا ہونے کے ایک لمحہ بعد لڑکی کا اصطلاحی نام گوری۔ دوسرے لمحہ میں روہنی۔ تیسرے میں کنیا اور اس کے بعد رجسوَلا (حائضہ) ہوتا ہے۔ ایسی رجسوَلا کو اپنے گھر میں رکھ کر ماں باپ۔ بھائی۔ ماموں اور بہن سب جہنم میں جاتے ہیں۔

معترض۔ یہ قول سند نہیں۔

مجیب۔ سند کیوں نہیں؟ اگر برہمابی کا قول سند نہیں۔ تو تمہارا قول کیونکر سند ہو سکتا ہے؟

معترض۔ واہ صاحب واہ! آپ پراشر اور کاشی ناتھ کی سند سے بھی انکار کرتے ہیں؟

مجیب۔ واہ صاحب واہ! آپ برہمابی کے قول کو بھی سند نہیں مانتے؟ پراشر اور کاشی ناتھ سے تو آخر یہ برہمابی بڑے ہی ہیں۔ اگر تم برہمابی کے قول کو قابلِ تسلیم نہیں سمجھتے۔ تو ہم پراشر اور کاشی ناتھ کے قول کو مستند تسلیم نہیں کرتے۔

معترض۔ تمہاری بات غیر ممکن ہے۔ اس لئے سند نہیں۔ کیونکہ ہزار لڑکے تو پیدا ہوتے ہوتے ہی گزر جاتے ہیں۔ اس حالت میں شادی کیسے ہو سکتی ہے؟ پھر اس وقت شادی کرنے کا کوئی فائدہ بھی معلوم نہیں ہوتا۔

مجیب۔ اگر ہماری بات غیر ممکن ہے۔ تو تمہاری کہاں ممکن ہے؟ کیونکہ آٹھ۔ نو یا دس برس کی لڑکی میں شادی

کرنا بھی ویسے ہی نیوگ ہے۔ سولھویں برس کے بعد عورت کا رحم مکمل اور جسم قوی ہوتا ہے اور پچیسویں برس کے بعد مرد کا جسم پختہ اور جسم طاقت ور ہو جاتا ہے ایسے میاں بیوی کی اولاد افضل ہوتی ہے۔ آٹھ دس برس کی لڑکی سے اقل تو

لے نیوگ دو طرح کا ہوتا ہے کسی مرد اور عورت کے استقرار حمل کی ممانعت کی ہے۔ دیکھئے ہیں:۔

ऊनषोडशवर्षायामप्राप्तः पञ्चविंशतिम् ।
यद्याधत्ते पुमान् गर्भं कुक्षिस्थः स विपद्यते ॥
जातो वा न चिरञ्जीवेज्जीवेद्वा दुर्बलेन्द्रियः ।
तस्मादत्यन्तबालायां गर्भाधानं न कारयेत् ॥

اگر سولہ برس سے کم عمر کی عورت کے بطن میں پچیس برس سے کم عمر کا مرد حمل قائم کرے گا۔ تو اس حمل کا اسقاط ہو جائے گا اگر بچہ پیدا ہو بھی گیا۔ تو بہت مدت تک زندہ نہیں رہے گا۔ اور اگر زندہ رہا بھی تو اس کے اعضاء اور قویٰ کمزور ہوں گے لہٰذا صغیر سن عورت سے بچہ پیدا نہ کرے۔ (ستیارتھ پرکاش ۱۰ - ۷۷ - ۷۸)

(شارحین) مکتب مقریں بیان کردہ قواعد اور قانون قدرت کے مطالعہ اور آثار و علامات پر غور و خوض کرنے سے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ سولہ برس سے کم عمر کی عورت اور پچیس برس سے کم عمر کا مرد استقرار حمل کے قابل نہیں ہوتا جو اشخاص ان قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہیں وہ متعدد بجا و مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ (مصنف) اسی سنسکرت میں ایک اور مقام پر کہا ہے:۔

अथास्मै पंचविंशतिवर्षाय द्वादशवर्षां पत्नीमावहेत् ॥

پچیس برس کے لڑکے کی شادی بارہ برس کی لڑکی سے کی جائے۔ (ستیارتھ۔ شریر بستھان ۱۰ - ۷۹)

اوپر استقرار حمل کی عمر لڑکے کیلئے کم سے کم پچیس برس اور لڑکی کیلئے کم سے کم سولہ برس مقرر کی ہے۔ اس قانون کے مطابق پچیس برس لڑکے کی شادی سولہ برس کی لڑکی سے ہونی چاہیئے، بارہ برس کی لڑکی سے نہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ شادی تو بارہ برس کی عمر میں ہو جانی چاہیئے۔ استقرار حمل اس کے چار سال بعد کیا جائے۔ مگر اس وقت لڑکے کی عمر اٹھائیس برس ہو جائے گی۔ تب پچیس اور سولہ برس کی عمر مناسب نہیں رہے گی۔ سنسکرت میں کہا ہے:۔

पंचविंशे ततो वर्षे पुमान् नारी तु षोडशे ।
समत्वागतवीर्यौ तौ जानीयात् कुशलो भिषक् ॥

ہوشیار طبیب کو جاننا چاہیئے کہ مرد پچیسویں برس اور عورت سولہویں برس میں بلوغ کو پہنچتے ہیں (سنسکرت اسوتستھان ۳۵)

اس سے علاوہ اگر یہ دونوں میں شادی کی رسم کے بعد چوتھی رات استقرار حمل کا حکم ہے۔ گوبھل کے نزدیک یہ چوتھی رات شادی کے بعد پہلی دفعہ حیض سے نہانے کی چوتھی رات ہے۔ اسی وجہ سے اس فعل کو چترتھی کرم یعنی چوتھی رات کا فعل کہا جاتا ہے جب استقرار حمل شادی کی تین رات یا زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ بعد ہو جاتا ہے۔ تو سنسکرت کا یہ قول کہ پچیس برس کے لڑکے کی شادی بارہ برس کی لڑکی سے کی جائے۔ اس کے اپنے بیان کردہ استقرار حمل کی عمر (پچیس اور سولہ برس) کے مذکورہ بالا قانون کے خلاف ہے۔ اور اس لئے قابل تسلیم نہیں شادی کی موزوں عمر کم سے کم پچیس اور سولہ برس ہی معلوم ہوتی ہے۔ گوبھل گرہیہ سوتر میں چترتھی کرم کے متعلق مندرجہ ذیل ہدایت دی گئی ہے:۔

ऊर्ध्वं त्रिरात्रात् संभव इत्येके । यदर्तुमती भवत्युपरतशोणिता तदा संभवकालः

بعض فقہاء کی رائے میں شادی کے تین رات بعد استقرار حمل ہونا چاہیئے۔ (ہماری رائے میں جب لڑکی حیض سے فارغ ہو جائے تب استقرار حمل کیا جائے۔ ۷ - ۵ - ۸۷ - تفسیر میں تین رات بعد کی توضیح ہے:۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

اَولاد پیدا ہونا ہی ناممکن ہے پھر اس کے لئے گودی۔ دوسری وغیرہ اصطلاحات مقرر کرنا غیر موزوں ہے اگر لڑکی کا کنگ گوارا نہ ہو سکا لاہو۔ تو اُسے اصطلاحاً گودی کہنا فضول ہے۔ پُرانی میں گودی مہادیو کی اَولاد دوسری دسدیو کی زوجہ کا نام آیا ہے تم پُرانوں کے ماننے والے انہیں اپنی ماؤں کے برابر سمجھتے ہو۔ اب اگر تم ہر ایک وغیرہ میں گودی وغیرہ کا تقرر کرتے ہو۔ تو اُس سے شادی کرنا کیونکر ممکن اَور شرعاً کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ دراصل اِنہاد اَور بھالے یہ دونوں مقولے غیر مستند ہی ہیں کیونکہ جیسے ہم نے برہما کے نام سے دو شلوک بنا لئے ہیں ایسے ہی تم نے پراشر وغیرہ کے نام سے دو شلوک گھڑ لئے ہیں۔ ایسے تمام اقوال کو غیر مستند مان کر سب کام ویدہی کی سند سے کرنے چاہئیں۔ دیکھو منوسمرتی میں لکھا ہے۔

त्रीणि वर्षाण्युदीक्षेत कुमार्यृतुमती सती।
ऊर्ध्वं तु कालादेतस्माद्विन्देत सदृशं पतिम्॥

دوشیزہ حائضہ ہونے پر تین برس تک (انتظار کرے) اس کے بعد اپنے جیسا وَر تلاش کرکے اس سے شادی کرے ۹۰

حیض مہینے میں ایک دفعہ ہوتا ہے۔ اس حساب سے دوشیزہ تین سال میں چھتیس دفعہ حائضہ ہوگی شادی اس کے بعد کرنا مناسب ہے پیشتر نہیں۔

काममामरणात्तिष्ठेद् गृहे कन्यर्तुमत्यपि।
न चैवैनां प्रयच्छेत्तु गुणहीनाय कर्हिचित्॥

خواہ (لڑکا یا لڑکی مرنے دم تک (کنوارا یا) کنواری رہے۔ لیکن مستند اَوصاف۔ اعمال عادات کے مرد عَورت کی باہم مناسبت نہیں ہونی چاہیئے۔ منو ۹-۸۹۔

حاصل کلام یہ کہ مذکورہ بالا امروں سے چھوٹے یا اَدھیل مدجین کا بیاہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔

زوجین کی رضامندی

اعتراض۔ شادی کرنا ماں باپ کے اختیار میں ہونا چاہیئے یا لڑکے لڑکی کے؟ مجیب۔ (آخری) اختیار لڑکے لڑکی کا ہونا افضل ہے۔ اگر ماں باپ اَولاد کی منفعت کا خیال کریں بھی۔ تو بھی لڑکے لڑکی کی رضامندی کے بغیر رشتہ نہ کریں باہمی رضامندی ہو جانے کی صورت میں شکر رنجی کا امکان کم رہ جاتا ہے۔ اور اَولاد افضل ہوتی ہے برخلاف اس کے بغیر رضامندی کی شادی میں ہمیشہ قضیہ رہتا ہے۔ دراصل شادی سے زیادہ تعلق لڑکے لڑکی کا ہے

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) संप्रदानरात्रितः। यعنی شادی کی رات کے بعد۔ اَدھیائی کی توضیح کی ہے۔

पतिगृहागताद्यर्तुकाले सभवकालः।

خاوند کے گھر آنے کے بعد پہلی دفعہ حیض سے فارغ ہونے پر استقرارِ حمل کا مؤثر وقت ہے۔

لے رِگ وید ۱۰-۲۷-۱۱ میں لکھا ہے:۔

कियती योषा मर्यतो वधूयोः परिप्रीता पन्यसा वार्येण।
मद्या वधूर्भवति यत्सुपेशाः स्वयं सा मित्रं वनुते जने चित्॥

کئی عَورتیں شادی کے خواہشمند مَرد سے محسن اَور غریب بیکش پاکر مطمئن ہوتی ہیں۔ خوبصورت عَورت قیمت جو مرد میں اپنے محب کو اپنے آپ ملحق کرتی ہے۔

نہ کہ ماں باپ کا۔ اگر دونوں میں باہم محبت اور خوشنودی رہے تو انہیں کو آرام اور اگر تو تو میں میں ہوتی ہے تو انہیں کو تکلیف ہوتی ہے۔ بقول منو ۳۔ ۶۰

सन्तुष्टो भार्यया भर्त्ता भर्त्रा भार्य्या तथैव च ।
यस्मिन्नेव कुले नित्यं कल्याणं तत्र वै ध्रुवम् ॥

جس گھر میں بیوی سے میاں اور میاں سے بیوی ہمیشہ خوش رہتی ہے۔ وہیں سعادت اور نیک نامی قیام کرتی ہے (اور جہاں مخاصمت اور مخالفت رہتی ہے وہاں مصیبت۔ افلاس اور بدنامی کے ڈیرے لگ جاتے ہیں)۔

بنا برآں زمانہ قدیم سے آریاورت میں جو سویمبر یعنی لڑکے لڑکی کی باہمی رضامندی سے شادی ہونے کا رواج چلا آیا ہے۔ وہی شادی کا افضل ترین طریق ہے جب مرد اور عورت شادی کرنا چاہیں۔ ان کی علمیت۔ آداب اخلاق شکل عمر۔ طاقت حسب نسب اور جسم کی قد و قامت وغیرہ باہم موزوں ہونے چاہئیں۔ ان امور کا تطابق نہ ہونے کی صورت میں شادی راحت کا باعث نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی کمسنی کی شادی باعث راحت ہو سکتی ہے۔

شادی کی عمر

رگوید ۳۔ ۸۔ ۴ میں آیا ہے:۔

युवा सुवासाः परिवीत आगात्स उ श्रेयान्भवति जायमानः ।
तं धीरासः कवय उन्नयन्ति स्वाध्योऽ३ मनसा देवयन्तः ॥ १ ॥

جو شخص یگیہ و پویت پہنے یعنی نماد طالب علمی کو ختم کر کے تعلیم و تربیت کی خوبیوں سے سجا ہوا خوشنما لباس پہن کر طاقت مردمی سے (ضبط نفس سے) آراستہ۔ کامل بلوغ کی حالت میں جملہ علوم تعلیم کے بعد (منزل خانہ داری میں) داخل ہوتا ہے وہی (دوسری بار یعنی مادر علم کے بطن سے) پیدا ہو کر تعلیم و تکمیل کا مستحق اور فاضل عالم کا باعث ہوتا ہے۔ ترقی علوم کے خواہشمند حلیم علماء نہایت خود و خوض سے اسے ترقی کے لیئے پرچوا کر سرفراز کرتے ہیں۔ (برخلاف اس کے جو عورت مرد اعلیٰ تعلیم و تربیت اور ضبط نفس کے بغیر صغر سنی میں شادی کر لیتے ہیں۔ وہ چاہ ہلاکت میں گرتے ہیں علماء کے نزدیک ان کی ذرا بھی عزت نہیں ہوتی)۔

رگوید ۳۔ ۵۵۔ ۱۶ میں آیا ہے۔

आवेनवो धुनयन्तामशिश्वीः सबर्दुघाः शशया अप्रदुग्धाः ।
नक्तन्नव्या युवतयो भवन्तीर्महद्देवानामसुरत्वमेकम् ॥

نہ دوہی ہوئی گایوں (گئوؤں) کی طرح عالم طفلی کو عبور کر چکی ہر قسم کے اعلیٰ کمار و یار کو مکمل کرنے والی کواری نابالغی سے بہرہ گنہ گئی نئے نئے علوم اور نئے نئے کوائف سے آراستہ پیراستہ عین عالم شباب میں پہنچی ہوئی عورتیں ضبط نفس کے پابند تعلیم یافتہ بالغ شوہروں کی عظیم بے نظیر علوم و فنون کی محبت اور مسرت میں شریک ہونے کے ساتھ ساتھ اولاد حاصل کریں۔

عورت کو چھوٹی عمر میں کبھی بھی مرد کا تصور نہیں کرنا چاہیئے۔ یہی طرز عمل دنیا اور عقبیٰ کی راحت کا موجب ہے۔ کمسنی کی شادی سے جتنی تباہی مردوں کی ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ عورتوں کی ہوتی ہے

رگوید ۱ ـ ۱۷۹ ـ ۱ میں فرمایا ہے :ـ

पूर्वीरहं शरदः शश्रमाणा दोषा वस्तोरुषसो जरयन्तीः ।
मिनाति श्रियं जरिमा तनूनामप्यू नु पत्नीर्वृषणो जगम्युः ॥

(نہایت محنتی) اولاد پیدا کرنے کے قابل۔ پورے باحِ مرد نوجوان دلکش بیویوں سے شادی کر کے (پورے سو سال کی یا اس سے بھی زیادہ طویل عمر راحت اور مسرت کی حالت میں گذارتے اور بیٹیوں پوتوں والے ہو کر پھلتے پھولتے ہیں۔ تمام مردوں اور عورتوں کو یہی دستور العمل کا پابند ہونا چاہیئے) موسم سرما کے قبل از وقت دورے اور صبح (کاذب) کے قبل از وقت ظہور (بالترتیب) دن اور رات کی خوبصورتی کو مٹا دیتے ہیں۔ ایسے ہی (یہ اوقات جو جذباتِ شہوانی کو اُکساتے ہیں اور قبل از وقت) بڑھاپا جو کمسنی کی شادی کا نتیجہ ہے۔ اعضاء کے حسن و جمال کو زائل کر دیتے ہیں۔ پس میں عورت یا مرد (اپنی تمام حالاتِ دیکھ کر مصروف مشقت و ریاضت رہتا ہوا) (بطریق احسن تعلیم و تربیت کے ذریعہ قوتِ روحانی و جسمانی سے بہرہ اندوز ہو کر عالم جوانی میں شادی کروں) ؛

اس اصول کی خلاف ورزی احکام وید کی خلاف ورزی ہے۔ ایسی احکام الٰہی کے خلاف شادی ہرگز راحت کا موجب نہیں ہوتی۔

جب تک نسب رشی منی۔ راجا مہاراجا اور آریہ عوام اسی طرح زمانۂ طالب علمی کے قواعد کے پابند ہو کر تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد رسم سویمبر یعنی زوجین کی رضامندی سے شادی کرتے رہے تب تک اس ملک کی حالت روبہ ترقی رہی۔ برخلاف اس کے جب سے مجردہ کر تعلیم حاصل کرنے کا رواج بند ہو گیا تب سے ملک آریاورت کا بتدریج زوال ہوتا چلا آیا ہے۔ بنابرآں شرفاء کا فرض ہے کہ اس خرابی کا انسداد کر کے مذکورہ بالا طریق سویمبر کو پھر رواج دیں۔ علاوہ بریں شادی اپنے اپنے ورن (جماعت مدنی) میں ہونی چاہیئے۔ اور ورنوں (جماعاتِ مدنی) کا انحصار (افراد کے ذاتی) اوصاف۔ اعمال اور عادات پر ہونا چاہیئے

ورن ویوستھا (تقسیم جماعات مدنی)

معترض۔ کیا برہمن وہی ہوتا ہے جس کے ماں۔ باپ برہمن ہوں؟ یا دیگر جماعات کے ماں باپ کی اولاد بھی برہمن ہو سکتی ہے؟

مجیب۔ ہاں! دیگر جماعات کے ماں باپ کی اولاد بھی برہمن ہو سکتی ہے۔ ایسے برہمن گذشتہ زمانوں میں بھی ہو چکے۔ اب بھی ہوتے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔ مثلاً چھاندوگیہ اپنشد میں جابالی رشی کا ذکر آتا ہے۔ اس کے حسب و نسب کا پتہ ہی نہیں چلا۔ مہابھارت میں وشوامتر کا ذکر آیا ہے وہ کشتری سے برہمن ہو گیا تھا۔ رشی ماتنگ چانڈال کے گھر پیدا ہو کر برہمن بنا۔ آج بھی جس شخص کی تعلیم اور فطرت اعلےٰ ہو۔ وہ برہمن بننے کے قابل ہے۔ اور جو جاہل اور نیچی ہے وہ شودر بننے کے لائق ہے۔ یہی کیفیت آئندہ زمانوں میں بھی رہے گی۔

معترض۔ جس ورن (جماعت مدنی) کے بیج اور پیرنج (والدین کے مادۂ تولید) سے بنا ہے

کُوہ یکایک بدل کر دُوسرے دِن کے قابل کیسے ہو سکتا ہے؟

مجیب۔ برہمن کا جسم رج اور بیرج کے اتصال یعنی والدین کی تخم ریزی کا نتیجہ نہیں بلکہ بقول منو جس کا اقتباس اُوپر بھی ہو چکا ہے۔

स्वाध्यायेन जपैर्होमैस्त्रैविद्येनेज्यया सुतैः ।
महायज्ञैश्च यज्ञैश्च ब्राह्मीयं क्रियते तनुः ॥

درس و تدریس اور ادا و اذکار۔ انواع و اقسام کے ہون کی تکمیل۔ وید کے الفاظ۔ معانی اور ان کے باہمی تعلقات کی مہارت۔ منتروں کی صحیح قرأت اور تعلیم۔ پُورنماشی وغیرہ پَرو اور یگیہ کے تکمیل مذکورہ بالا طریق سے احکام شرع کے مطابق تولید نسل۔ مندرجہ بالا و ذائقہ الیض یعنی برہم یگیہ (عبادت الٰہی اور مطالعۂ وید) دیو یگیہ (روزانہ ہون) پتری یگیہ (بزرگوں کی خدمت) بلی ویشو دیو (لنگر دل گولوں اور حیوانات کی امداد) اور اتتھی یگیہ (مہمان نوازی) کے ادا کرنے۔ اگنی شٹوم وغیرہ یگیوں علماء کی صحبت اور تعظیم و تکریم۔ جی گوئی اور دفاع عام وغیرہ اخلاق حسنہ اور تمام علوم و فنون کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد فارغ کے ترک اور حسنات کے اختیار کرنے سے یہ قالب برہمن (عارف باللہ) کی زندگی بسر کرنے کے قابل بنایا جاتا ہے۔ (منو ۲ ۔ ۲۸)

کیا تم منو کے اِس قول کے قائل نہیں ہو؟ معترض:۔ نہیں۔ مجیب۔ پھر وِرن و یوستھا تقسیم جماعات مذہبی کی بُنیاد ماں باپ کے تخم پر کیوں رکھتے ہو؟

معترض۔ ایک یہی نہیں۔ اکثر لوگ زمانہ قدیم سے ایسا مانتے چلے آئے ہیں۔ کیا تم قدیم رواج کی تردید کرتے ہو؟

مجیب۔ قدیم رواج کی تردید تو ہم نہیں کرتے۔ البتہ تمہاری اُلٹی سمجھ کے آگے سر نہیں جھکاتے۔ اس اُلٹی سمجھ کی تردید ضرور کرتے ہیں۔

معترض۔ اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ ہماری سمجھ اُلٹی اور تمہاری سیدھی ہے؟

مجیب۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ تم پانچ سات پُشتوں کے رواج کو قدیم تسلیم کرتے ہو۔ اور ہم وید اور آفرینش دُنیا سے لے کر آج تک کے (صحیح) مسلسل رواج کے قائل ہیں۔ دیکھو پشتینی رواجات کی حالت یہ ہے۔ کہ کہیں باپ ٹھیک راستے پر ہے اور لڑکا غلط راہ پر۔ کہیں لڑکا صحیح راستے پر ہے اور باپ غلط راہ پر۔ اور کہیں دونوں صحیح یا دونوں غلط راستے پر ہیں۔ (اس حالت میں کونسی پُشت کی تقلید کی جائے؟) تم اپنی رسم پرستی کی کیفیت تو دیکھو۔ منو مہاراج نے کیا کہا ہے:۔

येनास्य पितरो याता येन याता पितामहाः ।
तेन यायात्सतां मार्गं तेन गच्छन्न रिष्यते ॥

جس راستے کے پیرو باپ دادا رہے ہوں۔ اُسی کی پیروی اولاد بھی کرے۔ مگر اس میں شرط یہ ہے کہ باپ دادا راست رو رہے ہوں (اگر باپ دادا غلط راہ پر ہوں۔ تو ان کے نقش قدم پر ہرگز نہ چلے) احکام

دین کے پابند۔ افضل اشخاص کے نقش قدم پر چلنے سے کبھی نقصان نہیں ہوتا۔ منو ۴ ۔۱۷۸

بھلا تم اس قول کے قابل ہو یا نہیں؟ معترض۔ ہاں ہاں۔ قابل ہیں۔ مجیب۔ اور دیکھو۔ جو جو ہدایات وید کے ذریعہ پرمیشور نے نازل کی ہیں۔ وہ قدیم ہیں۔ اور جو بات احکام وید کے خلاف ہے۔ وہ قدیم نہیں۔ اوصاف بدلتے ہیں۔ (کیا ہم سب کو یہ حقیقت تسلیم کرنی چاہیئے یا نہیں؟

معترض۔ ضرور تسلیم کرنی چاہیئے۔

مجیب۔ جو (مندرجہ بالا استدلال کا) قابل نہ ہو۔ اس سے پوچھو۔ کہ اگر کسی کا باپ مفلس ہو اور وہ خود دولت مند ہو جائے۔ تو کیا اسے اپنے باپ کی مفلسی کے زعم میں اپنا مال و متاع پھینک دینا چاہیئے؟ اگر باپ نابینا ہو۔ تو لڑکے کو بھی اپنی آنکھیں پھوڑ لینی چاہئیں؟ اگر باپ بداعمال ہو۔ تو کیا لڑکا بھی بداعمالیاں ہی کرے؟ نہیں۔ برعکس اس کے سب کو تمام اشخاص کے اعمال حسنہ کی تقلید اور افعال ذمیمہ سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ جو شخص جماعات مدنی کی تقسیم کا انحصار اوصاف اور اعمال پر نہیں بلکہ والدین کے تخم پر رکھتا ہے۔ اس سے سوال کرنا چاہیئے۔ کہ جو شخص اپنے دادا (جماعت مدنی) کو ترک کر کے نیچ (چانڈال وغیرہ) عیسائی یا مسلمان ہو گیا ہو۔ اسے وہ براہمن تسلیم کیوں نہیں کرتا؟ اس کا جواب وہ یہی دے گا۔ کہ جس نے براہمن کے کام چھوڑ دیئے۔ وہ براہمن نہیں رہا۔ اس سے صاف ثابت ہے۔ کہ جو اشخاص براہمن وغیرہ جماعات مدنی کا کام کرتے ہیں وہی براہمن وغیرہ اعلیٰ جماعات مدنی میں ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ اگر کوئی پیدا تو کسی ادنیٰ جماعت میں ہوا ہو۔ لیکن اس کے اعمال اوصاف اور عادات اعلیٰ جماعت کے ہوں۔ تو اس کا شمار اعلیٰ جماعت میں کرنا چاہیئے۔ برخلاف اس کے جو پیدا تو کسی اعلیٰ جماعت میں ہوا ہو۔ مگر اس کے اعمال ادنیٰ جماعت کے ہوں۔ تو اس کا شمار ادنیٰ جماعت میں ہونا چاہیئے۔

معترض۔ یجروید کے ۳۱ ویں ادھیائے ۱۱ ویں منتر میں کہا ہے کہ

ब्राह्मणोऽस्य मुखमासीद् बाहू राजन्यः कृतः ।
ऊरू तदस्य यद्वैश्यः पद्भ्यां शूद्रो अजायत ॥

براہمن اللہ کے منہ سے کشتری بازوؤں سے۔ ویش رانوں سے اور شودر پاؤں سے پیدا ہوئے۔

پس جیسے منہ، بازو وغیرہ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ نہ بازو وغیرہ منہ کی شکل میں آ سکتے ہیں۔ اسی طرح نہ برہمن کشتری وغیرہ بن سکتا ہے۔ نہ کشتری وغیرہ برہمن بن سکتے ہیں۔

مجیب۔ اس منتر کے جو معنے تم نے کئے ہیں۔ وہ صحیح نہیں۔ کیونکہ اوپر سے "پرش" یعنی محیط غیر متشکل پرماتما کا ذکر چلا آتا ہے۔ چونکہ پرماتما غیر متشکل ہے۔ اس لئے اس کے منہ وغیرہ اعضاء نہیں ہو سکتے۔ اگر اس کے منہ وغیرہ اعضاء ہوں۔ تو وہ "پرش" یعنی محیط نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ محیط نہ ہو۔ تو قادر مطلق۔ خالق عالم۔ قیوم۔ پرلے یعنی عالم قلیل یا فنا لانے والا۔ ارواح کے گناہ و ثواب سے باخبر ہو کر ان کو سزا و جزا دینے والا۔ علیم۔ (اجنما۔ امر) پیدائش اور موت کی قید سے آزاد وغیرہ اوصاف سے متصف نہیں ہو سکتا۔ اس سے اس منتر کے (وہ معنے نہیں۔ جو تم نے کئے ہیں) صحیح معنے یہ ہیں:۔

جو کامل محیط پرمیشور کی خلقت میں منہ کی طرح اعلیٰ و افضل ہے۔ وہ برہمن ہے۔ (برہمن کے معنے شت پتھ برہمن میں "طاقت اور قوت" کیے گئے ہیں جس میں ان اوصاف کی افراط ہو وہ کشتری ہے۔ کمر سے نیچا اور گھٹنوں سے اوپر کے حصے کا نام "اُرو" یعنی ران ہے جو تمام اشیاء تک اور تمام مقامات میں رفتوں کے ذریعے آتا جاتا اور داخل ہوتا ہے۔ وہ ویش اور چوپایوں کی طرح قلیل الاحساس یعنی احمق ہے وہ شودر ہے۔

شت پتھ برہمن وغیرہ میں بھی اس منتر کے یہی معنے کیے گئے ہیں۔ چنانچہ کہا ہے:۔

यस्मादेते मुख्यास्तस्मान्मुखतो ह्यसृज्यन्त इत्यादि ।

چونکہ یہ (برہمن) مکھیہ یعنی افضل ہیں۔ اس لیے انہیں مکھ یعنی منہ سے پیدا ہونے کہا گیا ہے

جیسے تمام اعضاء میں منہ افضل ہے۔ ایسے ہی کامل علم اور اعلیٰ اوصاف۔ اعمال اور عادات سے متصف ہونے کی وجہ سے بنی نوع انسان میں سب سے افضل افراد برہمن کہلاتے ہیں جب غیر متشکل ہونے کی وجہ سے پرمیشور کے منہ وغیرہ اعضاء ہیں ہی نہیں۔ تو منہ وغیرہ سے پیدائش ہونا ایسا ہی غیر ممکن ہے۔ جیسے بانجھ عورت کے لڑکے کی شادی۔ اگر درحقیقت برہمنوں کی پیدائش منہ سے اور دیگر جماعات مدنی کی دیگر اعضاء سے ہوئی ہوتی۔ تو ان کے اجسام کی بناوٹ اپنی اپنی علت مادی کے مطابق ہوتی۔ یعنی جیسے منہ کی شکل گول ہوتی ہے۔ ایسے ہی برہمنوں کی شکل گول ہوتی۔ کشتریوں کے بازوؤں کی شکل کے۔ ویشوں کے رانوں اور شودروں کے پاؤں کی شکل کے ہوتے۔ مگر واقعہ میں ایسا نہیں ہے۔ علاوہ اس کے تم پر بھی اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ تمہارے اپنے عقیدے کے مطابق وہی شخص برہمن ہے جس کی پیدائش منہ سے ہوئی ہو۔ تو تم برہمن نہیں ہو۔ کیونکہ جیسے اور لوگوں کے جسم (ماں باپ کے اجسام کے تمام اجزاء سے ترکیب پاکر) ماں کے بطن سے پیدا ہوتے ہیں ویسے ہی تم بھی ہوئے ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ تمہارے معنے غلط ہیں۔ صحیح معنے ہمارے ہیں۔ کیونکہ دیگر مقامات بھی کہلاتے

دوسرا ل (جماعات مدنی) کی تبدیلی

منو ۱۰ ـ ۶۵ میں کہا ہے:۔

शूद्रो ब्राह्मणतामेति ब्राह्मणश्चैति शूद्रताम् । क्षत्रियाज्जातमेवन्तु विद्याद्वैश्यात्तथैव च ॥

ब्राह्मणो मनुष्याणां (मुखम्) ..... [1] تانڈیہ برہمن ۱۳ ـ ۴ ـ ۱۰ میں لکھا ہے:۔

तस्माद् ब्राह्मणो मुखेन कर्म करोति मुखतो हि सृष्टः ।

"برہمن انسانوں کا مکھ یعنی سردار ہے ..... اس لیے برہمن مکھ یعنی منہ سے (سائنس آجادیں کی تفسیر کے مطابق دس وتندیں سے) خلقت حاصل کرتا ہے۔ اس کی پیدائش مکھ یعنی منہ سے ہوئی ہے۔"

شت پتھ برہمن ۱۴ ـ ۴ ـ ۲ ـ ۱ میں کہا ہے:۔

यस्यैवैतत्सर्वस्य मुखं करोति तस्मादस्य सर्वस्य ब्राह्मणो मुखम् ।

اس تمام کائنات کا برہم مکھیا کہا جاتا ہے۔ اس لیے اس تمام کائنات کا برہمن منہ ہے۔

[2] لڑکے چل کہ صفحہ نمبر پر ترکت کے حوالے دیتی دیانند لکھتے ہیں:۔

"اے بچے! تو صفحہ عضو (سے پیدا ہونے کے لئے) کا ثمر ہے۔"

جو شودر کے گھر میں پیدا ہو کر براہمن (کشتری یا ویش) کے سے اوصاف۔ اعمال اور عادات سے متصف ہو وہ بالترتیب براہمن (کشتری یا ویش) ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص پیدا تو براہمن (کشتری یا ویش) کے گھر میں ہوا ہو۔ لیکن اس کے اوصاف۔ اعمال اور عادات شودر کے سے ہوں۔ وہ شودر ہو جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس کشتری یا ویش کے گھر پیدا ہو کر انسان براہمن یا شودر کے اوصاف سے متصف ہونے کی وجہ سے علی الترتیب براہمن یا شودر ہو جاتا ہے۔

ف اس شلوک کے اوپر کے شلوک کی شرح میں کہا ہے کہ ——— اگر شودر ذاتی سے براہمن کی لڑکی پیدا ہو جائے۔ اس لڑکی سے پھر کسی براہمن کی لڑکی ہو۔ علیٰ ہذا القیاس سات پشتوں تک یہ سلسلہ جاری رہے تو ساتویں پشت کا بچہ براہمن ہوتا ہے۔ (منو ۱۰-۶۴)

مگر منو سمرتی صہ ۱۹۴ میں کہہ آئے ہیں۔ کہ ——— براہمن اور کشتری کے لئے کسی لاچاری کی حالت میں بھی شودر عورت سے شادی کرنا جائز نہیں۔ براہمن کشتری اور ویش۔ جذبات کے بس میں آکر شودر عورت سے شادی کر لیں۔ تو ان کے سارے گھرانے اولاد سمیت شودر ہو جاتے ہیں۔ فیلز سات دفعہ کے تکرار سے کیا ایک منوع فعل جائز ہو جائیگا۔ اور اس کا مرتکب محسن ہو گا۔ چلئے ہم سات بار کے گناہ سے شودر تو براہمن بن گیا۔ پھر براہمن شودر کیسے بنے گا۔ شارحین کہتے ہیں۔ کہ اگر کسی براہمن مرد کا شودر عورت سے لڑکا پیدا ہو جائے۔ اور اس لڑکے کا کسی شودر عورت سے پھر لڑکا ہو۔ علیٰ ہذا القیاس سات پشتوں تک یہ سلسلہ جاری رہے تو ساتویں پشت کا لڑکا شودر ہو گا۔ اصل شلوک میں تو لکھا ہے۔ کہ شودر براہمن بن جاتا ہے اور براہمن شودر۔ شارحین شودر کے معنے کہتے ہیں براہمن کی شودر عورت سے لڑکی۔ اور براہمن کے معنے کہتے ہیں۔ براہمن مرد کا شودر عورت سے لڑکا۔ اس توضیح میں صاف کیسی نامعلوم ہوتی ہے پس شلوک ۱۰-۶۴ قابل تعلیم نہیں۔ اور شلوک ۱۰-۶۲ میں کہا جا چکا ہے۔ "ان ان کے قالب میں پیدا ہو کر ریاضت یا تجم کے اثر سے ان اونچی اور نیچی جماعت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ شلوک ۱۰-۶۵ کی اس سے مطابقت ہے۔ یعنی اس میں بھی تبدیلی جماعت کا انحصار ریاضت یا تجم پر لکھا ہے۔ خود شارحین نے ریاضت کی مثال میں دشوامتر اور تجم کی مثال کے طور پر رشی ترنگ کو پیش کیا ہے۔ پھر اپنی طرف سے ایزاد کر دیا ہے۔ کہ یہ سابقہ نیکیوں کی بات ہے کسی جنم کے لئے یہ حکم نہیں۔ بھوشیہ پران میں منو سمرتی ۱۰-۶۵ ایک دوان ظکی تبدیلی کے ساتھ مندرجہ ذیل سلسلے میں درج ہوا ہے:۔

(دیکھو بھوشیہ پران۔ برہم پرو۔ ادھیائے ۴۰ شلوک ۵۵ تا ۵۰)

सद्यः पतति मांसेन लाक्षया लवणेन च ।
त्र्यहेण शूद्रो भवति ब्राह्मणः क्षीरविक्रया ॥
गोरक्षकान् वाणिजिकान् तथा कारुकुशीलवान् ।
प्रेष्यान् वार्धुषिकांश्चैव शूद्रांस्तान् मनुरब्रवीत ॥
शूद्रो ब्राह्मणतामेति ब्राह्मणश्चैति शूद्रताम् ।
क्षत्रियाज्जातमेवं तु विद्याद्वैश्यात्तथैव च ॥

براہمی گوشت۔ لاکھ اور نمک بیچنے سے فوراً اور دودھ بیچنے سے تین دن میں شودر ہو جاتا ہے۔ گئو میں پالنے والوں سود اگروں کاریگروں گانے بجانے اور ناچنے والوں۔ نوکروں اور سود خوروں کو منو نے شودر کہا ہے۔ شودر براہمن ہو جاتا ہے۔ اور براہمن شودر۔ کشتری براہمن بن جاتا ہے اور ایسے ہی ویش۔ یہاں سات پشتوں کا کوئی ذکر نہیں بلکہ چند دن کی تبدیلی کا موجب بتایا گیا ہے۔

قصہ مختصر جو شخص جس ورن (جماعت مدنی) کے لائق ہو۔ اُسے اُسی میں شمار کیا جائے۔ آپستمب (دھرم سوتر) میں بھی کہا ہے :-

धर्मचर्य्यया जघन्यो वर्णः पूर्वं पूर्वं वर्णमापद्यते जातिपरिवृत्तौ ॥
अधर्मचर्य्यया पूर्वो वर्णो जघन्यं जघन्यं वर्णमापद्यते जातिपरिवृत्तौ

احکام الٰہی کی پابندی سے ادنیٰ ورن کا شخص تعلیم کے خاتمہ پر اپنے سے اعلیٰ اعلیٰ ورن کو حاصل کرے اور اس کا شمار بھی ورن میں کیا جائے جس کے وہ لائق ہو۔ برخلاف اس کے احکام دین کی خلاف ورزی کرنے والا اعلیٰ درجہ کا شخص (تعلیم کے خاتمہ پر) ادنیٰ ورن میں شامل کیا جائے۔ اور اس کا شمار بھی اسی ادنیٰ ورن میں ہو۔ (آپستمب دھرم سوتر ۲-۵-۱۱-۱۰، ۱۱ - دوسرا ایڈیشن)

جماعات مدنی کا جو قانون مردوں کے لئے ہے۔ اُسی کا اطلاق عورتوں پر بھی ہوتا ہے یعنی اُن کا شمار بھی اسی ورن یعنی جماعت مدنی میں ہونا چاہیئے جس کے وہ لائق ہیں۔ اس انتظام کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ تمام ورن اپنے اپنے اوصاف اعمال اور عادات سے متصف ہو کر خالص رہتے ہیں۔ یہ ابھی گھر گھر میں کوئی کشتری۔ ویش یا شودر کے سے اوصاف کا شخص نہیں رہتا۔ اور کشتری ویش اور شودر جماعات بھی خالص رہتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں (ورنی) جماعات باہم خلط ملط نہیں ہونے پاتیں۔ اور کسی جماعت کی مذمت یا نااہلیت (کی شکایت) نہیں ہوتی۔

معترض۔ اگر کسی کا ایک ہی لڑکا یا لڑکی ہو۔ اور وہ دوسرے ورنی (جماعت مدنی) میں شامل ہو جائے۔ تو اُس کے ماں باپ کی خدمت کون کرے گا؟ اس انتظام سے سلسلہ نسل کے قطع ہو جانے کا خطرہ بھی ہے۔ اس کا انسداد کیونکر ہوگا؟

لے لفظی معنے پیدائش ثانی کے موقعہ پر۔ تعلیم کا خاتمہ اصطلاح میں پیدائش ثانی کہلاتا ہے چنانچہ اسی آپستمب دھرم سوتر میں لکھا ہے :-

यस्माद् धर्मानाचिनोति स आचार्यः ॥
स हि विद्यातस्तं जनयति ॥ جس سے طالب علم (دھرم) دینیات کی تعلیم پاتا ہے۔ وہ آچاریہ ہے
وہی اسے علم کے بطن سے پیدا کرتا ہے۔ तज्ज्येष्ठं जन्म وہی افضل پیدائش ہے
(آپستمب دھرم سوتر ۱-۱-۱-۱۴، ۱۵، ۱۶)

یہی بات منوسمرتی میں کہی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے :-

आचार्यस्त्वस्य यां जातिं विधिवद्वेदपारगः
उत्पादयति सावित्र्या सा सत्या साजरामरा ॥

اسے جو جنم وید کا ماہر آچاریہ باقاعدہ گایتری کے ذریعہ دیتا ہے۔ وہ حقیقی ہے۔ اُسے نہ بڑھاپا لاحق ہوتا ہے اور نہ موت۔

(منوسمرتی ۲-۱۴۸)

مجیب۔ نہ تو کوئی شخص اولاد کی خدمت سے محروم رہے گا۔ اور نہ سلسلۂ نسل منقطع ہوگا۔ کیونکہ ایسے ماں باپ کو وِدیا سبھا (مجلس علمی) اور راج سبھا (مجلس سیاسی) کی طرف سے اپنے لڑکے لڑکیوں کے قائم مقام اپنی جماعت مدنی کے لائق دوسرے لڑکے لڑکیاں مل جائیں گی پس مذکورہ بالا انتظام کی وجہ سے کسی قسم کی بدنظمی نہ ہوگی۔

تقسیم جماعات کا وقت

ذاتی اوصاف اور اعمال کی بنا پر جماعات مدنی کی تقسیم تب کرنی چاہیئے جب لڑکیوں کا سولہویں برس کا اور لڑکوں کا چوبیسویں برس کا امتحان ہو۔ اور شادی بھی اسی قانون کے مطابق یعنی براہمن مرد کی براہمن عورت سے، کشتری مرد کی کشتری عورت سے۔ ویش مرد کی ویش عورت سے اور شودر مرد کی شودر عورت سے ہونی چاہیئے تبھی زوجین کے اعمال اپنے اپنے فعل یعنی جماعت مدنی کے مطابق ہوں گے۔ اور ان میں محبت بھی خوب دلخواہ ہوگی۔

براہمن کے فرائض اور اوصاف

ان چاروں جماعات کے فرائض اور اوصاف حسب ذیل ہیں۔ منو ۱۰ میں کہا ہے:۔

अध्यापनमध्ययनं यजनं याजनं तथा ।
दानं प्रतिग्रहं चैव ब्राह्मणानामकल्पयत् ॥

(۱) پڑھنا (۲) پڑھانا (۳) یگیہ (۴) دھرم شاستر کہنا (۵) خیرات دینا (۶) لینا۔ یہ چھ کام براہمن کے ہیں۔ لیکن

لہ اتھروید میں آیا ہے۔ अनुव्रतः पितुःपुत्रो मात्रा भवतु संमनाः । لڑکا وہ ہے جس کی ذہنی استعداد اور زندگی کا مقصد اور اصول (بہت) ہاں اپنے باپ کی استعداد، مقصد اور اصول کے مطابق ہو۔ (اتھروید ۷-۳-۲) یاجنوالکیہ سمرتی۔ گوبھل گرہیہ سوتر۔ گوبھل پتر بھاشا ۲-۱-۵ میں کہا ہے:۔

न मांसभक्षणे दोषो न मद्ये न च मैथुने ।
प्रवृत्तिरेषा भूतानां निवृत्तिस्तु महाफला ॥

لڑکا گوشت کے ٹکڑے کا نام نہیں۔ نہ جاہل اور بے عمل شخص لڑکا کہلاتا ہے۔ جو خود مردہ ہے وہ باپ کو کس طرح پار لگائے گا؟ بقول حالی ؎ پدر کا بھی اس کے گھر وارث ۔ ہنر کا بھی اس کے گھر وارث

اسی بات کو مدنظر رکھ کر دشو امتر نے رچیک کے لڑکے شنشیپ کو اپنی فرزندی میں لے لیا تھا۔ (رامائن بالکانڈ سرگ ۶۱) اور اپنے لڑکوں کو اپنی فرزندی سے خارج کر دیا تھا۔ (رامائن بالکانڈ سرگ ۶۰)

لہ ان میں سے تین کام پڑھنا یگیہ کرنا اور دان دینا صرف نہیں اور تین کام یعنی پڑھانا یگیہ کرانا اور دان لینا ذیلہ معاش نہیں لیکن دان لینا خسیس کام ہے۔ برخلاف اس کے پڑھا کر اور یگیہ کرا کر گذارہ کرنا افضل ہے۔ (منسکار ودھی صفحہ ۲۱۳ بار سوم ایڈیشن) منسکار ودھی صفحہ ۲۱۴ پر دیانند منو کا مندرجہ ذیل شلوک مع توضیح درج فرماتے ہیں:۔

उपासते ये गृहस्थाः परपाकमबुद्धयः ।
तेन ते प्रेत्य पशुतां व्रजन्त्यन्नादिदायिनाम् ॥

جو لوگ عادی ہو کر پرائے گھر کا کھانا کھانے کی خواہش کرتے ہیں۔ وہ بے عقل دوسرے سے خیرات لینے کا گناہ کر کے دوسرے جنم میں خوراک وغیرہ دینے والوں کے جو پابند بنتے ہیں۔ کیونکہ دوسروں سے خوراک وغیرہ کی خیرات حاصل کرنا صفایسیوں کا کام ہے عادی لوگوں کا نہیں۔ (منو ۳-۱۰۴)

بقول منو ۱۰ — ۹۰ خیرات لینا سخت کام ہے۔

शमो दमस्तपः शौचं क्षान्तिरार्जवमेव च ।
ज्ञानं विज्ञानमास्तिक्यं ब्रह्मकर्मस्वभावजम् ॥ (گیتا ۱۸ — ۴۲)

(۱) ضبطِ قلب۔ دل میں کبھی بُرائی کی خواہش پیدا نہ ہونے دینا۔ بلکہ اس کو خلافِ دین (دھرم کے) اعمال میں منسوب ہونے سے روکنا (۲) ضبطِ حواس۔ کان۔ آنکھ وغیرہ حواس کو بے اعتدالی سے باز رکھ کر احکام دین کی پیروی میں لگانا (۳) ریاضت۔ ہمیشہ نفس پر قادر رہ کر احکام الٰہی کے مطابق عمل کرنا (۴) پاکیزگی۔ جس کی تشریح منوسمرتی ۵ — ۱۰۹ میں اس طرح کی گئی ہے کہ :۔

अद्भिर्गात्राणि शुध्यन्ति मनः सत्येन शुध्यति ।
विद्यातपोभ्यां भूतात्मा बुद्धिर्ज्ञानेन शुध्यति ॥

پانی سے باہر کے اعضاء۔ حق تعاری سے قلب۔ علم و تپ اور احکام الٰہی کی پیروی سے روح اور حق و باطل کی تمیز یعنی حق کے اختیار اور باطل کے ترک کرنے سے عقل یعنی قوتِ فیصلہ پاکیزہ ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں دلیلشگی اور نفرت وغیرہ باطنی اور جسمانی غلاظت وغیرہ ظاہری کثافتوں کو رفع کرکے پاک و صاف رہنا پاکیزگی کہلاتا ہے۔ (۵) تحمل یعنی تعریف و مذمت۔ تلخ و راحت۔ گرم و سرد۔ بھوک و پیاس۔ نفع و نقصان تعظیم و تحقیر وغیرہ ہونے کی صورت میں خوشی اور غم دونوں سے بالاتر ہو کر احکام دین (دھرم) پر محکم اعتقاد رکھنا (۶) نرمی۔ انکساری۔ راستی اور سادہ طبیعی اختیار کرنا اور کج روی وغیرہ عیوب کا ترک کر دینا۔ وید وغیرہ کتب حقہ کا صحیح انگوں اور اپانگوں کے مطالعہ سے ان کی تدریس کی قابلیت پیدا کرنا اور حق و باطل میں تمیز کرکے جو چیز جیسی ہو اسے ویسے ہی مثلاً مدرک اشیاء کو مدرک اور غیر مدرک اشیاء کو غیر مدرک سمجھنا اور تسلیم کرنا (۸) خاک سے لے کر ذاتِ پاک پرمیشور تک تمام موجودات کا علم[1] حقہ حاصل کرکے ان اشیاء سے جائز فائدہ اٹھانا (۹) صدق کھزان یعنی دید۔ ایشور۔ نجات۔ گذشتہ اور آئندہ جنم دین۔ علم صحبتِ صالحہ۔ والدہ۔ والد۔ استاد اور مہمانوں کی خدمت سے کبھی روگردان نہ ہونا اور ان کی مذمت سے ہمیشہ باز رہنا۔ (اوپر کے چھ اور یہ نو ملا کر پندرہ اعمال اور اوصاف برہمن جماعت کے افراد میں ہونے لازم ہیں۔

کشتری کے فرائض اور اوصاف

منو ۱ — ۸۹ میں کہا ہے :۔

प्रजानां रक्षणं दानमिज्याध्ययनमेव च
विषयेष्वप्रसक्तिश्च क्षत्रियस्य समासतः ।

(۱) انصاف سے رعایا کی حفاظت۔ یعنی ظلم و زیادتی سے بالاتر ہو کر شرفاء کی تعظیم اور اشرار کی تحقیر کرنا۔ دوسرے لفظوں میں ہر طرح تمام رعایا کی حفاظت اور پرورش کرنا (۲) علم اور دین کی ترویج اور مستحقوں کی مدد

---

[1] علم اور عملی مہارت اور ریاضت ہائے یوگ کے ذریعہ اپنے روبرو دلا کر۔ (ستیارتھ ودھی صفحہ ۲۱۳) [2] پرمیشور۔ وید۔ دھرم پر مبنی کرم پھل اور مکتی سے کبھی روگردان نہ ہونا۔ (ستیارتھ ودھی صفحہ ۲۱۳ — بارھواں ایڈیشن)

اور اعداد میں مال و اسباب خرچ کرنا (۳) اگنی ہوتر وغیرہ یگیہ (فرائض شرعی) ادا کرنا اور بھلائی سے ادا
کرانا (۴) وید وغیرہ کتب حقہ کا مطالعہ اور ان کے درس و تدریس کا انتظام کرنا (۵) محسوسات میں
دخل نہ دینا (۶) ہمیشہ ورزش اور تندرستی کی ترقی کرنا (۷) مختصر اکشتری کے (۸) وغیرہ فرائض ہیں)

शौर्यं तेजो धृतिर्दाक्ष्यं युद्धे चाप्यपलायनम् ।
दानमीश्वरभावश्च क्षात्रं कर्म स्वभावजम् ॥

(۱) شجاعت یعنی سینکڑوں بلکہ ہزاروں کے مقابلہ تن تنہا کرنے سے بھی خوفزدہ نہ ہونا (۲) ہمیشہ پُرجلال رہنا یعنی
عجز و اضطراب سے بالاتر رہ کر مستقل مزاجی اور خودداری کا خوگر ہونا (۳) ہمیشہ مستقلال (۴) چالاکی اور بھلائی
کے متعلق تمام کاروبار میں ہوشیار اور کتب علوم کا ماہر ہونا (۵) میدان جنگ میں مستعد اور بے خوف رہ کر
صف کارزار سے قدم نہ ہٹانا یعنی بھاگ نہ جانا۔ (ضابطہ کارزار سے قدم نہ ہٹانا یعنی) اس طرح لڑنا کہ
فریق دوم بھاگ جائے اور اپنی جان بھی محفوظ رہے اگر بھاگ جانے یا دشمن کو دھوکا دینے سے فتح ہوتی ہو۔ تو ایسا
ہی عمل کرنا (۶) سخاوت (۷) ایشور بھاو یعنی طرفداری سے بالاتر ہو کر سب کے ساتھ مناسب سلوک کرنا۔
سچ سمجھ کر کہنا۔ وعدہ پورا کرنا۔ وعدہ خلافی کبھی نہ کرنا۔ یہ گیارہ کشتری جماعت کے فرائض اور
اوصاف ہیں۔ (گیتا ۱۸-۴۳)

ویش کے فرائض اور اوصاف

منو ۱-۹۰ میں کہا ہے:-

पशूनां रक्षणं दानमिज्याध्ययनमेव च ।
वणिक्पथं कुसीदं च वैश्यस्य कृषिमेव च

(۱) گائے وغیرہ حیوانات کی پرورش اور ترقی کرنا (۲) علم اور دین کی ترقی کرنے اور کرانے میں مال وغیرہ وغیرہ
خرچ کرنا (۳) اگنی ہوتر وغیرہ یگیہیں (رسوم شرعی) کا ادا کرنا (۴) وید وغیرہ کتب حقہ کا مطالعہ کرنا (۵) ہر قسم
کی تجارت کرنا (۶) چار آنے۔ چھ آنے۔ بارہ آنے۔ ایک روپیہ سوا روپیہ سینکڑہ سے زیادہ سود اور اصل
سے دوچند یعنی ایک روپیہ دیا ہو۔ تو نہ برس میں بھی دو روپے سے زیادہ نہ لینا اور نہ دینا۔ (۷) زراعت
یہ اوصاف اور فرائض ویش کے ہیں۔

لہ منوسمرتی ۷-۹۰ میں کہا ہے:-

वक्रवच्चिन्तयेदर्थान् सिंहवच्च पराक्रमेत् ।
वृकवच्चावलुम्पेत शशवच्च विनिष्पतेत् ॥

بگلے کی طرح یکسوئے قلب سے حصول مقاصد پر غور کرے شیر کی طرح شجاعت دکھائے بھیڑیئے کی طرح چھپ کر وار کرے
اور خرگوش کی طرح بھاگ جائے۔

لہ سنسکار ودھی میں ایشور بھاو کے معنے یہی دیانند مندرجہ ذیل کہتے ہیں:- جیسے پرمیشور سب سے پدارتھ شفقت کا سلوک کرتا اور دیا
سے باوجود گناہ و ثواب کرنے والوں کو سزا و جزا دیتا۔ اور اپنے علم کل وغیرہ کی بدولت سب کا انتریامی (منضبط باطن) ہو کر سب کے نیک و بد
اعمال کو کما حقہ دیکھتا ہے۔ اسی طرح راجا رعایا کے ساتھ سلوک کرے۔ جیسے جاسوس وغیرہ کے ذریعہ ہمیشہ اپنے آپ کو رعایا اور سرکاری ملازمین کے
نیک و بد اعمال سے واقف رکھے۔ رات دن انصاف کرنے جو ام کو مناسب طریق سے آرام دینے شرفاء کی تعظیم کرنے اور اشرار کو سزا دینے میں مصروف
رہے۔ اپنے جسم کو ہر طرح کے امراض سے محفوظ۔ قوی منضبط پُرجلال اور طویل الحیات رکھے۔ اور اپنے قلب کو عدل گستری میں لگا کر تمام مخلوق سے
بہرہ یاب ہو۔

شودر

एकमेव हि शूद्रस्य प्रभुः कर्म समादिशत् ।
एतेषामेव वर्णानां शुश्रूषामनसूयया ॥

شودر کو واجب ہے۔ کہ مذمت حسد۔ غرور وغیرہ عیب کو ترک کر کے براہمنوں۔ کشتریوں اور ویشوں کی بطریق احسن خدمت کرے۔ اور اسی کو اپنا ذریعہ معاش بنائے۔ بس یہی ایک شودر کا دھرم اور فرض ہے۔ منو ۱۰۔۹۱

مختصر طور پر یہ ترتیب نزول (جماعات مدنی) کے اوصاف اور فرائض بیان کئے گئے ہیں۔ جس شخص میں جس مدنی (جماعت مدنی) کے اوصاف اور اعمال پائے جائیں۔ اُسے اُسی کا مستحق قرار دیا جائے۔ اس طرح کے انتظام سے تمام بنی نوع انسان ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔ اعلیٰ جماعات کو ڈر ہوگا۔ کہ اگر ہماری اولاد جہالت وغیرہ عیوب میں مبتلا ہو گئی۔ تو وہ شودر بن جائے گی۔ خود اولاد کو بھی خوف ہوگا کہ اگر ہمارا علم و عمل مندرجہ بالا تعریفات کے مطابق نہ ہوا۔ تو ہمیں شودر بننا پڑے گا۔ دوسری طرف ادنیٰ جماعات میں جوش پیدا ہوگا۔ کہ ہم اعلیٰ جماعات میں شامل ہوں۔ علم اور دین (دھرم) کی اشاعت کا کام براہمنوں کے سپرد کرنا چاہیئے۔ کیونکہ کامل عالم اور احکام الٰہی کے پابند ہونے کی وجہ سے اس فرض کو وہی بطریق احسن ادا کر سکتے ہیں۔ کشتریوں کو حکومت کے اختیارات دے دینے سے سلطنت کا کبھی زوال نہ ہوگا۔ اور نہ حکومت کے کاروبار میں ہرج واقع ہوگا۔ ویشیوں کی پرورش وغیرہ کا کام ویشیوں ہی کو سونپنا چاہیئے۔ کیونکہ وہی اس کام کو پوری قابلیت اور مستعدی سے کر سکتے ہیں۔ شودر کو فقط خدمت گزاری کا کام اس لئے دیا گیا ہے۔ کہ وہ علم سے بے بہرہ اور غبی ہونے کی وجہ سے قابلیت اور فراست کا کوئی دھندہ نہیں کر سکتا۔ مگر جسمانی محنت کے تمام فرائض انجام دے سکتا ہے۔ اس طرح تمام ذرائع یعنی جماعات مدنی کو اپنے اپنے حقوق کے مطابق فرائض کی تکمیل پر تعینات کرنا راجہ وغیرہ کا فرض ہے۔

بیاہ کی اقسام

بیاہ آٹھ قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) براہم (۲) دیو (۳) آرش (۴) پراجاپتیہ (۵) آسر (۶) گاندھرو (۷) راکشس (۸) پیشاچ۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) دولہا اور دلہن دونوں باقاعدہ مجرد رہ کر کامل تعلیم یافتہ۔ احکام شریعت کے پابند اور نیک سیرت ہوں۔ ان کا باہمی رضامندی سے نکاح کیا جائے۔ اسے "براہم وواہ" کہتے ہیں۔

(۲) لڑکی کو زیوروں سے آراستہ کر کے کسی بڑے یگیہ میں رتوک کا کام کرتے ہوئے داماد کے سپرد کر دینا "دیو وواہ" کہلاتا ہے۔

(۳) دولہا سے کچھ لے کر شادی کرنا "آرش وواہ" کہلاتا ہے۔

صلاحیت اشخاص کی پیدائش (مدنی) جماعت مدنی میں ہو۔ اگر ان کے اوصاف۔ اعمال اور عادات بھی اسی مدنی (جماعت) کے مطابق ہوں۔ تو نہایت افضل ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۹۔ بارھواں ایڈیشن) ۲ منو سمرتی ۳۔۵۷ میں داماد سے اس طرح کچھ بھی لینے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اور اسے لڑکی کا پیتا کہا گیا ہے۔ دیانند بھی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۲۷ پر شادی کے بیان میں لکھتے ہیں۔ "یہ قرضہ غلط ہے۔ کیونکہ کہ کے چل کر منو سمرتی میں اس داد و ستد کی ممانعت کی گئی ہے۔ علاوہ اس کے یہ طرز عمل نامعقول بھی ہے۔ اس لئے کہ لڑکے کروڑ پتی کی لڑکی کو مفلسی سے شادی کرنا "آرش وواہ" کہلاتا ہے۔" دیانند نے شادی کے سلسلے میں داماد سے کچھ لینے کے مروج ہونے تک خلاف رہے۔ پہلے تو انہوں نے اس اصطلاح کی اصلاح کرنا چاہی۔ بعد میں غالباً اس اصطلاح کا استعمال بکثرت دیکھ کر اس اصطلاح کو قبول کر لینے دی۔ مگر اس طریق شادی کو ادنیٰ اقسام بیاہ میں شامل کر دیا جیسے پندرھویں باب میں پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ (مترجم)

(۴) برہم (دین کی ترقی کو مدنظر رکھ کر شادی کرنا "پراجاپتیہ وواہ" کہلاتا ہے۔
(۵) دولھا اور دلہن کو کچھ دے کر شادی کرنا "آسُر وواہ" کہلاتا ہے۔
(۶) بغیر کسی قاعدہ یا موقعہ کے کسی لڑکے لڑکی کی آپس میں مجامعت ہو جانا گندھرو وواہ کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔
(۷) جنگ کے ذریعے زبردستی یا فریب سے لڑکی حاصل کرنا "راکشس وواہ" ہے۔
(۸) سوئی ہوئی یا شراب وغیرہ پی کر پاگل ہوئی ہوئی لڑکی سے بالجبر مجامعت کرنا "پیشاچ وواہ" ہے۔

ان اقسام میں "برہم وواہ" سب سے افضل۔ دیو۔ اور پراجاپتیہ متوسط درجہ کا۔ آرش آسُر اور گندھرو ادنےٰ۔ راکشس حقیر اور پیشاچ نہایت مکروہ اور ذلیل نکاح ہے۔

شادی کی تیاری

اس بات کا پورا دھیان رکھنا چاہیئے۔ کہ شادی سے پیشتر لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کے علم و عمل اور خیالات سے واقف ہو جائیں۔ کیونکہ عالم شباب میں مرد اور عورت کا باہمی تعلق میں بالکل نہ ملنے پ

خوشبودار اشیاء کا ہونا اور ذی علم اشخاص مرد و عورت کی حسب مراتب تعظیم اور تواضع کریں۔ بعد ازاں جب استقرارِ حمل کرنا مناسب سمجھیں۔ اس دن پہلے کہ ردھی میں بیان کی گئی تفاصیل کے مطابق آدھی رات یا رات کے دس بجے نہایت مسرت سے سب کے رویرو بقیہ رسوم ادا کر کے خلوت میں چلے جائیں۔ مرد نطفہ قائم کرنے اور عورت اسے اخذ کرنے کی ترکیب عمل میں لائے۔

استقرارِ حمل

جہاں تک ہو سکے ضبطِ نفس سے پیدا ہوئے اس نطفہ کو ضائع نہ ہونے دیں کیونکہ اس تیرج اور ویرج سے جس اولاد کا جسم ترکیب پاتا ہے وہ نہایت افضل ہوتی ہے۔ اس اولاد کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ جب رحم میں نطفہ گرنے کا وقت ہو تب عورت اور مرد دونوں حالتِ سکون میں آجائیں۔ ناک کے سامنے ناک اور آنکھ کے سامنے آنکھ ہو۔ تمام جسم راستی کی حالت میں ہو۔ اور دونوں کے دلوں میں خوشی سمائی ہو حرکت بالکل نہ کریں۔ مرد اپنا جسم ڈھیلا چھوڑ دے۔ اور عورت نطفہ کو اخذ کرتے ہوئے اعضائے نہانی کو اوپر کھینچے۔ اور اندام نہانی کا انقباض کر کے نطفہ کو رحم میں قائم کیے[1]۔ اس کے بعد صاف پانی سے غسل کریں۔ قیامِ حمل کا یقین بالعموم ایک ماہ بعد حیض بند ہو جانے سے ہوتا ہے۔ ہوشیار جوڑوں کو اس کا علم اسی وقت بھی ہو جاتا ہے۔ اس سے پیشتر دودھ میں سونٹھ۔ کیسر۔ اسگندھ۔ الائچی سفید اور ثعلب مصری ڈال کر گرم کر لیں۔ اور اب ٹھنڈا کر کے حسب مذکور دونوں خوش جاں کریں۔ اور الگ الگ بستر پر سو جائیں۔ جب جب استقرارِ حمل کرنا ہو۔ اسی طریق پر عمل کریں۔

جب مہینہ بھر حیض بند رہنے سے قیامِ حمل کا یقین ہو جائے۔ تب سے ایک برس تک مجامعت سے باز رہیں ایسا کرنے سے صرف وہی اولاد ہی نہیں۔ بلکہ بعد کے بچے بھی اوصافِ حمیدہ سے متصف ہوتے ہیں۔ دونوں طاقت مردمی زائل۔ زوجین کی عمریں کم اور انواع و اقسام کے امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔ اس ضبطِ نفس کی مدت میں بھی باہم سلوک اور گفتگو ہمیشہ محبت آمیز ہونی چاہیئے۔ مرد اپنی طاقت مردمی کی اور عورت حمل کی حفاظت نہایت ہوشیاری سے کرے۔ خوراک اور پوشاک ایسی استعمال کریں۔ کہ مرد کے لئے خواب میں بھی احتلام کا امکان نہ ہو۔ اور حمل میں بچے کا جسم نہایت حسین و دلفریب۔ قوی اور صحتمند ہوتا جائے۔ حتیٰ کہ دسویں ماہ اس کی باقاعدہ ولادت عمل میں آئے۔ حمل کی خاص حفاظت چوتھے مہینے سے اور اس سے بھی زیادہ خصوصیت سے آٹھویں مہینے سے کرنی چاہیئے۔ حاملہ کبھی دست آور خشک تیکھی اور عقل اور طاقت کے لئے مضر خوراک کا استعمال نہ کرے۔ بہ خلاف اس کے گھی۔ چاول۔ گیہوں۔ مونگ ماش وغیرہ عمدہ اشیاء کھائے پیئے۔ اور ان کے استعمال میں وقت اور مقام کا معقول خیال رکھے۔ حمل کی حالت میں دلآزار کام۔ ایک "پنسون" یعنی تمنائے قوت کی چوتھے مہینے اور دوسری "سیمنتونین" یعنی تمنائے ذہن کی آٹھویں مہینے حسب ہدایت شرع ادا کی جائے۔

جب ولادت ہو۔ تب بچہ اور بچہ کی حفاظت نہایت احتیاط سے کرنی چاہیئے۔ شلمی پاک یا سوہاگہ شنٹھی پاک (سونٹھ) ون اور کپاس

ولادت اور اس کے بعد

جو پہلے سے تیار کرا رکھنا چاہیئے۔ اس کا استعمال کیا جائے۔ خوشبودار شیر گرم پانی سے زچہ اور بچہ دونوں غسل

---

[1] یہ تمام احتیاطات کے ہیں۔ ساتھ سے ہی تمام تفاصیل سمجھ لینی چاہئیں۔ اس سے زیادہ معروضہ تحریر میں لانا مناسب نہیں ہے (مصنف)
شت پتھ برہمن ۱۴ - ۷ - ۵ میں ان امور کا ذکر پایا جاتا ہے۔

کریں۔ اس کے بعد نال کاٹیں۔ یعنی بچے کی ناف کی جڑ میں ملائم تاگا باندھ کر چاقو سے نال بچوڑ دیں۔ اور باقی کاٹ دیں۔ تاکہ ایسا باندھیں۔ کہ جسم سے خون کی ایک بوند بھی باہر نہ جانے پائے۔ بعد ازاں اس مکان کو صاف کر کے دروازے کے اندر گھی اور خوشبودار وغیرہ اشیا کا ہون کریں۔ باپ بچے کے کان میں کہے: "ویدوسی" یعنی تو ویدِ (کلام الٰہی) ہے۔ پھر گھی اور شہد ملا کر سونے کی سلائی سے بچے کی زبان پر اس مرکب سے لفظ "اوم" تحریر کرے۔ اور اسی سلائی سے باقی گھی اور شہد چٹائے۔ یہ عمل کرنے کے بعد ماں کے حوالے کر دے۔ اگر بچے کا دہنا ہاتھ دودھ پینے کی طرف ہو۔ تو ماں دودھ پلائے۔ اگر ماں کے تھنوں میں دودھ نہ ہو۔ تو کسی اور عورت کا امتحان کر کے اس کا دودھ پلایا جائے۔ بعد ازاں کسی اور کمرے میں جہاں کی ہوا صاف ہو صبح و شام خوشبودار گھی وغیرہ اشیا کا ہون کیا جایا کرے۔ اور اسی میں بچہ اور بچہ کی دہائش کا انتظام کیا جائے۔ بچہ چھ دن تک ماں کا دودھ پیئے۔ بچہ اپنے جسم کو تقویت دینے کے لئے مقوی غذا کا استعمال کرے۔ اور انقباض رحم کی تدابیر عمل میں لائے۔ چھٹے دن عورت مکان سے باہر نکلے۔ اور بچے کو دودھ پلانے کے لئے دایہ رکھے۔ اسے کھانے پینے کی خوراک دے۔ دایہ دودھ پلائے اور بچے کی پرورش کرے۔ لیکن ماں اس کی کامل نگرانی رکھے۔ تاکہ اس کی پرورش میں کوئی ناجائز حرکت حارج نہ ہو۔ بچہ اپنا دودھ بند کرنے کے لئے متعدل کے ہمزیہ ایسی ادویہ کا لیپ کرے کہ دودھ باہر نہ نکلے۔ اپنے کھانے پینے کا بھی مناسب انتظام کرے۔ اس کے بعد "نام کرن" وغیرہ رسوم حسب ہدایت سنسکار دودھی مناسب اوقات پر ادا کریں۔ جب عورت پھر حاملہ ہو۔ تو پاکیزگی سے پرہیز مند ہو۔ بالا ہدایات کے مطابق استقرار حمل کا عمل کریں۔

اہل خانہ کی باہمی خوشنودی

ऋतुकालाभिगामी स्यात्स्वदारनिरतः सदा ।
पर्ववर्ज्यं व्रजेच्चारयेव भवति यत्र तत्राश्रमे वसन् ।"

جو اپنی ہی بیوی سے خوش رہتا اور جائز اوقات ہی پر جماعت کرتا ہے۔ وہ (زندگی کی کسی بھی منزل میں یعنی) خانہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ وہ گویا مجرد ہی ہے۔ (منو ۳-۴۵، ۵۰)

सन्तुष्टो भार्यया भर्त्ता भर्त्रा भार्या तथैव च ।
यस्मिन्नेव कुले नित्यं कल्याणं तत्र वै ध्रुवम् ॥

جس گھر میں بیوی سے خاوند اور خاوند سے بیوی خوب خوش رہتی ہے۔ اس میں خوش نصیبی اور خوشحالی کا قیام ہوتا ہے۔ (اور جہاں زوجین میں ناچاقی رہتی ہے۔ وہاں بدبختی اور افلاس کے بادل چھا جاتے ہیں) (منو ۳-۶۰)

यदि हि स्त्री न रोचेत पुमांसन्न प्रमोदयेत् ।
अप्रमोदात्पुनः पुंसः प्रजनं न प्रवर्त्तते ॥

اگر عورت خاوند کو خوش نہیں رکھتی۔ اور اس کی مسرت کی تدبیر نہیں کرتی۔ تو اس کی اس ناخوشی کی وجہ سے سلسلہ نسل آگے نہیں چل سکتا (منو ۳-۶۱)

لے نسب پچھلے ابھی ۱۲-۱ پر پانچ ۵-۲۵ میں لکھا ہے۔

अथास्य नामधेयं करोति वेदोऽसीति तदस्यैतद् गुह्यमेव नाम स्यात् । अथ दधिमधुघृतं संप्रज्यानन्तर्हितेन जातरूपेण प्राशयति ॥ प्राणो देवस्तथार्षः प्रजापत्यस्तथासुरः ।

پھر اس (بچے) کا نام رکھے۔ یعنی کہے "تو وید ہے"۔ یہ اس کا مخفی نام ہے۔ اس کے بعد دہی، شہد اور گھی ملا کر خالص سونے کی سلائی سے چٹائے۔

لے تفصیل کے لئے دیکھو صفحہ نمبر ۳۰

स्त्रियां तु रोचमानायां सर्वं तद्रोचते कुलम् ।
तस्यां त्वरोचमानायां सर्वमेव न रोचते ॥

عورت کے خوش رہنے سے سارا گھر خوش رہتا ہے اور اس کے ناخوش رہنے سے ہر طرف ناخوشی ہی ناخوشی چھا جاتی ہے

पितृभिर्भ्रातृभिश्चैताः पतिभिर्देवरैस्तथा । منو ۳-۶۲
पूज्या भूषयितव्याश्च बहुकल्याणमीप्सुभिः ॥
यत्र नार्यस्तु पूज्यन्ते रमन्ते तत्र देवताः ।
यत्रैतास्तु न पूज्यन्ते सर्वास्तत्राऽफलाः क्रियाः ॥
शोचन्ति जामयो यत्र विनश्यत्याशु तत्कुलम् ।
न शोचन्ति तु यत्रैता वर्द्धते तद्धि सर्वदा ॥
तस्मादेताः सदा पूज्या भूषणाच्छादनाशनैः ।
भूतिकामैर्नरैर्नित्यं सत्कारेषूत्सवेषु च ॥

اگر باپ۔ بھائی۔ خاوند اور دیور گھر کی کامل بہبودی چاہیں۔ تو عورتوں کی پوجا (تعظیم) کریں اور انہیں زیورات وغیرہ پہنا پہنا کر مسرور رکھیں۔ ۱

جس گھر میں عورتوں کی تعظیم ہوتی ہے۔ وہاں مرد دیوتا[1] یعنی علم ہو کر دیوتا یعنی فرشتے کہلاتے اور کمال مسرت سے تقریر طبع میں مصروف رہتے ہیں۔ اور جس گھر میں عورتوں کی تعظیم نہیں ہوتی۔ وہاں سب کام بے فائدہ ہو جاتے ہیں۔ ۲

جس گھر یا خاندان میں عورتیں غم و الم کے مارے مضطرب ہو کر تکلیف اٹھاتی ہیں۔ وہ جلد ہی تمام طرح تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اور جس گھر انے میں عورتوں کا دل خوش مسرت سے بھرا رہتا ہے۔ وہاں ہمیشہ ترقی ہوتی رہتی ہے ۳

اس لیے خوشحالی کے خواہشمند اشخاص کو چاہیئے۔ کہ تیوہار اور پوجا (تعظیم) کے موقعوں پر زیور پوشاک اور خورد و نوش وغیرہ سے ان کی ہمیشہ تعظیم و تکریم کریں۔ ۴

(منو ۳-۵۵ سے ۵۷ و ۵۹)

ان شلوکوں میں لفظ "پوجا" تعظیم کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ہر روز جب گھر کے افراد پہلی دفعہ ملیں جب جب ایک دوسرے سے رخصت ہوں۔ تب تب محبت سے ایک دوسرے کو "نمستے" کہیں۔

گھر کی منتظمہ

सदा प्रहृष्टया भाव्यं गृहकार्येषु दक्षया ।
सुसंस्कृतोपस्करया व्यये चामुक्तहस्तया ॥

عورت کے لیے واجب ہے کہ گھر کے کام کاج ہمیشہ نہایت خوش دلی اور ہوشیاری سے کرے۔ تمام چیزیں نہایت عمدگی سے

[1] ستیارتھ پرکاش (اردو) میں "دیوتا" کے معنے ملکوتی صفات۔ ملکوتی لذات اور افضل اولاد کیے گئے ہیں (اشکار دیدی صفحہ ۱۸۱ - بارھواں ایڈیشن)

۱ دیکھو فٹ نوٹ ۱ صفحہ ۵۱

بنائے۔ اور گھر کو صاف رکھنے خرچ کرنے میں ہاتھ بہت کھلا نہ رکھے یعنی مناسب خرچ کرے۔ تمام اشیاء صنائی سے تیار کرے۔ اور کھانا ایسا اچھا بنائے کہ دوائی کا کام دے یعنی قلب اور مقالب وغیرہ میں مرض کو داخل نہ ہونے دے۔ بچوں کا باقاعدہ حساب رکھ کر شہر وغیرہ کو بھیجا کرے۔ نوکروں چاکروں سے مناسب کام لے اور گھر کا کوئی کام بگڑنے نہ دے۔ منو ۵ — ۱۵۰

स्त्रियो रत्नान्यथो विद्या सत्यं शौचं सुभाषितम् ॥
विविधानि च शिल्पानि समादेयानि सर्वतः ॥

نیک عورت۔ انواع واقسام کے جواہر۔ علم۔ صداقت۔ پاکیزگی۔ خوش کلامی اور ہر قسم کے فنون یعنی صنعت و حرفت کے طریقے۔ تمام ممالک اور تمام اشخاص سے حاصل کر لینے چاہئیں۔ منو ۲ — ۲۴۰

۱۰ میٹھی سچائی

منوسمرتی ۴ — ۱۳۸، ۱۳۹ میں کہا ہے:-

सत्यं ब्रूयात् प्रियं ब्रूयान्न ब्रूयात् सत्यमप्रियम् ।
प्रियं च नानृतं ब्रूयादेष धर्मः सनातनः ॥
भद्रं भद्रमिति ब्रूयाद्भद्रमित्येव वा वदेत् ।
शुष्कवैरं विवादं च न कुर्यात्केनचित्सह ॥

ہمیشہ میٹھا سچ (جس سے دوسرے کا بھلا ہو) زبان پر لانا چاہیئے۔ دلآزار سچ (مثلاً یک چشم کو یک چشم) نہ کہے دوسرے کو خوش کرنے کے لئے دروغ گوئی سے کام لے۔ ا

"اچھا۔ اچھا"۔ "فہما فہما" یا ایک ہی دفعہ "اچھا"۔ "فہما" کہے کسی سے خواہ مخواہ کا مناظرہ یا نکرار نہ کرے ۱۰۔ جو بات دوسرے کے بھلے کی ہو اُسے چاہے دوسرا مانے۔ نہ کہے نہ مانے۔

पुरुषा बहवो राजन् सततं प्रियवादिनः ।
अप्रियस्य तु पथ्यस्य वक्ता श्रोता च दुर्लभः ॥

(اے نعت الاشرف!) اس دنیا میں دوسرے کو خوش کرنے کے لئے متواتر شیریں کلامی سے کام لینے والے خوشامدی شخص بہت ہیں۔ مگر جو بات سننے میں کڑوی لیکن اثر میں مفید ہو۔ اس کے سننے اور کہنے والے شاذ و نادر ہی ملتا ہے۔ (مہابھارت ادیوگ پرو۔ وِدُر نیتی۔ ۳۷ — ۱۵)

شرفاء کو واجب ہے۔ کہ بالمشافہ یعنی منہ پر دوسرے کا عیب کہیں اور اپنا عیب سنیں اور پیٹھ پیچھے ہمیشہ دوسروں کی تعریف کریں۔ برخلاف اس کے شریر الطبع لوگوں کا وطیرہ یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کے سامنے ان کی خوبیوں کا ذکر کرنا اور غیب میں عیوب کا اظہار کرنا جب تک انسان اپنے عیوب کا اظہار نہیں کرتا۔ تب تک وہ کبھی سے پاک ہو کر حسنات اختیار نہیں کر سکتا۔ کسی کی خواہ مخواہ مذمت نہ کرے۔ مذمت کے اصلی معنے اوصاف کو عیوب اور عیوب کو اوصاف بتانا ہے۔ برخلاف اس کے اوصاف کو اوصاف اور عیوب کو عیوب ظاہر کرنا بھی تعریف ہے۔ دوسرے لفظوں میں دروغ گوئی مذمت اور راست کلامی تعریف ہے۔

شاستروں کا مطالعہ

बुद्धिवृद्धिकराण्याशु धन्यानि च हितानि च ।
नित्यं शास्त्राण्यवेक्षेत निगमांश्चैव वैदिकान् ॥
यथा यथा हि पुरुषः शास्त्रं समधिगच्छति ।
तथा तथा विजानाति विज्ञानं चास्य रोचते ॥

وید وغیرہ کتب حقہ کا جو بسرعت تمام عقل اور دولت کی ترقی اور ہر طرح کی بہبودی کے موجب ہیں کہمیشہ مطالعہ کرے (اور پڑھائے۔ جو کتب زمانہ طالب علمی میں پڑھی ہوں۔ اُن پر فکر و تدبر ہمیشہ خود و خوض کیا کریں۔ اور دوسروں کو ان کا درس دیا کریں)۔

کیونکہ جوں جوں انسان شاستروں (کتب حقہ) کے اسرار سے واقف ہوتا جاتا ہے۔ توں توں اس کے علم کی ترقی اور علوم و فنون میں اس کے قلب کو رغبت ہوتی جاتی ہے۔ ۲ (منو ۴ — ۱۹، ۲۰)

پانچ مہایگیہ فرائض روزانہ

ऋषियज्ञं देवयज्ञं भूतयज्ञं च सर्वदा ।
नृयज्ञं पितृयज्ञं च यथाशक्ति न हापयेत् ॥१॥

(رشی یگیہ۔ دیو یگیہ۔ بھوت یگیہ۔ نر یگیہ (اتتھی یگیہ) اور پتری یگیہ میں سے کسی کو نہ چھوڑے۔ منو ۴ — ۲۱)

अध्यापनं ब्रह्मयज्ञः पितृयज्ञश्च तर्पणम् ।
होमो दैवो बलिर्भौतो नृयज्ञोऽतिथिपूजनम् ॥

تعلیم دینا برہم یگیہ ہے۔ ترپن یعنی بزرگوں کی خوشنودی حاصل کرنا پتری یگیہ ہے۔ ہون کرنا دیو یگیہ ہے۔ بلی ویشو (لنگروں۔ لولوں۔ اپاہجوں اور حیوانوں کی پرورش) بھوت یگیہ ہے اور اتتھیوں یعنی مہمانوں کی تواضع کرنا نر یگیہ ہے۔ (منوسمرتی ۳ — ۷۰)

स्वाध्यायेनार्चयेतर्षीन् होमैर्देवान् यथाविधि ।
पितॄन् श्राद्धैश्च नृनन्नैर्भूतानि बलिकर्मणा ॥

(مطالعہ کے ذریعہ رشیوں۔ ہون سے دیوتاؤں (یا دیگر قوائے قدرت اور فرشتہ سیرت علماء و فضلاء) کی خدمت سے بزرگوں۔ طعام سے عام لوگوں اور بلی ویشو دیو سے دیگر جانداروں کی تواضع کرے) منو ۳ — ۸۱

۱۔ برہم یگیہ
۲۔ دیو یگیہ

روزانہ (یگیوں) فرائض سے دو کا ذکر اوپر زمانہ طالب علمی کے بیان میں کیا جا چکا ہے۔ ایک برہم یگیہ یعنی وید وغیرہ کتب حقہ کا مطالعہ کرنا اور کرانا۔ اور سندھیا کے ذریعہ قرب الٰہی کی کوشش اور ریاضت ہائے یوگ کی مشق کرنا۔ دوسرا دیو یگیہ یعنی علماء کی صحبت اور خدمت (اور ہون وغیرہ کے ذریعہ) پاکیزگی وغیرہ ملکوتی صفات اختیار کرنا اور نخاوت علوم کی ترقی میں کوشاں ہونا۔ یہ دونوں فرائض صبح و شام ادا کرنے چاہئیں۔

لہ اس اور اگلے دو شلوکوں کا لفظی ترجمہ ستیارتھ پرکاش میں نہیں کیا گیا۔ لیکن ان کا مفہوم بیان میں استعمال کی گئی اصطلاحات کی توضیح آگے ان یگیوں کے بیان میں مذکور ہے۔ (مترجم)

اتھروید کانڈ ۱۹۔ انوواک ۷، منتر ۱۳، ۴ میں فرمایا ہے:۔

सायंसायं गृहपतिर्नो अग्निः प्रातःप्रातः सौमनसस्य दाता० ॥
प्रातःप्रातर्गृहपतिर्नो अग्निः सायंसायं सौमनसस्य दाता० ॥

جو ہون ہر شام کیا جاتا ہے۔ اس میں ڈالی گئی ہوتیاں (خوشبودار وغیرہ اشیاء) صبح تک ہوا کو صاف رکھ کر راحت کا موجب ہوتی ہیں۔ ۱

جو ہون ہر صبح کیا جاتا ہے۔ اس میں ڈالی گئی اشیاء شام تک ہوا کو صاف رکھ کر قوت عقل اور صحت کی ترقی کا باعث ہوتی ہیں۔ ۲

اس لئے شدھ دنش برہمن۔ پرپاٹھک ۴۔ کھنڈ ۵ میں کہا ہے:۔

तस्मादहोरात्रस्य संयोगे ब्राह्मणः सन्ध्यामुपासीत । उद्यन्तमस्तं यान्तमादित्यमनिष्ट्वायन् ॥ ३॥

دن اور رات کے ملنے کے وقت یعنی جب آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے پرمیشور کا بھجن اور اگنی ہوتر ضرور کرنا چاہئے۔ نمبر ۲۔ ۱۰۱ میں کہا ہے:۔

न तिष्ठति तु यः पूर्वां नोपास्ते यस्तु पश्चिमाम् ।
स शूद्रवद् बहिष्कार्यः सर्वस्माद् द्विजकर्मणः ॥ ४ ॥

جو شخص صبح و شام یہ دونوں فرائض ادا نہ کرے۔ اسے کرم عابد شودر تصور کر کے دوجوں جیسی تعلیم یافتگان کے حقوق سے محروم کر دیں۔

سندھیا کے اوقات

معترض۔ سندھیا تین دفعہ کیوں نہ کریں؟ کیونکہ دن اور رات کا اتصال تین دفعہ نہیں ہوتا۔ دوشنی اور تاریکی کا میل صبح اور شام ان دو ہی اوقات پر ہوتا ہے۔ جو شخص اس استدلال کا قائل نہ ہو کر دوپہر کو بھی اوقات کا اتصال تسلیم کرتا ہو۔ وہ آدھی رات کو بھی سندھیا۔ اپاسنا کیوں نہ کرے؟ اور اگر کوئی آدمی رات کو بھی سندھیا کرنا فرض سمجھے تو ہر پہر گھڑی گھڑی۔ پل پل اور لحہ لحہ بھی تو اتصال ہوتا ہے۔ اس میں بھی سندھیا۔ اپاسنا کیا کرے۔ مگر ایسا کرنا ناممکن ہے۔ کسی شاستر یعنی کتاب حقہ میں دوپہر کی سندھیا کا حکم نہیں ملتا۔ اس لئے دو اوقات میں سندھیا اور ہون کرنا فرض ہے تیسری دفعہ نہیں۔ اور جو از منہ ثلاثہ (تین زمانوں) کی تقسیم ہے۔ وہ ماضی۔ حال اور مستقبل کے اعتبار سے ہے سندھیا۔ اپاسنا کو مدنظر رکھ کر نہیں کی گئی۔

تین پتری یگیہ

تیسرا فرض پتری یگیہ ہے۔ یعنی دیو بمعنی علماء۔ رشی بمعنی طلباء و اساتذہ اور پتر بمعنی والدین وغیرہ بزرگوں۔ عارفوں اور مرتاضان علیم کی خدمت کرنا پتری یگیہ کے دو حصے ہیں۔ ایک شرادھ۔ دوسرا تربن جس جذبہ کے ماتحت حقائق کو اختیار کیا جاتا ہے اسے شردھا (شرت بمعنی حق دھا بمعنی اخذ) یعنی عقیدت کہتے ہیں۔ اور جو عمل عقیدت سے کیا جائے۔ وہ شرادھ کہلاتا ہے۔ اور جس جس عمل سے موجود الوقت والدین وغیرہ کی خوشنودی حاصل ہو۔ اس کا نام تربن ہے

یہ عمل زندہ اشخاص کے متعلق ہوتے ہیں متوفی حضرات کے متعلق نہیں۔

ओं ब्रह्मादयो देवास्तृप्यन्ताम् । ब्रह्मादिदेवपत्न्यस्तृप्यन्ताम् । ब्रह्मादिदेव-सुतास्तृप्यन्ताम् । ब्रह्मादिदेवगणास्तृप्यन्ताम् ॥ तर्पयामि ॥

विद्वांसो हि देवाः شت پتھ براہمن ۱۴-۷-۱-۱۰ میں کہا ہے۔

علما ہی کو دیوتا کہتے ہیں۔ جو آنکھوں اور اپانگوں کے ساتھ چاروں ویدوں کے عالم ہوں انہیں اصطلاح میں برہما کہا گیا ہے۔ اور جو ان سے کم علم رکھتے ہوں۔ انہیں فقط دیو۔ ان کی ہم پلہ ان کی زوجہ بالترتیب برہمنی اور دیوی کہلاتی ہے۔ اور ان کے ہم پایہ ان کی اولاد اور شاگرد اور ان کے ہم وصف ان کے ملازم۔ ان تمام حضرات کی خدمت کو اصطلاح میں شراد اور تپن کہتے ہیں۔

رشی تپن

ओं मरीच्यादय ऋषयस्तृप्यन्ताम् । मरीच्याद्यृषिपत्न्यस्तृप्यन्ताम् । मरीच्याद्यृषिसुतास्तृप्यन्ताम् । मरीच्याद्यृषिगणास्तृप्यन्ताम् ॥

جو برہما کے پرپوتے تک کے ہم پلہ ہو کر پڑھائیں۔ اور جو ان کی ہم پایہ بیویاں لڑکیوں کو تعلیم دیں۔ اور ان کے ہم وصف فرزند اور شاگرد اور ملازم ہوں۔ ان کی خدمت اور تعظیم کرنا "رشی تپن" کہلاتا ہے۔

پتری تپن

ओं सोमसदः पितरस्तृप्यन्ताम् ।
अग्निष्वात्ताः पितरस्तृप्यन्ताम् । बर्हिषदः पितरस्तृप्यन्ताम् ।
सोमपाः पितरस्तृप्यन्ताम् । हविर्भुजः पितरस्तृप्यन्ताम् ॥ आज्यपाः पितरस्तृप्यन्ताम् । [सुकालिनः पितरस्तृप्यन्ताम्] । यमादिभ्यो नमः यमादींस्तर्पयामि । पित्रे स्वधा नमः पितरं तर्पयामि । पितामहाय स्वधा नमः

لہ یہ عبارت گریہ سوتر ۱-۷ میں درج ہے۔

उपनीतमात्रो व्रतानुचारी वेदान्तं किञ्चिदधीत्य ब्राह्मणः ॥२॥
एकां शाखामधीत्य श्रोत्रियः ॥३॥ अङ्गाध्ययनवान् ॥४॥
कल्पाध्यायी ऋषिकल्पः ॥५॥ सूत्रप्रवचनाध्यायी मुनिः ॥६॥
चतुर्वेदादृषिः ॥७॥ अत ऊर्ध्वं देवः ॥८॥

جو شخص یگیوپویت پہن کر اپنے عہد کے مطابق عمل کرتا اور ویدکا کچھ حصہ پڑھ لیتا ہے اسے براہمن کہتے ہیں۔ ۲ جو ایک شاکھا پڑھ لیتا ہے وہ شروتیہ کہلاتا ہے ۳۔ جو انگ پڑھ لیتا ہے وہ انوچان ۴۔ کلپ پڑھا ہوا رشی کلپ ۵۔ سوتر کا پڑھنے پڑھانے والا منی ۶۔ چاروں ویدوں کا عالم رشی ۷۔ اس سے آگے دیو ۸۔

بوجہ اس کے تمام اصطلاحیں پیدائشی براہمن کی ہی بیان کی گئی ہیں۔ لیکن اس سے اتنا تو صاف ہے کہ رشی اور دیو خاص اوصاف کے براہمنوں کو کہتے ہیں۔ یہ انسانوں سے افضل۔ مگر مختلف انواع کے نام نہیں۔

पितामहं तर्पयामि । [प्रपितामहाय स्वधा नमः प्रपितामहं तर्पयामि] । मात्रे स्वधा सम्बन्धिभ्यः स्वधा नमः सम्बन्धिनस्तर्पयामि । सगोत्रेभ्यः स्वधा नमः नमो मातरं तर्पयामि । पितामह्यै स्वधा नमः पितामहीं तर्पयामि । [प्रपितामह्यै स्वधा नमः प्रपितामहीं तर्पयामि] । स्वपत्न्यै स्वधा नमः सम्बन्धिनस्तर्पयामि । सगोत्रेभ्यः स्वधा नमः, सगोत्राँस्तर्पयामि ॥

جو علوم البنیات و خواص الاشیاء کے ماہر ہوں۔ وہ "سوم سد"
جو آتش یعنی برق (بجلی) وغیرہ اشیاء کے ماہر ہوں۔ وہ "اگنی شوات"
جو علوم کی تسلی وغیرہ افضل کاموں میں مصروف ہوں۔ وہ "ہرہی شد"
جو دولت اور اقبال کے محافظ۔ اور دوائی کا رس پی کر خود تندرست رہتے ہوں۔ اور دوسروں کے بھی جان و مال کے اسی طرح محافظ ہوں۔ وہ "سوم پا"
جو نشہ آور مہلک اشیاء کا ترک اور عمدہ غذا کا استعمال کرتے اور کراتے ہوں۔ وہ "آجیپ"
جو قابل دریافت اشیاء کے محافظ اور گھی دودھ وغیرہ کے کھانے پینے والے ہوں۔ وہ "آجیپا"
جن کے اوقات کا استعمال بطریق احسن یعنی (ہر ہم) دین کی تسلی کے لئے ہوتا ہے۔ وہ "نسکالی"
جو اشرار کی تعزیر اور شرفاء کی حفاظت کرنے والے اہل انصاف ہیں۔ وہ "یم" کہلاتے ہیں۔
جو اولاد پیدا کر کے غذا اور نیک اعمال کے ذریعہ اس کی تربیت کرتا ہے۔ وہ "پتا" یعنی باپ پتا کا پتا "پتا" (دادا) اور پتامہ کا پتا "پرپتامہ" یعنی پردادا کہلاتا ہے۔
جو عمدہ غذا اور اخلاق حسنہ کے ذریعہ اولاد کو قابل تعظیم بنا دیتی ہے۔ وہ "ماتا"۔ جو پتا کی ماتا ہے "پتامہی" یعنی دادی۔ اور پتامہ کی ماتا "پرپتامہی" یعنی پردادی کہلاتی ہے۔ اپنی بیٹی بوڑھوں۔ اپنی بیوی اور بہن اور دیگر متعلقین یعنی اپنے گوت اور اس کے باہر کے معززین اور بزرگان کی نہایت عقیدت سے عمدہ عمدہ خوراک۔ پوشاک۔ سواری وغیرہ تندرست کر کے بطریق احسن خوشنودی حاصل کرنا یعنی جن اعمال اور افعال سے ان کا قلب مطمئن اور مسرور اور جسم تندرست اور قوی ہو۔ ان کے ذریعہ ان کی خدمت اور تواضع کرنا فرائض اور تربیت کہلاتا ہے۔

۴۔ بلی ویشو دیو

چوتھا فرض ویشو دیو ہے یعنی جب کھانا تیار ہو۔ اس میں سے ترش نمکین اور کھاری اشیاء چھوڑ کر گھی اور میٹھی چیزیں لے لیں۔ اور آگ الگ کر کے اس میں منتر پڑھ کر آہوتیاں دیں اور الگ حصے کریں۔ چنانچہ منوسمرتی ۳ - ۸۴ میں لکھا ہے :-

वैश्वदेवस्य सिद्धस्य गृहेऽग्नौ विधिपूर्वकम् ।
आभ्यः कुर्याद्देवताभ्यो ब्राह्मणो होममन्वहम् ॥

بادی غائر میں جو کھانا تیار ہو۔ اس سے صفات ملکوتی کے اخذ کرنے کیلئے کھانا پکانے کی آگ میں مندرجہ ذیل منتر پڑھ کر ہر دو ترہوتی کرے۔

لے اگلے صفحہ پر فٹ نوٹ دیکھیں۔

ओम् अग्नये स्वाहा । सोमाय स्वाहा । अग्न षोमाभ्यां स्वाहा । विश्वे-
भ्यो देवेभ्यःस्वाहा । धन्वन्तरये स्वाहा । कुह्वै स्वाहा । अनुमत्यै स्वाहा ।
प्रजापतये स्वाहा । सह द्यावापृथिवीभ्यां स्वाहा । स्विष्टकृते स्वाहा ॥

ان میں سے ہر ایک منتر سے جلتی ہوئی آگ میں آہوتی دیں۔ بعد اس کے تھالی میں یا زمین پر پتا رکھ کر مشرق وغیرہ اطراف میں بالترتیب ان منتروں سے کھانے کے حصے الگ رکھتے جائیں۔

ओं सानुगायेन्द्राय नमः । सानुगाय यमाय नमः । सानुगाय
वरुणाय नमः । सानुगाय सोमाय नमः । मरुद्भ्यो नमः । अद्भ्यो
नमः । वनस्पतिभ्यो नमः । श्रियै नमः । भद्रकाल्यै नमः । ब्रह्मपतये नमः ।
वास्तुपतये नमः । विश्वेभ्यो देवेभ्यो नमः सिद्धाचरेभ्यो भूतेभ्यो नमः ।
नक्तञ्चारिभ्यो भूतेभ्यो नमः । सर्वात्मभूतये नमः ॥

اگر کوئی درویش موجود ہو۔ تو اُسے یہ حصے شامل کر دیں۔ ورنہ آگ میں ڈال دیں۔ اس کے بعد کچھ حصے اشیاء مثلاً دال۔ سبزی۔ روٹی وغیرہ لے کر کچھ حصے زمین پر رکھ دیں چنانچہ منوسمرتی ۳۔ ۹۲ میں ہے:۔

शुनां च पतितानां च श्वपचां पापरोगिणाम् ।
वायसानां कृमीणां च शनकैर्निर्वपेद् भुवि ॥

کتوں۔ پاپیوں۔ چانڈالوں کسی بدمعاشی کی وجہ سے بیمار پڑے ہوئے شخصوں۔ کوؤں اور کیڑوں مثلاً چیونٹیوں وغیرہ کے لیے خوراک زمین پر رکھے۔

ہر حصے کے ساتھ لفظ "نمہ" کا استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً "شوبھیو نمہ" یعنی کتوں کے لیے نمہ وغیرہ۔ یہاں لفظ "نمہ" کے معنے خوراک ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ یہ حصے زمین پر رکھ کر کسی مصیبت زدہ یا بھوکے جانداروں کتے کوے وغیرہ کو دے دے۔ اس اشارہ کا ہوں کرنے سے مراد یہ ہے کہ یاد رہے خانے کی ہوا صاف ہو جائے اور جو ناواقفیت طور پر لطیف یعنی نظر سے بعید جاندار ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اس کا کفارہ ہو جائے۔

۵۔ اتھتی یگیہ

پانچواں فرض اتھتی یگیہ یعنی مہمانوں کی خدمت ہے۔ "اتھتی" اُسے کہتے ہیں۔ جس کی آمد کی کوئی تتھی یعنی تاریخ مقرر نہ ہو۔ یعنی جو احکام الٰہی کا پابند تیقین حق کرنے والا۔ رفاہِ عام کے لیے جا بجا سفر کرنے والا۔ عالم کامل۔ اچھے دیدک کا مرتاض (سنیاسی) درویش۔ کسی خانہ دار کے گھر آجائے۔ تو پہلے اُس کے پاؤں دھلانا۔ پھر منہ دھونے کا پانی حاضر کرنا۔ پھر آچمن۔ یعنی گھونٹ بھر پینے کا پانی پیش کر کے اُسے نہایت تعظیم و توقیر سے آسن پر بٹھانا چاہیئے۔ اور تناول کرنے کو عمدہ

۱؎ (پچھلے صفحہ سے آگے) کرم کانڈ میں استعمال کرنے کے لیے جتنی ذکر دیدک منتر کتابوں یا بعد والے لیتے جب ضرورت ان میں تبدیلی بھی کر لیتے۔ تبدیلی تو تبدیلی جب نئے منتر بھی وضع کر لیتے ہیں ایسے منتر براہمن کہلاتے ہیں۔ گریہ سوتر۔ دھرم سوتر وغیرہ میں بکثرت ملتے ہیں۔ دیکھو دیگیہ کے منتر بھی طرح کے رشیوں کے وضع کردہ ہیں منوسمرتی ۳۔ ۸۵ تا ۹۲ میں ان منتروں کے استعمال کا حکم پایا جاتا ہے۔ آگے بھی کئی یگیوں کے متعلق ایسے منتروں کا ذکر آیا ہے۔ ایسے منتروں کی دید میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے۔ منتر لفظ کا استعمال ابتداءً دید منتروں کے لیے ہوا۔ بعد میں براہمنوں۔ اپنشدوں۔ یہاں تک کہ یگیہ میں استعمال کیے جانے والے فقرات کے لیے بھی یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ (مترجم)

اشیاء خوردنی حاضر کر کے کمال خلوص اور خدمت کے ذریعہ اُس کی خوشنودی حاصل کرنی چاہیئے۔ بذالک بعد اس کی صحبت صالحہ کے ذریعہ ایسے علوم سے جو دین و دولت۔ اور خواہش و نجات۔ ان چاروں نعمتوں کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ بہرہ یاب ہو۔ ایسے درویش کی ہدایات کو آویزہ گوش بنائے۔ اور ہمیشہ ان کے مطابق عمل کرے۔ خارہ مار اور باشاہ بھی جب موقع درویش کی طرح تعظیم اور تواضع کے مستحق سمجھتے ہیں۔ مگر

पाषण्डिनो विकर्मस्थान् वैडालवृत्तिकान् शठान् ।
हैतुकान् बकवृत्तींश्च वाङ्मात्रेणापि नार्चयेत् ॥

بدعتی یعنی وید کی مذمت اور احکام وید کے خلاف عمل مثلاً دروغ گوئی کرنے والے گربہ صفت یعنی جیسے بلا چھپ کر اور نہایت استقلال سے تاک کر چوہے پر جھپٹتی اور اسے مار کر اپنا پیٹ بھرتا ہے۔ ایسے ریا کار اور شریر۔ ہندی۔ بیہودہ تکوار کرنے والے مغرور۔ جو نہ خود جانیں اور نہ دوسروں کا کہا مانیں۔ کچ بحث (یا وہ گو جیسے آج کل کے وہ وید انتی جو کہتے ہیں کہ ہم برہم ہیں۔ دنیا باطل ہے اور وید وغیرہ کتب حقہ یہاں تک کہ خود پرمیشور بھی ایک فرضی ہستی ہے۔ ایسی گپیں ہانکنے والے۔ بگلے بھگت یعنی جیسے بگلا ایک پاؤں اٹھا کر گویا دھیان میں مست ہو کھڑا ہوتا ہے اور پھر یکایک مچھلی کو جان لے کر اپنی غرض نفسی کرتا ہے۔ (ویسے آج کل کے بیراگی اور سنیاسی وغیرہ ہندی بیہودہ امر اپسند وید کے مخالف لوگ ہیں) ایسے لوگوں کی تعظیم عملاً تو کیا لفظاً بھی نہیں کرنی چاہیئے۔ (منو ۴ — ۳۰)

کیونکہ تعظیم و تکریم سے بڑھے ہو کر یہ لوگ دنیا کو بے دین بناتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے اعمال کی بدولت اپنے تنزل کا بیج تو بوتے ہی ہیں۔ (سیوک) خادم یعنی پیرو کو بھی ساتھ ہی بحر ہلاکت میں غرق کر دیتے ہیں۔

ان پانچ (یگیوں) وظائف و فرائض کے ادا کرنے کا فائدہ یہ ہے۔ کہ (۱) برہم یگیہ کی تکمیل سے تعلیم و تربیت۔ احکام الٰہی کی پابندی۔ تہذیب اخلاق وغیرہ صفات حسنہ کی ترقی ہوتی ہے (۲) اگنی ہوتر کے ذریعہ ہوا۔ بارش اور پانی کی صفائی ہو کر دنیا کو آرام ملتا ہے۔ صاف ہوا میں سانس لینے اور اس کے چھونے سے اور (پاکیزہ اشیاء کے) کھانے پینے سے صحت عقل۔ قوت اور ہمت کی ترقی اور دین و دولت اور خواہش و نجات کے ذرائع کی تکمیل ہوتی ہے۔ اسی لئے اسے دیو یگیہ کہتے ہیں (۳) پتری یگیہ سے جیسا انسان ماں باپ اور عارفان حق وغیرہ بزرگان کی خدمت کرے گا۔ تو اس کے علم حق کی ترقی ہوگی۔ حق و باطل میں تمیز حق کو اختیار اور باطل کو ترک کر کے راحت سے بہرہ یاب ہوگا۔ علاوہ ازیں احسان شناسی بھی تو انسان کا فرض ہے۔ یعنی جو خدمت ماں باپ اور استاد نے اولاد اور تلامذہ کی کی ہے۔ اس کے بدلہ سے سبکدوش ہونا ہر فرد بشر کو واجب ہے۔ (۴) بلی ویشو دیو کا فائدہ اوپر کہا جا چکا ہے (۵) جب تک دنیا میں اعلیٰ درجہ کے "اتیتھیوں" یعنی سنیاسی درویشوں کا وجود نہیں ہوتا تب تک کوئی ترقی نہیں ہو سکتی ماں کے جایا سفر اور تلقین حق کرنے سے مکر و فریب اور بدعت ہائے باطلہ کی اشاعت اور تو سیع رک جاتی ہے۔ اور عامۃ الناس کو خود بخود گھر بیٹھے ہدایت حقہ حاصل ہوتی رہتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ تمام بنی نوع انسان ایک ہی (دھرم) دین پر قائم رہتے ہیں۔ بغیر "اتیتھیوں" یعنی سنیاسی درویشوں کے شکوک کا اتارا نہیں ہو سکتا۔ بغیر

لوگوں کے اتحاد کے اتفاق و محکم نہیں ہوتا۔ اور بغیر اتفاق کے راحت کہاں ہے

خاندان کا اخلاق

منو ۴ — ۹۲ میں کہا ہے :۔

ब्राह्मे मुहूर्त्ते बुध्येत धर्मार्थौ चानुचिन्तयेत् ।
कायक्लेशाँश्च तन्मूलान् वेदतत्त्वार्थमेव च ॥

رات کے چوتھے پہر یعنی جب چار گھڑی رات باقی ہو اُٹھے۔ جاہیے فرد ید سے فارغ ہو کر دین و دولت اور اعراض جسمانی۔ ان کے بڑھانے اور وید کے اصلی مفہوم یعنی پرماتما کا وچار کرے۔

خلاف دین عمل کبھی نہ کرے۔ کیونکہ

नाधर्मश्चरितो लोके सद्यः फलति गौरिव ।
शनैरावर्त्तमानस्तु कर्त्तुर्मूलानि कृन्तति ॥

(اُدھرم) خلاف دین کیا ہُوا فعل (کبھی بغیر نتیجہ کے نہیں رہتا۔ ہاں) اس کا نتیجہ فوراً ظاہر نہیں ہوتا۔ (اس لئے جاہل لوگ ایسے افعال کرنے سے نہیں ڈرتے۔ مگر تحقیق جانو)۔ (اُدھرم) دین کے خلاف کیا ہُوا فعل آہستہ آہستہ تمہاری جڑیں کاٹتا چلا جا رہا ہے۔ (جیسے گلشن وقت آنے پر پھل دیتی ہے ایسے ہی خلاف دین فعل بھی اپنے کیے نتائج اپنے وقت پر پیدا کر کے رہتا ہے) منو سمرتی ۴ — ۱۷۲

अधर्मेणैधते तावत्ततो भद्राणि पश्यति ।
ततः सपत्नाञ्जयति समूलस्तु विनश्यति ॥

(اُدھرم) خلاف دین فعل کرنے والا (ادھرم) دین کی حدود کو نظر انداز کر کے (جیسے پانی نالی کے کنارے کو توڑ کر چاروں طرف پھیل جاتا ہے ویسے) دروغ گوئی فریب۔ بدنیت یعنی (بنی نوع انسان کی) خیانت کرنے والے وید مقدس کی تردید اور دعدہ شکنی وغیرہ افعال شنیعہ سے پیدائی اشیاء پر قابض ہو کر اوّل اوّل بڑھتا ہے۔ بعد ازاں مال و دولت وغیرہ خوشحالی کے اسباب کے طفیل خوفناک پاداش زیادات سے آزاد ہی بھی۔ اور تعظیم و تکریم حاصل کر لیتا۔ اور بے انصافی سے دشمنوں پر بھی فتح پا لیتا ہے۔ مگر آخر کار بیخ و بنیاد سے تباہ ہو جاتا ہے۔ جیسے درخت کی جڑ کٹ جائے۔ تو وہ فوراً سوکھ کر گر پڑتا ہے ایسے ہی (ادھرم) خلاف دین عمل کرنے والا شخص نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ (منو سمرتی ۴ — ۱۷۴)

सत्यधर्मार्यवृत्तेषु शौचे चैवारमेत्सदा ।
शिष्यांश्च शिष्याद्धर्मेण वाग्बाहूदरसंयतः ॥

(عالم کا فرض ہے کہ) (زبان۔ قوت بازو اور آتش شکم کو قابو میں رکھ کر) الہام وید کے مطابق حقیقت۔ راہ دین (یعنی تعصب سے بالاتر ہو کر اخذ حق اور ترک باطل) اور آریہ یعنی احکام الٰہی کے مطابق عمل کرنے والوں کے اخلاق (اور تزکیہ ظاہری و باطنی سے مزین ہو۔ اور الٰہی امور) کی شاگردوں کو تعلیم دے۔ (منو ۴ — ۱۷۵)

ऋत्विक्पुरोहिताचार्य्यैर्मातुलातिथिसंश्रितैः । बालवृद्धातुरैर्वैद्यैर्ज्ञातिसम्बन्धिबान्धवैः ॥

बालवृद्धातुरै र्वैद्यैर्ज्ञातिसम्बन्धिबान्धवैः ॥
मातापितृभ्यां यामीभिर्भ्रात्रा पुत्रेण भार्यया ॥
दुहित्रा दासवर्गेण विवादं न समाचरेत ॥

یگیہ کرانے والا پروہت مرشد۔ گستاد۔ ماموں۔ سیاح درویش جس کے آنے جانے کی تاریخ معلوم نہیں اپنے (خاندان) پر مختصر بچے بوڑھے۔ بیمار۔ مصیبت زدہ۔ طبیب۔ مہمان۔ شاگرد وغیرہ تعلقدار۔ دوست۔ سال۔ باپ بہن بھائی۔ بیوی۔ لڑکی اور نوکروں سے بحث۔ یعنی بیہودہ تکرار اور لڑائی کبھی نہ کرے۔

منوسمرتی ۴۔ ۱۷۹ ر ۱۸۰

अदपात्स्वनधीयानः प्रतिग्रहरुचिर्द्विजः ।
अम्मस्यश्मप्लवेनैव सह तेनैव मज्जति ॥

ضبط نفس اور عدالت گوئی وغیرہ دیانتوں سے معرا۔ مطالعہ سے منحرف۔ دوسروں سے (دھرم) دین کے نام پر دل کھول کر خیرات لینے والا۔ یہ تینوں اپنے برے اعمال کے طفیل اس طرح بحر مصائب میں غرق ہو جاتے ہیں۔ جیسے پتھر کی کشتی میں سوار مسافر۔ (منوسمرتی ۴ — ۱۹۰)

بے جا خیرات

یہ خود تو غرق ہوتے ہی ہیں خیرات دینے والوں کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبتے ہیں۔ چنانچہ کہا ہے:-

निष्क्रियेतेषु दत्तं हि विधिनाप्यर्जितं धनम् ।
दातुर्भवत्यनर्थाय परिग्रादातुरेव च ॥

خواہ احکام دین کے مطابق ثواب سے کمایا ہوا مال بھی کیوں نہ ہو۔ جو نہ ان تین قسم کے اشخاص کو دیا جاتا ہے نہ دینے والے کے لیے بھی زندگی میں اور لینے والے کے لیے آئندہ زندگی میں خوابی کا موجب ہوتا ہے۔ (منو ۴ — ۱۹۳)

ایسے آدمیوں کا انجام کیا ہوتا ہے؟

यथा प्लवेनौपलेन निमज्ज्त्युदके तरन् ।
तथा निमज्जतोऽधस्तादज्ञौ दातृप्रतीच्छकौ ॥

جیسے پتھر کی کشتی میں بیٹھ کر دریا کو پار کرنے والا ڈوب جاتا ہے۔ اسی طرح بے جا خیرات دینے والا اور لینے والا دونوں قعر تنزل میں گرتے یعنی آفات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ منوسمرتی ۴ — ۱۹۴

ریاکاروں کی علامات

धर्मध्वजी सदालुब्धश्छाद्मिको लोकदम्भकः ।
वैडालव्रतिको ज्ञेयो हिंस्रः सर्वाभिसन्धकः ॥ १ ॥
अधोदृष्टिर्नैष्कृतिकः स्वार्थसाधनतत्परः ।
शठो मिथ्याविनीतश्च बकव्रतचरो द्विजः ॥ २ ॥

ہر شخص (دھرم) دین کا کام تو ذرا بھی نہ کرے۔ لیکن (دھرم) دین کے نام پر لوگوں کو ٹھگنے خوب۔ ایسا نما کپٹی

علمبردار دین۔ ہر وقت عوض کا شکار۔ فریبی۔ اہل عالم کے سامنے اپنی بڑائی کی گپیں ہانکنے والا بھانڈا کو ہلاک کرنے والا۔ بد اندیش۔ بظاہر اچھی بردی سے بات کرنے والا۔ ایسی صفات کے شخص کو گربہ بلعن یعنی بلی کی طرح شریر النفس اور خسیس سمجھو۔

شہرت کے لئے اسکمیں نیچی رکھنے والا حاسد کسی نے پیسہ ہڑپ کرنا چاہا ہو۔ تو اس کے انتقام کے طور پر اس کی جان تک لے لینے والا۔ فریب۔ گناہ۔ وعدہ خلافی۔ کسی بھی ذریعہ سے اپنا کام نکالنے میں ہوشیار خواہ اپنی بات جھوٹی ہو۔ مگر اس پر اصرار کرنے والا جھوٹ موٹ کی شائستگی۔ تواضع اور خلوص قلب دکھانے والا۔ ان اوصاف کے شخص کو بگلا بھگت تصور کرو۔ ۲ منوسمرتی ۴ — ۱۹۵، ۱۹۶

جن اشخاص میں مذکورہ بالا علامات پائی جائیں۔ وہ نمائش پرست یعنی ایسا کام کرتے ہیں۔ ان پر کبھی اعتبار اور نہ ان کی خدمت اور تواضع کریں۔

دھرم ثواب کا ذخیرہ

धर्मं शनैः सञ्चिनुयाद् वल्मीकमिव पुत्तिकाः ।
परलोकसहायार्थं सर्वभूतान्यपीडयन् ॥१॥
नामुत्र हि सहायार्थं पिता माता च तिष्ठतः ।
न पुत्रदारं न ज्ञातिर्धर्मस्तिष्ठति केवलः ॥२॥
एकः प्रजायते जन्तुरेक एव प्रलीयते ।
एकोऽनुभुङ्क्ते सुकृतमेक एव च दुष्कृतम् ॥३॥

ہر ذی روح کے لئے واجب ہے کہ جیسے دیمک آہستہ آہستہ بل کا گھر بناتی ہے اسی طرح جاندار دوں کو آرام پہنچانے سے پرہیز کرتے ہوئے اپنے عقبے کی بھلائی کے لئے آہستہ آہستہ کار ہائے ثواب کا ذخیرہ جمع کرتے جائیں۔ ۱

کیونکہ عقبے میں نہ باپ نہ لڑکا نہ بیوی اور نہ رشتہ دار آڑے آسکتے ہیں وہاں فقط دھرم (دین) اور نیکی ہی کام آتی ہے۔ ۲

(دیکھئے) روح اکیلی جنم پاتی اور اکیلی مرجاتی ہے۔ اور اکیلی ہی گناہ اور ثواب کا ثمرہ پختہ واحت کی شکل میں حاصل کرتی ہے ۳ (منوسمرتی ۴ — ۲۳۸ تا ۲۴۰)

एकः पापानि कुरुते फलं भुङ्क्ते महाजनः ।
भोक्तारो विप्रमुच्यन्ते कर्ता दोषेण लिप्यते ॥४॥

(یہ بھی نمونہ نیشنل کمیونزم ہے) کہ گھر کا ایک شخص گن گھر کے مال و اسباب کما لاتا ہے اور سارا گھر اس سے مستفید ہوتا ہے۔ مگر استفادہ کرنے والے گناہ کے حصے دار نہیں بنتے۔ گنہگار وہی گھر دانا جاتا ہے جو بدی کرتا ہے

۴ — (یہ بھی اشتراکیت۔ اور اشتراکیت پر بھی کمیونزم پر بھی۔ اصباح ۱۲۲)

मृतं शरीरमुत्सृज्य काष्ठलोष्ठसमं क्षितौ ।
विमुखा बान्धवा यान्ति धर्मस्तमनुगच्छति ॥ ॥

جب کسی کا کوئی رشتہ دار مرجاتا ہے۔ تو تمام بھائی بند اسے مٹی کے ڈھیلے (یا لکڑی کے ٹکڑے) کی طرح

زمین پر پھینک دیتے ہیں۔ اور اس سے منہ پھیر کر اس کی طرف پیٹھ کر کے چلے جاتے ہیں۔ کوئی اس کے ساتھ نہیں جاتا۔ ساتھ جاتا ہے اس کا دھرم اور دین یعنی نیکی۔ ۵ (منوسمرتی ۴ — ۲۴۱)

तस्माद्धर्मं सहायार्थं नित्यं सञ्चिनुयाच्छनैः ।
धर्मेण हि सहायेन तमस्तरति दुस्तरम् । १॥
धर्मप्रधानं पुरुषं तपसा हतकिल्बिषम् ।
परलोकं नयत्याशु भास्वन्तं खशरीरिणम् ।

اس لیئے دنیا اور عقبےٰ میں ساتھ دینے کے لیئے دھرم یعنی کارِ ثواب کا ذخیرہ آہستہ آہستہ جمع کرتا جائے کیونکہ دھرم یعنی جمع شدہ ثواب کے ذریعہ ہی دوزخ گہرے اور وسیع بحرِ مصائب کو عبور کر سکتی ہے۔ ۱ جو شخص (دھرم) دین ہی کو افضل سمجھتا ہے اور جس کی تمام کدورتیں احکام دین کی پابندی سے دور ہو گئی ہیں۔ اسے اس کا اپنایا ہوا (دھرم) کارِ ثواب ہی اس نور علےٰ نور تمام جاندداروں کی جان پر مجسم پرمیشور سے واصل کراتا ہے۔ جس کا آکاش یعنی خلا کو گیا قالب ہے۔ اور جو پرلوک یعنی سب سے بڑھ کر دیا لینے کے قابل ہے۔ ۲ منو ۴ — ۲۴۲، ۲۴۳

اس لیئے

दृढकारी मृदुर्दान्तः क्रूराचाररसंवसन् ।
अहिंस्रो दमदानाभ्यां जयेत्स्वर्गं तथाव्रतः ॥
वाच्यर्था नियताः सर्वे वाङ्मूला वाग्विनिःसृताः ।
तान्तु यः स्तेनयेद्वाचं स सर्वस्तेयकृन्नरः ॥
आचाराल्लभते ह्यायुराचारादीप्सिताः प्रजाः ।
आचाराद्धनमक्षय्यमाचारो हन्त्यलक्षणम् ॥

ہمیشہ استقلال سے کام کرنے والا حلیم الطبع۔ جو اس پر قادر اور موذیوں۔ ظالموں اور بد معاشوں سے الگ رہنے والا۔ دما (اپنے دین) فاتح نفس ہو کر علوم و خیر سے اہل عالم کو فیضیاب کر کے (عالم) راحت میں داخل ہوتا ہے۔ ۱ اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ زبان پر ہی تمام کاروبار کا انحصار ہے۔ زبان ہی تمام کاروبار کی بنیاد ہے۔ کیونکہ زبان سے ہی تمام کاروبار (شروع ہو کر) پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ جو شخص زبان کی چوری یعنی دروغ گوئی کرتا ہے۔ وہ سب قسم کی چوری یعنی تمام گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ ۲ (اس لیئے دروغ گوئی وغیرہ برائیوں کو ترک کر کے ہر شخص اخلاق حسنہ کا حامل ہوتا ہے۔ وہ ضبطِ نفس کے ذریعہ پوری عمر طبعی۔ افضل اولاد اور لازوال دولت حاصل کرتا ہے۔ اخلاق حسنہ کا پابند حکومت کی تمام علامات دور کر دیتا ہے ۳ منوسمرتی ۴ — ۲۵۶، ۲۵۷، ۱۵۶

مذکورۃ الصدر اشخاص کے طرزِ عمل کی ہمیشہ تقلید کرنی چاہیئے۔

दुराचारो हि पुरुषो लोके भवति निन्दितः ।
दुःखभागी च सततं व्याधितोऽल्पायुरेव च ॥

بد اخلاقی شخص کی شرارت میں مذمت ہوتی ہے۔ اور تکالیف اور امراض میں مبتلا ہو کر اس کی عمر کم ہو جاتی ہے۔ منو ۴ — ۱۵۷ ہمیشہ کوشش یہ کرنی چاہیئے۔ کہ

यद्यत्परवशं कर्म तत्तद्यत्नेन वर्जयेत् ।
यद्यदात्मवशं तु स्यात्तत्तत्सेवेत यत्नतः ॥
सर्वं परवशं दुःखं सर्वमात्मवशं सुखम् ।
एतद्विद्यात्समासेन लक्षणं सुखदुःखयोः ॥

جن جن امور میں دوسروں کا محتاج ہونا پڑے۔ ان سے حتی الوسع پہلو تہی کی جائے۔ اور جو باتیں اپنے اختیار میں ہوں۔ انہیں کوشش سے حاصل کرے۔ کیونکہ رنج و راحت کی مختصر تعریف یہی ہے کہ غیر کی احتیاج رنج اور اپنا اختیار یعنی خود مختاری راحت (کا باعث) ہے منو سمرتی ۴ — ۱۵۹، ۱۶۰

اشتراک عمل

لیکن جن امور کا انحصار ایک دوسرے کی شرکت پر ہے۔ ان کی تکمیل اشتراک عمل سے ہی کرنی چاہیئے۔ مثلاً بیوی کو میاں کی اور میاں کو بیوی کی احتیاج للنفع ہے دونو کا طرز عمل ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ باہمی خوشنودی کا موجب ہو۔ نا کہ باہمی نفاق کا۔ باہمی مخاصمت سے انہیں ہمیشہ باز رہنا چاہیئے۔ عورت مرد کی ہدایت کے مطابق گھر کا کام کاج کرے۔ اور مرد باہر کے کاروبار کا ذمہ دار ہو دونوں ایک دوسرے کو بری عادات سے بچائے رکھیں۔ یہ بات نقش فی الحجر سمجھنی چاہیئے۔ کہ جب شادی ہو چکی۔ تب سے عورت کے ہاتھ مرد اور مرد کے ہاتھ عورت گویا فروخت ہو چکی۔ یعنی ایڑی سے لے کر چوٹی تک جو بھی دونوں کے جذبات حرکات و سکنات اور قوائے تناسل وغیرہ ہیں۔ وہ سب ایک دوسرے کی ملک کی ہیں۔ باہمی رضامندی کے بغیر اب انہیں کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے۔ باہمی شکر رنجی کے بڑے اسباب مثلاً حرامکاری یعنی بیوہ یا غیر مرد کی صحبت وغیرہ۔ ان سے ہمیشہ پرہیز کریں۔ اور میاں بیوی ایک دوسرے کی قربت میں ہی خوش رہیں۔

استاد اور استانی کے اوصاف

اگر زوجین براہمن وید (جماعت علمی) کے ہوں تو مرد لڑکوں کو اور عورت لڑکیوں کو تعلیم دے طرح طرح کی پند و نصائح سے دونوں اپنے اپنے طلباء اور طالبات کو ذی علم بنائیں۔ بیوی کا قابل تعظیم دیوتا خاوند اور خاوند کی پوجا (تعظیم) محبت کے لائق دیوی بیوی ہے۔

جب تک مکتب میں رہیں۔ تب تک طلباء اپنے استادوں کو والدین کا قائمقام اور استاد اپنے طالب علموں کو بمنزلہ اولاد تصور کریں۔ استادوں اور استانیوں کے خصائل کا بیان مہابھارت آدیوگ پرو۔ وِدُر پرجاگر ادھیائے ۳۳ میں حسب ذیل کیا گیا ہے:۔

आत्मज्ञानं समारम्भास्तितिक्षा धर्मनित्यता ।
यमर्था नापकर्षन्ति स वै पण्डित उच्यते ॥
निषेवते प्रशस्तानि निन्दितानि न सेवते ।
अनास्तिकः श्रद्दधान एतत्पण्डितलक्षणम् ॥

क्षिप्रं विजानाति चिरं शृणोति, विज्ञाय चार्थं भजते न कामात् ।
नासम्पृष्टो ह्युपयुङ्क्ते परार्थे, तत्प्रज्ञानं प्रथमं पण्डितस्य ॥

नाप्राप्यमभिवाञ्छन्ति नष्टं नेच्छन्ति शोचितुम् ।
आपत्सु च न मुह्यन्ति नराः पण्डितबुद्धयः ॥

प्रवृत्तवाक् चित्रकथ ऊहवान् प्रतिभानवान् ।
आशु ग्रन्थस्य वक्ता च यः स पण्डित उच्यते ॥

श्रुतं प्रज्ञानुगं यस्य प्रज्ञा चैव श्रुतानुगा ।
असंभिन्नार्यमर्यादः पण्डितास्त्यां लभेत सः ॥

علم روحانی سے متصف چیست جو کبھی کاہلی کا شکار نہ ہو۔ رنج و راحت۔ نفع و نقصان۔ توقیر و تحقیر تحسین و مذمت سے غیر متاثر یعنی نہ خوش اور نہ ناخوش ہونے والا ہمیشہ راہِ دین میں مستعد رہے۔ محسوسات دنیوی اپنی طرف نہیں کھینچ سکتے۔ ایسا شخص پنڈت (عالم) کہلانے کا مستحق ہے۔ ۱

ہمیشہ احکام الٰہی کے مطابق (قابل تعریف) عمل کرنا۔ اس کے خلاف تمام اعمال و افعال ترک کر دینا ایشور۔ وید اور اخلاق حسنہ کی مدد سے باز رہنا ایشور وغیرہ (موجودات غیب) میں کامل اعتقاد رکھنا۔ یہ پنڈت یعنی عالم کے لئے شروع اور ممنوع فعل ہیں۔ ۲

مشکل امور کو بھی بہت جلدی جان جائے۔ مدلول (شاستروں) کتب حقہ کا مطالعہ کرے ان کی ہدایات سنے اور ان پر غور کرے۔ اپنی علمیت کا استعمال دفاع عام میں کرے۔ کوئی کام خود غرضی کے زیر اثر نہ کرے۔ بغیر سوال کئے یا بے موقعہ دوسروں کے معاملات میں لئے نہ دے۔ عالم کی علمیت کی سب سے بڑی علامت یہی ہے۔ ۳

ناقابل حصول اشیاء کی خواہش ہی نہ کرے کسی چیز کے چلے جانے پر متاسف نہ ہو مصیبت میں غم و اضطراب کو پاس تک نہ پھٹکنے دے۔ وہی سچا عالم ہے۔ ۴

جس کی بیان کتب علوم کا بیان اور سوال و جواب کرنے میں نہایت تیز اور ہوشیار ہو جو (شاستروں) کتب حقہ کے مضامین کا نادر تفحص شارح۔ مناسب استدلال کرنے والا۔ قوت حافظہ کا دھنی۔ کتابوں کے صحیح صحیح معنی فوراً بیان کر دینے والا۔ وہ (پنڈت) عالم کہلاتا ہے۔ ۵

جس کا علم عقل کے اور عقل علم کے مطابق ہو۔ اور جو کبھی آدیہ یعنی افضل۔ احکام الٰہی کے پابند اشخاص کے دستور العمل کی خلاف ورزی نہ کرے۔ اسی پر لفظ "پنڈت" کا صحیح اطلاق ہو سکتا ہے۔ ۶

جہاں ایسے عورت مرد تعلیم دینے کا کام کرتے ہیں۔ وہاں علم۔ (دھرم) دین اور اعلیٰ اخلاق کی ترقی ہوتی ہے۔ اور دن بدن تمام بنی نوع انسان کی راحت اور آرام میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

احمق کی پہچان

اسی پرکرن میں احمق یعنی تعلیم پانے کے ناقابل شخص کی مندرجہ ذیل علامات بیان کی گئی ہیں:-

अशुतश्च समुन्नद्धो दरिद्रश्च महामनाः।
अप्रार्थ्यार्थेषु कर्मसु प्रेप्सुर्मूढ इत्युच्यते बुधैः ॥१॥
अनाहूतः प्रविशति अपृष्टो बहु भाषते।
अविश्वस्ते विश्वसिति मूढचेता नराधमः ॥२॥

جس نے نہ کوئی شاستر (کتاب دین) پڑھا ہو اور نہ سنا ہو۔ تاہم مغرور بڑا ہو۔ بے زر ہو کر بڑے بڑے خیالی پلاؤ پکاتا ہو۔ بغیر محنت کے تمام مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہو۔ اُسے ارباب عقل احمق کہتے ہیں ۱
جو بغیر بلائے مجلس یا کسی کے گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔ اونچی نشست پر بیٹھنا چاہتا ہو۔ بغیر پوچھے مجالس میں بہودہ بکتا ہے۔ اور ناقابل اعتبار اشیاء اور اشخاص پر اعتماد رکھتا ہے۔ وہ نادان تمام لوگوں میں خسیس ترین شخص ہے ۲
جہاں ایسے اشخاص معلم۔ واعظ یا اُستاد کی حیثیت سے کام کرتے اور قابل تعظیم سمجھے جاتے ہیں وہاں جہالت۔ بے دینی۔ بدتہذیبی۔ فتنہ و فساد اور نااتفاقی کی ترقی اور دینی نوع انسان کی تکالیف میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

طلباء کے عیوب و ثواب

طلباء کے بارے میں مندرجہ ذیل ہدایات حوالہ قلم کی گئی ہیں:۔

आलस्यं मदमोहौ च चापलं गोष्ठिरेव च।
स्तब्धता चाभिमानित्वं तथाऽत्यागित्वमेव च ॥
एते वै सप्त दोषाः स्युः सदा विद्यार्थिनां मताः ॥१॥
सुखार्थिनः कुतो विद्या कुतो विद्यार्थिनः सुखम्।
सुखार्थी वा त्यजेद्विद्यां विद्यार्थी वा त्यजेत्सुखम् ॥२॥

طلباء کے لیے یہ سات عیوب قابل ترک ہیں:۔
کاہلی یعنی جسمانی اور ذہنی محنت سے جی چرانا۔ نشہ۔ کسی چیز سے بے حد دلبستگی۔ چلبلاپن۔ اِدھر اُدھر کی بیہودہ حکایات کہنا سننا۔ دوران درس میں رُک جانا (اور نہ سمجھنا) غرور اور عدم ترک یعنی حرص اشیاء
ان اشخاص میں یہ عیوب ہوں وہ علم سے بہرہ یاب نہیں ہو سکتے۔ ۱
آرام طلب کو علم کہاں۔ اور طالب علم کو آرام کہاں۔ آرام طالب علم کی خواہش چھوڑ دے اور طالب علم آرام کی خواہش ترک کر دے۔ ۲ نہا بھارت۔ ودر پرجاگرادھیائے ۳۳ شلوک ۵-۶
ایسا کیے بغیر علم حاصل نہیں ہو سکتا تحصیل علم کے خواہاں مندرجہ ذیل اشخاص ہوتے ہیں۔

सत्ये रतानां सततं दान्तानामूर्ध्वरेतसाम्।
ब्रह्मचर्यं दहेद्राजन् सर्वपापान्युपासितम् ॥१॥

جو اشخاص کاشتکاری و تجارت حق شناسی ہو۔ اور جو کاموں پر قابو ہو۔ یہ اپنی قوت مردمی ضائع نہ ہونے دیں۔

ذہین سچے معلم ہیں۔ وہی (آگے جاکر) عالم بنتے ہیں۔ (ضبطِ نفس اُن کے تمام گناہوں (نقائص) کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔)

مہابھارت۔ الوشاسن پرو۔ اصیائے ۵۰ شلوک ۲۸

حاصلِ کلام یہ کہ اُستاد اور طالب علم نیک اوصاف ہونے چاہئیں۔ اُستادوں کو کوشش کرنی چاہیئے کہ طلباء راست گو، حق اندیش اور حق شعار ہوں۔ ان میں شائستگی، ضبطِ نفس، تہذیب وغیرہ نیک اوصاف پیدا ہوں۔ اور قوائے روحانی سے آراستہ و پیراستہ ہو کر وید وغیرہ کتبِ حق کے ماہر ہوں۔ معلم ان سے حرکاتِ ذمیمہ کے ترک کرانے اور علوم و فنون کی تعلیم دینے میں مستعد رہیں۔ شاگرد ہمیشہ فاتح النفس مطمئن القلب، ہم مکتبوں سے محبت کرنے والے فکر شعار اور محنتی ہو کر کوشش کریں۔ کہ انہیں کامل علم، کامل عمر، طبی۔ اور دین و دولت اور خواہش و نجات ان چاروں مقاصدِ حیات کے حصول کے لئے کامل سعی کرنا آجائے۔ علےٰ ہذا القیاس۔ یہ تراجم برہمن جماعت کے ہیں۔

ویش کے فرائض

ویشوں کے فرائض کا ذکر امورِ سلطنت کے بیان میں کیا جائیگا۔ ویشوں کا فرض یہ ہے کہ ضبطِ نفس کے ساتھ ساتھ علم حاصل کر کے شادی کریں۔ اور اُس کے بعد مختلف ممالک کی زبانوں سے واقفیت حاصل کریں۔ انواع و اقسام کی تجارت کے اسلوب سمجھیں اشیاء کے نرخوں سے آگاہ ہو کر خرید و فروخت میں مصروف ہوں۔ مختلف ممالک کی سیاحت کریں۔ منافع کو مدِ نظر رکھ کر بیوپار کریں۔ نہایت ہوشیاری سے جانوروں کی حفاظت اور زراعت کی ترقی کے وسائل عمل میں لائیں۔ دولت کی ترقی کریں۔ اور اسے علم اور دین کی اشاعت اور توسیع میں صرف کریں۔ راست گو اور لے دیا ہو کر تمام کاروبار حق شعاری سے سرانجام دیں۔ تمام اجناس کی حفاظت ایسے طریق سے کریں۔ کہ کوئی جنس خراب ہونے پائے۔

شودر کے فرائض

شودر خدمتگاری کے تمام فنون میں ہوشیار ہو کے چاہئیں۔ کھانا پکانے کے فن میں وہ بالخصوص ماہر ہوں۔ نہایت محبت سے تعلیم یافتہ جماعت کی خدمت کریں۔ یہی ان کا ذریعہ معاش ہو۔ تعلیم یافتہ افراد یا اُن کی خوراک۔ پوشاک۔ رہائش شادی وغیرہ ضروریات کے لئے تمام اخراجات کے ذمہ وار ہوں یا انہیں ماہوار تنخواہ دیا کریں۔ الغرض چاروں ورنوں (جماعاتِ مدنی) کو باہم محبت، خیر اندیشی اور خلوص سے رہنا چاہیئے۔ اور ایک دوسرے کے رنج و راحت اور نفع و نقصان میں شریک ہو کر سلطنت اور رعایا کی ترقی کے لئے اپنا جی جان اور مال صرف کرتے رہنا چاہیئے

میاں بیوی کیسے رہیں

زوجین کو ایک دوسرے سے جدا نہیں رہنا چاہیئے چنانچہ منوسمرتی میں لکھا ہے۔

पानं दुर्जनसंसर्गः पत्या च विरहोऽटनम् ।
स्वप्नोऽन्यगेहवासश्च नारीसन्दूषणानि षट् ॥

شراب۔ جنگ وغیرہ لغو اور اشیاء کا استعمال۔ بُرے آدمیوں کی صحبت۔ خاوند سے جدائی اور (بدعتی اشخاص کی زیارت کے بہانے) آوارہ گردی۔ پرائے گھر میں سونا۔ باہر رہنا۔ یہ چھ عیوب عورت کی بدنامی اور گمراہی کا باعث ہوتے ہیں۔ منوسمرتی ۹ — ۱۳

مردوں کے لئے بھی یہ اعمال باعث تذلیل و تحقیر ہیں۔ زوجین کی جدائی دو وجوہات سے ہوتی ہے۔ ایک تو کسی کام کے لئے کسی دور کے مقام پر جانا اور دوسرے موت۔ ان میں سے اوّل الذکر کا علاج یہ ہے کہ اگر خاوند کو دور جانا ہو۔ تو بیوی کو بھی ساتھ رکھے۔ مطلب یہ کہ میاں بیوی بہت مدت ایک دوسرے سے جدا نہیں رہنے چاہئیں۔

کثرتِ ازدواج کی ممانعت

معترض۔ عورت اور مرد کے ایک سے زیادہ بیاہ ہونے جائز ہیں یا نہیں؟ مجیب۔ ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ نکاح جائز نہیں۔ معترض۔ تو کیا مختلف اوقات میں مختلف نکاح ہونے واجب ہیں؟ مجیب۔ ہاں۔

सा चेदक्षतयोनिः स्याद् गतप्रत्यागतापि वा । पौनर्भवेन मन्त्रेण पुनः संस्कारमर्हति ॥ ۹

یعنی عورت (یا مرد) کی فقط رسم شادی ادا ہوئی ہو۔ مگر مجامعت نہ ہوئی ہو۔ اس کا دوسرے مرد (یا عورت) سے دوبارہ نکاح ہونا جائز ہے۔ منوسمرتی ۹۔۱۷۶

یعنی برہمن، کشتری اور ویش جماعات میں مجامعت کے بعد خواہ مرد مرجائے یا عورت اس کا دوسرا بیاہ نہیں ہونا چاہیئے

نکاحِ ثانی کے نقصانات

معترض۔ دوبارہ شادی کرنے میں کیا نقص ہے؟ مجیب۔ اوّل زوجین میں محبت کی کمی۔ کیونکہ اگر

نے یگیہ شادیوں نے یہاں ۱ गतप्रत्यागता کے معنے ”عورت کے“ ہیں جس کی شادی ایک مرد سے ہو چکی ہو۔ لیکن وہ اسے چھوڑ کر کسی دوسرے مرد سے شادی کر چکی ہو۔ مگر ابھی اسے بھی چھوڑ کر اپنے پہلے خاوند کے پاس آگئی ہو۔ اگر دوسرے خاوند سے اس کی مجامعت نہ ہوئی ہو۔ تو اس کی اصلی خاوند سے دوبارہ رسم شادی ادا کی جائے گی۔ راگھوانند کی لکھے میں مجامعت نہ ہو چکنا مروجی نہیں۔ لفظ ”وا“ کے معنے کہ خیال میں یہ ہیں۔ کہ پہلے سے کہ چکی عورت کو بھی دوسری دفعہ رسم شادی ادا کر کے اپنے اصلی خاوند کے پاس لوٹ آنے کی اجازت ہے یہاں ذکر میرے چھوٹے عورت کا ہے۔ ”پنربھو“ دوبارہ شادی کرنے والی عورت کو کہتے ہیں۔ اس میں بیوہ بھی شامل ہے اور وہ بھی جسے اس کے اصلی خاوند نے چھوڑ دیا ہو یا جو خود خاوند کو چھوڑ گئی ہو۔ اوپر شلوک میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ راگھوانند کے خیال میں یہ تمام عورتیں خواہ پہلے ہی کہہ چکی ہوں یا نہ ــــ دوبارہ رسم شادی ادا کرنے کی مستحق ہیں۔ اس میں یاگیہ دلکیہ سمرتی کے اقوال ذیل بھی سند ہیں:۔

क्षता च क्षता चैव पुनर्भूः संस्कृता पुनः ।

خواہ مدخولہ ہو خواہ غیر مدخولہ جس کا دوبارہ نکاح ہو۔ اسے ”پنربھو“ کہتے ہیں۔ (یاگیہ دلکیہ ۱۔۶۷)

अक्षतायां क्षतायां वा जातः पौनर्भव उच्यते ।

اس طرح مدخولہ یا غیر مدخولہ عورت سے پیدا شدہ لڑکا ”پونربھو“ کہلاتا ہے (۲۔۱۳۰) منو ۹۔۱۷۶ میں لفظ ”پونربھو“ دوسرے خاوند کے معنے میں استعمال ہوا ہے۔ لفظ ”پونربھو“ کے معنی ہیں ”پنربھو“ یعنی دوبارہ شادی کرنے والی عورت کا وہ لڑکا ہوگا۔ تو اسے ”پونربھو“ پنر کہیں گے۔ اور شوہر ہوگا۔ تو ”پونربھو“ پتی کہیں گے۔ اسی شلوک میں عورت کے لئے نکاح ثانی کی اجازت پائی جاتی ہے۔ اسی سلسلے میں منو نمبر ۱۱۹ کا نوٹ بھی قابل غور ہے۔

زوجہ شادی کی اجازت ہو۔ تو جب جی چاہا۔ مرد (پہلی) عورت کو اور عورت (پہلے) مرد کو چھوڑ کر دوسری شادی کر لے گی۔ دوسرے اگر ایک کے مرنے پر دوسرا بکاح ثانی کرے گا۔ تو وہ مرحوم یا مرحومہ کا مال و اسباب آنا لیا جائے گا اور متوفی کا خاندان اس سے تنازعہ کرے گا تیسرے بعض شریف خاندانوں کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ اور ان کی جائیداد نیست و نابود ہو جائے گی۔ چوتھے زوجین کے باہمی عہد و فاداری رہتی دنیا (اپنی تنی دنیا) پر پانی پھر جائے گا۔ علیٰ ہذا القیاس۔ ان اور اس قسم کے دیگر نقائص کی وجہ سے پہلے تین معاملوں (جماعت مدنی) میں دوسری یعنی ایک سے زائد شادیاں نہیں ہونی چاہئیں۔

معترض۔ جب سلسلہ نسل قطع ہو گیا۔ تب بھی تو خاندان کا نشان جاتا رہے گا۔ اس کے علاوہ عورت اور مرد (رانڈ اور رنڈوے ہو کر) زنا کاری اور اسقاط حمل وغیرہ نہایت قبیح افعال کے مرتکب ہوں گے۔ اس لئے دوسری شادی کر دینا بہتر ہے۔

مجیب۔ اگر مرد اور عورت ضبط نفس کے قواعد پر عمل پسند کریں۔ تو کوئی بھی خرابی پیدا نہ ہوگی اور اگر سلسلہ نسل قائم رکھنے کے لئے اپنے دوسرے (جماعت مدنی) کے کسی شخص کا لڑکا گود لے لیں۔ تو خاندان بھی قائم رہے گا۔ اور زنا کاری بھی نہ ہوگی۔ اور اگر ضبط نفس پر قائم نہ رہ سکیں۔ تو نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لیں

نکاح ثانی اور نیوگ

معترض۔ بکاح ثانی اور نیوگ میں کیا فرق ہے؟

مجیب۔ اصل شادی کی صورت میں لڑکی اپنے باپ کا گھر چھوڑ کر خاوند کے (دوسرے بکاح کی صورت میں اپنے پہلے شوہر کا گھر چھوڑ کر دوسرے خاوند کے) گھر چلی جاتی ہے۔ اور باپ سے (اور دوسرے بکاح کی صورت میں سسرال سے بھی) اس کا زیادہ تعلق نہیں رہتا۔ لیکن نیوگ کی صورت میں) بیوہ اپنے (پہلے) خاوند کے گھر رہتی ہے جس سے نیوگ ہوتا ہے۔ اس کے گھر نہیں چلی جاتی۔ دوسرے منکوحہ بیوی کے لڑکے اس کے خاوند کی جائیداد کے وارث ہوتے ہیں۔ لیکن نیوگ کرنے والی عورت کے لڑکے اس کے نیوگ کے خاوند کے نہ لڑکے کہلاتے ہیں نہ اس کا گوت قبول کرتے ہیں۔ اور نہ ان پر اس کا کوئی اور حق ہوتا ہے۔ برعکس اس کے وہ اپنی ماں کے متوفی خاوند کے لڑکے کہلاتے اس کے گوت کو قائم رکھتے اور اسی کی جائیداد کے وارث بن کر اسی کے گھر رہتے ہیں تیسرے منکوحہ بیوی اور اس کے شوہر پر ایک دوسرے کی (بالترتیب) خدمت اور پرورش لازم ہوتی ہے۔ لیکن نیوگ کرنے والوں پر اس طرح کی باہمی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی چوتھے منکوحہ بیوی اور اس کے خاوند کا تعلق

لے رشی دیانند نے بارہ میں پندرہ تقریریں فرمائی تھیں۔ ان کا مجموعہ "اپدیش منجری" نام سے طبع ہوا تھا۔ سادھویں تقریر میں رشی نے بکاح ثانی اور نیوگ کے مضمون پر اپنے خیالات ظاہر فرمائے ہیں۔ رشی کی رائے وہی ہے جو ستیارتھ پرکاش میں درج ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ رشی نے مندرجہ ذیل عبارت بھی ارشاد فرمائی ہے جو خاص طور پر قابل غور ہے۔

"جو لوگ بیوہ کا نکاح ثانی کرنے کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کی تائید کر کے شادی بیوگان کی تمہید کہنے کو میں اپنا منہ نہیں چاہتا برعکس اس کے میں کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ اپنے سے ایک عورت اور مرد دونوں برابر ہیں۔ کیونکہ وہ عادل ہے اس میں طرفداری ذرا بھی نہیں ہے جب مردوں کو بکاح ثانی کی اجازت دی جاتی ہے۔ تو عورتوں کو دوسری شادی سے کیوں روکا جاتا ہے؟" (اپدیش منجری صفحہ ۱۹۲)

تاحین حیات رہتا ہے۔ مگر نیوگ کرنے والوں کا نیوگ کے وقت تک ہوتا ہے۔ اس کے بعد نہیں۔ پانچویں حکم پر بیوی اور شوہر مل کر (ایک ہی گھر کے کام کاج کرتے ہیں مگر نیوگ کرنے والے اپنے اپنے گھروں کے کاروبار میں مصروف رہتے ہیں۔

شادی اور نیوگ

معترض شادی اور نیوگ کے قواعد ایک سے ہیں یا مختلف؟

مجیب۔ قدرے فرق ہے۔ چند اختلافات کا ذکر تو اوپر ہو ہی چکا ہے اس کے علاوہ یہ کہ شادی شدہ میاں بیوی دس بچے پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن نیوگ کرنے والوں کو دو یا چار سے زیادہ بچے پیدا کرنے کی اجازت نہیں۔ (نیوگ کے مختصر قواعد یہ ہیں)۔ (۱) جیسے کنوارے مرد کی شادی کنواری عورت سے شادی ہوتی ہے۔ اسی طرح نیوگ بیوہ عورت اور رنڈوے مرد کا ہونا چاہیئے۔ کنواری اور کنوارے کا نہیں۔ (۲) جیسے شادی شدہ میاں بیوی ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں۔ ویسے نیوگ کرنے والے مرد عورت ساتھ نہ رہیں ان کی صحبت استقرار حمل کے وقت (جس کے اوقات اوپر بیان کئے جا چکے ہیں) ہونی چاہیئے۔ اس کے علاوہ اکٹھے نہ رہوں۔ (۳) اگر نیوگ عورت کے لئے ہوا ہو۔ تو دوسرا حمل قائم ہوتے ہی ان کا تعلق قطع ہو جانا چاہیئے۔ اور اگر مرد کے لئے ہوا ہو۔ تو بھی یہی صورت عمل میں لائی جائے۔ ہاں! نیوگ کرنے والی عورت دو تین سال تک ان لڑکوں کی پرورش کر کے نیوگ کرنے والے مرد کے حوالہ کر دے۔ اس طرح نیوگ کرنے والی عورت دو بچے اپنے لئے اور دو دو چار مردوں کے لئے اگلے دس بچے پیدا کر سکتی ہے۔ کیونکہ وید میں اگلے دس اولاد پیدا کرنے کی اجازت ہے چنانچہ فرمایا ہے:۔

इमां त्वमिन्द्र मीढ्वः सुपुत्रां सुभगां कृणु ।
दशास्यां पुत्रानाधेहि पतिमेकादशं कृधि ॥

اے طاقت مردمی سے مستعد قوی مرد! تو اس مذکور عورت (یا بیوی) کو با اولاد اور سہاگن کیا اور بگرا گیارھواں فرد عورت کو شمار کر۔ اے عورت! تو بھی بچے کرنے والے شوہر یا نیوگ کرنے والے مردوں سے دس اولاد پیدا کر اور گیارھواں فرد خاوند کو شمار کر۔ (دیکھو ۱۰ - ۸۵ - ۴۵)

وید کے اس حکم کی رو سے برہمن۔ کشتری اور ویش مردوں اور عورتوں کو دس سے زیادہ اولاد پیدا نہیں کرنی چاہیئے۔ اس سے زیادہ تعداد کی صورت میں اولاد کمزور۔ کم عقل اور کم عمر ہوتی ہے۔ اور میاں بیوی بھی کمزور۔ کم عمر اور مریض ہو کر بڑھاپے میں سخت تکالیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔

معترض نیوگ کی یہ کیفیت زناکاری سی معلوم ہوتی ہے مجیب۔ جیسے بغیر شادی کے مرد اور عورت کی مجامعت کا نام زناکاری ہے ویسے ہی بغیر نیوگ کے صحبت کرنے کو بھی زناکاری کہا جا سکتا ہے دوسرے لفظوں میں جیسے باقاعدہ شادی ہو جانے کی صورت میں زناکاری نہیں رہتی۔ ویسے ہی باقاعدہ نیوگ کی حالت میں بھی زناکاری نہیں رہ سکتی۔ جیسے ایک شخص کی لڑکی کا دوسرے شخص کے لڑکے کے ساتھ حسب ہدایت شاستر شرع بیاہ ہو جانے پر ان کی باہم مجامعت میں نہ تو گناہ متصور ہوتا ہے اور نہ شرم محسوس ہوتی ہے۔ اس طرح حسب ہدایت شاستر شرع نیوگ بھی نہ باعث گناہ ہے اور نہ موجب شرم۔ معترض بات تو ٹھیک ہے مگر طریق عمل کچھ بیہودہ سا معلوم ہوتا ہے مجیب یہ بات نہیں۔ بیوہ کے لئے نہ تو کوئی مرد متعین ہوتا ہے اور نہ اس کی مجامعت کے کوئی

قواعد ہیں۔ برخلاف اس کے نیوگ کے لئے شادی کی طرح قواعد مقرر ہیں۔ جیسے ایک غیر مرد کو بلا کر کے لڑکی دے دینا اور پھر ان کا باہم مجامعت کرنا باعث شرم نہیں ہوتا۔ ایسے ہی نیوگ بھی باعث شرم نہیں ہونا چاہیئے۔ اور یوں زانی اور مرنیہ تو شادی ہو جانے پر بھی بدکاری سے گریز نہیں کرتے۔ معترض۔ ہمیں نیوگ میں گناہ معلوم ہوتا ہے عجیب۔ اگر نیوگ کو گناہ تصور کرتے ہو۔ تو شادی کو گناہ تصور کیوں نہیں کرتے بلکہ حقیقت گناہ تو نیوگ کے روکنے میں ہے۔ کیونکہ قانونِ قدرت کی رُو سے عورت اور مرد کے فطری جذبات کا انسداد ہو ہی نہیں سکتا۔ اس بارے میں استثنیٰ ہیں تو فقط تارک الدنیا ریاضت شعار عارف۔ کیا تم اسقاطِ حمل کو جو بچہ کشی کی ایک صورت ہے۔ گناہ تصور نہیں کرتے؟ اور یہ عورت اور رنڈوے مرد کو اندر اندر جلتے رہنے (پر مجبور کرنے کو سوسائٹی کی طرف سے) ظلم تسلیم نہیں کرتے؟ جب تک وہ دونوں عالم شباب میں ہیں ان کی مجامعت اور اولاد پیدا کرنے کی خواہش کو سرکاری قانون یا پنچائتی رواج کے ذریعہ روکنا گویا خفیہ بدکاری وغیرہ جرائم کی تحریص دینا ہے۔ ان بدکاری وغیرہ جرائم کے انسداد کی ایک ہی افضل تدبیر ہے۔ وہ یہ کہ جو نفس پر قابو رکھ سکیں۔ وہ شادی یا نیوگ کچھ بھی نہ کریں۔ لیکن جو ایسا نہ کر سکیں۔ اُن کا ازدواج اور مجبوری کی حالت میں نیوگ ہونا فرض ہے۔ اس سے زنا کاری کم ہوگی۔ باہمی محبت کی وجہ سے اولاد افضل ہوگی نسل انسانی میں اضافہ ہوگا۔ اور اسقاطِ حمل کا قطعاً انسداد ہو جائے گا۔ شادی اور نیوگ سے کئی برائیاں رکتی ہیں۔ مثلاً ادنیٰ درجہ کے مرد سے اعلیٰ درجہ کی عورت یا بیوہ وغیرہ ادنیٰ درجہ کی عورت سے اعلیٰ درجہ کے مرد کا ناجائز تعلق۔ شریف خاندانوں کی بدنامی اور قطع نسل۔ عورت اور مرد کا اندر اندر جلتے رہنا اور اسقاطِ حمل کی صورت میں بچہ کشی۔ بنابراں نیوگ کرنا واجب ہے۔ معترض۔ نیوگ میں کیا کیا بات ہونی لازم ہے؟ عجیب جیسے شادی علی الاعلان ہوتی ہے۔ ایسے ہی نیوگ بھی اعلانیہ ہونا چاہیئے جیسے شادی میں بزرگوں کی اجازت اور دوجین کی رضامندی ہوتی ہے۔ ایسے ہی نیوگ میں بھی ہونا لازم ہے۔ یعنی جب نیوگ ہونا ہو۔ تب اپنے خاندان کی عورتوں اور مردوں کے سامنے اعلان کریں۔ کہ ہم دونوں اولاد پیدا کرنے کے لئے نیوگ کرنے لگے ہیں۔ جب نیوگ کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ تو ہم اس کے بعد صحبت نہیں کریں گے۔ اگر اس عہد کی خلاف ورزی کریں۔ تو (پرمیشور کے نزدیک) گنہگار اور سرکار اور پنچائت کی طرف سے مستوجب سزا ہوں گے۔ ایک مہینے میں

لے دیہانتر سمرتی اپنے ۱۷ میں لکھا ہے:۔

ऊर्ध्वं षड्भ्यो मासेभ्यः ज्ञात्वा श्राद्धं च पत्ये दत्त्वा
विधाकर्म गुरुभोनिसम्बन्धात् संनिपात्य पिता भ्राता व
नियोगं कारयेत् ॥

پھر مہینے کے بعد غسل کر کے خاوند کے لئے شرادھ کرے۔ اور علم حمل اور خون کے رشتہ داروں کو اکٹھا کر کے باپ یا بھائی نیوگ کرا دے۔ (ہمیں اس شلوک سے صرف نیوگ کا جواز ثابت کرنا ہی مقصود ہے)۔ (مترجم)

لے اس مفہوم کو منوسمرتی ۹۔ ۶۰-۶۲ میں بیس الفاظ ظاہر کیا ہے:۔

विधवायां नियोगार्थे निर्वृत्ते तु यथाविधि ।
गुरुवच स्नुषावच वर्त्तेयातां परस्परम् ॥

ایک بار استقرار حمل کریں گے۔ اور قیام حمل کے بعد ایک سال تک جُدا رہیں گے۔ معترض۔ نیوگ اپنے ورنی (جماعت مدنی) میں ہونا چاہیئے یا مختلف ورنوں (جماعاتِ مدنی) میں بھی؟ مجیب۔ اپنے ورنی جماعتِ مدنی) یا اپنے سے اعلےٰ ورن (جماعتِ مدنی) کے مرد کے ساتھ یعنی ویش عورت، ویش کشتری یا براہمن مرد سے۔ کشتری عورت کشتری یا براہمن مرد سے اور براہمن عورت فقط براہمن مرد سے نیوگ کر سکتی ہے مختصر یہ کہ کسی اپنے یا اپنے سے اعلےٰ ورن (جماعتِ مدنی) کا ہونا چاہیئے۔ اپنے سے ادنیٰ ورن (جماعتِ مدنی) کا نہیں جنیفین یعنی عورت اور مرد کے باہم مختلف پیدا کئے جانے کا یہی مدعا ہے۔ کہ احکام الٰہی یعنی ہدایت وید کے مطابق شادی یا نیوگ کے ذریعہ اولاد پیدا کریں معترض۔ مرد کو نیوگ کرنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ اس کا نکاح ثانی ہو سکتا ہے؟ مجیب۔ ہم اوپر کہہ چکے ہیں۔ کہ تعلیم یافتہ یعنی براہمن۔ کشتری۔ ویش جماعات کے افراد کا ایک ہی دفعہ بیاہ ہونا وید وغیرہ کتب حقہ کی ہدایات کے مطابق جائز ہے۔ دوسری دفعہ بیاہ ہونا جائز نہیں۔ علاوہ ازیں کنوارے مرد اور عورت کی آپس میں شادی ہونا قرین انصاف ہے۔ بیوہ عورت سے کنوارے مرد اور رنڈوے مرد سے کنواری عورت کی مناکحت جہاں بعید از انصاف ہے۔ وہاں (اندھرم) احکام دین کے بھی خلاف ہے۔ جیسے کنوارا مرد بیوہ عورت سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔ ایسے ہی تدبیدیعنی بکاح اور ہمبستری کر چکے مرد کے ساتھ کنواری عورت بھی شادی کرنا پسند نہیں کرتی۔ رنڈوے مرد سے کوئی کنواری عورت اور بیوہ عورت سے کوئی کنوارہ مرد شادی کرنا پسند نہیں کرے گا۔ تب ایسے مردوں اور عورتوں کو نیوگ کی ضرورت ہوگی۔ دھرم یعنی کتب دینی کی ہدایت بھی یہی ہے۔ کہ ایک ہی طرح کے زوجین کا آپس میں ازدواج ہو۔ معترض۔ جیسے شادی کے لئے وید وغیرہ کتب حقہ کی سند ہے۔ ایسے ہی نیوگ کے لئے بھی ہے یا نہیں؟ مجیب۔ اس کے لئے اسناد کی کمی نہیں۔ دیکھو اور کالی دھرکر سنو۔

कुह स्विदोषा कुह वस्तोरश्विना कुहाभिपित्वं करतः कुहोषतुः ।
को वां शयुत्रा विधवेव देवरं मर्य्यं न योषा कृणुते सधस्थ आ ॥ १ ॥

اے عورت اور مرد! (اس امر پر غور کیا کرو۔ کہ) جیسے بیوہ دیور (شوہر ثانی) کے ساتھ اور منکوحہ بیوی اپنے خاوند کے ساتھ یکجا ہوتی اور ہمبستر ہو کر اولاد پیدا کرتی ہے۔ اسی طرح تم میاں بیوی رات کے وقت کہاں اور دن کے وقت کہاں رہتے ہو؟ تمہاری خوابگاہ کہاں ہے؟ تم نے کہاں (عیش وغیرہ اشیاء کے حصول کی کوشش کی؟ کس کس وقت کہاں کہاں بسے؟ اور تم کہاں کے بسنے والے ہو؟ (رگوید ۱۰-۴۰-۲)

لہ اس منتر کی تفسیر میں شری سائن آچاریہ لکھتے ہیں:-

शयुत्रा शयने विधवेव यथामृतमर्तृका नारी देवरं मर्त्यभ्रातरं अभिमुखीकरोति । मर्य्यं न यथा च सर्वं मनुष्यं योषाः सर्वा नारी संभोगकाले ऽभिमुखीकरोति ॥

جیسے بیوہ مقام خواب میں اپنے خاوند کے بھائی کے۔ اور جیسے عورت مجامعت کے وقت مرد کے سامنے ہوتی ہے

اس سے ثابت ہوا۔ کہ دیس۔ پردیس میں میاں بیوی اکٹھے رہیں۔ اور بیوہ نیوگ کرکے اسی طرح اولاد پیدا کرے۔ جیسے (منکوحہ بیوی) شادی شدہ خاوند سے کرتی ہے معترض۔ اگر کسی کا چھوٹا بھائی ہی نہ ہو تو بیوہ کس سے نیوگ کرے؟ مجیب دیور سے۔ مگر دیور کے معنے وہ نہیں۔ جو تم سمجھے ہو۔ دیکھو۔ نرکت میں لکھا ہے:۔

देवरः कस्माद् द्वितीयो वर उच्यते ॥

"دیور" اس مرد کا نام ہے جو بیوہ کا دوسرا خاوند ہو۔ (چاہے وہ پہلے خاوند کا چھوٹا بھائی یا بڑا بھائی یا اس سے اونچے درجہ (جماعت مدنی) کا شخص ہو جس سے بیوہ نیوگ کرے وہ "دیور" ہے) نرکت ۳-۱۵

उदीर्ष्व नार्यभि जीवलोकं गतासुमेतमुप शेष एहि ।

हस्तग्राभस्य दिधिषोस्तवेदं पत्युर्जनित्वमभि सं बभूथ ॥ २ ॥

(بیوہ) عورت! تو اس متوفی خاوند (کے غم میں پڑی ہے۔ اب اس کی امید چھوڑ کر) زندہ لوگوں کی دنیا میں آ۔ اچھی بات ذہن نشین کر لے کہ اب تجھ سے اولاد کی پیدائش تیرا ہاتھ پکڑنے والے دوسرے (نیوگ کرنے والے) خاوند کے لئے یا تیرے لئے ہو سکتی ہے۔ (رگوید ۱۰-۱۸-۸)

अदेवृघ्न्यपतिघ्नी हैधि शिवा पशुभ्यः सुयमाः सुवर्चाः ।

प्रजावती वीरसूर्देवृकामा स्योनेममग्निं गार्हपत्यं सपर्य ॥

اے شوہر اور دیور کو تکلیف نہ دینے والی! تو اس (خاندان کی) منزل (مویشیوں) کے لئے موجب راحت ہو۔ احکام الٰہی کی پابند۔ کتب حقہ کے علم سے آراستہ اور حسین بیٹیوں پوتوں والی بہادروں کی ماں دیور سے محبت کرنے والی بن کے لئے باعث راحت ہو کر آ۔ (خاوند یا (اس کی وفات پر) دیور کو حاصل کر کے) منزل خانہ داری کے اس اگنی ہوتر (مقدس آگ) کو قائم رکھ۔ (اتھروید ۱۴-۲-۱۸)

तामनेन विधानेन निजो विन्देत देवरः ॥

اگر کسی عورت کے خاوند کا رسوم شادی کی تکمیل کے بعد بغیر مجامعت کے انتقال ہو جائے۔ تو خاوند کا چھوٹا بھائی اس سے شادی کر سکتا ہے۔ (منوسمرتی ۹-۶۹)

لے تقریر آنریبل ۱-۱ میں "پن" منتر کا استعمال متوفی خاوند کی لاش کے پاس سے بیوی کو اٹھا لانے کے موقعہ کے لئے کیا گیا ہے۔ شری سایانہ اچاریہ اس کے مندرجہ ذیل معنے کر کے "پن" منتر کے متن میں ایک دو لفظوں کی تبدیلی کر دی گئی ہے لیکن اس سے معنے میں فرق نہیں آیا۔

हे नारि ! त्वं 'इतासुं' गतप्राणं एवं पतिं 'उपशेषे' उपेत्य शयनं करोषि, 'उदीर्ष्व' अस्मात्पतिसमीपादुत्तिष्ठ, 'जीवलोकमभि' जीवन्तं प्राणिसमूहमभिलक्ष्य 'एहि' आगच्छ। त्वं 'हस्तग्राभस्य' पाणिग्राहवतः 'दिधिषोः पुनर्विवाहेच्छोः' पत्युः एतत् 'जनित्वं' जायात्वं 'अभिसंबभूथ' आभिमुख्येन

اے عورت! تو اس مرے ہوئے خاوند کے پاس لیٹ رہی ہے۔ اس کے پاس سے اٹھ کھڑی ہو۔ زندہ جاندار لوگوں کی دنیا میں آ۔ تو (اگلے) ہاتھ پکڑنے والے دوسرا بیاہ کرنے کے خواہشمند شوہر کی بیوی بن۔

لہ منوسمرتی میں پہلے نیوگ کے سلسلے میں آیا ہے۔ اس میں اس عورت کو جو بغیر مجامعت کے بیوہ ہو گئی ہو۔ نیوگ کی اجازت دی گئی ہے اور دوسری شادی کی نہیں۔ مگر آگے منوسمرتی ۹-۷۶ کے مطابق جب ایسی بیوہ کے لئے دوسری شادی ہی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

معترض۔ ایک عورت یا مرد کے لئے کتنی دفعہ نیوگ جائز ہے؟ اور نیوگ اور نیوگ کرنے والے مرد کا نام کیا ہوتا ہے؟

مجیب۔ یہ وید میں کہا ہے:۔

सोमः प्रथमो विविदे गन्धर्वो विविद उत्तरः ।
तृतीयो अग्निष्टे पतिस्तुरीयस्ते मनुष्यजाः ॥

اے عورت! جو پہلا نکاح کرنے والا خاوند تجھے حاصل کرتا ہے اس کا نام (خوش شباب کی وجہ سے) "سوم" (کنوارا) ہے۔ اور جو دوسرا (نیوگ کے ذریعہ) داخل ہوتا ہے۔ وہ (ایک عورت کا خاوند ہو چکنے کی وجہ سے) "گندھرو" (شادی شدہ) کہلاتا ہے۔ اس کے بعد جو تیسرا خاوند ہے۔ وہ (کثرت حرارت کی وجہ سے) "اگنی" اور چوتھا (سے یا تا دہم تک) کا نام "منشیہ جا" (اولاد پیدا کرنے والا) ہے۔ یجروید ۱۰-۸۵-۴۰

یجروید ۱۰-۸۵-۴۵ کے مطابق جس کا حوالہ اوپر دے آئے ہیں۔ جیسے عورت گیارہ مردوں تک سے نیوگ کر سکتی ہے۔ ایسے ہی مرد بھی گیارہ عورتوں تک سے نیوگ کر سکتا ہے۔

معترض۔ تعداد "گیارہ" سے دس اولاد اور گیارھواں خاوند کیوں نہ مراد لیا جائے؟

مجیب۔ اگر یہی مفہوم اخذ کرو گے۔ تو یجروید ۱۰-۸۵-۴۵ نیز کت ۱۴-۱۵ اتھروید ۱۴-۲-۱۸ اور یجروید ۱۰-۸۵-۴۰ (جن کا حوالہ اوپر دے آئے ہیں) میں مندرجہ "دیگر خاوند" وغیرہ الفاظ کے مفہوم کے خلاف ہوگا۔ (یعنی ان دیگر خاوندوں کی تعداد کا تعین نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ تمہارے مسلمات کے مطابق تو دوسرا خاوند بھی نہیں ہو سکتا۔ منوسمرتی ۹-۱۷۵ میں اولاد کی اقسام میں "اندرس"

(پچھلے صفحہ سے آگے) جائز قرار دے دی گئی ہے۔ تو پھر اس کے لئے نیوگ کی اجازت کے کیا معنے؟ پنکتی ۹-۱۰۱ کے مطابق اس شلوک سے نیوگ نہیں بلکہ ثانی کا جواز اخذ کرتے ہیں منوسمرتی ۹-۷۵ سے ۹-۹۰ تک نیوگ کی اجازت اندراج ہے کہ ۹-۶۷ سے ۹-۹۰ تک کے شلوکوں میں اس کی مذمت کر دی ہے پھر ۹-۱۷۶ میں اس عورت کو بغیر صحبت کے بیوہ ہو گئی ہو۔ نیوگ کی اجازت دیکر اس کے لئے از دواج ثانی کی ممانعت کر دی ہے۔ ۱۷۶ کے بعد کے تمام شلوک اس تفرقہ کی تحریف معلوم ہوتے ہیں جب بیوگان کے لئے بیاہ ثانی ہر حالت میں ممنوع قرار دے دیا گیا۔ یہاں تک کہ فقط "نامزد" یعنی منگنی ہونے پر بھی جو عورت بیوہ ہو جائے۔ اس کی شادی بھی خلاف شاستر قرار دے دی گئی۔ لیکن جیسے فٹ نوٹ نمبر ۱ صفحہ ۱۱۵ میں ثابت کیا گیا ہے منوسمرتی کے بعض شارحین اور بعض دیگر سمرتی کاروں کی طرف سے منگنی تو کیا شادی ہو کر بھی بستری ہو چکنے کی صورت میں بھی از دواج بیوگان جائز ہے۔ منوسمرتی ۹-۱۹۱ میں ایک ایسی عورت کا ذکر ہے جس کے ایک خاوند سے لڑکا ہو جانے کے بعد اس خاوند کا انتقال ہو جاتا ہے۔ اور لڑکے کے بالغ ہونے کی وجہ سے جائیداد کی مالک ہو جاتی ہے۔ بعد میں وہ ایک اور خاوند سے شادی کر لیتی ہے۔ اس سے بھی اس کے لڑکا ہو جاتا ہے اور پھر تیسرا خاوند بھی انتقال کر جاتا ہے۔ اب ان دو لڑکوں میں وراثت کا تنازعہ پیدا ہوتا ہے منوسمرتی کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ ہر ایک لڑکا اپنے اپنے باپ کی جائیداد کا وارث ہوگا۔ چنانچہ منو کے الفاظ یہ ہیں:۔

द्वौ तु यौ विवदेयातां भ्रात्रोर्ज्ञातौ स्त्रिया धने ।
तयोर्यदाद्यस्य पित्र्यं स्यात्तत् गृह्णीत नेतरः ॥

اس سے ظاہر ہے۔ کہ منوسمرتی کے مدنظر شلوک میں ایسی عورت کو بھی شادی کی اجازت دی گئی ہے جس کی پہلے خاوند سے اولاد موجود ہو۔ (۹-۱۹۱)

لہ اگلے صفحہ پر دیکھیں۔

یعنی شوہر کے نطفے سے پیدا ہوئے لڑکے کے بعد کشیترج "یعنی نیوگ سے پیدا ہوئے لڑکے کا دوسرا میں شمار کیا گیا ہے۔ منوسمرتی ۹ — ۵۹ — ۵۸ کا منشا حسب ذیل ہے:-

देवपराहा सधिधाहा स्त्रिया सम्यङ् नियुक्तया ।
प्रजास्सिताधिगन्तव्या सन्तानस्य परिक्षये ॥ १ ॥
ज्येष्ठो यवीयसो भार्य्यां यवीयान्वाज्यवित्यपि ।
पतितौ भवतो गत्वा नियुक्तावप्यनापदि ॥ २ ॥

خاوند کی چھ پشتوں میں خاوند کے بڑے یا چھوٹے بھائی یا اپنے یا اپنے سے اوپر کے درجہ (جماعت والی) کے شخص کے ساتھ بیوہ کا نیوگ ہونا جائز ہے۔ مگر یہ اسی حالت میں جب کہ بیوہ عورت اور مرد اولاد پیدا کرنے کے خواہشمند ہوں۔ یا پہلے اولاد نہ ہوئی ہو کہ نہ رہی ہو۔ ۱

اور اگر میت نہ ہو (یعنی اولاد موجود ہو یا اولاد کی خواہش نہ ہو یا اولاد ہو جانے پر بھی) بڑا بھائی چھوٹے بھائی کی یا چھوٹا بھائی بڑے بھائی کی بیوہ سے صحبت کرے تو وہ چاہ عصیاں میں گر جاتا ہے۔ ۲

ایک بار کے نیوگ کے لئے نصر احمل قائم ہو جانے کی میعاد مقرر ہے۔ اس کے بعد مجامعت کرنا منع ہے اور اگر عورت اور مرد دونوں کے لئے نیوگ ہوا ہو۔ تو چار بچوں تک۔ مندرجہ بالا تفاصیل کے مطابق ایک عورت اور ایک مرد دس بچے پیدا کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد جذبات شہوانی کی غلامی سمجھی جائے گی۔ میاں بیوی پر بھی یہی قید عاید ہوتی ہے۔ یعنی اگر وہ دس بچوں کی پیدائش کے بعد مجامعت کریں۔ تو شہوت پرست متصور ہوں۔ اور ان کی مذمت کی جائے۔ حاصل کلام یہ کہ شادی اور نیوگ کا مقصد اولاد کی پیدائش ہے۔ جذبات حیوانی کی سیری نہیں۔

زوجین کی موجودگی میں نیوگ

معترض۔ نیوگ خاوند کے مرنے پر ہوتا ہے یا جیتے جی بھی؟

مجیب۔ جیتے جی بھی۔ چنانچہ رگوید ۱۰ — ۱۰ — ۱۰ میں آتا ہے۔ کہ

अन्यमिच्छस्व सुभगे पतिं मत् ॥

(جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تو اپنی بیوی کو ہدایت کرے۔ کہ) اے سہاگن کی خواہشمند عورت! تو میرے سوا کسی اور خاوند کی خواہش کر (کیونکہ اب مجھ سے اولاد کی پیدائش نہیں ہو سکے گی۔)

(بقیہ پچھلے صفحہ سے) اتھروید ۵ — ۱۷ — ۸ میں ارشاد فرمایا ہے:-

उत् यत् पतयो दश स्त्रियाः पूर्वे अभाजयः ।
ब्रह्मा चेदस्तमग्रहीत् स एव पतिरेकधा ॥

اگر ایک عورت کے دس پہلے خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہوں۔ اور ایک قابل شخص اس سے ہاتھ ملا لے تو ایک طرح وہی اس کا خاوند ہے۔ ("برہما" اور "پرجاپتی" مترادف ہیں۔ یہاں "برہما" کے معنے نہیں اولاد پیدا کرنے کے قابل اور "ابراہمن" کے معنے اس کے خلاف اولاد پیدا کرنے کے ناقابل)

ایسی حالت میں عورت دوسرے مرد سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔ مگر اپنے عالی حوصلہ شادی کئے ہوئے خاوند کی خدمت میں کر لیتا ہے ایسی طرح جب عورت امراض وغیرہ مزاحمات میں مبتلا ہو کر اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تو اپنے شوہر کو ہدایت کرے۔ کہ اے خاوند! آپ مجھ سے اولاد پیدا کرنے کی خواہش ترک کر کے کسی بیوہ سے نیوگ کے ذریعہ اولاد حاصل کیجئے۔ اس بارے میں تاریخی امثال بھی موجود ہیں جیسے راجہ پانڈو کی رانی کنتی اور مادری وغیرہ نے بذریعہ نیوگ لڑکے پیدا کئے۔ اور ویاس جی نے چترانگد اور چترویریہ کے مرجانے کے بعد وچتر ویریہ کی زوجہ امبکا سے دھرت راشٹر۔ امبالکا سے پانڈو اور داسی سے ودر پیدا کیا۔

प्रोक्तो धर्मकार्यार्थे प्रतीच्छोऽष्टौ नरः समाः ।
विद्यार्थे षड् यशोर्थे वा कामार्थे त्रींस्तु वत्सरान् ॥ १ ॥

اگر خاوند (دھرم) یعنی دین کے کام کے لئے پردیس گیا ہو۔ تو عورت آٹھ برس۔ اگر علم یا شہرت حاصل کرنے کے لئے گیا ہو تو چھ برس اور اگر دولت وغیرہ کی خواہش سے گیا ہو تو تین برس تک انتظار کرے .....

(اس کے بعد نیوگ سے اولاد پیدا کرے جب خاوند واپس آجائے۔ تو نیوگ کا تعلق قطع ہو جائے ۱۲ منہ)

لے دیگر شادیں یہاں نیوگ کی اجازت نہیں دیتے۔ بلکہ خاوند کے پاس چلے جانے کا حکم دیتے ہیں۔ اگر عورت خاوند کے پاس جا سکے۔ تو سب کے نزدیک افضل ہے۔ سوال تو پیدا ہی تب ہوتا ہے جب خاوند کے پاس جانا ممکن نہ ہو۔ تبھی تو ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔

प्रोषितपत्नी पंचवर्षं प्रवसेद् यद्यकामा यथा प्रेतस्य एवं च वर्तितव्यं स्यात् । एवं पंच ब्राह्मणी प्रजाता, चत्वारि राजन्या प्रजाता त्रीणि वैश्या प्रजाता, द्वे शूद्रा प्रजाता । अत ऊर्ध्वं समानोदकपिण्डसम्बन्धि गोत्राणां पूर्वः पूर्वो गरीयान् । न खलु कुलीने विद्यमाने परगामिनी स्यात् ॥

پردیس گئے ہوئے مرد کی عورت اگر اسے صحبت کی خواہش ہو۔ تو پانچ برس تک اکیلی رہے اس کا طریق بیوہ کی طرح ہونا چاہیئے جس برہمنی کے بچے پیدا ہو چکا ہو۔ وہ پانچ برس تک۔ کشتری عورت جس کے بچے ہو چکا ہو چار برس ویش عورت جس کے بچے ہو چکا ہو تین برس شودر عورت جس کے بچے ہو چکا ہو دو برس (اکیلی رہے) اس کے بعد سماندوک سے۔ وہ نہ ہو تو سمان پنڈ سے۔ وہ نہ ہو تو سمان جنم سے۔ وہ نہ ہو تو سمان رشی سے۔ وہ نہ ہو تو سمان گوتر سے نیوگ کرے! اپنے خاندان کے مرد کی موجودگی میں غیر سے صحبت نہ کرے (ستیارتھ پرکاش اصلاح ۱۷)

نارد سمرتی ۱۲-۹۰ تا ۱۰۰ میں لکھا ہے!

अष्टौ वर्षाण्युदीक्षेत ब्राह्मणी प्रोषितं पतिम् ।
अप्रसूता तु चत्वारि परतोऽन्यं समाश्रयेत् ॥
क्षत्रिया षट् समास्तिष्ठेदप्रसूता समास्त्रयः ।
वैश्या प्रसूता चत्वारि द्वे वर्षे त्वितरा वसेत् ॥
जीविष्वसमाचे तु स्वादेष द्विगुणोऽवधिः ॥

(باقی اگلے صفحہ پر)

اِسی طرح مرد کے لیے مندرجہ ذیل ہدایت ہے :-

वन्ध्याष्टमेऽधिवेद्याब्दे दशमे तु मृतप्रजाः ।
एकादशे स्त्रीजननी सद्यस्त्वप्रियवादिनी ॥ २ ॥

عورت بانجھ ہو (یعنی شادی کے بعد آٹھ برس تک اولاد پیدا نہ ہوتی ہو) تو آٹھویں سال۔ اولاد ہو کر مر جاتی ہو تو دسویں سال۔ لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ لڑکے نہیں تو گیارھویں سال اور اگر تلخ کلام ہو۔ تو فوراً اسے ترک کر کے دوسری عورت سے بذریعہ نیوگ اولاد پیدا کرے۔ (منوسمرتی ۹ - ۸۱)

اگر مرد نہایت تکلیف کا باعث ہو۔ تو عورت کو بھی اجازت ہے کہ اسے چھوڑ کر کسی اور مرد سے بذریعہ نیوگ اولاد پیدا کرے۔ وہ اولاد اس کے خاوند کی جائیداد کی وارث ہوگی۔

ان حوالجات اور دلائل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سوئمبر و دادا اور نیوگ کے ذریعہ اپنے خاندان کی ترقی کرنا واجب ہے۔ جیسے "ادبس" یعنی بیاہ کرنے والے خاوند سے پیدا ہوا لڑکا باپ کی جائیداد کا وارث ہوتا ہے۔ ایسے ہی کشیتریج یعنی نیوگ سے پیدا ہوا بیٹا بھی اپنے متوفی باپ کا وارث تسلیم کیا گیا ہے۔ (منوسمرتی ۹ - ۱۶۵)

ضبطِ نفس کی تعلیم

عورت اور مرد دونوں کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ ویریج (نطفہ) اور اوج (عورت کا مادۂ تولید) بے بہا اشیاء ہیں۔ جو اس بے بہا خزانے کو غیر عورت یعنی بیوا اور غیر مرد یعنی لمبی بدمعاش کی صحبت میں ضائع کرتا ہے وہ احمق مطلق ہے۔ کوئی کسان یا مالی جاہل بھی ہو۔ تو بھی اپنا تخم غیر کی زمین میں نہیں پھینکتا جب ایک جاہل شخص معمولی نباتات کے متعلق اس قدر محتاط ہے۔ تو جو شخص اشرف المخلوقات یعنی قابلِ انسانی کے تخم کو نااہل زمین میں ڈالتا ہے۔ وہ یقیناً احمقوں کا سردار ہے۔ اس ضائع شدہ تخم کا ثمر اسے کچھ بھی نہیں دیتا بلکہ الٹا گرنتھوں میں لکھا ہے۔ کہ بچہ والد کی جان ہوتا ہے۔ نیرکت میں کہا ہے :-

अङ्गादङ्गात्सम्भवसि हृदयादधिजायसे ।
आत्मासि पुत्र मा मृथाः स जीव शरदः शतम् ॥

پچھلے صفحہ سے آگے) پردیس گئے ہوئے خاوند کی بابت دس برس انتظار کرے اگر بغیر اولاد کے ہو تو چار برس۔ اس کے بعد دوسرے مرد کی طرف رجوع کرے کشتری عورت چھ سال انتظار کرے۔ اولاد کی عدم موجودگی میں تین سال۔ ویش عورت چار سال۔ اولاد ہو تو دو سال

خاوند کے زندہ جلنے کی خبر مل جانے کی صورت میں یہ میعاد دوگنی ہو جاتی ہے۔

لے عدم سندھ میں سنہ ۱۹۳۰ء تک بچہ عورت کو دسویں۔ لڑکیاں پیدا کرنے والی کو بارھویں جس کی اولاد پیدا ہو کر مر جاتی ہو اسے پندرھویں سال۔ اور تلخ کلام کو فوراً الگ کر دینے کا حکم دیا ہے۔ اور تلخ کلامی کے معنے زنا کاری کیے گئے ہیں۔ شاید تلخ کلامی زنا کاری کے بعد کی مراد ہو۔ یعنی جو عورت زنا کاری کے بعد بجائے اصلاح کے تلخ کلامی کرتی ہو۔ اسے فوراً الگ کر دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

اے بچے! تو عضو عضو سے پیدا ہوتے لئے اکاتر ہے۔ تو ماں کا لختِ جگر ہے۔ تو میری جان ہے۔ مجھ سے پہلے
یعنی میرے دیکھتے نہ مرجانا۔ تو سو برس تک جیتے رہنا۔ یجر کت ۳۔۱۔۶

جس تخم سے بزرگانِ عظام اور عارفانِ کرام کے قالب پیدا ہوتے ہیں۔ اسے بیوقوف وغیرہ ناکارہ اراضی میں بونا۔ یا ناکارہ تخم کی کاشت اعلیٰ اراضی میں ہونے دینا شدید ترین گناہ ہے۔

شادی کے فوائد

معترض۔ شادی کس لئے کی جائے؟ اس سے تو دو جانیں کو قید میں پڑ کر نہایت تنگی اور مشاکل سے رہنا اور تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اس سے بہتر ہے۔ کہ جس سے جس کی محبت ہو۔ وہ محبت رہنے تک رہے ہیں جب محبت نہ رہے تو الگ ہو جائیں۔

مجیب۔ یہ مذاق چرند و پرند یعنی حیوانات کا ہے۔ بنی نوع انسان کا نہیں۔ اگر بنی نوع انسان میں شادی کا رواج نہ رہے۔ تو منزلِ خانہ داری کی تمام مراسم حسنہ نیست و نابود ہو جائیں۔ کوئی کسی کی خدمت نہ کرے۔ زنا کاری عام ہو جائے۔ اور سب مریض۔ کمزور اور کم عمر ہو کر جلدی مر جائیں جمعیت سب برباد ہو جائیں۔ کسی کو کسی کا خوف یا لحاظ نہ رہے۔ کوئی کسی کی جائیداد کا مالک یا وارث نہ ہو سکے۔ نہ کسی چیز پر کسی کا مدت دراز تک اختیار رہے۔ علےٰ ہذا القیاس۔ ان خرابیوں کے انسداد کے لئے قانونِ شادی کا جاری رہنا نہایت ضروری ہے معترض۔ اگر شادی فقط ایک ہو یعنی ایک خاوند کی ایک ہی بیوی اور ایک بیوی کا ایک ہی خاوند ہو۔ تو عورت کے حاملہ ہو جانے یا زچگی میں سے کسی کے مدت دراز تک مریض رہنے کی صورت میں۔ بجائیکہ دونوں عالم شباب میں ہوں اور بغیر مباشرت کے نہ رہ سکتے ہوں۔ کیا کریں؟ مجیب۔ اس کا جواب نیوگ کے ذکر میں آ چکا ہے۔ اگر عورت کے حاملہ ہونے اور اس لئے ایک برس تک مجامعت کے غیر جواز کی صورت میں مرد سے اور مرد کے مدت دراز تک بیمار رہنے کی حالت میں عورت سے بغیر مباشرت کے نہ رہا جائے۔ تو زنا کاری یا بیوی کی صحبت کسی حالت میں بھی نہ کرنی چاہیئے۔ (صحبت کے بغیر چارہ ہی نہ ہو تو) کسی سے نیوگ کر کے اس کے لئے اولاد پیدا کر دیں۔

خانہ داری کے فرائض

جہاں تک ہو سکے غیر مبذر اشیاء کی خواہش مبذر اشیاء کی حفاظت اور محفوظ اشیاء کی ترقی میں کوشاں رہیں۔ اس طرح مال و دولت بڑھا بڑھا کر ملک کی بہبودی میں صرف کریں۔ مندرجہ بالا تفاصیل کے مطابق اپنے اپنے دن (سیاحت مدنی) اور آشرم (منزلِ حیات) کے فرائض کی ادائیگی نہایت جوش اور تندہی سے یعنی جی جان سے اور زر و مال صرف کر کے کریں۔ یہی حیاتِ انسانی کا سب سے اعلیٰ مقصد ہے۔ ماں، باپ اور ساس سسر کی خدمت خلوصِ دل سے کریں۔ دوست۔ ہمسایہ۔ راجہ۔ عالم۔ حکیم اور شریف سے محبت اور اشرار یعنی احکام الٰہی کے خلاف چلنے والوں سے اجتناب کا سلوک کریں۔ یعنی بغض و عداوت سے اوپر اٹھ کر ان کی اصلاح کی کوشش کریں۔ حتےٰ الوسع اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت میں دولت وغیرہ تمام ذرائع اسباب صرف کر کے انہیں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور کامل مہذب بنائیں۔ اور تمام اعمال احکام الٰہی کے مطابق کرتے ہوئے حصولِ نجات کے لئے کوشاں ہوں۔ جس سے راحت کامل اور سرور مکمل نصیب ہو۔

جعلی تصانیف کے جعلی اقوال

مندرجہ ذیل اقسام کے اقوال کو کبھی قابلِ تسلیم تصور نہ کریں :-

पतितोपि द्विजः श्रेष्ठो न च शूद्रो जितेन्द्रियः ।
निर्दुग्धा चापि गौः पूज्या न च दुग्धवती खरी ॥१॥

अश्वालम्भं गवालम्भं संन्यासं पलपैत्रिकम् ।
देवराच्च सुतोत्पत्तिं कलौ पञ्च विवर्जयेत् ॥२॥
नष्टे मृते प्रव्रजिते क्लीवे च पतिते पतौ ।
पञ्चस्वापत्सु नारीणां पतिरन्यो विधीयते ॥३॥

پیدائشی براہمن کشتری اور ویش گرا ہوا بھی اچھا ہے شودر اپنے نفس پر قابو رکھنے والا بھی اچھا نہیں کیونکہ دودھ نہ دینے والی گائے کی بھی تعظیم کی جاتی ہے مگر دودھ دینے والی گدھی کی نہیں۔ ۱

گھوڑے اور گائے کی قربانی۔ سنیاس۔ گوشت کا پنڈ دینا یعنی اسے مردہ ارواح کی نذر کرنا۔ دیور سے اولاد پیدا کرنا۔ کلجگ میں یہ پانچ فعل ممنوع ہیں۔ ۲

خاوند کے لاپتہ ہو جانے۔ مر جانے۔ درویش ہو جانے۔ نامرد ہو جانے۔ اور اپنے دھرم سے گر جانے پر عورتوں کی ان پانچ حالتوں میں خاوندوں کے لئے دوسرا خاوند جائز ہے۔ ۳

یہ خود ساختہ پاراشری کے شلوک ہیں۔ بھلا بدکار براہمن۔ کشتری یا ویش کو تو اچھا اور نیک سیرت شودر کو برا قرار دینے کی نسبت زیادہ تعصب اور انصاف و دین کا خون اور کیا ہو گا؟ جیسے گائے چاہے دودھ دیتی ہو یا نہ دیتی ہو دونوں حالتوں میں اس کی پرورش کرتے ہیں اسی طرح گدھی کی پرورش بھی ہر حالت میں کمہار وغیرہ جماعات کے لوگ کرتے ہیں۔ پھر یہ مثال کیسی غیر موزوں ہے۔ کیونکہ براہمن۔ کشتری۔ ویش اور شودر سب بنی نوع انسان ایک ہی نوع سے تعلق رکھتے ہیں۔ برخلاف اس کے گائے اور گدھی مختلف انواع کے جانور ہیں بالفرض جاندار ہونے کی حیثیت سے ممثل اور مثل بہ میں جزوی موافقت ہو بھی جائے۔ تو بھی قیاس کا منشا پورا نہیں اس لئے علماء کے نزدیک کسی حالت میں بھی یہ قول قابلِ تسلیم نہیں۔ ۱

(۱) جب گائے اور گھوڑے کی قربانی وید کی رو سے جائز ہی نہیں۔ تو (فقط) کلجگ میں اس کی ممانعت وید کے منشاء کے خلاف ہے۔ فقط کلجگ میں ممنوع ہونے کے معنے یہ ہیں۔ کہ تریتا وغیرہ دوسرے یگوں (زمانوں) میں اس کی اجازت ہے۔ اچھے زمانوں میں ایسے برے فعل کی اجازت ہونا بالکل ناممکن ہے۔ (۲) جب سنیاس یعنی فقیری اختیار کرنے کی وید وغیرہ کتب حقہ میں اجازت ہے۔ تو اس کی ممانعت کے لئے کوئی (شرعی) بنیاد ہی نہیں (۳) گوشت خوری کی ممانعت ہر زمانے کے لئے ایک سی ہے (۴) اور جب پہلا خاوند (شوہر ثانی) سے اولاد پیدا کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ تو پھر اس شلوک کا مصنف کیوں اس کی بیہودہ تردید کر رہا ہے۔ ۲

خاوند کے لاپتہ ہو جانے یعنی کسی غیر ملک میں چلے جانے کی صورت میں بیوی دوسرا خاوند نہ کرے اور پہلا

خاوند آجائے۔ تو وہ کس کی بیوی ہو۔ کوئی کہے۔ پہلے خاوند کی۔ تو فہما۔ لیکن یہ حکم اس خود ساختہ پاراشری کا تو ہے نہیں۔ پھر عورت کے لئے مجبوری کی حالتیں کیا فقط پانچ ہیں، اگر خاوند دائم المریض ہو یا ہمیشہ پاگل رہتی ہو تو، عورت کے لئے مصیبت فقط پانچ حالتوں میں نہیں۔ اس سے کہیں زیادہ عورتوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ (اس سب کا تدارک ضروری ہے) ۔۳۔ ان نقائص کی وجہ سے ایسے شلوک قابل تسلیم نہیں۔

معترض کیوں صاحب! آپ پاراشری کے قول کو بھی تسلیم نہیں کرتے؟ مجیب۔ خواہ کسی کا قول ہو۔ اگر وید کے خلاف ہے۔ تو ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ پھر یہ تو پراشر کا قول ہی نہیں بعض کتب برہما۔ بششٹھ۔ رام چندر۔ وشنو۔ دیاندی وغیرہ کے نام سے اس لئے تصنیف کی جاتی ہیں۔ کہ ان بڑے بڑے ناموں کی وجہ سے انہیں تمام عالم تسلیم کرلیں گے۔ اور لکھنے والوں کے لئے ایک معقول ذریعہ معاش پیدا ہو جائے گا۔ اسی خیال سے اور اسی طرح اپنے معنی حکایات کی کتب لکھی جاتی ہیں۔ چند تصرفات یعنی بعد میں ملائے گئے شلوک کو چھوڑ کر منوسمرتی تو وید کے مطابق ہے۔ مگر اور کوئی سمرتی نہیں۔ دیگر بدعتی کتب پر بھی یہی بات صادق آتی ہے

منزل خانہ داری کی فضیلت

معترض۔ گرہست (خانہ داری) اشرم (آشرم) حالت زیست ہے یا اعلےٰ؟ مجیب۔ اپنے اپنے فرائض کے لحاظ سے ہر ایک منزل حیات (آشرم) اعلےٰ ہے۔ لیکن

यथा नदीनदाः सर्वे सागरे यान्ति संस्थितिम् ।
तथैवाश्रमिणः सर्वे गृहस्थे यान्ति संस्थितिम् ॥१॥

جیسے ندی۔ نالے اور بڑے بڑے دریا تب تک بھٹکتے رہتے ہیں جب تک سمندر میں داخل نہیں ہو جاتے ایسے ہی تمام آشرم یعنی دیگر منازل زیست کا انحصار خانہ داری پر ہے۔ بغیر خانہ داری کے کسی آشرم (منزل) کا کوئی کام پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتا۔ (منوسمرتی ۶ — ۹۰)

यथा वायुं समाश्रित्य वर्त्तन्ते सर्वजन्तवः ।
तथा गृहस्थमाश्रित्य वर्त्तन्ते सर्व आश्रमाः ॥२॥
यस्मात्त्रयोप्याश्रमिणो दानेनान्नेन चान्वहम् ।
गृहस्थेनैव धार्य्यन्ते तस्माज्ज्येष्ठाश्रमो गृही ॥३॥
स संधार्यः प्रयत्नेन स्वर्गमक्षयमिच्छता ।
सुखं चेहेच्छता नित्यं योऽधार्यो दुर्बलेन्द्रियैः ॥४॥

جیسے سب جاندار ہوا کی زندگی کا انحصار ہوا پر ہے۔ ایسے ہی تمام منازل حیات کا انحصار خانہ داری پر ہے۔۲ چونکہ برہمچاری (طالب علم) بان پرستھ (عزلت گزیں) اور سنیاسی (درویش) ان تین آشرم (منازل حیات) والوں کا انحصار خانہ داروں کی روزانہ خیرات اور تواضع وغیرہ پر ہے۔ اس لئے خانہ داری زندگی کی افضل ترین منزل ہے (قمر حیات کا منگ بنیاد خانہ داری ہے۔) ۳

دنیا و عقبیٰ یعنی حیات و نجات کی (لالہ والی) راحت کے خواہشمندوں کو واجب ہے۔ کہ فرائض خانہ داری کو کمال

لے لالہ والی کے معنے ہیں۔ جب تک راحت نجات باقی ہے۔ تب تک اس میں رنج کی آمیزش جو محسوس کی بناوٹ راحت میں ہوتی ہے۔ نہیں ہوتی۔
(منسکار ودھی صفحہ ۱۸۳ — پاٹھوان ایڈیشن)

مقصدی سے سرانجام دیں۔ اس منزل کے فرائض ضعیف الاعضا یعنی بزدل اور کمزور انسان ادا نہیں کر سکتا

تیتریہ ق ۳۔ ۷۔ ۷ ۷۹

دنیا کا جس قدر کاروبار چل رہا ہے۔ اس تمام کا انحصار گرہست آشرم یعنی منزل خانہ داری پر ہے۔ اگر خانہ دار نہ ہوتے۔ تو طالب علم عزلت نشین اور درویش کہاں سے آتے؟ جو شخص منزل خانہ داری کی مذمت کرے وہ خود قابل مذمت ہے۔ اور جو شخص اس کے اوصاف حمیدہ کا قائل ہے وہ خود قابل تحسین ہے۔ مگر خانہ داری تبھی راحت کا گھر بن سکتی ہے۔ جب عورت اور مرد دونوں باہم خوش و خرم۔ زیور علم سے آراستہ مختلی اور تمام کاروبار کے ماہر ہوں۔ منزل خانہ داری میں راحت و آرام کی بنیاد اس بات پر ہے۔ کہ زمانہ طالب علمی میں قواعد ضبط نفس کے پابند ہیں اور اس کے بعد جیسے اوپر بیان کیا گیا ہے۔ زوجین کی باہمی رضامندی سے شادی ہو۔

یہ مختصر طور پر تحصیل علم سے فراغت۔ شادی اور عالم خانہ داری کا بیان کیا گیا ہے۔ آئندہ باب میں بان پرستھ (عالم عزلت) اور سنیاس (عالم درویشی) کا بیان کیا جائے گا۔

تمام شد باب چہارم در باب فراغت التحصیل و امر شادی و خانہ داری

کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش مصنفہ شری سوامی دیانند سرسوتی

باب پنجم

بان پرستھ اور سنیاس آشرم یعنی منازل عزلت گزینی و درویشی

منازل انسانیت کا بالترتیب اختیار کرنا

جابالی اپنشد منتر ۴ میں کہا ہے:۔

ब्रह्मचर्य्यमं समाप्य गृही भवेत् गृही भूत्वा वनी भवेद्वनी भूत्वा प्रव्रजेत् ॥

ہر مسلمہ یعنی قابل انسان کو واجب ہے۔ کہ زمانہ طالب علمی کے خاتمہ پر منزل خانہ داری میں داخل ہو۔ اس کے بعد بان پرستھ عزلت گزینی اختیار کرے۔ تاں بعد سنیاسی و درویش ہو جائے۔

منازل زندگی کے بالترتیب اختیار کرنے کا یہی ضابطہ مقرر ہے۔

بان پرستھ کے فرائض

एवं गृहाश्रमे स्थित्वा विधिवत्स्नातको द्विजः।
वने वसेत्तु नियतो यथावद्विजितेन्द्रियः ॥ १ ॥

गृहस्थस्तु यदा पश्येद्वलीपलितमात्मनः ।
अपत्यस्यैव चापत्यं तदारण्यं समाश्रयेत् ॥ २ ॥
संत्यज्य ग्राम्यमाहारं सर्वं चैव परिच्छदम् ।
पुत्रेषु भार्यां निःक्षिप्य वनं गच्छेत्सहैव वा ॥ ३ ॥
अग्निहोत्रं समादाय गृह्यं चाग्निपरिच्छदम् ।
ग्रामादरण्यं निःसृत्य निवसेन्नियतेन्द्रियः ॥ ४ ॥
मुन्यन्नैर्विविधैर्मेध्यैः शाकमूलफलेन वा ।
एतानेव महायज्ञान्निर्वपेद्विधिपूर्वकम् ॥ ५ ॥

اِس طرح (سناتک) فارغ التحصیل براہمن کشتری اور ویش (جس نے زمانہ طالب علمی کو ختم کر کے خانہ داری اختیار کی ہے۔ حسب قواعد شاستر (شرع) منزل خانہ داری میں سے گذر کر اور حواس کو کماحقہٗ زیر کر کے دلی عقیدت کے ساتھ جنگل میں جا بسے۔ ۱

جب خانہ دار کے سر کے بال سفید ہو جائیں۔ اور پوتے میں جھریاں نظر آنے لگیں اور لڑکے کا بھی لڑکا پیدا ہو گیا ہو۔ تب اُسے چاہئے۔ کہ جنگل میں جا بسے۔ ۲

ہر طرح کی شہری خوراک اور پوشاک وغیرہ تمام لغیس اشیاء تک اور اہلیہ کو اولاد کے پاس چھوڑ کر یا اپنے ساتھ لے کر جنگل میں رہائش اختیار کرے۔ ۳

اگنی ہوتر کا تمام سامان (یعنی یگیہ یاگ کے تمام لوازمات) ساتھ لے کر بستی سے باہر نکل جائے۔ اور حواس پر قابو رکھ کر جنگل میں قیام کرے۔ ۴

انواع و اقسام کے سناک وغیرہ فلیجات عمدہ سبزیاں۔ مول۔ پھل پھول۔ کند وغیرہ اشیاء سے مذکورہ پانچ مہایگیوں کی تکمیل کرے۔ اور انہی سے مہمانوں کی تواضع اور گزارے کا انتظام بھی کرے۔ ۵

منوسمرتی ۶-۱ تا ۵

स्वाध्याये नित्ययुक्तः स्याद्दान्तो मैत्रः समाहितः ।
दाता नित्यमनादाता सर्वभूतानुकम्पकः ॥ १ ॥
अप्रयत्नः सुखार्थेषु ब्रह्मचारी धराशयः ।
शरणेष्वममश्चैव वृक्षमूलनिकेतनः ॥ २ ॥

مطالعہ (یعنی درس و تدریس) میں ہمیشہ مصروف رہے۔ فاتح النفس رکھ کا رفیق منضبط الحواس اور علوم وغیرہ کی اشاعت میں مستعد رہے۔ تمام جانداروں سے رحم اور محبت کا سلوک کرے۔ اور کسی سے کوئی چیز بطور خیرات نہ لے۔ ہمیشہ اپنی طرز عمل پر کاربند رہے۔ ۱

راحت جسمانی کی کوشش میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے۔ مجرد رہے (اگر ساتھ ہو تو بھی جرثقہ نفسانی سے باز رہے۔) زمین پر سوئے۔ اپنے پر منحصر لواحقین اور مال و اسباب سے زیادہ محبت نہ کرے اور درخت کے نیچے قیام کرے۔ ۲ (منوسمرتی ۶-۸، ۲۶)

तपःश्रद्धे ये ह्युपवसन्त्यरण्ये शान्ता विद्वांसो भैक्षचर्य्यां चरन्तः ।
सूर्य्यद्वारेण ते विरजाः प्रयान्ति यत्राऽमृतः स पुरुषो ह्यव्ययात्मा ॥ १ ॥

جو مخلص القلب عارف دیانت و احکام الٰہی کی تکمیل اور حق شادی کے مقدمہ ہو کر خیرات پر گذارہ کرتے اور جنگل میں بستے ہیں وہ تمام کدورتوں سے پاک ہو جاتے اور پرائی دوا سے اس مقام پہنچتے محفوظ ہوتے ہیں۔ جہاں لازوال۔ اکمل۔ نفع و نقصان سے بالاتر محیط پرمیشور کی ذات جلوہ گر ہے

(منڈک اپنشد ۱ ـ ۲ ـ ۱۱)

(یاں پرستھ) عزلت گزینی کو واجب ہے۔ کہ عزلت گزینی سے پیشتر اپنے دل میں

अग्न्याधेयमग्निहोत्रं दर्शपूर्णमासौ चातुर्मास्यानि पशुरालभ्यः सौत्रामणिः ।
एतानि सर्वाणि यज्ञरूपाणि प्रोक्तानि ॥ १ ॥

"میں ہون کر کے اور (دیکشا) بیعت لیکر تکمیل عہد۔ حق شادی اور عقیدت کے بہرہ یاب ہو جاؤں" یہ عزم کر کے عزلت گزینی اختیار کرے اور طرح طرح کی ریاضتوں۔ عارفوں کی صحبت۔ یوگ کی مشق اور پاکیزہ خیالی سے علم اور پاکیزگی حاصل کرے۔ اس بعد جب (سنیاس) دنڈویشی اختیار کرنے کا ارادہ ہو تب اہلیہ کو اولاد کے پاس بھیج دے۔ اور (سنیاسی) دنڈویش ہو جائے۔ یجروید ۲۰ ـ ۲۵

یہ مختصر بیان (یاں پرستھ آشرم) منزل عزلت گزینی کا کیا گیا ہے اس کے آگے (سنیاس کی رسمی) ضابطہ دنڈویشی بیان کیا جائے گا۔

वनेषु च विहृत्यैवं तृतीयं भागमायुषः ।
चतुर्थमायुषो भागं त्यक्त्वा सङ्गान् परिव्रजेत् ॥

اس طرح زندگی کی تیسری منزل یعنی پچاسویں برس سے لے کر پچہتر ویں برس تک جنگل میں عزلت گزیں رہے اور حیات کے چوتھے حصے میں قید علائق سے آزاد ہو کر (سنیاسی) دنڈویش ہو جائے۔ منو ۶ ـ ۳۳

براہِ راست سنیاس

معترض ۔ اگر کوئی شخص منازل خانہ داری و عزلت گزینی کو اختیار نہ کر کے براہِ راست دنڈویشی اختیار کر لے۔ تو وہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے یا نہیں؟ مجیب۔ ہوتا بھی ہے اور نہیں بھی۔ معترض۔ یہ دو متضاد جواب کیوں؟ مجیب۔ اس جواب میں تضاد نہیں۔ کیونکہ جو شخص عالم طفلی میں ترک علائق کر کے پھر محسوسات کا غلام ہو جائے وہ بڑا گنہگار ہے۔ مگر جو ان قیود سے بالاتر ہے وہ نہایت پاکیزہ باطن برگزیدۂ خلائق ہے۔ چنانچہ کہا ہے۔

यदहरेव विरजेत्तदहरेव प्रव्रजेद्गृहाद्वा वनाद्वा व्रह्मचर्यादेव प्रव्रजेत् ॥

جس دن علائق دنیا سے دل برداشتہ ہو اسی دن گھر (عالم خانہ داری) سے یا جنگل (عالم عزلت گزینی)

لہ یہ ہدایت (سنیاسی) دنڈویش کو دی گئی ہے۔ (یاں پرستھ) عزلت گزین کو منوسمرتی ۶ ـ ۸ کے حوالہ سے مانگنے کی ممانعت کی گئی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن ۶ ـ ۲۷ میں "یاترک بھکت" یعنی جسم کو قائم رکھنے بھر کے لئے خیرات مانگنے کی اجازت دی گئی ہے۔ جس ممنوع ہے۔ لیکن گزارے بھر کی اجازت ہے۔

سے (یا طالب علمی سے ہی) دنڈ ویشی اختیار کرلے۔ جابالی اپنشد مترجم۔ (معمولی فرق کے ساتھ)
(جابالی اپنشد کے اس قول میں دنڈ ویشی اختیار کرنے کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں۔) صورت دوم میں مناسل زندگی کا ترتیب وار بیان کیا گیا ہے۔ صورت اول و سوم میں اس کا بدل بیان کیا گیا ہے یعنی چاہے تو منزل خانہ داری (گرہستھ) سے ہی (سنیاس) دنڈ ویشی اختیار کرلے۔ یہی نہیں صورت سوم میں اس سے بھی آگے چلے گئے ہیں۔ اس صورت کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جو شخص کامل عالم۔ فاتح النفس خواہشات نفسانی سے بالاتر اور رفاہ عام کا مشتاق ہو۔ وہ زمانہ طالب علمی سے ہی دنڈ ویشی اختیار کرلے۔ ویدیں بھی یہی تعلیم (رگوید ۱۰-۴۲-۷، ۸-۶-۱۸؛ اور عارف باللہ بن (رگوید ۱۰-۱۰۹-۴ و یجروید ۴۰-۷) کا ذکر آیا ہے۔ ان الفاظ میں صاف (سنیاس) منزل دنڈ ویشی کا حکم پایا جاتا ہے۔ ہاں۔

नाविरतो दुश्चरितान्नाशान्तो नासमाहितः ।
नाशान्तमानसो वापि प्रज्ञानेनैनमाप्नुयात् ॥

جو شخص بد اعمالی سے اوچا نہیں اٹھا۔ جسے اطمینان قلب حاصل نہیں ہوا۔ جو لذت مراقبہ سے بے بہرہ ہے جس کا دل یکسو نہیں۔ وہ دنڈ ویشی اختیار کرنے پر بھی علم معرفت (اوداس) کے ذریعے قربالٰہی سے فیضیاب نہیں ہو سکتا۔ (کٹھ اپنشد۔ ولی ۲۔ منتر ۲۴)

यच्छेद्वाङ्मनसी प्राज्ञस्तद्यच्छेद् ज्ञान आत्मनि ।
ज्ञानमात्मनि महति नियच्छेत्तद्यच्छेच्छान्त आत्मनि ॥

خردمند دنڈ ویش زبان اور قلب کو ادھرم یعنی احکام دین کی خلاف ورزی سے روک کر علم ذات میں لگائے علم ذات کو معرفت الٰہی کا زینہ بنائے اور معرفت الٰہی کا قیام اپنے مطمئن بالذات باطن میں کرے۔ (کٹھ اپنشد۔ ولی ۳۔ منتر ۱۳)

परीक्ष्य लोकान् कर्मचितान् ब्राह्मणो निर्वेदमायान्नास्त्यकृतः कृतेन ।
तद्विज्ञानार्थं स गुरुमेवाभिगच्छेत् समित्पाणिः श्रोत्रियं ब्रह्मनिष्ठम् ॥

تمام محسوسات دنیوی کو اعمال کا ثمرہ سمجھ کر برہمن یعنی عارف دنڈ ویش جملہ طالبان ترک کردے کیونکہ غیر مخلوق پرمیشور (کا قرب) فقط اعمال (شرعی) سے دستیاب نہیں ہوتا اس لئے کوئی چیز (مثلاً ہون کی لکڑی) بطور نذر لے کر کسی ماہر وید (برہم وت) عارف باللہ مرشد کی خدمت میں علم معرفت کے لئے حاضر ہو۔ اور تمام شبہات کا ازالہ کرے۔ (منڈک اپنشد ۱۔۲۔۱۲)

مندرجہ ذیل اشخاص کی صحبت سے گریز کرے:۔

अविद्यायामन्तरे वर्त्तमानाः स्वयं धीराः पण्डितम्मन्यमानाः ।
जङ्घन्यमानाः परियन्ति मूढा अन्धेनैव नीयमाना यथान्धाः ॥१॥
अविद्यायां बहुधा वर्त्तमाना वयं कृतार्था इत्यभिमन्यन्ति बालाः ।
यत्कर्मिणो न प्रवेदयन्ति रागात् तेनातुराः क्षीणलोकाश्च्यवन्ते ॥२

جہالت میں مقید ہو کر بھی اپنے آپ کو دانشمند اور عارف سمجھتے ہیں وہ احمق قعرِ ذلت کی طرف رجوع کرکے جیسے اندھے کے پیچھے اندھا چلا جاتا ہے اور آخر کار اس کا انجام بُرا ہوتا ہے (ایسے ہی طرح طرح کی مصیبتوں کے شکار ہوتے ہیں۔ ۱

جہالت میں پڑے کودک مزاج (خام عقل) طرح طرح کے لہو ولعب میں مصروف ہیں انہیں کچھ پتہ نہیں کہ ہم نے اپنی زندگی کا مقصد پورا کر لیا حالانکہ قیدِ علائق میں گرفتار نفقاتِ مذہبی و شرعی کے ادا کرنے والے دراصل حقیقت سے خود آشنا ہیں اور نہ کسی اور کو آشنا کر سکتے ہیں وہ مضطرب ہو ہو کر جینے مرنے کے چکر میں پڑے رہتے ہیں۔ (منڈک اپنشد ۱-۲-۸، ۹)

वेदान्तविज्ञानसुनिश्चितार्थाः संन्यासयोगाद्यतयः शुद्धसत्त्वाः ।
ते ब्रह्मलोकेषु परान्तकाले परामृताः परिमुच्यन्ति सर्वे ॥

جو ویدانت (یعنی پرمیشور کا بیان کرنے والے ویدمنتر دل) کے مفہوم سے واقف۔ اخلاق حسنہ پر تہ دل سے قائم اور تقرب ریاضت کے ذریعہ پاک باطن درویش ہیں۔ وہ دراصل بالذات ہو کر راحت نجات سے مسرور ہوتے ہیں اور جب مکتی یعنی نجات کی میعاد ختم ہو جاتی ہے تو پھر دنیا میں واپس آتے ہیں
(منڈک اپنشد ۳-۲-۶)

न वै सशरीरस्य सतः — بغیر نجات کے مصائب دنیوی کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔
प्रियाप्रिययोरपहतिरस्त्यशरीर वाव सन्तं न प्रियाप्रिये स्पृशतः ॥

جسم کی موجودگی میں رنج و راحت سے نجات نہیں ہو سکتی جسم سے آزاد ہو کر جو (آتما) روح عالم نجات میں پاکیزہ ہو کر محیط جان جہان پرمیشور کے قرب میں رہتی ہے۔ دنیوی رنج و راحت اس کے پاس پھٹکنے تک نہیں۔ (چھاندوگیہ اپنشد ۸-۱۲-۱)

पुत्रैषणायाश्च वित्तैषणायाश्च लोकैषणायाश्च व्युत्थायाथ भिक्षाचर्यं चरन्ति ॥

اس لئے درویش اولاد، دولت اور عزت و شہرت کی مروجہ خواہش سے بالاتر ہو کر اور خیرات کو گزارنے کا ذریعہ بنا کر رات دن وسائل نجات کے استعمال میں مصروف رہتے ہیں۔ (ستپتھ برہمن ۱۴-۵-۲-۱)

प्राजापत्यां निरूप्येष्टिं तस्यां सर्ववेदसं हुत्वा ब्राह्मणः प्रव्रजेत् ॥ १ ॥
प्राजापत्यां निरुप्येष्टिं सर्ववेदसदक्षिणाम् ।
आत्मन्यग्नीन्समारोप्य ब्राह्मणः प्रव्रजेद् गृहात् ॥ २ ॥

عارف برہمن پرجاپتی یعنی مالک کائنات پرمیشور کے قرب کے لئے یگیہ کرکے اس میں (یگیہ پویت لکھا وغیرہ) تمام (لذات) نذر کر دے۔ آہوتیہ وغیرہ آتش ہائے خمسہ کو اپنے (پانچ پرانوں)

لہ بعد کا یہ مضمون شوتر ۲-۱ میں آتا ہے:-

विज्ञायते—आधान प्रमृत्वयसे नाग्नयो भवन्ति ।
तस्य प्राणो गार्हपत्योऽपानोऽन्वाहार्यपचनो व्यान आहवनीय उदान
समानौ सभ्यावसथ्यौ ॥

انفاس تحمسہ یعنی پران۔ اپان۔ سمان۔ ادان۔ ویان میں روشن کر کے گھر سے باہر نکل جائے اور (سنیاس آشرم) منزل دوم ویدیشی میں داخل ہو۔ (بحوالہ برہمن۔ منوسمرتی ۶۔۳۰)

यो दत्त्वा सर्वभूतेभ्यः प्रव्रजत्यभयं गृहात् ।
तस्य तेजोमया लोका भवन्ति ब्रह्मवादिनः ॥ ३ ॥

جو تمام حیوانات کو اپنی کامل بے آزاری کے ذریعہ بے خوف کر کے اور گھر بار چھوڑ کر فقیر ہوتا ہے۔ منوسمرتی ۶۔۳۹ (اور پرماتما) عالم نجات حاصل ہوتا ہے۔

سنیاسی کے فرائض

المختصر (سنیاسی) ویدیش کا دھرم کیا ہے؟ مجیب۔ دھرم یعنی جس کو تمام بنی نوع انسان کا چاہنے وہ کسی (آشرم) منزل زندگی میں ہوں۔ ایک ہے جس کے ارکان بے تعصب عادلانہ ویہ۔ حق کو قبول اور باطل کو ترک کرنا وغیرہ بیان کئے گئے احکام الٰہی کی تعمیل۔ دفاع عام حق گوئی وغیرہ ہیں۔ لیکن (سنیاسی) ویدیش کے خاص فرائض یہ ہیں:۔

दृष्टिपूतं न्यसेत्पादं वस्त्रपूतं जलं पिबेत् ।
सत्यपूतां वदेद्वाचं मनःपूतं समाचरेत् ॥ १ ॥
क्रुध्यन्तं न प्रतिक्रुध्येदाक्रुष्टः कुशलं वदेत् ।
सप्तद्वारावकीर्णां च न वाचमनृतां वदेत् ॥ २ ॥
अध्यात्मरतिरासीनो निरपेक्षो निरामिषः ।
आत्मनैव सहायेन सुखार्थी विचरेदिह ॥ ३ ॥
कृतकेशनखश्मश्रुः पात्री दण्डी कुसुम्भवान् ।
विचरेन्नियतो नित्यं सर्वभूतान्यपीडयन् ॥ ४ ॥
इन्द्रियाणां निरोधेन रागद्वेषक्षयेण च ।
अहिंसया च भूतानाममृतत्वाय कल्पते ॥ ५ ॥
दूषितोऽपि चरेद्धर्मं यत्र तत्राश्रमे रतः ।
समः सर्वेषु भूतेषु न लिंगं धर्मकारणम् ॥ ६ ॥
फलं कतकवृक्षस्य यद्यप्यम्बुप्रसादकम् ।
न नामग्रहणादेव तस्य वारि प्रसीदति ॥ ७ ॥
प्राणायामा ब्राह्मणस्य त्रयोऽपि विधिवत्कृताः ।
व्याहृतिप्रणवैर्युक्ता विज्ञेयं परमन्तपः ॥ ८ ॥
दह्यन्ते ध्मायमानानां धातूनां हि यथा मलाः ।
तथेन्द्रियाणां दह्यन्ते दोषाः प्राणस्य निग्रहात् ॥ ९ ॥

प्राणायामैर्दहेद्दोषान् धारणाभिश्च किल्बिषम् ।
प्रत्याहारेण संसर्गान् ध्यानेनानीश्वरान् गुणान् ॥ १० ॥
उच्चावचेषु भूतेषु दुर्ज्ञेयामकृतात्मभिः ।
ध्यानयोगेन संपश्येद् गतिमस्यान्तरात्मनः ॥ ११ ॥
अहिंसयेन्द्रियासङ्गैर्वैदिकैश्चैव कर्म्मभिः ।
तपसश्चरणैश्चोग्रैस्साधयन्तीह तत्पदम् ॥ १२ ॥
यदा भावेन भवति सर्वभावेषु निःस्पृहः ।
तदा सुखमवाप्नोति प्रेत्य चेह च शाश्वतम् ॥ १३ ॥
चतुर्भिरपि चैवैतैर्नित्यमाश्रमिभिर्द्विजैः ।
दशलक्षणको धर्मः सेवितव्यः प्रयत्नतः ॥ १४ ॥
धृतिः क्षमा दमोऽस्तेयं शौचमिन्द्रियनिग्रहः ।
धीर्विद्या सत्यमक्रोधो दशकं धर्मलक्षणम् ॥ १५ ॥
अनेन विधिना सर्वांस्त्यक्त्वा संगाञ्छनैः शनैः ।
सर्वद्वन्द्वविनिर्मुक्तो ब्रह्मण्येवावतिष्ठते ॥ १६ ॥

جب سنیاسی دیگدر میں جاتا ہو۔ اور اندھیرا نہیں بلکہ نیچے زمین پر نظر رکھ کر چلے ہمیشہ پانی کپڑے سے چھان کر پیئے ہمیشہ سچ بولے۔ اور تہ دل سے غور کر کے حق کو قبول کرے اور باطل کو ترک کر دے۔ ۱
اگر کوئی اشانے وعظ یا دعوای مباحثہ وغیرہ میں سنیاسی پر غصہ کرے۔ یا برا بھلا کہے تو سنیاسی کو واجب ہے کہ اس پر خود خفا نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ اس کے بھلے کے لئے نصیحت ہی کہے۔ اور جو قوت گویائی سات دروازوں (یعنی ایک منہ۔ دو نتھنوں۔ دو آنکھوں اور دو کانوں) میں منتشر ہے اس سے کسی حالت میں بھی خلاف حقیقت بات نہ کہے۔ (یعنی دروغ گوئی فقط زبان سے ہی نہیں۔ اشارۃً کنایۃً بھی منع ہے۔ ۲
اپنی اور پرمیشور کی ذات میں قائم اور احتیاج غیر سے مستغنی ہو۔ شراب اور گوشت وغیرہ سے پرہیز کرے۔ اپنی ذات کے بھروسے راست (عادلانہ) کام خواہشمند ہو کر اس دنیا میں علم اور دین کی ترقی کے لئے تلقین حق کرتا ہوا ہمیشہ معروف سفر رہے۔ ۳
سر کے بال۔ ناخن۔ ڈاڑھی اور مونچھیں کٹوائے۔ خوش وضع کنگوٹی اور عصا لئے کیسہ وغیرہ سے لنگر ہوئے کپڑے پہنے۔ غیر متزلزل یقین رکھے کسی جاندار کو ایذا نہ پہنچائے اس حالت میں جا بجا سفر کرتا رہے۔ ۴
حواس کو (مضر غلط دین اعمال سے باز رکھے۔ بیجا رغبت اور نفرت سے پرہیز کرے اور تمام جاندار سے بے آزاری (یعنی خلوص قلب اور محبت) کا سلوک کرتا ہوا نجات کے لئے مستعد ہو۔ ۵
دنیا میں کوئی برا کہے یا بھلا۔ (حقیقی یعنی دل کا) سنیاسی چاہے کسی آشرم (منزل زندگی) میں کیوں نہ ہو

لے پاگیرہ (سنسکار وِدھی صفحہ ۲۴۴ فٹ نوٹ بارھواں ایڈیشن)

سب جانداروں سے غیر طرفدار ہو کر (دھرم) احکام دین کے مطابق سلوک کرے اور بدھ مردوں کو بھی ہی راستے پر لانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے۔ کہ (عصا۔ کنگھی اور بھگوے کپڑے وغیرہ) علامات ظاہری دکھاوا دھرم یعنی دین کا موجب نہیں ہے (بلکہ تمام بنی نوع انسان کو تلقین حق اور علوم سے بہرہ یاب کرکے ترقی (کے زینے پر قائم) کرنا ہی سنیاسی کا فرض اولے ہے ۶

کیونکہ اگر پرنالی کا پھل پیس کر گدلے پانی میں بھی ڈالنے سے اسے صاف کر دیتا ہے تاہم نہیں ڈالے اس کا نام لینے یا تصور کرنے سے ہی پانی صاف نہیں ہو جاتا۔ ۷

براہمن یعنی عارف درویش کے لئے لازم ہے۔ کہ ادھم کے ساتھ مہاوریا ہر قسم (ضعف اعظم) کا جاپ کرتا ہو جتنی بھی ممکن ہو۔ (تاکہ وہ پرانا یام یعنی ضبط دم کرے۔ (پرانا یاموں کی تعداد کم سے کم تین ہونی چاہیئے اس سے کم ہرگز نہیں) یہی سنیاسی کی سب سے بڑی ریاضت ہے ۸

کیونکہ جیسے آگ میں تپانے اور گلانے سے دھاتوں کی میل دور ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی ضبط دم کی مشق سے (من) آلہ خیال وغیرہ حواس ظاہر و باطن کے نقائص جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں۔ ۹

اس لئے سنیاسی (درویش ہمیشہ ضبط دم کے ذریعے سے تلب اور حواس کی کدورتوں کو خیال کی کمزوری سے گناہ کو ضبط قلب سے محبت کے ساتھ دلبستگی کو۔ اور محبوبیت قلب سے بے سابقہ جذبات مثلاً انشاط و ملال اور جہالت وغیرہ کدورت ہائے روحانی کو جلا کر راکھ کر دے۔ ۱۰

محبوبیت قلب کی اس مشق سے جس سے واقف ہونا غیر ریاض اور غیر عارف اشخاص کے لئے محال ہے۔ تمام چھوٹی بڑی اشیاء میں جان پرمیشور کی موجودگی (اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی اور تمام ہی (منضبط باطن) پرمیشور کی رسائی) کا مشاہدہ کرے۔ ۱۱

تمام جانداروں کے لئے بے آزاری۔ ترک محسومات۔ احکام وید کے مطابق عمل اور سخت سے سخت ریاضت کے ذریعہ اسی جنم میں عالم نجات کا حصول مذکورہ بالا سنیاسی (درویش) ہی کر اور کرا سکتے ہیں (ان کے سوا کوئی اور شخص (اس حالت کا اہل) نہیں) ۔ ۱۲۔

جب سنیاسی (درویش تمام اشیاء کی خواہشات سے بالاتر ہو جاتا ہے اور تمام امور ظاہری و باطنی میں قلب سے کام لیتا ہے۔ تبھی جیتے جی اور پھر مرنے کے بعد پائیدار راحت سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ ۱۳

ارکان دین

اس لئے طالب علم خانہ دار۔ عزلت گزیں اور درویش (ان چاروں منازل زندگی سے گذرنے والے انسانوں) کو واجب ہے۔ کہ مندرجہ ذیل دس (دھرم کے لکشنوں) ارکان دین کی تکمیل کریں۔ ۱۴

دس ارکان دین یہ ہیں۔

(۱) دھرتی۔ استقلال یعنی ہمیشہ صبر سے رہنا۔ ۲۔ کشما۔ تحمل یعنی مذمت و مدحت۔ توقیر و تحقیر۔ نفع و نقصان وغیرہ متضاد حالات میں یکساں (ہمدرد) رہنا۔ ۳۔ (دم) قلب کو ہمیشہ (دھرم) احکام الٰہی کی تکمیل میں لگا کر (ادھرم) احکام الٰہی کی خلاف ورزی سے اس طرح باز رکھنا۔ کہ گناہ کی خواہش تک پیدا نہ ہو ۴۔ (استیہ) مالک کی عبادت کے بغیر یا مکر و فریب یا حق تلفی یا خلاف واقعہ عمل و تعلیم کے ذریعے

دوسرے کمال اپنے تصرف میں لانا چوتھی کہلاتا ہے۔ اور اس سے پرہیز (یعنی خلاف عمل) کرنا سابھو کا ملی (یعنی امانت داری) ۵۔ (شوچ) پاکیزگی یعنی بے جا رغبت و نفرت اور تعصب طرفداری کو ترک کر کے باطن کی۔ اور پانی اور مٹی کے ذریعہ باہر کی صفائی۔ ۶۔ (اندریہ نگرہ) حواس کو احکام الٰہی کے خلاف چلنے سے روک کر (دھرم) ہمیشہ پابندیٔ دین میں لگانا۔ ۷۔ (دھی) نشہ آور وغیرہ مضر عقل اشیاء جہت بدھی اُستمتی وغیرہ کو ترک کر کے عمدہ اشیاء کے استعمال جہت صالحہ اور لوگ کی ریاضتوں سے عقل اور ذہانت کی ترقی کرنا۔ ۸۔ (وِدیا) خاک سے ذاتِ پاک یعنی پرمیشور تک کا صحیح علم حاصل کر کے اس سے منافع استفادہ کرنا جو بات (آتما) جی میں ہو۔ وہ قلب میں جو قلب میں ہو وہ زبان پر۔ اور جو زبان پر ہو۔ اُسے عمل میں لانا عالمانہ اور اس کے برخلاف جاہلانہ عمل کہلاتا ہے۔ ۹۔ (ستیہ) حق شناسی یعنی جو چیز جیسی ہے اسے ویسا ہی سمجھنا۔ کہنا اور عمل میں لانا۔ ۱۰۔ (اکرودھ) غصہ وغیرہ عیب کو ترک کر کے طمانیت قلب وغیرہ حسنات اختیار کرنا۔ ان دس ارکان دین کی تعصب سے بالاتر ہو کر عادلانہ انداز سے پابندی چاہ عمل (آٹھویں) مسائل زیست میں کمیاں لازم ہے۔ اس (دھرم) دین کی بنیاد احکام وید ہیں۔ اس (دھرم) دین کے راستے پر خود چلنا اور دوسروں کو سمجھا کر چلانا (سنیاسیوں) درویشوں کا خاص فرض ہے۔ ۱۵۔ اس طرح ہتیہ وغیرہ سب قسم کے علائق یعنی لاگ لگاؤ ترک کر کے نشاط و ملال وغیرہ تمام تضادات سے نجات پا کر (سنیاسی) درویش قطعات بادی (کے درمیان) میں قائم ہو تا ہے۔ ۱۶۔ منوسمرتی۔ ۶۔ ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۵۲ و ۶۰ و ۶۶ و ۶۷ تا ۷۰ و ۷۵ و ۸۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۱۰۱۔

(سنیاسیوں) درویشوں کا سب سے بڑا کام یہی ہے کہ خانہ داری وغیرہ (آٹھوں) مسائل زندگی کے لوگوں کو تمام قسم کے اعمال و اعمال کے متعلق امر و نہی کا قائل کر کے احکام الٰہی کی خلاف ورزی سے باز رکھیں۔ اور ان کے تمام شکوک مٹا کر سب کو حق شناسی وغیرہ کمالی دین کی پابندی میں راغب کریں۔

سنیاس کا حق صرف برہمن کا

اعتراض۔ (سنیاس) درویشی اختیار کرنا صرف برہمن کا فرض ہے یا کشتری وغیرہ کا بھی؟ جواب۔ یہ حق برہمن ہی کا ہے۔ کیونکہ جو تمام (دونوں) جماعات میں کامل عالم۔ احکام الٰہی کا پابند غیر کی بھلائی چاہنے والا ہو۔ اسی کو برہمن کہتے ہیں۔ اور بغیر کامل علم۔ کامل دین۔ کامل اعتقادِ الٰہی اور کامل (ویراگ) ترک علائق کے (سنیاس) درویشی اختیار کر کے میں دنیا کا خاص بھلا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے زبان زد عام بھی یہی ہے۔ کہ فقط برہمن کو (سنیاس) درویشی اختیار کرنے کا حق ہے۔ اور کسی کو نہیں۔ منوسمرتی میں فرمایا ہے:۔

एष वोऽभिहितो धर्मो ब्राह्मणस्य चतुर्विधः ।

पुण्यो ऽक्षयफलः प्रेत्य राजधर्मं निबोधत ॥

(اے شیلو!) یہ چار مسائل زندگی یعنی (برہمچریہ) طالب علمی۔ (گرہستھ) خانہ داری (بان پرستھ) عزلت گزینی اور (سنیاس) درویشی برہمن کے لئے واجب ہیں۔ ان کا ثمر موجودہ زندگی میں ثواب اور آخرت میں نجات حاصل کرنے کے لائق ہے۔ اب راجدھرم سے متعلق باتیں سنو! اب تک آگے والے راجاؤں کے فرائض کہے جائیں گے یہ سنو۔

(منو ۶۔ ۹۷)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ (سنیاس) درویشی اختیار کرنے کا مقدم حق برہمن کو ہے کشتری وغیرہ کے لئے دیگر آشرم یعنی برہمچریہ وغیرہ ہیں۔

سنیاس کی ضرورت

معترض۔ (سنیاس) درویشی اختیار کرنے کی ضرورت کیا ہے؟

مجیب۔ جیسے جسم کو سر کی ضرورت ہے ویسے ہی (آشرموں) منازل زیست میں (سنیاس آشرم) منزل درویشی کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر (ودیا) علم اور (دھرم) دین کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ دوسرے (آشرموں) منازل زندگی میں باقاعدہ تحصیل علم یا شاغل خانہ داری اور دیانت وغیرہ کی مصروفیات کے باعث فرصت کم ملتی ہے۔ خانہ داری سے بالاتر رہنا دیگر منازل زیست میں مشکل ہے۔ جیسے (سنیاسی) درویش تمام قیود سے آزاد ہو کر دنیا کا بھلا کر سکتا ہے ویسے دیگر (آشرموں) منازل کے لوگ نہیں کر سکتے جس قدر فرصت اور موقعہ سنیاسی (درویش) کو تحقیق حق کے ذریعہ (تمام) اشیاء کے علم کی ترقی کا ملتا ہے اتنا دیگر منازل میں ملنا ممکن نہیں۔ پھر اگر کوئی شخص حالت طالب علمی سے ہی درویش ہو جائے۔ وہ جس قدر تلقین حق اور اہل عالم کی ترقی کر سکتا ہے اتنی (گرہستھ) عالم خانہ داری یا دیان پرستھ عزلت گزینی کے بعد درویشی اختیار کرنے والا بھی نہیں کر سکتا۔

سنیاس اور نسل انسانی کی ترقی

معترض۔ (سنیاس) درویشی اختیار کرنا پرمیشور کی مرضی کے خلاف ہے۔ کیونکہ پرمیشور کی مرضی نسل انسانی کی ترقی کرنے کی ہے۔ جو گرہستھ (منزل خانہ داری) اختیار نہ کرے گا اس کے ذریعہ تناسل جاری نہ رہے گا۔ اگر (سنیاس) درویشی تمام (آشرموں) منازل زیست میں افضل ہو۔ اور تمام بنی نوع انسان اسے اختیار کر لیں۔ تو نسل انسانی کا استیصال ہو جائے گا۔ مجیب۔ خوب! شادی کر کے بھی تو بعض لوگوں کے اولاد نہیں ہوتی یا ہو کر مر جاتی ہے۔ تو کیا ان کا (گرہستھ) منزل خانہ داری میں داخل ہونا بھی پرمیشور کی مرضی کے خلاف ہے؟ اب اگر تم کسی شاعر کا یہ مقولہ بطور جواب پیش کرو کہ سبھی کرسی نہ ہو تم تو کیا تیرا تصور؟

تو ہم تم سے پوچھتے ہیں۔ کہ اگر خانہ داری اختیار کر کے بہ اولاد کی کثرت بھی ہو گئی۔ مگر باہمی غایت کے باعث وہ آپس میں لڑ مری۔ تو نقصان کتنا زیادہ ہوگا۔ خیالات کے اختلاف کے باعث جھگڑے ہوتے رہتے ہیں جب (سنیاسی) درویش فقط احکام وید کی تلقین کر کے بنی نوع انسان میں باہم محبت پیدا کرے گا تو لاکھوں انسانوں کو (لڑنے مرنے سے) بچا لے گا۔ اس طرح ایک درویش ہزار ہا خانہ داروں کے برابر نسل انسانی کی (حفاظت اور اس کے ذریعہ) ترقی کا موجب ہوگا۔ پھر سب انسان تو (سنیاس) درویشی اختیار کر بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہر فرد خواہشات نفسانی سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ (سنیاسی) درویش کی نصیحت سے جو جو اشخاص احکام الٰہی کے پابند ہوتے جائیں گے۔ وہ سب گویا سنیاسی کی اولاد ہوں گے۔

سنیاس اور عمل

معترض۔ سنیاسی کہتے ہیں۔ ہمیں دنیا میں کچھ کرنا دھرنا نہیں۔ دنیا کیڑا لے کہ مرے میں رہنا ہے۔ دنیا جو تمام تصویر جہالت سے بس میں مغز پچی کاسہ کو کہنا، اپنے آپ کو برہم (خدا) مان کر موج میں رہنا۔ کوئی آ کر پوچھے۔ تو اسے بھی یہی تعلیم

دینا کہ تُو بھی (برہم) خُدا ہے۔ تجھ پر گناہ و ثواب کا اثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ سردی گرمی جسم کے اور بھوک پیاس نفس اور سچ و دروغ من (آلۂ خیال) کے اوصاف ہیں۔ دُنیا جھوٹی ہے۔ اور دُنیا کے سب کاروبار بھی فرضی یعنی جھوٹے ہیں۔ اِس میں پھنسا دانا فعل کا کام نہیں۔ گناہ و ثواب جو بھی ہوتا ہے۔ وہ جسم اور اندریوں (حواس) کا خاصہ ہے رُوح کا نہیں۔ علےٰ ہذا القیاس سنیاسی لوگوں کا (اُپدیش) وعظ بھی ہوتا ہے مگر آپنے سنیاسی کے فرائض کچھ عجیب سے بتاتے ہیں۔ اب ہم کس کی بات کو صحیح اور کس کے قول کو غلط تسلیم کریں؟

مجیب۔ کیا نیک اعمال بھی اُن کے فرائض میں نہیں؟ دیکھو منوسمرتی باب ۶ شلوک ۵۰ میں "ایسے اعمال جو احکام وید کے موافق ہیں" (سنیاسی) دروایش کے لئے لازم قرار دیئے گئے ہیں۔ کیا کھانا کھانا اور کپڑے پہننا وغیرہ اعمال بھی وہ ترک کر سکیں گے؟ اگر یہ اعمال ترک نہیں کئے جا سکتے۔ تو اچھے کاموں کو ترک کرنے سے کیا وہ ذلیل اور گنہگار نہ ہوں گے؟ جب خانہ داروں سے کھانا اور کپڑا لیتے ہیں اور اُن کے احسان سے سبکدوش ہونے کے لئے بدلے میں احسان نہیں کرتے۔ تو کیا وہ گناہِ عظیم کے مرتکب نہیں ہوتے جیسے اگر آنکھ سے دیکھنے اور کان سے سننے کا کام نہ لیا جائے۔ تو آنکھ اور کان کا ہونا فضول ہے۔ ایسے ہی اگر سنیاسی (دروایش) تلقینِ حق، وید وغیرہ کتب حقہ پر غور و فکر اور (ان کی) اشاعت نہیں کرتے۔ تو وہ بھی دُنیا کے کوڑھ پر مفت کا بوجھ ہیں۔ اور جو کہتے یا لکھتے ہیں۔ کہ دُنیا طلسم جہالت ہے۔ اس میں مغز پچی کاہے کو کریں؟ ایسے واعظ خود جہالت کے پُتلے ہیں۔ وہ دُنیا میں گناہ کی ترقی کر کے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں جسم وغیرہ سے جس قدر کام کیا جاتا ہے۔ اس کی فاعل رُوح ہے۔ اِس لئے اس کا اثر بھی رُوح کو ملتا ہے۔ جو رُوح کو برہم (خدا) کہتے ہیں وہ جہالت کی نیند سوتے ہیں۔ کیونکہ رُوح خود بھی اور اس کا علم بھی محدود ہے۔ برخلاف اس کے برہم (خدا) محیط اور علیم کل ہے۔ برہم (ذات باری) ازلی اور ابدی۔ پاک بالذات علیم بالذات اور آزاد بالذات ہے حالانکہ رُوح کبھی عالم قیدیں ہے اور کبھی عالم نجات میں۔ ذات باری پر محیط اور علیم کل ہونے کی وجہ سے وہم یا جہالت کبھی طاری نہیں ہو سکتی۔ برعکس اس کے رُوح کو کبھی صحیح علم ہوتا ہے۔ اور کبھی اس پر جہل چھا جاتا ہے۔ ذات باری پیدائش اور موت سے بالاتر ہے۔ لیکن رُوح ان قیود میں مقید ہے۔ بنا برآں ان لوگوں کا یہ قول باطل ہے۔ معترض یہ بات دُرست ہے یا نہیں کہ سنیاسی تمام اعمال ترک کر دیتا ہے۔ اور آگ اور دھات کو نہیں چھوتا؟ عجیب۔ نہیں۔ سنیاسی کے لغوی معنے ہیں وہ شخص جس میں (علم حق کا) قیام ہے۔ اور جس کی اعلےٰ فطرت میں بُرے افعال سے پرہیز کرنا ہے۔ دُوسرے لفظوں میں اعمالِ حسنہ کا کرنے والا اور افعالِ سیئہ کا مٹانے والا سنیاسی کہلاتا ہے[1]

---

[1] ستیارتھ پرکاش کی عبارت اِس مقام پر کچھ کم واضح ہے اس کا مفہوم سمجھنے کے لئے سنسکار ودھی صفحہ ۲۱۴ سنیاس پرکرن کی امداد لی گئی ہے۔ مفہوم دونوں جگہ ایک ہے۔

सम्यङ् न्यस्यन्त्यधर्माचरणानि येन वा सम्यङ् नित्य
सत्यकर्मस्वात्म उपविशति स्थिरीभवति येन स संन्यासः,
संन्यासो विद्यते यस्य स संन्यासी ।

معترض تعلیم و تلقین کا کام تو خاندانی برہمن کیا کرتے ہیں۔ پھر سنیاسی ہونے کا کیا مطلب ہے؟ مجیب۔ تلقینِ حق سب (آشرموں) منازل کے لوگ کریں۔ اور سنیاسی۔ لیکن جس قدر فرصت اور خیر طرفداری کا امکان (سنیاسی) درویش کے لئے ہوتا ہے خاندانوں کے لئے نہیں ہوتا۔ ہاں! جو برہمن ہیں ان کا یہی فرض ہے۔ کہ مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو تعلیم دیں۔ اور راہِ حق کی ہدایت کریں۔ تاہم جس قدر سفر کا موقعہ (سنیاسی) کو ملتا ہے خاندانی برہمن وغیرہ کو کبھی میسر نہیں آسکتا۔ اور پھر اگر برہمن احکام ویدکی خلاف ورزی کریں۔ تو ان پر سنیاسی کا آنکس ہوتا ہے اس لئے سنیاسیوں کا ہونا واجب ہے۔

سنیاسی کا بستی میں قیام

معترض۔ کہا ہے "ایک رات" فقیر کو ایک مقام پر ایک رات رہنا چاہیئے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ مجیب۔ یہ قول اس لحاظ سے تو اچھا ہے۔ کہ سنیاسی کے ایک جگہ رہنے سے دنیا کا بھلا زیادہ نہیں ہو سکتا۔ پھر مقام رہائش کا تعلق بھی ہو جاتا ہے۔ اور محبت و الفت بھی بڑھ جاتی ہے۔ لیکن اگر ایک جگہ رہنے سے (عالم کی) خاص بہتری ہوتی ہو تو بیشک لمبے عرصہ تک۔ مثلاً چوماسہ تک کے پاس پنچ شکھ وغیرہ چار چار مہینے اور دیگر درویش برسوں تک مقیم رہتے تھے۔ یہ قاعدہ کہ "ایک جگہ مقیم نہیں رہنا" آج کل کے بستی فرقہ پرستوں کا وضع کیا ہوا ہے۔ (ان کا خیال ہے کہ اگر سنیاسی زیادہ دیر تک ایک جگہ رہے گا۔ تو ہمارا بدعتی طلسم تار تار ہو جائے گا۔ اس کی آگے ترقی نہ ہو سکے گی۔

سنیاسی کو دان دینا

معترض। यतीनां काञ्चनं दद्यात्ताम्बूलं ब्रह्मचारिणाम् ।
चोराणामभयं दद्यात्स नरो नरकं व्रजेत् ॥

جو دے گدا کو ۔ طالب علم کو پان
ہمت دہزن کو۔ اس کا دو نرخ ہے مکان

اس شلوک (شعر) اور ایسے دیگر اقوال کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو سنیاسی (درویش) کو خیرات میں سونا دے وہ نرک میں جاتا ہے۔ مجیب۔ یہ بات بھی اول آشرم (جماعات و منازل) بستی کے مخالف فرقہ پرست اور خود غرض پنڈتوں کی گھڑی ہوئی وضع کی ہوئی ہے۔ (انہیں خوف رہتا ہے کہ) اگر سنیاسیوں کو زیادہ زر ملے گا۔ تو ہماری تردید زیادہ کر سکیں گے۔ اس سے ہمارا نقصان ہوگا۔ اور سنیاسی ہمارے ماتحت بھی نہ رہیں گے۔ اور اگر بھکشا خیرات وغیرہ امور میں یہ ہمارے محتاج رہے۔ تو ہم سے ڈرتے رہیں گے۔ مجیب جاہلوں اور خود غرضوں کو خیرات دینا اچھا جانتا ہے۔ تو عالم اور دنیا کا بھلا کرنے والے سنیاسیوں کو خیرات دینے میں کیا عیب ہو سکتا ہے۔ بقول منو

विविधानि च रत्नानि विविक्तेषूपपादयेत् ॥

طرح طرح کے زر و جواہر درویشوں کی نذر کرے۔ (منوسمرتی ۷ - ۶)

تو جو وہ منوسمرتی میں مندرجہ ذیل شلوک ملتا ہے۔ धनानि तु यथाशक्ति विप्रेषु प्रतिपादयेत् ।
वेदवित्सु विवक्तेषु प्रेत्य स्वर्गं समश्नुते ॥

ویدجاننے والے بیوی بچوں سے الگ ہوئے برہمنوں کو جب اپنی استطاعت مال و دولت نذر کرے۔ ایسا کرنے سے مرنے کے بعد سورگ میں داخل ہوتا ہے۔ لفظ "विविक्त" کے معنے کتوشی بھٹ نے کئے ہیں "بیوی بچوں سے الگ ہوئے ہوئے۔" "पुत्रकलत्रादिवसक्त" رشی دیانند اس لفظ کے معنے سنیاسی یعنی درویش کرتے ہیں۔

تمہارا پیش کردہ اُوپر کا شلوک (شعر) بے معنی ہے۔ کیونکہ اگر سنیاسی کو سونا خیرات میں دینے سے خیرات دینے والا دوزخ میں جاتا ہے۔ تو کیا چاندی۔ موتی۔ ہیرے وغیرہ دینے سے (سنیاسی) جنت میں جائے گا؟ معترض۔ شلوک (شعر) کی عبارت غلط پڑھی گئی۔ اصل عبارت یوں ہے۔ سم جو دت گدا میں نہ دے۔ تلمیذ کہ پانی۔ عجیب۔ یہ بھی کسی نادان کے دماغ کی اختراع ہے۔ اگر دت گدا" یعنی دنڈ یش کے ہاتھ میں دینے والا دوزخ کو جاتا ہے۔ تو قدموں میں دھر دینے یا گٹھڑی باندھ کر نذر کرنے سے جنت میں جائے گا؟ درحقیقت یہ من گھڑنت بات ہی قابلِ تسلیم نہیں۔ خیال یہ بات تو درست ہے کہ اگر سنیاسی (یوگ کشیم[1] ضروریات زندگی) نائد مال واسباب رکھے گا۔ تو اسے چور بھی ستائیں گے۔ اور وہ (یعنی بیجا محبت میں پھنس جائے گا۔ برخلاف اس کے جو عالم ہے۔ وہ اس کا ناجائز استعمال نہیں کرے گا۔ اور نہ دام حرص میں پھنسے گا۔ کیونکہ وہ پہلے زمانہ طالب علمی یا منزل نگہداری میں تمام تجربات کر چکا ہے۔ اور جدا پنے پر بہ حالت طالب علمی سے (سنیاس) دنڈیشی اختیار کرتا ہے۔ وہ کامل تارک الدنیا ہونے کی وجہ سے کبھی گرفتارِ حرص نہیں ہوتا۔

سنیاس اور شرادھ

معترض۔ لوگ کہتے ہیں۔ اگر شرادھ (مردہ ارواح کی نذر دنیا) میں سنیاسی کھانا کھائے۔ تو پتر (ارواح) بھاگ جاتے اور دوزخ میں جا گرتے ہیں۔

مجیب۔ اوّل تو مردہ ارواح کا آنا اور شرادھ (نذر دنیا) کا انہیں پہنچنا ناممکن اور احکام وید اور منصفانہ خیال کے خلاف ہے اور اس لئے باطل ہے۔ اور جب (پتر) ارواح آتی ہی نہیں تو بھاگ کون جائے گا جب اور جہاں مرنے کے بعد اپنے گناہ و ثواب کے مطابق پرمیشور کے حکم سے نیا قالب اختیار کرتی ہیں۔ تو ان کا آنا کیونکر ممکن ہے؟ یہ بات بھی خود فرض پرداز لوگوں اور بیراگیوں کی خود ساختہ ہے۔ البتہ یہ درست ہے کہ جہاں سنیاسی جائیں گے۔ وہاں وید وغیرہ کتب حقہ کے احکام کے خلاف مُردہ (پتروں) ارواح کو نذر دنیا دینے کی بدعت فرد کا فد ہو جائیں گی۔

طالب علمی سے براہ راست سنیاس

معترض۔ جو شخص حالت طالب علمی سے (سنیاس) دنڈیشی اختیار کرے گا۔ اس کے لئے زندگی گذارنا مشکل ہوگا۔ کیونکہ جذبات شہوانی کا مدد کی نہایت درجہ شوار ہے۔ اس لئے خانہ داری اور دولت گھرینی کے بعد جب انسان بوڑھا ہو جائے تب دنڈیشی اختیار کرے۔ تو بہتر ہے۔ مجیب۔ جو ضبط نفس نہ کر سکے یعنی جس کا حواس پر قابو نہ ہو۔ وہ حالت طالب علمی سے براہ راست سنیاس نہ لے۔ ایسا کر کیونکر سکے۔ وہ کیوں نہ لے۔ جو شخص لذات نفسانی کے معائب اور ضبط نفس کی خوبیوں سے کماحقہ واقف ہے۔ وہ نفس کا غلام کبھی نہیں ہو سکتا۔ ایسے اشخاص کی قوت مردمی آتش فکر کے لئے ایندھن کا کام دیتی ہے یعنی اس کا مصرف یہ اور دماغی اشغال ہو جاتے ہیں۔ جیسے طبیب اور ادویہ کی ضرورت مریض کو ہوتی ہے تندرست شخص کو نہیں۔ ایسے ہی جس مرد یا عورت کی زندگی کا مقصد علم۔ دھرم۔ دین کی ترقی اور تمام عالم کا بھلا کرنا ہو۔ وہ شادی نہ کرے۔ مثلاً زمانہ قدیم میں پنچ شکھ وغیرہ ایسے برد اور گارگی وغیرہ ایسی عورتیں ہو گذری ہیں۔ لہٰذا (سنیاس) دنڈیشی اختیار کرنے کا حق فقط مستعد اور قابل شخص کو ہے۔ اگر نا قابل شخص دنڈیش بنے گا۔ تو خود بھی غرق ہوگا۔ اور دوسروں کو بھی غرق کرے گا۔ جیسے "سراٹ" شہنشاہ کو کہتے ہیں۔ ویسے ہی "پرواٹ" شہنشاہوں کے شہنشاہ دنڈیش کو کہتے ہیں

[1] یوگ کے معنی ہیں غیر حاصل کو حاصل کرنا اور کیشم کے حاصل کی حفاظت کرنا۔ عامہ میں ان الفاظ کے معنے فروعی ضروریات کے لیے گئے ہیں۔

بادشاہ کی عزت فقط اپنے ملک اور متعلقین میں ہوتی ہے۔ لیکن درویش ہر جگہ تعظیم پاتا ہے۔ بقول چانکیہ

विद्वत्वं च नृपत्वं च नैव तुल्यं कदाचन ।
स्वदेशे पूज्यते राजा विद्वान् सर्वत्र पूज्यते ॥ १ ॥

عالم اور راجا کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ راجا فقط اپنے ملک میں ہی عزت و توقیر پاتا ہے اور عالم کو ہر جگہ تعظیم و تمکنت ملتی ہے۔

آشرموں کے مقاصد

بنا بریں تعلیم و تربیت اور قوائے وغیرہ کی ترقی کے لئے (برہمچریہ) ابتدائی اعلیٰ قسم کے دنیاوی کاروبار کی تکمیل کے لئے (گرہستھ) خانہ داری۔ خود رفض اور محبت کی مشق اور علم معرفت کی ترقی کے لئے (بان پرستھ) عزلت گزینی اور وید وغیرہ کتب حقہ کی اشاعت حسنات کے قبول اور دائم کے ترک تلقین حق اور ازالۂ شبہات کے لئے (سنیاس) منزل درویشی مقصود ہے۔ جو اشخاص سنیاسی ہو کر اس منزل کے فرض اصلی یعنی تلقین حق کی تکمیل نہیں کرتے۔ وہ ذلیل اور جہنمی ہیں تمام (سنیاسیوں) درویشوں کو لازم ہے۔ کہ تلقین حق۔ ازالۂ شبہات۔ وید وغیرہ کتب حقہ کی تعلیم اور احکام وید کے مطابق اپنی اور دوسروں کی ترقی جان سے کر کے تمام عالم کی فلاح کا موجب بنیں۔

بیراگی وغیرہ سنیاسی نہیں

معترض سنیاسیوں کے علاوہ جو سادھو۔ بیراگی۔ گوسائیں خاکی وغیرہ ہیں۔ ان کا شمار بھی سنیاسیوں میں ہوگا یا نہیں؟

مجیب۔ نہیں۔ کیونکہ ان میں سنیاس کا ایک بھی وصف موجود نہیں۔ وہ احکام وید کے خلاف راستہ اختیار کر کے وید سے زیادہ اپنے اپنے فرقوں کے پیشواؤں کے اقوال کو سند مانتے اور اپنے ہی فرقہ والوں کو اعتقادات کی تعریف کہتے ہیں۔ خود دام تذویر میں پھنس کر اپنی اغراض کے لئے دوسروں کو بھی اپنے اپنے مت میں پھنساتے ہیں اصلاح کرنا تو درکنار۔ یہ لوگ الٹا اہل عالم کو بہکا کر قعر تنزل میں گراتے اور اپنا الو سیدھا کرتے ہیں اس لئے ان کا شمار درویشوں میں نہیں غرض کیشوں میں ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ غرض کیشی کی منزل میں یہ ثابت قدم ہیں اس کے برعکس جو خود احکام الٰہی کے مطابق عمل پیرا ہو کر دوسروں کو بھی اسی راستے پر چلاتے ہیں جو فقط اپنی ذات ہی نہیں بلکہ تمام اہل عالم کو دنیا و حقیقی میں جنت یعنی راحت سے بہرہ یاب کرتے ہیں وہی احکام الٰہی کے پابند (سنیاسی) درویش اور روحانی (نقطۂ نظر سے) بزرگ ہیں۔

یہ مختصر طور پر عالم درویشی کا بیان کیا گیا ہے۔ آئندہ باب میں امور سلطنت کا بیان کیا جائے گا

ختم شد

باب پنجم در بیان منازل عزلت گزینی و درویشی

کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش

مصنفہ

شری سوامی دیانند سرسوتی

باب ششم

سیاسیات

راجہ کیسا ہو

राजधर्मान् प्रवक्ष्यामि यथावृत्तो भवेन्नृपः ।
संभवश्च यथा तस्य सिद्धिश्च परमा यथा ॥ १ ॥
ब्राह्मं प्राप्तेन संस्कारं क्षत्रियेण यथाविधि ।
सर्वस्यास्य यथान्यायं कर्त्तव्यं परिरक्षणम् ॥ २ ॥

(منوجی مہاراج رشیوں سے کہتے ہیں۔ کہ چاروں (دوائیں) جماعات مدنی اور چاروں (آشرموں) منازل زندگانی کا دستور العمل بیان کرنے کے بعد اب ہم) سیاسیات کا ذکر کریں گے یعنی راجہ کیسا ہونا چاہیئے؟ اس منصب کی ابتدا کیسے ہوئی؟ اور اسے اپنے مقاصد میں کامیابی کیسے حاصل ہو؟ باب ذیل میں ان امور کا بالتفصیل بیان کیا جائے گا۔ ۱

کشتری کو واجب ہے۔ کہ براہمن کی طرح تعلیم و تربیت سے پورا فیضیاب عالم و فاضل ہو کر عدل گستری کے ذریعہ تمام سلطنت کی کماحقہ حفاظت کرے۔ ۲ (منوسمرتی ۷ - ۱، ۲)

اس کا طریق حسب ذیل ہے:-

مجالس ثلثہ

त्रीणि राजाना विदथे पुरूणि परि विश्वानि भूषथः सदांसि ।

رگوید ارشاد کرتا ہے۔ کہ راجہ۔ اور کارکنان سلطنت اور رعایا مل کر نوآبادیاتی ملک و قوم کے علوم و فنون و شرکہ مقاصد کی تکمیل کے لئے تین مجلسیں یعنی (ودیا آدیہ سبھا) مجلس علوم۔ (دھرم آدیہ سبھا) مجلس دینیات۔ اور (راج آدیہ سبھا) مجلس سیاسیات قائم کرے۔ رعایا کو چاہیئے کہ ان میں انسان اور دیگر سب متفرقہ شامل ہیں تعلیم و تربیت آزادی۔ پابندی دین اور عدل و انصاف و تجارت سے آراستہ اور پیراستہ کریں۔ (رگوید ۳ - ۳۸ - ۶)

---

۱ ان تینوں مجلسوں کے جداگانہ فرائض اور اختیارات پر رشی نے روشنی نہیں ڈالی معلوم یہ ہوتا ہے کہ مجلس علوم کا کام علوم کی اشاعت کرنا ہے مجلس دینیات کا کام دین کی اشاعت و امور متعلقہ دینیات کا انضباط کرنا ہے اور مجلس سیاسیات کا کام تدبیر ملکی کے متعلق خود فروغ کے فروعی انتظامات کرنا ہے یہ تینوں مجلسیں گویا بالترتیب ہندوستانی کی یونیورسٹی چرچ اور پارلیمنٹ کی مترادف ہیں۔ یعنی ان مجالس کو ایک دوسرے سے جدا بھی رکھتے ہیں۔ اور ان میں اشتراک عمل کی صورت بھی پیدا کرتے ہیں تخصص دینیات ان کی نظر میں انفرادی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں ان امور میں ہر فرد کو قانون سلطنت کی قید سے بری رکھنا چاہتے ہیں۔ دیکھو صفحہ نمبر ۔ تاہم جس سلطنت میں انضباط کی بنیاد ہی دینی یعنی احکام الٰہی ہوں اس میں دینیات سے کلیتہً قطع نظر کرنا ناممکن ہے امور دینیات کی ایک الگ مجلس بنا کر اسے مجلس سیاسیات کے ساتھ وابستہ کر دینا شاید دین اور سیاسیات کے باہمی تعلقات کے عقدے کا بہترین حل ہو۔ دینیات انسانی زندگی کا ایک فردی شعبہ ہے۔ نہ کہ اسے (باقی اگلے صفحہ پر)

तं सभा च समितिश्च सेना च ॥

راجہ کے اس فرض کو تینوں سبھائیں مجلسیں جنگ وغیرہ کے ضابطہ اور فوج مل کر بجا لانے تکمیل تک پہنچائیں۔ اتھروید ۱۹-۳۲-۱

راجہ اور اراکین مجلس کا باہمی فرض مندرجہ ذیل خطبۂ شاہی کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔

सभ्यं सभां मे पाहि ये च सभ्याः सभासदः ॥

(راجہ مجلس کے تمام ممبروں کو اس طرح مخاطب کرے) اے مجلس کے لائق اور افضل ممبرا آپ میری مجلس کے انضباط اور احکام جو احکام الٰہی کے مطابق ہیں۔ کی حفاظت کریں۔ اور مجلس کے (دیگر) قابل اراکین بھی اس انضباط کی تکمیل کیا کریں

(اتھروید ۱۹-۵۵-۵)

ویدک دھرم اور جمہوریت

ان احکام ربانی کا مدعا یہ ہے۔ کہ کسی فرد واحد کو اختیار سلطنت دے کر مطلق العنان بادشاہ نہیں بنانا چاہیئے۔ بلکہ راجہ مجلس کا صدر ہو مجلس راجہ کے ماتحت ہو اور راجہ مجلس کے۔ راجہ اور مجلس دونوں رعایا کے ماتحت رہیں۔ اور رعایا مجلس سیاسی کے ماتحت رہے۔ اگر ایسا نہ کرو گے۔ تو بقول شت پتھ براہمن

राष्ट्रमेव विश्याद्दन्ति तस्माद्राष्ट्री विशं घातुकः ।
विशमेव गष्ट्याद्यां करोति तस्माद्राष्ट्री विशमत्ति न पुष्ट पशुमन्यत इति ॥

(اگر حکام رعایا سے خود مختار رہیں تو) تمام سلطنت میں اپنا عمل دخل کر کے رعایا کو برباد کر دیں گے۔ (مطلق العنان) بادشاہ خود مختاری کے نشہ میں سرشار ہو کر رعایا کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔ وہ اہل ملک کو گویا لقمہ تر سمجھ کر کھا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ان پر سخت ظلم کرتا ہے۔ (اس لئے کسی فرد واحد کو مطلق العنان بادشاہ نہیں بنانا چاہیئے جیسے شیر یا گوشت خور شخص موٹے تازے حیوان کو مار کر کھا جاتا ہے ایسے ہی مطلق العنان بادشاہ رعایا کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔ (کسی کو اپنے سے بڑا نہیں ہونے دیتا۔ اہل دولت کو لوٹ کھسوٹ کر اور جبراً تاوان وصول کر کے اپنا الو سیدھا کرتا ہے) شت پتھ براہمن ۱۳-۲-۱۲-۶

इन्द्रो जयाति न परा जयाता अधिराजो राजसु राजयातै ।
चर्कृत्य ईड्यो वन्द्यश्चोपसद्यो नमस्यो भवेह ॥

اے بنی نوع انسان آئم میں جو نہایت ذوالجلال شخص ہو۔ جو دشمنوں پر فتحیاب ہو سکے۔ جسے بدخواہ شکست دے سکیں۔ جو راجاؤں میں سرتاج ہو کہ چکے جو مجلس کا صدر بننے کے ہر طرح قابل ہو۔ جس کے اوصاف اجمال۔ اور عادات قابل تعریف ہوں۔ جو تعظیم کے لائق۔ تقرب کا اہل۔ پناہ دینے کے قابل اور رکھے لئے قابل حرمت ہو۔ اسی کو صدر مجلس یعنی راجہ بنانا چاہیئے۔ (اتھروید ۶-۹۸-۱)

(پچھلے صفحہ سے آگے) نیست و نابود کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ کوئی با تدبیر سلطنت اس کی سیاسی فروگذاشتوں اور پیچیدگیوں سے انحراف کر سکتی ہے۔ بہتر یہی ہے۔ کہ اس قضیہ زندگی کا ایک الگ صیغہ مقرر کر دیا جائے۔ اور انتظام ملک میں اس کا مناسب ہاتھ ہو۔ (مترجم)

لہ یعنی دیانند کے نزدیک یہ تمام انتظامات حکومت ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ یہاں منوسمرتی میں راجہ کا فرض بیان کیا جاتا ہے۔ جس میں مجلس سیاسی اور کہیں کہیں ملازمان سرکار کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ دراصل راجہ وہاں تمام حکومت یعنی سرکار کا قائم مقام ہے۔ (مترجم)

इमं देवा असपत्नꣳसुवध्वं महते क्षत्राय महते ज्यैष्ठ्याय महते जानराज्यायेन्द्रस्येन्द्रियाय० ॥

اے وی علم حکام اور اہالیان ملک! تم رشئے زمین کی بادشاہت، بھوگ اور عظمت بڑے بڑے علماء کی رہائش سے مزین اس سلطنت میں منصب بادشاہت اور اعلیٰ درجہ کی عظمت اور دولت کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی طرفداری اور تعصب سے بالاتر کامل عالم اور شائستہ سبھا کے جلیس صدر مجلس راجہ کو باہمی صلاح و مشورہ سے اعلیٰ حاکم مان کر تمام رشئے زمین کو بدامنیوں سے خالی کر دو۔ (یجروید ۹ — ۴۰)

स्थिरा वः सन्त्वायुधा पराणुदे वीळू उत प्रतिष्कभे ।
युष्माकमस्तु तविषी पनीयसी मा मर्त्यस्य मायिनः ॥

(پرمیشور ہدایت فرماتا ہے۔ کہ اے حکام ملک! تمہارے (آتشیں اور دیگر قسم کے) دور تک مار کرنے والے اسلحہ جات اور (توپ، بندوق، تیر، کمان، تلوار وغیرہ) ہمیشہ دشمنوں کو شکست دینے اور ان کے حملوں کی مدافعت کرنے کے لئے قابل تعریف اور مضبوط ہوں۔ اور تمہاری فوج سزاوار تحسین و توصیف ہو۔ تاکہ تم ہمیشہ فتحیاب ہو۔ مگر ہاں! جو شخص ظلم وغیرہ قابل مذمت افعال کا مرتکب ہوتا ہے! اسے ان میں سے کوئی ہتھیار کبھی نہ مصیبت ہو۔ (یجروید ۱ — ۲۹ — ۲)

یعنی جب تک کسی سلطنت کے باشندے احکام الٰہی کے پابند رہتے ہیں۔ تب تک سلطنت کی ترقی ہوتی رہتی ہے اور جب کوئی قوم بداخلاق ہو جاتی ہے۔ تو اس کی سلطنت بھی تباہ ہو جاتی ہے۔ بڑے بڑے علماء و فضلاء کو (ودیا آدیسبھا) مجلس علوم کے اراکین۔ احکام الٰہی کے پابند (خدا دوست) علماء کو (دھرم آدیسبھا) مجلس دینیات کے اراکین اور ستودہ اخلاق (دھارمک) انصاف پسند اشخاص کو (راج آدیسبھا) مجلس سیاسیات کے اراکین مقرر کیا جائے۔ اور جو شخص تمام اراکین میں سب سے افضل اوصاف۔ اعمال اور عادات سے متصف ہو۔ اس کو مجلس سیاسیات کا صدر مقرر کر کے تمام اہل ملک مملکت کی ہر طرح کی ترقی میں مصروف ہوں۔ ہر سہ مجالس کے مشورہ سے تدبیر ملکی کے عمدہ عمدہ قوانین وضع کئے جائیں۔ اور تمام افراد سلطنت ان قوانین کے ماتحت سمجھے جائیں۔ بدفاع عام کے تمام امور پر ان مجالس میں غور کیا جائے جن امور کا تعلق تمام رعایا سے ہے۔ ان امور میں سب لوگ قوانین سلطنت کے ماتحت رہیں۔ اور جو امور دینیات یا فرائض شخصی (یعنی افراد کی اپنی ذات سے تعلق رکھتے ہیں ان میں سب خود مختار ہوں۔

صدر مجلس کے اوصاف

حسب قول منو صدر مجلس میں مندرجہ ذیل اوصاف ہونے چاہئیں:۔

इन्द्राऽनिलयमार्काणामग्नेश्च वरुणस्य च ।
चन्द्रवित्तेशयोश्चैव मात्रा निर्हृत्य शाश्वतीः ॥ १ ॥
तपत्यादित्यवच्चैष चक्षूंषि च मनांसि च ।
न चैनं भुवि शक्नोति कश्चिदप्यभिवीक्षितुम् ॥ २ ॥

सोऽग्निर्भवति वायुश्च सोऽर्कः सोमः स धर्मराट् ।
स कुबेरः स वरुणः स महेन्द्रः प्रभावतः ॥३॥

راجہ یعنی صدر مجلس بجلی کی طرح نور اور دولت اور قدرت پیدا کرنے والا ہو۔ ہوا کی طرح سب کے لئے بزرا تنفس مدبر اور دل کی بات بھانپنے والا۔ خیر طرفدار منصف مزاج سورج کی طرح عدل (صرم) دین اور علم کی روشنی پھیلانے والا۔ جہالت۔ اور ظلم کی تاریکی کا سدباب کرنے والا۔ آگ کی طرح بدباطنوں کو جلا کر راکھ کر دینے والا کوتوال کی طرح شریر الطبع اشخاص کو طرح طرح کی قیود میں ڈالنے والا۔ چاند کی طرح نیک اشخاص کے لئے راحت کا باعث خزانچی کی طرح خزانوں کو پُر کرنے والا ہونا چاہیئے۔ ۱

جو سورج کی طرح ذوالجلال یعنی اپنے رعب سے سب کے ظاہر و باطن پر ہیبت طاری کر دینے والا ہو جس کی طرف کوئی دیدہ پر کسی کو آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہ ہو۔ ۲

جو اتم کے لحاظ سے مجسم آگ۔ ہوا۔ سورج۔ چاند (صرم) دین کی اشاعت اور ترقی کرنے والا مجرموں کے لئے قہر یہ کا پتلا۔ نہایت ذوالجلال ہو وہی صدر مجلس ہونے کے قابل ہے۔ ۳ منتر ۱۔ ۲۔ ۶۔ ۷

حقیقی راجہ کون ہے؟

स राजा पुरुषो दण्डः स नेता शासिता च सः ।
चतुर्णामाश्रमाणां च धर्मस्य प्रतिभूः स्मृतिः ॥१॥
दण्डः शास्ति प्रजाः सर्वा दण्ड एवाभिरक्षति ।
दण्डः सुप्तेषु जागर्ति दण्डं धर्मं विदुर्बुधाः ॥२॥
समीक्ष्य स धृतः सम्यक् सर्वा रञ्जयति प्रजाः ।
असमीक्ष्य प्रणीतस्तु विनाशयति सर्वतः ॥३॥
दुष्येयुः सर्ववर्णाश्च भिद्येरन्सर्वसेतवः ।
सर्वलोकप्रकोपश्च भवेद्दण्डस्य विभ्रमात् ॥४॥
यत्र श्यामो लोहितोक्षो दण्डश्चरति पापहा ।
प्रजास्तत्र न मुह्यन्ति नेता चेत्साधु पश्यति ॥५॥
तस्याहुः संप्रणेतारं राजानं सत्यवादिनम् ।
समीक्ष्यकारिणं प्राज्ञं धर्मकामार्थकोविदम् ॥६॥
स राजा प्रणयन्सम्यक् त्रिवर्गेणाभिवर्धते ।
कामात्मा विषमः क्षुद्रो दण्डेनैव निहन्यते ॥७॥
दण्डो हि सुमहत्तेजो दुर्धरश्चाकृतात्मभिः ।
धर्माद्विचलितं हन्ति नृपमेव सबान्धवम् ॥८॥
सोऽसहायेन मूढेन लुब्धेनाकृतबुद्धिना ।

न शक्यो न्यायतो नेतुं सक्तेन विषयेषु च ॥९॥
शुचिना सत्यसन्धेन यथाशास्त्रानुसारिणा ।
प्रणेतुं शक्यते दण्डः सुसहायेन धीमता ॥१०॥

دنڈ یعنی تعزیر

دنڈ (عصاء عدل) بادشاہت کی روح رواں ہے۔ عصائے عدل بذاتِ خود بادشاہت ہے عصائے عدل انصاف کی اشاعت کا باعث اور عصائے عدل ہی سب پر حکومت کرتا ہے

یہی عصاء ہر چہار جماعات (ورنوں) اور ہر چہار منازل (آشرموں) کے ضوابط کا قیام ہے۔ ۱

عصائے عدل تمام رعایا پر حکومت کرتا ہے۔ اور عصائے عدل ہی سب کا محافظ ہے۔ جب سب سو جاتے ہیں تو عصائے عدل جاگتا رہتا ہے اس لئے دانا عصائے عدل کو ہی دھرم یعنی قانون کہتے ہیں۔ ۲

عصائے عدل خود رو خوض سے مناسب طور پر استعمال کیا جائے۔ تو رعایا کے لئے باعثِ راحت ہوتا ہے لیکن اگر اسی کا استعمال بے پرواہی سے کیا جائے تو سلطنت کے لئے ہر طرح تباہی کا موجب ہوتا ہے۔ ۳

بغیر عصائے عدل یعنی تعزیر کے تمام جماعات (ورنوں) میں خرابی پیدا ہو جاتی اور تمام (قانونی) حدود کے ٹوٹ جانے کا احتمال ہے۔ لیکن عصاء عدل کی بے اعتدالی سے بھی تمام عالم میں فتنہ و فساد پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ ۴

جہاں سیاہ فام سُرخ چشم ہیبت ناک انسان کے مشابہ گناہوں کو مٹانے والے عصاء عدل کا حکم چلتا ہے وہاں عوام غفلت میں نہیں پڑتے اور خوشحال رہتے ہیں بشرطیکہ اس عصاء کا حامل غیر طرفدار اور صاحب بصیرت شخص ہو۔ ۵

صداقت شعار۔ ہر کام سوچ سمجھ کر کرنے والے۔ دانشمند۔ دین۔ دولت اور مقاصد عوام کی تکمیل کے ماہر اور جاننے والے ہی اہل الرائے عصائے عدل کا صحیح حامل کہتے ہیں۔ ۶

جو ایسے عصاء عدل کا استعمال مناسب طور پر کرتا ہے۔ وہ دین و دولت اور مقاصد کی تکمیل سے ترقی (اور عظمت کے درجات پر فائز ہوتا ہے۔ اور جو خواہشات نفسانی کا غلام۔ لالچی۔ حاسد۔ خسیس۔ کم عقل شخص رشوت لے کر کسی عدالت پر متمکن ہوتا ہے اسے عصاء عدل خود ہلاک کر دیتا ہے۔ ۷

عصائے عدل نہایت ہی جلال چیز ہے اس کے حامل خام طبع اشخاص نہیں ہو سکتے یا وہ دین سے منحرف راجہ کو یہ عصاء بمعہ اہل و عیال برباد کر دیتا ہے۔ ۸

(علم کامل کی) امداد سے محروم۔ تعلیم و تربیت سے بے بہرہ۔ خواہشاتِ نفسانی میں منہمک شخص اس عصاء کا استعمال حدِ استعمال کے اندر رہ کر نہیں کر سکتا۔ ۹

برخلاف اس کے جو شخص پاکیزہ باطن۔ صداقت شعار۔ نیک اشخاص کی صحبت میں رہتے اور ضوابط حکمت کے مطابق عمل کرنے والا۔ برگزیدہ (اہل بصیرت) کی امداد سے فیضیاب اور خود اہل بصیرت ہو۔ وہی اس عصاء کے استعمال کی قابلیت رکھتا ہے۔ ۱۰ (منوسمرتی ۷۔ ۱۴ تا ۲۸، ۱۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱)

सैनापत्यं च राज्यं च दण्डनेतृत्वमेव च ।
सर्वलोकाधिपत्यं च वेदशास्त्रविदर्हति ॥१॥
दशावरा वा परिषद् यं धर्मं परिकल्पयेत् ।

व्यवरा वापि वृत्तस्था तं धर्मं न विचालयेत् ॥२॥
त्रैविद्यो हैतुकस्तर्की नैरुक्तो धर्मपाठकः ।
त्रयश्चाश्रमिणः पूर्वे परिषत्स्याद्दशावरा ॥३॥
ऋग्वेदविद्यजुर्विच्च सामवेदविदेव च ।
त्रयवरा परिषज्ज्ञेया धर्मसंशयनिर्णये ॥४॥
एकोपि वेदविद्धर्मं य व्यवस्येद् द्विजोत्तमः ।
स विज्ञेयः परो धर्मो नाज्ञानाम्नुदितोऽयुतैः ॥५॥
अव्रतानाममन्त्राणां जातिमात्रोपजीविनाम् ।
सहस्रशः समेतानां परिषत्त्वं न विद्यते ॥६॥
यं वदन्ति तमोभूता मूर्खा धर्ममतद्विदः ।
तत्पापं शतधा भूत्वा तद्वक्तॄननुगच्छति ॥७॥

تمام سپاہ اور افسران سپاہ کی قیادت۔ محکمہ عدل کے تمام امور کا اختیار۔ محکمہ سیاسیات کی اعلیٰ حکومت اور بادشاہت۔ ان چار منصبوں پر تمام وید شاستروں کے ماہر (علماء کامل) احکام الٰہی کے دل وجان سے پابند۔ فاتح النفس۔ نہایت نیک سیرت) اشخاص کو مقرر کرنا چاہیئے۔ (دوسرے لفظوں میں سپہ سالار اعظم چیف جسٹس (قاضی القضات) وزیر اعظم اور رابر لینی صدر اعظم (صدر مجلس) یہ چار اشخاص تمام علوم کے ماہر ہونے چاہئیں۔۱

شارحین قانون

(دشاوردا) کم سے کم دس ماہران علوم کی یا (تریودا) یعنی اس سے بھی کم ہو۔ تو تین ماہران علوم کی مجلس جسے قانون قرار دے۔ اس کی خلاف ورزی کرنے کا کسی کو حق نہیں۔۲

(دشاوردا) دس علماء کی مجلس کے اراکین چاروں ویدوں علم منطق۔ برکت علم قانون وغیرہ کے ماہر ہونے چاہئیں۔ اور ان میں تینوں ابتدائی (آشرموں) منازل کے اشخاص یعنی (برہمچاری) مجرد (گرہستھی) خانہ دار اور وان پرستھی عزلت گزیں شامل ہونے چاہئیں۔۳

جس مجلس کے اراکین رگ وید۔ یجروید۔ سام وید کے تین عالم ہوں (وہ تریودا یعنی تین علماء کی مجلس کہلائے گی اس کا کام قانون کے نکات زیر بحث کا فیصلہ کرنا ہوگا) (اس مجلس کا فیصلہ بھی ناطق ہوگا)۔۴

سب ویدوں کا جاننے والا (دیجوں) تمام تعلیم یافتہ اشخاص میں برگزیدہ ایک (مثالی سی) بھی ہے قانون قرار دے وہ اعلیٰ پایہ کا قانون ہے اس کے برخلاف ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں نادانوں کا دیا ہوا فیصلہ قابل تسلیم نہیں ہو سکتا۔۵

(ضبط نفس۔ راست گوئی وغیرہ) ریاضتوں اور علم وید یا قوت خیال سے عاری۔ ان پیدائشی (برہمنوں کثیر تعداد میں اور دیشوں) جو عملاً شودر ہیں۔ کے ہزاروں کی تعداد میں شامل ہو جانے سے بھی کوئی مجلس مجلس نہیں کہلاتی۔۶

---

۱ دشاوردا اور تریودا قانون کی تشریح کرنے والی کمیٹیاں ہیں جو قانون کے نکات متنازعہ فیہ کا فیصلہ کرتی ہیں سلطنت کی تین بڑی مجلسوں یعنی مجلس علوم۔ مجلس دینیات اور مجلس سیاسیات سے یہ کمیٹیاں مختلف ہیں۔ دراصل یہ کمیٹیاں ان مجلسوں (کچہاریوں) کی مقرر کردہ ہیں۔

دیشوں سے ناآشنا (جہالت مجسم) بے وقوف لوگ جسے قانون کہیں (اسے کبھی قابل تسلیم نہیں سمجھنا چاہیئے) ایسا قانون سینکڑوں قسم کا گناہ بن کر کہنے (اور عمل کرنے والوں) کی جان کا لاگو ہوتا ہے۔ (منوسمرتی ۱۲-۹۵)

الختصر ان کمیٹیوں اور مذکورہ بالا تینوں مجلسوں یعنی (وِدیا آریہ سبھا) مجلس علوم (دھرم آریہ سبھا) مجلس دینیات اور (راج آریہ سبھا) مجلس سیاسیات میں جہلاء کو ہرگز شامل نہیں کرنا چاہیئے۔ برعکس اس کے ان تمام انجمنوں کے اراکین احکام الٰہی کے پابند علماء ہی مقرر کیے جانے چاہئیں۔

راجہ اور اراکین مجلس سے متعلقہ اوامر و نواہی

त्रैविद्येभ्यस्त्रयीं विद्यां दण्डनीतिं च शाश्वतीम् ।
आन्वीक्षिकीं चात्मविद्यां वार्त्तारम्भाँश्च लोकतः ॥ १ ॥
इन्द्रियाणां जये योगं समातिष्ठेद्दिवानिशम् ।
जितेन्द्रियो हि शक्नोति वशे स्थापयितुं प्रजाः ॥ २ ॥
दश कामसमुत्थानि तथाष्टौ क्रोधजानि च ।
व्यसनानि दुरन्तानि प्रयत्नेन विवर्जयेत् ॥ ३ ॥
कामजेषु प्रसक्तो हि व्यसनेषु महीपतिः ।
वियुज्यतेऽर्थधर्माभ्यां क्रोधजेष्वात्मनैव तु ॥ ४ ॥
मृगयाक्षो दिवास्वप्नः परिवादः स्त्रियो मदः ।
तौर्य्यत्रिकं वृथाट्या च कामजो दशको गणः ॥ ५ ॥
पैशुन्यं साहसं द्रोह ईर्ष्यासूयार्थदूषणम् ।
वाग्दण्डजं च पारुष्यं क्रोधजोऽपि गणोऽष्टकः ॥ ६ ॥
द्वयोरप्येतयोर्मूलं यं सर्वे कवयो विदुः ।
तं यत्नेन जयेल्लोभं तज्जावेतावुभौ गणौ ॥ ७ ॥
पानमक्षाः स्त्रियश्चैव मृगया च यथाक्रमम् ।
एतत्कष्टतमं विद्याच्चतुष्कं कामजे गणे ॥ ८ ॥
दण्डस्य पातनं चैव वाक्पारुष्यार्थदूषणे ।
क्रोधजेऽपि गणे विद्यात्कष्टमेतत्त्रिकं सदा ॥ ९ ॥
सप्तकस्यास्य वर्गस्य सर्वत्रैवानुषङ्गिणः ।
पूर्वं पूर्वं गुरुतरं विद्याद्व्यसनमात्मवान् ॥ १० ॥
व्यसनस्य च मृत्योश्च व्यसनं कष्टमुच्यते ।
व्यसन्यधोऽधो व्रजति स्वर्यात्यव्यसनी मृतः ॥ ११ ॥

(راجہ اور اراکین مجلس وہی ہو سکتے ہیں۔ جو چاروں ویدوں میں بیان کی گئی..... روز مرہ کاروبار (علم عمل اور عبادت) کی تعلیم ان علوم کے ماہرین سے حاصل کر چکے ہوں۔ علم سیاسیات علم منطق۔ اور علم معرفت الٰہی پر مشتمل

کے اوصاف۔ افعال اور عادات) سے کماحقہ واقف ہوں۔ اور عامۃ الناس غذیمی کاروبار کے متعلق پوری واقفیت حاصل کر چکے ہوں۔ ۱

(مجلس کے اراکین اور صدر) حواس کو قابو میں رکھیں (ہمیشہ احکام الٰہی کے پابند رہیں۔ ان احکام کی خلاف ورزی سے پرہیز کریں۔ اور اس مقصد سے رات دن ریاضت ہائے یوگ کی مشق کیا کریں۔ کیونکہ اپنے حواس اور قوے (یعنی قلب تنفس اور قالب) کو (جو اندر کی دعائیں) زیر کئے بغیر باہر کی دعایا کو قابو میں نہیں لایا جا سکتا۔ ۲

دس عیوب عیاشی سے اور آٹھ عیوب غضب سے ایسے پیدا ہوتے ہیں۔ کہ ان میں ایک بار پھنس کر پھر انسان اپنی کوشش سے آزاد ہو سکتا ہے۔ ان عیوب سے بچنے کی جی جان سے کوشش کرے۔ ۳

جو شخص دس اقسام عیاشی کا شکار ہو جاتا ہے۔ وہ دولت یعنی سلطنت اور مال مقدر اور حشم یعنی نعمت تین سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور جو آٹھ عیوب غضبی کا شکار ہوتا ہے۔ وہ جہان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ ۴

دس عیوب جو عیاشی سے پیدا ہوتے ہیں یہ ہیں (۱) شکار (۲) قمار بازی (۳) دن کو سونا (۴) غیبت اور شقہ گفتگو (۵) عورتوں کی قربت (۶) مستی اشیاء (مثلاً شراب۔ بھنگ۔ افیم۔ گانجا چرس وغیرہ) کا استعمال (۷) گانا بجانا رقص کرنا۔ کرانا (اور ان کا سننا اور دیکھنا) (۸) آوارہ گردی۔ ۵

آٹھ عیوب جو غضب سے پیدا ہوتے ہیں وہ یہ ہیں (۱) چغلخوری (۲) زنا بالجبر (یعنی جبر و تشدد) (۳) خلاف (۴) حسد (یعنی دوسرے کی عظمت یا ترقی کو دیکھ کر جلنے لگنا) (۵) تہمت یعنی کسی کی خوبی کو نقص اور نقص کو بغور خوبی ظاہر کرنا (۶) مال غصب کا بیجا یعنی بے کاموں میں استعمال کرنا اور کسی کا مال چھین لینا (۷) درشت کلامی یعنی گالی گلوچ (۸) مار پیٹ یعنی بے تقصیر سزا دہی۔ ۶

تمام دانا اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ ان ہر دو اقسام کے عیوب کا بیج جس میں ہے اسے زیر کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھنا چاہیئے۔ ۷

جو عیوب عیاشی کا نتیجہ ہیں۔ ان میں سے منشیات کا استعمال قمار بازی عورتوں کی قربت اور شکار یہ چار عیب بالخصوص بُرے ہیں۔ ۸

اور جو عیوب غضب سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں سے بغیر تقصیر مار پیٹ کرنا۔ گالی گلوچ اور زبردستی مال کا چھین لینا اور بیجا خرچ کرنا۔ یہ تین عیب نہایت مضرت رساں ہیں۔ ۹

ان سات عیوب میں سے مقدم الذکر عیب مؤخر الذکر عیب سے زیادہ بڑا ہے۔ یعنی زبردستی مال کے چھین لینے اور بیجا خرچ کرنے کی نسبت گالی گلوچ کی نسبت مار پیٹ۔ مار پیٹ کی نسبت شکار کھیلنا۔ شکار کھیلنے کی نسبت عورتوں کی قربت اس سے قمار بازی اور اس سے مستی اشیاء کا استعمال شدید تر عیب ہے۔ ۱۰

تحقیق ہر ایک عادت اور عادت میں سے عادت بد زیادہ مضر ہے۔ کیونکہ بدکردار مستی شخص جتنا زیادہ بھگتا ہے اتنا زیادہ گناہ کرتا ہے اسی مناسبت سے تحت مذلت میں گرتا جائے گا۔ برخلاف اس کے جو کبھی بھی ذلت میں نہیں پھنسا وہ مرکز بھی عالم دولت کا مستحق ہوگا۔ ۱۱ (منوسمرتی ۷ ۔ ۴۴ تا ۵۳)

لہ جوا اور تفریح کے لئے دیکھو سر کھیلنا۔ سنسکار بدھی صفحہ ۱۰۷ باھمال ایڈیشن

اس لئے یا بالخصوص راجہ اور بالعموم تمام بنی نوع انسان کو واجب ہے۔ کہ کبھی شکار اور شراب نوشی وغیرہ محاسب میں مبتلا نہ ہوں۔ اور عادات بد سے علیحدہ رہ کر احکام الٰہی کے مطابق اوصاف۔ اعمال اور عادات سے متصف ہوں اور ہمیشہ اچھے کام کیا کریں۔

وزرائے سلطنت

اراکین مجلس اور وزراء میں مندرجہ ذیل اوصاف ہونے چاہئیں۔

मौलान् शास्त्रविदः शूराँल्लब्धलक्ष्यान् कुलोद्गतान् ॥
सचिवान्सप्त चाष्टौ वा प्रकुर्वीत परीक्षितान् ॥ १ ॥
अपि यत्सुकरं कर्म तदप्येकेन दुष्करम् ।
विशेषतोऽसहायेन किन्तु राज्यं महोदयम् ॥ २ ॥
तैः सार्द्धं चिन्तयेन्नित्यं सामान्यं सन्धिविग्रहम् ।
स्थानं समुदयं गुप्तिं लब्धप्रशमनानि च ॥ ३ ॥
तेषां स्वं स्वमभिप्रायमुपलभ्य पृथक् पृथक् ।
समस्तानाञ्च कार्य्येषु विदध्याद्धितमात्मनः ॥ ४ ॥
अन्यानपि प्रकुर्वीत शुचीन् प्राज्ञानवस्थितान् ।
सम्यगर्थसमाहर्तॄनमात्यान्सुपरीक्षितान् ॥ ५ ॥
निवर्त्तेतास्य यावद्भिरितिकर्त्तव्यता नृभिः ।
तावतोऽतन्द्रितान् दक्षान् प्रकुर्वीत विचक्षणान् ॥ ६ ॥
तेषामर्थे नियुञ्जीत शूरान् दक्षान् कुलोद्गतान् ।
शुचीनाकरकर्मान्ते भीरूनन्तर्निवेशने ॥ ७ ॥
दूतं चैव प्रकुर्वीत सर्वशास्त्रविशारदम् ।
इङ्गिताकारचेष्टज्ञं शुचिं दक्षं कुलोद्गतम् ॥ ८ ॥
अनुरक्तः शुचिर्दक्षः स्मृतिमान् देशकालवित् ।
वपुष्मान्वीतभीर्वाग्मी दूतो राज्ञः प्रशस्यते ॥ ९ ॥

وزیر وغیرہ کتب علوم کے ماہر شجاع۔ الوالعزم۔ عالی نسب۔ آزمائش میں پورے اتر چکے۔ احکام الٰہی کے پابند اپنی سلطنت یا ملک میں پیدا شدہ سات یا آٹھ برگزیدہ اشخاص کو وزیر مقرر کرے۔ ۱

کیونکہ کوئی اہم کام بھی کسی تنہا شخص سے (بغیر کسی کی امداد کے) سرانجام پانا مشکل ہوتا ہے۔ پھر سلطنت جیسا عظیم الشان کام کسی فرد واحد سے کس طرح بایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔ (اس لئے کسی فرد واحد کو راجہ بنا کر اس کی عقل پر بھروسہ کرنا اور تمام سلطنت کے کاروبار کا بوجھ اسی پر ڈال دینا نہایت خطرناک ہے) ۲

(صدر مجلس کو واجب ہے کہ) امور سلطنت کے متعلق ہوشیار۔ ذی علم وزراء کے ساتھ تخلیہ میں (کسی سے صلح کسی سے جنگ (کسی سے) قیام یعنی جب کہ اپنی سلطنت میں حفاظت سے بیٹھے اپنے اور جب بڑھنے کا موقعہ ہو جھٹ

دشمن پر چڑھائی کرنے (افواج اور خزانہ ذخیرہ کی حفاظت) اور جو جو ملک زیر ہوں۔ ان میں فتنہ فساد کے مٹانے اور امن قائم کرنے۔ ان چھ امور کے بارے میں ہمیشہ مشورہ کرے ۳

تمام کام مشورہ سے کرے یعنی ان اراکین عمل کی پہلے الگ الگ اور مشاورت سے (اور پھر سب کی ملاح سے کیا) آشنا ہو کر (کثرت رائے سے جو بات اپنے اور غیر کے بھلے کی قرار پائے) وہی عمل میں لائے ۔ ۴

اور بھی ایسے اشخاص جو دیانت دار اور قابل۔ اور اپنے کیے اور حصول مقاصد میں ہوشیار ہوں۔ اور جو آمائش میں پورے اتریں جہدہ وزارت پر مقرر کرے۔ ۵

جتنے اشخاص سے سلطنت کے کاروبار کی کماحقہ تکمیل ہو سکے۔ اتنے چست۔ قوی اور ہوشیار برگزیدہ افراد کو جہدے دار تعینات کرے۔ ۶

ان کے ماتحت بہادر۔ طاقتور۔ عالی نسب۔ دیانت دار ملازموں کو رکابیوں اور گدگدامیوں وغیرہ بڑے بڑے محکمہ جات پر اور ذرا کم اشخاص کو اندر کے کاموں پر تعینات کرے۔ ۷

قوتِ فصل

اچھے خاندان میں پیدا ہونے۔ دیانت دار۔ خدا ترس۔ حکمت و سکنت سے عدل کے دار اور مستقبل کی بات کو جان لینے والے۔ تمام اشاعتوں علوم کے ماہر ہوشیار شخص کو قوتِ فصل (ایلچی) بنائے۔ ۸

جو شخص سلطنت کے کاروبار میں نہایت دلچسپی اور جوش سے کام لے (یعنی پورا وفادار ہو) اور جو بے لدیا۔ پاکیزہ باطن۔ ہوشیار۔ قوت حافظہ کا دھنی۔ تمام اور موقعہ کے مطابق کام کرنے والا خوش وضع۔ بے خوف فیصلہ کرنے والا جو دبدبہ کا ایلچی ہونے کے لئے موزوں ہے۔ ۹ منتخبہ ۱۔ ۲۔ ۵۔ ۶۔ ۶۰ تا ۶۴

محکمہ جات کی تقسیم

کاروبار سلطنت کی تقسیم مندرجہ ذیل طریق پر کی جانی چاہیئے :-

अमात्ये दण्ड आयत्तो दण्डे वैनयिकी क्रिया ।
नृपतौ कोशराष्ट्रे च दूते सन्धिविपर्ययौ ॥ १ ॥
दूत एव हि संधत्ते भिनत्त्येव च संहतान् ।
दूतस्तत्कुरुते कर्म भिद्यन्ते येन वा न वा ॥ २ ॥
बुद्ध्वा च सर्वं तत्त्वेन परराजचिकीर्षितम् ।
तथा प्रयत्नमातिष्ठेद्यथात्मानं न पीडयेत् ॥ ३ ॥
धनुर्दुर्गं महीदुर्गमब्दुर्गं वार्क्षमेव वा ।
नृदुर्गं गिरिदुर्गं वा समाश्रित्य वसेत्पुरम् ॥ ४ ॥
एकः शतं योधयति प्राकारस्थो धनुर्धरः ।
शतं दश सहस्राणि तस्माद्दुर्गं विधीयते ॥ ५ ॥
तत्स्यादायुधसम्पन्नं धनधान्येन वाहनैः ।
ब्राह्मणैः शिल्पिभिर्यन्त्रैर्यवसेनोदकेन च ॥ ६ ॥
तस्य मध्ये सुपर्याप्तं कारयेद्गृहमात्मनः ।

गुप्तं सर्वर्तुकं शुभ्रं जलवृक्षसमन्वितम् ॥ ७ ॥
तदध्यास्योद्वहेद्भार्यां सवर्णां लक्षणान्विताम् ।
कुले महति सम्भूतां हृद्यां रूपगुणान्विताम् ॥ ८ ॥
पुरोहितं प्रकुर्वीत वृणुयादेव चर्त्विजम् ।
तेऽस्य गृह्याणि कर्माणि कुर्य्युर्वैतानिकानि च ॥ ९ ॥

تعزیر کا کام وزیر کے ماتحت، خزانہ اور باج کا کام راجہ کے۔ صلح و جنگ ایلچی کے (اور سلطنت کے تمام کام بار مجلس سیاسیات کے) ماتحت ہونے چاہئیں۔ تعزیرات کا ضابطہ ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ کسی کے ساتھ بے انصافی نہ ہو۔ کیونکہ سلطنت کا انضباط تمام تر تعزیرات پر منحصر ہے۔ ۱

ایلچی ہی بگڑے ہوؤں کو ملاتا اور ملے ہوؤں (بد ظنیت) اتحاد کو آپس میں لڑا دیتا ہے۔ ایلچی ایسا کام کرے جس سے دشمنوں میں پھوٹ پڑ جائے۔ (پھوٹ پڑنا نہ پڑنا ایلچی پر منحصر ہے)۔ ۲

(محلس کا صدر اور اداکین یا ایلچی وغیرہ) مخالف الہجہ کے ارادوں کا صحیح علم حاصل کرکے ایسی کوشش کریں کہ اپنا نقصان نہ ہو۔ ۳

خوبصورت جنگل اور ہر قسم کی معدنیات سے مالا مال تمام پہیر اندازوں کا۔ یا مٹی کا۔ یا پانی کا۔ یا فوج کا۔ یا اپنا دل کا قلعہ بنا کر اس کے درمیان شہر آباد کرے۔ ۴

شہر کے چاروں طرف فصیل بنائے۔ کیونکہ فصیل کے اندر کھڑے ہو کر ایک بہادر تیر انداز سو سپاہیوں کا اور سو سپاہی دس ہزار کا مقابلہ بآسانی سے کر سکتے ہیں۔ اس لئے قلعہ (اور فصیل) ضرور بنوانی چاہیئے۔ ۵

اس قلعہ میں اسلحۂ جنگ۔ زر و مال۔ اناج۔ سامانی و بارود۔ اور ایمبولینس یعنی معلم اور دوا کا انتظام کا ایک کارخانہ اور کلیں۔ چارہ۔ گھاس اور پانی وغیرہ با افراط ہوں۔ ۶

قلعہ کے اندر اپنے لئے پانی۔ درختوں اور پھولوں وغیرہ سے آراستہ۔ ہر طرح سے محفوظ۔ تمام موسموں میں آرام دہ سفید رنگ کا محل تعمیر کرائے۔ جو تمام کارہائے سلطنت کے لئے مستقی ہو۔ ۷

راجا کیلئے کثرت ازدواج کی ممانعت

اور اس لئے کہ زمانۂ طالب علمی کے خاتمہ پر جب مذکورہ بالا امور سلطنت کا کلی بخش انتظام ہو جائے

کسی حسین۔ نیک سیرت۔ جلد ہمدرد عالی نسب۔ کشتری خاندان کی۔ علم و خیرہ اوصاف اعمال اور عادات میں اپنی ہمپایہ ایک لڑکی سے شادی کرے۔ (دیگر تمام مستورات کو اپنے لئے ممنوع سمجھے کہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے)۔ ۹

پروہت اور رتوج کا انتخاب اور تقرر اس لئے کرے۔ کہ روزانہ اگنی ہوتر اور پنڈ دان وغیرہ رسومات خانگی ادا کیا کریں۔ (راجہ بذات خود ہمیشہ سلطنت کے کاروبار میں مستعد رہے۔ راجہ کی سندھیا اپاسنا یعنی عبادت وغیرہ فرائض کی ادائیگی کا حقیقی فائدہ یہی ہے کہ وہ رات دن سلطنت کے کام کاج میں مشغول رہے۔ اور کوئی کام بگڑنے نہ دے۔ ۲۷،۲۶،۲۴،۲۵۔ منوسمرتی)

لہ فرائض خانگی کی نگرانی پروہت اور رتوج کا کام ہے ان فرائض کی ادائیگی کے ذمہ دار بھی وہی ہیں لیکن راجہ ان فرائض کی ادائیگی سے آزاد نہیں۔ چنانچہ آگے چل کر منوسمرتی باب ۷، شلوک ۱۴۵ کی توضیح کرتے ہوئے رشی دیانند لکھتے ہیں "پرمیشور کا دھیان اور اگنی ہوتر کرنے کے بعد ایوان مجلس میں داخل ہونے کی ہدایت فرماتے ہیں یعنی راجہ کو فرائض خانگی کے تفکرات سے آزاد کرتے ہیں۔ لیکن فرائض ذاتی سے نہیں۔

सांवत्सरिकमाप्तैश्च राष्ट्रादाहारयेद् बलिम् ।
स्याच्चाम्नायपरो लोके वर्त्तेत पितृवन्नृपु ॥१॥
अध्यक्षान् विविधान् कुर्यात् तत्र तत्र विपश्चितः ।
तेऽस्य सर्वाण्यवेक्षेरन्नृणां कार्याणि कुर्वताम् ॥२॥
आवृत्तानां गुरुकुलाद्विप्राणां पूजको भवेत् ।
नृपाणामक्षयो ह्येष निधिर्ब्राह्मो विधीयते ॥३॥
समोत्तमाधमै राजा त्वाहूतः पालयन् प्रजाः ।
न निवर्त्तेत संग्रामात् क्षात्रं धर्ममनुस्मरन् ॥४॥
आहवेषु मिथोऽन्योन्यं जिघांसन्तो महीक्षितः ।
युध्यमानाः परं शक्त्या स्वर्गं यान्त्यपराङ्मुखाः ॥५॥
न च हन्यात्स्थलारूढं न क्लीबं न कृतांजलिम् ।
न मुक्तकेशं नासीनं न तवास्मीति वादिनम् ॥६॥
न सुप्तं न विसन्नाहं न नग्नं न निरायुधम् ।
नायुध्यमानं पश्यन्तं न परेण समागतम् ॥७॥
नायुधव्यसनं प्राप्तं नार्त्तं नातिपरिक्षतम् ।
न भीतं न परावृत्तं सतां धर्ममनुस्मरन् ॥८॥
यस्तु भीतः परावृत्तः संग्रामे हन्यते परैः ।
भर्त्तुर्यद्दुष्कृतं किंचित्तत्सर्वं प्रतिपद्यते ॥९॥
यच्चास्य सुकृतं किंचिदमुत्रार्थमुपार्जितम् ।
भर्त्ता तत्सर्वमादत्ते परावृत्तहतस्य तु ॥१०॥
रथाश्वं हस्तिनं छत्रं धनं धान्यं पशून् स्त्रियः ।
सर्वद्रव्याणि कुप्यं च यो यज्जयति तस्य तत् ॥११॥

राज्ञश्च दण्डरुद्धारमित्येषा वैदिकी श्रुतिः ।
राज्ञा च सर्वयोधेभ्यो दातव्यमपृथग्जितम् ॥१२॥

معتبر اشخاص کے ذریعہ سالانہ محصول وصول کیا جائے۔ اور ہمیشہ مجلس یعنی راجا اور دیگر حکام دوسرے لفظوں میں مجلس کے تمام اراکین) رعایا کے بارے میں احکام دیگر مطابق شفقت پدرانہ عمل میں لائیں۔ ۱
سلطنت کے کاروبار میں مجلس سیاسیات مختلف قسم کے افسر تعینات کرے اور اس بات کی نگرانی رکھے کہ جس جس کام پر جو جو شخص تعینات کیا گیا ہے وہ اسے باقاعدہ انجام دیتا ہے یا نہیں۔ جو اشخاص اپنے فرائض کی تکمیل کماحقہ کرتے ہیں انہیں انعام و اکرام اور جو نہیں کرتے انہیں سزا دی جانی چاہیئے۔ ۲

دیدکی اشاعت راجاؤں کی لازوال دولت ہے۔ جو عالم گورو کل یعنی مکتب سے باقاعدہ حصولِ تعلیم اور ضبطِ نفس کی مشق کے بعد فارغ التحصیل ہو کر واپس آئے۔ راجا اور مجلس اس کی تعظیم کرے۔ (ان اشخاص کی بھی تعظیم کی جائے جن کی تعلیم سے لوگ عالم بنتے ہیں۔ ایسا کرنے سے علوم کی ترقی ہوتی اور تمام سلطنت دیہ کمال کو پہنچتی ہے)۔ ۳

احکامِ جنگ

راجا رعایا کی حفاظت میں مصروف رہے۔ اور جب اُسے اپنے چھوٹا برابر کا یا بڑا راجہ جنگ کا پیغام دے۔ تو بطور کشتری اس کا فرض ہے۔ کہ اس کا مقابلہ کرے اور میدانِ جنگ سے کبھی روگرداں نہ ہو۔ (یعنی ایسی ہوشیاری سے لڑے کہ یقیناً فتحیاب ہو) ۴

جو راجا میدانِ جنگ میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو کر مصروفِ کارزار ہوتے ہیں اور حسبِ استطاعت بجوف ہو کر لڑتے اور پیٹھ دکھانے سے گریز کرتے ہیں۔ وہ عالم راحت میں مقیم ہوتے ہیں اس لئے جنگ میں کبھی پیٹھ نہ دکھائے۔ (ہاں کبھی کبھی فتح حاصل کرنے کے لئے دشمن کے سامنے سے روپوش ہو جانا۔ اور جس طرزِ عمل کے اختیار کرنے سے یقیناً فتح حاصل ہو۔ ویسا مدبرانہ اختیار کرنا مناسب ہے جیسے شیر غصے میں آکر فرد سامنے ہوتا اور خواہ مخواہ بندوق کا نشانہ بن جاتا ہے۔ اسی طرح بیوقوف بن کر سلطنت کو مفت میں تاخت و تاراج نہیں ہونے دینا چاہیئے[1]) ۵

مندرجہ ذیل اشخاص پر ہتھیار نہیں چلانا چاہیئے:- (۱) میدانِ جنگ سے کنارہ کش (۲) تہمتنش (۳) ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوئے (۴) جن کے سر کے بال کھل کر بکھر گئے ہوں (۵) بیٹھے ہوئے (۶) پناہ گزیں۔ ۶

(۷) سوئے ہوئے (۸) بیہوش (۹) برہنہ تن[2] (۱۰) بے ہتھیار (۱۱) جنگ کے تماشائی (۱۲) دشمن کے ہمراہی[3] ۷

(۱۳) اہلِ ذمی[4] (۱۴) مصیبت زدہ (۱۵) مفروب (۱۶) خوفزدہ (۱۷) مفرور۔ شرفا کا یہی دستور ہے۔ اسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔ ۸

ایسے اشخاص کو گرفتار کر کے ان میں سے جو تندرست ہوں۔ انہیں قیدخانے میں ڈال دینا اور ان کی خوراک اور پوشاک کا مکمل انتظام کر دینا چاہیئے۔ اور جو زخمی ہوں۔ ان کا باقاعدہ علاج کرانا چاہیئے اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ نہ تو انہیں طعن و تشنیع کی جائے۔ اور نہ کسی اور قسم کی تکلیف دی جائے۔ ان سے وہ کام کرانے چاہئیں جو ان کی شان کے شایاں ہوں۔ یہ بات بالخصوص قابلِ نظر رکھنی چاہیئے۔ کہ کوئی جورو قتل بچوں۔ بوڑھوں۔ بیماروں اور مصیبت زدہ اشخاص پر ہتھیار نہ چلائے۔ ان کی اولاد کی حفاظت اپنی اولاد کی طرح کرنی اور عورتوں کو بلترلہ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے تصور کرنا چاہیئے۔ انہیں بری نظر سے دیکھنا بھی نہیں چاہیئے جب سلطنت میں کامل امن و امان ہو جائے۔ تو جن افراد سے پھر فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو۔ انہیں باعزت طور پر رہا کر کے اپنے اپنے گھر یا دیش میں بھیج دینا چاہیئے۔ اور جن سے مستقبل میں مزاحمت کا خطرہ ہو۔ انہیں حبسِ دوام کی سزا دینی چاہیئے۔ ۹

---

[1] موجودہ زمانہ میں اس مفہوم کا باب مفہوم کا ارشاد کیا ہے جس کی توضیح آگے چل کر کی گئی ہے۔ دیکھو صفحہ نمبر ۱۵۲ [2] دیگر شارحین نے اس لفظ کے معنے "بغیر زرہ بکتر کے یا بغیر کپڑے کے" کئے ہیں۔ لیکن یہی مفہوم "برہنہ تن" کا ہے [3] دیگر شارحین نے اس کے معنے "کسی اور کے ساتھ مصروفِ جنگ" کئے ہیں [4] جس کا ہتھیار ٹوٹ گیا ہو۔

جو سپاہی ڈر کے مارے بھاگ کر دشمن کے ہاتھوں مارا جاتا ہے وہ اپنے آقا کے گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر لیکر اگلی میں سخت سزا پاتا ہے۔ ۹

اور جو دنیا و عقبیٰ میں اُسے درجات ثواب حاصل تھے وہ اس کے آقا کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ میدان جنگ سے منہ موڑ کر مارے گئے کو راحت نعیم نہیں ہوتی۔ اس کا تمام ثواب بھی جاتا ہے اور اس کی سابقہ تعظیم و تکریم کا مستحق وہ ہو جاتا ہے۔ جو مطابق احکام دین معروف جنگ دیا ہو۔ ۱۰

مالِ غنیمت

(اس قاعدہ کی خلاف ورزی کبھی نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ اجیر جن ملازم نے میدان جنگ میں جو رتھ گھوڑے۔ ہاتھی۔ چھتر۔ نقد مال۔ اناج بھگائے۔ ذبیحہ مویشی۔ جو نیل اور دیگر ہر قسم کا سامان از قسم (کم قیمت معدنیات) اور (گھی اور تیل وغیرہ کے کپے) فتح کیے ہوں۔ وہی ان کا حق دار ہے۔ ۱۱

اہل فوج کا فرض ہے۔ کہ مال غنیمت کا سولہواں حصہ راجا کی نذر کریں۔ اور جو مال سب کی متفقہ کوشش سے ہاتھ آیا ہو۔ اس کا سولہواں حصہ راجا فوج کی نیابت سے ۱۲ متو۔۔۔۔۔ تا ۸۷۔۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱

جو اشخاص جنگ میں مارے جائیں۔ ان کا حصہ ان کی اہلیہ اور اولاد کو دیا جائے۔ اور اس کی بیوی اور نابالغ بچوں کی پرورش کا سرکار کی طرف سے باقاعدہ انتظام کیا جائے جب لڑکے قابل ہو جائیں۔ تو انہیں حسب لیاقت حقوق ملازمت دیئے جائیں۔ جو راجہ اپنی سلطنت کی ترقی۔ نیک نامی۔ فتحیابی اور راحت و آرام کی ایجادی کا خواہشمند ہو۔ اسے ان قواعد کی خلاف ورزی سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیئے۔

ترقی و استحکام سلطنت کے اسباب

अलब्धं चैव लिप्सेत लब्धं रक्षेत्प्रयत्नतः ।
रक्षितं वर्द्धयेच्चैव वृद्धं पात्रेषु निःक्षिपेत् ॥ १ ॥
अलब्धमिच्छेद्दण्डेन लब्धं रक्षेदवेक्षया ।
रक्षितं वर्द्धयेद्वृद्ध्या वृद्धं दानेन निःक्षिपेत् ॥ २ ॥
अमाययैव वर्त्तेत न कथंचन मायया ।
बुध्येतारिप्रयुक्तां च मायां नित्यं स्वसंवृतः ॥ ३ ॥
नास्य छिद्रं परो विद्याच्छिद्रं विद्यात्परस्य तु ।
गूहेत्कूर्म इवाङ्गानि रक्षेद्विवरमात्मनः ॥ ४ ॥
बकवच्चिन्तयेदर्थान् सिंहवच्च पराक्रमेत् ।
वृकवच्चावलुम्पेत शशवच्च विनिष्पतेत् ॥ ५ ॥
एवं विजयमानस्य येऽस्य स्युः परिपन्थिनः ।
तानानयेद्वशं सर्वान् सामादिभिरुपक्रमैः ॥ ६ ॥
यथोद्धरति निर्दाता कक्षं धान्यं च रक्षति ।
तथा रक्षेन्नृपो राष्ट्रं हन्याच्च परिपन्थिनः ॥ ७ ॥

मोहाद्राजा स्वराष्ट्रं यः कर्षयत्यनवेक्षया ।
सोऽचिराद् भ्रश्यते राज्याज्जीविताच्च सबान्धवः ॥८॥
शरीरकर्षणात्प्राणाः क्षीयन्ते प्राणिनां यथा ।
तथा राज्ञामपि प्राणाः क्षीयन्ते राष्ट्रकर्षणात् ॥९॥
राष्ट्रस्य संग्रहे नित्यं विधानमिदमाचरेत् ।
सुसंगृहीतराष्ट्रो हि पार्थिवः सुखमेधते ॥१०॥
द्वयोस्त्रयाणां पंचानां मध्ये गुल्ममधिष्ठितम् ।
तथा ग्रामशतानां च कुर्याद्राष्ट्रस्य संग्रहम् ॥११॥
ग्रामस्याधिपतिं कुर्याद्दशग्रामपतिं तथा ।
विंशतीशं शतेशं च सहस्रपतिमेव च ॥१२॥
ग्रामे दोषान्समुत्पन्नान् ग्रामिकः शनकैः स्वयम् ।
शंसेद् ग्रामदशेशाय दशेशो विंशतीशिनम् ॥१३॥
विंशतीशस्तु तत्सर्वं शतेशाय निवेदयेत् ।
शंसेद् ग्रामशतेशस्तु सहस्रपतये स्वयम् ॥१४॥
तेषां ग्राम्याणि कार्याणि पृथक्कार्याणि चैव हि ।

राज्ञोऽन्यः सचिवः स्निग्धस्तानि पश्येदतन्द्रितः॥१५॥
नगरे नगरे चैकं कुर्यात्सर्वार्थचिन्तकम् ।
उच्चैः स्थानं घोररूपं नक्षत्राणामिव ग्रहम् ॥१६॥
स तान्नुपरिक्रामेत्सर्वानेव सदा स्वयम् ।
तेषां वृत्तं परिणयेत्सम्यग्राष्ट्रेषु तच्चरैः ॥१७॥
राज्ञो हि रक्षाधिकृताः परस्वादायिनः शठाः ।
भृत्या भवन्ति प्रायेण तेभ्यो रक्षेदिमाः प्रजाः ॥१८॥
ये कार्यिकेभ्योऽर्थमेव गृह्णीयुः पापचेतसः ।
तेषां सर्वस्वमादाय राजा कुर्यात्प्रवासनम् ॥१९॥

راجہ اور مجلس سیاسی کو چاہیئے کہ غیر مسلم اشیاء کے حصول کے خواہشمند ہوں۔ حاصل شدہ اشیاء کی حفاظت میں کوشاں رہیں۔ محفوظ اشیاء کی ترقی کریں۔ اور بڑھے ہوئے مال و زر کا صرف جائز مقامات پر (مثلاً علوم وید اور (صحیح) دین کی اشاعت۔ طالب علموں۔ احکام وید کے (آپ لیکچروں) واعظوں اور ایسے کسی مقصد کی پورا کرنے میں) کریں۔ ۱

اس ساعی جماعت کے مقاصد واقف ہو کر اور کابل چھوڑ کر یہ تمام تدابیر عمل میں لائے محصول

اور تاوان کے ذریعہ غیر میسر اشیاء کے حاصل کرنے کی خواہش ہمیشہ کی نگہبانی سے حاصل شدہ اشیاء کی حفاظت اور بڑھنے وغیرہ کے ذریعہ اشیائے محفوظ کی ترقی کرے۔ اور بڑھی ہوئی دولت کو نافع مفید بہترین لائق سے (خلافت کے کاموں میں) کرے۔ ۲

کبھی کسی سے مکر و دغا کا سلوک نہ کرے۔ برعکس اس کے ہمیشہ خلوص دل سے کام لے۔ اور ہمیشہ اپنی حفاظت میں مستعد اور دشمن کے مکر و فریب سے آگاہ ہو کر بدکیش کے منصوبوں کو بیکار کرتا رہے۔ ۲

خود دشمن کی کمزوریوں سے واقف رہے۔ لیکن کوئی دشمن اس کی کمزوریوں سے واقف نہ ہو سکے۔ جیسے کچھوا اپنے تمام اعضاء کو مخفی رکھتا ہے اسی طرح ایسے تمام مقامات جن سے دشمن سلطنت میں داخل ہو سکے محفوظ اور پوشیدہ رکھے۔ جیسے بگلا دل کی کیفیتوں سے مچھلی کی تاک میں رہتا ہے اسی طرح اسباب سلطنت کی ترقی پر اپنے دل کی توجہ مرکوز کرے۔ دولت وغیرہ اسباب اور فتح کی ترقی کر کے دشمن کو زیر کرنے کے لیے شیر کی طرح شجاعانہ دار کیا کرتے (جیسے شیر کی طرح چھپ کر دشمنوں پر جا پڑے۔ اور قوی تر دشمن کے نزدیک آنے پر خرگوش کی طرح دور بھاگ جائے۔ اور ہر حکمت عملی سے اسے گرفتار کر لے) ۵

ان تدابیر سے فتحیاب ہو۔ اور سلطنت میں جو راہزن یعنی لٹیرے اور ڈاکو ہوں انہیں محبت سے کچھ دے کر یا آپس میں لڑا کر زیر کرے جو اس طرح نہ زیر ہو سکیں۔ انہیں سخت سزائے کر اپنے تابع کرے۔ ۶

جیسے تلاش کرنے والا گھاس کو نکال پھینکتا اور اناج کو محفوظ رکھتا ہے (یعنی اسے ملنے نہیں دیتا) ایسے ہی راہزنوں اور چوروں کو ہلاک کرے۔ اور رعایا کی پرورش کرے۔ ۷

جو راجہ غفلت یا لاپرواہی سے اپنی سلطنت کو کمزور ہونے دیتا ہے وہ سلطنت تو سلطنت۔ اپنے متعلقین سمیت اپنی زندگی تک سے قبل از وقت ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ ۸

جیسے جسم کو کمزور کرنے سے حیوانات کے قوائے حیات کمزور ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی راجا کو کمزور کرنے سے اجزاء کے قوائے حیات (یعنی سلطنت کی مختلف طاقتیں اور فتح) زوال پذیر ہو کر نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ ۹

راجہ اور مجلس سیاسی سلطنت کے انتظام کے لئے (مندرجہ ذیل ضابطہ سے کام لے کر) کوشش کرے۔ کہ تمام امور کما حقہ پایۂ تکمیل تک پہنچ جائیں۔ جو راجہ انتظام سلطنت میں ہمیشہ مستعد رہتا ہے اسے نہ تو زوال سلطنت کا صدمہ ہوتا ہے۔ ۱۰

دو۔ تین۔ پانچ اور سو گاؤں کے درمیان ایک ایک مرکز مقرر کرے جس میں حسب ضرورت ملازم یعنی کارندار وغیرہ افسر مقرر کر کے تمام سلطنت کا انتظام کرے۔ ۱۱

ایک ایک گاؤں کے اوپر ایک ایک افسر۔ پھر دس گاؤں کے اوپر ایک اور افسر۔ پھر بیس گاؤں کے اوپر ایک تیسرا افسر۔ پھر سو پر چوتھا۔ اور ہزار پر پانچواں افسر مقرر کرے۔ ۱۲

آج کل جو ہر گاؤں میں پٹواری تعینات کر کے ہر دس گاؤں پر مشتمل ایک تھانہ۔ دو تھانوں پر مشتمل ایک بڑا تھانہ پانچ بڑے تھانوں پر مشتمل ایک تحصیل اور دس تحصیلوں پر مشتمل ایک ضلع ہوتا ہے۔ یہ سب نظم و نسق منوسمرتی وغیرہ ہمارے دھرم شاستروں یعنی کتب دینی سے ماخوذ کیا گیا ہے۔

لہ دیگر شارحین ان الفاظ کا مفہوم بیرونی دشمن لیتے ہیں

لہ یہ اس سلسلے مشکل یعنی منوسمرتی ۷ — ۱۰۰ کا مفہوم ہے۔

محکمۂ جاسوسی

اس طرح تمام سلطنت کا بندوبست کر کے فرمان جاری کیجیے۔ کہ ہر گاؤں کا حاکم ہر روز اپنے گاؤں کی واردات کی اطلاع خفیہ طور پر دس گاؤں کے حاکم کے پاس بھیج دیا کیجیے اور دس گاؤں کا حاکم بیس گاؤں کے افسر اپنے دسوں گاؤں کے حالات کی رپورٹ کیا کیجیے۔ ۱۳

بیس گاؤں کا افسر سو گاؤں کے افسر کے پاس۔ اور سو گاؤں کا افسر اپنے ہزار گاؤں کے افسر کے پاس روزانہ رپورٹ بھیجا کرے۔ اسی طرح ہزار گاؤں کا افسر دس ہزار گاؤں کے اور دس ہزار گاؤں کا لاکھ گاؤں کے افسر کے پاس روزانہ اطلاعات ارسال کیجیے۔ یہ اطلاعات مجلس سیاسی میں آئیں۔ اور پھر ان مجالس کی اطلاعات مجلس عظمیٰ یعنی رئیس زمین کی مجلس سیاسی میں جائیں۔ تاکہ تمام گوشۂ زمین کے حالات پر یکجا غور کیا جا سکے۔ ۱۴

(ہر دس ہزار گاؤں پر ایک دفادار وزیر ایسے مقرر کیجیے جن میں سے ایک مجلس سیاسی میں رہے) اور دوسرا حاکم ہنگام ہو کر دورہ کرے۔ اس کے ذمہ نصب انصفوں وغیرہ (حکام سلطنت کے کام کی مستعدی سے دیکھ بھال کرتا ہو۔ ۱۵ بڑے بڑے شہروں میں ایک مجلس شوریٰ کا خوشنما۔ بلند اور وسیع مکانوں میں مہتابی کی طرح چمکنے والا مکان تعمیر کرایا جائے۔ (اس میں بڑے بڑے مشائخ اور علما جنہوں نے تمام علوم کی بذریعہ علم تحقیق کی ہو بیٹھ کر صلاح و مشورہ کریں۔ اور ایسے قوانین اور علوم رائج کریں جن سے راجہ اور رعایا دونوں کی ترقی ہو) ۱۶

دورہ پر رہنے والے وزیر کے ماتحت جاسوس یعنی مخبر تعینات کیے جائیں۔ جو سرکاری ملازمین اور مختلف جماعتوں کے لوگوں سے افسران اور رعایا کے عجیب و آداب خفیہ طور پر معلوم کریں۔ (حاکم قصور واروں کو بمطابق سزا اور مستحقان تکریم کو انعام و اکرام دیا کیجیے) ۱۷

(راجہ جن ملازمین کو رعایا کی حفاظت پر مقرر کرتا ہے۔ وہ اکثر بے ایمان ہو جاتے ہیں۔ اور دوسروں کا مال و اسباب غصب کر لیتے ہیں۔ ان سے رعایا کی حفاظت کرنی چاہیئے) ۱۸

راجہ جن اشخاص کو رعایا کی حفاظت کا اختیار دے۔ وہ احکام الٰہی کے پابند۔ آذمائش میں پورے اترے ہوئے۔ حامی نسب۔ اہل علم ہونے چاہئیں۔ ان کے ماتحت دوسروں کا مال و اسباب اٹھا لینے والے چوروں اور ڈاکوؤں کو (بھی) ملازم رکھے۔ انہیں بری عادات سے بچانے کے لئے سرکاری ملازم مقرر کر کے مذکورہ بالا ذی علم محافظین کے ماتحت کر دے۔ تاکہ ان (چور وغیرہ) سے بھی رعایا کی حفاظت کا کام سرانجام پائے۔

انسداد رشوت ستانی کا طریقہ

جو بددیانت ملازمین سرکار فریقین مقدمہ سے خفیہ طور پر رشوت لے کر طرفداری اور بے انصافی سے کام لیں۔ ان کی جائیداد ضبط کر لے۔ اور (مناسب سزا دے کر کسی ایسی جگہ) ملک بدر کر دے۔ (جہاں سے وہ واپس نہ آ سکیں)۔ ۱۹

منوسمرتی ۷۔ ۹۹-۱۰۱-۱۰۴ تا ۱۰۷۔ ۱۱۰ تا ۱۱۷۔ ۱۲۰ تا ۱۲۴

لہ منوسمرتی ۹۔ ۲۶۷ میں لکھا ہے:۔

तस्मद्यत्नेन नृपतिर्नियमेप्रवेदिमिः ।
विद्यादुत्सादयेच्चैव निपुणैः पूर्वतस्करैः ॥

ایسے ہوشیار چوروں کے ذریعہ جو موجودہ چوروں وغیرہ کے ساتھی اور بھید لیے ہوئے۔ اور جو مختلف اقسام کی چالاکیوں کے کماحقہٗ ماہر ہوں۔ ان چوروں اور ڈاکوؤں کا پتہ لگا کر ان کا استیصال کرے۔

اگر ایسے اشخاص کو سزا نہ دی جائے۔ تو دیگر ملازم بھی ان کی دیکھا دیکھی بے اعتدالیاں کریں گے برعکس اس کے انہیں سزا دینا دیگر ملازموں کے لئے باعث عبرت ہوگا۔ (ایسی بے اعتدالیوں کا اصلی علاج یہ ہے کہ) خود سرکار کی طرف سے ان افسران کو زمین یا روپیہ ماہوار یا سالانہ یا یکبارگی بطور تنخواہ اس قدر دے دیا جائے جس سے ان کی ضروریاتِ زیست بھی پوری ہو جائیں۔ اور معقول سرمایہ بھی جمع ہو سکے۔ حالتِ پیری میں بھی انہیں آدھا مشاہرہ ملتا رہنا چاہیئے۔ یہ پنشن حینِ حیات تک قائم رہے۔ نہ کہ بعد نہیں۔ ہاں! ان کی اولاد کو ان کی لیاقت کے مطابق ملازمت اور انعام و اکرام فرد فرد دیا جائے۔ نیز بچوں کو جب تک وہ کمانے کے قابل نہ ہوں۔ اور عورتوں کو تا دمِ زیست سرکار کی طرف سے مناسب گزارہ ملا کرے۔ لیکن اگر عورتیں اور بچے بدچلن ہوں۔ تو انہیں کچھ نہ دیا جائے۔ راجا کو چاہیئے کہ ہمیشہ ان تدابیر پر عمل پیرا رہے۔

यया फलेन युज्येत राजा कर्त्ता च कर्मणाम् ।
तथावेक्ष्य नृपो राष्ट्रे कल्पयेत्सततं करान् ॥१॥
यथाल्पाऽल्पमदन्त्याऽऽद्यं वार्य्योकोवत्सषट्पदाः ।
तथाऽल्पाऽल्पो ग्रहीतव्यो राष्ट्राद्राज्ञाब्दिकः करः ॥२॥
नोच्छिन्द्यादात्मनो मूलं परेषां चातितृष्णया ।
उच्छिन्दन्ह्यात्मनो मूलमात्मानं तांश्च पीडयेत् ॥३॥
तीक्ष्णश्चैव मृदुश्च स्यात्कार्यं वीक्ष्य महीपतिः ।
तीक्ष्णश्चैव मृदुश्चैव राजा भवति सम्मतः ॥४॥
एवं सर्वं विधायेदमिति कर्त्तव्यमात्मनः ।
युक्तश्चैवाप्रमत्तश्च परिरक्षेदिमाः प्रजाः ॥५॥
विक्रोशन्त्यो यस्य राष्ट्राद्म्रियन्ते दस्युभिः प्रजाः ।
सम्पश्यतः सभृत्यस्य मृतः स न तु जीवति ॥६॥
क्षत्रियस्य परो धर्मः प्रजानामेव पालनम् ।
निर्दिष्टफलभोक्ता हि राजा धर्मेण युज्यते ॥७॥

راجہ اور مجلسِ سیاسی محصول کی تجویز اس طرح کرے۔ کہ راجہ اور رعایا اپنی اپنی مشقت کا ثمر حاصل کر سکیں۔ ۱

جیسے جونک۔ بچھڑا اور بھونرا تھوڑا تھوڑا کر کے اپنی خوراک کا حصہ اخذ کر لیتے ہیں ایسے ہی راجہ بھی تھوڑی تھوڑی مقدار میں سالانہ محصول وصول کیا کرے۔ ۲

زیادہ حرص میں پڑ کر اپنی اور دوسروں کی بیخ کنی کا موجب نہ بنے۔ کیونکہ اگر (محصول کی زیادتی کی وجہ سے) تمام کاروبار اور عوام کی آسودگی کی جڑ ہی کٹ گئی۔ پھر اپنے اور دوسروں کیلئے آفت ہی آفت سامان ہوگا ۳

راجہ حسبِ موقعہ درشتی اور نرمی دونوں سے کام لے شریروں سے درشتی اور شریفوں سے نرمی کا سلوک کرے

والا ماجہ ہر دلعزیز ہوتا ہے۔ ۴

اس طرح تمام انتظامات کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو۔ اور غفلت سے بازدہ کر کمال تندہی سے رعایا کی حفاظت میں مصروف رہے۔ ۵

جس راجہ کے راج میں راجہ اور ملازمین کے دیکھتے دیکھتے راہزن اور لٹیرے رعایا کی جان و مال لے لیتے ہیں۔ وہ راجہ (اور اس کے ملازمین) گویا زندہ نہیں بلکہ مُردے ہیں (ایسی سرکار گنہگار مصیبت ہوتی ہے) ۶ راجہ کا افضل ترین دین (دھرم) رعایا کی حفاظت ہے۔ اگر وہ اتنا ہی حاصل کرے جو (محکمہ کے قوانین باب دہم میں بیان کیا گیا ہے۔ یا جو مجلس سیاسی کے ذریعہ مقرر ہو۔ تو وہ احکام الٰہی کا پابند ہے۔ (اور اور آخرت فائز ہوگا۔ اور اگر اس حدود سے تجاوز کیا۔ تو گنہگار مصیبت ہوگا) ۷

راجہ کے فرائض منصبی

منوسمرتی ۷۔ ۱۲۰، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۴۷ تا ۱۴۹

منوسمرتی ۷۔ ۱۴۵ تا ۱۴۸ میں کہا ہے:۔

उत्थाय पश्चिमे यामे कृतशौचः समाहितः ।
हुताग्निर्ब्राह्मणाँश्चार्च्य प्रविशेत्स शुभां सभाम् ॥ १ ॥
तत्र स्थितः प्रजाः सर्वाः प्रतिनन्द्य विसर्जयेत् ।
विसृज्य च प्रजाः सर्वा मन्त्रयेत्सह मन्त्रिभिः ॥ २ ॥
गिरिपृष्ठं समारुह्य प्रासादं वा रहोगतः ।
अरण्ये निःशलाके वा मन्त्रयेदविभावितः ॥ ३ ॥
यस्य मन्त्रं न जानन्ति समागम्य पृथग्जनाः ।
स कृत्स्नां पृथिवीं भुङ्क्ते कोशहीनोऽपि पार्थिवः ॥ ४ ॥

راجہ ایک پہر رات رہے اٹھے۔ اور حاجات فرضیہ سے فارغ ہو کر یکسوئے قلب سے ذکر و فکر (سندھیا) کرے۔ اور احکام الٰہی کے پابند عارفوں (برہمنوں) کی تعظیم بجا لا کر (اور ناشتہ کر کے) ایوان مجلس میں داخل ہو۔ ۱

جو رعایا کے لوگ وہاں حاضر ہوں سب سے کھڑا ہو کر تعظیم سے پیش آئے۔ اور انہیں رخصت کر کے وزیر عظم اور دیگر وزراء سے مشورہ کرے۔ ۲

(بعد اتمام وزیر کو ساتھ لے کر سیر کو چلا جائے) اور پہاڑ کی چوٹی یا تنہا مکان میں یا ایسے جنگل میں جہاں تنکا تک بھی نہ ہو۔ مشاورت خیالات سے بالاتر ہو کر تخلیے میں صلاح و مشورہ کرے۔ ۳

جس راجہ کے خفیہ خیالات کو دوسرے لوگ بالکل بھی دریافت نہیں کر سکتے (یعنی جس کا خیالی گہرا، پاک اور دفاع عام کو مدنظر رکھ کر ہمیشہ دل کے اندر مخفی رہتا ہے) وہ راجا مال و دولت کے بغیر بھی تمام زمین کی بادشاہت کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ ۴ مختصر جب تک اراکین مجلس متفق نہ ہوں راجا فقط اپنی مرضی سے کوئی کام نہ کرے

صلح و جنگ

منوسمرتی ۷۔ ۱۶۱ تا ۱۷۶ میں کہا ہے:۔

आसनं चैव यानं स सन्धिं विग्रहमेव च ।

कार्यं वीक्ष्य प्रयुञ्जीत द्वैधं संश्रयमेव च ॥१॥
संधिं तु द्विविधं विद्याद्राजा विग्रहमेव च
यानासने चैव द्विविधः संश्रयः स्मृतः ॥२॥
प्रदानवानकर्मा च विपरीतस्तथैव च ।
बला स्वायतिसंयुक्तः संधिर्ज्ञेयो द्विलक्षणः ॥३॥
कार्यकृतश्च कार्यार्थमकाले काल एव वा ।
मित्रस्य चैवापकृते द्विविधो विग्रहः स्मृतः ॥४॥
एकाकिनश्चात्ययिके कार्ये प्राप्ते यदृच्छया ।
उद्यतस्य च मित्रेण द्विविधं यानमुच्यते ॥५॥
वीक्ष्यस्य चैव क्रमशो दैवात्पूर्वकृतेन वा ।
मित्रस्य चानुरोधेन द्विविधं स्मृतमासनम् ॥६॥
बलस्य स्वामिनश्चैव स्थितिः कार्यार्थसिद्धये ।
द्विविधं कार्त्यते द्वैधं षाड्गुण्यगुणवेदिभिः ॥७॥
अर्थसंपादनार्थं च पीड्यमानः स शत्रुभिः
साधुषु व्यपदेशार्थं द्विविधः संश्रयः स्मृतः ॥८॥
यदावगच्छेदायत्यामाधिक्यं ध्रुवमात्मनः ।
तदात्वे चाल्पिकां पीडां तदा सन्धिं समाश्रयेत् ॥९॥
यदा प्रहृष्टा मन्येत सर्वास्तु प्रकृतीर्भृशम् ।
अत्युच्छ्रितं तथात्मानं तदा कुर्वीत विग्रहम् ॥१०॥
यदा मन्येत भावेन हृष्टं बलं स्वकम् ।
परस्य विपरीतं च तदा यायाद्रिपुं प्रति ॥११॥
यदा तु स्यात्परिक्षीणो वाहनेन बलेन च ।
तदासीत प्रयत्नेन शनकैः सान्त्वयन्नरीन् ॥१२॥
मन्येतारिं यदा राजा सर्वथा बलवत्तरम् ।
तदा द्विधा बलं कृत्वा साधयेत्कार्यमात्मनः ॥१३॥
यदा परबलानां तु गमनीयतमो भवेत् ।
तदा तु संश्रयेत् क्षिप्रं धार्मिकं बलिनं नृपम् ॥१४॥
निग्रहं प्रकृतीनां च कुर्याद्योऽरिबलस्य च
उपसेवेत तं नित्यं सर्वप्रयत्नैर्गुरुं यथा ॥१५॥

यदि तत्रापि संपश्येद्दोषं संश्रयकारितम् ।
सुयुद्धमेव तत्रापि निर्विशङ्कः समाचरेत् ॥ १६ ॥

(راجہ اور حکام کو یہ بات ہمیشہ مدِ نظر رکھنی چاہیئے۔ کہ) حسب حالات (۱) قیام (۲) دشمن سے جنگ کیلئے کوچ (۳) صلح (۴) بداندیش کے ساتھ جنگ (۵) تقسیم سپاہ یعنی فوج کے دو حصے کر کے فتح حاصل کرنا اور (۶) پناہ گزینی یعنی کمزور ہونے کی حالت میں کسی زبردست راجہ کا سہارا لینا۔ ان چھ اقسام کی تدابیر سے کام لیں۔ ۱

صلح۔ جنگ۔ قیام۔ کوچ۔ فوج کی دو حصّوں میں تقسیم اور پناہ گزینی دو دو قسم کی ہوتی ہے۔ ان تمام اقسام سے راجا کو واقف ہونا چاہیئے۔ ۲

آشتی کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ (ایک یہ کہ فریقین مل کر کوچ کریں) دوسری اس کے خلاف یعنی یہ کہ ہر فریق الگ الگ بقیہ رکھے۔ صلح فوری فوائد کو مدِ نظر رکھ کر بھی کی جاتی ہے۔ اور آئندہ فوائد کے خیال سے بھی۔ جنگ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو اپنی اغراض کے لئے وقت بے وقت خود لڑائی چھیڑنا۔ دوسرے کسی دوست کا نقصان کیے جانے پر اس کی خاطر جنگ کرنا۔ ۳

کبھی ایک فرد بہت آپڑنے پر تنہا یا کسی دوست سے مل کر چڑھائی کرنا۔ یہ دو اقسام کوچ یا لشکر کشی کے ہیں۔ ۵

قیام کی دو وجوہات ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ خود آفاتِ آسمانی یا اپنے اعمال کی وجہ سے کمزور ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ کسی دوست کا اصرار ہو۔ ۶ کسی مقصد کی تکمیل کے لئے سپہ سالار اور سپاہ کے دو حصے کر کے فتح حاصل کرنا۔ یہ دو قسم کی تقسیم افواج ہے۔ ۷

پناہ گزینی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو جب دشمنوں سے مجبور ہو۔ اور اپنا مطلب نکالنے کے لئے کسی بڑے راجا یا بزرگ کا سہارا لے۔ (دوسرے مدبرینِ عالم کو خبردار کرنے کے لئے کہ یہ راجا اکیلا نہیں ہے)۔ ۸

جب آثار ایسے معلوم ہوں۔ کہ مستقبل میں جنگ کرنے سے اپنی فتح اور عظمت یقینی ہے۔ اور اس وقت بھی نقصان کا امکان کم ہے تب صلح کر لے۔ اور مناسب وقت آنے تک صبر کیے رہے۔ ۹

جب اپنی تمام رعایا اور فوج نہایت خوش و خرم اور متحد بمدد فضیلت اور ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو اور یہی حالت اپنی ذات کی ہو۔ تب جنگ چھیڑ دے۔ ۱۰

جب اپنی فوج کو مسرور و محفوظ اور طاقتور تصور کرے اور دشمن کی فوج اس کے برعکس یعنی کمزور نظر آئے تب دشمن پر چڑھائی کرے۔ ۱۱ جب فوج میں سپاہیوں اور سواروں کی کمی ہو۔ تب سکوتی اختیار کر کے آہستہ آہستہ دشمنوں سے صلح کر لیا جائے۔ ۱۲

جب دشمن کو اپنے سے ہر طرح قوی تر سمجھے تب اپنی فوج کو (دو چند یا) دو حصّوں میں تقسیم کر کے اپنا کام نکالے۔ ۱۳

جب یہ صاف نظر آ رہا ہو کہ دشمن کی افواج فوراً ملک پر غالب ہو جائیں گی تب کسی احکامِ الٰہی کے پابند زبردست راجا کی پناہ میں چلا جائے۔ ۱۴ جو (معاون راجا یا نیک) رعایا۔ اپنی اور دشمن کی فوج کو قابو میں لانے میں مددگار ہو۔ اس کی خدمت اپنی خاص دلی سے کرے جس سے اپنے پیر و مرشد کی۔ ۱۵

اور اگر پناہ دینے والے راجا کے بقیہ میں بھی کوئی خوبی کی بات نظر آئے۔ تو اس سے بھی بے تامل لو یعنی طاقت سے مدد لے کا رہا ہو۔ ۱۶

مذکورہ بالا تمام تدابیر بدکیش راجاؤں کے متعلق عمل میں لانی چاہئیں۔ جو راجا احکامِ الٰہی کا پابند

اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیئے۔ برعکس اس کے ایسے راجاؤں سے ہمیشہ آشتی اور اتفاق رکھنا واجب ہے۔

منوسمرتی ۷۔ ۱۷۷ تا ۱۸۰ میں لکھا ہے:۔

راجا کے لیئے ضروری ہدایات

सर्वोपायैस्तथा कुर्यान्नीतिज्ञः पृथिवीपतिः ।
यथास्याभ्यधिका न स्युर्मित्रोदासीनशत्रवः ॥ १ ॥
आयतिं सर्वकार्याणां तदात्वं च विचारयेत् ।
अतीतानां च सर्वेषां गुणदोषौ च तत्त्वतः ॥ २ ॥
आयत्यां गुणदोषज्ञस्तदात्वे क्षिप्रनिश्चयः ।
अतीते कार्य्यशेषज्ञः शत्रुभिर्नाभिभूयते ॥ ३ ॥
यथैनं नाभिसंदध्युर्मित्रोदासीनशत्रवः ।
तथा सर्वं संविदध्यादेष सामासिको नयः ॥ ४ ॥

تدبیر ملکی کے ماہر راجا کو ایسی تدابیر عمل میں لانی چاہئیں جن سے اس کے رفیق بے تعلق اور دشمن اس پر غالب نہ ہو سکیں۔ ۱ تمام معاملات کے متعلق اپنے ذمہ آئندہ فرائض پر اور جملہ امور سابقہ کے عیب و ثواب پر بار بار یکساں غور کرے۔ ۲

اس کے بعد عیوب کے دور کرنے اور حسنات کے قائم رکھنے کی کوشش کرے۔

جو راجا آئندہ کے عیب و ثواب سے واقف ہو موجودہ حال کے متعلق فوراً فیصلہ کرے اور امور ماضی کے بارے میں جو کچھ کرنے کو باقی ہے اس سے باخبر ہو اس پر دشمن غلبہ حاصل نہیں کر سکتے۔ ۳

(تمام افسران سلطنت بالخصوص صدر مجلس یعنی) راجا کو کوشش کرنی چاہیئے کہ رفیق بے تعلق اور دشمن اس کی مخالفت میں متفق نہ ہو جائیں۔ اس معاملہ میں کبھی غافل نہ ہونا چاہیئے یہی تدبیر ملکی کا لب لباب ہے۔ ۴

कृत्वा विधानं मूले तु भात्रिकं च यथाविधि ।
उपगृह्यास्पदं चैव चारान् सम्यग्विधाय च ॥१॥
संशोध्य त्रिविधं मार्गं षड्विधं च बलं स्वकम् ।
सांपरायिककल्पेन यायादरिपुरं शनैः ॥१॥
शत्रुसेविनि मित्रे च गूढे युक्ततरो भवेत् ।
गतप्रत्यागते चैव स हि कष्टतरो रिपुः ॥३॥
दण्डव्यूहेन तन्मार्गं यायात्तु शकटेन वा ।
वराहमकराभ्यां वा सूच्या वा गरुडेन वा ॥४॥
कतश्च भयमाशंकेत्ततो विस्तारयेद् बलम् ।
पद्मेन चैव व्यूहेन निविशेत सदा स्वयम् ॥५॥

सेनापतिबलाध्यक्षौ सर्वेदिक्षु निवेशयेत् ।
यतश्च भयमाशङ्केत् प्राचीं तां कल्पयेद्दिशम् ॥ ६ ॥
गुल्मांश्च स्थापयेदास्तान् कृतसंज्ञान् समन्ततः ।
स्थाने युद्धे च कुशलानभीरूनविकारिणः ॥ ७ ॥
संहतान् योधयेदल्पान् क्रामं विस्तारयेद् बहून् ।
सूच्या वज्रेण चैवैतान् व्यूहेन व्यूह्य योधयेत् ॥ ८ ॥
स्यन्दनाश्वैः समे युध्येदनूपे नौद्विपैस्तथा ।
वृक्षगुल्मावृते चापैरसिचर्मायुधैः स्थले ॥ ९ ॥
प्रहर्षयेद् बलं व्यूह्य तांश्च सम्यक् परीक्षयेत् ।
चेष्टाश्चैव विजानीयादरीन् योधयतामपि ॥ १० ॥
उपरुध्यारिमासीत राष्ट्रं चास्योपपीडयेत् ।
दूषयेच्चास्य सततं यवसान्नोदकेन्धनम् ॥ ११ ॥
भिन्द्याच्चैव तडागानि प्राकारपरिखास्तथा ।
समवस्कन्दयेच्चैनं रात्रौ वित्रासयेत्तथा ॥ १२ ॥
प्रमाणानि च कुर्वीत तेषां धर्म्यान्यथोदितान् ।
रत्नैश्च पूजयेदेनं प्रधानपुरुषैः सह ॥ १३ ॥
आदानमप्रियकरं दानञ्च प्रियकारकम् ।
अभीप्सितानामर्थानां काले युक्तं प्रशस्यते ॥ १४ ॥

جیسا ماجرا دشمن سے لڑنے کو جائے۔ اور کر میں اپنی سلطنت کی حفاظت (ذخیرہ اور) کا انتظام اور سفر کا تمام
فرقہ (یعنی فوج سواری۔ باربرداری۔ اسلحۂ جنگ وغیرہ) فراہم کر کے اور ہر طرف جاسوس یعنی
خفیہ خبر رسان تعینات کر کے مقابلہ پر چڑھائی کرے۔ ۱

تین قسم کے رہگذر (یعنی ایک بری۔ ایک بحری یا دریائی۔ اور تیسرا آسمانی یا ہوائی) تیار کرا کے (بری راستہ میں
گاڑی۔ گھوڑے اور ہاتھی۔ بحری راستے میں جہاز۔ اور آسمانی راستے میں ہوائی جہاز (خلو کے ذریعہ سفر کرے)
پیادہ فوج گاڑیاں۔ ہاتھی گھوڑے اور دور و نزدیک سے مار کرنے والے اسلحہ جنگ اور کھانے پینے کا
سامان کافی مقدار میں ساتھ لے۔ سامان جنگ کے ان چھ شعبوں کو مکمل کر کے (اور کسی مناسب وقت پر) اعلان کر کے دشمن
کے ملک کی طرف کوچ کرے۔ ۲

ایسے موقع کے متعلق جو خفیہ طور پر دشمن سے ملا ہوا ہو۔ (اور اس خفیہ طور پر ملا ہوا ہونے کا پتا ہو۔ خاص طور پر محتاط
رہے۔ لیکن اس شخص کے متعلق بھی جو ملا ہوا چھوڑ کر پھر واپس آ گئے ہوں۔ (ان لوگوں کے آنے جانے کا خاص
خیال رکھے۔ اور ان سے معاملہ کرنے میں محتاط رہے) اور جو اندر سے دشمن اور ظاہر دوست ہو اسے بہت

دشمن تصور کرنا چاہیئے۔ ۳

خود فن جنگ سے واقف ہو۔ اور تمام ملازمان سرکار اور اہل ملک کو اس فن کی تعلیم دلائے۔ کیونکہ وہی لوگ اچھی طرح لڑ سکتے ہیں جو پہلے اس فن کی تعلیم حاصل کر چکے ہوں۔ دوران تعلیم میں

فوج کو کھٹ (گاڑی یا خنزیر کی صورت میں (یعنی جیسے سوا ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے جاتے ہیں۔ اور کبھی ملکر جھنڈ بنا لیتے ہیں۔) یا جیسے مگرمچھ پانی میں چلتے ہیں۔ یا سوئی کی شکل میں (یعنی جیسے سوئی آگے سے باریک اور پیچھے موٹی ہوتی جاتی ہے۔ اور ناگا اس سے بھی زیادہ موٹا ہوتا ہے۔) یا جیسے نیلکنٹھ (اوپر نیچے جھپٹ کر) گدا حملہ کرتا ہے۔ ان اشکال میں فوج کو حملہ کرنے کا حکم دے۔ ۴

جس سمت سے خطرہ معلوم ہو۔ اسی طرف فوج کو پھیلائے۔ (سپہ سالاروں کو چاروں طرف تعینات کر کے فوج کی ترتیب کنڈل کی سی کر دے۔ اور خود درمیان میں رہے۔ ۵

سپہ سالار اور پیشوا یعنی حکم دینے والے اور فوج کے ساتھ لڑنے والے بہادروں کو تمام اطراف میں تعینات کر دے۔ جدھر لڑائی ہوتی ہو۔ فوج کا زور اسی طرف کر دے۔ ۶

دیگر اطراف میں بھی انتظام تگہداشت رکھے۔ تاکہ پیچھے سے یا پہلو سے دشمن کی گھات کا امکان نہ رہے۔ جو سنتوں کی طرح غیر متزلزل۔ فن جنگ میں ماہر۔ خوش شناس۔ اپنے مقام پر قائم رہنے والے اور فن جنگ میں ہوشیار ہوں۔ جن کا بیلہ خوف سے خالی اور دیگر عیوب سے پاک ہو۔ (اور جو اشارات و کنایات کو جانتے ہوں) ایسے سپاہیوں کو فوج کے چاروں طرف متعین کرے۔ ۷

اگر تھوڑے سپاہیوں کو بڑی فوج سے لڑانا ہو۔ تو ملا کر لڑائے۔ اور ضرورت پڑے۔ تو انہیں چھوٹا پھیلا دے اور شہر۔ قلعہ۔ یا دشمن کی سپاہ میں داخل ہو کر لڑانا ہو تو سوئی کی شکل میں یا دو دھاری تلوار کی شکل میں جائیں۔ (یعنی وار بھی کرتے جائیں۔ اور داخل بھی ہوتے جائیں) اس قسم کی متعدد اشکال میں ترتیب دے کر افواج کو جنگ کا حکم دے۔ ۸

اگر سامنے توپ یا بندوق چھوٹ رہی ہو۔ تو سرپ ویوہ مرتب کریں یعنی سانپ کی طرح رینگ رینگ کر چلیں۔ جب توپوں کے پاس پہنچیں۔ تو توپچی کو مار کر۔ یا گرفتار کر کے توپوں کا منہ دشمن کی طرف پھیر دیں۔ اور انہی (توپوں یا بندوقوں وغیرہ) سے انہیں ہلاک کریں۔ یا بوڑھے اشخاص کو گھوڑوں پر سوار کر کے توپوں کے آگے دوڑائیں اور مار ڈالیں۔ درمیان میں اچھے اچھے سوار ہیں۔ اس طرح یک لخت دھاوا کر کے غنیم کی افواج کو درہم برہم کر دیں۔ اور انہیں محصور کر لیں یا بھگا دیں۔

میدان جنگ ہموار ہو تو گاڑیوں۔ گھوڑوں اور پیادوں سے۔ اگر کیچڑ ہو تو جہازوں سے۔ اگر کم گہرا پانی ہو تو ناؤ بیڑوں سے۔ درختوں اور جھاڑیوں میں تیروں سے اور زمینی آدمیوں تیلوار اور ڈھال سے جنگ کیں کرائیں۔ ۹

(دوران جنگ میں) لڑنے والوں کا حوصلہ بڑھائیں۔ اور انہیں شاباش شاباش کہیں۔ جب جنگ ختم ہو جائے تو ایسی تقریریں جو ہمت اور شجاعت کو اکسانے والی ہوں سے ان کے دلوں میں مزید جوش پیدا کریں اور ان

خورد و نوش۔ اسلحہ جنگ۔ اُدویہ اور دیگر ہر قسم کی امداد سے انہیں خوش و خرم رکھیں۔ بغیر ضابطہ ترتیب کے جنگ کریں نہ کرائیں۔ اپنی فوج کی حرکات و سکنات کا دوران جنگ میں معائنہ کرتے رہیں۔ (کہ ٹھیک طرح لڑتی ہے یا دغا کرتی ہے)۔ ۱۰

(جب راجا مناسب سمجھے) دشمن کا چاروں طرف سے محاصرہ کر کے اس کی حرکات محدود کر دے۔ اور اس کی سلطنت کو نقصان پہنچا کر رسد جاری۔ پانی اور ایندھن کو خراب یا برباد کر دے۔ ۱۱

دشمن کے تالاب، شہر کی فصیل اور خندق کو توڑ پھوڑ دے۔ ناگہاں حملہ کرے یا شبخون مار کر خوف اور دہشت پھیلائے۔ (الغرض جس طرح سے فتحیابی کی تدابیر عمل میں لائے۔ ۱۲

مفتوحین سے سلوک

فتحیاب ہونے کے بعد طریق ثانی سے عہد نامے پر دستخط کرائے اور صلح جاری کرے اور اسی خاندان کے کسی نیک۔ احکام الٰہی کے پابند شخص کو راجا مقرر کر دے۔ اور اس سے لکھوا لے۔ کہ میں آپ کے حکم کے مطابق یعنی آئندہ سلطنت کے متعلق جو احکام الٰہی ہیں۔ ان کے ماتحت چل کر عدل گستری سے رعایا کی حفاظت کروں گا۔ اسے اس مضمون کی تلقین کرے۔ اور اس کے پاس ایسے مصاحب رکھے جن سے پھر فتنہ و فساد کا خطرہ نہ ہو۔ (مفتوحہ ملک کے قوانین و رواجات کو جیسے وہ اس ملک کے ضوابط وغیرہ میں درج ہیں مستند قرار دے) شکست یافتہ راجا کی دختر، بیمیت، زر و جواہر وغیرہ بیش قیمت تحائف کے ذریعہ تعظیم و تکریم کرے۔ ۱۳

ایسا کبھی نہ ہونے دے کہ شکست خوردہ راجا اور اس کے ہمراہی ضروریات زیست سے ہی محروم ہو جائیں اگر اسے قید میں ڈالنا ہو۔ تو بھی اس کے حفظ مراتب کا خیال رکھے۔ تاکہ وہ شکست کی مصیبت کو فراموش کر کے آئندہ زندگی آرام سے بسر کر سکے۔

دنیا میں دوسرے کا اسباب لے لینا عداوت کا اور اپنی طرف سے کچھ دے دینا محبت کا باعث ہوتا ہے بالخصوص وقت پڑنے پر مناسب سلوک کرنا اور شکست یافتہ کو اس کی دل پسند اشیاء دینا کہ دینا باعث تحسین ہوتا ہے۔ ۱۴

ایسے راجا کو نہ کبھی چڑانا اور نہ اس سے کبھی مخول کرنا چاہیئے اسے یہ بھی کبھی یاد نہیں دلانا چاہیئے کہ ہم نے تمہیں شکست دی ہے اس کے برعکس ہمیشہ اس قسم کے اقوال سے اس کی تعظیم کرنی چاہیئے کہ آپ ہمارے بھائی بند ہیں۔

منوسمرتی ۷۔ ۱۸۴ تا ۱۹۲، ۱۹۴ تا ۲۰۳، ۲۰۴

हिरण्यभूमिसंप्राप्त्या पार्थिवो न तथैधते ।
यथा मित्रं ध्रुवं लब्ध्वा कृशमप्यायतिक्षमम् ॥ १ ॥
धर्मज्ञं च कृतज्ञं च तुष्टप्रकृतिमेव च ।
अनुरक्तं स्थिरारम्भं लघुमित्रं प्रशस्यते ॥ २ ॥
प्राज्ञं कुलीनं शूरं च दक्षं दातारमेव च ।
कृतज्ञं धृतिमन्तञ्च कष्टमाहुररिं बुधाः ॥ ३ ॥

لہ یہ مضمون منوسمرتی باب ۷۔ شلوک ۲۰۲ کا ہے۔

आर्य्यता पुरुषज्ञानं शौर्य्यं करुणवेदिता ।
स्थौललक्ष्यं च सततमुदासीनगुणोदयः ॥ ४ ॥

راجا زراعت اور زمین کے محصول سے اتنا نہیں بڑھتا جتنا ایک پکے دوست کے حاصل ہو جانے سے۔ دوست خواہ کمزور ہو مگر دور اندیش ہو۔ اور ہو سلطنت کو ذریعہ تکمیل تک پہنچا سکے تو راجا کی ترقی کا باعث ہوتا ہے۔ ۱
فرض شناس، ممنونِ احسان، مطیعین۔ وفادار، مستقل مزاج دوست چاہے چھوٹا بھی ہو تعریف کے قابل ہوتا ہے ۲
یہ بات ہمیشہ مدِ نظر رکھنی چاہیئے۔ کہ عقلمند عالی نسب۔ بہادر، شجاع، سخی۔ احسان شناس عالی حوصلہ شخص کبھی دشمن نہ بننے پائے۔ کیونکہ ایسا بدخواہ نہایت خطرناک ہوتا ہے۔ ۳
خرافت۔ مردم شناسی، شجاعت۔ رحم۔ اور کثیف[1] یعنی مطلبی نظر۔ یہ اوصاف راجا کے لئے قابلِ تعریف ہیں۔ ۴ منوسمرتی ۷۔ ۲۰۸ تا ۲۱۱

एवं सर्वमिदं राजा सह संमन्त्र्य मन्त्रिभिः ।
व्यायाम्याप्लुत्य मध्याह्ने भोक्तुमन्तःपुरं विशेत् ॥

(جیسے ہم اوپر لکھ آئے ہیں) صبح اٹھ کر ضروریاتِ بدنی سے فارغ ہو کر سندھیا۔ اپاسنا اور اگنی ہوتر کر اور کرا کے تمام دنیا سے شوق کے مجلس میں جا کر اور تمام ملازموں اور افسرانِ سپاہ سے مل کر انہیں ملنے لکھنے کی تجاویز عمل میں لائے۔ انواع و اقسام کی قواعد کرا کر پھر دواب خانہ، فیل خانہ، گاؤ خانہ۔ اسلحہ خانہ۔ شفا خانہ اور خزانہ جات کا ملاحظہ کرے۔ ان میں جو نقائص ہوں۔ انہیں بدوبدہ دور کرائے۔ پھر ورزش گاہ میں جا کر ورزش کرے۔ اور بوقتِ دوپہر کھانا کھانے کے لئے حرم میں داخل ہو (طعام ملاحظہ شوق عقل۔ طاقت اور ہمت کا بڑھانے والا۔ اور دافع امراض ہو۔ اس میں کھانے پینے کی انواع و اقسام کی خوشبودار شیریں۔ طرح طرح کی خوش ذائقہ اشیاء شامل ہوں۔ تاکہ ان کے استعمال سے ہمیشہ تندرست اور شاداں و خنداں رہے۔ ۱ منوسمرتی ۷۔ ۲۱۶ الغرض سلطنت کے تمام کاروبار کی ترقی میں مصروف رہے۔

ٹیکس و لگان

منوسمرتی ۷۔ ۱۳۰ میں کہا ہے:۔
رعایا سے محصول وصول کرنے کا طریقہ حسب ذیل ہے:۔

पञ्चाशद्भाग आदेयो राज्ञा पशुहिरण्ययोः ।
धान्यानामष्टमो भागः षष्ठो द्वादश एव वा ॥ वा ॥

مویشی اور کاریگر کو (مویشی یا) سونے چاندی کی صنعت اور تجارت سے جتنا نفع ہو۔ اس میں سے پچاسواں حصہ اور چاول وغیرہ اناج کا چھٹا۔ آٹھواں یا بارھواں حصہ سرکار لے لے۔
محصول کی تجویز اور وصولی چاہے جنس کی شکل میں ہو۔ یا روپے کی صورت میں۔ ایسے انداز سے کرے کہ کسان وغیرہ اسباب خورد و نوش اور دیگر سرمایہ سے محروم ہو کر گرفتارِ مصیبت نہ ہوں۔ رعایا کے تندرست رہنے اور ان کے پاس سرمایہ اور اشیاء خوردنی کی افراط ہونے سے سلطنت کی بڑی ترقی ہوتی ہے۔ رعایا کو بمنزلہ اولاد سمجھے کہ آرام پہنچائیں۔ رعایا بھی راجا اور ملازمانِ سرکار کو بمنزلہ پدر سمجھے یہ بات سولہ آنے

[1] منوسمرتی کے ایک قلمی نسخہ میں سطر ۱ لفظ ۱۰ کو اس مقام پر لفظ "ہیتی" ملا ہے۔ جو ان کی نظر میں دیگر اوصاف کیساتھ زیادہ موزوں ہے۔

ٹھیک ہے۔ کہ راجاؤں کے دلہا کسان وغیرہ (مزدوری پیشہ) جفاکش لوگ ہیں۔ اور راجا ان کا محافظ ہے رعایا نہ ہو تو راجا کس کا اور راجا نہ ہو تو رعایا کس کی کہلائے؟ دونوں اپنے اپنے انفرادی کاموں میں آزاد اور مشترکہ تعاون کے کاموں میں ایک دوسرے کے محتاج رہیں۔ نہ راجا یا ملازمان سرکار رعایا کی رائے عامہ کے خلاف عمل کریں۔ اور نہ رعایا یا ملازمین راجا کے حکم کے برخلاف کوئی کام کریں۔ یہ مختصر طور پر راجا (یعنی سرکار) کا فرض منصبی جسے سیاسیات کہتے ہیں بیان کیا گیا ہے۔ اور جو زیادہ تفصیل سے جاننا چاہیں۔ وہ رگ وید۔ منوسمرتی۔ شکر نیتی۔ مہابھارت وغیرہ کتب کا مطالعہ کر کے اپنے تمام حقائق ذہن نشین کریں۔

انصاف کا ضابطہ منوسمرتی کے باب ہشتم و نہم وغیرہ میں درج ہے۔ محکمہ انصاف کو اسی پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ چند نکات مختصراً یہاں بھی درج کیے جاتے ہیں۔

اٹھارہ قسم کے معاملات متنازعہ فیہ

منوسمرتی ۸ - ۳ تا ۸، ۱۲ تا ۱۹ میں کہا ہے :-

प्रत्यहं देशदृष्टैश्च शास्त्रदृष्टैश्च हेतुभिः ।
अष्टादशसु मार्गेषु निबद्धानि पृथक् पृथक् ॥ १ ॥
तेषामाद्यमृणादानं निक्षेपोऽस्वामिविक्रयः ।
संभूय च समुत्थानं दत्तस्यानपकर्म च ॥ २ ॥
वेतनस्यैव चादानं संविदश्च व्यतिक्रमः ।
क्रयविक्रयानुशयो विवादः स्वामिपालयोः ॥ ३ ॥
सीमाविवादधर्मश्च पारुष्ये दण्डवाचिके ।
स्तेयं च साहसं चैव स्त्रीसङ्ग्रहणमेव च ॥ ४ ॥
स्त्रीपुंधर्मो विभागश्च द्यूतमाह्वय एव च ।
पदान्यष्टादशैतानि व्यवहारस्थितौ विदुः ॥ ५ ॥
एषु स्थानेषु भूयिष्ठं विवादं चरतां नृणाम् ।
धर्मं शाश्वतमाश्रित्य कुर्यात्कार्यविनिर्णयम् ॥ ६ ॥
धर्मो विद्धस्त्वधर्मेण सभां यत्रोपतिष्ठते ।
शल्यं चास्य न कृन्तन्ति विद्धास्तत्र सभासदः ॥ ७ ॥
सभा वा न प्रवेष्टव्या वक्तव्यं वा समञ्जसम् ।
अब्रुवन्विब्रुवन्वापि नरो भवति किल्बिषी ॥ ८ ॥
यत्र धर्मो ह्यधर्मेण सत्यं यत्रानृतेन च ।
हन्यते प्रेक्षमाणानां हतास्तत्र सभासदः ॥ ९ ॥
धर्म एव हतो हन्ति धर्मो रक्षति रक्षितः ।

तस्माद्धर्मो न हन्तव्यो मा नो धर्मो हतोऽवधीत् ॥ १० ॥
वृषो हि भगवान्धर्मस्तस्य यः कुरुते ह्यलम् ।
वृषलं तं विदुर्देवास्तस्माद्धर्मं न लोपयेत् ॥ ११ ॥
एक एव सुहृद्धर्मो निधनेऽप्यनुयाति यः ।
शरीरेण समं नाशं सर्वमन्यद्धि गच्छति ॥ १२ ॥
पादोऽधर्मस्य कर्त्तारं पादः साक्षिणमृच्छति ।
पादः सभासदः सर्वान् पादो राजानमृच्छति ॥ १३ ॥
राजा भवत्यनेनास्तु मुच्यन्ते च सभासदः ।
एनो गच्छति कर्त्तारं निन्दार्हो यत्र निन्द्यते ॥१४॥

مجلس۔ راجا اور ملازمان سرکار ملک کے نظم و نسق اور انتظام سر لیعنی ضابطہ قانونی کو مدنظر رکھ کر مندرجہ ذیل اٹھارہ اقسام کے معاملات متنازعہ فیہ کا فیصلہ ہر روز کیا کریں۔ (اگر دشاستر) ضابطہ کسی معاملہ پر خاموش ہو۔ اور اس کے متعلق قانون کی ضرورت ہو۔ تو مناسب قوانین وضع کر لینے چاہئیں جس سے رعایا اور سرکار دونوں کی بہبودی ہو)۔ ۱

معاملات متنازعہ فیہ یہ ہیں:۔ (۱) وہ مال جو قرضہ (۲) امانت (یعنی کسی کے پاس کوئی چیز رکھی جائے اور وہ واپس نہ کرے) (۳) غیر مالک کی طرف سے بیع (۴) شراکت (باہم مل کر کسی پر زیادتی یا ظلم کرنا (۵) مال بیچ کر کے نہ دینا (۶) کسی کی اجرت یا تنخواہ میں سے کچھ لے لینا یا کم دینا یا کل نہ دینا، خلاف وعدہ کسی معاملہ (۷) تنازعہ متعلقہ خرید فروخت (۸) مال مویشی کے مالک اور چرواہے میں تنازعہ (۹) تنازعہ حد (۱۰) عرب جسمانی (۱۱) امانت بحق مانند (۱۲) چوری اور ڈاکہ زنی (۱۳) تشدد (۱۴) زنا (۱۵) فرائض متعلقہ زوجین کی عدم ادائیگی (۱۶) تقسیم جائیداد (۱۷) قمار بازی بذریعہ جانداریا بے جان اشیاء۔ یہ اٹھارہ بنیادیں مقدمہ ہیں۔ اکثر اہل مقدمہ کے تنازعات کی بنیاد یہی امور ہوتے ہیں۔ ان کا فیصلہ قانون الٰہی کو مدنظر رکھ کر کرے۔ یعنی فیصلہ کرتے وقت اور رعایت سے ہرگز کام نہ لے۔) ۲

جس عدالت میں بے انصافی کے ہاتھوں انصاف کا خون ہوتا ہے۔ اور اس کی تلافی نہیں کی جاتی (یعنی تفریق حق بجانب کی حق رسی کی جاتی ہے۔ اور حق جانب فریق کو سزا دی جاتی ہے) اس عدالت کے تمام اراکین خود اس بے انصافی کے تیر کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ ۷

احکام الٰہی کے پابند بندۂ خدا کا فرض ہے۔ کہ یا تو عدالت میں شامل ہی نہ ہو اور اگر شامل ہو۔ تو خالص حق کی بات کہے۔ عدالت میں انصاف کا خون ہوتے دیکھ کر جو شخص خاموش رہتا ہے یا حق کے برعکس کہتا ہے۔ سخت گنہگار ہے۔ ۸

جس عدالت میں اراکین کے دیکھتے دیکھتے بے انصافی کے ہاتھوں انصاف کا اور باطل کے ہاتھوں حق کا خون ہوتا ہے۔ اس عدالت کے تمام اراکین گویا مردہ ہیں۔ (ان میں سے ایک بھی زندہ نہیں)۔ ۹

انصاف کا خون خود خون کرنے والے کا خون کرتا ہے۔ اور انصاف کا پاس خود پاس کرنے والے کا پاس کرتا ہے اس لیے انصاف کا خون نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمارا یہ خون ہمارا خون کرے۔ ۱۰

انصاف خدا منعم اور خود (دشن) یاد نہ رحمت ہے۔ جو اسے مٹا دیتا ہے۔ اسے حکماء "دیشٹل" یعنی شودر اور نیچ تصور کرتے ہیں۔ اس لیے کسی کو انصاف کا خون کرنا واجب نہیں۔ ۱۱

اس دنیا میں (دھرم) انصاف ہی ایک ایسا دوست ہے۔ جو موت کے بعد بھی ساتھ دیتا ہے۔ دیگر تمام احباب اور اسباب جسم کے چھوٹتے ہی گویا عنقیت دنا بود ہو جاتے ہیں۔ ۱۲

یعنی ان سب کا ساتھ چھوٹ جاتا ہے۔ مگر (دھرم) انصاف کا ساتھ کبھی نہیں چھوٹتا۔

جب عدالت میں طرفداری کی وجہ سے انصاف کا خون کیا جاتا ہے۔ تو انصاف کے اس خون کے چار حصے ہو جاتے ہیں۔ ایک حصہ بے انصافی کرنے والے کو۔ دوسرا (حلف دروغ) گواہ کو۔ تیسرا اراکین عدالت کو۔ اور چوتھا بے انصافی کرنے والی عدالت کے صدر اعلیٰ یعنی راجا کو پہنچتا ہے۔ ۱۳

جس عدالت میں قابل مذمت اشخاص کی مذمت (اور قابل تحسین اشخاص کی تحسین) کی جاتی ہے (اور سزا کے سزاوار سزا اور تعظیم کے مستحق تعظیم حاصل کرتے ہیں) وہاں راجا اور تمام اراکین عدالت اور جرم سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ اور فقط مجرم ہی جرم کی وجہ سے گنہگار متصور ہوتا ہے۔ ۱۴

فقرات ذیل میں گواہوں کے اوصاف بیان کیے جاتے ہیں:۔

گواہ اور اُن کے اوصاف

منوسمرتی ۸۔ ۶۳، ۶۸، ۷۲ تا ۷۵، ۷۷ تا ۸۱، ۸۳، ۸۴، ۹۱، ۹۴، ۹۸ میں کہا ہے:۔

आप्ताः सर्वेषु वर्णेषु कार्य्याः कार्येषु साक्षिणः ।
सर्वधर्मविदोऽलुब्धा विपरीतांस्तु वर्जयेत् ॥ १ ॥
स्त्रीणां साक्ष्यं स्त्रियः कुर्युर्द्विजानां सदृशा द्विजाः ।
शूद्राश्च सन्तः शूद्राणामन्त्यानामन्त्ययोनयः ॥ २ ॥
साहसेषु च सर्वेषु स्तेयसङ्ग्रहणेषु च ।
वाग्दण्डयोश्च पारुष्ये न परीक्षेत साक्षिणः ॥ ३ ॥
बहुत्वं परिगृह्णीयात्साक्षिद्वैधे नराधिपः ।
समेषु तु गुणोत्कृष्टान् गुणिद्वैधे द्विजोत्तमान् ॥ ४ ॥
समक्षदर्शनात्साक्ष्यं श्रवणाच्चैव सिध्यति ।
तत्र सत्यं ब्रुवन्साक्षी धर्मार्थाभ्यां न हीयते ॥ ५ ॥
साक्षी दृष्टश्रुतादन्यद्विब्रुवन्नार्य्यसंसदि ।
अवाङ्नरकमभ्येति प्रेत्य स्वर्गाच्च हीयते ॥ ६ ॥
स्वभावेनैव यद् ब्रूयुस्तद् ग्राह्यं व्यावहारिकम् ।

अतो यदन्यद्विब्रूयुर्धर्मार्थं तदपार्थकम् ॥ ७ ॥
सभान्तः साक्षिणः प्राप्तानर्थिप्रत्यर्थिसन्निधौ ।
प्राड्विवाकोऽनुयुञ्जीत विधिनाऽनेन सान्त्वयन् ॥ ८ ॥
यद् द्वयोरनयोर्वेत्थ कार्येऽस्मिँश्चेष्टितं मिथः ।
तद् ब्रूत सर्वं सत्येन युष्माकं ह्यत्र साक्षिता ॥ ९ ॥
सत्यं साक्ष्ये ब्रुवन्साक्षी लोकानाप्नोति पुष्कलान् ।
इह चानुत्तमां कीर्त्तिं वागेषा ब्रह्मपूजिता ॥ १० ॥
सत्येन पूयते साक्षी धर्मः सत्येन वर्द्धते ।
तस्मात्सत्यं हि वक्तव्यं सर्ववर्णेषु साक्षिभिः ॥ ११ ॥
आत्मैव ह्यात्मनः साक्षी गतिरात्मा तथात्मनः ।
मावमंस्थाः स्वमात्मानं नृणां साक्षिणमुत्तमम् ॥ १२ ॥
यस्य विद्वान्हि वदतः क्षेत्रज्ञो नाभिशङ्कते ।
तस्मान्न देवाः श्रेयांसं लोकेऽन्यं पुरुषं विदुः ॥ १३ ॥
एकोऽहमस्मीत्यात्मानं यत्त्वं कल्याण मन्यसे ।
नित्यं स्थितस्ते हृद्येष पुण्यपापेक्षिता मुनिः ॥१४॥

مقدمات میں تمام (دعوؤں) جماعاتِ مدنی میں سے احکامِ الٰہی کے پابند دانا۔ لے دیا۔ احکامِ دین سے واقف بے حرص راست گو اشخاص کی شہادت لینی چاہیئے جن کے برعکس اوصاف والے اشخاص کی نہیں یا عورتوں کی گواہ عورتیں۔ تعلیم یافتہ اشخاص کے گواہ فیلسوفی تعلیم یافتہ اشخاص۔ شودروں کے گواہ شودر۔ اور چانڈالوں کے گواہ چانڈال ہوں۔ ۲

تشدد چوری۔ زنا۔ اہانت مجرمانہ اور مار پیٹ کے مقدمات میں گواہوں کی حیثیت کا بہت خیال نہ کرے (ان مقدمات میں شہادت لینی لازم ہے مگر شہادت آسانی سے مہیا نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ سب جرائم خفیہ طور پر کیے جاتے ہیں) ۳

جب گواہوں میں اختلاف ہو تو کثرتِ گواہان۔ اگر کسی کی طرف کثرت نہ ہو یعنی دونوں طرف برابر برابر گواہ ہوں۔ تو گواہوں کے اخلاق اور اگر اخلاق بھی ایک سا ہو۔ تو تعلیم یافتہ جماعات کے اعلیٰ ترین اشخاص یعنی رشی مہرشیوں اور سنیاسیوں کی شہادت کو معتبر مان کر فیصلہ کرنا چاہیئے۔ ۴

شہادت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک عینی اور دوسری سماعی یعنی سُنی سُنائی۔ جو گواہ عدالت میں سچ بولنے سے نہ ہچکچائے وہ نیک نامی سے محروم ہوتا ہے نہ دولت سے۔ (برخلاف اس کے دروغ گو کو قرار واقعی سزا دینا واجب ہے) ۵

جو شخص عدالت یا مجلس شرفاء میں دیکھے اور سُنے کے برعکس شہادت دے۔ اس کی زبان قطع کر دی جائے جس سے وہ جیتے جی دوزخ میں مقیم ہو۔ مرنے کے بعد تو وہ راحت سے محروم ہوگا ہی۔ ۶

گواہ جو بات قدرتی اندازہ اور اندرونی ذہنیت کے متعلق کہے۔ اُسے قبول کرنا چاہیئے۔ اور جو اس سے مختلف سکھائی پڑھائی بات کہے۔ اسے عدالت انواعِ مقدمہ کے لئے ہیچ سمجھے۔ ۷

گواہوں کے مستغیث اور مستغاث علیہ کے روبرو حاضرِ عدالت ہو جانے پر مصنف اور وکیل کو اس طرح حوصلہ دے کر سوال کرنا چاہیئے۔ ۸

اے گواہو! ان فریقین مقدمہ نے ایک دوسرے کے خلاف جو کچھ کیا ہے اُس کے متعلق تم اپنا تمام علم من و عن یعنی جوں کا توں ظاہر کردو۔ کیونکہ اس وقوعہ کے فقط تمہیں شاہد ہو۔ ۹

جو گواہ سچی شہادت دیتا ہے۔ وہ جلی میں اعلیٰ یعنی عالمِ راحت میں جنم پاتا ہے۔ وہ دنیا اور جنت دونوں میں نیکنام ہوتا ہے۔ دیدوں میں زبان کو ہی تقسیم (اور تحقیر) کا باعث بتایا گیا ہے۔ ۱۰

سچ بولنے سے گواہ تمام کدورتوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ سچ بولنے سے اس کی دینی ترقی ہوتی ہے اس لئے تمام (دونوں) جماعاتِ مدعی میں گواہوں کو سچی شہادت دینی چاہیئے۔ ۱۱

ضمیر ہی ضمیر کا شاہد ہے۔ اور ضمیر ہی ضمیر کو معزز بناتا ہے۔ اس بات کو مدِ نظر رکھ کر اے انسان! اپنی شہادت کے شاہد اپنے ضمیر کی اہانت مت کر (یعنی سچ بول جو بات ضمیر، ذہن اور زبان میں ہے وہی سچ ہے اور جو اس کے خلاف ہے۔ وہ جھوٹ ہے)۔ ۱۲

جس شخص کے شہادت دینے پر اس کا ضمیر جو حق و ناحق کا شاہد ہے مضمحل نہیں ہوتا۔ ان لوگ اسے دنیا میں بہادر انسان سمجھتے ہیں۔ ۱۳

اے عافیت کے خواہشمند انسان! تو جو اپنے دل میں یہ خیال کرکے کہ میں اکیلا ہوں خلافِ واقعہ شہادت دیتا ہے۔ تیرا یہ طرزِ عمل درست نہیں ہے۔ تیرے دل میں حاضر و ناظر پرمیشور موجود ہے۔ جو تمہارے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ وہ عالم الغیب ہے (اس سے ڈر اور ہمیشہ سچ بولا کر)۔ ۱۴

लोभान्मोहाद्भयान्मैत्रात्कामात्क्रोधात्तथैव च ।
अज्ञानाद् बालभावाच्च साक्ष्यं वितथमुच्यते ॥ १ ॥
एषामन्यतमे स्थाने यः साक्ष्यमनृतं वदेत् ।
तस्य दण्डविशेषांस्तु प्रवक्ष्याम्यनुपूर्वशः ॥ २ ॥
लोभात्सहस्रं दण्ड्यस्तु मोहात्पूर्वन्तु साहसम् ।
भयाद् द्वौ मध्यमौ दण्ड्यौ मैत्रात्पूर्वं चतुर्गुणम् ॥ ३ ॥
कामाद्दशगुणं पूर्वं क्रोधात्तु त्रिगुणं परम् ।
अज्ञानाद् द्वे शते पूर्णे बालिश्याच्छतमेव तु ॥ ४ ॥
उपस्थमुदरं जिह्वा हस्तौ पादौ च पञ्चमम् ।
चक्षुर्नासा च कर्णौ च धनं देहस्तथैव च ॥ ५ ॥
अनुबन्धं परिज्ञाय देशकालौ च तत्त्वतः ।

साराऽपराधौ चालोक्य दण्डं दण्ड्येषु पातयेत् ॥ ६ ॥
अधर्मदण्डनं लोके यशोघ्नं कीर्त्तिनाशनम् ।
अस्वर्ग्यञ्च परत्रापि तस्मात्तत्परिवर्जयेत् ॥ ७ ॥
अदण्ड्यान्दण्डयन् राजा दण्ड्यांश्चैवाप्यदण्डयन् ।
अयशो महदाप्नोति नरकं चैव गच्छति ॥ ८ ॥
वाग्दण्डं प्रथमं कुर्याद्धिग्दण्डं तदनन्तरम् ।
तृतीयं धनदण्डं तु वधदण्डमतः परम् ॥ ९ ॥

جھوٹی شہادت جس جرم سے متعلق ہو۔ مدعی یا مدعا علیہ کی نفسانی خواہش سے غصہ جہالت یا طفلانہ مزاج کے زیر اثر دی جائے۔ وہ بے وقعت یعنی غیر معتبر سمجھنی چاہیئے۔ ۱ ان میں سے کسی بھی جذبہ کے زیر اثر غلط شہادت دینے والے کو حسب ذیل مطابق مندرجہ ذیل سزائیں دی جائیں۔ ۲ جو حرص سے جھوٹی شہادت دے اسے پندرہ پہلے دس کوڑے جو محبت کے بس میں آکر جھوٹی شہادت دے اسے تین سو پہلے اور چودہ کوڑے جو خوف سے جھوٹی شہادت دے اسے سات سو پہلے تیرہ کوڑے جو دشمنی کے زیر اثر جھوٹی شہادت دے اسے پندرہ سو پہلے دس کوڑے جرمانہ کیا جائے۔ ۳ جو ہمدردی نفسانی سے جھوٹی شہادت دے۔ اسے پچیس پہلے۔ جو غصہ سے جھوٹی شہادت دے اسے چھبیس سو پہلے چودہ کوڑے جو لاعلمی سے جھوٹی شہادت دے۔ اسے چھ پہلے۔ جو طفلانہ مزاجی سے جھوٹی شہادت دے اسے ایک روپیہ نو آنہ جرمانہ کیا جائے۔ ۴

احکام تعزیریہ عضو تناسلی تیکم۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ آنکھ۔ ناک۔ کان۔ جائیداد اور جسم یہ سب تعزیر کے محل ہیں۔ ۵۔ (لیکن جو سزائیں اوپر لکھی ہیں۔ یا آگے لکھیں گے۔ مثلاً یہ کہ جس سے جھوٹی شہادت دینے والے کو پندرہ پہلے دس کوڑے جرمانہ کیا جائے۔ انہیں نادار اشخاص کی حالت میں کم اور متمول اشخاص کی حالت میں دوچند یا سہ چند یا چہار چند تک بھی کیا جا سکتا ہے۔ سزا دینے میں محرک وجہ۔ موقعہ مقام حیثیت مجرم اور نوعیت جرم کا خیال رکھنا چاہیئے۔ ۶

بے انصافی سے سزا دینا دنیا میں بدنامی اور عقبیٰ میں عقوبت کا باعث ہوتا ہے اس لئے کسی گنہگار مجرم کو سزا نہیں دینی چاہیئے۔ ۷ جو واجبا قابل سزا کو سزا دیتا ہے۔ اور قابل سزا کو سزا نہیں دیتا۔ وہ جیتے جی بدنام اور مرکر گرفتار عقوبت ہوتا ہے۔ ۸ مجرم کو پہلے (جرم کی) زبانی سزا دینی چاہیئے۔ یعنی اس کی مذمت کرنی چاہیئے۔ بعد ازاں لعنت ملامت اور پھر جرمانہ کیا جائے۔ اور آخر میں جسمانی سزا دی جائے (یعنی کوڑے یا قید لگوائے جائیں۔ یا سزائے قتل کیا جائے) ۹ منوسمرتی ۸۔ ۱۱۸ تا ۱۲۱، ۱۲۵ تا ۱۲۹

येन येन यथाङ्गेन स्तेनो नृषु विचेष्टते ।
तदेव हरेदस्य प्रत्यादेशाय पार्थिवः ॥१॥
पिताचार्य्यः सुहृन्माता भार्य्या पुत्रः पुरोहितः ।
नादण्ड्यो नाम राज्ञोऽस्ति यः स्वधर्मे न तिष्ठति ॥२॥

कार्षापणं भवेद्दण्ड्यो यत्रान्यः प्राकृतो जनः ।
तत्र राजा भवेद्दण्ड्यः सहस्रमिति धारणा ॥ ३ ॥
अष्टापाद्यन्तु शूद्रस्य स्तेये भवति किल्बिषम् ।
षोडशैव तु वैश्यस्य द्वात्रिंशत्क्षत्रियस्य च ॥ ४ ॥
ब्राह्मणस्य चतुःषष्टिः पूर्णं वापि शतं भवेत् ।
द्विगुणा वा चतुःषष्टिस्तद्दोषगुणविद्धि सः ॥ ५ ॥
ऐन्द्रं स्थानमभिप्रेप्सुर्यशश्चाक्षयमव्ययम् ।
नोपेक्षेत क्षणमपि राजा साहसिकं नरम् ॥ ६ ॥
वाग्दुष्टात्तस्कराच्चैव दण्डेनैव च हिंसतः ।
साहसस्य नरः कर्त्ता विज्ञेयः पापकृत्तमः ॥ ७ ॥
साहसे वर्त्तमानं तु यो मर्षयति पार्थिवः ।
स विनाशं व्रजत्याशु विद्वेषं चाधिगच्छति ॥ ८ ॥
न मित्रकारणाद्राजा विपुलाद्वा धनागमात् ।
समुत्सृजेत् साहसिकान्सर्वभूतभयावहान् ॥ ९ ॥
गुरुं वा बालवृद्धौ वा ब्राह्मणं वा बहुश्रुतम् ।
आततायिनमायान्तं हन्यादेवाविचारयन् ॥ १० ॥
नाततायिवधे दोषो हन्तुर्भवति कश्चन ।
प्रकाशं वाऽप्रकाशं वा मन्युस्तन्मन्युमृच्छति ॥ ११ ॥
यस्य स्तेनः पुरे नास्ति नान्यस्त्रीगो न दुष्टवाक् ।
न साहसिकदण्डघ्नौ स राजा शक्रलोकभाक् ॥ १२ ॥

جس ورن اور جس جس عضو سے (چور) یا مجرم لوگوں کو ضرر پہنچاتا ہے۔ اُس کا وہ وہ عضو قطع کر دیا جائے۔ تاکہ سب کو عبرت ہو۔ ۱ چاہے والد۔ اُستاد۔ دوست۔ بیوی۔ لڑکا اور پروہت ہی کیوں نہ ہو جو اپنی حدود کے اندر نہیں رہتا۔ وہ راجا کے نزدیک قابلِ سزا ہے۔ ۲

یعنی جب راجا عدالت کی کرسی پر بیٹھے۔ تو کسی کی رو رعایت نہ کرے بلکہ ہر ایک کو حسبِ قصور سزا دے۔ جس جرم کی وجہ سے معمولی آدمی کو ایک پیسہ جرمانہ کیا جاتا ہے۔ اسی جرم میں راجا کو ایک ہزار پیسہ سزا دی جانی چاہیئے۔ (یعنی راجا کو معمولی آدمی کی نسبت ہزار گنا سزا دی جانی چاہیئے۔ وزیر آٹھ سو گنا۔ اس سے کم درجہ کے افسر کو سات سو گنا اس سے کم درجہ کو چھ سو گنا۔ علےٰ ہذا القیاس چھوٹے سے چھوٹے ملازم یعنی چپڑاسی کو آٹھ گنا سزا دینی چاہیئے۔ ملازمانِ سرکار کے لئے یہ کم سے کم سزا ہے۔ اگر ملازمین کو جرمانے سے زیادہ سزا نہ دی جائے۔ تو وہ سلطنت کو برباد کر دیں گے۔ مثال کے طور پر شیر زیادہ اور بکری کم سزا دینے سے قابو میں

جاتی ہے۔ (یہی تناسب ملازمان سرکار اور رعایا کا ہے) ملازمان سرکار یعنی راجا سے لے کر چپراسی تک کو رعایا کی نسبت بہت زیادہ مزا دینا لازم ہے۔ ۳

ایسے ہی جو شودر جان بوجھ کر چوری کرے اُسے مال مسروقہ سے آٹھ گنا۔ ویش کرے تو سولہ گنا کشتری کرے تو بیس گنا اور برہمن کرے تو چونسٹھ یا سو یا ایک سو اٹھائیس گنا جرمانہ کرنا چاہیئے یعنی جو جرم جتنا زیادہ صاحب شعور اور معزز ہو۔ وہ اسی حساب سے تو جب مزا مقرر ہونا چاہیئے۔ ۴، ۵

مددگار شاہی کے مستحق۔ دین و دولت کے خواہشمند راجا کو چاہیئے۔ کہ (ڈاکہ زنی وغیرہ جبر و تشدد کے مجرم کو سزا دینے میں لمحہ بھر بھی تساہل نہ کرے۔ ۶ اہانت مجرمانہ۔ چوری اور فریب کے جرم سے جبر و تشدد (یعنی ڈاکہ زنی وغیرہ) کا مجرم زیادہ قصوروار ہے۔ ۷ جو راجا تشدد (یعنی ڈاکہ زنی وغیرہ) کے مجرم کو سزا نہ دے کر چشم پوشی کرتا ہے۔ وہ جلدی تباہ ہو جاتا ہے۔ اور سلطنت میں بغض و عداوت پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ ۸ راجا موذیوں یعنی تمام جانداروں کو تکلیف دینے والے جبر و تشدد کے مجرموں کو نہ تو دوستی اور نہ ہی زر کثیر کی آمد کی وجہ سے بغیر گرفتار اور قطع اعضاء کئے چھوڑے۔ ۹

تعزیر میں ادنےٰ و اعلےٰ کی تمیز نہیں

چاہے استاد ہو چاہے (پتا وغیرہ) کمسن لڑکا ہو چاہے (والد وغیرہ) بزرگ ہو۔ چاہے (شاستروں) علم دینی و دنیوی کا ماہر براہمن) ہو۔ جو اپنی حدود میں نہ رہے بے انصافی کرتا ہے یعنی کسی بے گناہ کا خون کرتا ہے۔ ایسے بلا تامل قتل کر دے۔ (قتل پہلے کرے اور سوچے پیچھے)۔ ۱۰

(آت تائی) خونی کو مرنے مارنے کی کمر دیا جائے یا خفیہ طور پر۔ اس قتل کا مرتکب مجرم نہیں گردانا جاتا کیونکہ وہ قطع اشتعال کا جواب اشتعال سے دیتا ہے۔ ۱۱ جس راجا کے راج میں نہ تو کوئی چور۔ نہ زانی۔ خیانت مجرمانہ۔ تشدد و ڈاکہ زنی وغیرہ کا مجرم اور نہ قانون شکن یعنی راجا کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والا ہو۔ وہ نہایت قابل تحسین خوانروا ہے۔ ۱۲

منو ۸۔ ۳۳۴ تا ۳۳۸، ۳۴۴ تا ۳۴۷، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۸۶۔

भर्त्तारं लङ्घयेद्या स्त्री स्वज्ञातिगुणदर्पिता ।
तां श्वभिः खादयेद्राजा संस्थाने बहुसंस्थिते ॥ १ ॥
पुमांसं दाहयेत्पापं शयने तप्त आयसे ।
अभ्यादध्युश्च काष्ठानि तत्र दह्येत पापकृत् ॥ २ ॥

جو عورت اپنے میکے والوں کی عظمت کے نشہ میں شوہر کو چھوڑ کر غیر سے محبت کرتی ہو۔ اُسے راجا عورتوں اور مردوں کے مجمع عام کے سامنے چیلے جی قتل سے پھڑوا کر مار ڈالے۔ ۱ اسی طرح جو مرد اپنی عورت کو چھوڑ کر غیر عورت یا بیسوا سے ہمبستری کرتا ہو اس بدمعاش کو راجا لوہے کے جلتے ہوئے پلنگ پر بٹھا کر آگ

لہ سمرتیوں میں "آت تائی" چھ قسم کے اشخاص کو کہا گیا ہے:۔
(۱) بھگل لگانے والا (۲) زہر دینے والا (۳) ہتھیار لے کر قتل کرنے کو تیار (۴) کھیت (۵) زمین چھیننے والا (۶) عورت کو زبردستی لے جانے والا۔

گواہ سے جس سے وہ بدکردار ثابت ہوں اور مردوں کے مجمع عام کے روبرو جل کر راکھ ہو جائے۔ ۲

منوسمرتی ۸ — ۳۷۱ ، ۳۷۲ ، ۳۷۳

مجرم راجا کو دوسروں سے زیادہ سزا دی جائے

معترض۔ اگر راجا یا رانی یا صدر عدالت یا اس کی بھینی راجا

وغیرہ جرائم کی مرتکب ہو۔ تو اسے کون سزا دے؟ مجیب۔ مجلس سیاسی۔ ان لوگوں کو دوسروں کی نسبت زیادہ سزا ملنی چاہیئے۔ معترض۔ راجا وغیرہ مجلس سیاسی کے ہاتھوں سزا کیوں قبول کرنے لگے؟ مجیب۔ راجا (جرائم کا) ایک اہل ثواب خوش نصیب شخص ہے۔ اگر اسے سزا نہ دی جائے۔ یا وہ سزا قبول نہ کرے۔ تو دیگر اشخاص اس کی تحریر کے آگے سر کیوں جھکائیں گے؟ اور جب تمام رعایا۔ برگزیدہ افسران اور مجلس سیاسی نے اندرونی انصاف سزا دینے کا فیصلہ کر دیا۔ تو تنہا راجا کیا کر سکتا ہے؟ اور اگر ملک میں یہ انضباط نہ ہو۔ تو راجا۔ افسران۔ اور سب ارباب قدرت وحشت اپنا اور انصاف کا بیڑا ڈبو کر پہلے سلطنت کو اور پھر اپنے آپ کو تباہ کر ڈالیں گے۔ اس موقعہ پر یاد کیجئے وہ شلوک جس کا مفہوم حسب ذیل ہے:۔

حقیقت حصائے عدل ہی راجا ہے۔ یہی (دھرم) قانونی مجسم ہے جو اسے مٹاتا ہے۔ اس سے زیادہ خسیس آدمی اور کون ہوگا؟

سخت سزا کے فوائد

معترض۔ ایسی کڑی سزائیں دینا واجب نہیں کیونکہ انسان نہ تو کسی بگڑے عضو کو بنا سکتا ہے۔ اور نہ کسی مرے شخص کو از سر نو زندہ کر سکتا ہے۔ اس لئے اسے ایسی قطع اعضاء اور موت کی سزا نہیں دینی چاہیئے مجیب۔ جو ان سزاؤں کو سخت سمجھتے ہیں وہ تدبیر ملکی سے واقف نہیں۔ ایک فرد کو ایسی سخت سزا دینے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ دیگر تمام افراد ان جرائم کے ارتکاب سے باز رہ کر (دھرم) راہ دین پر قائم رہیں گے۔ جس کا یہ ہے۔ کہ اس طرح دی ہوئی سزا (تمام رعایا کی اوسط سے) ایک شخص کے حصہ میں اتنی بھاری نہیں آئے گی۔ برخلاف اس کے اگر سزا خفیف دی جائے۔ تو جرائم کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ اور جسے تم خفیف سزا کہتے ہو۔ وہ کروڑوں اشخاص کو دی جانے کی وجہ سے کروڑوں گنا ہو کر مقدار میں اسی حساب سے بڑھ جائے گی۔ کیونکہ جب جرائم کے مرتکب کثیر التعداد لوگ ہوں گے۔ تو تھوڑی تھوڑی سزا سب کو دینی ہوگی۔ مثال کے طور پر ایک شخص کو ایک من سزا دی گئی۔ اور دوسرے کو ایک پاؤ۔ کل سزا ایک من اور ایک پاؤ ہوئی۔ اوسطاً ہر دو اشخاص کے حصہ میں بیس بیس سیر اور آدھ آدھ پاؤ سزا آئی۔ بدمعاش لوگ اس زیادہ بھاری سزا کی کیا پرواہ کرتے ہیں۔ لیجئے ہم اسی بات کو ایک اور مثال سے اور واضح کئے دیتے ہیں) بالفرض اگر ایک شخص کو ایک من سزا دی جائے۔ اور اس کے مقابلہ میں ایک ہزار اشخاص کو پاؤ پاؤ۔ تو ان ہزار اشخاص کی کل سزا (ہزار پاؤ یعنی) اسی من ہوگی۔ ایک من کی نسبت یہ سزا بمقدار اور شدت دو گنا میں زیادہ ہے۔ اور وہ مقدم الذکر ایک من اس سے کم بھی ہے اور خفیف بھی (اور پھر موثر قطعی سزا ہو سکتی ہے)۔

दीर्घाध्वनि यथादेशं यथाकालं तरो भवेत् ।
नदीतीरेषु तद्विद्यात्समुद्रे नास्ति लक्षणम् ॥ ३ ॥
अहन्यहन्यवेक्षेत कर्मान्तान्वाहनानि च ।

आयव्ययौ च नियतावाकरान्कोषमेव च ॥ ४ ॥
एवं सर्वानिमावाज्ञा व्यवहारान्समापयन् ।
व्यपोह्य किल्विषं सर्वं प्राप्नोति परमां गतिम् ॥ ५ ॥

لیے راستہ میں سمندر کی گہرائیوں۔ ندیوں اور دریاؤں کی لمبائی کو دیکھ کر اس کا محصول مقرر کرنا چاہیئے۔ ان کھلے سمندروں میں اس طرح کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا (وہاں جیسا مناسب سمجھے جہاز رانوں اور سوداگروں کا مفاد نظر رکھ کر محصول مقرر کرے) ۱

اِس قانون کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ قدیم زمانے میں نئی جہاز رانی کے وجود سے انکار کرتے ہیں۔ ان کا یہ خیال باطل ہے۔ راجا کو چاہیئے۔ کہ اپنی رعایا کے جو اشخاص ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے کا بذریعہ جہاز سفر کرتے ہیں۔ ان کی حفاظت کا تمام مقامات پر انتظام کرے۔ تاکہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

راجا کو چاہیئے۔ کہ تمام کاموں کی تکمیل ہاتھی۔ گھوڑے وغیرہ سامانِ سپاہ گری و بہادری بعوض اُجرت دینے اور لعل جواہر کی کانوں اور خزانہ جات کا ملحفظ ہر طرح انتظام کیا کرے۔ ۲

اِسی طرح راجا تمام کاروبارِ سلطنت کو کماحقہٗ سرانجام دے کر گناہوں کا ازالہ کرتا ہے اور اعلیٰ درجہ کی نجات کا حق دار بنتا ہے۔ ۳ منوسمرتی ۸ — ۳۰۶ ، ۴۱۹ ، ۴۲۰

معترض سنسکرت کی کتابوں میں تدبیرِ ملکی کا مکمل بیان ہے یا غیر مکمل؟ مجیب مکمل۔ کیونکہ ردّے زمین پر جو بھی علوم سیاسی رائج ہوئے ہیں یا ہوں گے۔ اُن کا ماخذ سنسکرت زبان کی کتب ہیں جس بات کا اِن کتب میں ذکر نہ ہو۔ اس کے لیے منو کا مندرجہ ذیل قول مدِ نظر رکھنا چاہیئے:۔

प्रत्यक्षं लोकदृष्टैश्च शास्त्रदृष्टैश्च हेतुभिः ॥

جن قوانین کو سرکار اور رعایا کی بہبودی کا باعث اور احکام الٰہی کے مطابق تصور کریں۔ انہیں علماء کا مل پر مشتمل اجلاسِ سبھا مجلس سیاسی (اجلاس اور قوانین مقامی) کی بنا پر حدود وضع کرے۔ منوسمرتی ۸ — ۳

مندرجہ ذیل امور کا خیال ضرور رکھنا چاہیئے۔ اوّل جہاں تک ہو سکے جبر سے کسی کی شادی نہ ہونے دیں عالم شباب میں بھی زوجین کی رضامندی کے بغیر بیاہ نہ کریں۔ نہ کرائیں اور نہ ہونے دیں۔ (برہمچاری مجرد رہ کر حصولِ علم کے قواعد کی پابندی جو دی طرح کریں اور کرائیں۔ نہ کاری اور کثرتِ ازدواج کا انسداد کریں تاکہ روحانی اور جسمانی قوے کی کامل حفاظت ہو۔ اگر فقط ذہن اور روحانی قوے کی ترقی مدِ نظر رکھی جائے اور جسمانی قوے کی پرواہ نہ کی جائے۔ تو ایک ذی الجثہ شخص سینکڑوں ذی علم عارفوں پر آسانی سے غلبہ پا سکتا ہے برخلاف اس کے اگر فقط جسمانی قوی کا نشوونما کیا جائے۔ اور ذہنی و روحانی قوی کا نہیں۔ تو نس بے علمی کی حالت میں ملک کی حفاظت کا اچھا انتظام نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ نظم و نسق نہ ہو۔ تو لوگ آپس میں نفاق۔ خاصمت اور لڑائی جھگڑا کر کے برباد اور ہلاک ہو جائیں۔ اس لیے ہمیشہ روحانی اور جسمانی دونوں اقسام کے قوی کی ترقی ساتھ ساتھ کرتے رہنا چاہیئے۔ طاقت اور عقل کے لیے جس قدر مفرز نشا اور ویدش پرستی ہے ماتنی

اور کوئی چیز نہیں۔ کشتریوں کو بالخصوص مضبوط اور قوی ہونا چاہیئے کیونکہ اگر یہی لوگ خواہشاتِ نفسانی کے غلام ہوں گے۔ تو سلطنت کا انتظام درہم برہم ہو جائے گا۔

یہ بات بھی مدِ نظر رکھنی چاہیئے۔ کہ رعایا ہمیشہ راجا کے نقشِ قدم پر چلتی ہے۔ راجا اور حکام سلطنت کے لئے لازم ہے۔ کہ کسی حالت میں بھی اپنا اخلاق بگڑنے نہ دیں۔ برخلاف اس کے ہمیشہ راہِ دین و انصاف پر چل کر سب کے لئے اصلاح کی مثال قائم کریں۔

یہ مختصر طور پر امورِ سلطنت کا بیان کیا گیا ہے۔ زیادہ تفصیل کے لئے ویدِ منو سمرتی کا ساتواں آٹھواں اور نواں باب دیکھنا چاہیئے۔ ویدِ پرجاگر اور مہابھارت میں سے شانتی پرو کے ان ابواب کا جن میں راج دھرم، امورِ سلطنت اور (آپت دھرم) قوانینِ مصیبت وغیرہ کا بیان کیا گیا ہے۔ مطالعہ کر کے تدبیر ملکی سے کما حقہٗ واقف ہوں۔ اور تمام ڈوئے نہ بین یا اس کے کسی حصہ کی سلطنت کا (جہاں اپنا راج ہو) انتظام کریں۔ یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رکھنی چاہیئے۔ کہ

वयं 'प्रजापतेः प्रजा अभूम'

ہم مالکِ کائنات کی رعایا ہیں۔ (یجروید ۱۸ — ۱۹)

مالکِ کائنات یعنی پرمیشور ہمارا حقیقی راجا ہے۔ اور ہم سب اُس کے بندے ہیں۔ وہ اپنے فضل و کرم کی بدولت ہمیں اپنی مخلوقات پر راج کرنے کا اختیار عنایت کرے اور ہمارے ہاتھوں اپنے انصافِ حقیقی کو ڈوئے نہ بین پر رائج کرے۔ آئندہ باب میں ایشور اور وید کا بیان کیا جائے گا۔

تمام شد باب ششم در بارہ سیاسیات کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش مصنفہ شری سوامی دیانند سرسوتی

باب ہفتم

ایشور اور وید

ऋचो अक्षरे परमे व्योमन्यस्मिन्देवा अधि विश्वे निषेदुः ।
यस्तन्न वेद किमृचा करिष्यति य इत्तद्विदुस्त इमे समासते ॥ १ ॥

اس سمرتی کے معنے (باب اوّل) میں زمانہ طالب علمی کے بیان میں تحریر کئے جا چکے ہیں۔ یہ سمرتی کا مفہوم ہے:۔ پرمیشور (خدا تعالےٰ) نورانی صفات۔ نورانی افعال اور نورانی عادات اور علوم سے متصف ہے۔ تمام صحیح خبریں اجرام اسی کے سہارے قائم ہیں۔ وہ آکاش (خلا) کی طرح محیط سب دلوں کا دل (رب الارباب) ہے جنہیں اس پرمیشور کا نہ علم ہے اور نہ اس میں اعتقاد۔ اور نہ اس کا دھیان یعنی ذکر کرتے ہیں۔ ایسے ناقص العقل منکرانِ حق ہمیشہ بڑی مصیبت میں گرفتار رہتے ہیں۔ کیونکہ انسان و فرشتے الٰہی کی بدولت ہی بہبود

مُردے سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ رگوید ۱—۱۲۴ — ۳۹

تینتیس ۳۳ دیوتا

معترض۔ تم اس بات کے قائل ہو یا نہیں۔ کہ ویدمیں متعدد ایشوروں کا ذکر ہے؟

مجیب۔ نہیں۔ کیونکہ چاروں ویدوں میں کہیں ایسی تحریر نہیں پائی جاتی جس سے متعدد ایشوروں کا ہونا ثابت ہو۔ بخلاف اس کے یہ تو صاف مذکور ہے۔ کہ ایشور ایک ہے۔ معترض۔ ویدمیں جو متعدد دیوتاؤں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس کے کیا معنے ہیں؟ مجیب۔ جو اشیاء "دیو" یعنی عجیب وغریب صفات سے متصف ہوں انہیں دیوتا کہا جاتا ہے۔ مثلاً زمین لیکن اسے کہیں ایشور یا پرستش کے قابل تسلیم نہیں کیا گیا۔ دیکھو اس منتر میں بھی کہا ہے کہ جس کے سہارے سب دیوتا (لوکانی موجودات) قائم ہیں۔ وہی جاننے کے لائق اور پرستش کرنے کے قابل ایشور ہے جو لوگ لفظ "دیوتا" سے ایشور مراد لیتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ پرمیشور دیوؤں کا دیو (دیوتاؤں کا دیوتا یعنی سب سے اعلیٰ) ہے۔ اس لئے اسے مہادیو یعنی دیوتاؤں (لوکانی موجودات) میں سب سے افضل کہتے ہیں۔ وہی تمام عالم کی پیدائش۔ قیام اور فنا کا موجب ہے اور وہی عادل حاکم الحاکمین ہے۔ ویدمیں تینتیس دیوتاؤں کا ذکر آتا ہے۔ اس کی توضیح شت پتھ براہمن میں اس طرح کی ہے۔ کہ خاک۔ آب۔ آتش۔ باد۔ خلا۔ سورج۔ چاند اور ستارے یہ آٹھ اشیاء مخلوقات کی بستی یعنی جائے قیام ہونے کی وجہ سے "ویسو" کہلاتی ہیں (ویسو کے معنے ہیں بستی یعنی جائے قیام) پرانی۔ اپان۔ دیان۔ اُدان اور سمان۔ ناگ۔ کورم۔ کرپل۔ دیوادت۔ دھنجے اور چیتا (روح) یہ گیارہ "رُدر" کہلاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب یہ جسم سے الگ ہوتے ہیں۔ تو رُلایا جاتے ہیں۔ (رُدر کے لغوی معنے ہیں رُلانے والا) سال کے بارہ مہینوں کو بارہ "آدتیہ" کہنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ سب کی عمر لیتے رہتے ہیں۔ (آدتیہ کے لغوی معنے ہیں لینے والا) بجلی کا نام "اندر" اس لئے ہے۔ کہ یہ کمال لعنت دشمت کا باعث ہے۔ یگیہ سے ہوا۔ بادش۔ پانی اور نباتات وغیرہ کی صفائی۔ علماء کرام کی تعظیم اور انواع واقسام کی صنعت وحرفت کی ترقی ہو کر عوام کی پرورش ہوتی ہے اس لئے اسے پرجاپتی یعنی عوام کی پرورش کرنے والا کہتے ہیں۔ ان تینتیس اشیاء کو مذکورہ بالا صفات کی وجہ سے "دیو" کہا جاتا ہے۔

چونتیسواں دیوتا پرمیشور

ان تینتیس دیوتاؤں (لوکانی موجودات) کا مالک اور سب سے افضل ہونے کی وجہ سے پرمیشور چونتیسواں دیوتا ہے یہی دیوتا (لوکانی ذات) پرستش کے قابل ہے شت پتھ براہمن کے چودھویں کانڈ میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے۔ دیگر کتب میں بھی یہ توضیح ملتی ہے اگر تم ان کتب کا مطالعہ کر لیتے۔ تو اس دام توہم میں پڑ کر کیوں گمراہ ہوتے کہ ویدمیں متعدد ایشوروں کا ذکر پایا جاتا ہے۔

ईशा वास्यमिदꣳ सर्वं यत्किञ्च जगत्यां जगत् ।
तेन त्यक्तेन भुञ्जीथा मा गृधः कस्य स्विद्धनम् ॥ २ ॥

اے انسان! اس دنیا میں جس قدر عالم یعنی اجرام ہیں۔ ان سب پر محیط ہو کر تمام موجودات کا انصباط رکھنے والا پرمیشور کہلاتا ہے اس سے ڈر اور غیر منصفانہ طور پر کسی کے مال وغیرہ کی خواہش مت کر۔ اس لئے انصاف کو ترک کر۔ (یجروید ۴۰—۱)

---

۱ یجروید ۱۴—۳۱ رگوید ۱—۴۵—۲ त्रयस्त्रिंशताः ।

अहमिन्द्रो वसुनः पूर्व्यस्पतिरहं धनानि सं जयामि शश्वतः ।
मां हवन्ते पितरं न जन्तवोऽहं दाशुषे विभजामि भोजनम् ॥ ३ ॥

(ایشور اللہ فرماتا ہے۔ اے بنی نوع انسان!) میں ایشور سب سے پیشتر موجود ہوں۔ میں تمام عالم کا مالک ہوں۔ میں عالم کی قدیم علت اور تمام نعمتوں کو اپنے جیسے اختیار میں رکھنے والا حقیقی منعم ہوں۔ جیسے بال بچے اپنے ماں باپ کو پکارتے ہیں ایسے ہی تمام ارواح مجھے امداد کے لئے پکاریں۔ میں اس کائنات کے قوام کے لئے جو تمام اہل عالم کی راحت کا باعث ہے۔ انواع و اقسام کے خوراک وغیرہ وسائل زیست کی تقسیم کرتا ہوں۔ رگوید۔ ۴۲۔۱۰

अहमिन्द्रो न परा जिग्य इद्धनं न मृत्यवेऽवतस्थे कदा चन ।
सोममिन्मा सुन्वन्तो याचता वसु न मे पूरवः सख्ये रिषाथन ॥ ४ ॥

میں افضل قوت و نعمت کے منبع صبح کی طرح تمام عالم کو منور کرتا ہوں۔ میں نہ کبھی مغلوب ہوتا ہوں نہ مرتا ہوں۔ یہ تمام عالم جو نعمتوں کا مخزن ہے اس کا خالق میں ہوں۔ تم مجھ ہی اس دنیا کا خالق اور مجید انجمن اے اہل عالم! تم نعمت و حکمت کے حصول کے لئے کوشاں رہ کر علم وغیرہ نعمتوں کے لئے مجھ ہی سے التجا کرو۔ میری رفاقت سے کبھی دور گریزاں نہ رہو۔ اے بنی نوع انسان! میری حقیقی حمد و ثنا راحت گوئی ہے۔ ایسی حمد کرنے والے انسان کو میں اعلیٰ علوم وغیرہ نعمتیں عطا کرتا ہوں۔ انوار وید کو تجلی کرنے والا میں ہوں۔ وید میں میری ذات صفات کا کامل بیان کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعہ سچے علوم کو ترقی دیتا ہوں۔ میں نیک انسان کو نیکی کی تحریک اور بگڑے ہوئے انسان عالم کا کام کرنے والے کو اس کے کام کا ثمر دیتا ہوں۔ اس عالم میں جو اشیاء موجود ہیں۔ ان کا خالق اور قیوم میں ہوں۔ اس لئے تم مجھے چھوڑ کر کسی اور کی عبادت مت کرو۔ اور نہ کسی کو میری جگہ معبود مانو اور جانو۔ رگوید ۱۰۔۱۲۱۔۱

हिरण्यगर्भः समवर्त्तताग्रे भूतस्य जातः पतिरेक आसीत् ।
स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमां कस्मै देवाय हविषा विधेम ॥

اے بنی نوع انسان! جو کہ تمام مخلوق سے پیشتر سورج وغیرہ تمام روشن اجرام کا منبع اور جملہ اشیاء کے قیام تھا۔ اور جو اشیاء کے پیدا ہونے سے آپ ہوتی ہیں۔ اور آئندہ ہوں گی۔ ان سب کا مالک تھا ہے۔ اس نے گلوبہ پرتھوی زمین سے لیکر سورج تک تمام موجودات کی خلقت کر کے انہیں قائم رکھا ہے۔ اس معبود بالذات پر تمام کی عبادت جیسے ہم کریں ویسے تم بھی کرو۔ (یجروید ۱۳۔۴)

پرمیشور کی ہستی کا ثبوت

معترض۔ آپ ایشور ایشور کہتے جاتے ہیں۔ ذرا یہ بھی تو بتایئے کہ آپ اسے ثابت کیسے کرتے ہیں؟ مجیب۔ پرتیکش مشاہدہ وغیرہ تمام پرمانوں ذرائع یقین سے۔ معترض۔ ایشور کی ذات پرتیکش مشاہدہ وغیرہ (پرماگوں) ذرائع یقین سے ثابت نہیں ہوتی۔ مجیب۔ نیائے درشن کے مصنف مہرشی گوتم فرماتے ہیں:۔

इन्द्रियार्थसन्निकर्षोत्पन्नं ज्ञानमव्यपदेश्यमव्यभिचारिव्यवसायात्मकं प्रत्यक्षम् ॥

کان چلد۔ آنکھ۔ زبان۔ ناک اور من (آلہ خیال) کا آواز۔ لمس صورت ذائقہ۔ بو۔ راحت و رنج اور حق و باطل۔ مجموعات اور تخیلات سے تعلق ہونے پر جو علم پیدا ہوتا ہے اسے پرتیکش علم یا مشاہدہ کہتے ہیں بشرطیکہ

(فقط لفظی یعنی اسم کے ذریعہ سمجھ کا اور) موہوم نہ ہو یقینی ہو۔ (نیائے درشن - ۱ - ۴)

اب قابل غور بات یہ ہے۔ کہ ان حواس اور آلۂ خیال سے مشاہدہ اوصاف کا ہوتا ہے موصوف کا نہیں۔ جیسے گلاب وغیرہ چار حواس کے ذریعہ لمس صورت۔ ذائقہ اور بو کا احساس ہو کر ان اوصاف سے متصف جو ہر خاک کا روح سے دابستہ (من) آلۂ خیال کو علم بالمشاہدہ ہوتا ہے ویسے ہی اس مشہود عالم موجودات میں خاص ترتیب و صنعت و حکمت وغیرہ اوصاف کا مشاہدہ ہونے سے پرمیشور کی ہستی کا علی ثبوت ملتا ہے۔ اور جب روح من (آلۂ خیال) کو اور من (آلۂ خیال) جاکر کسی چیز میں لگاتا ہے یا چھوڑی وغیرہ بجے اور رفاہ عام وغیرہ اچھے کام کی آغاز کرتا ہے۔ اور روح کی خواہش کرکے علم وغیرہ صفات اسی چیز یا فعل مطلوب کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔ تو معاً آتما (روح) کے اندر سے برے کام کے متعلق خوف۔ تامل اور شرم اور اچھے کام کے بارے میں بے خوفی۔ عدم تامل۔ اور جوش مسرت پیدا ہوتا ہے۔ اس کیفیت کی محرک روح نہیں پرمیشور کی ذات ہوتی ہے۔ اور جب روح تمام کدورتوں سے پاک ہو کر اپنی قوت خیال کو پرماتما کی ذات پر مرکوز کرتی ہے۔ تو اس وقت دونوں یعنی آتما (روح) اور پرماتما کا علم بالمشاہدہ ہوتا ہے۔ پس جب پرمیشور کا علم بالمشاہدہ ہوتا ہے۔ تو علم بالقیاس وغیرہ ہونے میں تو شک ہی کیا ہے، کیونکہ معلول کو دیکھ کر علت کا قیاس تو ہوتا ہی ہے۔

(۲) پرماتما کا علم محیط

معترض۔ پرمیشور محیط ہے یا کسی خاص مکان میں مقیم ہے۔ اگر محیط ہے۔ تو عجیب ہے۔ اگر کسی مقام پر مقیم ہوتا۔ تو حاضر و ناظر علیم کل۔ تمام موجودات کو انضباط میں رکھنے والا تمام کائنات کا خالق۔ قیوم اور پالے یعنی صورت علت میں تحلیل کرنے والا نہ ہو سکتا۔ کیونکہ کسی فاعل کے فعل کا غیر متعلق مقام میں ہونا ناممکن ہے۔ (اور کامل اقتدار کے لئے دال ہونا لازم ہے)

(۳) دیالو رحیم اور نیائے کاری عادل

معترض۔ پرمیشور ایک ساتھ رحیم اور عادل ہے یا نہیں؟ عجیب۔ ہے معترض یہ دونوں اوصاف باہم متضاد ہیں۔ عدل کے ساتھ رحم اور رحم کے ساتھ عدل نہیں رہ سکتا۔ عدل کے معنے ہیں اعمال کے مطابق بغیر کسی کمی بیشی کے (سزا جزا) یعنی) رنج و راحت دینا۔ اور رحم کے معنے ہیں مجرم کو بغیر سزا دیئے چھوڑ دینا۔ عجیب رحم اور عدل میں فرق بتلانے نام ہے کیونکہ جو غرض و غایت عدل کی ہے۔ وہی رحم کی۔ سزا دینے کا مقصد یہ ہے۔ کہ بنی نوع انسان گناہ سے محترز ہو کر تکالیف سے آزاد ہوں۔ اور رحم کے تو معنے ہی بنی نوع انسان کو تکالیف سے آزاد کرنا ہے۔ رحم کے جو معنے تم نے کئے ہیں وہ صحیح نہیں۔ عدل تو اسی کو کہتے ہیں۔ کہ جس نے جس قدر قصور کیا ہو

لے متن میں لفظ "پرتیکش" ہے۔ یعنی دیا اور پرمیشور کو علت فاعلی اور عالم کو اس کا معلول مانتے ہیں۔ آگے چل کر بھی ہیر اگراف کے فاتمہ پر یہ بھی لکھا ہے۔ "یہ معلول کو دیکھ کر علت کا قیاس ہوتا ہے۔" اس لئے یہاں "پرتیکش" کے معنے علم بالمشاہدہ کی بجائے۔ علمی ثبوت کے گئے ہیں علم میں ترتیب و صنعت کا احساس ہونے سے عالم کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اوپر دی گئی "جو ہر خاک" کی تشبیہ کا منشا بھی عالم ہے۔ جیسے اس وغیرہ اوصاف کے احساس سے ان اوصاف سے متصف جو ہر خاک کا علم بالمشاہدہ ہو سکتا ہے ایسے ہی ترتیب وغیرہ اوصاف سے متصف عالم کا بھی مشاہدہ ہوتا ہے۔ اس مشاہدہ کی بنا پر اسی ترتیب کی علت فاعلی یعنی پرمیشور کا علمی ثبوت ملتا یعنی صانع علم بالمشاہدہ ہوتا ہے۔ اسی کا ذکر رشی دیا نند آگے چل کر اسی پیراگراف میں کرتے ہیں۔ "عالم میں ترتیب وغیرہ اوصاف کا مشاہدہ علمی ثبوت ہے اس ترتیب کے فاعل پرمیشور کی ہستی کا۔ پرمیشور کا مشاہدہ یوگیوں کو حالت مراقبہ میں ہوتا ہے۔

اُسے اُسی قدر سزا دینا۔ (مگر رحم کے مقصد بغیر سزا دیئے چھوڑ دینا نہیں کیونکہ) اگر قصوروار کو سزا نہ دی جائے۔ تو رحم کا مطلب ہی فوت ہو جائے۔ ایک مجرم کو جس نے فاقہ زنی کا ارتکاب کیا ہے۔ سزا نہ دینا ہزاروں نیک بندگانِ خدا کو عذاب دینے کے مترادف ہے۔ اگر ایک فرد کے چھوڑ دینے سے ہزاروں کے لئے عذاب کا سامان ہو۔ تو وہ کیسے رحم ہو سکتا ہے؟ حقیقی رحم تو یہ ہے۔ کہ ڈاکو کو جیل میں ڈال کر اسے آئندہ جرائم سے بچایا جائے۔ یہ ڈاکو کی ذات پر رحم ہے۔ اور (اگر اس طرح اس کی اصلاح نہ ہو سکے۔ تو) اُسے قتل کر دیا جائے۔ یہ دیگر ہزارہا اشخاص پر رحم ہے۔ معترض پھر رحم اور عدل دو مختلف الفاظ کیوں ہیں؟ اگر دونوں کا مفہوم ایک ہے۔ تو دو الفاظ کا ہونا بے فائدہ ہے۔ ایسی صورت میں ایک ہی لفظ کافی تھا۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ رحم اور عدل کی غرض و غایت ایک نہیں۔ مجیب کیا ایک ہی مفہوم کے مظہر متعدد الفاظ نہیں ہوتے؟ اور کیا ایک ہی لفظ متعدد معانی کا مظہر نہیں ہوتا؟ معترض۔ یہ دونوں باتیں ہوتی ہیں۔ مجیب۔ پھر تمہیں یہ اعتراض کیوں ہوا ہے؟ معترض۔ دنیا میں ایسا اعتراض سننے میں آتا ہے۔ مجیب۔ دنیا میں تو حق بھی سننے میں آتا ہے۔ اور باطل بھی۔ ان دونوں پر غور و فکر کر کے تحقیق حق کرنا ہمارا اپنا کام ہے دیکھو۔ پرمیشور کی رحمت کا کمال! اس نے تمام ارواح کی ضروریات کی تکمیل کے لئے تمام اشیاء پیدا کر کے ان ارواح کو عنایت کر دی ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور رحم کیا ہو سکتا ہے؟ اب عدل کا نتیجہ بھی دیکھیں ہے۔ اس پر غور کرو۔ مختلف افراد کی حالت میں رنج و راحت کی کمی و بیشی (عدم مساوات) سے صاف عادلانہ سلوک کا اظہار ہو رہا ہے۔ یہ (عدم مساوات ارواح کے سابقہ اعمال کا نتیجہ ہے) پرمیشور کے رحم اور عدل میں فقط اتنا ہی فرق ہے۔ کہ جو ارادہ کی صورت میں سب کو راحت پہنچانے اور رنج سے چھڑانے کی خواہش اور اس کے لئے عمل ہے۔ اس کا نام رحم اور جو ظاہری حرکت مثلاً قید میں ڈالنا اور اعضا سے محروم کر دینا وغیرہ مناسب سزا دہی ہے۔ اس کا کام عدل ہے۔ دونوں کا واحد اور مشترک مقصد یہ ہے۔ کہ سب کو گناہ اور (سزا یعنی تکالیف سے آزاد کر دیا جائے۔

(سزا کا) غیر متشکل

معترض۔ ایشور متشکل ہے یا غیر متشکل؟ مجیب۔ غیر متشکل کیونکہ اگر متشکل ہو تو محیط نہ ہوتا۔ اور اگر محیط نہ ہوتا۔ تو علیم کل وغیرہ صفات کا بھی پرمیشور پر اطلاق نہ ہو سکتا۔ کیونکہ محدود شے کے اوصاف۔ افعال اور عادات بھی محدود ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ متشکل شے۔ سردی۔ گرمی۔ بھوک۔ پیاس۔ مرض۔ نقص اور تقسیم و تجزیہ وغیرہ سے بھی بالا نہیں ہو سکتی۔ اس سے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ پرمیشور غیر متشکل ہے۔ اگر پرمیشور متشکل ہو۔ تو اس کے اعضا یعنی ناک۔ کان۔ آنکھ وغیرہ کا بنانے والا کوئی اور ہونا چاہیئے جو شے ترکیب سے پیدا ہوتی ہے۔ اسے مرکب کرنے والا غیر متشکل مدرک فرد ہونا چاہیئے۔ اگر اس کے جواب میں کوئی یہ کہے کہ پرمیشور نے اپنی مرضی سے اپنے آپ اپنی شکل یعنی جسم بنا لیا۔ تو بھی تو نتیجہ یہی نکلا۔ کہ شکل بننے سے پہلے غیر متشکل تھا۔ (آپ متشکل ہو گیا۔ جو نقص ہے) اس سے ثابت ہے۔ کہ پرمیشور کبھی شکل یعنی جسم اختیار نہیں کرتا۔ برخلاف اس کے خود غیر متشکل (اور محیط) ہونے کی وجہ سے تمام عالم کو لطیف ذرات سے مرتعش کر کے تکلیف اشکال عطا کرتا ہے۔

(سرشٹی) قدیر کُل

معترض۔ پرمیشور قدیر کُل ہے یا نہیں؟ مجیب۔ ہے لیکن قدیر کُل کے وہ معنی نہیں جو تم کرتے ہو۔ قدیر کُل کے اصلی معنے یہ ہیں

کہ ایشور اپنے کام یعنی عالم کے پیدا کرنے۔ قائم رکھنے اور فنا کرنے اور تمام ارواح کے گناہ و ثواب کا ٹھیک ٹھیک ثمر دینے وغیرہ افعال میں کسی اور کی امداد کا محتاج نہیں۔ بلکہ اپنی لامحدود قدرت سے ہی اپنے تمام کاموں کی تکمیل کرتا ہے۔ معترض۔ ہمارا اعتقاد تو یہ ہے۔ کہ ایشور جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے اوپر کسی اور کو اختیار نہیں مجیب۔ ایشور کیا چاہتا ہے؟ اگر تم کہو۔ کہ سب کچھ چاہتا اور کر سکتا ہے۔ تو ہم سوال کرتے ہیں۔ کہ کیا ایشور اپنے آپ کو ہلاک کر سکتا ہے؟ کیا اپنے علاوہ دیگر پرمیشور بنا سکتا ہے؟ کیا خود جہالت (میں گرفتار ہو سکتا ہے؟) اور چوری۔ زنا وغیرہ بداعمالیاں کر سکتا ہے؟ اور کیا تکالیف میں مبتلا ہو سکتا ہے؟ یہ تمام صفات اور افعال پرمیشور کے اوصاف افعال اور عادات کے خلاف ہیں۔ پس تمہارا یہ قول کہ ایشور سب کچھ کر سکتا ہے کبھی ممکن نہیں ہو سکتا اس حالت میں قدیر کل کے وہی معنے صحیح ہیں۔ جو ہم نے کیے ہیں۔

(انادی) ازلی

معترض۔ ایشور حادث ہے یا قدیم؟ مجیب۔ قدیم۔ قدیم اس وجود کو کہتے ہیں جس کی علت یا آغاز نہ ہو۔ باب اوّل میں اس لفظ کا مفہوم بیان کر دیا گیا ہے۔ وہاں ملاحظہ کیجئے۔ معترض۔ پرمیشور کی مرضی کیا ہے؟ مجیب۔ ایشور سب کی بہتری چاہتا ہے۔ اس کی مرضی یہ ہے۔ کہ سب کو راحت نصیب ہو۔ لیکن کسی کی آزادی سلب نہ ہو۔ بغیر قصور کئے وہ کسی کو کسی کے زیر نہیں کرتا۔

(ستی) حمد۔ (پرارتھنا) دعا۔ (اپاسنا) تقرب الٰہی

معترض۔ پرمیشور کی حمد و ثنا کرنا۔ اس سے دعا مانگنا اور اس کے حضور میں جانا لازم ہے یا نہیں؟ مجیب۔ ہاں۔ یہ سب کام کرنے چاہئیں۔ معترض۔ کیا حمد و ثنا سے خوش ہو کر پرمیشور اپنے قانون کو پس پشت ڈال دے گا۔ اور ثنا اور دعا کرنے والے کے گناہ معاف کر دے گا؟ مجیب نہیں معترض۔ تب ثنا اور دعا کس لئے کی جائے؟ مجیب۔ اس کا ثمر کچھ اور ہے۔ معترض۔ وہ کیا؟ مجیب۔ حمد و ثنا کرنے سے ایشور سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے اوصاف۔ افعال اور عادات کے ذکر سے اپنے اوصاف اعمال اور عادات کی اصلاح ہوتی ہے۔ دعا مانگنے سے انکسار اور ہمت پیدا ہوتی اور امداد ملتی ہے حضور میں جانے سے پرمیشور سے وصال اور اس کا پرتیکش (مشاہدہ) ہوتا ہے۔

(سگن) مثبت حمد

معترض۔ ذرا اور وضاحت سے سمجھایئے مجیب۔ دیکھیے ستی یعنی حمد و ثنا کی مثال

स पर्यगाच्छुक्रमकायमव्रणमस्नाविरꣳशुद्धमपापविद्धम् ।
कविर्मनीषी परिभूः स्वयम्भूर्याथातथ्यतोऽर्थान् व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः ॥

وہ پرماتما محیط کل۔ بے مثل افضل یعنی آپ ہی کام کرنے والا۔ لامحدود قدرت کا مالک پاک۔ علیم کل منتظم اعلیٰ سب سے افضل اور اعلیٰ۔ قدیم قائم بالذات ہے۔ وہ اپنی قدیم بصارا یعنی تمام ارواح کو اپنے قدیم علم کے ذریعہ جملہ اشیاء کا دید کی مدت میں صحیح صحیح علم بخشتا ہے۔

(نگیٹو) ستی حمد منفی

یہ (ستی) ثنا (سگن) مثبت ہے یعنی جو اوصاف پرمیشور میں پائے جاتے ہیں۔ انہی اوصاف سے اس کی توصیف کی گئی ہے اس کے خلاف مندرجہ ذیل (ستی) ثنا (نیگیٹو) منفی ہے:۔

وہ غیر جسم اور غیر مولود ہے۔ یعنی کبھی جسم اختیار کرتا ہے اور نہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ ننگی نہیں ہوتا۔ درگوں وغیرہ کی قید میں آتا ہے۔ نہ کبھی گناہ کرتا ہے۔ وہ تکلیف، عقوبت اور جہالت میں کبھی نہیں پھنستا۔ (یجروید ۴۰-۸) اور (وغیرہ وغیرہ) یہ تمام اوصاف منفی ہیں۔ ان فقروں میں پرمیشور کو بے جا رعیت و کثرت وغیرہ نقائص سے پاک بیان کیا گیا ہے۔ حمد و ثنا کا فائدہ یہ ہے۔ کہ جیسے اوصاف۔ افعال اور عادات پرمیشور میں پائی جاتی ہیں۔ انہیں ہم اپنے میں پیدا کریں۔ مثلاً اسے عادل کہنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ ہم عادل ہوں۔ برخلاف اس کے جو شخص بھالو کی طرح پرمیشور کے اوصاف کا ذکر تو کرتا ہے لیکن اپنے اخلاق کی اصلاح نہیں کرتا اس کا حمد و ثنا کرنا فضول ہے

اب ایسا (تمنا) دعا کی مثال لیجئے:۔

यां मेधां देवगणाः पितरश्चोपासते ।
तया मामद्य मेधयाऽग्ने मेधाविनं कुरु स्वाहा ॥१॥

اے روشن بالذات خدا علی الخصوص پرمیشور! اپنے فضل سے ہمیں آج وہ ذہن (دماغ) عطا کیجئے۔ جس کا سہارا آپکے عالم۔ عارف اور متاثر لیتے ہیں۔ (یجروید ۳۲-۱۴)

तेजोऽसि तेजो मयि धेहि । वीर्यमसि वीर्यं मयि धेहि । बलमसि बलं मयि धेहि । ओजोऽस्योजो मयि धेहि । मन्युरसि मन्युं मयिधेहि ।

آپ نور علی الخصوص ہیں۔ مجھ میں بھی اپنے نور کی تجلی کیجئے۔ آپ کی قدرت لامحدود ہے۔ مجھے بھی اپنے فضل سے کامل ہمت اور قدرت عطا کیجئے۔ آپ کی طاقت لامتناہی ہے۔ مجھے بھی اپنی طاقت سے فیض کیجئے۔ آپ کی قوت کامل اور بیکمل ہے۔ مجھے بھی اس کامل قوت سے بہرہ اندوز کیجئے۔ جیسے افعال اور اشخاص پر آپ کی نگاہ غضب ہے۔ مجھ پر بھی نگاہ غضب عنایت کیجئے۔ آپ قدرت اور تعریف سے متصف ہیں اور جو آپ کے خلاف جتن کرے۔ اس کے لئے آپ میں بیحد تحمل ہے اپنے فضل سے مجھے بھی ویسا ہی کیجئے۔ (یجروید ۱۹-۹)

यज्जाग्रतो दूरमुदैति दैवन्तदु सुप्तस्य तथैवैति ।
दूरंगमं ज्योतिषां ज्योतिरेकन्तन्मे मनः शिवसङ्कल्पमस्तु ॥१॥
येन कर्माण्यपसो मनीषिणो यज्ञे कृण्वन्ति विदथेषु धीराः ।
यदपूर्वं यक्षमन्तः प्रजानां तन्मे मनः शिवसङ्कल्पमस्तु ॥२॥
यत्प्रज्ञानमुत चेतो धृतिश्च यज्ज्योतिरन्तरमृतं प्रजासु ।
यस्मान्नऋते किंचन कर्म क्रियते तन्मे मनः शिवसङ्कल्पमस्तु ॥३॥
येनेदं भूतं भुवनं भविष्यत्परिगृहीतममृतेन सर्वम् ।
येन यज्ञस्तायते सप्त होता तन्मे मनः शिवसङ्कल्पमस्तु ॥४॥
यस्मिन्नृचः साम यजूंषि यस्मिन्प्रतिष्ठिता रथनाभाविवाराः ।
यस्मिँश्चित्तं सर्वमोतं प्रजानां तन्मे मनः शिवसङ्कल्पमस्तु ॥५॥
सुषारथिरश्वानिव यन्मनुष्यान्नेनीयतेऽभीशुभिर्वाजिन इव ।
हृत्प्रतिष्ठं यदजिरं जविष्ठं तन्मे मनः शिवसङ्कल्पमस्तु ॥६॥

اے مخزنِ حکمت! میرا من (آلۂ خیال) جو عالمِ بیداری میں دُور دُور جاتا۔ نوری صفات سے متصف رہتا۔ گہری نیند کی حالت میں ساکت ہو جاتا۔ اور سپنے میں پھر گیا دور دراز کے سفر پر چل کر لوٹ آتا ہے۔ جو تمام مدرکہ شیوں کی ایک روشنی ہے۔ مدرکہ اندریاں یعنی اپنی اور دیگر جاندا روں کی بہبودی کا نوا ہاں ہو کبھی کی مفرت کا خواہاں کبھی نہ ہو۔ ۱

اے مالک القلوب! جس من (آلۂ خیال) کے ذریعہ احکام الٰہی کے پابند عامل اور عالم دنیا عام کے کاموں اور سیاست وغیرہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ جو عجیب و غریب قوت سے متعلق۔ قابلِ تعظیم ہو کہ خالق کے باطل میں موجود ہے۔ مدیرا من (آلۂ خیال) احکام ربانی کی تکمیل کا خواہاں رہے۔ ان احکام کی خلاف ورزی کا خیال تک بھی نہ چھوڑے۔ ۲

جو اے علوم (کا وسیلہ) جو وجود اور موجودوں کی بیداری کا باعث ہے جو قوتِ فیصلہ سے متعلق تحقیق حق کی قوت فطرتاً قابل ہے جو خالق کے باطل میں ایک نورانی۔ ناقابلِ ہلاکت چیز ہے جس کے بغیر کوئی کام نہیں کیا جا سکتا۔ مدیرا من (آلۂ خیال) پاکیزہ اوصاف کا شائق ہو اور مجھے اوصاف بخشے۔ ۳

اے مالک کائنات! جس کے ذریعہ لوگ (مرتاض لوگ) ماضی۔ حال اور مستقبل کے تمام کاموں سے آگاہ ہوتے ہیں جو عقل کے ذریعہ روح کو ان تینوں زمانوں کے حالات سے واقف کرتا ہے جس میں قوتِ علم بھی ہے اور قوتِ عمل بھی جیسے دس خمسہ عقل اور روح کی قوتے متعلقہ کر کے لوگ یعنی تقریباً ہی کے پاکیزہ عمل کو دست ہی جاتی ہے۔ مدیرا من (آلۂ خیال) علم معرفت سے بہرہ یاب ہو اور جہالت وغیرہ آلام سے دور رہے۔ ۴

اے علیم افضل و اکمل پرمیشور (خدا تعالیٰ)! جیسے مکڑا کیڑے کی ناف میں سے جالا کر کے تیار کرتا ہے ایسے ہی آپ نے اپنے فضل سے جس میرے من (آلۂ خیال) میں رگوید یجروید سام وید اور اتھروید جیسی ہیں۔ لہٰذا جس من (آلۂ خیال) کے ذریعہ علیم محیط۔ جملہ خلائق کے ناظر مدرک بالذات (آپ) کا علم حاصل ہوتا ہے۔ میرا مدہ من (آلۂ خیال) جہالت سے پاک ہو کر ہمیشہ علم و معرفت کا شیدا رہے۔ ۵

اے منتظم کائنات پرمیشور! جیسے عنان یا رسّہ بچھڑوں کو جدھر چاہے ہانک لے جاتا ہے ایسے ہی من (آلۂ خیال) انسان کو ادھر اُدھر ہانکے پھرتا ہے۔ اس آلۂ خیال کا مقام قلب ہے۔ اور یہ نہایت محرک اور تیز ہے۔ آپ کے فضل و کرم سے میرا یہ من (آلۂ خیال) اپنے حواس کو برائی کے راستہ سے روک کر ہمیشہ احکام الٰہی کی پابندی کی طرف لے جایا کرے۔ ۔رگوید ۳۴-۱ تا ۶

अग्ने नय सुपथा राये अस्मान् विश्वानि देव वयुनानि विद्वान् ।
युयोध्यस्मज्जुहुराणमेनो भूयिष्ठां ते नम उक्तिं विधेम ॥

اے بخشندۂ راحت! متعدد الذات علیم کل پرماتما! ہمیں طریق احسن سے تمام علوم کی دولت عنایت کیجئے اور کجروی اور گنہگاری کے راستہ سے دور رکھئے ہم نہایت انکسار سے جھک کر آپ کی حمد و ثنا کرتے ہیں تاکہ آپ ہمیں تمام کذورتوں سے پاک کریں۔ (رگوید ۴۰-۲۲)

मा नो महान्तमुत मा नोऽअर्भकं मा न उक्षन्तमुत मा न उक्षितम् ।
मा नो वधीः पितरं मोत मातरं मा नः प्रियास्तन्वो रुद्र रीरिषः ॥

اے مصدر لیعنی گنہگاروں کو ان کے گناہوں کی سزا دے کر راہ پر لانے والے پرمیشور! آپ ہمارے چھوٹوں۔ بڑوں اپنی ماؤں کے

پیٹ میں قائم رکھیں۔ ہمارے ماں باپ۔ بھائی بند۔ اجسام و اعضاء کی ہلاکت کا حکم نہ دیجئے ہمیں ایسے راستہ پر چلائیے کہ ہم آپ کے حضور میں مستوجب مزا نہ ہوں۔ ۔یجروید۔۔ ۴۰۔۱۵

असतो मा सद् गमय तमसो मा ज्योतिर्गमय मृत्योर्माऽमृतं गमयेति ॥

اے ہادیٔ کامل جہاں جہاں پر ماتما! آپ ہمیں باطل کی راہ سے ہٹا کر راہ حق پر چلائیے۔ ہمیں جہالت کی تاریکی سے نکال کر آفتاب عرفان کی روشنی میں لائیے۔ اور موت کی بیماری سے بچا کر مُردہ نجات کا امرت پلائیے۔ (ستیارتھ پرکاش سمولاس ۱۰۔۱۔۱۰)

حاصل کلام یہ کہ جن صفات حسنہ سے پرمیشور کو متصف سمجھ کر اپنے آپ کو ان اوصاف سے متصف کرنے کے لئے پرمیشور سے دُعا مانگی جاتی ہے۔ ان اوصاف کے لحاظ سے دُعا (پورا رتھنا) دُعا (سگن) ثابت ہوتی ہے۔ اور جن جن نقائص اور صفات مذمومہ سے پرمیشور کو منزہ سمجھ کر اور اپنے آپ کو ان سے دُور رکھ کر پرمیشور سے دُعا مانگی جاتی ہے۔ ان اوصاف کے لحاظ سے (پورا رتھنا) دُعا (نرگن) منفی ہوتی ہے۔

(پورا رتھنا) دُعا اور عمل میں مطابقت

دُعا کرنے والے کا عمل بھی اپنی دُعا کے مطابق ہونا چاہیئے۔ مثلاً اگر اعلیٰ قوائے ذہنی کے لئے دُعا مانگی جائے۔ تو ان قویٰ کے حاصل کرنے کے لئے انسان سے خود جس قدر کوشش ہو سکے کرے۔ دوسرے لفظوں میں دُعا کوشش کے بعد کرنی واجب ہے۔ مندرجہ ذیل قسم کی دُعا انسان کو کرنی چاہیئے۔ اور نہ ایشور اسے قبول کرے گا۔ مثلاً کوئی کہے۔ کہ اے مالک کائنات! میرے دشمنوں کو ہلاک کر مجھ کو سب سے بڑا اور فقط مجھے ہی تعظیم کے قابل بنا۔ دیگر سب میرے زیر ہو جائیں وغیرہ۔ بالفرض اگر مخالفین ایک دوسرے کی ہلاکت کے لئے دُعا کریں۔ تو کیا پرمیشور دونوں کو ہلاک کر دے؟ اگر کوئی کہے۔ کہ جس کی محبت (اور عقیدت) زیادہ ہوگی۔ اسی کی دُعا قبول ہوگی۔ تو ہم جواباً کہہ سکتے ہیں۔ کہ جس کی محبت (یا عقیدت) کم ہو۔ اس کے دشمن کی زیادہ تر ہی کم ہلاکت فرض ہونی چاہیئے ایسی جاہلانہ دُعائیں مانگتے مانگتے کوئی یہ دُعا مانگنے لگے گا۔ کہ اے پرمیشور! آپ ہمیں سوٹی پکا کر کھلائیے۔ میرے مکان میں جھاڑو لگائیے۔ ہمارے کپڑے دھو دیجئے۔ ہماری کھیتی باڑی آپ کیجئے۔ جو لوگ اس طرح پرمیشور کے بھروسے کاہل ہو کر بیٹھے رہتے ہیں۔ وہ جاہل مطلق ہیں۔ پرمیشور کا حکم ہے محنت کرو۔ جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا وہ کبھی راحت کا حق دار نہیں ہو سکتا۔ ایشور فرماتا ہے:۔

कुर्वन्नेवेह कर्माणि जिजीविषेच्छतꣳ समाः ॥

(انسان سو برس تک یعنی تا حین حیات معروف عمل ہو کر جینے کی خواہش کرے۔ کاہلی کبھی نہ کرے۔ (یجروید ۴۰۔۲)

دیکھو۔ تمام کائنات میں جس قدر جاندار یا بے جان اشیاء ہیں سب ہمیشہ اپنے اپنے افعال و اعمال میں مصروف رہتی ہیں۔ مثلاً چیونٹیاں وغیرہ حیوانات ہمیشہ محنت کرتے۔ زمین وغیرہ اجرام ہمیشہ گردش کرتے اور درخت وغیرہ نباتات ہمیشہ بڑھتے اور گھٹتے رہتے ہیں انسان کو بھی ہمیشہ یہ امثال پیش نظر رکھنی چاہئیں جیسے کوئی شخص خود محنت کرے تو کوئی اور شخص بھی اس کا ہاتھ بٹا دیتا ہے۔ ایسے ہی جو شخص (دھرم) احکام الٰہی کو مدنظر رکھ کر کوشش کرتا ہے اس کی مدد پرمیشور بھی کرتا ہے۔ لوگ کارکن شخص کو ملازم رکھتے ہیں کام چور کو نہیں۔ دیکھنے کے خواہشمند آنکھوں والے کو کوئی چیز دکھائی دیتی ہے۔ اندھے کو نہیں۔ (ایسے ہی پرمیشور کی امداد اہل کو ملتی ہے نااہل کو نہیں)

لے منزہ کے لفظی معنے ہیں "ہلاک نہ کیجئے"۔ پرمیشور ہلاکت کا حکم دیتا ہے۔ جیسے راجا قتل وغیرہ کا جب کہا جائے "راجا نے ہلاک کیا"۔ تو اس کے معنے ہوتے ہیں ہلاک کا حکم دیا

سب کے بھلے کی دُعا ہی پرمیشور کی امداد کی اہل ہے کسی کے بُرے کی نہیں۔ فقط یہ کہہ دینے سے کہ گرو مل گیا ہے۔ گرو ملتا نہیں ہو جاتا۔ نہ اس کا ذائقہ حاصل ہوتا ہے البتہ جو کوشش کرتا ہے اُسے جلد یا دیر سے گرو مل جاتا ہے۔

(اُپاسنا حضورِ خدا میں جانا

ابھی ہی تیسری (اُپاسنا (تقرب الٰہی) میتری اُپنشد ۶ - ۶۵ میں لکھا ہے :-

समाधिनिर्धूतमलस्य चेतसो निवेशितस्यात्मनि यत्सुखं भवेत् ।
न शक्यते वर्णयितुं गिरा तदा स्वयन्तदन्तःकरणेन गृह्यते ॥

جس شخص کی جہالت وغیرہ کدورتیں (سمادھی یوگ) مشق مراقبہ کے ذریعہ دُور ہو گئی ہیں جس شخص نے اپنی ذات میں قائم ہو کر اپنی تمام توجہ پرماتما پر مرکوز کر لی ہے۔ اُسے جو پرمیشور کے وصال کا سُرور حاصل ہوتا ہے۔ وہ حد بیان سے باہر ہے اس سُرور کا احساس روح کو اپنی قوائے باطنی کے ذریعہ ہی حاصل ہوتا ہے۔

اُپاسنا کے لفظی معنے ہیں نزدیک ہونا۔ (اشٹانگ یوگ) ریاضت ہائے مشت گانہ کے ذریعہ پرماتما کے قرب محیط و منظم کائنات کی صورت میں اس کی زیارت یعنی عین الیقین حاصل کرنے کے لئے جن جن اعمال کی ضرورت ہے۔ وہ سب کرنے چاہئیں۔ یوگ شاستر مہرشی پتنجلی سادھن پاد سوتر ۳۰ میں لکھا ہے :-

अहिंसासत्यास्तेयब्रह्मचर्याऽपरिग्रहा यमाः ॥

(شخص الیشور کے حضور میں جانا چاہئے۔ اس کے لئے پہلی منزل یہ ہے۔ کہ (اہنسا) بدعمل کسی سے یعنی کسی سے بُرے (عداوت) نہ رکھے سب سے ہر حالت میں محبت کرے (ستیہ) سچ بولے جھوٹ کبھی نہ بولے۔ (استیہ) جیسی دیکھے دیا نتداری کا پورا پورا برتاؤ کرے۔ (برہمچریہ) نفس امارہ کو قابو میں رکھے عیش پرست ہرگز نہ ہو (اپریگرہ) ہمیشہ بے لالچی رہے (ناجائز) دلبستگی سے بچے۔ یہ پانچ اقسام کے یم (مجلسی ریاضتیں (اُپاسنا یوگ) تقرب الٰہی کی پہلی منزل ہیں۔ سوتر ۳۲ ۱

शौचसन्तोषतपःस्वाध्यायेश्वरप्रणिधानानि नियमाः ॥

(شوچ) بیجا رغبت اور نفرت کے ترک سے اندرونی اور بیرونی وغیرہ کے ذریعہ پاکیزگی اختیار کرے (سنتوش) اگر (دھرم) دیانتدارانہ محنت کرنے پر نفع ہو۔ تو اس سے زیادہ مسرور نہ ہو۔ اور نقصان ہو تو مغموم نہ ہو بلکہ طمانیت قلب سے اس کو دور رکھ کر ہمیشہ مشقت میں مصروف رہے۔ (تپ) بیجا رغبت کو (یکساں سمجھ کر) برداشت کرے اور (دھرم) احکام الٰہی کے مطابق عمل کرے ان کے خلاف ہرگز نہیں۔ (سواد یائے) ہمیشہ کتب حقہ کا مطالعہ کرے اور ان کا درس دے۔ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے اور (ایشور پرنِدھان) ہمیشہ پرمیشور کے ایک (جامع) نام "اوم" کا وِند اور اس کے معنوں پر غور کیا کرے۔ اپنے آپ کو پرمیشور کے احکام کی تندہی سے بجا لانے میں مشغول رکھے۔ یہ پانچ نیمیں (شخصی ریاضتوں کو (اُپاسنا یوگ) تقرب الٰہی کی دوسری منزل کہتے ہیں۔ یوگ درشن سادھن پاد سوتر ۳۲ باقی چھ منزلوں کا بیان یوگ شاستر اور میری تصنیف کردہ بگوید آدی بھاشیہ بھومکا (مبسوط تفسیر وید) میں کیا گیا ہے۔ ناظرین وہاں مطالعہ کریں۔

جب پرمیشور کے حضور میں جانا چاہیں۔ تب کسی صاف مقام پر جا کر۔ آسن لگا کر پرانایام (ضبط انفاس) محسوسات خارجی سے حواس کو ہٹا کر من (آلۂ خیال) کو ناف دل۔ حلق۔ آنکھ۔ چوٹی یا پلیٹھ کے درمیان (ریڑھ

کی ہڈی میں قائم کرکے اپنی اور پرماتما کی ذات سے فرداً فرداً واقف اور جان جان پرماتما میں محو ہو کر سکتی یعنی جاننا (دھیان) ذکر و فکر اور سمادھی مراقبہ کی لذات سے محظوظ ہوتا ہے جب انسان ان وسائل سے تفیض ہوتا ہے تب اس کا باطن (روح اور ضمیر) پاک ہو کر علم حق سے منور ہو جاتا ہے۔ اس طرح انسان ذہنی علم اور معرفت میں ترقی کرتا کرتا مقام نجات تک پہنچ جاتا ہے جو آٹھ پہر میں ایک گھڑی بھی اس طرح دھیان (شغل فکر) کرتا ہے وہ درجہ بدرجہ منازل روحانیت طے کرتا جاتا ہے۔ علم کل وغیرہ اوصاف سے متصف پرمیشور کا دھیان کرتے ہوئے پرمیشور کے حضور میں جانا (سگن اپاسنا) اور نرگن اپاسنا فائدہ۔ جب وغیرہ اوصاف سے متصف سمجھ کر اپنی لطیف روح کے اندر اور باہر موجود محیط پرمیشور میں محو ہو جانا (نرگن اپاسنا) تقریب الٰہی کہلاتا ہے۔ پرماتما کے حضور میں جانے کا فائدہ یہ ہے۔ کہ جیسے سردی کی شدت سے یخ زدہ شخص آگ کے پاس جا کر سردی سے بچ جاتا ہے ویسے ہی پرمیشور کے قرب سے تمام نقائص اور آلام دور ہو جاتے ہیں۔ اور قرب الٰہی کے اوصاف۔ افعال اور عادات ذات الٰہی کے اوصاف افعال اور عادات کے مطابق پاک ہو جاتے ہیں۔ اس لئے پرمیشور کی (ستتی) حمد و ثنا اس سے پرارتھنا (دعا اور اپاسنا) اس کے حضور میں جانے (کی مشق) فرد کو کرنی چاہیئے۔ ان عبادات کا اپنا نتیجہ تو کچھ اور ہے۔ لیکن ان سے خود عابد کی روحانی طاقت اس قدر بڑھ جائے گی۔ کہ مصیبتوں کے پہاڑ سامنے آنے پر بھی گھبرائے گا نہیں بلکہ سب مصائب خوشی خوشی برداشت کر لے گا۔ کیا یہ چھوٹی بات ہے؟ (اس کے علاوہ) جو شخص پرمیشور کی حمد و ثنا نہیں کرتا۔ اس سے دعا نہیں مانگتا اور اس کے حضور میں نہیں جاتا۔ وہ احسان فراموش اور جاہل مطلق ہے جس پرماتما نے تمام کائنات اور دام کی راحت کے لئے بدولت کر رکھی ہے۔ اس کا احسان بھلا دینا (بلکہ) خود اس کی ہستی سے منکر ہو جانا فقط احسان فراموشی ہی نہیں۔ جہالت بھی ہے۔

پرمیشور کی فاعلیت

معترض۔ جب پرمیشور کے کان۔ آنکھ وغیرہ اعضاء نہیں ہیں۔ تو وہ ان اعضاء کے فعل کیسے انجام دیتا ہے؟ مجیب۔ شویت اشوتر اپنشاد میں منتر ۱۹ میں لکھا ہے:

अपाणिपादो जवनो ग्रहीता पश्यत्यचक्षुः स शृणोत्यकर्णः ।
स वेत्ति वेद्यं न च तस्यास्ति वेत्ता तमाहुरग्र्यं पुरुषं पुराणम् ॥

پرمیشور کے ہاتھ نہیں۔ لیکن سب کو اپنی قدرت کے ہاتھوں (خلق کرتا) اور اپنے بے حد قدرت میں رکھتا ہے۔ اس کے پیر نہیں لیکن محیط کل ہونے کی وجہ سے سب سے تیز رفتار ہے۔ آنکھ نہیں۔ لیکن سب کچھ ٹھیک ٹھیک دیکھتا ہے کان نہیں۔ لیکن سب کی باتیں سنتا ہے۔ من (آلۂ خیال) نہیں۔ لیکن تمام عالم سے باخبر ہے۔ اس کی ذات کا انتہائی یعنی کامل علم کسی کو نہیں۔ اسی کو قدیم سب سے اعلیٰ۔ اور سب میں بھرپور ہونے کی وجہ سے "پرش" (بھرپور۔ سمادھا) کہتے ہیں۔

وہ بیرونی اور اندرونی اعضاء اور قویٰ کا کام اپنی قدرت سے لیتا ہے۔

۱؎ بحوالہ ادھیائے ۴۔ منتر ۵ میں کہا ہے۔ وہ واحد ذات ذہن کرن سے بھی زیادہ تیز ہے۔ وہ حواس کی رسائی سے دور ہے (کیونکہ حواس جہاں جاتے ہیں) وہ وہاں پہلے ہی پہنچا ہوا ہے۔ وہ ساکن رہتا ہوا بھی دوسروں سے آگے نکل جاتا ہے۔ ہوا اسی کے سہارے چلتی اور وہ ہوا ہی کے سہارے علم کرتی ہے۔

معترض۔ اسے اکثر لوگ افعال اور صفات سے معرا کہتے ہیں مجیب شویت اشوتر اپنشد ۶-۸ میں کہا ہے :-

न तस्य कार्यं करणं च विद्यते न तत्समश्चाभ्यधिकश्च दृश्यते ।
परास्य शक्तिर्विविधैव श्रूयते स्वाभाविकी ज्ञानबलक्रिया च ॥

پرمیشور سے کوئی (اپنے جیسا) معادل نہیں ہوتا۔ اسے کبھی آلہ (یعنی ہمتیاد) کی ضرورت نہیں۔ نہ کوئی اس کے برابر ہے اور نہ اس سے برتر۔ اس کی قدرت کاملہ جس میں لامحدود علم۔ لامحدود طاقت اور لامحدود فعل شامل ہے اس کی ذات کا خاصہ بیان کی جاتی ہے۔

اگر پرمیشور فعل (کی صفت) سے خالی ہوتا۔ تو عالم کی پیدائش۔ قیام اور فنا (تحلیل فی المادہ) نہ کر سکتا۔ اس لئے اگرچہ وہ محیط ہے۔ لیکن مدرک ہونے کی وجہ سے فاعل بھی ہے معترض جب وہ فعل کرتا ہے تو اس کا فعل محدود ہوتا ہے یا غیر محدود ہے مجیب۔ جتنے مکان اور زمان میں فعل کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ اتنے ہی مکان اور زمان میں فعل کرتا ہے۔ نہ اس سے کم اور نہ اس سے بیش۔ کیونکہ وہ علیم ہے۔

غیر محدود

معترض۔ پرمیشور اپنی انتہا۔ واقف ہے یا نہیں مجیب۔ پرماتما کا علم کامل ہے۔ جو چیز جیسی ہے اسے ویسا ہی جاننا (حقیقتاً) علم کہلاتا ہے یا جس سے چیز (ہ) کی ماہیت جوں کی توں جانی جائے حقیقتاً اسی کو علم کہتے ہیں۔ مجیب پرمیشور غیر محدود ہے۔ تو اس کا اپنے آپ کو غیر محدود جاننا علم۔ اور اس کے برخلاف (اپنی غیر محدود ذات کو محدود سمجھنا) علم منکوس ہوگا۔ کیونکہ غیر محدود کو محدود اور محدود کو غیر محدود سمجھنا وہم ہے جس چیز کے جیسے اوصاف۔ افعال اور عادات (خواص) ہیں۔ اسے ویسا ہی جاننا اور ماننا علم اور معرفت کہلاتا ہے اس کے برعکس علم منکوس یا جہل۔ یوگ درشن۔ سمادھی پاد سوتر ۲۴ میں کہا ہے :-

क्लेशकर्मविपाकाशयैरपरामृष्टः पुरुषविशेष ईश्वरः ॥

جو جہالت وغیرہ عوارض۔ اور اچھے برے۔ مرغوب۔ غیر مرغوب۔ اور مخلوط (ملے جلے) پیدا کرنے والے اعمال کے تاثرات سے آزاد ہے۔ وہ پرشوں (یعنی آتماؤں میں سے خاص (پرم آتما) افضل پرش ایشور کہلاتا ہے۔

سانکھیہ درشن ایشور کا قائل نہیں ہے

معترض۔ سانکھیہ درشن ۱-۹۲ میں لکھا ہے

ईश्वरासिद्धेः ॥ १ ॥

ایسا ایشور ثابت نہیں ہو سکتا جو مشاہدے کا مضمون ہو۔ پھر سانکھیہ ۵-۱۰ میں کہا ہے :-

प्रमाणाभावान्न तत्सिद्धिः ॥ २ ॥ جب (پرتیکش) مشاہدے کا مضمون نہیں تو (انمان قیاس) وغیرہ دیگر پرمانوں) ذرائع یقین سے بھی اسے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ سانکھیہ ۵-۱۰

सम्बन्धाभावान्नानुमानम् ॥ ३ ॥ اور چونکہ (دیاپتی) علت و التزام نہ ہونے کی وجہ سے (تبدیلیاں) اور آثار نہیں ہوتے اس لئے انمان (قیاس) نہیں ہو سکتا۔ اور مشاہدہ اور قیاس کا مضمون نہ ہونے کی وجہ سے (تبدیلیاں) اور آثار نہیں ہوتے اس لئے کا مضمون بھی نہیں۔ سانکھیہ ۵-۱۱ ان وجوہات کی بنا پر ایشور کا وجود ثابت نہیں ہوتا مجیب یہاں تو فقط اتنا ہی کہا ہے۔ کہ پرمیشور مشاہدہ (حسیہ) کا مضمون نہیں۔ دوسرا یہ کہ پرمیشور عالم کی علت مادی نہیں پرمیشور ارواح سے مختلف ہے اسے "پرش" اس لئے کہتے ہیں۔ کہ وہ سب میں سما رہا ہے۔ اور روح کا نام "پرش" اس لئے ہے

لے لفظ پرش ہمیشہ امتحان دولت سے کیا جاتا ہے۔ اس کے کئی معنے ہیں۔ فرشتہ۔ لیڈر۔ انسان۔ اور دوسرے معنے جو ہر میں مجوہ اشتراک۔ مقدم الذکر امتحان سے

کہ وہ جسم میں مقیم ہے۔ سانکھیہ درشن میں اسی مقام پر کہا ہے:۔ प्रधानशक्तियोगाच्चेत्सङ्गापत्तिः ॥ १

اگر ایشور سے ملنے کی قوت کا اتصال ہو۔ تو ایشور متصل ہو جائے گا۔ جو نقص ہے (یعنی جیسے مادہ لطیف حالت سے ترکیب پاکر مصنوع کی صورت اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح پرمیشور بھی لطیف سے کثیف ہو جائے گا۔ اس لئے پرمیشور عالم کی علت مادی نہیں۔ علت فاعلی ہے۔ سانکھیہ درشن ۵ — ۸

सत्तामात्राच्चेत्सर्वैश्वर्यम् ॥ २ ॥ اگر صرف ایشور سے عالم پیدا ہو۔ تو جیسے پرمیشور قدیم کل ہے اسی طرح عالم میں بھی قدرت کاملہ پائی جائے۔ (لیکن درحقیقت ایسا نہیں۔ اس لئے پرمیشور عالم کی علت مادی نہیں بلکہ علت فاعلی ہے) سانکھیہ درشن ۵ — ۹

श्रुतिरपि प्रधानकार्य्यत्वस्य ॥ ३ ॥ اپنشد میں بھی مادہ ہی کو عالم کی علت مادی کہا گیا ہے۔ سانکھیہ درشن ۵ — ۱۲ (اپنشد کا قول مسند درجہ ذیل ہے:۔)

अजामेकां लोहितशुक्लकृष्णां बह्वीः प्रजाः सृजमानां स्वरूपाः ॥

یہ غیر مخلوق مسند۔ سرخ۔ سفید اور سیاہ رنگ کا وہ اناج ہے جس کا دوسرا نام مادہ ہے۔ وہی اپنے وجود سے کثیر اشیاء کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یعنی مادہ تغیر پذیر ہونے کی وجہ سے اشکال بدل لیتا ہے۔ لیکن پرمیشور غیر متغیر رہتا ہے وہ حالات کے اختلاف کے باعث کبھی مختلف اشکال اختیار نہیں کرتا ہمیشہ اپنی ذات میں قائم اور تمام تغیرات سے پاک رہتا ہے۔

میمانسا درشن میں ایشور کی ہستی

اس حوالہ جات کے مطالعہ سے ظاہر ہے۔ کہ جو شخص (سانکھیہ درشن کے مصنف) آچاریہ (حکیم کپل کو ایشور کی ہستی سے منکر کہتا ہے وہ خود ایشور کی ہستی سے منکر ہو تو ہو۔ آچاریہ (حکیم) کپل نہیں۔ میمانسا درشن میں "دھرم" (ثواب) اور دھرمی (اہل ثواب) کا تعلق تسلیم کیا گیا ہے۔ (ثواب کا ثمرہ اہل ثواب کو دینے کے لئے ایشور کا وجود مانا ضروری ہے) اسی لئے درشن اور ویشیشک درشن میں لفظ "آتما" سے ایشور (اور روح دونوں) مراد لئے جاتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ تینوں درشن ایشور کی ہستی سے منکر نہیں ہیں۔ جو علم کل ذخیرہ انصاف سے متصف ہے۔ اور جو "آتما" یعنی ہر جگہ محیط جان جہاں ہے۔ اسے میمانسا۔ ویشیشک اور نیاء درشن میں ایشور مانا گیا ہے۔

ایشور اوتار نہیں لیتا

معترض ایشور (اوتار لیتا) قالب اختیار کرتا ہے یا نہیں؟ (مجیب) نہیں کیونکہ بحر وید میں ارشاد فرمایا ہے۔ "अज एकपात्" وہ پیدا نہیں ہوتا۔ ایک ہی حالت میں قائم رہتا ہے۔ یجر وید ۳۴ — ۵۷

"स पर्य्यगाच्छुक्रमकायम्" وہ محیط۔ پاک اور غیر مجسم ہے۔ یجر وید ۴۰ — ۸

وید کے ان ارشادات سے ثابت ہے۔ کہ پرمیشور قالب اختیار نہیں کرتا معترض بشری کرشن کہتے ہیں۔ کہ

यदा यदा हि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत ।
अभ्युत्थानमधर्मस्य तदात्मानं सृजाम्यहम् ॥

اے ارجن! جب جب (دھرم) دینی کا زوال (اور ادھرم یعنی بے دینی کا) رواج ہوتا ہے تب تب میں قالب اختیار کرتا ہوں۔
بھگوت گیتا ۴ — ۷

مجیب۔ یہ بات (یعنی ایشور کا قالب میں آنا) احکام وید کے خلاف ہے۔ اس لئے قابل تسلیم نہیں۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ شری کرشن (دھرماتما) دین مجسم اشخاص اور (دھرم) دین کی حفاظت کرنے کے خواہشمند ہوں (اور چاہتے ہوں کہ) میں ہر زمانے میں پیدا ہو کر نیک اشخاص کی حفاظت اور بدطینت اشخاص کی ہلاکت کا باعث بنوں۔ اس میں کوئی عیب نہیں۔ کیونکہ نیک اشخاص کا جسم و جان اور مال و زر دوسروں کے بھلے کے لئے ہوتا ہے۔ مگر اس سے شری کرشن ایشور ثابت نہیں ہوتے

معترض۔ اگر یہ بات ہے۔ تو دنیا میں ایشور کے چوبیس اوتار کیوں تسلیم کئے جاتے ہیں؟

مجیب۔ عوام خود جاہل اور وید کے معانی سے ناواقف ہیں۔ اور خود غرض لوگ انہیں بہکاتے ہیں۔ اس لئے اوام میں مبتلا ہو کر اس قسم کی غیر مستند باتیں کرتے اور مانتے ہیں

معترض۔ اگر پرمیشور قالب اختیار نہ کرے۔ تو کنس اور راون جیسے بدنہاد اشخاص کس طرح ہلاک کئے جا سکیں؟

مجیب۔ جو پیدا ہوتا ہے۔ اس کا مرنا لازم ہے۔ جو ایشور غیر قالب اختیار کئے عالم کو پیدا کرتا۔ قائم رکھتا اور پھر اسے فنا کر دیتا ہے۔ اس کے سامنے کنس اور راون وغیرہ کی حیثیت ایک چیونٹی کے برابر بھی نہیں ہے محیط کل ہونے کی وجہ سے وہ کنس اور راون کے اجسام کے بھی ذرے ذرے میں موجود ہے۔ وہ جب چاہے جھٹ ان کے کسی عضو رئیسہ کو کاٹ کر ہلاک کر سکتا ہے۔ بھلا جو شخص اس لامحدود صفات۔ افعال اور عادات کے مالک کو ایک حقیر جاندار کے ہلاک کرنے کے لئے پیدا ہونے اور مرنے والا بیان کرے۔ اسے رائے العقل کے اور کیا خطاب دیا جا سکتا ہے؟ اگر کوئی کہے کہ ایشور اپنے پیاروں کی امداد کے لئے قالب اختیار کرتا ہے۔ تو بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ جو اپنے بھگتوں کے پیارے بھگوان کے محب احکام الٰہی کے مطابق چلتے ہیں۔ انہیں آفات سے بچانے کی قدرت پرمیشور میں پہلے سے ہی ہے۔ کیا یہ نہیں سورج اور چاند وغیرہ اجرام کی پیدائش۔ قیام اور فنا وغیرہ افعال کی نسبت کنس اور راون وغیرہ کو ہلاک کرنا اور گوردھن وغیرہ پہاڑوں کا اٹھانا بڑے کام ہیں؟ جو شخص دنیا میں پرمیشور کے کاموں پر غور کرے (اسے معلوم ہوگا۔ کہ) اس کے برابر نہ ہے اور نہ ہوگا۔ علاوہ اس کے ایشور کا قالب اختیار کرنا عقلاً بھی محال ہے۔ جیسے کوئی لامحدود (آکاش) خلا کے متعلق کہے۔ کہ وہ رحم میں سما گیا۔ یا مٹھی میں بھر لیا گیا۔ تو یہ اقوال محال ہیں۔ کیونکہ خلا لامحدود اور محیط کل ہے۔ پس وہ نہ باہر جاتا اور نہ اندر آتا ہے۔ اسی طرح چونکہ پرمیشور بھی لامحدود اور محیط کل ہے۔ اس لئے اس کا آنا جانا بھی کبھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کسی چیز کا آنا جانا وہاں ہوتا ہے۔ جہاں وہ پہلے نہ ہو۔ کیا پرمیشور رحم میں پہلے موجود نہیں تھا جو کہیں سے آیا؟ اور کیا باہر غیر موجود تھا جو پیدا ہوا؟ ایشور کے بارے میں اس طرح کا بیان اور عقیدہ سوائے جاہلوں کے اور کس کا ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہے۔ کہ ایشور کا آنا جانا۔ پیدا ہونا اور مرنا عقلاً محال ہے (جیسے کرشن وغیرہ ایشور کے اوتار نہیں) ایسے ہی جیسے اور وغیرہ کے بارے میں بھی یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے۔ کہ وہ بھی ایشور کے اوتار نہیں تھے یہ سب رغبت نفرت بھوک پیاس خوف۔ غم۔ رنج۔ راحت۔ پیدائش۔ موت وغیرہ عوارض سے متصف ہونے کے باعث انسان تھے۔

ایشور اور عفو گناہ

معترض۔ ایشور اپنے (بھگتوں مجرموں) کے گناہ معاف کرتا ہے یا نہیں؟ مجیب نہیں۔ کیونکہ اگر وہ گناہ معاف کرے۔ تو اس کا عدل معدوم ہو جائے۔ اور سب انسان بڑے بڑے گناہ کرنے لگیں۔ معافی کی بات سنتے ہی انہیں گناہ کرنے میں تامل نہ رہے گا۔ اس ارتکاب گناہ کا جو صدمہ پہنچے گا۔ جیسے اگر ماجرا جرم معاف کر دے۔ تو لوگ دلیر ہو کر بیش از بیش گناہ کریں گے۔ انہیں یقین ہوگا۔ کہ

راجا ہمارے گناہ معاف کر دے گا۔ یا ہاتھ جوڑ کر کسی اور طرح منت سماجت کر کے ہم اپنے گناہ بخشوا لیں گے۔ یہاں تک کہ جو پہلے جرائم کا ارتکاب ہیں کرتے۔ وہ بھی بے خوف ہو کر ارتکاب جرائم کی طرف مائل ہو جائیں گے اس لئے تمام اعمال کا کما حقہٗ ثمرہ دینا ہی پرمیشور کا کام ہے۔ معاف کر دینا نہیں۔

رُوح فاعلِ مختار ہے

معترض۔ رُوح مختار ہے یا مجبور؟ مجیب۔ فعل کرنے میں مختار ہے اور ایشور کے قانون کے مطابق سزا و جزا حاصل کرنے میں مجبور ہے۔ پانی مُنی اپنے دیاکرن میں کہتے ہیں۔ کہ فاعل مختار ہی کہتے ہیں معترض۔ مختار کیسے کہتے ہیں مجیب جس کے اختیار میں جسم۔ (یہ اناں النفاس اور ظاہری و باطنی قوے ہوں۔ (وہ مختار ہے) اگر رُوح مختار نہ ہو۔ تو وہ گناہ و ثواب کی سزا و جزا کی سزاوار ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جیسے نوکر آقا کے اور فوج سپہ سالار کے حکم یا اشارے سے میدانِ جنگ میں کثیر التعداد اشخاص کو ہلاک کر دیتی ہے۔ تو بھی نہ نوکر مجرم ہوتا ہے اور نہ فوج۔ ایسے ہی اگر ارواح کے سب اعمال پرمیشور کی تحریک یا جبر سے معرضِ ظہور میں آئیں۔ تو ارواح گناہ و ثواب کی ذمہ دار نہیں ہو سکتیں۔ ان اعمال کے ثمرہ کا حقدار پرمیشور ہوگا جو ان کا محرک ہے بہشت و دوزخ یعنی سکھ و دُکھ کا مستحق بھی پرمیشور ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی ہتھیار سے کسی شخص کو قتل کر دے۔ تو ماخذہ اور سزا کا سزاوار ہتھیار نہیں خود قاتل ہوتا ہے۔ ایسے ہی مجبور ہونے کی حالت میں رُوح گناہ و ثواب کی ذمہ دار نہیں ٹھہرائی جا سکتی۔ اس استدلال سے ثابت ہے کہ رُوح اپنی قدرت کے مطابق فعل کرنے میں مختار ہے لیکن جب وہ کسی گناہ کا ارتکاب کر لیتی ہے۔ تو ایشور کے قانون کے ماتحت مجبور ہو کر اس کی سزا کی متحمل ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں رُوح فعل کرنے میں مختار اور گناہ کے ثمر کے طور پر تکالیف و اذیت کرنے میں مجبور ہے۔ معترض۔ اگر پرمیشور ارواح کی خلقت نہ کرتا۔ یا انہیں فعل کی قدرت نہ بخشتا۔ تو ارواح کسی فعل کا ارتکاب نہ کر سکتیں۔ اس سے ثابت ہے کہ ارواح پرمیشور کی تحریک سے ہی فعل کرتی ہیں مجیب۔ رُوح کو خلق کبھی نہیں کیا گیا۔ رُوح ویسے ہی انادی ہے۔ جیسے ایشور اور عالم کی علتِ مادی یعنی پرکرتی۔ البتہ جسم اور اعضائے جسمانی ایشور کے بنائے ہوتے ہیں۔ اور یہ رُوح کے اختیار میں ہیں جو شخص دل سے۔ زبان سے یا جسم سے گناہ و ثواب کرتا ہے۔ اس کا ذمہ دار وہی ہے پرمیشور نہیں۔ مثال کے طور پر کسی کاریگر نے لوہار سے لوہا مانگا لایا۔ وہ کسی بیوپاری نے خرید کر لیا۔ اس کی دکان سے لوہار نے لے کر تلوار بنالی۔ اس سے کسی سپاہی نے تلوار لے لی اور اس سے کسی کو قتل کر دیا۔ اب جیسے سرکار نہ لوہا مانگنے نہ اسے لینے۔ نہ اس سے تلوار بنانے والے اور نہ ہی تلوار کو ماخذہ یا سزا کا مستحق سمجھتی ہے۔ ایسے ہی جسم وغیرہ کو پیدا کرنے والا پرمیشور کسی فاعل کے فعل کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ بلکہ اسے اس کے کئے کی سزا و جزا دیتا ہے۔ اگر ہر فعل کا فاعل پرمیشور ہوتا۔ تو کوئی شخص گناہ کا مرتکب نہ ہو سکتا۔ کیونکہ پرمیشور طبعاً پاک اور نیک ہونے کے باعث کسی رُوح کو گناہ کرنے کی تحریک نہیں دیتا۔ اس سے ثابت ہے کہ رُوح فعل کرنے میں مختار ہے اور جیسے رُوح اپنے افعال میں مختار ہے ویسے ہی پرمیشور بھی اپنے کاموں میں مختار ہے۔

رُوح اور ایشور کی صفات

معترض۔ رُوح اور ایشور کی ماہیت کیا ہے؟ ان کے اوصاف اعمال اور عادات کیسی ہیں؟ مجیب۔ دونوں ہمیشہ بالذات ہیں دونوں کی ذات پاک۔ لایزال اور نیک وغیرہ ہے۔ مگر پرمیشور کے محل کائنات کا پیدا کرنا۔ قائم رکھنا۔ فنا کرنا کیونکہ ضبط

میں رکھنا۔ ارواح کو ان کے گناہ و ثواب کا ثمر دینا وغیرہ ہیں۔ یہ سب فعل پاک اور نیک ہیں۔ اور روح سے اولاد کی پیدائش۔ پرورش اور نعمت حرفت وغیرہ اچھے برے سب قسم کے افعال سرزد ہوتے ہیں۔ ایشور کے اوصاف نسلی اور ابدی علم اور سرور اور لامحدود طاقت وغیرہ ہیں۔ اور روح کے

इच्छाद्वेषप्रयत्नसुखदुःखज्ञानान्यात्मनो लिङ्गमिति ॥

(اچھا یعنی رغبت اشیاء کے حصول کی خواہش (دویش یعنی نفرت) بیر وغیرہ میں عدم رغبت اور دشمنی (پریتن) کوشش اور اس کی قوت (یتن) راحت (سکھ) سرور (انند) رنج والم۔ (گیان) تمیز شناخت۔ (یہ روح کی علامات ہیں) نیاء درشن ۱-۱-۱۰

روح کی یہ صفات تو نیاء اور ویشیشک درشن دونوں میں یکساں بیان کی گئی ہیں لیکن ویشیشک درشن میں مندرجہ ذیل مزید علامات کا اضافہ کیا گیا ہے

प्राणापाननिमेषोन्मेष[जीवन]मनोगतीन्द्रियान्तरविकाराः सुखदुःखे इच्छाद्वेषौ प्रयत्नाश्चात्मनो लिङ्गानि ॥

(پران، سانس باہر نکالنا۔ (اپان) سانس اندر لینا (نیمیش) آنکھ بند کرنا۔ (انمیش) آنکھ کھولنا (من) قوت فیصلہ قوت حافظہ اور انانیت (گتی) حرکت (اندریوں) حواس اور قوے کا فعل (وکار) بھوک پیاس پیاس وغیرہ مختلف کوائف سے متاثر ہونا۔ (ویشیشک ۳-۲-۴)

یہ صفات ایشور سے روح کو تمیز کراتی ہیں۔ روح کی شناخت انہی اوصاف کے ذریعہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ کثیف نہیں (لطیف ہے) جب تک قالب میں روح کا قیام رہتا ہے تبھی تک ان اوصاف کا ظہور ہوتا ہے اور جب روح قالب سے نکل جاتی ہے تب یہ اوصاف بھی ظہور پذیر نہیں ہوتے۔ جو اوصاف جس جوہر کے وجود کے ساتھ موجود رہیں۔ اور اس کی عدم موجودگی میں غائب ہو جائیں۔ وہ اوصاف اسی جوہر کے ہیں۔ جیسے آفتاب اور چراغ وغیرہ (روشن اشیاء) کی موجودگی میں روشنی موجود رہتی ہے اور غائب ہونے پر غائب ہو جاتی ہے اسی طرح روح اور ایشور بھی اپنے اپنے اوصاف کے ذریعہ پہچانے جاتے ہیں۔

(۲) تین کال درشی تینوں زمانوں کا شاہد

معترض۔ یہ ایشور تینوں زمانوں (ماضی حال اور مستقبل) کا شاہد ہے۔ اس لئے وہ مستقبل کی باتیں جانتا ہے جو جیسا مقدر کرے گا۔ ویسا ہی عمل روح کرے گی۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ روح مختار نہیں۔ بنا بریں ایشور روح کو سزا بھی نہیں دے سکتا۔ کیونکہ جیسا ایشور نے اپنے علم سے مقدر کر دیا ویسا ہی عمل روح کو کرنا ہے مجبوراً۔ ایشور کو (اپنی ذات کے اعتبار سے) تینوں زمانوں کا شاہد کہنا بجا ہے کیونکہ جو بات ہو کر نہ رہے۔ اُسے ماضی۔ اور جو بات پہلے نہ ہوئی ہو اور آگے ہونی ہو اُسے مستقبل کہتے ہیں۔ کیا پرمیشور کو

لہ عام طور پر پران کے معنے سانس لینا اور اپان کے معنے سانس باہر نکالنا لیے جاتے ہیں۔ لیکن شت پتھ براہمن ۱۰-۱-۳-۱ میں باہر نکلنے والی سانس کو پران اور اندر داخل ہونے والے کو اپان کہا گیا ہے۔ رشی دیانند نے پران کے معنے شت پتھ برہمن کے مندرجہ بالا حوالہ کے مطابق کئے ہیں۔ شت پتھ کا قول مندرجہ ذیل ہے:۔

सोऽयं पुरुषोऽन्तः प्रविष्टः प्राङ् च नाविमौ प्राणापानौ ।

کسی بات کا علم ہو کر پھر نہیں رہتا۔ یا پہلے نہیں ہوتا۔ اور پھر ہو جاتا ہے، پرمیشور کا علم (خبر) متغیر ہے۔ (۵) ایک سا رہتا ہے۔ اس میں ترمیم و تنسیخ نہیں ہوتی۔ ماضی اور مستقبل ارواح کے لئے ہیں (ایشور کی ذات کے لئے نہیں) ہاں! ارواح کے اعمال کے اعتبار سے پرمیشور کو تینوں زمانوں کا علم ہے۔ اپنی ذات کے اعتبار سے نہیں جیسا عمل روح خود مختارانہ طور پر کرتی ہے علیم عمل ہونے کی وجہ سے پرمیشور کو اس کا ویسا ہی علم ہوتا ہے۔ اور جیسا ایشور کو علم ہوتا ہے ویسا ہی عمل روح کرتی ہے۔ (ان میں نہ تو عدم مطابقت ہوتی ہے اور نہ تقدیم و تاخیر) دوسرے لفظوں میں پرمیشور ماضی، حال اور مستقبل کے علم اور اعمال کا ثمرہ دینے میں۔ اور روح زمانہ حال کے جزوی (علم) اور زمانہ حال میں عمل کرنے میں مختار ہے۔ ایشور کا علم ازلی ہے۔ اسے جیسے عمل کا ازل سے علم ہے۔ ویسے ہی ثواب (جزاء) کا۔ اس کے یہ دونوں علم برحق ہیں۔ کیا کبھی عمل کا علم برحق اور سزا (جزاء) کا علم باطل ہو سکتا ہے؟ اس طرح ماننے میں کوئی بات قابل اعتراض نہیں رہتی۔

روح محدود (اصغر) ہے

معترض۔ روح جسم میں علیحدہ بسیط جوہر ہے یا پرمیشور، محدود (اصغر) ہے

مجیب۔ محدود (اصغر) اگر روح بسیط ہوتی۔ تو پیدائشی خواب نیند موت پیدائش اتصال انفصال اور آمد و رفت کبھی نہ ہو سکتی۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ روح قلیل العلم اور قلیل (اصغر) لطیف ہے اور پرمیشور اس سے بھی لطیف۔ لامحدود علیم کل اور محیط بالذات ہے۔ لہٰذا روح اور پرمیشور کا باہمی تعلق محیط اور محاط کا ہے۔

(ویاپک) محیط اور (ویاپیہ) محاط

معترض۔ جہاں ایک چیز موجود ہو۔ وہاں دوسری چیز موجود نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ایشور اور روح کا باہمی تعلق اتصال کا ہے محیط اور محاط کا نہیں مجیب۔ اس قاعدہ کا اطلاق برابر لطافت والی اشیاء پر ہو سکتا ہے غیر مساوی لطافت کی اشیاء پر نہیں۔ مثلاً لوہا کثیف ہے اور آتش لطیف۔ اسی طرح روح پر میشور کی نسبت کثیف (یعنی کم لطیف) اور ایشور روح کی نسبت زیادہ لطیف ہے۔ اور اسی لئے پرمیشور (ویاپک) محیط اور روح (ویاپیہ) محاط ہے پرمیشور اور روح میں جیسے محیط اور محاط کا تعلق ہے۔ ویسے ہی مخدوم اور خادم۔ قیوم اور قائم۔ آقا

لہ علم دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک (موجود کی گیان) علم طبعی دوسرا (نہ تک گیان) علم بالاسباب پرمیشور کے موجود کی گیان) علم طبعی میں تبدیلی ہوتی ہے نہ بیشی۔ اس کی اپنی ذات زمان کی قید سے بالاتر ہے۔ انسان کو وقت کا علم تبدیلی سے ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی ایک تو اس کے اپنے اندر ہوتی ہے دوسری باہر کے ماحول میں پرمیشور کی ذات میں تو تبدیلی ہوتی ہی نہیں۔ اس لئے اسے زمانے کا علم اپنی ذات کے اعتبار سے نہیں۔ دیگر موجودات (جو تغیر پذیر ہیں) کے اعتبار سے ہی ہو سکتا ہے۔ ہم جو کل تھے۔ وہ آج نہیں۔ جو آج ہیں وہ کل نہیں رہیں گے۔ ان تغیرات کا علم ہی ہمارے لئے بڑی حد تک کل۔ آج۔ اور پھر کل آئندہ کل کا علم ہے۔ پرمیشور میں یہ تغیرات نہیں ہوتے اس لئے اس کے اپنے لئے تو گویا وہ کل ہے وہ آج ہے اور وہ آئندہ کل ہے۔ لیکن ہمارے وقت کے علم کا اور سرانجام کائنات کا غیر بھی ہے۔ وقت کے علم کا یہ ماخذ پرمیشور کے لئے بھی موجود ہے۔ پرمیشور کے لئے وقت کی ہستی ارواح اور کائنات کے تغیرات کے اعتبار سے ہے۔

لہ پرمیشور کے (موجود کی گیان) علم طبعی میں انسان کے اعمال کی اقسام اور ان کی مختلف سزا و جزا کا علم شامل ہے۔ یہ علم ازلی و ابدی ہے۔ لیکن ارواح کے اعمال کا فرداً فرداً علم اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ اعمال ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ ان کے علم میں تقدیم و تاخیر نہیں ہوتی۔ پرمیشور کا علم ارواح کے اعمال کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اس علم میں خطا کا بھی امکان نہیں۔ اس طرح پرمیشور کا علیم کل ہونا بھی قائم رہتا ہے۔ اور ارواح کی خود مختاری بھی۔

اُدھار کر۔ داجا اُدھیا۔ اُدیاپ اُدیہ یہ بھی تعلق ہے۔

مسئلۂ "وحدت وجود" کی تردید

معترض۔ اگر ایشور اور روح ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ تو وید کے مندرجہ ذیل (مہاواکیوں) اقوال عظیم کے کیا معنے ہیں؟

پرگیانم برہم	प्रज्ञानं ब्रह्म ॥ १ ॥	وہ علم برہم (خدا) ہے
اہم برہم اسمی	अहं ब्रह्मास्मि ॥ २ ॥	میں برہم (خدا) ہوں
تت توم اسی	तत्त्वमसि ॥ ३ ॥	وہ (خدا) تو ہے
ایم آتما برہم	अयमात्मा ब्रह्म ॥ ४ ॥	یہ آتما برہم ہے

مجیب۔ یہ اقوال وید کے نہیں۔ براہمن گرنتھوں کے ہیں۔ کتب حقہ میں انہیں کہیں (مہاواکیہ) اقوال عظیم نہیں کہا گیا ان کے معنی یہ ہیں:۔

(۱) تاکشنیہ اپادھی صفت مجاز

میں برہم ہوں یعنی ذات باری میں قائم ہوں

یہاں قائم کا فعل مجازاً "مقام" سے منسوب کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی کہے۔ کہ مچان پکا رہے ہیں۔ تو چونکہ مچان خود بے روح ہیں۔ اور وہ پکار نہیں سکتے۔ اس لئے مچانوں کی پکار کا مطلب مچانوں پر کھڑے ہوئے انسانوں کی پکار سمجھا جاتا ہے۔ (محل مقیم انسان کا ہے۔ لیکن اسے مقام یعنی مچان سے منسوب کیا جاتا ہے دوسرے لفظوں میں مچانوں پہ کھڑے ہوئے انسانوں کو مجازاً مچان کہہ دیا جاتا ہے) اسی طرح یہاں (اپنشد میں) بھی سمجھنا چاہیئے۔ (یہاں برہم میں قائم یعنی محل روح کو مجازاً "برہم" کہہ دیا گیا ہے) اب اگر کوئی اعتراض کرے۔ کہ برہم یعنی ذات باری میں قائم تو تمام موجودات ہیں۔ پھر روح کے قائم ہونے میں کیا خصوصیت ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگرچہ تمام موجودات ذات باری میں قائم ہیں۔ تاہم جس طرح اشتراک اوصاف کی وجہ سے روح پرمیشور کے نزدیک ہے۔ ویسی اور کوئی چیز نہیں۔ اس کے علاوہ روح کو ذات باری کا علم ہوتا ہے۔ اور حالت نجات میں برہم کا بے حجاب قرب نصیب ہوتا ہے بدیں وجوہ ذات باری میں روح کا قیام خاص ہے اس کے علاوہ روح ایشور کی فیض گاہ ہے۔ ان وجوہ سے بھی روح اور ایشور مجازاً ایک کہے جا سکتے ہیں پس (جیسے) روح اور (برہم) ذات باری حقیقتاً ایک نہیں ہیں مگر ہاں! جیسے کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے بارے میں کہے۔ کہ یہ اور میں ایک ہیں۔ یعنی ہم میں کوئی مغائرت نہیں۔ ایسے ہی روح عالم مراقبہ میں جبکہ محبت میں محو ہو کر (مجازاً) کہہ سکتی ہے۔ کہ میں اور برہم ایک ہیں۔ یعنی ایک ہی مقام میں مقیم ہیں۔ اور مغائرت سے پاک ہیں۔ جو روح اپنے اوصاف۔ اعمال اور عادات میں پرمیشور کے اوصاف۔ اعمال اور عادات کی مطابقت پیدا کر لیتی ہے۔ وہی اشتراک اوصاف کی وجہ سے (برہم) ذات باری اور اپنے آپ کو ایک کہہ سکتی ہے

معترض۔ تو اس قول کے کیا معنے کرو گے:۔ تت (وہ یعنی خدا) توم (تو یعنی روح) اسی) ہے عجیب لفظ تت سے تم کیا مراد لیتے ہو؟ معترض۔ برہم یعنی ذات باری عجیب۔ لفظ "برہم" یعنی ذات باری کو ضمیر "تت" یعنی "وہ" کا مرجع تم نے کیسے بنا لیا؟ معترض۔ فقرہ بالا سے جو بایں طور ہے:۔

"सदेव सोम्येदमग्र आसीदेकमेवाद्वितीयं ब्रह्म ॥"

(بخود واحد) یہ سب پہلے ایک لاشریک "برہم" ہی تھا۔

عجیب معلوم ہوتا ہے تم نے چھاندوگیہ کی شکل ہی نہیں دیکھی۔ اگر دیکھی ہوتی تو تمہیں معلوم ہوتا کہ اس فقرہ میں لفظ "برہم" ہے ہی نہیں پھر تم اس "حد درغ گوئی" سے کام کیوں لیتے۔ چھاندوگیہ اپنشد میں تو فقط اتنا کہا ہے۔

सदेव सोम्येदमग्र आसीदेकमेवाद्वितीयम् ॥

برخوردار! یہ تمام پہلے ایک لاشریک (وحدہٗ لاشریک) موجود ہی تھا۔ (چھاندوگیہ اپنشد ۶-۲-۱) اس فقرہ میں لفظ "برہم" نہیں آتا معترض۔ تو آپ لفظ "تت" (وہ) سے کیا مراد لیتے ہیں؟ مجیب۔ اپنشد کی پوری عبارت اس طرح ہے:-

स य एषोऽणिमैतदात्म्यमिदꣳ सर्वं तत्सत्यꣳ स आत्मा तत्त्वमसि श्वेतकेतो इति ॥

وہ پرماتما جاننے کے قابل ہے۔ وہ نہایت لطیف ہے وہ اس دنیا اور ارادع کی جان ہے۔ وہی حق بالذات ہے۔ وہ اپنی جان آپ ہے۔ پیارے برخوردار شویت کیتو!

'तदात्मकस्तदन्तर्यामी त्वमसि ॥' اس (انتریامی) منتر باطن سے ملا ہوا ہے چھاندوگیہ اپنشد ۶-۸-۷ یہی توضیح اپنشدوں کے دیگر اقوال کے مطابق ہے۔ کیونکہ شت پتھ برہمن ۱۴-۵-۵-۰ میں لکھا ہے کہ

य आत्मनि तिष्ठन्नात्मनोन्तरोयमात्मा न वेद यस्यात्मा शरीरम् ।
य आत्मनोन्तरोयमयति स त आत्मान्तर्याम्यमृतः ॥

(اشی یاگیہ والکیہ آدالک سے کہتے ہیں۔ اے آدالک! جو پرماتما روح کے اندر مقیم ہو کر (بھی) روح سے جدا ہے جس کے بارے میں (فاعل) روح نہیں جانتی۔ کہ وہ پرماتما میرے اندر اندر موجود ہے جس پرمیشور کے لئے روح بمنزلہ جسم ہے۔ یعنی جیسے جسم میں روح مقیم ہے۔ ویسے ہی روح میں پرمیشور سمایا ہوا ہے جو روح سے الگ ہے مگر اس کے گناہ و ثواب کا شاہد ہے۔ اور اسے نیک و بد کا ثمرہ دے کر قبضہ میں رکھتا ہے وہی لایزال بالذات تیرے اندر کا حاکم ہے وہ محیط ذات تیرے باطن میں موجود ہے۔ تو اسے پہچان۔

کیا کوئی ان اور اس قسم کے دیگر اقوال کے اور معنے کر سکتا ہے جب حالت مراقبہ میں کوئی یوگی یعنی متواضع پرمیشور کا (اپنے تئیں) مشاہدہ کرتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ جو (برہم) پرمیشور مجھ میں سما رہا ہے وہی تمام عالم میں سما رہا ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ جو آجکل کے وید انتی روح اور پرمیشور کو ایک کہہ دیتے ہیں۔ وہ ویدانت شاستر (کی حقیقی تعلیم) سے ناواقف ہیں۔

پرمیشور (انویروشٹ) داخل در داخل ہے

معترض۔ چھاندوگیہ اپنشد ۶-۳-۲ میں آتا ہے:-

अनेन आत्मना जीवेनानुप्रविश्य नामरूपे व्याकरवाणि ॥ १ ॥

(پرمیشور کہتا ہے:-) میں تمام عالم اور جسم کو پیدا کرکے عالم میں محیط اور جسم میں روح کی صورت میں داخل ہو کر اسما اور اشکال کی توضیح کروں۔ 'तत्सृष्ट्वा तदेवानुप्राविशत् ॥' عالم اور جسم کو پیدا کرکے (برہمانڈ۔ خدا میں داخل ہوا۔ تیتریہ اپنشد۔ برہمانند ولی ۶) علے ہذا القیاس۔ ان اقوال کے معنے کیا کرو گے؟ مجیب۔ اگر تمہیں الفاظ اور فقرات کی ترکیب اور معانی کا علم ہوتا۔ تو کبھی اس طرح مطالب کو خون نہ

* مترجم۔ "اس کی جگہ" اپنی اپنی متبنیہ "دیدے۔ ترجمہ اصل اردو کے مطابق کر دیا گیا۔

کہتے کیونکہ ایک "پرویش" ہوتا ہے۔ دوسرا "اُپرپرویش" (یہاں لفظ "پرویش" نہیں۔ "اُپرپرویش" کا استعمال ہوا ہے پرویش کے معنے ہیں ادخال یعنی داخل ہونا) "اُپرپرویش" کے معنے ہیں ادخال کے بعد داخل ہونا یعنی داخل در داخل ہونا رُوح جسم میں داخل ہے۔ (پرمیشور رُوح میں۔ یعنی رُوح داخل ہے اور) پرمیشور داخل در داخل ہے۔ (پرمیشور کا یہ ادخال صاف مجازی ہے حقیقت کے لحاظ سے محیط ذات کا کسی چیز میں ادخال نہیں ہو سکتا)۔ وہ گویا داخل در داخل ہو کر (رُوح کے اندر سے) دید کے ذریعہ اسماء اور اشکال وغیرہ کا علم الہام فرمایا ہے۔ جسم میں رُوح کو داخل کر کے خود رُوح میں داخل یعنی داخل در داخل ہے۔ اگر تمہیں حرف "اُلّو" (مابعد) کے معنے معلوم ہوتے۔ تو ایسی الٹی ترضیح کبھی نہ کرتے

(بھاگ تیاگ لکشنا) صنعت مجاز بالحذف اجزاء

معترض: شلاً کوئی کہے کہ جس دیودت کو میں نے موسم گرما میں کاشی میں دیکھا تھا۔ اُسی کو اب برسات کے موسم میں متھرا میں دیکھتا ہوں۔ یہاں مقام کاشی اور موسم گرما سے قطع نظر کر کے اور فقط ایک خاص قالب (کے شخص) کو ہی نظر میں رکھ کر دیودت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے صنعت مجاز (حذف عوارض) کے اس اصول کے مطابق افترہ "تت تو م اسی" یعنی "وہ تو ہے" میں ضمیر غائب "وہ" (اور اس کے مرجع الیشور) کے عوارض یعنی غائب مکان۔ غائب زمان اور (مایا) طلسم مجاز۔ اور ضمیر حاضر "تو" (اور اس کے مرجع جیو) کے عوارض یعنی حاضر مکان۔ حاضر زمان اور (اودیا) وہم اور قلت علم سے قطع نظر کر کے محض ادراک کو (جو) "وہ" اور "تو" دونوں ضمائر میں مشترک ہے) مدِ نظر رکھنے سے دونوں ضمیروں کا اشارہ ایک (مدرک ذات یعنی برہم کی طرف) ثابت ہوتا ہے۔ "بھاگ تیاگ لکشنا" یعنی صنعت مجاز (بالحذف اجزاء۔ یہاں بالحذف اجزاء کے معنی ہیں محاسنے الفاظ کے ایک حصہ (یہاں عوارض) سے قطع نظر کر کے دوسرے حصہ (یہاں مستقل ذات) کو مدِ نظر رکھنا۔ مثلاً الیشور کے معنی معروف میں سے علم کل وغیرہ صفات اور رُوح کے معنی معروف میں سے قلت العلم وغیرہ صفات کو نظر انداز کر کے دونوں کے لکشیہ (متضمن) مجازی معنی یعنی ذات مدرک کو مدِ نظر رکھنے سے الیشور اور رُوح کی وحدت ثابت ہوتی ہے۔

اس پر تم کیا کہہ سکتے ہو؟

لے عصرِ جدید کے ویدانتیوں کا عقیدہ ہے۔ "برہم حقیقی جو وحدہٗ لاشریک ایک ذات ہے ہیں کا نام ان کی اصطلاح میں برہم ہے۔ وہ ہست نہیں ہوتی ہے۔ وہ کبھی اور کسی سے بھی ہرگز نہیں مرتا ہے۔ یہ ذات ازلی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور ازلی چیز جسے وہ ہست مانتے ہیں اور دھیست۔ مایا یا اودیا ہے۔ مایا کے لغوی معنے ہیں طلسم مجاز۔ یہ طلسم ہست کی صورت میں مایا کہلاتا ہے۔ اور معدوم کی صورت میں اودیا یعنی وہم یا جہل۔ برہم مایا یعنی مجاز کی پیدائش (مایا سے) میں ایسا ہو کر ایشور بن جاتا ہے۔ اور اودیا یعنی جہل یا وہم کے عارضہ میں مبتلا ہو کر روح۔ ان دونوں میں بالذات کوئی فرق نہیں۔ دونوں معلول غالص ادراک یعنی برہم ہیں۔ فرق صرف عارضہ کا ہے۔ عارضہ بھی دراصل ایک ہے۔ لیکن اس کی مجازی صورتیں دو ہیں ایک جلت دوسری معلول۔ جلت کو مایا کہتے ہیں۔ اور معلول کو اودیا یعنی جہل جب روح کو عرفان یعنی حقیقت کا علم ہو گا۔ تو عارضہ اپنے آپ ہٹ جائے گا۔ اور غالص ادراک یعنی برہم ہی باقی رہے گا یہی حالت نجات ہو گی۔

شنکر کے اس قول میں کہ "وہ تو ہے" "وہ" کا اشارہ برہم کی طرف ہے۔ اور "تو" کا روح کی طرف۔ "وہ" ضمیر غائب ہے اور "تو" ضمیر حاضر غائب کے معنے ہیں غائب مکان یا غائب زمان میں مقیم۔ یہ دونوں بھی عوارض ہیں۔ "وہ" اور "تو" میں مستقل چیز ہے محض ادراک۔ الیشور بھی مدرک ہے اور روح بھی۔ ان جوارض کے علاوہ الیشور کا عارضہ (مایا) طلسم مجاز ہے۔ اور روح کا (اودیا) وہم اور قلت علم۔ ان تمام عوارض کو نظر انداز کر دینے سے مستقل چیز فقط ادراک بچ جاتی ہے جو برہم ہے۔ "وہ" کا "وہ پن" اور "تو" کا "تو پن" الیشور کا طلسم مجاز اور روح کا قلت علم نکال سے اوجھل کر دیجئے۔ جیسے دیودت کی صورت میں کاشی اور متھرا (عوارض مکانی) اور موسم گرما اور برسات (عوارض زمانی) اوجھل کئے گئے تھے اور باقی جیسے وہاں دیودت (یا) تھا ویسے ہی یہاں غالص برہم رہے گا۔

سنسکرت میں اس صنعت کلام کا نام "بھاگ تیاگ لکشنا" ہے۔ اور دیدیں اسے "صنعت مجاز (بالحذف اجزاء) کہیں گے اس میں الفاظ کے

(باقی اگلے صفحہ پر)

ایشور اور روح فانی نہیں

مجیب۔ اوّل تم بتاؤ۔ کہ تم روح اور ایشور کا وجود دائمی مانتے ہو یا عارضی؟ معترض۔ ان دونوں کا وجود عوارض کا نتیجہ یعنی فرضی ہے اس لئے عارضی ہے مجیب۔ تم ان عوارض کو دائمی مانتے ہو یا عارضی؟ معترض۔ ہمارے مذہب میں

जीवेशौ च विशुद्धाचिद्विभेदस्तु तयोर्द्वयोः ।
अविद्या तच्चितोर्योगः षडस्माकमनादयः ॥ १ ॥
कार्य्योपाधिरयं जीवः कारणोपाधिरीश्वरः ।
कार्य्यकारणतां हित्वा पूर्णबोधोऽवशिष्यते ॥ २ ॥

(۱) روح (۲) ایشور (۳) خالص ادراک (بُرہم) (۴) روح اور ایشور میں فرق (۵) جہل یا وہم (۶) جہل اور ادراک کا تعلق۔ یہ چھ اشیاء ازلی ہیں۔ (اودیا) یعنی وہم بصورت معلول مع کا عارضہ ہے۔ اور (ایا) یعنی وہم بصورت علت ایشور کا۔ (وہم بصورت) علت و معلول سے قطع نظر کر کے ادراک کامل (بُرہم) باقی رہ جاتا ہے (سنکیپ شاریرک اور شاریرک بھاشیہ)

(ان چھ ازلی اشیاء میں سے فقط برہم ابدی ہے۔ باقی ازلی تو ہیں مگر ابدی نہیں۔ جیسے (۱) آگ (۲) آبھاء (۳) عدم ماقبل (کہ ازلی تو ہے مگر ابدی نہیں۔ جب تک (اودیا) جہل یا وہم رہتا ہے۔ تب تک یہ پانچ اشیاء قائم رہتی ہیں۔ ان پانچ اشیاء کا حدوث یعنی آغاز معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ غیر حادث یعنی ازلی ہیں۔ علم (حقیقت) ہونے کے بعد یہ نابود ہو جاتی ہیں۔ اس لئے انہیں غیر ابدی یعنی عارضی کہتے ہیں۔

نیوگ ویدانت کے مطابق ازلی اشیا چھ ہیں یا دو؟

مجیب۔ تمہارے یہ دونوں مقولے غلط ہیں۔ کیونکہ تمہارے مذہب میں (اودیا) جہل کے تعلق کے بغیر روح اور (ایا) طلسم مجاز کے تعلق کے بغیر ایشور کا کچھ وجود نہیں۔ اس لئے "جہل اور ادراک کا تعلق" کہہ کر جو تم نے چھٹی شے شمار کی ہے۔ اس کی جُدا ہستی نہیں رہتی۔ "وہم بصورت علت و معلول" کا شمار بھی بالترتیب ایشور اور روح کے شمار میں شامل ہے۔ علاوہ بریں برہم سے وہم بصورت علت و معلول کا تعلق ہوئے کے بغیر بالترتیب ایشور اور روح نہیں بن سکتے۔ اس لئے ایشور اور روح کا شمار برہم اور وہم سے الگ کرنا فضول ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ تمہارے مذہب میں فقط دو اشیاء یعنی ایک برہم اور دوسرے (اودیا) وہم یا جہل ہی کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ چھ اشیاء کا نہیں۔

کیا برہم وہم میں مبتلا ہو سکتا ہے؟

اس کے علاوہ جہل بصورت معلول علت کے عوارض سے

پچھلے مقولے سے آگے) پہلے معنے نہیں لئے جاتے۔ برخلاف اس کے معنی معروف کا کچھ حصہ نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ غیر کے معنے میں سے خاصیت نظر انداز کر دی اور صفت لے لی۔ ایسے ہی یہاں "دہ" کے معنے میں سے غائب مکان اور غائب زمان نظر انداز کر دیا۔ ایشور اس غیر کا مرجع ہے اس کے معنے میدانتیوں کے نزدیک ہیں طلسم مجاز میں مقید برہم صفت مجاز (دکشنا) کے مطابق لے طلسم مجاز نظر انداز کر دیا گیا۔ پس "دہ" کے معنے غائب مکان۔ غائب زمان اور طلسم مجاز سے آزاد خالص برہم یا خالص ادراک ہوئے۔ ایسے ہی "میر" کے معنے حاضر مکان۔ حاضر زمان اور عالم جہل سے آزاد روح یعنی خالص برہم یا خالص ادراک ہوئے۔ معترض اس (دکشنا) صفت مجاز کے ذریعہ وحدت وجود ثابت کرنا چاہتا ہے اس کے پاس طلسم مجاز کا علاج صفت مجاز ہے۔

لہ معلول اشیاء معلول ہونے سے پہلے معدوم ہوتی ہیں۔ اس کا یہ عدم عدم ماقبل کہلاتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۲

بالترتیب رُوح اور ایشور کا وجود ثابت کیا جا سکتا ہے جب غیر محدود دائم الوجود۔ پاک علیم۔ آزاد بالذات۔ اور محیط کل برہم (ذات باری) سے جہل کا تعلق ثابت ہو۔ اگر اس کے ایک حصہ میں اُس کے اپنے سہارے سے قائم کوئی اپنے ہی متعلق ازلی جہل تسلیم کر دگے۔ تو سارا برہم خالص ادراک نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ایک حصہ میں جہل تسلیم کر دگے تو محدود ہونے کے باعث یہ جہل اِدھر اُدھر آ جا سکے گا۔ جہاں جہاں جائے گا۔ وہاں کا برہم جاہل ہوتا جائے گا۔ اور جس جس حصہ سے جہل کوچ کرتا جائے گا۔ وہاں کا برہم عالم ہوتا جائے گا۔ اس حالت میں کسی حصہ کے برہم کو بھی ازلی اور خالص علم (ادراک) سے متصف نہیں کہہ سکو گے۔ پھر برہم کا جو حصہ جہل کی حد کے اندر ہوگا۔ اُسے جہل کا علم ہوگا۔ (دوسرے حصوں کو نہیں) اس طرح برہم کے اجزاء ہو جائیں گے۔ کچھ جہل کے اندر اور کچھ باہر۔ اب اگر کہو کہ اجزاء ہو جائیں۔ اس سے برہم کا کچھ نہیں بگڑتا۔ تو (غلط ہے۔ کیونکہ اس طرح وہ) غیر منقسم نہیں رہتا۔ برخلاف اس کے اگر ناقابل تجزیہ یعنی غیر منقسم (اور محیط) ہے تو جاہل نہیں ہوگا۔ علاوہ بریں جہل اور علم معکوس اوصاف ہیں۔ ان کا کسی جوہر سے دائمی تعلق ہونا چاہیئے۔ اگر ایسا ہے۔ تو یہ تعلق لازم (سوائے سمبندھ) عارضی نہیں ہو سکتا۔ جیسے جسم کے ایک حصہ میں پیڑا ہو جانے سے تمام جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔ ایسے ہی برہم کے ایک حصہ میں جہل اور رنج و راحت وغیرہ عوارض کے موجود ہونے سے تمام برہم رنج وغیرہ احساسات میں مبتلا ہو۔

(انتہ کرن) آلۂ باطن کی (اُپادھی) عارضہ

اور اگر تمہارا مذہب یہ ہو۔ کہ عارضہ معلول یعنی انتہ کرن (آلۂ باطن) کے تعلق کے باعث برہم جیسے (رُوح) بن جاتا ہے۔ تو ہمارا سوال یہ ہے کہ برہم محیط ہے یا مکانی محدود۔ اگر کہو کہ برہم تو محیط ہے۔ لیکن عارضہ یعنی انتہ کرن (آلۂ باطن) محدود ہے۔ اور انتہ کرن (آلۂ باطن) (ایک نہیں بلکہ) متعدد اور الگ الگ ہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ انتہ کرن (آلۂ باطن) چلتا پھرتا ہے یا نہیں؟ معترض۔ چلتا پھرتا ہے۔ مجیب۔ انتہ کرن (آلۂ باطن) کے ساتھ ساتھ برہم بھی چلتا پھرتا ہے یا قائم رہتا ہے؟ معترض۔ برہم قائم رہتا ہے مجیب۔ اس کے معنے یہ ہوئے۔ کہ جس جس مقام کو انتہ کرن (آلۂ باطن) چھوڑتا جائے گا۔ اس اس مقام کا برہم جہل سے آزاد اور جس جس مقام میں انتہ کرن (آلۂ باطن) جائے گا۔ اس اس مقام کا خالص یعنی بے نقص برہم جاہل ہوتا جائے گا۔ دوسرے لفظوں میں برہم ایک لمحہ میں عالم ہوگا۔ اور دوسرے میں جاہل۔ اس سے بندھ اور موکش (قید و نجات بھی عارضی یعنی لمحہ بھر کی ہوں گی۔ اور جیسے ایک شخص کے دیکھے ہوئے کو دوسرا شخص یاد نہیں کر سکتا۔ اسی طرح کل کی دیکھی یا سُنی ہوئی بات کو یاد کرنا محال ہوگا۔ کیونکہ جس وقت دیکھا یا سنا تھا۔ وہ دوسرا مقام اور دوسرا وقت تھا۔ اور اب اس سے مختلف مقام اور مختلف وقت ہے۔ اگر کہو کہ برہم (سب جگہ) ایک ہے (اس لئے ہر جگہ کی بات یاد رکھتا ہے) تو سوال اُٹھتا ہے۔ کہ رُوح علیم کل کیوں نہیں؟ اور اگر کہو۔ کہ انتہ کرن (آلات باطنی) مختلف ہیں اس لئے علم بھی مختلف ہوتا ہے۔ تو اس پر اعتراض یہ وارد ہوتا ہے۔ کہ (انتہ کرن) آلۂ باطن تو غیر مدرک چیز ہے۔ اسے علم ہو ہی نہیں سکتا۔

کیا رُوح برہم کا عکس ہے؟

اگر کہو کہ علم نہ فقط انتہ کرن یعنی آلۂ باطن کو ہوتا ہے اور نہ فقط برہم کو۔ بلکہ انتہ کرن یعنی آلۂ باطن میں مقیم برہم کے

عکس کو ہوتا ہے۔ تو علم آلۂ باطن کے ذریعہ مدرک برہم کو ہوا۔ (جب مدرک برہم ثابت ہے۔) تو وہ اثر کرن (آلۂ باطن) کی وجہ سے محدود اور محدود العلم کیوں ہو جاتا ہے؟ اس استدلال سے ثابت ہے۔ کہ برہم (مایا) عارضہ بصورت علت اور (اودیا) عارضہ بصورت معلول کے تعلق سے بالترتیب ایشور اور روح نہیں بن سکتا۔ برخلاف اس کے ایشور نام ہی برہم کا ہے۔ اور برہم سے مختلف ازلی غیر حادث اور غیر فانی ذات کو روح کہتے ہیں۔ اگر تم کہو۔ کہ برہم کے عکس کا نام روح ہے۔ تو عکس تو عارضی چیز ہے اس سے روح عارضی شے ہوئی۔ تب راحت نجات سے (جو تمہارے عقیدہ میں ابدی ہے) کون مستفیض ہوگا؟ اس سے ثابت ہے۔ کہ برہم نہ کبھی روح تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔

معترض۔ تو چھاندوگیہ اپنشد کے مندرجہ ذیل فقرہ کے مطابق وحدت وجود کس طرح ثابت ہوگی؟

'सदेव सोम्येदमग्र आसीदेकमेवाद्वितीयम्'

برخوردار! یہ پہلے موجود ہی تھا۔ یہ ایک اور لاثانی[1] تھا۔ (چھاندوگیہ)

(اودیت) لاشریک برہم (خدا)

ہمارے مذہب میں تو برہم کے علاوہ اس کا کوئی ہمجنس غیر جنس۔ یا اپنا کوئی عضو یا جزو اس کی ذات میں ایک نہیں ہے۔ بلکہ فقط برہم ہی موجود ہے جب روح اس سے مختلف ہے۔ تو اودیت کیسے ثابت ہو سکتا ہے؟ عجیب تم وہم میں پڑ کر خواہ مخواہ فرد ہو لیے ہو۔ ذرا صفت و موصوف کے تعلق پر غور کرو۔ اگر کہو۔ کہ صفت وہ ہے جو موصوف کی دوسرے موجودات سے تمیز کرائے تو یہ بھی تمہیں تسلیم کرنا ہوگا۔ کہ صفت جہاں تمیز کراتی ہے۔ وہاں موصوف کی تعریف بھی کرتی ہے۔ اپنشد کے مندرجہ بالا فقرہ میں "ادویت" (واحد) صفت ہے برہم کی۔ اس صفت کے طفیل برہم کی تمیز اس طرح ہوتی ہے۔ کہ یہ کثیر التعداد ارواح اور عناصر سے واحد برہم کو ممیز کر دیتی ہے۔ اور برہم کی تعریف اس طرح ہوتی ہے۔ کہ اس کے واحد ہونے کا اعلان کرتی ہے۔ مثلاً کسی نے کسی سے کہا۔ کہ اس شہر میں دیوت اودیتیہ (لاثانی) مالدار ہے یا اس فوج میں وکرم سنگھ (اودیتیہ) لاثانی شجاع ہے۔ ان اقوال کا منشا یہ ہے۔ کہ اس شہر میں دیوت کا ہمپایہ مالدار اور اس فوج میں وکرم سنگھ کا ہم پلہ شجاع کوئی نہیں۔ کم مالدار اور کم شجاع تو اور بھی ہیں۔ ان کے علاوہ خاک وغیرہ بے جان اشیاء اور حیوانات وغیرہ جاندار اور درخت وغیرہ بھی موجود ہیں۔ ان کی موجودگی کی تمہید نہیں ہو سکتی اسی طرح برہم کی ہمپایہ ارواح اور ہمپایہ مادہ (پرکرتی) نہیں ہے لیکن اس سے کم درجہ کی ارواح اور کم درجہ مادہ (پرکرتی) ہے اس مثال سے ظاہر ہے۔ کہ برہم ہمیشہ ایک ہے۔ اور ارواح اور عناصر جو مادہ (پرکرتی) میں شامل ہیں کثیر التعداد ہیں صفت اودیت یا اودیتیہ" برہم کو ان سے ممیز کر کے برہم کی وحدت کا اعلان کرتی ہے۔

(تین انادی) ازلیات ثلاثہ

پس روح۔ مادہ (پرکرتی) اور معلول عالم موجودات کا عدم ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ ارواح بھی موجود ہیں۔ مادہ (پرکرتی) بھی لیکن وہ (برہم) خدا کے ہمپایہ نہیں۔ اس سے نہ (برہم کی) وحدت کو نقصان پہنچتا ہے اور نہ (ارواح اور عناصر کی) کثرت کو۔ تم خواہ مخواہ گھبراؤ مت۔ ذرا غور و خوض سے کام لو۔ معترض۔ برہم (خدا) کے اوصاف ہستی۔ ادراک اور سرور ہیں۔ روح بھی ہست۔ مدرک اور مسرور ہے۔ اس سے ان دونوں کا واحد ہونا ثابت ہوتا ہے۔ تم اس کی تمہید کیوں کرتے ہو؟

[1] اپنشد میں لفظ "اودیتیہ" آیا ہے جس کے معنے ہیں لاثانی یا لاشریک

جُزوی وحدت

مُعترض۔ جُزوی اشتراک اوصاف سے وحدت وجود ثابت نہیں ہوتی جیسے خاک غیر مدرک اور محسوس ہے۔ ایسے ہی آب اور آتش بھی غیر مدرک اور محسوس اشیاء ہیں اس سے یہ تینوں اشیاء ایک نہیں ہو جاتیں۔ ان میں کئی اوصاف باہم مختلف بھی ہیں مثلاً خاک میں کیفیت اور محسوس ہونا وغیرہ۔ آب میں ذائقہ۔ مائعیت اور ملائمت۔ اور آتش میں صورت اور روشنی وغیرہ۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ یہ تمام اشیاء ایک نہیں۔ یا جیسے انسان اور چیونٹی دونوں آنکھ سے دیکھتے منہ سے کھاتے اور پاؤں سے چلتے ہیں۔ تاہم انسان کی ہیئت چیونٹی کی ہیئت سے مختلف ہے۔ انسان کے دو پاؤں ہیں اور چیونٹی کے بہت سے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ انسان اور چیونٹی ایک نہیں۔ اسی طرح چونکہ پرمیشور کا علم ہر دم اور ہر فعل لاانتہا ہیں اور وہ ہم اور خطا سے پاک اور محیط ہے۔ ان اوصاف کی وجہ سے وہ ارواح سے مختلف ہے۔ اور روح کا علم۔ قوت اور وجود محدود ہے اس میں بہم اور خطا کا امکان ہے۔ اور وہ صغیر ہے۔ ان اوصاف کی وجہ سے وہ پرمیشور سے مختلف ہے۔ غرضیکہ پرمیشور اور روح ایک نہیں۔ پرمیشور روح سے زیادہ لطیف اور روح پرمیشور سے کم لطیف ہے (یہ بھی ان دونوں میں صاف فرق ہے)۔ مُعترض۔

अथोदरमन्तरं कुरुते, अथ तस्य भयं भवति । ।

جو پرمیشور اور جیو (روح) میں ذرا بھی تغیر کرتا ہے۔ اس پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔ (تیتریہ)

द्वितीयाद्वै भयं भवति ।। (کیونکہ خوف غیر سے ہوتا ہے۔ (برہدارنیک)

یہ اقوال (تیتریہ اور برہدارنیک اپنشد کے ہیں۔ ان اقوال کا مفہوم صاف ہے۔ کہ پرمیشور اور روح میں تمیز نہیں کرنی چاہیئے مُجیب۔ اس عبارت کا مفہوم یہ نہیں۔ جو تم نے بیان کیا۔ اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جو شخص پرمیشور کے وجود سے منکر ہو یا اسے کسی خاص مکان یا زمان میں محدود تسلیم کرے۔ یا اس کے احکام یا اوصاف۔ افعال اور عادات کا مخالف ہو یا کسی دوسرے شخص سے عبادت کا سلوک کرے۔ اس پر خوف طاری ہوتا ہے۔ کیونکہ خوف نتیجہ ہے مغائرت کا مثلاً کوئی شخص کہے۔ کہ پرمیشور کا مجھ سے کچھ تعلق نہیں۔ یا کسی اور شخص سے کہے۔ کہ میں تمہیں کچھ نہیں سمجھتا۔ تو میرا کچھ بنا یا بگاڑ نہیں سکتا۔ یا کوئی کسی کو نقصان یا تکلیف پہنچا جائے۔ تو اس سے خوف ہوتا ہے۔ اور اگر کسی طرح کی مغائرت نہ ہو۔ تو دونوں ایک کہلاتے ہیں۔ مثلاً عوام الناس کہہ دیتے ہیں۔ کہ دیوداتت۔ یگیہ دت۔ اور وشنو مترا ایک ہیں اس کے صفحہ پر ہوتے ہیں۔ کہ ان میں غیریت نہیں ہے۔ غیریت کا نہ ہونا راحت کا اور ہونا رنج کا باعث ہوتا ہے۔

خُدا اور روح کبھی ایک نہیں ہوتے

مُعترض۔ ہم (خدا) اور جیو (روح) ہمیشہ مختلف رہتے ہیں یا کبھی دونوں مل کر ایک بھی ہو جاتے ہیں؟

مُجیب۔ اس کا جواب کچھ تو اوپر دیا جا چکا ہے۔ (اس میں اتنا اور اضافہ کر لو۔ کہ) اشتراک اوصاف سے جُزوی وحدت (یکسانیت) کبھی ہو جاتی ہے مثلاً آکاش (خلا) اور مجسم جوہر جہاں تک عدم ادراک اور ایک دوسرے سے کبھی جُدا نہ ہونے کا تعلق ہے۔ ایک ہیں۔ لیکن آکاش خلا محیط۔ لطیف صورت سے معرا۔ لاانتہا وغیرہ اوصاف سے متصف ہے۔ اور مجسم جوہر اجسم محدود اور محسوس چیز ہوتا ہے۔ اس لئے ان دونوں میں اختلاف اوصاف بھی ہے دوسرے لفظوں میں خاک وغیرہ جواہر خلا سے جُدا کبھی نہیں رہ سکتے۔ (ہر مجسم چیز کے قیام کے لئے خلا چاہیئے۔ پس ہوا خلا اور مجسم اشیاء کا اشتراک مگر پھر ان دونوں کی ماہیت مختلف ہے۔ اس وجہ سے دونوں باہم تمیز ہیں۔ اسی

طرح برہم (خدا) بھی محیط ہے۔ روح اور خاک وغیرہ جواہر اس سے الگ کبھی نہیں ہو سکتے۔ مگر ماہیت کے اعتبار سے ایک بھی نہیں۔ مثال کے طور پر مکان کی تعمیر سے پیشتر مٹی۔ لکڑی اور لوہا وغیرہ اشیاء مختلف مقامات پر رہتی ہوئی بھی (ایک ہی) خلا میں موجود ہیں جب مکان بن گیا تب بھی اسی خلا میں ہیں۔ اور جب مسمار ہو گیا۔ اور اس کے مختلف اجزا مختلف مقامات پر چلے گئے۔ تب بھی خلا ہی میں ہیں یعنی یہ تینوں زمانوں میں خلا سے جدا نہیں ہو سکتیں۔ تاہم چونکہ ان کی ماہیت خلا سے مختلف ہے۔ اس لئے وہ اور خلا نہ کبھی ایک تھے۔ نہ ہیں اور نہ ہوں گے۔ اسی طرح ارواح اور عالم کائنات کی تمام اشیاء پرمیشور کے محیط ہونے کی وجہ سے کسی زمانے میں پرمیشور سے جدا بھی نہیں ہوتیں۔ اور جدا و مختلف ہونے کی وجہ سے وہ اور پرمیشور ایک کبھی بھی نہیں ہو سکتے جس طرح جدید کے وید انتیوں کی نظر میں ہر شخص کی طرح (یکطرفہ) ہے۔ وہ مطابقت کے پہلو کو تو مدنظر رکھتے ہیں۔ لیکن اختلاف کے پہلو کو نظر انداز کر دیتے ہیں اس لئے ان کا علم حقیقت کے خلاف رہتا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا جوہر نہیں جس میں بعض اوصاف کا بعد اور بعض کا عدم۔ بعض اوصاف میں دیگر جواہر سے تماثل اور بعض میں تخالف بعض اوصاف کا اس میں اور دیگر جواہر میں اشتراک اور بعض کا باہم افتراق یا امتیاز نہ پایا جائے۔ یا دوسرے جواہر کو مختص یا ممیز نہ کرے۔

(سگن) متصف اور (نرگن) غیر متصف

معترض۔ پرمیشور (سگن) متصف ہے یا غیر متصف؟ مجیب۔ (سگن) متصف بھی ہے

(نرگن) غیر متصف بھی۔ معترض۔ کیا کبھی ایک میان میں دو تلواریں بھی رہ سکتی ہیں؟ ایک شے ایک ساتھ متصف اور غیر متصف کیسے ہو سکتی ہے؟ مجیب جیسے غیر مدرک اشیاء میں صورت وغیرہ اوصاف موجود ہیں۔ اور مدرک جوہر کے ادراک وغیرہ اوصاف موجود نہیں ہیں۔ اسی طرح مدرک جوہر (روح) میں خواہش وغیرہ اوصاف موجود ہیں اور صورت وغیرہ غیر مدرک اشیاء کے اوصاف موجود نہیں ہیں۔ جو اوصاف جس جوہر میں موجود ہیں۔ ان اوصاف سے وہ جوہر متصف اور جو اوصاف اس میں نہیں ہیں۔ ان سے وہ غیر متصف ہے۔ اپنے اپنے ذاتی اوصاف سے ہر شے متصف اور متضاد اشیاء کے اوصاف غیر متصف ہے۔ ایسی کوئی شے نہیں۔ جو متصف محض یا غیر متصف محض ہو۔ پرمیشور اس کے ہر شے متصف بھی ہے اور غیر متصف بھی۔ اسی طرح پرمیشور اپنے لامتناہی علم اور قوت وغیرہ اوصاف سے متصف اور صورت وغیرہ غیر مدرک اشیاء کے اور لغزت وغیرہ مدرک ارواح کے اوصاف سے غیر متصف ہے۔ معترض۔ بالعموم غیر متشکل کو (نرگن) غیر متصف اور متشکل کو (سگن) متصف کہتے ہیں۔ یعنی جب پرمیشور قالب اختیار نہیں کرتا تب (نرگن) غیر متصف اور جب قالب اختیار کرتا ہے۔ تب (سگن) متصف کہلاتا ہے مجیب۔ یہ خیال فقط جہلا کا ہے جو لوگ علم سے بے بہرہ ہیں۔ وہ حیوانوں کی مانند بڑبڑایا کرتے ہیں۔ جیسے سرسام کا بیمار دواہی تباہی بکتا ہے۔ اور اس کا کچھ مفہوم نہیں ہوتا۔ ایسے ہی جاہل مطلق کے اقوال کو بھی لایعنی سمجھنا چاہیئے معترض۔ پرمیشور راقب ہے یا نہیں؟ مجیب۔ ان دونوں میں سے کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ رقبت اپنے سے جدا۔ افضل تر اشیاء کی طرف ہوتی ہے۔ اور پرمیشور سے نہ کوئی چیز جدا ہے۔ اور نہ افضل تر۔ اس لئے اس میں رقبت کا امکان نہیں۔ اور تارک وہ ہے جو حاصل شدہ اشیاء کو ترک کر دے۔ پرمیشور محیط ہونے کی وجہ سے کسی شے کو ترک نہیں کر سکتا۔ اس لئے تارک بھی نہیں۔

(ایکشن) علم کل اور خالقیت

معترض۔ پرمیشور میں صفت خواہش ہے یا نہیں؟

مجیب۔ ایسی صفت خواہش نہیں (ایسی ہم تم میں ہے)۔ کیونکہ خواہش بھی غیر مبصر اپنے سے افضل اور اعلیٰ اشیاء کی ہوتی ہے جن کے حاصل ہونے سے راحت حاصل ہو۔ پرمیشور کو نہ کوئی چیز غیر مبصر ہے۔ نہ اس سے کوئی چیز افضل ہے۔ مسرور بالذات ہونے کی وجہ سے اسے راحت کی احتیاج بھی نہیں ہے۔ اس لئے ایشور میں صفت خواہش کا تو امکان نہیں۔ البتہ "ایکشن" یعنی تمام علوم کا کشف اور خالقیت کی صفت ہے۔ عاقلاں را اشارہ کافی است۔

ایشور کے اس مختصر بیان کے بعد اب وید کے موضوع پر روشنی ڈالی جائے گی۔

यस्माद्ऋचो अपातक्षन् यजुर्यस्मादपाकषन् ।

सामानि यस्य लोमान्यथर्वाङ्गिरसो मुखं स्कम्भन्तं ब्रूहि कतमः स्विदेव सः ॥

جس پرماتما سے رگ وید۔ سام[1] وید اور اتھروید معرض ظہور میں آتے ہیں۔ وہ خدا کی اور محض ذات کے لئے ہے

(اس سوال کا جواب ہو تمام کائنات کی پیدائش اور قیام کا موجب ہے وہی پرماتما ہے۔ اتھروید ۱۰-۷-۲۰

स्वयम्भूर्याथातथ्यतोऽर्थान् व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः ॥ ॥

قائم الذات محیط کل۔ پاک۔ قدیم غیر متشکل پرمیشور اپنی انادی بعادی یعنی جملہ ادوار کی بہبودی کے لئے (وید کے ذریعہ) تمام علوم کی کماحقہ تلقین فرماتا ہے۔ یجروید ۴۰

معترض۔ تم پرمیشور کو متشکل مانتے ہو یا غیر متشکل؟ مجیب۔ غیر متشکل۔

الہام کے لئے پرمیشور کا متشکل ہونا ضروری نہیں

معترض جب وہ غیر متشکل ہے تو بغیر منہ کے وید کے حروف کا تلفظ کیسے کر سکتا ہے، کیونکہ حروف کے تلفظ کے لئے تالو وغیرہ مخارج اور زبان کی حرکت ضروری ہے مجیب۔ پرمیشور قدیم کل بھی ہے محیط کل بھی۔ ادراج پر اس کا احاطہ ہے۔ اس لئے انہیں علوم وید کی تعلیم دینے کے لئے اسے منہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ منہ اور زبان سے حروف کا تلفظ دوسروں کو سنانے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اپنے لئے نہیں متکلم کے اپنے دل میں مختلف امور کا خیال اور الفاظ کا تلفظ بغیر منہ اور زبان کے عمل کے ہوتا رہتا ہے۔ ذرا کانوں کو انگلیوں سے بند کر کے دیکھو اور سنو۔ کس طرح بغیر منہ۔ زبان۔ تالو وغیرہ مخارج کے آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ پرمیشور نے (انتریامی) مالک القلوب ہونے کی وجہ سے ادراج کو اپنی کے اندر سے تلقین فرمائی ہے۔ تلفظ کی ضرورت تو اپنے سے باہر کے شخص کو سمجھانے کے لئے ہوتی ہے جب پرمیشور غیر متشکل اور محیط کل ہے۔ تو وید کے تمام علوم کی تلقین یعنی انکشاف اپنی قائم فی الروح ذات کے ذریعہ ادراج کے اندر سے کر دیتا ہے۔ اور اسی تلقین کو انسان اپنی زبان کے ذریعہ اور دل تک پہنچاتا ہے۔ پس پرمیشور کے الہام پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا۔

وید کا ظہور کن پر ہوا

معترض۔ پرمیشور نے وید کا انکشاف کن کے باطن میں اور کب کیا؟

अग्नेर्वा ऋग्वेदो जायते वायोर्यजुर्वेदः सूर्यात्सामवेदः

---

[1] لفظی ترجمہ: "سام وید جس کے رونگٹوں کی مانند ہے۔ اور اتھروید کے علم جس کا منہ ہیں" سام وید کا مضمون (گایا جانا) قریب ایسی ہے جس کا تعلق جذبات سے ہے۔ جذبات کا بہترین اظہار گیت کہتے ہیں اور منہ تلقین کا ذریعہ ہے۔ وید کے یہ دونوں استعارے معنی خیز ہیں۔ (مترجم)

اِبتدائے آفرینش میں پرماتما نے اگنی۔ وایو۔ آدتیہ (اَدھرانگرہ) کے باطن میں ایک ایک وید (بالترتیب
رگوید۔ یجروید۔ سام وید اور اتھروید) کا انکشاف فرمایا۔ (شتپتھ ۱۱-۵-۸-۳)

معترض اپنشد کا فرمان تو یہ ہے۔ यो वै ब्रह्माणं विदधाति पूर्वं यो व वेदांश्च प्रहिणोति तस्मै ॥
جو پہلے برہما کو پیدا کرتا اور اسے وید کا الہام فرماتا ہے۔ (شویت اشوتر اپنشد-۶-۱۸)
اپنشد کے اِس قول کے مطابق وید کا الہام برہما جی کے قلب میں ہوا۔ پھر آپ نے اگنی وغیرہ رشیوں کے
باطن میں کیوں کیا؟ مجیب۔ برہما کے باطن میں وید اگنی وغیرہ کے ذریعہ متجلی کیا گیا۔ چنانچہ منوسمرتی میں مرقوم ہے

अग्निवायुरविभ्यस्तु त्रयं ब्रह्म सनातनम् ।
दुदोह यज्ञसिद्ध्यर्थमृग्यजुः सामलक्षणम् ॥

(پرماتما نے اِبتدائے آفرینش میں انسانوں کو پیدا کرکے اگنی وغیرہ چاروں رشیوں کے ذریعہ برہما کو وید عنایت
کیے۔ اور برہما نے اگنی۔ وایو۔ آدتیہ (اَدھرانگرہ) سے بالترتیب رگوید۔ یجروید۔ سام وید (اور اتھروید بھی)
حاصل کیے۔ منو ۱-۲۳

معترض۔ وید کا انکشاف اِن چار اشخاص پر کیا۔ اور دوں پر نہیں اِس سے پہلا شرط فدار ثابت ہوتا ہے۔ مجیب
تمام اور لوگ میں یہ چار اشخاص نہایت پاکیزہ باطن تھے۔ دیگر اشخاص اُن کے ہمپایہ نہیں تھے اِس لئے اِن پاک

لہ چاروں ویدوں کے کلام الٰہی ہونے کی سند اتھروید ۱۰-۲۳-۲۰ سے اوپر پیش کی جا چکی ہے (دیکھو صفحہ ۱۹۹) شتپتھ برہمن اور منوسمرتی
کے اقوال کی توضیح وید کی اس سند کے مطابق کی گئی ہے۔ شتپتھ برہمن کے مصنف رشی یاگیہ والکیہ نے چاروں وید دل کا ذکر کیا
ہے۔ چنانچہ کانڈ ۱۱۔ ادھیائے ۵ برہمن ۸ اور کنڈکا ۴ میں لکھتے ہیں۔

एषमाहुतयो ह वाऽएता देवानां । यदृचः,
स य एवं विद्वानृचोऽहरहः स्वाध्यायमधीते ॥
आज्याहुतयो ह वाऽएता देवानां । यद्यजूंषि
स य एवं विद्वान् यजूंष्यहरहः स्वाध्यायमधीते ।
सोमाहुतयो ह वाऽएता देवानां । यत्सामानि,
स य एवं विद्वान्त्सामान्यहरहः स्वाध्यायमधीते ।
मेदमाहुतयो ह वा ऽएता देवानां । यदथर्वाङ्गिरसः,
स य एवं विद्वानथर्वाङ्गिरसोऽहरहः स्वाध्यायमधीते ।

اتھروانگرسی شرتی: یہاں اتھروید کو اس کے علم کے نام سے "اتھروانگرس" کہا گیا ہے منوسمرتی ۱۱-۳۳ میں۔
"اتھروانگرسی شرتی" کو برہمن کی طاقت کہا گیا ہے۔ اتھروید کے مندرجہ بالا منتر میں بھی اس وید کا ذکر اسی نام سے کیا گیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ
شتپتھ برہمن اور منوسمرتی کے مصنف کی نظر میں نہ فقط اتھروید ہی تھا۔ بلکہ اس کا یہ نام بھی جو وید اور اس کے علم دونوں کے نام پر مشتمل ہے
چاروں ویدوں کو معنا بین کے اعتبار سے "وید تمئی" یا "ددیا تری" کہنے کا رواج ہے۔ کیونکہ ان میں گیان (علم)
کرم (عمل) اور اُپاسنا (عبادت) کا ذکر پایا جاتا ہے۔

لہ دیکھو فٹ نوٹ مذکورہ بالا۔

علوم کا انکشاف اِن پر کیا گیا۔

وید کی زبان

معترض۔ وید میں کو کسی ملک کی زبان میں منکشف نہ فرما کر سنسکرت میں کیوں شرف ظہور بخشا؟ عجیب۔ اگر کسی (ایک) ملک کی زبان میں تجلی کرتا۔ تو ایشور طرفدار ہو جاتا۔ کیونکہ جس ملک کی زبان کو یہ شرف بخشا جاتا۔ وید کی درس و تدریس میں اس ملک کے لئے سہولت اور دیگر ممالک کے باشندوں کے لئے دشواری کا سامنا ہوتا۔ اِس لئے وید کا انکشاف سنسکرت میں ہوا جو کسی خاص ملک کی زبان نہیں تھی۔ وید کی زبان جو دیگر زبانوں کا سرچشمہ ہے اُسی میں کلام الٰہی کا انکشاف ہوا۔ جیسے پرمیشور کے بنائے ہوئے خاک وغیرہ (عناصر) کی پیدائش تمام ممالک اور ان کے باشندوں کے لئے یکساں ہے۔ اور یہی تمام انسانی صنعت و حرفت کا سرچشمہ ہے۔ اسی طرح پرمیشور کے الہام کی زبان بھی ایسی ہونی لازم ہے جس کے سیکھنے اور سکھانے میں تمام ممالک کے لوگوں کو ایک سی محنت کرنی پڑے۔ پس پرمیشور پر رو رعایت کا الزام عاید نہیں ہوتا۔ جیسے اوپر کہا گیا ہے۔ وید کی زبان تمام دیگر زبانوں کا مصدر و منبع ہے۔

کلام الٰہی کی خصوصیتیں

معترض۔ اِس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ وید پرمیشور کا کلام ہے کسی اور کا نہیں؟ مجیب۔ (اوّل) ایشور پاک علیم کل۔ پاکیزہ اوصاف پاکیزہ افعال۔ پاکیزہ عادات۔ اور عدل و رحم وغیرہ اوصاف سے متصف ہے جس کتاب کے بیانات ایشور کے ان اوصاف۔ افعال اور عادات کے مطابق ہوں۔ وہی کتاب کلام الٰہی ہو سکتی ہے دیگر کتب نہیں (دوم) جس کتاب میں سلسلۂ کائنات۔ (پرتیکش) مشاہدہ وغیرہ (پرمانوں) ذرائع یقین علمائے کامل (کے اخلاق و اقوال) اور اپنی بے لاگ ضمیر کی شہادت کے خلاف تحریر نہ پائی جائے۔ وہی کتاب صحیفۂ ربانی (ہونے کی صلاحیت رکھتی) ہے (سوم) ایشور کا علم وہم اور خطا سے پاک ہے جس کتاب کے بیانات وہم اور خطا سے مبرا ہوں وہی کتاب صحیفۂ ربانی (کہلانے کی اہل ہو سکتی) ہے۔ (چہارم) جس کتاب میں ذات باری۔ قانون قدرت اور مرج اور مادہ (پرکرتی) کی ماہیت کا صحیح صحیح بیان کیا گیا ہو۔ وہی صحیفۂ ربانی (سمجھی جانے کی اہل) ہے۔ وید ہی ایک ایسا صحیفہ ہے جس کی تحاریر نہ تو (پرتیکش) مشاہدہ وغیرہ (پرمانوں) ذرائع یقین اور نہ کسی پاکیزہ باطن بزرگ کی ضمیر کے برعکس ہیں۔ یہ مندرجہ بالا تمام شرائط کو پورا کرتی ہیں۔ یہ خلاف اس کے بائبل اور قرآن وغیرہ دیگر کتب ایسی نہیں (جو اس معیار پر پوری اتر سکیں۔) اس بات کی مزید توضیح تیرھویں اور چودھویں باب میں بائبل اور قرآن کے بیان میں کی جائے گی۔

الہام کی ضرورت

معترض۔ پرمیشور کی طرف سے وید کے الہام کی ضرورت نہیں کیونکہ انسان رفتہ رفتہ اپنے علم کی ترقی کرتے کرتے انجام کار کتب بھی خود بخود تصنیف کر سکتا ہے مجیب۔ ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ بغیر علت کے معلول کی پیدائش ناممکن ہے جنگلی لوگ سلسلۂ کائنات کو دیکھ کر بھی خود بخود ذی علم نہیں ہو جاتے۔ مگر جب انہیں کسی معلم سے استفیض ہونے کا موقعہ مل جائے۔ تو علوم سے بہرہ یاب ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی نمانہ حال (کی کسی مہذب قوم) کا بھی کوئی فرد کسی سے تعلیم حاصل کئے بغیر ذی علم نہیں ہو جاتا۔ اِس سے ثابت ہے۔ کہ اگر ابتدائے آفرینش میں پہلے انسانوں پر علوم وید کا انکشاف نہ فرماتا۔ اور وہ ان علوم کی

تعلیم دیگر اپنے جنس کو نہ کرتے۔ تو سب جاہل رہتے مثال کے طور پر کسی نوزائیدہ بچے کو عالم تنہائی میں رکھا یا حیوانات کی صحبت میں رکھ دیا جائے۔ تو جیسی اس کی صحبت ہوگی۔ وہ بھی ویسا ہی ہو جائے گا۔ اس حقیقت کی ایک مثال بھیل قوم ہے جب تک ملک آریہ درت سے دیگر ممالک میں تعلیم کی اشاعت نہیں ہوئی تھی۔ تب تک مصر۔ یونان۔ اٹلی۔ تبت۔ چین۔ جاپان وغیرہ کے باشندوں میں علم معدوم تھا۔ اور ولایت کے کیلیس وغیرہ اشخاص جب تک امریکہ میں نہیں گئے تھے تب تک وہاں کے لوگ بھی ہزاروں۔ لاکھوں۔ کروڑوں برس سے جاہل یعنی بے علم چلے آتے تھے لیکن تعلیم کے ملتے ہی ان تمام ممالک کے باشندے ذی علم ہو گئے ہیں۔ اسی طرح ابتدائے آفرینش میں ایشور سے تعلیم و تربیت حاصل کر کے انسان بتدریج ذی علم ہوتا گیا ہے۔

स पूर्वेषामपि गुरुः कालेनानवच्छेदात् ॥

(وہ (اسماد اول) اگلے انسانوں کا بھی ہادی ہے۔ کیونکہ اس پر زمانے کی قید نہیں) (یوگ درشن۔ سمادھی پاد سوتر ۲۶)

جیسے زمانہ حال میں ہم معلموں سے تعلیم حاصل کر کے ہی علوم سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ ایسے ہی پرمیشور ابتدائے آفرینش میں پیدا ہونے والے اگنی وغیرہ رشیوں کا معلم یعنی تعلیم دینے والا ہے۔ اور اس تو عالم خواب اور پرلے میں علم سے خالی ہوتی ہیں مگر پرمیشور نہیں۔ اس کا علم ازلی اور ابدی ہے۔ اور یہ بات بھی یقیناً صحیح سمجھنی چاہیئے۔ کہ کوئی معلول یعنی حادث شے بغیر علت کے پیدا نہیں ہو سکتی۔

وید کے معانی اور اس کی اشاعت

معترض۔ ویدوں کا ظہور سنسکرت میں ہوا۔ اور اگنی وغیرہ رشی سنسکرت زبان نہیں جانتے تھے پھر انہوں نے ویدوں کے مطالب کیسے سمجھے؟ مجیب۔ پرمیشور نے ان کے دل نشین کرائے۔ اس کے بعد احکام الٰہی کے پابند مرتاض جب جب جس جس منتر کے معانی جاننے کے خواہشمند ہو کر حالت مراقبہ میں پرمیشور کے حضور میں حاضر ہوئے تب تب اس جان جاں پرماتما نے مطلوبہ منتروں کے معانی ان پر منکشف فرمائے جب کثیر التعداد (رشیوں کے) قلوب پر منتروں کے معانی متجلی ہوئے۔ تو رشی گنوں نے وہ معانی معہ رشی گنوں کے حالات کے کتب کی شکل میں قلمبند کیے۔ ان کتب کا نام براہمن یعنی برہم یعنی وید کی تفسیر ہوا۔

ऋषयो मन्त्रद्रष्टयः मन्त्रान्सम्प्रादुः ॥

(رشیوں (یعنی منتروں کے معانی بذریعہ کشف و دیانت کرنے والوں) نے منتروں (کا علم) عطا کیا۔ نیرکت ۱۔۲۰)

جس جس منتر کے معانی کا کشف اول اول جس جس رشی کے باطن میں ہوا۔ یعنی جس سے پہلے کسی نے اس منتر کا مفہوم ظاہر نہیں کیا تھا۔ دوسرے لفظوں میں جس رشی نے اول اول جس منتر کی تعلیم اوروں کو دی۔ اس اس منتر کے ساتھ اب تک اس اس رشی کا نام بطور یادداشت درج ہے جو لوگ انہیں منتروں کا مصنف کہتے ہیں۔ ان کا یہ دعویٰ باطل سمجھنا چاہیئے۔ رشی تو منتروں کے معانی کی اشاعت کرنے والے ہوتے ہیں۔

وید چار شاستروں کا نام ہے

معترض۔ وید کن کتب کا نام ہے؟ مجیب۔ یگوید۔ یجروید۔ سام وید۔ اتھروید۔ ان شاستروں کا دیگر کتب کا نہیں۔

معترض۔ کاتیائن وغیرہ کے مندرجہ ذیل (پرتگیا سوتروں) اقوال ادعیہ وغیرہ کے کیا معنی کرو گے؟

मन्त्रब्राह्मणयोर्वेदनामधेयम् ॥ منتر اور براہمن کا نام وید ہے

عجیب۔ دیکھو سنہتاؤں کے شروع میں اور پھر (ہر اصحیائے) باب کے خاتمہ پر لفظ "وید" زمانہ قدیم سے لکھا چلا آتا ہے لیکن براہمن کے نہ شروع میں اور نہ کسی باب کے اختتام پر یہ نام تحریر ہے۔ علاوہ ازیں ترکت میں (جہاں وید کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ وہاں) لکھا جاتا ہے "یہ نگم ہے"۔ (نگم کے معنی ہیں وید۔ اور جہاں براہمن کا حوالہ دیتے ہیں وہاں لکھتے ہیں) "یہ براہمن ہے" مثلاً

इत्यपि निगमो भवति । इति[च]ब्राह्मणम् ॥

ترکت ۶ - ۶ - ۳۰ - ۲ (یہاں نگم وید کے لئے اور براہمن براہمن گرنتھ کے لئے استعمال ہوا ہے۔)

ॐ छन्दोब्राह्मणानि च तद्विषयाणि ॥ اشٹادھیائی ۴ - ۲ - ۶۶ کے اس حوالہ میں چھند اور براہمن دو مختلف الفاظ کا استعمال ہوا ہے جو بالترتیب وید اور براہمن کے الگ الگ نام ہیں۔

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وید منتر بھاگ کا نام ہے۔ اور براہمن اس کی گویا توضیح ہے جہاں اس مضمون کی زیادہ وضاحت جاننا مطلوب ہو۔ وہ میری بنائی "رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا" کا مطالعہ کریں۔ اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ دیگر متعدد حوالجات کے تضاد ہونے کی وجہ سے یہ قول کا تیائن کا نہیں ہو سکتا اگر براہمن کو وید تسلیم کر لیں۔ تو وید انسانی ثابت نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ براہمنوں میں کثیر التعداد رشیوں اور راجاؤں جہاں راجاؤں کے سوانح حیات درج ہیں۔

وید میں تاریخی حالات نہیں

تاریخی حالات ہمیشہ اشخاص متذکرہ تاریخ کی پیدائش کے بعد لکھے جاتے ہیں۔ پس جس کتاب میں ایسے تاریخی حالات کا اندراج ہو۔ وہ ان اشخاص کی ولادت کے بعد کی ہی ہو سکتی ہے۔ ویدوں میں تاریخی حالات کا اندراج نہیں۔ بلکہ وہاں تو کسی خاص شخص کا نام یا ذکر بھی نہیں پایا جاتا۔ برخلاف اس کے شروع سے آخر تک فقط ایسے الفاظ کا استعمال ہوا ہے جن سے کسی علم کا انکشاف ہو۔

شاکھائیں یعنی ویدکی شرحیں

اعتراض۔ ویدوں کی کتنی شاکھائیں (شاخیں) ہیں؟

جواب۔ گیارہ موستائیں معترض۔ شاکھا (شاخ) سے کیا مراد ہے؟ جواب۔ شاکھا (شاخ) کے معنے ہیں تفسیر معترض۔ علماء کے تردیک شاکھائیں (شاخیں) ویدکی میں شامل اجزاء کا نام ہے جواب۔ ذرا فہم و فکر سے کام لو۔ تو بہتر ہو۔ تمام شاکھائیں (شاخیں) آشولائن وغیرہ رشیوں کے نام سے مشہور ہیں۔ حالانکہ منتر سنہتا خود پرمیشور کے ہی نام سے زبان زد خلائق ہے پھر ان ویدکلام الٰہی مانے جاتے ہیں۔ لیکن آشولائن وغیرہ کی تصنیف کردہ شاکھائیں اپنے اپنے مصنف کی تصنیف تسلیم کی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں تمام شاکھاؤں میں منتروں کے ٹکڑوں کے حوالے دے کر ان کی تشریح کی گئی ہے مثلاً تیتریہ شاکھائیں یجروید کے پہلے منتر کے ابتدائی الفاظ "اِشے تو ورجے تو" کا اقتباس لے کر ان کی توضیح دیکھی ہے برخلاف اس کے منتر سنہتاؤں میں کسی دوسری کتاب کا اقتباس نہیں دیا گیا اس سے ثابت ہے کہ چاروں وید جو اصل ہیں وہ کلام الٰہی ہیں۔ اور آشولائن وغیرہ رشیوں کی جو شاخیں ہیں۔ وہ بعض منتروں کی تصانیف ہیں الشاذ کی نہیں۔ جو صاحب اس موضوع پر زیادہ تفصیل سے غور کرنا چاہیں۔ وہ "رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا" کا مطالعہ کریں۔ جیسے ماں باپ اپنی اولاد پر نظر عنایت فرما کر ان کی ترقی کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ ویسے ہی پرماتما نے تمام

بنی نوع انسان پر رحم فرما کر ویدوں کو شرف ظہور بخشا ہے۔ تاکہ انسان ظلمت جہل سے کل کردام اوہام سے نجات پائیں اور آفتاب علم و عرفان کے زیر سایہ رہ کر انتہائی راحت و مسرت سے بہرہ اندوز ہوں۔ اور علوم و راحت کی بتدریج ترقی کرتے جائیں۔

ویدازلی اور ابدی ہے

معترض۔ ویدانی ہیں یا عارضی؟ عجیب۔ دائمی۔ چونکہ پرمیشور خود ازلی و ابدی ہے۔ اس لئے اس کے علم وغیرہ اوصاف بھی ازلی و ابدی ہیں۔ دائمی جواہر کے اوصاف۔ افعال اور دعادات (تینوں چیزیں) دائمی ہوتی ہیں۔ اور عارضی جواہر کی عارضی۔

معترض۔ کیا یہ کتب دائمی (ازلی و ابدی) ہیں؟ عجیب نہیں۔ کتب تو سیاہی اور کاغذ کی بنی ہوئی ہیں۔ یہ دائمی نہیں ہو سکتیں۔ دائمی تو الفاظ۔ ان کے معانی اور ان کا باہمی تعلق ہے۔

ویدوں کا تمام متن الہامی ہے

معترض۔ پرمیشور کے رشیوں کو علم عطا کیا ہوگا اور انہوں نے اس علم سے کتب تصنیف کر لی ہوں گی؟ عجیب۔ علم اجرشی موضوع معلومہ کے نہیں ہو سکتا۔ گایتری وغیرہ اذکار۔ شڈج وغیرہ سروں اور ادات۔ ان ادات و سر اجوں کے پابند رہ کر ایسے منتروں کی ترکیب جن میں تمام علوم کا بیان ہے سوائے علیم کل پرمیشور کے کسی اور سے نہیں ہو سکتی۔ ہاں وید کے مطالعہ کے بعد رشیوں منیوں نے دیا کرن۔ نرکت چھند وغیرہ علوم کی اشاعت کے لئے ان تمام علوم کی کتب تصنیف کی ہیں۔ اگر پرمیشور وید کو شرف ظہور نہ بخشتے۔ تو کوئی شخص کبھی دیگر (تصنیف و تالیف) نہ کر سکے۔ اس سے ثابت ہے کہ وید کلام الٰہی ہیں۔ تمام بنی نوع انسان کو ویدی احکام کے مطابق عمل پیرا ہونا چاہیئے اگر کوئی کسی سے پوچھے۔ کہ تمہارا مذہب کیا ہے؟ تو جواب دینا چاہیئے "وید" یعنی جو کچھ ویدوں میں تحریر ہے ہم اسی کو (کلام حق) تسلیم کرتے ہیں۔

مختصر تحریر الیشور اور وید کے موضوع پر کی گئی ہے۔ آئندہ باب میں پیدائش عالم کا بیان کیا جائے گا۔

(تمام شد باب ہفتم در بارہ الیشور و وید۔ کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش مصنفہ شری سوامی دیانند سرستی)

باب ہشتم

عالم کی پیدائش۔ قیام اور فنا[1] کا بیان

इयं विसृष्टिर्यत आ बभूव यदि वा दधे यदि वा न।
यो अस्याध्यक्षः परमे व्योमन्त्सो अङ्ग वेद यदि वा न वेद ॥१॥
तम आसीत्तमसा गूढमग्रेऽप्रकेतं सलिलं सर्वमा इदम्।
तुच्छ्येनाभ्वपिहितं यदासीत्तपसस्तन्महिना जायतैकम् ॥२॥

[1] فنا تم ہونے کا ہے جس کے معنے نیستی تحلیل نے المادہ۔ آپ عقاید کیمطابق مادی اشیاء فانی ہیں لیکن مادہ خیر فانی ہے تمام مادی اشیاء پہلے کی حالت میں تحلیل ہو کر مادہ کی صفوت اختیار کر لیتی ہیں۔ ان کا عدم محض نہیں ہوتا۔ (مترجم)

اے انسان! جس (فاعل کے فعل) سے یہ گوناگوں کائنات نمودار ہوئی ہے۔ جو اسے قائم رکھتا اور فنا کرتا ہے۔ جو اس کائنات کا مالک ہے۔ جس محیط ذات کے احاطہ میں یہ تمام عالم پیدا ہوتا، قائم رہتا اور پھر تحلیل ہو کر پہلی (مادہ) کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ وہ جانی پہچانی ہستی تو اپنے پہچان کی اور کسی اور کو خالق عالم تسلیم مت کرو۔ یہ تمام عالم آفرینش سے پیشتر ظلمت سے ڈھکا ہوا۔ گویا حالت شب میں غرق تھا۔ تمام عالم خلا کی مانند اور نہایت حقیر تھا یعنی غیر محدود پرمیشور کے مقابلہ میں فقط مقامی حیثیت رکھتا تھا۔ محیط پرمیشور کا یہ محاط تھا یعنی ان اس قدیر کامل کے ایسے حالت قلت سے معلول کیا۔ ۲ (رگوید ۱۰-۱۲۹-۷، ۳)

हिरण्यगर्भः समवर्तताग्रे भूतस्य जातः पतिरेक आसीत् ।
स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमां कस्मै देवाय हविषा विधेम ॥३॥

اے بنی نوع انسان! جو آفتاب غیر تمام نورانی اجرام کا محل قیام ہے۔ اور جو گذشتہ، موجودہ اور آئندہ تمام کائنات کا واحد لاشریک مالک ہے۔ وہ جو جہاں اس عالم کی پیدائش سے پیشتر موجود تھا۔ اس نے خاک وغیرہ سے لیکر نور شمس تک تمام موجودات کو خلق کیا ہے (آئندہ) اس نور آفتاب جہان جہاں کی تمہارے خلوص سے عبادت کریں۔ (رگوید ۱۰-۱۲۱-۱)

पुरुष एवेदꣳ सर्वं यद्भूतं यच्च भाव्यम् ।
उतामृतत्वस्येशानो यदन्नेनातिरोहति ॥४॥

اے انسانو! جو کامل ذات تمام عالم کی روح رواں ہے۔ جو غیر فانی مادہ اور ارواح کی مالک ہے۔ جو فانی غیر مدرک اشیاء اور مدرک روح سے الگ ہستی رکھتی ہے۔ وہی اکمل اور محیط ذات ماضی۔ حال اور مستقبل تینوں زمانوں کے عالم کی خالق ہے۔ (یجروید ۳۱-۲)

यतो वा इमानि भूतानि जायन्ते येन जातानि जीवन्ति
यत्प्रयन्त्यभिसंविशन्ति तद्विजिज्ञासस्व तद् ब्रह्म ॥५॥

جس جان جہاں کی صناعی سے یہ خاک وغیرہ عناصر پیدا ہوتے ہیں جس کے سایہ ربوبیت میں تمام مخلوق زندہ ہے اور جس کے دامن قدرت میں تمام دنیا پھر حالت بیہوالی کی طرف عود کر جاتی ہے وہ ذات برہم (بادی تعالیٰ) ہے۔ اسے جاننے کی خواہش کرو۔ (تیتریہ اپنشد بھرگو ولی۔ انوواک ۱)

जन्माद्यस्य यतः । جس (فاعل کے فعل) سے اس عالم کی پیدائش، قیام اور فنا ہوتی ہے۔ وہی برہم (ذات بادی) جاننے کے قابل ہے۔ (شاریرک سوتر ۱-۲-۲)

معترض۔ یہ عالم پرمیشور سے پیدا ہوا ہے یا کسی اور چیز سے؟ مجیب۔ اس کی علت فاعلی پرمیشور ہے لیکن علت مادی بیہوالی (مادہ) ہے معترض۔ کیا بیہوالی پرمیشور نے پیدا نہیں کیا؟ مجیب۔ نہیں۔ وہ ازلی ہے۔

ازلی جواہر ثلاثہ

معترض۔ ازلی کسے کہتے ہیں اور کتنی اشیاء ازلی ہیں؟ مجیب (ازلی کے معنے ہیں غیر حادث) یہ تین اشیاء ازلی ہیں۔ پرمیشور، روح اور عالم کی علت مادی۔

معترض۔ اس بات کی سند کیا ہے؟ مجیب:۔

لہ متن میں لفظ "آدی" ہے جس کے معنے ہیں مقدم۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چھاپہ کی غلطی سے "ادی" کی بجائے "آدی" چھپ گیا ہے سلسلہ کلام میں "ادی" موزوں تھا۔

द्वा सुपर्णा सयुजा सखाया समानं वृक्षं परिषस्वजाते ।
तयोरन्यः पिप्पलं स्वाद्वत्त्यनश्नन्यो अभि चाकशीति ॥२॥

ترجمہ (باری تعالیٰ) اور جیو (روح) ادراک اور بدیہت وغیرہ اوصاف کے اعتبار سے ہم وصف محیط اور محاط ہونے کے اعتبار سے ملے ہوئے اور ایک دوسرے کے قدیم اور ازلی محب اور محبوب ہیں وہ اپنے جیسے ازلی شجر کائنات (جس کی اصل پہلی یعنی مادہ ہے اور شاخیں تمام عالم معلول۔ اور جو کثیف عالم موجودات کی حالت میں سے گذرنے کی حالت میں مفصل یعنی ذرہ ذرہ میں تقسیم ہو جاتا ہے) پر قیم ہیں۔ (یہ تینوں موجودات ازلی ہیں اور ان کے اوصاف۔ افعال۔ اور عادات بھی ازلی ہیں) تم (خدا) اور جیو (روح) میں سے آخر الذکر یعنی روح اس شجر عالم پر (تمکن ہو کر) گن و ثواب کے ثمر سے کماحقہ بہرہ یاب ہوتی ہے۔ اور اول الذکر یعنی پرماتما افعال کے اثمار سے آزاد رہ کر جاننے کی طرف ظاہر و باطن میں جا بجا جلوہ افروز ہے (اور اس سے ایشور اور ایشور سے ارواح۔ اور ان دونوں سے پہلی (مادہ) کی ماہیت مختلف ہے لیکن یہ تینوں ازلی اشیاء ماذلی ہیں) رگوید ۱۶۴-۲۰

शाश्वतीभ्यः समाभ्यः ॥ پرمیشور نے اپنی ازلی قدیم مخلوق یعنی ارواح کے لئے

وید کے ذریعہ تمام علوم کا انکشاف کیا ہے (یجروید ۴۰-۸)

مندرجہ ذیل قول اپنشد کا ہے:-

अजामेकां लोहितशुक्लकृष्णां बह्वीः प्रजाः सृजमानां स्वरूपाः ।
अजो ह्येको जुषमाणोऽनुशेते जहात्येनां भुक्तभोगामजोऽन्यः ॥

پہلی (مادہ) روح اور پرماتما یہ تینوں غیر حادث ہیں۔ یہ تینوں کبھی پیدا نہیں ہوتے۔ ان کا آغاز کبھی نہیں ہوتا۔ دوسرے لفظوں میں یہ تینوں کائنات کے اسباب یعنی علتیں ہیں۔ لیکن ان کی اپنی کوئی علت نہیں۔ قدیم روح (مادہ) پہلی سے بہرہ اندوز ہو کر اس میں پھنس جاتی ہے۔ برخلاف اس کے پرماتما اس سے بہرہ اندوز نہ ہوتا ہے اور نہ اس میں مقید ہوتا ہے۔ (شوتاشوتر اپنشد ۴-۵)

ایشور اور روح کی تعریف ایشور کے بیان میں کی جا چکی ہے۔ اب پہلی یعنی مادہ کی تعریف (اور اس سے معلول سلسلہ کائنات) رقم کرتے ہیں۔

सत्वरजस्तमसां साम्यावस्था प्रकृतिः प्रकृतेर्महान् महतोऽहङ्कारोऽहङ्कारात् पञ्चतन्मात्राण्युभयमिन्द्रियं पञ्चतन्मात्रेभ्यः स्थूलभूतानि पुरुष

ستو (زنانیت) رج (حرکت) تم (تاریکی) ان تین کے توازن (سے متصف جوہر) کا نام پرکرتی (پہلی) ہے اس سے بہت تو یعنی بدھی (آلۂ تعقل) بدھی سے اہنکار (آلۂ انانیت) اہنکار سے پانچ تن ماترا (عناصر لطیفہ) اور دس اندریاں (یعنی احساس اور عمل کے لطیف ذرائع) اور گیارھواں من (آلۂ خیال) پانچ عناصر لطیفہ سے پانچ عناصر کثیفہ۔ یہ تمام مل کر چوبیس اشیاء ہوئیں۔ ان کے علاوہ پچیسواں پرش ہے جو روح اور پرمیشور دونوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے پرکرتی (پہلی) غیر معلول ہے اور بہت تو (آلۂ تعقل) اہنکار (آلۂ انانیت) اور پانچ عناصر لطیفہ اپنی اپنی جگہ معلول اور دس اندریاں

इति पञ्चविंशतिः

(احساس اور عمل کے لطیف ذرائع) من (آلۂ خیال) اور عناصر کثیفہ کی علت ہیں۔ پرکرتی یعنی پرمیشور اور روح دونوں کسی کی علت مادی نہیں۔ اور نہ کسی دیگر علت معلول ہوئے ہیں۔ (سانکھیا۔ ۶۱)

معترض۔ لیکن اپنشدوں کے مندرجہ ذیل اقوال تو اس کے خلاف ہیں :۔

सदेव सोम्येदमग्र आसीत् ॥ १ ॥

اے (برخوردار) شویت کیتو! یہ عالم آفرینش سے پیشتر موجود تھا۔ (چھاندوگیہ ۶-۲)

असद्वा इदमग्र आसीत् ॥ २ ॥ (॥

(یہ عالم آفرینش سے پیشتر نیستی کی حالت میں تھا)۔ (تیتریہ اپنشد۔ برہمانند والی۔ انوواک ۷)

आत्मा वा इदमग्र आसीत् ॥ ३ ॥

(پہلے یہ عالم آتما (ہی تھا) (برہدارنیک اپنشد ۱-۴-۱)

ब्रह्म वा इदमग्र आसीत् ॥ ४ ॥

(پہلے یہ عالم) برہم کی شکل میں تھا۔ (شت پتھ براہمن ۱۱-۱-۱-۱)

اس کے بعد तदैक्षत बहुः स्यां प्रजायेयेति ॥ १ ॥

सोऽकामयत बहुः स्यां प्रजायेयेति ॥ २ ॥

(اس نے خواہش کی۔ کہ میں بہت ہو جاؤں۔ پیدا ہوں۔ اس نے ارادہ کیا۔ میں بہت ہو جاؤں۔ پیدا ہوں۔ تیتریہ اپنشد۔ برہمانند والی۔ انوواک ۶۔ یعنی (وہی پرماتما اپنی خواہش سے (وحدت کی حالت کو ترک کر کے) کثرت کی حالت میں آگیا ہے۔ مندرجہ ذیل قول بھی اپنشد کا ہے :۔

सर्वं खल्विदं ब्रह्म नेह नानास्ति किञ्चन ।

یہ تمام عالم کائنات یقیناً برہم ہے۔ اس میں دیگر باہم مختلف اشیاء بالکل نہ ادنیٰ ہیں۔ (برخلاف اس کے تمام برہم ہی کی صورتیں ہیں)

عجیب۔ کیوں ان اقوال کے معنی کا خون کرتے ہو۔ کیونکہ انہی اپنشدوں میں لکھا ہے :۔

एवमेव खलु सोम्यान्नेन शुङ्गेनापो मूलमन्विच्छाद्भिस्सोम्य शुङ्गेन तेजोमूलमन्विच्छ । तेजसा सोम्य शुङ्गेन सन्मूलमन्विच्छ सन्मूलाः सोम्येमाः सर्वाः प्रजाः सदायतनाः सत्प्रतिष्ठाः

اے (برخوردار شویت کیتو! معلول خاک سے جو غذا کا ماخذ ہے۔ اس کی علت یعنی آب کو دریافت کر۔ معلول آب سے اس کی علت آتش تک پہنچ۔ معلول آتش سے حقیقت ہست از لی علت مادہ تک پہنچ۔ یہی حقیقت ہست مادہ عالم عالم کا ابتدائی مخزن اور جائے قیام ہے۔ (چھاندوگیہ اپنشد ۶-۸-۴)

تمہارے پیش کردہ حوالجات کے معنے یہ ہیں :۔

یہ معلول (عالم آفرینش سے پیشتر گویا نیستی کی حالت میں تھا۔ (تیتریہ اپنشد)

(یعنی اس کا عدم محض نہیں تھا۔ بلکہ) روح تھی (برہدارنیک اپنشد)

برہم یعنی خدا تھا۔ (شت پتھ براہمن)۔ اور یہ عالم مادی یعنی مادہ میں تحلیل ہو کر موجود تھا (چھاندوگیہ)

اور جو آپ کے تیئر یہ اُپنشد۔ برہما نند والی۔ انو واک ۹ کے نام سے حوالہ دیا ہے اس پر یہ کہاوت صادق آتی ہے "کہیں کی اینٹ۔ کہیں کا روڑا۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا" کیونکہ اس حوالہ کا پہلا حصہ چھاندوگیہ اُپنشد ۳-۱۴-۱ سے لیا گیا ہے جس کی عبارت یہ ہے

सर्वं खल्विदं ब्रह्म तज्जलानिति शान्त उपासीत ॥ اور

नेह नानास्ति किंचन ॥ آخری حصہ کٹھ اپنشد ۲-۴-۱۱ سے ماخوذ ہے اس کی عبارت یہ ہے:۔

جیسے اعضا جب تک جسم میں رہتے ہیں تب تک تو کام دیتے ہیں لیکن جسم سے جدا ہوتے ہی بیکار ہو جاتے ہیں ایسے ہی کوئی عبارت سلسلۂ کلام کے ساتھ مربوط ہو کر بامعنی اور سلسلہ سے غیر مربوط اور کسی دوسری عبارت کے ساتھ ملحق ہو کر بے معنی ہو جاتی ہے مثلاً ان اقتباسات کے معنے یہ ہیں:۔

اے روح! تو اس بزرگ (ذات باری) کے حضور میں حاضر ہو۔ جو عالم کی پیدائش۔ قیام یعنی زیست اور فنا یعنی تحلیل کا موجب ہے جس کے خلق اور قوام سے یہ کائنات عالم وجود میں آئی ہے۔ وہ ذات اس عالم کے ساتھ موجود ہے۔ اس سے منحرف ہو کر کسی اور کی عبادت مت کرنا۔ (چھاندوگیہ اپنشد ۳-۱۴-۱)

وہ مدرک محض غیر متقسم غیر متغیر۔ بالا دبر تر ذات مختلف اشیاء سے مرکب نہیں ہوئی یہ بظاہر اس کے تمام اشیاء اپنی اپنی جدا جدا ماہیت کے ساتھ پرمیشور کے سہارے قائم ہیں۔ (کٹھ اپنشد ۲-۴-۱۱)

علل ثلاثہ

معترض۔ عالم موجودات کی علتیں کتنی ہیں؟ مجیب۔ تین۔ ایک (نمبر ۱ کا دن) علتِ فاعلی مع اسباب فاعلیت۔ دوسری (اپادان کا دن) علتِ مادی۔ تیسری (سادھارن کا دن) علتِ عامہ۔ (۱) علتِ فاعلی وہ ہے جس کے فعل سے معلول معرضِ وجود میں آئے۔ اور بغیر فعل کے نہ آئے۔ جو خود معلول نہ ہو مگر دیگر اشیاء کی ہیئت بدل دے (۲) علتِ مادی وہ ہے جس کے بغیر معلول معرضِ وجود میں نہ آ سکے۔ بلکہ وہ خود ہیئت بدل کر معلول کی صورت اختیار کرے اور پھر اسے ترک کر کے اپنی اصلی حالت کی طرف عود بھی کر جائے۔ (۳) علتِ عامہ وہ ہے۔ جو معلولات کی ترکیب میں آلۂ عام یعنی مشترکہ سبب کا کام دے۔ علتِ فاعلی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو تمام مخلوقات کو حالتِ علت سے معلول کرنے۔ قائم رکھنے اور پھر تحلیل کر کے صورتِ علت میں تبدیل کر دینے اور تمام عالم کو انضباط میں رکھنے والا پرماتما اعلیٰ علتِ فاعلی ہے۔ دوم پرمیشور کی کائنات میں سے معلول اشیاء کو لے کر انہیں مختلف اشکال میں معلول در معلول کرنے والی ارواح اور نیچ علتِ فاعلی ہیں۔ علتِ مادی بھی یا ذرات ہیں جن میں تمام عالم کا مادہ کہا جاتا ہے غیر مدرک ہونے کی وجہ سے یہ علت اپنے آپ معلول ہو سکتی ہے اور نہ پھر خود بخود حالتِ علت کی طرف عود کر سکتی ہے بلکہ کسی کے معلول کرنے سے معلول ہوتی اور حالتِ علت کی طرف عود کرانے سے پھر اپنی اصلی صورتِ علت اختیار کرتی ہے۔ کہیں کہیں غیر مدرک اشیاء کے ذرات بن بھی جاتی ہیں اور بگڑ بھی۔ جیسے پرمیشور کے خلق کئے ہوئے بیج زمین میں گیہ کا پانی مل جانے سے اشجار کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اور غیر مدرک اشیاء مثلاً آگ وغیرہ کے لگ جانے سے نیست و نابود بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان کا باقاعدہ ترکیب پانا اور منحل ہونا پرمیشور کے اور روح کے (افعال بالارادہ کے) ماتحت ہے۔ جب کوئی چیز بنائی جاتی ہے۔ (یعنی معلول صورت اختیار کرتی ہے۔ تو جن جن وسائل مثلاً علم، شاہد، قوت، ہاتھ اور دیگر گوناگوں ذرائع و آلات کا استعمال علتِ فاعلی کرتی ہے۔ وہ علتِ فاعلی کے خاص آلات) اور

سلہ اگلے صفحہ پر دیکھیں

سمت۔ زمان۔ اور خلا عام اسباب یعنی علتِ عامہ ہیں۔ مثال کے طور پر گھڑے کو بنانے والا کمہار علتِ فاعلی ہے مٹی علتِ مادی اور چک۔ ڈنڈا۔ آنکھ۔ ہاتھ۔ علم اور عمل وغیرہ علتِ فاعلی کے آلات خاص۔ اور سمت۔ زمان۔ خلا اور روشنی وغیرہ اسباب عام یعنی علتِ عامہ ہیں۔ ان تینوں علتوں کے بغیر کوئی چیز نہ صورتِ معلول میں آسکتی ہے۔ اور نہ پھر علت علت کی طرف عود کر سکتی ہے۔

نیوین و ویدانتیوں کے عقیدۂ ہمہ اوست کی تردید

مضمون۔ نیوین (جو ویدک) ویدانتی فقط پرمیشور کو عالم کی واحد علت یعنی علتِ فاعلی ہی

اور علتِ مادی بھی مانتے ہیں۔ اس میں اُپنشد کا مندرجہ ذیل قول سند ہے:۔

यथोर्णनाभिः सृजते गृह्णते च ॥ جیسے مکڑی باہر سے کوئی چیز نہیں لیتی بلکہ اپنے اندر سے ہی تانتیں نکال کر جالا بنتی اور اپنے آپ اس میں کھیلتی ہے۔ ایسے ہی برہم (باری تعالیٰ) اپنے میں سے عالم کو خلق کرتا یعنی خود عالم موجودات کی صورت اختیار کر کے اس میں کھیل کر رہا ہے۔ (منڈک اپنشد ۱-۱-۷)

برہم (باری تعالیٰ) اپنے پرخواہش یعنی ارادہ کر کے کثیر کثرت کی حالت یعنی عالم موجودات کی صورت اختیار کرتا ہے۔ فقط ارادہ سے ہی عالم کی صورت اختیار کرنی مندرجہ ذیل کا بید انت درشن پر گوڈ پاد آچاریہ کی تصنیف سے

आदावन्ते च यन्नास्ति वर्त्तमानेऽपि तत्तथा ॥

جو شروع میں ہو اور نہ تغیر میں لہٰذا وہ زمانۂ حال میں بھی نہیں ہے۔ مانڈوکیہ اپنشد کا یہ کارکا ۳۱

ابتدائے آفرینش میں عالم نہیں تھا فقط برہم (باری تعالیٰ) تھا۔ فنا ہونے (فنا) پر بھی عالم نہیں رہے گا۔ تب بھی فقط برہم رہے گا۔ پس زمانۂ حال میں بھی اس عالم کو برہم (باری تعالیٰ) ہی کیوں نہ تسلیم کیا جائے۔ عجیب اگر تمہارے قول کے مطابق عالم کی علتِ مادی برہم (باری تعالیٰ) ہو۔ تو برہم (باری تعالیٰ) متغیر ہو جائے گا یعنی ہر ایک حالت سے دوسری حالت میں آتا جاتا رہے گا۔ اور معلول ہوگا۔ اس کے علاوہ علتِ مادی کے اوصاف۔ افعال۔ اور عادات معلول میں بھی پائی جاتی ہیں چنانچہ ویشیشک درشن ۲-۱-۲۴ میں کہا ہے:۔

कारणगुणपूर्वकः कार्य्यगुणो दृष्टः । معلول کے اوصاف علت کے اوصاف کے مطابق ہوتے ہیں۔

برہم (باری تعالیٰ) بالذات ہست۔ مدرک۔ اور مسرور ہے لیکن عالم حالتِ معلول میں ہست بالواسطہ غیر مدرک اور غیر مسرور ہے۔ برہم (باری تعالیٰ) پیدا نہیں ہوتا۔ اور عالم پیدا شدہ ہے۔ برہم (باری تعالیٰ) غیر محدود

(پچھلے صفحہ سے) رشی دیانند نے یہاں دو اصطلاحیں استعمال کی ہیں۔ ایک سادھارن گنت اور دوسری اسادھارن گنت۔ نیائیہ درشن کی اصطلاح میں گنت کی دو قسمیں ہوتے ہیں۔ مثلاً کرتا (فاعل) کرن (آلۂ فعل) ادھی کرن (مقام فعل) وغیرہ۔ رشی دیانند کہتا ہے کہ یعنی فاعل کو گنت کارن کہہ کر دیگر گنت کارنوں میں سے ایسی اشیاء جو خاص فاعلوں اور خاص معلولوں کے لئے مخصوص ہیں۔ مثلاً کمہار کے لئے چک۔ ڈنڈا۔ ہاتھ وغیرہ کو گنت کارن کا حصہ مان کر گنت کارن میں ہی شامل کر لیتے ہیں۔ مادہ جو تمام فاعلوں اور معلولوں کے لئے عام ہیں مثلاً سمت۔ زمان۔ خلا وغیرہ۔ انہیں گنت سادھارن یعنی عام اسباب یا علتِ عامہ کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ ان اسباب کی مثالیں دو دفعہ دی گئی ہیں۔ پہلی تمثیل کے مؤقع پر ان اسباب کی ترتیب میں اس تقسیم کا خیال رکھا گیا معلوم ہوتا ہے لیکن دوسری تمثیل میں ہر دو اقسام کے اسباب مخلوط طور پر ہی لکھ دیئے گئے ہیں۔ اور پھر انہیں مخلوط طور پر ہی گنت سادھارن اور گنت کارن کہہ دیا گیا ہے۔ ترجمہ میں پہلی ترتیب کو ملحوظ رکھ کر دوسری ترتیب پہلی ترتیب کے مطابق کر دی گئی ہے۔ اور ناظرین کی مزید سہولت کے لئے اسباب کی ہر دو اقسام ایک دوسرے سے الگ کر دی گئی ہیں۔ (مترجم)

اور عالم محسوس ہے۔ تو ہم (باری تعالیٰ) غیر منقسم اور عالم منقسم ہے۔ اگر خاک وغیرہ معلولات تو ہم (باری تعالیٰ) سے پیدا ہوں۔ تو خاک وغیرہ معلولات کی عدم ادراک وغیرہ صفات تو ہم (باری تعالیٰ) میں بھی پائی جائیں یعنی جیسے خاک وغیرہ غیر مدرک ہیں۔ ایسے ہی تو ہم (باری تعالیٰ) بھی غیر مدرک ہو یا جیسے پرمیشور مدرک ہے ایسے ہی خاک وغیرہ معلولات بھی مدرک ہونے چاہئیں۔ اور جو تم نے مکڑی کی مثال دی ہے۔ وہ تمہارے دعوے کی تائید نہیں بلکہ تردید کرتی ہے۔ کیونکہ مکڑی کا غیر مدرک جسم تانتوں کی علت مادی اور اس کی روح علت فاعلی ہے اور یہ پرمیشور کی عجیب و غریب صناعی کا کرشمہ ہے۔ کیونکہ دیگر حیوانات کی روح اپنے جسم سے تانتیں نہیں نکال سکتی محیط پرمیشور بھی اسی طرح اپنی محاط علت مادی یعنی پرکرتی یا ذرات سے عالم محسوسات کو خلق کرکے یعنی کثیف حالت میں لاکر خود اس میں سمایا ہوا ہے۔ اور محیط شاہد بین کہ سرا پا سرور ہے۔ اور جو تم نے پرماتما کے ارادہ کا ذکر کیا۔ اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ پرماتما نے ارادہ یعنی تصور خیال اور خواہش کی۔ کہ میں عالم کو خلق کرکے (اپنے اوصاف کی) جلوہ آرائی کروں جب دنیا پیدا ہوتی ہے۔ تب ارواح کے خیال علم۔ فکر تیقن اور سماعت میں پرمیشور کی جلوہ گری ہوتی ہے یا اور وہ تمام کثیف اشیاء کے ساتھ ساتھ موجود ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے جب پرلے ہوتی ہے۔ (یعنی جب عالم تحلیل ہو کر علت کی حالت میں چلا جاتا ہے) تب سوائے پرمیشور اور مجات یافتہ ارواح کے کسی کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ رہی کارکا سو وہ جہالت پر مبنی اور گمراہ کن ہے۔ کیونکہ آفرینش سے پیشتر یعنی پرلے (تحلیل فی المادہ) کی حالت میں عالم حاضر یعنی ظاہر نہیں تھا۔ اور پھر دنیا کے خاتمہ پر یعنی دوسری پرلے کے شروع میں جب تک پھر آفرینش نہ ہو۔ لطیف حالت علت کی طرف عود کرکے دوبارہ غائب ہو جائے گا چنانچہ رگوید میں ارشاد ہوا ہے ॥ ۱ ॥

तमं आसीत्तमसा गूढमग्रे ॥ १ ॥

یعنی عالم آفرینش سے پیشتر پرلے کی حالت میں پردۂ ظلمت میں تھا۔ (رگوید ۱۰۔ ۱۲۹۔ ۳)

اور پرلے شروع ہونے کے بعد بھی یہی حالت ہو جاتی ہے۔ (منو نے کہا ہے) :۔

आसीदिदं तमोभूतमप्रज्ञातमलक्षणम् ।

अप्रतर्क्यमविज्ञेयं प्रसुप्तमिव सर्वतः ॥ २ ॥

اس وقت (یہ دنیا عالم تاریکی میں تھی) نہ کسی کے جاننے۔ بحث کا موضوع بننے اور دلائل ظاہرہ سے ثابت ہونے حواس کے ذریعہ حیطۂ احساس میں لانے کے قابل تھی۔ (ہر طرف گویا نیند ہی نیند طاری تھی)۔ منو ۱۔ ۵

یہی حالت آئندہ پرلے میں ہوگی۔ اس عالم موجودات میں محسوس بننے یعنی علامات ظاہرہ کے ذریعہ حیطۂ احساس میں آنے اور کماحقہ ادراک کا مرجع بننے کی صلاحیت صرف زمانہ حال (یعنی حالت معلول) میں ہوتی ہے کارکا مذکور کے مصنف نے جو زمانہ حال میں بھی عالم کا عدم تحریر کیا ہے۔ اس کی کوئی سند نہیں۔ کیونکہ جو چیز (پرمانوں) ذرائع یقین کے ذریعہ صاحب یقین کے علم الیقین میں آتی اور اسے حاصل ہو جاتی ہے اسے اس کے برعکس (یعنی نیست) نہیں کہا جا سکتا۔

تخلیق عالم کی غرض و غایت

معترض دنیا کے پیدا کرنے سے پرمیشور کا کیا مدعا ہے؟ مجیب نہ پیدا کرنے کا کیا مدعا ہو سکتا ہے؟ معترض پیدا نہ کرتا

تو جہاں خود عالم سرور میں رہتا۔ وہاں ارواح کو بھی رنج و راحت نہ ہوتا۔ عجیب یہ باتیں کاہل۔ بے استعداد لوگوں کی ہیں۔ محنت پسندوں کی نہیں۔ (بھلا) پرلے کی حالت میں ارواح کو کیا رنج و راحت (ہو سکتی) ہے؟ اور اگر عالم موجودات کے رنج و راحت کا موازنہ کیا جائے۔ تو (رنج کی نسبت) راحت کئی گن زیادہ ہے علاوہ ازیں اکثر پاکیزہ باطن اشخاص ذرائع نجات کے استعمال سے سرور نجات سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ پرلے کی حالت میں ارواح ایسی ہی بیکار پڑی رہتی ہیں جیسی گہری نیند میں۔ (اگر عالم کی خلقت نہ کی جاتی۔ تو) ایشور پرلے سے بیشتر یعنی سابقہ عالم موجودات کے گناہ و ثواب کا ثمر ارواح کو کیسے دے سکتا؟ اور وہ اپنے اعمال کی سزا و جزا کیونکر پا سکتیں؟ اگر کوئی تم سے پوچھے آنکھ کے وجود کا کیا مقصد ہے؟ تو تم یہی جواب دو گے کہ دیکھنا۔ اسی طرح ایشور میں جو خلق کرنے کا علم۔ قدرت اور فعل (کی عادت) ہے۔ اس کا مقصد سوائے تخلیق عالم کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ اس کے علاوہ تم بھی کوئی اور مقصد نہیں بتا سکو گے۔ ایشور کے دیگر اوصاف مثلاً عدل۔ قوام۔ رحم وغیرہ بھی تبھی کارآمد ہو سکتے ہیں جب عالم کو خلق کیا جائے۔ پرمیشور کی لاانتہا قدرت کا استعمال دنیا کو پیدا کرنے۔ قائم رکھنے اور پھر تحلیل کر کے حالت علت میں تبدیل کرنے اور ان تمام کاموں کا باقاعدہ انضباط کرنے سے ہوتا ہے۔ جیسے آنکھ کا طبعی خاصہ دیکھنا ہے۔ اسی طرح پرمیشور کا ذاتی خاصہ دنیا کو پیدا کرنا' اور ارواح کو لاتعداد اشیاء عنایت کر کے سب کا بھلا کرنا ہے۔ معترض۔ پہلے بیج ہوتا ہے یا درخت؟ عجیب۔ بیج۔ کیونکہ مقصد سبب۔ وجہ۔ مادہ اور علت وغیرہ الفاظ مترادف ہیں۔ چونکہ بیج علت کو کہتے ہیں اس لئے وہ معلول سے پہلے ہوتا ہے۔

قدیرکل کا صحیح مفہوم

معترض۔ جب پرمیشور قدیرکل ہے۔ تو وہ مادہ اور روح کو بھی خلق کر سکتا ہے۔ اگر ایسا نہیں کر سکتا۔ تو وہ قدیرکل بھی نہیں رہ سکتا۔ عجیب۔ قدیرکل کے معنے اس سے بیشتر لکھے جا چکے ہیں۔ (آپکے مذہب میں) کیا قدیرکل وہی کہلا سکتا ہے۔ جو غیر ممکن کو بھی ممکن کر سکے؟ اگر ایشور کے لئے ناممکن بات مثلاً بغیر علت کے معلول کی پیدائش بھی ممکن ہے۔ تو کیا پرمیشور بغیر علت کے دوسرا پرمیشور بھی پیدا کر سکتا ہے؟ خود مر سکتا ہے؟ غیر مدرک۔ غمزدہ۔ ظالم۔ ناپاک اور بدکردار وغیرہ صفات سے بھی متصف ہو سکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً آتش کی حرارت۔ آب کی برودت اور خاک کے عدم ادراک وغیرہ فطری خواص کو ایشور بھی تبدیل نہیں کر سکتا۔ ایشور کے قوانین اٹل اور کامل ہیں وہ ان میں تغیر و تبدل نہیں کر سکتا پس قدیرکل کے معنے یہی ہیں۔ کہ پرمیشور اپنے تمام کام بغیر کسی دوسرے کی مدد کے کر سکتا ہے

پرمیشور غیر مجسم ہے

معترض۔ پرمیشور متشکل ہے یا غیر متشکل؟ اگر غیر متشکل (غیر مجسم) ہے تو بغیر ہاتھ وغیرہ آلات کے عالم کو خلق نہ کر سکے گا۔ برخلاف اس کے اگر متشکل (مجسم) ہے۔ تو اعتراض کی گنجائش نہیں عجیب۔ ایشور غیر متشکل ہے۔ جو متشکل یعنی قالب کی قید میں ہو وہ ایشور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کی قدرت محدود ہو گی۔ اور وہ زمان اور مکان کی بندش میں ہو گا۔ اور پھر (مجسم ہونے کی وجہ سے) بھوک۔ پیاس۔ تجزیہ۔ تقسیم۔ سردی۔ گرمی۔ بخار۔ درد وغیرہ میں بھی مبتلا ہو گا اس لئے روح کے اوصاف صادق آئیں گے۔ ایشور کے نہیں۔ علاوہ ازیں جیسے ہم تم متشکل یعنی مجسم ہونے کی وجہ سے

ترسرینو۔ الو پرمانو اور مادہ کو اپنے حیطۂ قدرت میں نہیں لا سکتے ویسے ہی (مجسم یعنی) کثیف جسم میں مقید پرمیشور بھی ان لطیف اشیاء سے کثیف عالم کو پیدا نہیں کر سکے گا پرمیشور مادی اعضاء مثلاً ہاتھ۔ پاؤں وغیرہ سے آزاد ہے۔ مگر اُس کی قدرت۔ طاقت اور ہمت وقدرتِ فعل لاانتہا ہے۔ ان کے ذریعہ پرمیشور وہ وہ کام کر لیتا ہے جو روح اور مادہ سے کبھی سرانجام نہیں پا سکتے چونکہ وہ مادے سے بھی لطیف تر اور ان (ترسرینو۔ الو اور پرمانو وغیرہ) میں سمایا ہوا ہے۔ اس لئے انہیں اپنے دستِ قدرت میں لے کر عالم موجودات کی صورت میں لے آتا ہے معترض جیسے انسان وغیرہ کے ماں باپ متشکل (مجسم) ہوتے ہیں۔ اور اس لئے ان کی اولاد بھی متشکل (مجسم) ہوتی ہے۔ اور اگر ماں باپ غیر متشکل (غیر مجسم) ہوتے۔ تو اولاد بھی غیر متشکل (غیر مجسم) ہوتی۔ اسی طرح اگر پرمیشور غیر متشکل ہو تو اس کا خلق کیا ہوا عالم بھی غیر متشکل ہونا چاہیئے۔ پھر یہ تمہارا یہ اعتراض طفلانہ ہے۔ کیونکہ ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ پرمیشور عالم کی علتِ مادی نہیں۔ علتِ فاعلی ہے۔ اور جو شے کثیف صورت اختیار کرتی ہے۔ وہ علتِ مادی (یعنی مادہ یا ذرات ہیں۔ جو غیر متشکل مطلق (یعنی لطیف مطلق) نہیں۔ بلکہ پرمیشور سے کم لطیف اور اپنے معلولات کی نسبت لطیف تر ہیں۔

عدم سے وجود کا ہونا ناممکن ہے

معترض۔ کیا پرمیشور بغیر علت کے معلول پیدا نہیں کر سکتا۔ پھر یہ کیسے۔ نہیں۔ کیونکہ جس کا عدم (نفس) ہے یعنی جس کا وجود ہے ہی نہیں۔ اس کا معرضِ وجود میں آنا قطعاً ناممکن ہے مثلاً کوئی گپ ہانک دے۔ کہ میں نے بانجھ عورت کے لڑکے اور لڑکی کی شادی ہوتے دیکھی۔ وہ دونوں انسان کے سینگ کی کمان اٹھائے ہوئے اور گدھے کی دُم سے آراستہ تھے۔ سراب میں غسل کر کے اور شہر جنات میں رہتے تھے۔ وہاں بغیر ابر کے بارش اور بغیر زمین کے تمام قسم کے اناج کی پیداوار وغیرہ ہوتی تھی۔ علت کے بغیر معلول کا خلق کرنا بھی ایسے ہی ناممکنات میں سے ہے یا جیسے کوئی کہے کہ میرے ماں باپ نہیں تھے۔ میں یونہی پیدا ہو گیا۔ میرے منہ میں زبان نہ اور ہے۔ لیکن میں بولتا ہوں بل میں سانپ تھا نہیں مگر نکل آیا۔ نہ میں کہیں تھا نہ یہ لوگ کہیں تھے مگر ہم سب آ گئے ہیں۔ ایسی ناممکن باتیں محض پاگلوں کی بڑ ہی ہیں۔

علتِ اُولیٰ کی علت نہیں ہوتی

معترض اگر علت کے بغیر معلول نہیں ہوتا۔ تو پھر علتِ اُولیٰ کی علت کیا ہے۔ مجیب جو اشیاء محض علت ہیں۔ وہ کسی اور علت کی معلول نہیں ہو سکتیں۔ برخلاف اس کے جو اشیاء کسی معلول کی علت بھی ہیں اور کسی علت کی معلول بھی۔ وہ علتِ ثانیہ (Secondary cause) کہلاتی ہیں۔ مثلاً خاک مکان وغیرہ کی علت ہے۔ اور آب وغیرہ کا معلول۔ مگر جو علتِ اُولیٰ یعنی مادہ ہے وہ ازلی ہے۔ (اس کی علت نہیں ہو سکتی) چنانچہ سانکھیہ درشن ۱۔ ۶۷ میں کہا ہے:۔

मूले मूलाभावादमूलं मूलम् ॥ ।

لہ ان اصطلاحات کی توضیح کے لئے دیکھو صفحہ نمبر ۲۷۵ لہ باب نہم میں اجسام ثلاثہ کا ذکر آئے گا۔ یہاں اس جسم کثیف کی طرف اشارہ نہیں بلکہ پرمیشور کے لئے یہ لفظ جسم کثیف ہیں۔ یہاں صفت کثیف کا استعمال تمام اجسام کے لئے ہوا ہے۔ پرمیشور ہر قسم کے جسم سے آزاد ہے
سلہ سنسکرت علم ادب میں ناممکنات کی مثالوں میں ایک کھپٹ پہ یعنی بکل خلا بھی ہے۔ فقط خلا میں پھول کا ہونا ناممکن ہے۔
کہ یہ گلدستہ نگر کا ترجمہ ہے۔ یہ بھی انہی ناممکنات کی ایک مثال ہے۔ (مترجم)

علت (اُدادی) کی علت نہیں ہوتی۔ اس لئے مادہ غیر معلول ہے پس ثابت ہے کہ غیر معلول تمام معلولات کی علت ہے کسی معلول کے پیدا ہونے سے پیشتر تین علتوں کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً کپڑے کی ساخت سے پیشتر جُلاہے۔ نلی روئی کے سوت (اُدر خلا) وغیرہ کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح عالم کی پیدائش سے پہلے پرمیشور وا دواج۔ مادہ۔ اتما اُدر خلا کا ازل سے موجود ہونا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے ایک علت بھی نہ ہو۔ تو عالم کی پیدائش نہ ہو سکے۔

پیدائش عالم کے متعلق کفار کے عقاید اور اُن کی تردید

اس موضوع پر کفار کے عقاید حسب ذیل ہیں۔ अत्र नास्तिका आहुः— معترض (کافر اوّل) :-

शून्यं तत्त्वं भावो विनश्यति वस्तुधर्मत्वाद्विना शस्य ॥ १ ॥

شونیہ ہی واحد شے ہے۔ آفرینش سے پیشتر شونیہ ہی تھا۔ سمہار میں پھر شونیہ ہی ہوگا۔ کیونکہ جس شے کا وجود ہے اس کا عدم ہو کر آخر شونیہ ہی ہو جائے گا۔ (سانکھیہ ۱-۶۴)

تجسیب۔ شونیہ کے معنے خلا غیر محسوس۔ مکان (Space) اور لفظ بھی ہیں شونیہ غیر مدرک چیز ہے اس شونیہ (خلے کی حالت) میں تمام اشیا غیر محسوس رہتی ہیں۔ جیسے ایک نقطہ سے خط اور خط سے دائرہ بن جاتا ہے۔ ایسے ہی ایشور کی صناعی سے زمین۔ پہاڑ وغیرہ معرض ظہور میں آتے ہیں۔ علاوہ ازیں شونیہ کا شاہد شونیہ نہیں ہوتا۔ معترض (کافر دوم) :-

अभावात्भावोत्पत्तिर्नानुपमृद्य प्रादुर्भावात् ॥ २ ॥

عدم سے وجود معرض ظہور میں آتا ہے۔ جیسے بیج کو پھوڑے بغیر کونپل پیدا نہیں ہوتی۔ اور بیج کو تو کر دیکھیں تو اس میں کونپل کا وجود ہے ہی نہیں۔ عدم ہے چونکہ پہلے کونپل دکھائی نہیں دیتی تھی اس لئے وہ عدم سے پیدا ہوئی۔ (نیادرشن ۴-۱-۱۴)

تجسیب۔ جو بیج کو پھوڑ کر پیدا ہوتا ہے۔ وہ پہلے ہی بیج میں تھا۔ اگر نہ ہوتا۔ تو کبھی پیدا نہ ہوتا۔ معترض (کافر سوم) :-

ईश्वरः कारणं पुरुषकर्माफल्यदर्शनात् ॥ ३ ॥

ثمرۂ اعمال انسان کے اعمال کی وجہ نہیں حاصل ہوتا۔ کیونکہ بہت سے اعمال ایسے ہیں جو بغیر ثمرہ کے دیکھے جاتے ہیں اس سے قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ ثمرۂ اعمال کا ملنا (یا نہ ملنا) ایشور کے اختیار کی بات ہے جس عمل کا ثمرہ ایشور دینا چاہتا ہے دیتا ہے۔ جس کا ثمرہ دینا نہیں چاہتا نہیں دیتا۔ اس سے ثابت ہے کہ عمل کا ثمرہ (دینا نہ دینا) ایشور کی رضی کے ماتحت ہے۔ نیادرشن ۴-۱-۱۹

لہ ان مقامات پر اسباب کی ترتیب علل مبنیہ کے لحاظ سے کی گئی ہے کپڑے کے بننے میں جلاہا اُدر نلی سوت کارن ہیں روئی کا سوت تیار ہونے کارن اُدر خلا وغیرہ سماوادی کارن۔ نلی جلاہے کا کرن ہے" خلاصہ کلام" ہے۔ کہ کارن تین قسم کا ہوتا ہے جس کا شمار نمت کارنوں میں ہوگا چاہے اسے روئی کے سوت کے بعد جگہ دے دی جائے سماوادی کارن خلا وغیرہ ہیں۔

ایسے ہی عالم کے بنانے میں پرمیشور اُدر ادواج نمت کارن ہیں۔ مادہ اُپادان کارن اور اتما اور خلا سماوادی کارن۔ پرمیشور کرتا یعنی فاعل ہے۔ اور ادواج پرمیشور نمت یعنی مفعول لہ ہیں۔ یعنی انہی کے لئے کائنات خلق کی جاتی ہے۔

لہ شونیہ کے معنے آئندہ پیراگراف میں مجیب کے جواب میں دیئے ہیں۔ اردو میں "سونا" اسی شونیہ کی بگڑی ہوئی صورت ہے

لہ مطلب یہ ہے کہ شونیہ کا قیاس شاہد پر مبنی ہونا چاہیئے۔ اور اگر شاہد کرنے والا بھی شونیہ یعنی عدم محض ہو۔ تو شاہد ہونا ناممکن ہے اس سے ثابت ہے۔ کہ یا تو عالم کی علت شونیہ نہیں۔ یا شونیہ کے معنی عدم محض نہیں۔

مجیب۔ اگر عمل کا ثمرہ ایشور کی مرضی کے ماتحت ہے۔ تو ایشور بغیر اعمال کے ثمرہ کیوں نہیں دیتا؟ اس سے ثابت ہے کہ انسان جیسا عمل کرتا ہے۔ پرمیشور اسے ویسا ہی ثمرہ عطا کرتا ہے یعنی انسان کو فقط اپنی مرضی سے ایشور سزا اور جزا نہیں دے سکتا۔ بلکہ انسان جیسا عمل کرتا ہے پرمیشور اس کو ویسا ہی ثمرہ عنایت کرتا ہے معترض (کافر چہارم)

अनिमित्ततो भावोत्पत्तिः कण्टकतैक्ष्ण्यादिदर्शनात् ॥ ४ ॥

اشیاء کی پیدائش بغیر علت کے ہوتی ہے جیسے ببول وغیرہ اشجار کے کانٹوں کی نکیلی دیکھی جاتی ہے (اور اس کی علت درخت میں دکھائی نہیں دیتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب جب پیدائش عالم کی ابتدا ہوتی ہے تب تب اجسام وغیرہ اشیاء بغیر علت کے پیدا ہو جاتی ہیں۔ (نیائے درشن ۴-۱-۲۲)

مجیب۔ جس سے کوئی شے پیدا ہو وہی اس شے کی علت ہے۔ بھلا غیر خار دار درخت پر کانٹے کیوں نہیں لگتے؟

معترض (کافر پنجم)

सर्वमनित्यमुत्पत्तिविनाशधर्मकत्वात् ॥ ५ ॥

تمام اشیاء پیدا ہوتی اور نیست و نابود ہو جاتی ہیں۔ اس لئے تمام اشیاء عارضی ہیں۔ (نیائے درشن ۴-۱-۲۵)

نئے ویدانتی جو کافر نمبر پانچ کی ذیل میں آتے ہیں کسی کتاب (اشٹادکر) سے مندرجہ ذیل شلوک پیش کرتے ہیں:۔

میں کہ دشوں کتابوں کا نچوڑ ایک ہی مصرع میں بند کئے دیتا ہوں۔

برہم (باری تعالیٰ) ہی حق ہے۔ علم باطل ہے۔ روح برہم (باری تعالیٰ) کے سوا اور کچھ نہیں۔

مجیب۔ جب تمام اشیاء کی عارضیت[1] ازلی و ابدی ہے۔ تو تمام اشیاء عارضی نہ رہیں۔ (کیونکہ ایک شے یعنی عارضیت تو ازلی و ابدی ہے ہی) معترض۔ تمام اشیاء کی عارضیت[1] بھی عارضی ہے۔ جیسے آگ ایندھن کا خاتمہ کر کے خود بھی ختم ہو جاتی ہے۔ (ایسے ہی عارضیت تمام اشیاء کا خاتمہ کر کے خود بھی ختم ہو جاتی ہے) مجیب۔ جو شے کما حقہ حیطۂ ادراک میں آتی ہے۔ (اس کا عدم محض نہیں کہا جا سکتا) اس کی موجودہ صورت عارضی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کی لطیف ترین صورت یعنی علت کو عارضی نہیں کہہ سکتے۔ جب (نئے) ویدانتی عالم کی پیدائش برہم (ذات حق) سے مانتے ہیں۔ اور برہم ذات حق کا وجود حقیقی ہے تو عالم کا وجود بھی غیر حقیقی نہیں ہو سکتا۔ اگر شنکر (ویدانتی) کہیں۔ کہ عالم کا وجود (خواب یا رسی کے سانپ وغیرہ کی طرح وہم کی پیدائش ہے۔ تو بھی ان کی بات نہیں بن سکتی کیونکہ وہم صفت (عرض) ہے۔ اور عرض سے نہ تو جوہر کی پیدائش ہوتی ہے اور نہ عرض جوہر سے جدا رہ سکتا ہے جب وہم کرنے والا ازلی اور ابدی ہے۔ تو اس کا وہم بھی ازلی و ابدی ہونا چاہیئے۔ ورنہ اسے بھی عارضی تسلیم کرو۔ خواب بغیر دیکھے سنے (بدون مشاہدہ) کبھی نہیں آتا۔ عالم بیداری میں جن حقیقی اشیاء سے (حواس کا) براہ راست تعلق ہونے کی وجہ سے علم بالمشاہدہ وغیرہ ہو کر باطنی میں ان اشیاء کے تاثرات یعنی نقوش ذہنی ثبت ہو جاتے ہیں عالم خواب میں انہی اشیاء کا مشاہدہ ہوتا ہے نیز جیسے گہری نیند میں بیرونی اشیاء کا ادراک نہ ہونے پر بھی بیرونی اشیاء (خارجاً) موجود رہتی ہیں اسی طرح سونے کی حالت میں (ارواح کے خوابیدہ ہونے پر بھی) مادہ بحالت علت (خارجاً) قائم رہتا ہے۔ اگر (عالم بیداری کے) تاثرات کے بغیر خواب دیکھا جا سکے۔ تو پیدائشی اندھا بھی اشکال کا خواب دیکھ سکے پس ثابت ہے کہ اگرچہ عالم خواب میں فقط ادراک رہتا ہے تاہم خواب کے باہر اشیاء

---

[1] متن کی طباعت میں "ا" محذوف ہو جانے سے "انتیکتا (عارضیت) کی جگہ نتیکتا (دائمیت) چھپ گیا ہے۔ سلسلۂ کلام کے دیکھنے سے صاف "انتیکتا (عارضیت) معلوم ہوتی ہے۔ ترجمہ میں تصحیح کر دی گئی ہے۔ (مترجم)

موجود رہتی ہیں۔ معترض۔ چونکہ عالم بیداری کے محسوسات عالم خواب میں اور عالم بیداری اور خواب کے محسوسات گہری نیند میں معدوم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے عالم بیداری کے محسوسات کو بھی عالم خواب کی مانند (عارضی) تسلیم کرنا چاہیئے۔ مجیب۔ یہ بات ناقابل تسلیم ہے۔ کیونکہ عالم خواب اور گہری نیند میں بیرونی اشیاء کا فقط علم ادراک ہوتا ہے۔ عدم محض نہیں۔ مثلاً کسی کے پس پشت پڑی ہوئی اشیاء نظر سے غائب رہتی ہیں مگر ان کا عدم محض نہیں ہوتا یہی حالت عالم خواب اور گہری نیند کی ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ جیسے ہم نے اوپر کہا تھا۔ کہ بیشک ذات حق (اشیاء) اور مادۂ عالم (یہ تینوں اشیاء) ازلی وابدی ہیں۔ یہی درست ہے معترض (کافر ششم):-

सर्वं नित्यं पञ्चभूतनित्यत्वात् ॥ ६ ॥ عناصر خمسہ ازلی ابدی ہیں اس لئے تمام عالم ازلی ابدی ہے (نیائے درشن ۴-۱-۲۱)

مجیب۔ یہ قول درست نہیں۔ کیونکہ جن اشیاء کی پیدائش اور فنا دیکھنے میں آتی ہے۔ اگر وہ ازلی وابدی ہوں۔ تو تمام کثیف عالم۔ اجسام ظروف۔ کپڑے وغیرہ اشیاء کو ہم پیدا اور فنا ہوتے دیکھتے ہی ہیں۔ (وہ بھی کیا ازلی اور ابدی ہی سمجھی جائیں) یہ اشیاء تو صاف طور پر عارضی ہیں) پس معلول شے کو ازلی وابدی تسلیم نہیں کیا جا سکتا معترض (کافر ہفتم):- सर्वं पृथग् भावलक्षणपृथक्त्वात् ॥ ७ ॥ تمام اشیاء جدا جدا موجود ہیں۔ ان میں کوئی ایک یعنی مشترک شے نہیں ہے۔ کوئی بھی چیز دیکھو۔ اس میں کسی دوسری چیز کا وجود نظر نہیں آتا (نیائے درشن ۴-۱-۳۴)

مجیب۔ اجزاء میں کل (اور تمام اشیاء میں) ذرۂ حال خلا۔ پرماتما اور نوع موجود ہیں چیزوں کے جدا جدا مجموعوں میں یہ تمام اشیاء (کل۔ ذرۂ حال خلا۔ پرماتما اور نوع) ایک ایک یعنی مشترک ہیں۔ ان میں سے کوئی چیز جدا نہیں ہو سکتی۔ پس ثابت ہے کہ موجودات میں فقط افتراق نہیں۔ اگرچہ ان کی ماہیت جدا جدا ہے تاہم ان متفرق موجودات میں مشترک اشیاء بھی ہیں معترض (کافر ہشتم):-

सर्वमभावो भावेष्वितरेतराभावसिद्धेः ॥ ८ ॥

تمام اشیاء کا عدم نے الغیر ثابت ہے اس لئے تمام اشیاء معدوم ہیں مثلاً گائے گھوڑا نہیں اور گھوڑا گائے نہیں اس لئے سب کو تمیت یعنی معدوم سمجھنا چاہیئے۔ (نیائے درشن ۴-۱-۳۷)

مجیب۔ جہاں تمام اشیاء کا عدم نے الغیر ثابت ہے۔ وہاں وجود فی النفس بھی تو ثابت ہے۔ مثلاً (گائے گھوڑا نہیں۔ لیکن) گائے گائے تو ہے ہی۔ اسی طرح (گھوڑا گائے نہیں۔ لیکن) گھوڑا گھوڑا تو ہے ہی۔ (لہٰذا) ہر چیز کا (ہر دوسری چیز میں عدم ہونے پر بھی) اپنے میں وجود ہے۔ عدم نہیں۔ اور اگر کسی چیز کا بھی وجود نہ ہو۔ تو عدم نے الغیر کس میں کہا جائے؟ معترض (کافر نہم):- عالم کی پیدائش فطرتاً یعنی اپنے آپ ہوتی ہے۔ جیسے پانی اور اناج کے اکٹھا ہونے سے (مرغ انڈے اور) مرغ انڈے سے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یا جیسے بیج مٹی اور پانی کے ملنے سے گھاس۔ درخت وغیرہ (کی پیدائش) ہو جاتی ہے۔ یا جیسے پتھر وغیرہ اپنے آپ پیدا ہو جاتے ہیں یا جیسے سمندر اور ہوا کے تصادم سے لہریں اور بلبلوں سے جھاگ نمودار ہو جاتی ہے یا جیسے ہلدی چونا اور لیموں کا رس ملانے سے سرخی (پکا لگانے کا سرخ رنگ) بن جاتی ہے۔ ویسے ہی تمام عالم موجودات عناصر کے طبعی خواص سے پیدا ہوا ہے۔ اس کا خالق کوئی نہیں مجیب۔ اگر دنیا کی پیدائش (عناصر کے) قدرتی خواص کا نتیجہ ہو تو اس کی فنا کبھی نہیں ہو سکے گی۔ اور اگر فنا حامۂ فطرت ہو۔ تو پیدائش کبھی نہیں ہو سکے گی۔ اور اگر

پیدائش اور فنا دونوں ایک ساتھ خاصۂ فطرت ہوں۔ تو ان دونوں کا انضباط کبھی نہ ہو سکے گا۔ اور اگر پیدائش اور فنا کو بالجملہ تسلیم کرو گے۔ تو اس جملہ کا وجود پیدا اور فنا ہونے والی اشیاء سے جدا تسلیم کرنا ہوگا کیونکہ اگر پیدائش اور فنا دونوں عالم کی فطرت میں ہوتیں۔ تو ایک ہی وقت میں پیدائش بھی ہوتی اور فنا بھی ہو جو ناممکن ہے اگر پیدائش اپنے آپ ہوتی۔ تو اس کرۂ ارض کے نزدیک دیگر کرۂ ارض چاند سورج وغیرہ کیوں پیدا نہ ہو جاتے؟ اور (دیکھیے) جن جن اشیاء کی ترکیب سے جو جو اشیاء پیدا ہوتی ہیں۔ اور جو سب قانونِ الٰہی کے ماتحت ہوتی ہیں) مثلاً گھاس۔ درخت اور کیڑے وغیرہ پرمیشور کے پیدا کیے ہوئے بیج۔ اناج۔ پانی وغیرہ کے ملنے سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے بغیر نہیں۔ یا جیسے ہلدی۔ چونا اور لیموں کا رس مختلف مقامات سے اپنے آپ آ کر ترکیب نہیں پاتے بلکہ کسی کے ترکیب دینے سے مرکب ہوتے ہیں۔ پھر ترکیب بھی خاص تناسب سے دی جائے تب ہی بنتی ہے۔ اسی طرح جب تک مادہ یعنی ذرات کو ایشور اپنے علم و حکمت سے ترکیب نہ دے۔ تب تک یہ غیر مدرک اشیاء کسی علت غائی کے ماتحت کوئی خاص صورت اختیار نہیں کر سکتیں پس ثابت ہے کہ پیدائش عالم خاصۂ فطرت کے طور پر (یعنی اپنے آپ) نہیں ہوتی۔ بلکہ اس صانع ازلی کی صنعت سے ہوتی ہیں۔

عالم موجود قدیم نہیں بلکہ حادث ہے

معترض۔ اس عالم کا خالق نہ تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔ یہ عالم ازل سے ہی ایسا چلا آتا ہے نہ کبھی اس کی پیدائش ہوئی اور نہ فنا ہوگی۔ عجیب۔ بغیر محرک کے کوئی حرکت نہیں ہو سکتی۔ اور بغیر حرکت کے کوئی ایسی چیز نہیں بن سکتی۔ جو حرکت کا نتیجہ ہو۔ جن زمین وغیرہ اجرام کی بناوٹ خاص ترکیب کا نتیجہ نظر آتی ہے وہ کبھی ازلی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مرکب (شے) کا وجود ترکیب سے پیشتر ہوتا ہے نہ تقسیم کے بعد رہتا ہے اگر تم اس کے قائل نہ ہو۔ تو سخت سے سخت ہیرا۔ فولاد وغیرہ کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دو یا گلا کر یا جلا کر دیکھو کہ ان سب اشیاء میں مفرد ذرات کی ترکیب پائی جاتی ہے یا نہیں۔ جب ترکیب پائی جاتی ہے تو ایک دن ان کی تقسیم یعنی تفریق بھی ضرور ہوگی۔

روح پرمیشور کا درجہ کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتی

معترض۔ ازلی پرمیشور کوئی نہیں بلکہ جو روح ریاضتہائے یوگ سے اتما[1] وغیرہ کمالات اور علم کل سے متصف ہو کر سراپا علم ہو جاتی ہے۔ اسی کا نام ایشور ہوتا ہے عجیب۔ اگر ازلی ایشور عالم کی خلقت نہ کرتا۔ تو ریاضتوں کے ذریعہ کمال روحانی حاصل کرنے والی ارواح کی جائے قیام اور ذریعۂ زیست یعنی عالم موجودات جسم اور اس کے اعضاء کس طرح معرض وجود میں آتے؟ ان کے بغیر روح ریاضت نہ کر سکتی۔ اور جب وسائل ریاضت ہی نہ ہوتے۔ تو کمالات روحانی کیسے حاصل کرتی؟ کروہ ریاضت ہائے یوگ کے ذریعہ خواہ کتنا بھی کمال کیوں نہ حاصل کر لے۔ اس کا بل بالذات پرمیشور کے ازلی کمال کی بحر میں لاانتہا کمالات مضمر ہیں کبھی برابری نہیں کر سکتی۔ کیونکہ روح کا

[1] اتما ان کمالات میں سے ہے۔ جو یوگی (مرتاض) کو یوگ کی ریاضتوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ روح اس کمال کو حاصل کر کے لطیف سے لطیف اشیاء میں داخل ہو سکتی ہے۔

علم خواہ اپنی انتہائی حد تک بھی پہنچ جائے۔ تو بھی آخر اس کے علم اور قدرت کی حد ہے۔ لامحدود علم اور قدرت کی اہل روح نہیں ہو سکتی۔ دیکھو۔ کوئی بھی یوگی (مراض) نہ آج تک ایسا ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا جو ایشور کے وضع کردہ قانونِ قدرت کو تبدیل کر سکے۔ مثلاً صانع ازل یعنی پرمیشور نے آنکھ کو دیکھنے اور کان کو سننے کی قوت عطا کی ہے۔ کوئی یوگی (مراض) اس انتظام میں تغیر و تبدل نہیں کر سکتا۔ پس ثابت ہے۔ کہ روح کبھی ایشور (خدا) نہیں بن سکتی۔ معترض۔ پرمیشور آفرینش عالم کے مختلف ادوار میں مختلف اقسام کی دنیا بناتا ہے یا ایک ہی قسم کی؟ مجیب۔ دنیا جیسی اب ہے۔ ایسی ہی سابقہ ادوار میں بھی تھی۔ اور آئندہ بھی اسی طرح کی ہوگی ایشور ایک دور کی دنیا کو دوسرے دور کی دنیا سے مختلف نہیں بناتا۔ (چنانچہ رگوید ۱۰۔۱۹۰۔۳ میں ارشاد ہوا ہے)۔

सूर्याचन्द्रमसौ धाता यथापूर्वमकल्पयत् ।
दिवं च पृथिवीं चान्तरिक्षमथो स्वः ॥

پرمیشور نے جیسے سورج۔ چاند۔ بہشت۔ زمین اور خلا وغیرہ سابقہ کلپ (زمانہ آفرینش) میں بنائے تھے ویسے ہی اب بنائے ہیں۔ (اور آئندہ بھی ایسے ہی خلق کرے گا)۔

چونکہ پرمیشور کے کاموں میں خطا نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وہ ہمیشہ ایک سے ہو کرتے ہیں۔ جو قلیل العلم ہوتا ہے اور جس کا علم گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ اسی کے کام میں سہو و خطا کا امکان ہوتا ہے ایشور کے کاموں میں اس قسم کا امکان نہیں۔

پیدائش عالم کے متعلق شاستروں کا عدم تضاد

معترض۔ پیدائش عالم کے بارے میں وید وغیرہ شاستر کتب میں تضاد پایا جاتا ہے یا عدم تضاد؟ مجیب۔ عدم تضاد۔ معترض۔ عدم تضاد ہے۔ تو (مندرجہ ذیل کی تطبیق کیونکر کرو گے؟) تیتریہ اپنشد میں کہا ہے:۔

तस्माद्वा एतस्मादात्मन आकाशः सम्भूतः । आकाशाद्वायुः वायोरग्निः । अग्नेरापः । अद्भ्यः पृथिवी । पृथिव्या ओषधयः । ओषधिभ्योऽन्नम् । अन्नाद्रेतः । रेतसः पुरुषः । स वा एष पुरुषोऽन्नरसमयः॥

اس پرمیشور اور (اس) مادہ سے خلا (یعنی علت کی صورت میں موجود شے۔ جو سب جگہ پھیلی ہوئی تھی) یکجا ترکیب میں آنے سے گویا پیدا ہوا۔ (درحقیقت خلا کبھی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ بغیر خلا کے مادہ یعنی ذرات کے لئے کوئی جائے قیام نہیں ہو سکتی۔ خلا کے بعد باد۔ باد کے بعد آتش۔ آتش کے بعد آب۔ آب کے بعد خاک۔ خاک سے پودے۔ پودوں سے اناج۔ اناج سے نطفہ۔ نطفہ سے حیوان یعنی اس کا جسم پیدا ہوتا ہے (حیوان کا جسم صاف طور پر اشیائے خوردنی سے ترکیب پاتا ہے) تیتریہ اپنشد برہمانند ولی (فصل ۱)

جہاں سلسلہ آفرینش کا آغاز خلا سے بچھاندوگیہ اپنشد میں آتش سے۔ ایتریہ اپنشد میں آب سے۔ ویدوں میں کہیں پرش سے اور کہیں ہرنیہ گربھ وغیرہ سے۔ یہ اسا دورشن میں عمل ہے۔ بیشک دورشن میں نمال سے نیائے دورشن میں ذرات سے یوگ دورشن میں پرمانو سے۔ سانکھیہ دورشن میں مادہ سے اور ویدانت دورشن میں

برہم (بادی تعالیٰ) سے بیان کیا گیا ہے۔ اب ہم کس بات کو صحیح مانیں اور کس کو غلط بجیب۔ یہ تمام بیانات حقیقت پر مبنی ہیں۔ باطل کوئی بھی نہیں بطلان کا شکار وہ شخص ہے۔ جو ان کا مطلب الٹا سمجھتا ہے کیونکہ پرمیشور علت فاعلی ہے۔ اور پرکرتی (مادہ) علت مادی جب پہلے پہل تخلیل (تخلیق) کا عمل ہوتی ہے تب سلسلۂ کائنات کا آغاز خلا سے اور جب خلا اور باد تخلیل نہیں ہوتے لیکن آتش اور اس کے بعد کے تمام معلولات تخلیل ہو جاتے ہیں تب آفرینش کا آغاز آتش سے اور جب آتش (بصورت برق) بھی تخلیل نہیں ہوتی۔ تب آبی ہوتا ہے دوسرے لفظوں میں جس جس نچلے اعالم تخلیل) میں تخلیل اشیا کا سلسلہ جس جس معلول تک پہنچتا ہے۔ اس کے بعد کی آفرینش کا آغاز وہیں سے ہوتا ہے "پرمیشر" اور "پرکرتی" کی تشریح باب اول میں کی جا چکی ہے یہ دونوں نام پرمیشور کے ہیں تضاد کے معنے قریب ہیں۔ کہ ایک ہی موضوع یعنی بحث پر متضاد خیالات پیش کیے جائیں چھ شاستروں (درشنوں) میں عدم تضاد اس طرح ہے۔ کہ (۱) ویشیشک درشن کا دعوے ہے۔ کہ دنیا میں کوئی معلول ایسا نہیں ہوتا جس کے بنانے میں حرکت علت کا کام نہ دے۔ (۲) ویشیشک درشن کا دعوے ہے۔ کہ بغیر مادہ کے خلقت نہیں ہو سکتی (۳) نیاء درشن کا دعوے ہے کہ علت مادی کے بغیر معلول پیدا نہیں ہو سکتا (۴) یوگ درشن کا دعوے ہے۔ کہ بغیر علم اور غور و خوض کے خلقت یعنی صنعت نہیں ہو سکتی (۵) سانکھیہ درشن کا قول ہے۔ کہ عناصر کی ترکیب کے بغیر عالم نہیں بن سکتا۔ (۶) ویدانت درشن کا دعوی ہے۔ کہ بغیر خالق کے خلقت نہیں ہو سکتی۔ حاصل یہ کہ دنیا کی پیدائش چھ علتوں سے ہوتی ہے۔ ان چھ علتوں کی جدا جدا تشریح ایک ایک درشن میں کی گئی ہے پس ان (کتب) میں کچھ بھی تضاد نہیں ہے۔ جیسے چھ اشخاص مل کر بھاری بوجھ اٹھائیں اور اسے دیواروں پر رکھ دیں اسی طرح پیدائش عالم کی تکمیل تشریح چھ درشنوں کے مصنفوں نے پایۂ تکمیل تک پہنچائی ہے۔ مثال کے طور پر پانچ اندھوں اور ایک ضعیف العمر شخص کو کسی نے ہاتھی کا ایک ایک عضو دکھایا۔ اور پھر ایک ایک سے پوچھا ہاتھی کیسا ہوتا ہے؟ ایک نے کہا۔ ستون سا۔ دوسرے نے کہا۔ چھاج سا۔ تیسرے نے کہا موسل سا۔ چوتھے نے کہا چھاڈو سا۔ پانچویں نے کہا چبوترہ سا۔ چھٹے نے کہا کالا کالا چار ستونوں پر کھڑا پنکھے کی شکل کا۔ اسی طرح آج کل کی غیر پرشیوں کی تصنیف کردہ کتب جدید کے مطالعہ کرنے اور پراکرت بھاشا کے لکھنے اور پڑھنے والوں نے رشیوں کی تعلیم سے بے بہرہ رہ کر اور جدید۔ کم عقل مصنفوں کی سنسکرت اور بھاشا کی تصانیف کا مطالعہ کر کے ایک دوسرے کی مذمت پر کمربستہ ہو کر بیہودہ تنازعات برپا کیے ہیں۔ ان لوگوں کے اقوال نہ ارباب دانش اور نہ عوام الناس کے لئے قابل پذیرائی ہیں جب رہبر اور پیرو دونوں اندھے ہوں۔ تب مصائب کا سامنا کیوں نہ ہو؟ عین یہی حالت آجکل کے کم عقل۔ خود غرض۔ خواہشات نفسانی کے دلدادہ اشخاص کی ہے جن کے کہ وقت تمام عالم کی ہلاکت کا باعث ہو رہے ہیں معترض۔ جب بغیر علت کے کوئی معلول پیدا نہیں ہوتا۔ تو علت کی بھی علت کیوں نہ مانی جائے مجیب۔ اے بھولے بھائی! اپنی عقل کو کیوں کام میں نہیں لاتے؟ دیکھو! دنیا میں دو ہی قسم کی اشیاء پائی جاتی ہیں۔ ایک علت دوسری معلول۔ علت (اولیٰ یا اعلیٰ) معلول نہیں ہوتی۔ اور جب وہ معلول کی صفت اختیار کر لیتی ہے۔ تو وہ علت نہیں رہتی جب تک انسان پیدائش عالم کا مفہوم (اچھی طرح) سمجھ نہیں لیتا تب تک اسے صحیح علم حاصل نہیں ہوتا۔

नित्यायाः सत्वरजस्तमसां साम्यावस्थायाः प्रकृतेरुत्पन्नानां परम-
सूक्ष्माणां पृथक् पृथग्वर्त्तमानानां तत्त्वपरमाणूनां प्रथमः संयोगारम्भः
संयोगविशेषादवस्थान्तरस्य स्थूलाकारप्राप्तिः सृष्टिरुच्यते ॥

قدیم، ازلی و ابدی ستو۔ رج۔ تم ان تینوں کے توازن یعنی مادہ سے پیدا شدہ نہایت لطیف مفرد اجزا کے پہلی بار ترکیب پاکر کثافت اختیار کرنے کو پیدائش کہتے ہیں (یہ انواع و اقسام کی کائنات بتدریج لطیف سے کثیف اور کثیف سے کثیف تر صورتوں کے ظہور سے بنی ہے اس کا نام سرشٹی یعنی کائنات اس لیے ہے کہ یہ سرگ کا نتیجہ یعنی پیدا شدہ ہے۔

جو ترکیب اولین اختیار کرنے والی شے اور کرانے والی ذات ہے وہ دونوں علت ہائے اولیٰ ہیں جس سے ترکیب سے ترکیب کا آغاز ہوتا ہے اور جس پر جا کر تجزیہ کا اختتام ہو جاتا ہے یعنی جس کا آگے تجزیہ نہیں ہو سکتا۔ اسے اعلیٰ علت (مادی) کہتے ہیں۔ برخلاف اس کے جس کا ظہور ترکیب کے بعد ہوتا ہے۔ اور جو تقسیم (یعنی تجزیہ) کے بعد اپنی اصلی حالت پر نہیں رہتا۔ وہ معلول کہلاتا ہے۔ جو اس علت (اعلیٰ) کی علت معلول (اسفل) کا معلول۔ فاعل (ازلی) کا فاعل۔ علت آلی (وسائل) کی علت آلی (وسائل) اور علت غائی کی علت غائی دریافت کرتے وہ دیکھتا ہوا اور جانتا ہوا بہرہ اور جانا ہوا انجان ہے۔ کیا کبھی آنکھ کی آنکھ چراغ کا چراغ اور سورج کا سورج بھی ہو سکتا ہے جس سے معلول پیدا ہو وہ علت۔ اور جو علت سے پیدا ہو وہ معلول۔ اور جو علت سے معلول کو خلق کرنے والا ہے وہ خالق کہلاتا ہے۔ بھگوت گیتا ۲—۱۶ میں آیا ہے:—

नासतो विद्यते भावो नाभावो विद्यते सतः ।
उभयोरपि दृष्टोऽन्तस्त्वनयोस्तत्त्वदर्शिभिः ॥

محققوں نے ان ہر دو حقائق کا اصل اصول دریافت کر لیا ہے کہ وہ معدوم محض معرضِ وجود میں آ سکتا ہے اور موجود شے کا کبھی عدم محض ہو سکتا ہے۔

بھلا غیر محقق یعنی متعصب عقیدی غلیظ الباطن جاہل لوگ آسانی سے اس حقیقت سے کیسے آشنا ہو سکتے ہیں؟ جو شخص صحبتِ اولیا و صحبتِ صالحہ سے فیضیاب ہو کر کامل خود غرضی سے کام نہیں لیتا۔ وہ ہمیشہ دام اوہام میں گرفتار رہتا ہے۔ مبارک ہیں وہ اشخاص جو تمام علوم کے اصولوں سے آشنا ہیں (آشنا نہ ہونے کی صورت میں آشنا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جب ان اصولوں سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ تو خلوصِ باطن سے دیگر اشخاص کو اپنے علم سے فیضیاب کرتے ہیں۔ جو شخص بغیر علت کے پیدائش عالم کا قائل ہے وہ علمِ حقیقت سے بے بہرہ ہے۔

پیدائش عالم کی ترتیب

جب آفرینش کا وقت ہوتا ہے۔ تو پرماتما ان تمام لطیف اشیا کو متعمل کرتا ہے جو علتِ عالم کی لطیف ترین حالت یعنی مادہ سے جو سب سے پہلے کچھ کچھ کثیف چیز پیدا ہوتی ہے اس کا نام مہت تتو (آلۂ تعقل) ہے۔ اس سے قدرے کثیف تر معلول کا نام اہنکار (آلۂ انانیت) ہے۔ اہنکار (آلۂ انانیت) سے باہم علیحدہ پانچ عناصر لطیف۔ پانچ حواس یعنی قوتِ سامعہ۔ قوتِ لامسہ۔ قوتِ باصرہ۔ قوتِ ذائقہ اور قوتِ شامہ (کے آلات) پانچ جوارح عمل یعنی زبان۔ ہاتھ

پائیں۔ آلۂ تناسل اور مقعد۔ اور گیارھواں من (آلۂ خیال) پیدا ہوتے ہیں۔ یہ آلۂ انانیت سے بھی کثیف تر ہیں ان پانچ عناصر لطیفہ سے متعدد کثیف حالتوں میں سے گذرنے کے بعد بالتدریج پانچ عناصر کثیفہ جو صاف ہمارے مشاہدہ میں آتے ہیں نمودار ہوتے ہیں۔ ان عناصر سے انواع و اقسام کے پودے اور درخت وغیرہ۔ ان سے غذا۔ غذا سے نطفہ اور نطفہ سے جسم پیدا ہوتا ہے۔ مگر (اجسام حیوانی کی) ابتدائی پیدائش بجامعت نہیں ہوتی البتہ جب پریشور نر اور مادہ اجسام پیدا کر کے ان سے ارواح کا تعلق کر دیتا ہے۔ اس کے بعد حیوانات کی پیدائش بجامعت سے ہونے لگتی ہے۔

صنعت عالم کیلئے صانع کا وجود ضروری ہے

دیکھو جسم کی بناوٹ کیسی بے شیاری سے کی گئی ہے کہ کہ اہل بصیرت دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں جسم کے اندر ہڈیوں کا اتصال شریانوں کی بندش۔ گوشت کا پلستر چڑے کا غلاف تلی۔ جگر۔ پھیپھڑا تنفس کے لئے پنکھے کی کل پھیپھڑا۔ اس سے روح کا تعلق۔ سر کو بمنزلہ برج جسم کی۔ بنانا رونگٹوں اور ناخنوں وغیرہ کی پیدائش۔ آنکھ کے نہایت باریک ریشوں کا تاروں کی طرح گندھا ہوا ہونا کیونکر (آلات احساس و عمل) کے راستوں کی کشودگی۔ عالم بیداری۔ عالم خواب اور گہری نیند۔ ان تمام حالتوں سے فتح کے لذت یاب ہونے کے لئے مختلف مقامات کی پیدائش۔ تمام اخلاط کی تقسیم (ان تمام اعضاء و اجزاء اور ان کی ترکیب میں) انواع و اقسام کی کلوں کی سی عجیب و غریب صنعت ہوائے پریشور کے اور کون کر سکتا ہے بغیر اس کے کہ ان کو معدنیات اور جواہر سے مرصع زمین۔ بڑ وغیرہ درختوں کے بیجوں میں طرح طرح کی نفیس کاریگری۔ سبز سفید۔ زرد۔ سیاہ۔ چتکبرے وغیرہ بے شمار رنگ برنگ کے پتوں پھولوں پھلوں اور جڑوں کی نشو و نما میں رنگین۔ تلخ۔ تیز۔ ترش۔ کسیلا وغیرہ طرح طرح کے ذائقوں کے باعث لذیذ اور انواع و اقسام کی خوشبوؤں سے معطر کلہائے گوناگوں اور برگ و بار بوقلموں کی روئیدگی۔ اور قسم قسم کے اناج اور کند مل وغیرہ کی بالیدگی۔ کشتوں کتوں بمثل زمین و آفتاب و ماہتاب کی خلق۔ قیام۔ گردش اور باقاعدہ نظام بغیر پریشور اور کس کے دست قدرت سے ممکن ہے جب کوئی شخص کسی چیز کو دیکھتا ہے۔ تو اسے دو باتوں کا علم ہوتا ہے۔ ایک اس چیز کی ہستی کا دوسرے اس کی صنعت کو دیکھ کر صانع (کے وجود) کا۔ مثلاً کسی شخص نے جنگل میں ایک خوشنما ذیلو پیلیا۔ دیکھنے سے ظاہر ہوا۔ کہ یہ ذیلو رسنے کا ہے۔ اور کسی ہوشیار کاریگر کا بنایا ہوا ہے۔ اسی طرح اس رنگ برنگی دنیا میں انواع و اقسام کی صنعت کی موجودگی صانع حقیقی یعنی پریشور کے وجود پر دال ہے۔

آغاز آفرینش اور انسان

معترض۔ پہلے انسان کی خلقت ہوئی۔ یا زمین وغیرہ کی؟ مجیب۔ زمین وغیرہ کی۔ کیونکہ بغیر زمین وغیرہ کے انسان کا قیام اور پرورش ناممکن تھی۔ معترض۔ ابتدائے آفرینش میں ایک انسان پیدا کیا گیا تھا یا متعدد؟ یا کوئی اور صورت معرض ظہور میں آئی تھی؟ اگر آئی تھی۔ تو وہ (تھی) کیا (تھی) مجیب۔ ابتدائے آفرینش میں کثیر التعداد انسان پیدا کئے گئے تھے کیونکہ جن ارواح کے اعمال ایسے تھے۔ کہ انہیں (بغیر ماں باپ کے) براہ راست بطن قدرت سے پیدا کیا جائے۔ انہیں خالق ازل نے ابتدائے آفرینش میں ہی پیدا کرنا تھا چنانچہ ویدادوں کے براہمن دشت پتھ

میں مرقوم ہے۔ 'मनुष्या ऋषयश्च ये । (کثیر التعداد انسان اور کثیر التعداد رشی پیدا ہوئے)
तत्तो मनुष्या अजायन्त' (تب کثیر التعداد انسان پیدا ہوئے۔ رگ وید ۱۰-۹۰-۵)

ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ ابتداء آفرینش میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں انسان پیدا ہوئے تھے۔ عالم موجودات پر نظر ڈالنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ نسل آدم کثیر التعداد ماں باپ کی اولاد ہے معترض۔ ابتداء آفرینش میں انسان وغیرہ کی پیدائش بحالت طفلی ہوئی تھی یا بحالت شباب یا بحالت پیری یا تینوں حالتوں میں؟ مجیب۔ جوانی کی حالت میں۔ کیونکہ اگر شروع شروع میں بچے پیدا کئے جاتے۔ تو ان کی پرورش کے لئے دیگر انسانوں کی ضرورت ہوتی۔ اور اگر انڈے سے پیدا کئے جاتے۔ تو آگے مجامعت کے ذریعہ سلسلہ تناسل نہ چل سکتا۔ اس لئے ابتدائی انسان وغیرہ جوان پیدا کئے گئے تھے۔

سلسلہ پیدائش وفنا ازلی اور ابدی ہے

معترض۔ موجودات کا کبھی آغاز بھی ہوا تھا یا نہیں؟ مجیب۔ نہیں۔ جیسے دن سے پیشتر رات اور رات سے پیشتر دن ہوتا ہے۔ یا یوں کہو۔ کہ جیسے دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن ہوتا ہے۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ ایسے ہی پیدائش عالم سے پیشتر پرلے یعنی تحلیل فی المادہ اور تحلیل فی المادہ سے پیشتر پیدائش عالم۔ یا یوں کہو۔ کہ پیدائش عالم کے بعد پرلے یعنی تحلیل فی المادہ۔ اور تحلیل فی المادہ کے بعد پیدائش عالم (ہوتی آئی ہے) یہ سلسلہ ازلی ہے۔ اس کی نہ ابتداء ہے نہ انتہا۔ مگر ہاں! جیسے ہر دن اور ہر رات کی ابتداء اور انتہا دیکھنے میں آتی ہے۔ ایسے ہی ہر پیدائش اور ہر پرلے یعنی تحلیل فی المادہ کی ابتداء اور انتہا ہوتی ہے۔ مگر جیسے پرمیشور۔ ارواح اور مادۂ دنیا۔ یہ تین اشیا بالذات ازلی ہیں۔ ایسی ہی طرح عالم کی پیدائش۔ قیام اور فنا در تحلیل فی المادہ کا سلسلہ بھی ازلی ہے۔ مثال کے طور پر۔ جیسا کہ کبھی کبھی جاڑے میں برسات ہو جانے پر دوبارہ نمود اور موسم گرما میں پھر خشک ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس بار بار تکرار کو تسلسل کہتے ہیں المختصر جیسے پرمیشور کے انصاف۔ افعال اور عادات ازلی ہیں ایسے ہی اس کا عالم کو پیدا کرنے۔ قائم رکھنے اور پھر تحلیل کر کے علت کی صورت میں تبدیل کر دینے کا سلسلہ بھی ازلی ہے۔ جیسے پرمیشور کے انصاف۔ افعال اور عادات کی نہ کبھی ابتداء ہوئی تھی اور نہ کبھی انتہا ہوگی ایسے ہی اس کے کاموں کی بھی نہ کبھی ابتداء ہوئی تھی اور نہ کبھی انتہا ہوگی۔

ارواح کو مختلف قالب کیوں دیئے گئے؟

معترض۔ پرمیشور نے بعض ارواح کو انسان کا بعض کو شر وغیرہ دیہندوں۔ بعض کو ہرن۔ بعض کو گائے وغیرہ جیوندوں۔ بعض کو درختوں۔ کیڑوں۔ مکوڑوں بھنگوں وغیرہ کا قالب عطا کیا ہے۔ اس سے پرمیشور پر طرفداری کا الزام عائد ہوتا ہے مجیب۔ طرفداری کا الزام عائد نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس نے تمام ارواح کو ان کی سابقہ زندگی کے اعمال کے مطابق سزا و جزا عطا کی ہے۔ اگر

لہ رشی وہ انسان ہے۔ جو بعد کمال کے پہنچ چکا ہے اور سلسلہ تناسل چلانا بھی اس کے لئے ضروری نہیں ہوتا۔ یعنی معمولی انسان ہی سے ستیارتھ پرکاش میں مندرجہ الفاظ کے ہیں۔ چنانچہ براہمن گرنتھ میں بھی ستیارتھ پرکاش کا لفظ 'مشاہ' درج ہے۔ یہ گویا وید کے لفظ سادھیاہ کی تشریح ہے۔

بغیر اعمال کے مختلف اقسام کے قالب عطا کرتا۔ تو اس پر طرفداری کا اطلاق ہو سکتا تھا۔ معترض۔ انسان کی اولین پیدائش کس مقام پر ہوئی تھی؟ مجیب۔ تبت و شلپ میں جسے آج کل تبت کہتے ہیں۔ معترض۔ ابتدائے آفرینش میں (تمام انسان) ایک قوم تھے یا متعدد اقوام میں منقسم تھے؟ مجیب۔ ایک قوم تھے۔ بعد ناں حسب الارشاد وید۔ ۱۔۵۱۔۸ "آریہ" اور "دسیو" دو جماعات میں منقسم ہو گئے۔ "آریہ" کے معنے ہیں افضل یعنی ذی علم۔ نیک سیرت اور "دسیو" کے معنے ہیں بدنہاد یعنی لٹیرے اور جاہل۔ پھر آریوں کی بھی چار جماعات ہو گئیں۔ براہمن۔ کشتری۔ ویش اور شودر۔ ان میں سے پہلی تین جماعتیں تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے (بالخصوص) آریہ اور چوتھی بے علم رہنے کے باعث شودر (مجازاً) اناریہ یعنی اناڑی کہلانے لگی۔ ویدوں میں لکھا ہے۔ "उत शूद्रे उतार्ये"[1]

معترض۔ پھر وہ یہاں کیسے آئے؟ مجیب۔ جب آریوں یعنی عالموں یا دوسرے لفظوں میں دیوؤں یعنی نیک سیرت انسانوں اور دسیوؤں یعنی جاہلوں یا دوسرے لفظوں میں اسروں یعنی شیطنت مجسم انسانوں میں لگاتار جنگ جدل برپا رہا۔ اور فتنہ و فساد حد سے تجاوز کرنے لگا تب آریہ لوگ اس ملک کو تمام روئے زمین کے ممالک میں افضل خیال کر کے یہاں آکر آباد ہو گئے۔ اسی لئے اس ملک کا نام آریاورت ہوا۔

آریاورت کا حدود اربعہ

معترض:۔ آریاورت کا حدود اربعہ کیا ہے؟

مجیب:۔

आसमुद्रात्तु वै पूर्वादासमुद्रात्तु पश्चिमात् ।
तयोरेवान्तरं गिर्योरार्यावर्त्तं विदुर्बुधाः ॥ १ ॥
सरस्वतीदृषद्वत्योर्देवनद्योर्यदन्तरम् ।
तं देवनिर्मितं देशमार्यावर्त्तं प्रचक्षते ॥ २ ॥

شمال میں ہمالیہ جنوب میں وندھیاچل۔ مشرق اور مغرب میں سمندر۔ ۱

مغرب میں سرسوتی یعنی دریائے الکھ جو شمال کے پہاڑوں سے نکل کر جنوب کے سمندر (بحر ہند) میں جا ملتا ہے۔ اور مشرق میں درشدوتی یعنی دریائے برہم پتر جو نیپال کے مشرقی پہاڑ سے نکل کر بنگال اور آسام کے مشرق اور برہما کے مغرب میں ہوتا ہوا جنوبی سمندر (خلیج بنگال) میں جا ملتا ہے۔ کہ ہمالیہ کے واسطے سے لے کر جنوب میں وندھیاچل اور اس سے متصل مشرقی گھاٹ اور مغربی گھاٹ کے دونوں طرف (راس کماری تک جس قدر) علاقہ ہے۔ وہ تمام آریاورت کہلاتا ہے۔ کیونکہ اسے آریوں یعنی ارباب علم نے بسایا تھا۔ آریوں کا مقام رہائش ہونے کی وجہ سے یہ ملک آریاورت کہلاتا ہے۔ ۲ منوسمرتی ۲۔۲۲، ۱۷

معترض۔ اس سے پیشتر اس ملک کا نام کیا تھا اور اس میں کون لوگ آباد تھے؟ مجیب۔ اس سے پیشتر اس ملک کا نام کچھ بھی نہیں تھا۔ کیونکہ آریوں کے آنے سے پیشتر اس میں (انسانی) آبادی ہی نہیں تھی۔ آریہ لوگ ابتدائے آفرینش کے کچھ عرصہ بعد تبت سے سیدھے اس ملک میں آکر آباد ہوئے۔

آریوں کے ایران سے آنے کی تردید

معترض۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ آریہ لوگ ایران سے یہاں آئے۔ اسی لئے ان کا نام آریا ہوا۔ ان سے پیشتر یہاں

[1] وید کے اس قول کے معنے آگے کئے گئے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۲۲۳

جنگلی لوگ آباد تھے۔ ان جنگلی لوگوں کو آریہ لوگ اُسر اور راکشس کہتے تھے۔ اور ان کے مقابلے میں اپنے آپ کو دیوتا ظاہر کرتے تھے جب ان دو قوموں میں لڑائی ہوئی۔ تو اس کا نام تمکایات میں دیو اُسر سنگرام یعنی "ملائک و شیاطین" کا جنگ رکھا گیا۔ عجیب۔ یہ قول سراسر باطل ہے۔ کیونکہ (رگوید ۱۔ ۵۱ ۔ ۸ میں کہا ہے)۔

آریوں میں اور جو دیوتا ہیں۔ ان میں تمیز کہ احکام الٰہی کے خلاف چلنے والوں کو غلام کہنے والوں کی تابعت بطور محکوم رکھو۔ نیز اتھروید میں اللہ فرماتا ہے)۔ व्रत शूद्रे उतार्यं ॥

(اویش وغیرہ آریوں اور شودر (کی نظر میں کچھ پیار کم) (اتھروید ۱۹ ۔ ۶۲ ۔ ۱)

ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ کہ "آریہ" احکام الٰہی کے پابند عالم حقیقت شعار کو کہتے ہیں۔ اس کے برعکس ان احکام کے خلاف چلنے والے رہزن۔ بدطینت جہلاء کا نام "دیسیو" ہے۔ مقدم الذکر میں بھی برہمن۔ کشتری اور ویش دوجنم (دوبارہ پیدا شدہ یا دوسرے لفظوں میں تعلیم یافتہ اشخاص کا نام (بالخصوص) آریہ ہے۔ اور شودر اناریہ یا اناڈی کو کہتے ہیں جب خود وید کا یہی ارشاد ہے۔ تو غیر ممالک کے مصنفین کی فرضی باتوں کو اہل بصیرت کیسے قبول کر سکتے ہیں؟ اور "دیو اُسر سنگرام" میں جو کوہ ہمالیہ پر آریوں اور دیسیوؤں کے درمیان ہوا تھا۔ آریاورت کے (شاہ) ارجن اور مہاراجہ دشرتھ وغیرہ دیوؤں یعنی آریوں کی حمایت اور اُسروں (یعنی دیسیوؤں) کی شکست میں معاون ہوئے تھے۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آریہ ورت کے باہر چاروں طرف ہمالیہ کے مشرق جنوب مشرق۔ جنوب جنوب مغرب۔ مغرب شمال مغرب۔ شمال اور شمال مشرق میں جو لوگ رہتے تھے۔ (تاریخ میں) انہی کا نام اُسر ہے۔ جب جب وہ ہمالیہ کے دامن میں رہنے والے آریوں پر حملہ کرتے تھے۔ تب تب یہاں کے راجا مہاراجا ان شمال وغیرہ اطراف میں آریوں کی معاونت کرتے تھے۔ اور جو جنوب میں شری رام چندر جی سے (راون کی) لڑائی ہوئی تھی۔ اس کا نام "دیو اُسر سنگرام" نہیں۔ بلکہ اسے رام اور راون کی یا آریوں اور راکشسوں کی لڑائی کہتے ہیں۔ کسی سنسکرت کی تصنیف یا تاریخی کتاب میں نہیں لکھا کہ آریہ لوگ ایران سے آئے۔ اور یہاں کے جنگلی لوگوں سے لڑا کر فتحیاب ہوئے۔ اور انہیں ملک سے باہر نکال کر خود بادشاہ بن گئے۔ (ان مستند بیانات کی موجودگی میں غیر ممالک کے مصنفوں کی تحریر (جس کے لئے کوئی سند نہیں) کیسے صحیح تسلیم کی جا سکتی ہے؟

म्लेच्छवाचश्चार्यवाचः सर्वे दस्यवः स्मृताः ॥ म्लेच्छदेशास्त्वतः परः ॥

دنیا میں برہمن[1] کشتریوں۔ ویشوں اور شودروں۔ ان جماعات کے حلقہ سے باہر جو آریوں اور ملیچھوں

---

[1] وید کا متن یہاں آریہ ہے جس کے معنے ہیں مالک یا ویش آریہ آریہ کا مادہ حد ہے جس کے معنے ہوئے مالک یا خود مالک آریہ اور آریہ معنے کے لحاظ سے ایک ہیں۔ یوں تو آریوں کی تمیز دسیوؤں سے کی جاتی ہے۔ اس تمیز کے لحاظ سے شودر آریوں میں شامل ہیں۔ لیکن پھر آریوں میں بلحاظ تعلیم برہمن۔ کشتری اور ویش بالخصوص آریہ یعنی افضل ہیں۔ دسیوؤں سے آریوں کی تمیز اخلاق کے اعتبار سے کی جاتی ہے۔ اور شودروں سے ذہنی قابلیت کے اعتبار سے ورنہ حقیقۃً شودر بھی آریہ ہیں۔

[2] विज्ञानीह्यार्यान्ये च दस्यवो बर्हिष्मते रन्धया शासदव्रतान् ।
मुखबाहूरुपज्जानां या लोके जातयो बहिः ।
म्लेच्छवाचोऽार्यवाचः सर्वे ते दस्यवः स्मृताः ।

کی بولی بولنے والی اقوام آباد ہیں۔ مدسب دیکو کہلاتی ہیں۔ منو ۱۰-۴۵)

(یہاں کا لاہور اپنی لمبی رفتار سے چلتا چلتا ہے حد خاک پاک (آریاورت) ہے جو قطعات زمین اس کے باہر ہیں۔ اُن کا نام ملیچھ دیش (یا دسیو دیش) ہے۔ (منوسمرتی ۷-۲۷)

اس سے بھی ثابت ہے۔ کہ آریہ ورت کے باہر مشرق شمال مشرق شمال مغرب اور مغرب کے ممالک میں رہنے والوں کا نام دسیو ملیچھ اور اسر تھا۔ اور جو مشرق اور جنوب اور جنوب مغرب میں رہنے والوں کا نام راکشس تھا۔ اب بھی دیکھ لو چینیوں کے خدوخال ویسے ہی ہیبت ناک معلوم ہوتے ہیں جیسے (تاریخ میں) راکشسوں کے بیان کیے گئے ہیں۔ اور آریاورت کے وسط الجبل یعنی پانڈوں کی سیدھ میں رہنے والوں کا نام ناگ اور اس حصۂ زمین کا نام پاتال ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہی ہے۔ کہ وہ حصۂ زمین کا یہ حصہ آریاورت باشندوں کے پیروں تلے یعنی پانڈوں کی سیدھ میں آباد ہے۔ اس ملک کے ناگ بنسی یعنی راجا ناگ کے خاندان کے راجا ہوتے تھے۔ اسی خاندان کی شہزادی الوپی سے ارجن کی شادی ہوئی تھی۔ مختصر یہ کہ اکشواکو سے لیکر کورووں پانڈوؤں کے عہد تک تمام حصۂ زمین پر آریوں کی حکومت تھی۔ اور ملک آریہ ورت کے باہر بھی دیووں کی کم وبیش اشاعت تھی۔ اس میں سندیہ ہے۔ کہ تبت کے لڑکے وراٹ۔ وراٹ کے لڑکے منو۔ منو کے دس لڑکوں میریچی وغیرہ۔ ان کی اولاد سوایمبھو وغیرہ سات راجاؤں اور ان کی اولاد اکشواکو وغیرہ نے جو آریاورت کے اولین راجا تھے۔ یہ سرزمین آباد کی تھی۔

آریاورت کی غلامی پر اظہار تاسف

اب شامت اعمال یعنی آریوں کی کاہلی۔ غفلت اور باہمی مخالفت کی وجہ سے دیگر ممالک کی سلطنت کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ خود آریاورت میں بھی آریوں کی مکمل (بلاشرکت غیرے) یعنی آزاد اور خود مختارانہ حکومت نہیں ہے۔ اور جو ہے وہ غیر ممالک کے پانڈوں تلے دبی ہوئی ہے۔ کوئی کوئی راجا خود مختار ہے جب کبھی دن آتے ہیں۔ تو اہل ملک کو طرح طرح کے مصائب جھیلنے پڑتے ہیں۔

غیر ملکی حکومت کبھی بھی موجب راحت نہیں ہو سکتی

کتنی کتنا کرے اہل ملک کی اپنی حکومت سب سے اعلیٰ اور افضل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس ممالک غیر کے باشندوں کا راج خواہ وہ فرقہ دادا نہ مذاہب کی ہٹ دھرمی سے مبرا۔ اپنے پرائے کی طرفداری سے پاک۔ رعایا پر حکام کی ماں باپ کی سی شفقت انصاف اور رحم سے بھی متصف کیوں نہ ہو۔ کبھی راحت و آرام کا باعث نہیں ہو سکتا۔ مگر (مصنفان غیر کی تصانیف کے زیر اثر) جدا جدا زبانوں۔ طرح طرح کی تعلیمات اور انواع و اقسام کے رسم و رواج کے اختلافات کا دور ہونا نہایت مشکل ہے۔ ادیان کے دور ہوئے بغیر ایک دوسرے کی بھلائی اور (تمام ملک کی طرف سے مشترکہ مقاصد کی تکمیل ہونا محال ہے۔ نظر بریں نیک نہاد اشخاص کا فرض ہے کہ جو احکامات اور تاریخی حالات بید وغیرہ

कुरुक्षेत्रञ्च मत्स्याश्च पञ्चालाः शूरसेनकाः । एष ब्रह्मर्षिदेशो वै ब्रह्मावर्तादनन्तरः ॥

کتب حقہ میں درج ہیں۔ انہی کو صحیح تسلیم کریں۔

موجودہ دُنیا کی عمر

معترض۔ دنیا کو پیدا ہوئے کتنا زمانہ گزر چکا ہے؟ مجیب۔ دنیا کو پیدا ہوئے ارب دیدوں کو معرضِ ظہور میں آئے ایک ارب چھیانوے کروڑ کئی لاکھ اور کئی ہزار برس ہوئے ہیں۔ اس موضوع کی زیادہ وضاحت میری تصنیف (رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں کی گئی ہے۔ وہاں مطالعہ کیجئے۔ عالم کے بننے اور بنانے کے اسلوب یہی ہیں۔ (جو اوپر ظاہر کئے گئے ہیں) مزید یہاں یہ کہ مادہ کا لطیف ترین جزو جس کا تجزیہ نہیں ہو سکتا۔ پرمانو۔ سات پرمانوؤں کا مرکب انو اور دو انوؤں کا مرکب دوینک کہلاتا ہے۔ بادکثیف کا صغیر ترین جزو اسی پیمانے کا جو تلے کے تین دوینکوں سے آتش چھ دوینکوں سے آب اور پانچ دوینکوں سے خاک (کا صغیر ترین جزو) بنتا ہے۔ یا تین دوینکوں سے تریرنو اور ان کے دو چند سے خاک وغیرہ محسوس اشیا۔ مرکب ہوتی ہیں۔ پرمانوؤں اسی تناسب اور ترتیب سے کرہ ہائے ارض وغیرہ کی ترکیب ہوئی ہے

زمین کس کے سہارے قائم ہے؟

معترض۔ یہ زمین کس پہ قائم ہے؟ کوئی کہتا ہے زمین شیش یعنی ہزار پھنوں والے سانپ کے سر پر قائم ہے۔ ایک اور شخص کہتا ہے بیل کے سینگ پر۔ تیسرا کہتا ہے۔ کسی چیز پر نہیں۔ چوتھا کہتا ہے ہوا کے سہارے قائم ہے پانچواں کہتا ہے آفتاب کی کشش کے زیر اثر اپنے مقام (محور) پر قائم ہے۔ چھٹا کہتا ہے کہ زمین بھاری ہونے کی وجہ سے خلا میں بتدریج نیچے جا رہی ہے۔ ہم ان میں سے کس بات کو صحیح تسلیم کریں؟ مجیب۔ جو کہتے ہیں کہ زمین شیش ناگ یا بیل کے سر پر قائم ہے ان سے سوال کرنا چاہیئے۔ کہ اس سانپ یا بیل کے ماں باپ کی پیدائش کے وقت کس چیز پر قائم تھی؟ اور خود سانپ اور بیل کس کے سہارے قائم ہیں؟ (یہ سوال سنتے ہی بیل کا فرضہ پیش کرنے والے مسلمان تو فوراً خاموش ہو جائیں گے۔ مگر شیش ناگ کے معتقد کہیں گے۔ کہ سانپ کچھوے پر کچھوا آب پر۔ آب آتش پر۔ آتش باد پر۔ اور باد خلا میں قائم ہے۔ اب ان سے سوال کرنا چاہیئے۔ کہ یہ سب کس پر قائم ہیں؟ ان کا جواب یقیناً یہی ہوگا۔ کہ پرمیشور کے سہارے۔ کوئی ان سے سوال کرے۔ کہ شیش کس کی اولاد ہے اور بیل کس کی؟ تو وہ کہیں گے۔ شیش کدرو کے بطن سے پیدا ہوا ہے اور بیل گائے کے۔ (شیش کا باپ کشیپ مریچی کا۔ مریچی منو کا۔ منو وراٹ برہما کا اور وراٹ برہما کا لڑکا تھا۔ اور برہما ابتدائے آفرینش میں پیدا ہوا تھا۔ یعنی شیش کے پیدا ہونے سے پیشتر پانچ پشتیں ہو چکی تھیں اُس وقت زمین کس کے سہارے قائم تھی؟ شیش کے باپ (کشیپ) کے زمانے تک اُسے کس نے تھام رکھا تھا؟ اس سوال کے آگے لاجواب ہو کر لڑنے پر اتر آئیں گے۔ اس قصہ کا اصلی مطلب یہ ہے۔ کہ سنسکرت میں شیش "باقی" کو کہتے ہیں کسی شاعر نے لکھ دیا ہوگا۔ ؎

"शेषाधारा पृथिवी" "شیش" پر قائم زمین ہے۔

کسی نے اس کے اصلی معنی نہ سمجھ کر سانپ کی فرضی کہانی وضع کر لی۔ دراصل بات یوں ہے چونکہ پرمیشور عالم کی پیدائش اور فنا کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ یعنی پیدائش اور فنا سے آزاد ہے اس لئے اسے "شیش" کہتے ہیں۔ زمین اسی کے سہارے قائم ہے۔ رگوید ۱۰۔ ۹۰۔ ۱ کا ارشاد ہے:۔

सत्येनोत्तभिता भूमिः ॥ جو پرمیشور ازمنہ ثلاثہ کی قید سے آزاد و غیر فانی ہے

اسی نے زمین[1] آفتاب اور تمام اجرام کو قائم کر رکھا ہے۔

مندرجہ ذیل ارشاد بھی رگوید کا ہے:- ॥ उद्दा दांधार पृथिवीमुत द्याम्

(زمین[2] اور آسمان سورج کے سہارے قائم ہیں۔ رگوید ۱۰-۱۲۱-۱۰)

(یہاں لفظ "اکشا" سورج کے معنے میں استعمال ہوا ہے) اسی لفظ کو دیکھ کر کسی نے بیل فرض کر لیا ہوگا کیونکہ "اکشا" بیل کو بھی کہتے ہیں۔ اس احمق کو یہ خیال نہ آیا کہ اتنے بڑے کرہ زمین کو اپنے اوپر قائم رکھنے کی طاقت بیل میں کہاں سے آئے گی؟ لفظ "اکشا" سے مراد یہاں برسات کے ذریعہ زمین کی آبپاشی کرنے والا سورج ہے۔ اس نے اپنی کشش کے سہارے زمین کو ٹھہرایا ہوا ہے۔ مگر سورج وغیرہ کو قائم رکھنے والا بغیر پرمیشور کے اور کوئی نہیں ہے۔ معترض۔ اتنے بڑے گرہوں کو پرمیشور کس طرح قائم رکھتا ہے؟ مجیب۔ جیسے لامحدود خلا کے مقابلہ میں گرہوں کی حیثیت اتنی بھی نہیں ہے جتنی سمندر کے مقابلہ میں پانی کے چھوٹے چھوٹے قطروں کی۔ ایسے ہی غیر محدود پرمیشور کے سامنے لامحدود اجرام ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں کہے جا سکتے۔ وہ ظاہر و باطن میں ہر جگہ موجود ہے۔ یجروید میں فرمایا ہے:- 'विभूः प्रजासु'

وہ (پرماتما) مخلوقات پر محیط (ہو کر سب کو قائم رکھتا) ہے۔ (یجروید ۳۲-۸)

اگر عیسائیوں مسلمانوں اور پیروان پرانک کے اقوال کے مطابق وہ محیط نہ ہوتا۔ تو تمام مخلوقات کو ہرگز قائم نہ رکھ سکتا۔ کیونکہ بغیر احاطہ کے کوئی کسی چیز کو (پوری طرح) قائم نہیں رکھ سکتا۔ اب اگر کوئی کہے کہ یہ اجرام تو باہمی کشش کے ذریعہ قائم ہیں پھر پرمیشور کے قوام کی کیا ضرورت ہے؟ تو اس سے جواباً پوچھنا چاہیئے کہ مخلوقات غیر محدود ہے یا محدود؟ اگر وہ کہے غیر محدود۔ تو اسے کہنا چاہیئے کہ متشکل شے کبھی غیر محدود نہیں ہو سکتی اور اگر وہ کہے محدود۔ تو اس سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ یہاں اس محدود کائنات کا پرلا کنارہ (یعنی انتہا) ہے۔ دوسرے لفظوں میں جہاں تمام اجرام ختم ہو جاتے ہیں۔ اور خلا کے آگے اور کوئی جسم نہیں۔ وہاں یہ کائنات کس کی کشش سے قائم ہوگی؟ کثیر التعداد اشیاء کا نام مجموعہ اور واحد شے کا نام فرد ہوتا ہے۔ مثلاً کثیر التعداد اشجار کا بن یعنی درختوں کا مجموعہ کہتے ہیں۔ اور ایک ایک درخت کو الگ شمار کریں۔ تو اسے فرد کہا جاتا ہے ایسے ہی تمام اجرام کو بحیثیت مجموعی ایک سمجھ کر کائنات کہا جاتا ہے۔ تو اس تمام کائنات کے قوام اور کشش کا باعث سوائے پرمیشور کے اور کوئی نہیں ہو سکتا پس جو پرماتما تمام عالم کو پیدا کرتا ہے۔ (وہی اس کو قائم بھی رکھتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:-)

॥ स दांधार पृथिवीं द्यामुतेमाम् وہی (پرماتما) زمین (وغیرہ تاریک) اور سورج وغیرہ روشن اجرام اور اشیاء کو خلق کرنے اور قائم رکھنے والا ہے۔ (یجروید ۱۳-۴)

جو سب پر محیط ہے۔ وہی تمام عالم کا خالق اور قیوم ہے۔

---

[1] یہاں بھومی سے مراد ہے تمام عالم مادی۔ زمین آفتاب اور تمام اجرام اس کی تفصیل ہیں۔ [2] رگ وید ۱۰-۱۲۱-۱۰ کی عبارت یوں ہے:- ॥ स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमाम्

اور اتھروید ۴-۱-۱ کی عبارت اس طرح ہے:- ॥ प्रनङ्वान् दाधार पृथिवीमुत द्याम्

مفہوم ہر دو عبارات کا ایک ہے۔

زمین متحرک ہے

معترض۔ زمین وغیرہ اجرام حرکت کرتے ہیں یا ساکن ہیں؟ مجیب۔ گردش کرتے ہیں۔

معترض۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سورج گردش کرتا ہے۔ زمین نہیں۔ بعض کہتے ہیں زمین گھومتی ہے سورج نہیں۔ ہم کس کے قول کو صحیح تسلیم کریں؟ مجیب۔ یہ دونوں اقوال نیم باطل ہیں کیونکہ وید میں کہا ہے

आयं गौः पृश्निरक्रमीदसदन्मातरं पुरः ॥ पितरं च प्रयन्त्स्वः ॥

یہ کتۂ زمین پانی سمندر سمیت سورج کے چاروں طرف گردش کر رہا ہے۔ (یجروید ۳-۶)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ زمین گردش کرتی ہے۔ اسی وید میں ایک دوسرے مقام پر اشارہ کیا ہے:۔

आ कृष्णेन रजसा वर्त्तमानो निवेशयन्नमृतं मर्त्यं च ।
हिरण्ययेन सविता रथेना देवो याति भुवनानि पश्यन् ॥

آفتاب یا رشی وغیرہ کا باعث۔ مخزن نور سراپا جلی یعنی دلفریب ہیئت کے ساتھ جنبدہ۔ جاندار اور بے جان اشیاء پر برسات یا کرنوں کی شکل میں جوہر حیات کی بارش کرکے تمام مجسم اشیاء کو دیکھنے والوں کے حیطۂ نظر میں لاتا ہوا تمام اجرام کے ساتھ قوتِ کشش کے ذریعہ وابستہ اپنے محور پر گردش کرتا ہے (کسی دوسرے جرم کے گرد نہیں گھومتا۔) (یجروید ۳۳-۴۳)

اسی طرح ہر ایک دنیا میں ایک سورج روشنی دیتا اور دیگر تمام اجرام روشنی حاصل کرتے ہیں! ستھ وید میں کہا ہے:۔ दिवि सोमो अधि श्रितः ॥ چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے (اتھروید ۱۴-۱-۱)

اسی طرح زمین وغیرہ اجرام بھی سورج سے ہی روشنی حاصل کرتے ہیں۔ اسی سے رات دن ظہور میں آتے ہیں۔ یہ رات اور دن (دونوں) ہر وقت قائم رہتے ہیں۔ کیونکہ سورج کے گرد گردش کرتے ہوئے زمین کا جو حصہ سورج کے سامنے آجاتا ہے۔ اس میں دن اور جو حصہ پس پشت یعنی اوجھل ہو جاتا ہے۔ اس میں رات ہوتی ہے طلوع آفتاب۔ غروب آفتاب۔ صبح۔ شام۔ دوپہر۔ آدھی رات وغیرہ اوقات کسی نہ کسی حصہ زمین پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔ مثلاً جب آریاورت میں آفتاب کا طلوع ہوتا ہے۔ اس وقت پاتال یعنی امریکہ میں غروب ہوتا ہے اور جب آریاورت میں غروب ہوتا ہے۔ تب امریکہ میں طلوع ہوتا ہے جب آریاورت میں دوپہر ہوتی ہے اس وقت امریکہ میں آدھی رات۔ اور جب آریاورت میں آدھی رات ہوتی ہے۔ تب امریکہ میں دوپہر ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ سورج گردش کرتا ہے۔ اور زمین گردش نہیں کرتی۔ وہ علم (سائنس) سے بے بہرہ ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو دن رات کی میعاد ہزاروں برس ہوتی۔ سورج کا ایک نام "برہ دھن" یعنی زمین سے لاکھوں گنا بڑا اور کروڑوں کوس دور ہے۔ مثلاً کسی کے طور پہ اگر رائی کے سامنے پہاڑ گردش کرے تو بہت وقت لگے گا۔ لیکن اگر (پہاڑ کے سامنے) رائی کا دانہ گردش کرے۔ تو ذرا بھی وقت نہیں لگتا۔ اسی طرح دن رات کی پیدائش (زمین کی گردش سے ہوتی) دن رات کی میعاد مناسب حدود کے اندر رہتی ہے سورج کی گردش سے ہرگز یہ حالت نہیں ہو سکتی۔ جو لوگ سورج کو ساکن کہتے ہیں وہ بھی علم نجوم سے ناواقف ہیں۔ کیونکہ اگر سورج گردش نہ کرتا۔ تو ایک (راشی) منزل سے دوسری (راشی) منزل میں جا سکتا۔ اس کے علاوہ کوئی ثقیل شے خلا میں بغیر گردش کئے ساکن نہیں رہ سکتی۔ اور جو یہ کہتے ہیں۔ کہ زمین گھومتی نہیں۔ بلکہ بتدریج نیچے جا رہی ہے۔ وہ یہ کہ (دیگر اجرام اور ممالک سے قطع

نظر فقط جمود و یبس میں دو سورج اور دو چاند ہیں۔ وہ گیا جھنگ کے گہرے نشہ میں مست ہیں۔ اگر نہیں حقیقت (اگر گردش نہ کرتی۔ بلکہ) نیچے جا رہی ہوتی۔ تو ہوا کے چکر نہ بن سکتے۔ اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی۔ اس حالت میں بہت مقامات میں رہنے والوں کو ہوا پہونچ ہی نہ سکتی اور (زمین کے) نچلے حصہ میں رہنے والوں کو زیادہ زیادہ بھاگتی۔ اور اگر چاند سورج دو ہوتے تو رات نہ ہوتی اور نہ اندھیرا پکھوارہ۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ (اس) ایک زمین کے حلقہ میں ایک چاند اور متعدد زمینوں (سیاروں) کے درمیان ایک آفتاب ہے۔

آفتاب وغیرہ اجرام فلکی میں انسانی آبادی

معترض سورج چاند اور تارے کیا چیز ہیں؟ کیا ان میں انسان وغیرہ کی آبادی ہے یا نہیں؟ مجیب۔ یہ تمام زمین کی قسم کے کرے ہیں۔ اور ان میں انسان وغیرہ مخلوقات آباد ہے۔ چنانچہ شت پتھ براہمن میں مرقوم ہے:

इमे एतेषु हीदꣳ सर्वं वसु हितमेते हीदꣳ सर्वं वासयन्ते तद्यदिदꣳ सर्वं वासयन्ते तस्मादसव इति ॥

آتش۔ ہوا۔ آفتاب۔ زمین۔ خلا۔ آسمانی چاند اور تاروں کا نام "وسو" اس لیئے ہے۔ کہ ان میں تمام اشیاء اور مخلوقات بستی ہے یا یوں کہو کہ یہ تمام مخلوقات کو بساتے ہیں۔ لہٰذا مخلوقات کی بستی بسنے کی وجہ سے یہ سب "وسو" کہلاتے ہیں۔ (شت پتھ براہمن ۱۴-۶-۷-۴)

جب سورج۔ چاند اور تارے زمین کی طرح "وسو" یعنی مخلوقات کی بستیاں ہیں۔ تو ان میں بھی اس قسم کی مخلوقات ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ جب یہ چھوٹا سا کرہ (زمین) انسان وغیرہ مخلوقات سے آباد ہے۔ تو کیا دیگر اجرام نیر آباد ہوں گے؟ پرمیشور کا کوئی کام بغیر مطلب کے نہیں ہوتا۔ اگر لاتعداد اجرام میں انسان وغیرہ کی آبادی نہ ہو تو کیا محنت اینٹ پتھر کی بار دہ ہو سکتی ہے؟ پس ثابت ہے۔ کہ تمام اجرام میں انسان وغیرہ (مخلوقات) آباد ہے۔

اس کرۂ ارض اور دیگر کروں کی مخلوقات میں یگانگت

معترض۔ دیگر کرتوں میں بھی انسان وغیرہ مخلوقات کی اشکال اور اعضاء ایسے ہی ہوں گے۔ جیسے اس زمین پر ہیں یا اس سے مختلف؟ مجیب۔ اشکال کا کچھ کچھ اختلاف ہونا ممکن ہے جیسے اس کرۂ زمین پر چلنی جیشی۔ آریاوت اور یورپ کے باشندوں کے اعضاء رنگ روپ اور شکل میں تھوڑا تھوڑا فرق پایا جاتا ہے۔ ایسے ہی مختلف کرتوں میں بھی اس قسم کے اختلاف کا پایا جانا ممکن ہے۔ تاہم اس نوع کی جیسی بناوٹ اس مٹی کے زمین پر ہے ویسی ہی دیگر کرتوں میں بھی ہے۔ جس جس حصے میں آنکھ وغیرہ جو جو اعضاء یہاں پائے جاتے ہیں۔ دیگر کروں میں بھی (ویسی اعضاء اس نوع کے اجسام کے) انہی حصوں میں پائے جاتے ہیں۔ وید مقدس کا ارشاد ہے کہ:

सूर्याचन्द्रमसौ धाता यथापूर्वमकल्पयत् ।
दिवं च पृथिवीं चान्तरिक्षमथो स्वः ॥

لے تجاذبی ہوا وغیرہ کے چکر زمین کی گردش کی وجہ سے بنتے ہیں۔ کہ جو کشش ثقل کی وجہ سے زمین کے پہاڑ کی طرف موجود ہے۔ اگر زمین ہی نیچے کی طرف چلی جا رہی ہو۔ یعنی اس میں چاروں طرف کی اشیاء کو اپنی طرف کھینچنے کی قدرت ہی نہ ہو۔ تو ہوا اس کے نیچے اب تو سکے گی۔ لیکن اوپر اسے نیچے کی طرف کھینچے گی نہیں۔ علیٰ ہذا دیگر سیاروں کے حلقہ میں ایک سے زائد چاند بھی ہیں۔

پرماتما نے جس طرح کا سدیہ۔ بھاند۔ بھمان۔ نیمی خلا اور اس میں قائم اشیاء جو سب اپنے اپنے خاص امادے موجب
واقعہ ہیں گذشتہ آفرینش میں پیدا کی تھیں۔ ویسی ہی اس آفرینش میں پیدا کی ہیں۔ (رگوید ۱۰-۱۹۰-۳)
مخلوقات تمام اجرام میں ایسی بنائی گئی ہیں اختلاف ذرا بھی نہیں ہوتا۔

تمام کلپوں میں ایک ہی وید ظہور پذیر ہوتے ہیں

معترض جو وید اس دنیا میں معرض ظہور میں آئے ہیں

وہی دیگر دنیاؤں میں بھی معرض ظہور میں آئے ہیں یا نہیں؟ مجیب۔ وہی وید (تمام دنیاؤں میں) معرض ظہور میں آئے ہیں۔ جیسے ایک بادشاہ کا ضابطہ حکومت اور تدبیر ملکی تمام ممالک میں ایک سی ہوتی ہے۔ ایسے ہی پرمیشور (جو تمام کائنات کا شہنشاہ ہے) کا قانون حکمت مدبر وید اس کی تمام سلطنت یعنی کائنات میں ایک سا ہے۔

پرمیشور ازلی اشیاء کا خالق نہ ہونے پر بھی ان کا مالک کیوں ہے؟

معترض جب مادہ اور ارواح دنیا ازلی ہیں۔ یعنی پرمیشور کے پیدا کئے ہوئے نہیں۔ تو ان پر پرمیشور کا اختیار بھی نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ یہ سب موجود بالذات ہیں مجیب۔ جیسے راجا اور رعایا ہمعصر ہوتے ہیں۔ تاہم رعایا راجا کے ماتحت ہوتی ہے ویسے ہی ارواح اور غیر مدرک مادہ (پرمیشور کے ہمعصر یعنی ازلی و ابدی ہوتے پر بھی) پرمیشور کے خاص اختیار میں ہیں جب پرمیشور تمام کائنات کو خلق کرتے۔ ارواح کو ان کے اعمال کا ثمرہ دینے اور سب کی کماحقہ حفاظت کرنے حالا اور لا انتہا قدرت کا مالک ہے تو کم قدرت (ارواح) اور غیر مدرک اشیاء اس کے قبضۂ قدرت میں کیوں نہ ہوں؟ روح عمل کرنے میں آزاد ہے۔ لیکن اعمال کی سزا و جزا پانے میں پرمیشور کے قانون کے ماتحت مجبور ہے۔ اور عالم کی پیدائش پرورش اور فنا کی علت فاعلی قدیر کل پرمیشور ہے۔

(یہ مختصر بیان عالم کی پیدائش۔ قیام اور فنا کے بارے میں کیا گیا آئندہ باب میں عرفان و جہل اور قید و نجات کا بیان کیا جائے گا۔

تمام شد

باب ہشتم درباره تخلیق و قوام و تحلیل عالم۔ کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش مصنفہ شری سوامی دیانند سرسوتی

باب نہم

عرفان و جہل اور قید و نجات

علم عمل اور عبادت

विद्यां चाऽविद्यां च यस्तद्वेदोभयं ँसह ।
अविद्यया मृत्युं तीर्त्वा विद्ययाऽमृतमश्नुते ॥

جو شخص ایک ساتھ ودیا (عرفان) اور اودیا (عمل اور عبادت) کی ماہیت سے واقف ہے وہ اودیا (عمل اور عبادت) کے ذریعہ موت پار ہو کر ودیا (عرفان) کے ذریعہ نجات حاصل کر لیتا ہے۔ یجروید ۴۰-۱۴

عمل اور عبادت کو اودیا اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ ظاہر اور باطن کے ایک خاص قسم کے فعل کا نام ہے کسی خاص قسم کے علم کا نام نہیں منتر مندرجہ بالا میں درج ہے۔ کہ پاک اعمال اور پرمیشور کی عبادت کے بغیر کوئی شخص مرض موت سے نجات نہیں پا سکتا۔ دوسرے لفظوں میں خلوص عمل خلوص عبادت اور خلوص علم نجات کا اور دروغ گوئی وغیرہ غیر خالص اعمال پتھر کی مورتوں وغیرہ کی عبادت اور غیر صحیح علم قید کا موجب ہے۔ کوئی شخص لمحہ بھر بھی عمل عبادت اور علم کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس حالت میں راست کوئی وغیرہ اعمال جو احکام الٰہی کے مطابق ہیں کرنے اور دروغ گوئی وغیرہ افعال جو احکام الٰہی کے مخالف ہیں ترک کر دینے (چاہئیں یہی طرز عمل) نجات کا باعث ہے۔ معترض۔ نجات کسے حاصل نہیں؟ مجیب۔ جو شخص مقید ہے اسے۔ معترض مقید کون ہے؟ مجیب۔ جو روح کفر اور جہل میں پھنسی ہوئی ہے۔

نجات فطرتاً نہیں ہوتی

معترض۔ قید و نجات فطرتاً یعنی اپنے آپ ہوتی ہیں یا بالعلت؟ مجیب۔ بالعلت۔ کیونکہ اگر قید یا نجات فطرتاً (خاصۂ طبعی) کے خاص طور پر اپنے آپ) ہوتیں تو نہ قید کا خاتمہ ہوتا نہ نجات کا۔ معترض۔ مانڈوکیہ اپنشد پر گوڑپاد آچاریہ کی کاریکا (شرح منظوم) میں لکھا ہے:۔

न निरोधो न चोत्पत्तिर्न बद्धो न च साधकः ।
न मुमुक्षुर्न वै मुक्त इत्येषा परमार्थता ॥

(چونکہ روح در اصل خدا ہے۔ اس لئے یہ نہ کبھی قید یعنی حجاب میں آتی۔ نہ پیدا ہوتی۔ نہ بندھتی اور نہ ریاضت کرتی ہے۔ نہ یہ نجات کی خواہش کرتی ہے۔ اور نہ کبھی اس کی نجات ہوتی ہے۔ کیونکہ جب درحقیقت قید ہی نہیں ہوئی۔ تو پھر نجات کیسی؟

مجیب۔ وید جدید کے دیدانتیوں کا یہ قول صحیح نہیں۔ کیونکہ روح بالذات محدود ہونے کی وجہ سے حجاب میں آنے قالب کے ساتھ ظاہر ہونے میں پیدا ہوتی۔ گناہوں کی سزا پانے کے معنوں میں مقید ہوتی۔ قید سے چھوٹنے کے لئے تدابیر اختیار کرتی۔ نجات کی خواہش کرتی۔ اور سچ سے آزاد اور سراپا سرور پرماتما سے واصل ہو کر لذت نجات سے بہرہ یاب بھی ہوتی ہے۔

فاعل اور متحمل روح ہے

معترض۔ یہ تمام کوائف جسم اور آلۂ باطنی (انتہ کرن) کے ہیں روح کے نہیں کیونکہ روح تو گناہ و ثواب سے آزاد شاہد محض ہے۔ سردی اور گرمی وغیرہ کوائف جسم وغیرہ پر طاری ہوتے ہیں روح غیر ملوث رہتی ہے مجیب۔ جسم اور انتہ کرن آلۂ باطنی غیر مدرک ہیں۔ وہ سردی گرمی سے بے بہرہ ہیں۔ انہیں ان کا احساس نہیں ہوتا جو مدرک انسان وغیرہ جاندار (کو کوائف کے ذریعہ اثر آتا ہے۔ اسی کو سردی گرمی کا علم اور احساس ہوتا ہے اسی طرح

لہ ویدانت کا بید ودھرم شنکر آچاریہ کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔ "ہمہ اوست" کی تعلیم اسی وقت میں دی گئی ہے۔ اس پیشہ کے ویدانتی صداقت کے قابل نہیں تھے۔ لہ متن میں ہے "انہیں چھوتا ہے"۔

پرمآن (انفاس) بھی غیر مدرک ہیں بھوک پیاس نہیں بلکہ جاندار روح کو لگتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس (من) آلۂ خیال بھی غیر مدرک ہے شادی وغم اسے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے ذریعہ روح شادی وغم اور رنج وراحت کا احساس کرتی ہے۔ جیسے کان وغیرہ حواس ظاہری کے ذریعہ مرغوب وغیر مرغوب آواز وغیرہ محسوسات کے احساس سے روح خوش وناخوش ہوتی ہے۔ اسی طرح (انتہ کرن) آلات باطن یعنی (من) آلۂ خیال۔ (بدھی) آلۂ تعقل۔ (چت) آلۂ یادداشت یعنی ذہن اور (اہنکار) آلۂ انانیت سے بالترتیب (سنکلپ وکلپ) قصد وتامل یقینی حفظ اور انانیت کا کرنے والا سزا وجزا کا مستحق ہوتا ہے۔ جیسے (قتل کی صورت میں) سزا کی مستحق تلوار نہیں بلکہ تلوار کے ذریعہ قتل کرنے والا شخص ہوتا ہے۔ اسی طرح (دیہہ) جسم۔ (اندریوں) حواس وجوارح (انتہ کرن) آلات باطن اور (پران) انفاس کے ذریعہ نیک وبد اعمال کی کرنے والی روح رنج وراحت کی متحمل ہوتی ہے۔ روح اعمال کی شاہد نہیں بلکہ فاعل اور رنج وراحت کی متحمل ہے۔ اعمال کا شاہد محض تو واحد لاشریک پرماتما ہے جو روح اعمال کی فاعل ہے۔ وہی اعمال (کے تاثرات) سے ملوث ہوتی ہے۔ وہ ایشور (حق) شاہد محض (ہے ملوث نہیں (ہوتا)۔

چیتن برہم کا عکس نہیں

معترض۔ روح ذات باری کا عکس ہے۔ جیسے آئینے کے ٹوٹنے پھوٹنے سے عکس کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ اسی طرح (آلۂ باطنی کے نیست ونابود ہو جانے سے روح کو نقصان نہیں پہنچتا) (انتہ کرن) آلۂ باطنی میں ذات باری کا عکس یعنی روح تب تک موجود ہے۔ جب تک (انتہ کرن) آلۂ باطنی کا عارضہ (اپادھی) موجود ہے۔ جب (انتہ کرن) آلۂ باطنی نیست ونابود ہو گیا تب روح کی نجات ہو جائے گی۔ مجیب۔ یہ قول طفلانہ ہے۔ عکس ایک متشکل چیز کا دوسری متشکل چیز میں پڑتا ہے۔ مثلاً چہرہ اور آئینہ دونوں متشکل اور ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ اگر باہم جدا نہ ہوں تو بھی عکس نہیں پڑ سکتا۔ ذات باری محیط (کسی چیز سے جدا نہیں) اور غیر متشکل ہے اس لئے اس کا عکس نہیں ہو سکتا۔

معترض۔ دیکھو۔ گہرے پانی میں غیر متشکل آکاش محیط (آکاش خلا) کا عکس پڑتا ہے۔ اسی طرح صاف آلۂ باطنی میں پرماتما کا عکس (روح کی صورت میں موجود ہے۔ روح کو اسی لئے (چدابھاس) مدرک ذات کا عکس کہتے ہیں۔ مجیب۔ یہ طفلانہ عقل کی لاف یعنی بڑ بڑاہٹ ہے۔ کیونکہ خلا تو نظر آتا ہی نہیں اسے آنکھ سے کوئی نہیں دیکھ سکتا جب خلا کی نسبت کیفیت یہ کہ کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ تو خلا کو کیونکر دیکھ سکتا ہے؟

معترض۔ یہ جو اوپر نیلا اور دھندلا سا نظر آتا ہے۔ وہ خلا ہے یا نہیں مجیب۔ نہیں۔ معترض۔ تو وہ کیا ہے؟ مجیب۔ خاک۔ آب۔ اور آتش کے جدا جدا ذرات[1] نظر آتے ہیں۔ اس میں جو نیلا پن زیادہ ہے۔ وہ اس پانی کا رنگ ہے جو برستا ہے۔ اور جو دھندلا پن نظر آتا ہے۔ وہ خاک کا غبار ہے۔ اگر ہوا میں حرکت کر رہا ہے اسی کا عکس پانی یا آئینے میں نظر آتا ہے۔ (آکاش) خلا کا ہرگز نہیں۔

روح اور خدا کا اختلاف برائے نام نہیں

معترض۔ جیسے (اگر چہ آکاش یعنی خلا ایک ہے۔ تاہم مختلف نامعلوم کے باعث) گھٹا کاش (گھڑے کا خلا) مٹھا کاش (مکان کا خلا) میگھا کاش (بادل کا خلا) اور مہدا کاش (بیلے

[1] دیکھو صفحہ نمبر ۲۲۵

خلا) عالم بدل چال میں باہم متمیز (ایک دوسرے سے الگ تصور) ہوتے ہیں۔ اسی طرح (اپادھی۔ دو قسم کے عوارض یعنی علم کائنات اور (انتہ کرن) آلۂ باطن کے اختلاف کے باعث واحد ذات باری کے بالترتیب الیشور اور روح دو مختلف نام ہوتے ہیں۔ جب گھڑا وغیرہ نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ تو آکاش یعنی خلا کا) واحد نام وسیع خلا رہ جاتا ہے۔ ایسے ہی اپادھیوں یعنی عوارض کے نیست و نابود ہو جانے پر برہم یعنی ذات باری کا بھی واحد نام برہم یعنی ذات باری رہ جاتا ہے (عجیب۔ یہ قول بھی علم سے بے بہرہ اشخاص کا ہے۔ کیونکہ آکاش) خلا کبھی منقسم نہیں ہوتا۔ بدل چال میں بھی یہی کہا جاتا ہے۔ گھڑا لاؤ۔ یہ کوئی نہیں کہتا۔ کہ اگھٹا کاش) گھڑے کا خلا لاؤ۔ پس یہ بات بھی صحیح نہیں۔

اس اختلاف کا باعث آلات باطن نہیں

معترض۔ جیسے سمندر میں مچھلیاں اور کیڑے اور خلا میں پرندے وغیرہ حرکت کرتے ہیں ایسی طرح چدا کاش یعنی ادراک محیط (ذات باری) میں سب (انتہ کرن) آلات باطن حرکت کرتے ہیں۔ وہ خود غیر متحرک ہیں۔ لیکن جیسے آگ کی نزدیکی کی وجہ سے لوہا گرم ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی محیط ذات باری کی قربت کی وجہ سے انتہ کرن (آلات باطن) متحرک ہو رہے ہیں۔ جیسے پرندے وغیرہ متحرک ہیں لیکن خلا غیر متحرک ہے۔ ایسے ہی انتہ کرن یعنی آلات باطن متحرک ہیں اور ذات باری غیر متحرک ہے۔ پس روح کو آلات باطن میں مقیم برہم (ذات باری) مان لینے میں کوئی نقص عائد نہیں ہوتا عجیب۔ تمہاری یہ مثال بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ اگر محیط برہم (باری تعالےٰ) آلات باطن میں متحلی ہو کر روح کی ہستی اختیار کر لیتا ہے تو علیم کل وغیرہ صفات اس میں رہتی ہیں یا نہیں؟ اگر تم کہو۔ کہ (آوَرن) حجاب کی وجہ سے علیم کل نہیں رہتا تو پھر یہ بھی بتاؤ۔ کہ کیا برہم (باری تعالےٰ) محجوب اور منقسم ہے یا غیر منقسم؟ اگر کہو کہ (غیر محجوب اور غیر منقسم ہے۔ تو پھر بیچ میں کوئی حجاب یعنی پردہ نہیں ڈال سکتا۔ اور اگر حجاب نہیں ہے۔ تو پھر وہ علیم کل کیوں نہیں؟ اگر کہو۔ کہ اپنی حقیقت کو فراموش کر کے (انتہ کرن) آلۂ باطن کے ساتھ (حقیقتاً نہیں۔ بلکہ) مجازاً متحرک ہے۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ اگر (ذات باری) بالذات متحرک نہیں۔ تو (انتہ کرن) آلۂ باطن (جس جس) سابقہ مقام کو چھوڑ کر آگے آگے نیا مقام اختیار کرتا جائے گا۔ اس اس مقام کا برہم (باری تعالےٰ) اگر قابو دہم یعنی پابند جہل ہوتا جائے گا۔ اور جس جس مقام کا برہم (باری تعالےٰ) آلۂ باطن سے آزاد ہوتا جائے گا۔ وہاں وہاں کا برہم (باری تعالےٰ) ذی علم۔ پاک اور آزاد ہوتا جائے گا۔ اسی طرح جا بجا (انتہ کرن) آلات باطن عالم کائنات کے برہم (باری تعالےٰ) کو بگاڑا کریں گے۔ اور قید و نجات بھی لمحہ لمحہ میں ہوا کرے گی۔ اگر حقیقتاً ایسا ہی ہوتا جیسا کہ تم کہتے اور تصدیق کرتے ہو۔ تو کبھی روح کو دیکھی سنی بات یاد نہ رہتی۔ کیونکہ جس مقام کے برہم نے (جو واقعہ دیکھا تھا۔ اس واقعہ کو) یاد کرنے کے وقت وہ (یعنی اس مقام کا) برہم (باری تعالےٰ) رہا ہی نہیں پس ثابت ہے۔ کہ روح اور خدا یا خدا اور روح کبھی ایک نہیں ہوتے۔ ہمیشہ مختلف رہتے ہیں۔

اس اختلاف کا باعث (ادھیاروپ) صفت مجاز نہیں

معترض۔ یہ سب (ادھیاروپ)

صفت مجاز ہے۔ مجاز کے معنے ہیں ایک چیز میں دوسری چیز کا تصور کرنا۔ برہم (ذات باری) میں تمام عالم کا تصور کرنے سے متلاشی حق کو حقیقت کا علم کیا ہوتا ہے۔ درحقیقت تمام عالم موجودات برہم (باری تعالےٰ) ہی ہے مجیب۔ اس (اعتیاد دپ) مجازی تصور کا کرنے والا کون ہے؟ معترض۔ روح مجیب۔ روح کسے کہتے ہیں؟ معترض (انتہ کرن) آلہ باطن میں متعدد مدرک ذات کو مجیب (انتہ کرن) آلہ باطن میں متعدد مدرک کوئی اور ہے یا وہی برہم (باری تعالےٰ)؟ معترض۔ وہی برہم (باری تعالےٰ) مجیب۔ تو کیا برہم (باری تعالےٰ) نے ہی اپنے آپ میں عالم موجودات کا تصور باطل باندھ لیا؟ معترض۔ اس سے برہم کا کیا نقصان ہوتا ہے؟ مجیب۔ جو باطل تصورات باندھے وہ کیا بطلات (جھوٹ) کا مرتکب نہیں ہوتا؟ معترض۔ نہیں۔ کیونکہ جو بھی بات (من) آلہ خیال کے ذریعہ تصور میں لائی جاتی ہے اور زبان کے ذریعہ کہی جاتی ہے۔ وہ سب باطل ہے مجیب۔ تو ذہن سے باطل تصور کرنے اور زبان سے باطل کہنے والا برہم (باری تعالےٰ) باطل نے الخیال اور باطل نے القول ہوا یا نہیں؟ معترض۔ ہو ہمیں بسر و چشم منظور ہے مجیب۔ شاہ نے بطالت کے پتلے وید (التیو) تم نے حق فی بالذات۔ حق فی الجرم حق فی الارادہ پرماتما کو باطل بنا دیا۔ کیا یہ (عقیدہ) تمہاری ذلت کا باعث نہیں؟ کہ تمہاری آپتشد سمرتی اور وید میں لکھا ہے۔ کہ پرمیشور باطل فی الارادہ اور باطل فی القول ہے؟ تمہارے اقوال پر یہ مثل صادق آتی ہے۔ کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ کیونکہ یہ بات تو درست ہے کہ کوتوال چور کو ڈانٹے۔ لیکن یہ بات درست نہیں۔ کہ چور کو توال کو ڈانٹے۔ تم خود باطل فی الارادہ اور باطل فی القول ہو کر اپنا عیب بے وجہ برہم (باری تعالےٰ) پر منسوب کرتے ہو۔ اگر برہم (باری تعالےٰ) باطل فی العلم باطل فی القول اور باطل فی العمل ہو۔ تو اس کا ایک حصہ نہیں۔ بلکہ اس کی تمام ذات باطل ہو جائے گی کیونکہ وہ تمام ایک سالم سراسر (حق دوسرے لفظوں میں) حق فی الذات حق فی العلم حق فی القول۔ اور حق فی العمل ہے۔ یہ تمام عیوب تمہارے اپنے ہیں۔ باری تعالےٰ کے نہیں۔ جسے تم علم کہتے ہو وہ جہل ہے تمہارا وہ (اعتیاد دپ) مجازی تصور بھی باطل ہے۔ خود برہم (ذات باری) ہو کر اپنے آپ کو برہم (باری تعالےٰ) اور برہم (باری تعالےٰ) کو روح تصور کرنا جہل نہیں تو کیا ہے؟ جو محیط ہے وہ محدود۔ جاہل اور مقید کبھی نہیں ہوتا۔ جاہل۔ محدود مقامی صغیر اور قلیل العلم روح ہوتی ہے۔ علیم کل محیط۔ باری تعالےٰ (ان نقائص کا حامل نہیں ہوتا۔

اب اس کے آگے قید و نجات کا بیان کیا جائے گا۔

قید و نجات

معترض۔ نجات کسے کہتے ہیں؟ مجیب۔ جس حالت میں مخلصی ہو اسے نجات کہتے ہیں۔ معترض۔ مخلصی کس سے؟ مجیب۔ جس سے آزاد ہونے کی خواہش تمام ادراج کرتی ہیں۔ معترض۔ ادراج کس سے آزاد ہونے کی خواہش کرتی ہیں؟ مجیب۔ جس سے آزاد ہونا مطلب ہے معترض۔ کس سے آزاد ہونا مطلوب ہے؟ مجیب۔ رنج سے۔ معترض۔ ادراج آزاد ہو کر کیا حاصل کرتی اور کہاں رہتی ہیں؟ مجیب۔ سعادت حاصل کرتی اور برہم (ذات باری) میں رہتی ہیں۔

قید و نجات کے اسباب

معترض۔ قید و نجات کن کن اسباب کا نتیجہ ہے؟ مجیب۔ پرمیشور کے

احکام کے پابند رہنے۔ کفر۔ جہل۔ بُری تحقیق۔ ناپاک اثرات اور بُری عادات سے پرہیز کرنے۔ سچ بولنے۔ دُوسروں کا بھلا کرنے جلم۔ بے تعصبانہ انصاف۔ دین کی ترقی کرنے متذکرہ بالا طریق سے (ستی) پرمیشور کی حمد و ثنا کرنے (پراتھنا) اس سے دعا مانگنے اور (اُپاسنا) اُس کے حضور میں حاضر ہونے یعنی ریاضت ہائے یوگ کی مشق اور علوم کا مطالعہ کرنے تعلیم دینے اور ایمانداری سے محنت کر کے علم کی ترقی کرنے۔ بہترین ذرائع استعمال کرنے اور تمام اعمال بغیر طرفداری کے انصاف اور دین کے مطابق کرنے وغیرہ وسائل سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ انسان کے برعکس احکام الٰہی کے خلاف چلنے وغیرہ افعال کا نتیجہ قید ہوتا ہے۔

حالت نجات میں روح

معترض۔ حالت نجات میں رُوح محو ہو جاتی ہے یا موجود رہتی ہے؟

مجیب۔ موجود رہتی ہے معترض کہاں رہتی ہے؟ مجیب۔ برہم (ذات باری) میں معترض۔ برہم (ذات باری) کہاں ہے؟ اور نجات یافتہ رُوح کسی ایک مقام پر رہتی ہے یا حسب دل خواہ ہر جگہ حرکت کرتی ہے؟ مجیب۔ برہم (ذات باری) ہر جگہ موجود ہے۔ اس میں نجات یافتہ رُوح علم اور سُرور سے مستفید ہو کر بلا روک ٹوک آزادانہ حرکت کرتی ہے۔ معترض۔ نجات یافتہ رُوح کا مستقل شریر جو کہ کثیف ہوتا ہے یا نہیں؟ مجیب۔ نہیں ہوتا معترض۔ پھر راحت اور سُرور سے کس طرح بہرہ ور ہوتی ہے؟ مجیب۔ اس کے عوام راحت وغیرہ طبعی خواص اور قویٰ قائم رہتے ہیں۔ مگر علاقۂ مادی نہیں رہتا چنانچہ شت پتھ برہمنی میں لکھا ہے:

शृण्वन् श्रोत्रं भवति, स्पशयन् त्वग्भवति, पश्यन् चक्षुर्भवति, रसयन् रसना भवति, जिघ्रन् घ्राणं भवति, मन्वानो मनो भवति, बोधयन् बुद्धिर्भवति, चेतयंश्चित्तम्भवत्यहङ्कुर्वाणोऽहङ्कारो भवति ॥

(حالت نجات میں مادی جسم اور حواس رُوح کے ساتھ نہیں رہتے۔ لیکن اس کے طبعی اوصاف اپنی خالص حالت میں قائم رہتے ہیں۔ حالت نجات میں جب رُوح سننا چاہتی ہے تو اپنی قدرت سے کان بھی بھی ہو جاتا ہے جب چھونا چاہتی ہے تب جلد دیکھنا چاہتی ہے تب آنکھ چکھنا چاہتی ہے تب زبان سونگھنا چاہتی ہے تب ناک۔ تصور و تامل کے لئے (من) آلۂ خیال۔ فیصلہ کرنے کے لئے (بدھی) آلۂ تعقل۔ یاد کرنے کے لئے (چت) ہو جاتا ہے۔ اور انانیت کے لئے آلۂ انانیت بن جاتی ہے۔ (شت پتھ برہمنی ۱۴-۳-۳-۱۴)

دُوسرے لفظوں میں اس وقت شرح کا محض ارادہ ہی اس کا جسم ہوتا ہے۔ جیسے جسم پر منحصر ہونے کی حالت میں رُوح (اندریوں) حواس و جوارح کے ذریعہ کام کرتی ہے اسی طرح حالت نجات میں اپنی قدرت سے ہر قسم کے سُرور سے مستفیض ہوتی ہے۔

رُوح کی قدرتیں

معترض۔ اس کی قدرتیں کتنے اقسام کی اور کتنی ہیں؟ مجیب۔ دراصل ایک قسم کی ہے۔ لیکن اس کا ظہور مندرجہ ذیل چودہ طور و طریق میں ہوتا ہے۔ قوت۔ ہمت۔ کشش۔ تحرک۔ حرکت۔ تخویف (ڈرانا) تمیز۔ عمل۔ جوش۔ حافظہ۔ فیصلہ۔ خواہش۔ محبت۔ نفرت۔ اتصال۔ انفصال۔ ترکیب۔ تقسیم۔ سماع (سننا) لمس (چھونا) بصارت (دیکھنا) ذائقہ (چکھنا) شامہ (سونگھنا) اور علم۔ اس قدرت کے ذریعہ (رُوح) حالت نجات میں بھی سُرور سے بہرہ یاب ہوتی ہے۔ اگر حالت نجات

میں رُوح کی ہستی محو ہو جاتی۔ تو نجات کے سُرور سے بہرہ یاب کون ہوتا ہے جو مُدت کے مِٹ جانے کو نجات تصور کرتے ہیں۔ وُہ جاہل مطلق ہیں۔ کیونکہ رُوح کی نجات تو یہ ہے۔ کہ وُہ تکالیف سے آزاد ہو کر سُرور بالذات محیط کُل۔ بے انتہا پرمیشور میں حالتِ سُرور میں رہے۔ دیکھو ویدانت درشن شاستر بھی یہی کہا ہے:۔)

حالتِ نجات میں رُوح اور آلۂ باطن

अभावं बादरिराह ह्येवम् ॥

(بادری کے خیالات بھی اسی پر اشتراک رکھتے ہیں)

نجات میں رُوح اور اس کے ساتھ اس کا آلۂ خیال کا عدم یعنی محو ہو جانا مانتے ہیں۔ (ویدانت درشن ۴-۴-۱۰)

भावं जैमिनिर्विकल्पामननात् ॥

(جیمنی نجات یافتہ شخص کے لئے خیال وغیرہ کو تسلیم کرتا ہے)

جسم لطیف (یعنی آلۂ خیال اور حواس) اور (ہندیل) حواس کا بھی وجود مانتے ہیں۔ (ویدانت درشن ۴-۴-۱۱)

द्वादशाहवदुभयविधं बादरायणोऽतः ॥

(دیاس منی عدم بھی مانتے ہیں اور وجود بھی۔ ان کی رائے میں رُوح اپنی خالص حالت کے ساتھ موجود رہتی ہے لیکن ناپاکی۔ گناہ۔ رنج اور جہل وغیرہ کا عدم ہو جاتا ہے۔ (ویدانت درشن ۴-۴-۱۱)

مندرجہ ذیل قول کٹھ اپنشد کا ہے:۔

यदा पञ्चावतिष्ठन्ते ज्ञानानि मनसा सह ।
बुद्धिश्च न विचेष्टते तामाहुः परमां गतिम् ॥॥

(جب پانچوں حواس بعد دیگر آلۂ خیال کے رُوح کے ساتھ حالتِ سکون کو حاصل کر لیتے ہیں۔ اور آلۂ تعقل (بُدھی) غیر متذبذب یقین کی حالت میں ہوتا ہے تب ایسے حالتِ کمال یعنی نجات کہتے ہیں۔ (کٹھ اپنشد ۲-۳-۱۰)

य आत्मा अपहतपाप्मा विजरो विमृत्युर्विशोकोऽविजिघत्सोऽपिपासः सत्यकामः सत्यसङ्कल्पः सोऽन्वेष्टव्यः स विजिज्ञासितव्यः सर्वाँश्च लोकानाप्नोति सर्वाँश्च कामान् यस्तमात्मानमनुविद्य विजानातीति ॥

(جو پرماتما ہر قسم کے گناہ سے بیری۔ موت۔ غم۔ بھوک۔ اور پیاس سے آزاد ہے۔ اور جس کی رضا اور ارادہ برحق ہے۔ اسی کی تلاش اور اسی کے جاننے کی خواہش کرنی چاہیئے ایسی پرماتما کی وساطت نجات یافتہ روح تمام عالموں اور مقاصد کو حاصل کرتی ہے پرماتما کو جان کر روح نجات کا استعمال اور اپنے آپ کو پاک کر لیتی ہے جیسا کہ چھاندوگیہ اپنشد میں کہا ہے)

स वा एष एतेन दैवेन चक्षुषा मनसैतान् कामान् पश्यन् रमते ॥ मुंडे ॥
य एते ब्रह्मलोके तं वा एतं देवा आत्मानमुपासते तस्मात्तेषाꣳ सर्वे च लोका आप्ताः सर्वे च कामाः स सर्वाꣳश्च लोकानाप्नोति सर्वाꣳश्च कामान्यस्तमात्मानमनुविद्य विजानातीति ॥

(نجات یافتہ رُوح خالص ملکتی آنکھ (چشم باطن) اور خالص (من) آلۂ خیال سے اپنی خواہشات کا مشاہدہ کرتی اور انہیں حاصل کرتی ہوئی محو سُرور ہوتی ہے چونکہ نجات پانے والے عارف برہم لوک یعنی "ویدانت کے قابل پرمیشور" میں قائم ہو کر حالتِ نجات سے بہرہ یاب ہوتے ہیں۔ اور جو پرماتما سب کا انتریامی مخفی طور پر ہے جہاں جہاں جاتا ہے اسی کی جیاوت

لہ متن میں غلطی سے "بھاو" (وجود) کی جگہ "بھاو" چھپ گیا ہے۔ اور "لے" "ہو جانا" کے بعد "نہیں" چھپ گیا ہے دیگر شاستروں میں عام طور پر

ہ یہ بھی آلۂ خیال کے عدم اور وجود کا ذکر کرتے ہیں۔ رشی دیانند (س) آلۂ خیال کیسا تھ رُوح کو بھی شامل کر کے ہیں۔

کہتے ہیں جس سے ان کی رسائی تمام عالموں میں ہو جاتی ہے۔ اور ان کی تمام خواہشات پوری ہو جاتی ہیں یعنی وہ جس جس عالم اور جس جس مراد کے حاصل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں وہ وہ عالم اور وہ وہ مراد انہیں حاصل ہو جاتی ہے

(چھاندوگیہ اپنشد ۸-۱۲-۵، ۶)

نجات یافتہ ارواح کثیف جسم کو ترک کر کے اپنے ارادے کو جسم بنا لیتی ہیں۔ اور اسی سے محیط پر بلیشور دیں تمام خلاؤں میں حرکت کرتی ہیں جن کا جسم سے تعلق ہو سکے۔ وہ دنیوی تکالیف سے آزاد نہیں ہو سکتے چنانچہ چھاندوگیہ نے اندر سے کہا ہے:-

मघवन्मर्त्यं वा इदꣳ शरीरमात्तं मृत्युना तदस्याऽमृतस्याऽशरीरस्यात्मनोऽधिष्ठानमात्तो वै सशरीरः प्रियाप्रियाभ्यां न वै सशरीरस्य सतः प्रियाप्रिययोरपहतिरस्त्यशरीरं वाव सन्तं न प्रियाप्रिये स्पृशतः ॥

اے نہایت قابل تعظیم صاحب دولت! یہ کثیف جسم فانی ہے۔ یہ جسم اسی طرح موت کے منہ میں ہے جیسے شیر کے منہ میں بکری۔ یہ جسم غیر فانی روح کا مسکن ہے یعنی کی جسے روح راحت میں گرفتار رہتی ہے کیونکہ جسم میں مقیم روح کی دنیوی خوشی کا آنا جانا ہوتا ہے۔ اور جو جسم سے آزاد نجات یافتہ روح برہم (اعلیٰ خلاء) میں رہتی ہے اسے دنیوی رنج و راحت چھو بھی نہیں سکتے بلکہ وہ ہمیشہ حالت سرور میں رہتی ہے۔

(چھاندوگیہ اپنشد ۸-۱۲-۱)

نجات سے واپسی

معترض۔ ارواح نجات حاصل کرنے کے بعد پھر کبھی (پیدائش و وفات) آواگون کی مصیبت میں گرفتار ہوتی ہیں یا نہیں؟ کیونکہ مندرجہ ذیل اقوال سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نجات وہ حالت ہے جس سے لوٹ کر پھر کبھی روح عالم فانی میں نہیں آتی:- ॥

न च पुनरावर्त्तते न च पुनरावर्त्तते इति ।

پھر واپس نہیں آتی۔ پھر واپس نہیں آتی۔ (چھاندوگیہ اپنشد ۸-۱۵)

अनावृत्तिः शब्दादनावृत्तिः शब्दात् ॥

واپس نہیں ہوتی۔ یہ اپنشد کا قول ہے۔ واپس نہیں ہوتی۔ یہ اپنشد کا قول ہے۔ (اشاریہ کے مؤلف ہے ۴۲۲)

نیز بھگوت گیتا میں کہا ہے:- ॥

यद् गत्वा न निवर्त्तन्ते तद्धाम परमं मम

جسے حاصل کر کے پھر واپس نہیں ہوتے۔ وہ اعلیٰ مقام میرا ہے۔ (بھگوت گیتا ۱۵-۶)

جواب۔ یہ بات درست نہیں۔ کیونکہ وید میں اس کی تردید کی گئی ہے۔ چنانچہ رگوید کا ارشاد ہے:-

कस्य नूनं कतमस्यामृतानां मनामहे चारु देवस्य नाम ।
को नो मह्या अदितये पुनर्दात् पितरं च दृशेयं मातरं च ॥१॥
अग्नेर्वयं प्रथमस्यामृतानां मनामहे चारु देवस्य नाम ।
स नो मह्या अदितये पुनर्दात् पितरं च दृशेयं मातरं च ॥ २ ॥

(سوال) ہم لوگ کس کا نام پاک سمجھیں؟ غیر فانی اشیاء میں کون سی ہمیشہ یا لذات تک ایسا ہے جو ہمیں راحت نجات سے بہرہ یاب کر کے پھر اس دنیا میں پیدا کرتا اور ماں باپ کی زیارت کراتا ہے؟

(جواب)۔ (ہم) متحلی بالذات۔ ازلی ہمیشہ آزاد۔ پرماتما کا نام پاک کنجیں جو ہمیں سرور نجات سے مستفیض کرنے کے بعد ذہین پیدا کرکے ماں باپ کی زیارت کرتے ہیں۔ وہی پرماتما حالتِ نجات کا منضبط سبب کا مالک ہے۔ (رگوید ۱-۲۴-۱، ۲)

نیز سانکھیہ درشن میں کہا ہے:

इदानीमिव सर्वत्र नात्यन्तोच्छेदः ॥ ३॥

جیسے اس وقت ارواح قید و نجات کی حالت میں ہیں۔ اسی طرح ہمیشہ رہتی ہیں۔ قید اور نجات کا سلسلہ کبھی قطعاً منقطع نہیں ہوتا۔ (دوسرے لفظوں میں قید و نجات دائمی نہیں ہوتیں)۔ سانکھیہ درشن ۱-۱۵۹

معترض۔ نیائے درشن میں لکھا ہے:۔

तदत्यन्तविमोक्षोऽपवर्गः ॥

"تکلیف کے غایت درجہ دفعیہ کو نجات کہتے ہیں۔ (نیائے درشن ۱-۲۲)

दुःखजन्मप्रवृत्तिदोषमिथ्याज्ञानानामुत्तरोत्तरापाये तदनन्तरापायादपवर्गः ॥

باطل علم یعنی جہالت۔ عرض و غیرہ عیوب۔ محسوسات اور بری عادات میں رغبت۔ پیدائش اور تناسخ کے بالترتیب دفعیہ سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ جو ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ (نیائے درشن ۱-۲)

عجیب۔ فرمودی نہیں۔ کہ لفظ "اتینت" یعنی "غایت درجہ" سے کلی دفعیہ یعنی عدم محض مراد لیا جائے۔ مثلاً لوگ کہتے ہیں۔ کہ فلاں شخص کو "اتینت دکھ" یعنی غایت درجہ رنج یا "اتینت سکھ" یعنی غایت درجہ راحت ہے اس کے صاف یہی معنے ہیں۔ کہ اسے بہت رنج یا بہت راحت ہے۔ لہٰذا یہاں (مندرجہ بالا سوتروں میں بھی "اتینت" یعنی غایت درجہ کے یہی معنے لینے چاہئیں۔

نجات کی میعاد

معترض۔ اگر روح حالتِ نجات سے واپس بھی آجاتی ہے۔ تو حالتِ نجات میں رہتی کتنا عرصہ ہے؟ مجیب۔ مندرجہ ذیل قول منڈک اپنشد کا ہے:۔

ते ब्रह्मलोके ह परान्त काले परामृतात् परिमुच्यन्ति सर्वे ॥

نجات یافتہ ارواح نجات حاصل کرکے اور برہم (ذات باری) کے تقرب کے سرور سے فیضیاب ہوکر مہاکلپ کے بعد سرورِ نجات کو خیرباد کہتی اور اس عالم فانی میں پھر پیدا ہوتی ہیں۔ (منڈک اپنشد ۳-۲-۶)

مہاکلپ کی میعاد کا اندازہ یہ ہے۔ کہ ترتالیس لاکھ بیس ہزار سال کی ایک چترگی۔ دو ہزار چترگیوں کا ایک اہوراتر (برہما کا دن رات) تیس اہوراتروں کا ایک مہینہ۔ بارہ مہینوں کا ایک سال اور سو سالوں کا ایک پرانت کال (مہاکلپ) ہوتا ہے۔ اس کا ٹھیک اندازہ حساب کے قاعدے سے لگا لیجئے۔ سرورِ نجات سے بہرہ یاب ہونے کی میعاد ایک پرانت کال ہے۔

عرصۂ نجات محدود ہے

معترض۔ تمام اہل علم اور مصنفین کی رائے یہی ہے۔ کہ جس کے بعد آواگون کے چکر میں پھر کبھی نہ پڑیں (اسے حالتِ نجات کہتے ہیں۔)

سلہ نیائے درشن کے سوتروں میں ان پانچ اشیاء کا اندراج اس سے الٹی ترتیب سے کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کا دفعیہ الٹی ترتیب سے یعنی متاخر شے کے دفعیہ سے متقدم کا۔ پھر اس سے متقدم کا۔ علیٰ ہذا القیاس پانچوں اشیاء کا دفعیہ ہو جائے گا۔ رشی دیانند ناظرین کی سہولت کے لئے اس ترتیب کو الٹ کر ان اشیاء کے دفعیہ کا بالتدریج ارشاد فرماتے ہیں۔ بات ایک ہی ہے۔ یہاں ترجمہ رشی کی عبارت کے مطابق کیا گیا ہے۔ (مترجم)

مجیب۔ یہ بات کبھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ (اوّل) جب رُوح کی قدرت، جسم وغیرہ اسباب اور ذرائع محدود ہیں تو اس کے اعمال، کا ثمر کیسے غیر محدود ہو سکتا ہے۔ (دوم) غیر محدود سُرور سے مستفیض ہونے کی توفیق اعمال اور ذرائع ارواح کے پاس نہیں ہیں۔ اس لئے وہ غیر محدود یعنی لاانتہا راحت سے بہرہ یاب نہیں ہو سکتیں جن کے ذرائع فانی ہیں۔ ان کے اعمال کا ثمر ابدی کبھی نہیں ہو سکتا۔ (سوم) علاوہ ایں اگر کوئی بھی رُوح حالتِ نجات سے دُنیا میں واپس نہ آئے۔ تو سلسلۂ کائنات منقطع ہو جائے۔ یعنی دُنیا میں ایک بھی رُوح باقی نہ رہے مگر محض جتنی ارواح نجات حاصل کرتی ہیں۔ ایشور اتنی (اور) ارواح پیدا کر کے دُنیا میں آباد کر دیتا ہے اس لئے ارواح کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ مجیب۔ (اوّل) اگر ایسا ہو۔ تو رُوح کی ہستی عارضی ہو جائے۔ کیونکہ جس کی پیدائش ہوتی ہے اس کی فنا بھی ضرور ہوتی ہے۔ اس حالت میں اگر ارواح تمہارے خیال کے مطابق (ابدی) نجات بھی حاصل کر لیں۔ تو بھی ان کی فنا ہو جائے گی۔ تب بھی تو نجات عارضی ہو گی۔ (دوم) تمہارے عقیدہ کے مطابق (موکش یعنی) عالم نجات میں بے انتہا بھیڑ ہو جائے گی۔ کیونکہ وہاں ارواح زیادہ ہوں گی اور انعام کچھ بھی نہ ہو گا اس سے (تعداد میں) ابتدا دی کی کوئی حد نہ رہے گی (سوم) بغیر رنج کے راحت کا احساس کبھی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اگر تلخ نہ ہو تو شیریں اور شیریں نہ ہو تو تلخ کسے کہیں؟ دو ذائقوں کے باہم متضاد ہونے سے ہی دونوں کا موافق ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک شخص میٹھا ہی میٹھا کھاتا جائے۔ تو اسے وہ مزہ نہیں آتا جو تمام اقسام کے ذائقوں کا مزہ لینے والے کو آتا ہے۔ (چہارم) اگر پرمیشور محدود اعمال کا غیر محدود ثمر دے۔ تو اس کے انصاف میں نقص واقع ہو جائے جس میں جس قدر بوجھ اُٹھانے کی توفیق ہو۔ اس پر اتنا ہی بوجھ لادنا دانشمندی ہے ایک من بوجھ اُٹھانے والے شخص کے سر پر دس من لاد دینے سے لادنے والے کی بدنامی ہوتی ہے۔ ایسے ہی قلیل العلم قلیل القدرت رُوح پر بے انتہا راحت کا بوجھ ڈال دینا حکمتِ خداوندی کے شایاں نہیں۔ اور (پنجم) جو یہ کہا کہ پرمیشور نئی ارواح پیدا کرتا ہے۔ تو وہ ارواح جس علت سے پیدا ہوتی ہیں۔ وہ انجام کار ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ خواہ کتنا ہی بڑا خزانہ ہو۔ اگر اس میں سے خرچ تو ہوتا جائے۔ اور آمد کچھ بھی نہ ہو۔ تو کبھی نہ کبھی اس کا دیوالہ نکل ہی جاتا ہے۔ اس لئے یہی فیصلہ یہی ہے۔ کہ حالتِ نجات میں جانا اور وہاں سے واپس آنا دونوں ہی

لہ رشی دیانند کے مسلمات کے مطابق عالم نجات کوئی خاص مقام نہیں۔ بلکہ جیسے اُوپر کہہ آئے ہیں یعنی "تمہارے ہم ہر جگہ موجود ہے بھی میں نجات یافتہ رُوح علم و سُرور سے متصف ہو کر بلا روک ٹوک آزادانہ حرکت کرتی ہے۔" (صفحہ ۲۲۵) برخلاف اس کے دیگر مذاہب میں عالم نجات کو ایک محدود مقام کی شکل دی گئی ہے۔ اس کی تفصیل آگے چل کر صفحہ ۲۴۲ پر درج ہے۔ خلاصہ یہ ہے یعنی لوگ موکش (یعنی) شوپور میں جا کر چپ چاپ بیٹھے رہنے بہشتی چھتے آسمان پر شادی تنازعہ۔ سانڈ، سُرور اور پوشاک (وغیرہ) سے سرور ہونے کو ایسی طرح مسلمان ساتویں آسمان پر۔ وام مارگی شری پد، شیو کیلاش۔ ویشنو ویکنٹھ۔ اور گوکلیے گوسائیں گوکل وغیرہ میں جا کر اعلیٰ درجہ کی حور، شیر خورد و نوش۔ کپڑا۔ مکان وغیرہ حاصل کر کے مزے میں رہنے کو نجات تسلیم کرتے ہیں"..... بہشت کا مکان اس قسم کے محدود عالم نجات میں ہے۔ پس یہاں جو اعتراض کیا گیا ہے۔ اس کا رخ جینیوں وغیرہ کے عقائد کی طرف ہے عالم نجات کے کوائف ہیں۔ عالم مسلمۂ نجات نہیں۔

لہ بغیر ذوقِ عمل کے حد سے زیادہ راحت بھی باعثِ گراں ہو جاتی ہے۔

رہتے ہیں۔ (تمہارے[1] مذہب میں نجات ایک خاص مقام میں بند اور مصروف عشرت رہنے کو کہتے ہیں۔ یہ دوسرے لفظوں میں قید محض یا اسیری سلطانی ہے) کیا کوئی قلیل عرصہ کی قید کی نسبت تو عمر بھر کی قید یا پھانسی کو بہتر تصور کر سکتا ہے؟ اس صورت میں اگر حالت نجات سے واپسی نہ ہو۔ تو زندگی بھر کی قید سے عالم نجات میں اتنا ہی فرق ہے۔ کہ وہاں (عالم نجات میں) مشقت نہیں کرنی پڑتی۔ باقی ہم (ذات باری) میں روح کی ہستی کا محو ہو جانا۔ مذکور ایسا ہی ہے جیسے سمندر میں ڈوب مرنا۔ معترض۔ جیسے پرمیشور ہمیشہ آزاد اور مکمل طور پر مسرور ہے ویسے ہی روح بھی ہمیشہ کے لئے آزاد اور مسرور ہو جائے تو کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے گی مجیب۔ پرمیشور کی ذات قدرت صفات۔ افعال اور عادات غیر محدود ہیں۔ اس لئے وہ کبھی جہالت اور رنج کی قید میں مبتلا نہیں ہوتا برخلاف اس کے عالم نجات میں بھی روح کی ذات (تو) پاک (لیکن) علم قلیل اور صفات۔ افعال اور عادات محدود رہتی ہیں۔ پس روح پرمیشور کے ہمپایہ (یعنی ابدی نجات کی اہل) کبھی نہیں ہو سکتی۔ معترض۔ ایسی نجات تو ہمارے (یعنی حیات و ممات کے سلسلہ کے مشابہ ہے۔ اس کے لئے جد و جہد کرنا بے سود ہے۔ مجیب۔ نجات آواگون (یعنی حیات و ممات کے سلسلہ سے کوئی مشابہت نہیں رکھتی۔ کیونکہ چند عرصہ عالم کی چھتیس ہزار بار پیدائش اور فنا ہونے میں لگتا ہے۔ اتنا عرصہ نجات یعنی روح کے تکالیف سے آزاد ہو کر عالم سرور میں رہنے کی میعاد ہے کیا یہ چھوٹی بات ہے؟ (اور) تمہارا یہ اعتراض۔ کہ ایسی نجات کے لئے جد و جہد کرنا بے سود ہے۔ تو جب تم کھانا کھاتے پیتے ہو۔ مگر کل پھر بھوک لگتی ہے۔ تو اس (روزمرہ زندگی سے ملنے والی بھوک) کا علاج کیوں کرتے ہو؟ جب بھوک۔ پیاس۔ موت۔ بیماری۔ عورت۔ اولاد وغیرہ (مقابلہ) حقیر اشیاء کے لئے جد و جہد کرنا بے سود ہے۔ تو نجات کے لئے کیوں فرد فرد نہیں ہو جیسے مرنا لازم ہے۔ تاہم زندہ رہنے کی تدابیر کی جاتی ہیں۔ اسی طرح اگرچہ عالم نجات سے واپس آنا ہر حالت میں لازم ہے۔ تاہم نجات کے لئے تدابیر اختیار کرنا نہایت فردی ہے۔

نجات حاصل کرنے کے ذرائع۔ ۱۔ ویدک

معترض۔ نجات (حاصل کرنے) کے کیا ذرائع ہیں؟ مجیب۔ چند ذرائع کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ خاص ذرائع کا ذکر آگے آتا ہے۔ جو شخص نجات کا خواہشمند ہو۔ وہ (جیون مکت) اس زندگی میں ہی آزاد ہو جائے۔ یعنی جن دروغ گوئی وغیرہ گناہوں کا پھل رنج ہے۔ انہیں ترک کر کے راست گوئی وغیرہ نیک افعال جن کا ثمر راحت ہے فرد فرد کرے۔ جو شخص رنج سے آزاد ہو کر راحت حاصل کرنا چاہے۔ وہ (اعم) منہیات کو چھوڑ کر (اعم) مشروعات پر بہر حال کاربند ہو۔ کیونکہ رنج کی اصل بنیاد ارتکاب گناہ اور راحت کی اصل بنیاد احکام الٰہی کی تعمیل ہے۔ ثمر نیوں کی محبت سے ویدک الہیز یعنی حق و باطل کے فرق و تمیز اور شروع و ممنوع کی تحقیق یعنی (ان تمام ضدین کی) جدا جدا پہچان فرد فرد کریں۔

---

[1] دیکھو فٹ نوٹ صفحہ گذشتہ۔ آگے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے رشی دیانند پھر مخاطب بن کر یہ فرماتے ہیں۔

شوپور۔ موکش شلا یہ تھا آسمان سائلاں آسمان مشری پور۔ کیلاش۔ ویکنٹھ اور گولوک گویہ لوگ ایک خاص مقام مانتے ہیں ایک خاص مقام مانتے ہیں۔ اگر ارواح ان مقامات سے الگ ہو جائیں۔ تو انہیں نجات سے دست بردار ہونا پڑے۔ جیسے کوئی بادشاہ قید خانہ کے اندر قید یعنی نظر بند ہو۔ ایسے ہی ان عقاید کے مطابق نجات یافتہ اشخاص مقید ہوں گے حقیقی نجات تو یہ ہے۔ کہ روح جہاں چاہے حرکت کرے۔ اس کے راستہ میں رکاوٹ نہ ہو۔ (خود ہی تقلیب اور ردّ رنج" صفحہ نمبر ۲۲۲) پس یہاں جو اعتراض کیا گیا ہے۔ وہ عقاید غیر کی رو سے عالم نجات کی کیفیت پر کیا گیا ہے۔ عالم سلسلہ نجات پر نہیں۔

پانچ کوش اِس کے علاوہ اجسام یعنی رُوح کے پانچ "کوشوں" کی محققانہ طور پر شناخت کریں۔ اوّل جلد سے لے کر استخوان تک کا مجموعہ جو خاک سے مرکّب ہے۔ اَنّے کوش یعنی قالبِ غذا کہلاتا ہے دُوسرا جسم پرانمے کوش یعنی قالبِ انفاس ہے۔ یہ پانچ پرانوں یعنی انفاس کا مجموعہ ہے۔ (پانچ پرانوں یہ ہیں۔) پران یعنی جو سانس اندر سے باہر جاتا ہے۔ اپان جو باہر سے اندر آتا ہے۔ سمان جو مقام ناف پر قائم ہو کر جوہرِ غذا کو تمام جسم میں پہنچا دیتا ہے۔ اُدان جس کے ذریعہ کھایا پیا گلے میں سے اندر کھنچ جاتا ہے۔ اور طاقت و صحت پیدا ہوتی ہے۔ اور دیان جس سے رُوح تمام جسم میں حرکت وغیرہ افعال کی تحریک کرتی ہے تیسرا جسم منوے کوش یعنی قالبِ فعل و خیال ہے۔ اس میں من (آلۂ خیال)۔ اہنکار (آلۂ انانیت) اور پانچ کرم اندریاں اجوارح عمل یعنی زبان۔ پانو۔ ہاتھ۔ مقعد اور آلۂ تناسل شامل ہیں۔ چوتھا وگیان مے کوش یعنی قالبِ علم ہے۔ اس میں اندریوں آلۂ تعقل۔ بدھ آلۂ یادداشت (ذہن) اور پانچوں (گیان اندریاں) آلاتِ احساس و علم یعنی کان۔ جلد آنکھ زبان۔ اور ناک جن کے ذریعہ رُوح تمام علمی کاروبار کرتی ہے شامل ہیں۔ پانچواں آنند مے کوش یعنی قالبِ سُرور ہے۔ اس میں محبت۔ خوشی۔ کم و بیش سُرور اور (مطلق سُرور دیا جاتا ہے)۔ ان (کنائف) کا ذریعہ مادہ بحالتِ جلت ہے۔ انہیں پانچ کوش یعنی قالبِ جسم کہتے ہیں۔ جانی کے ذریعہ انسان تمام اقسام کے عمل۔ عبادت اور علم وغیرہ افعال سرانجام دیتا ہے۔

تین اوستھائیں اُدرج کی اوستھائیں (حالتیں) تین ہوتی ہیں۔ ۱۔ (جاگرت حالتِ بیداری) ۲۔ (سُپن) حالتِ خواب۔ ۳۔ (سُشپتی) خوب گہری یعنی گہری نیند[1]

تین شریر (شریر) اجسام تین ہیں۔ ۱۔ (کارن شریر) جسم کثیف جو نظر آتا ہے۔ ۲۔ پانچ (پرانوں) انفاس۔ پانچ (گیان اندریوں) احواس۔ پانچ (سوکشم بھوت) عناصر لطیفہ (من) آلۂ خیال اور (بدھی) آلۂ تعقل۔ ان سترہ اجزاء کا مجموعہ (سوکشم شریر) جسم لطیف کہلاتا ہے جسم لطیف آفاگون کے سلسلہ میں بھی رُوح کے ساتھ رہتا ہے۔ اس کے دو حصّے ہیں۔ ایک (بھوتک) مادی یعنی وہ جو عناصر لطیفہ کے اجزاء سے مرکّب ہے۔ دُوسرا (واسنا بھاوک) ذاتی یعنی رُوح کے ذاتی خواص۔ موخر الذکر غیر مادّی جسم حالتِ نجات میں بھی رہتا ہے۔ اسی سے رُوح مرورِ نجات سے بہرہ یاب ہوتی ہے۔ تیسرا (کارن شریر) جسم علی جس میں (سُشپتی) گہری نیند کی کیفیت ہوتی ہے۔ یہ جسم مادہ بحالتِ جلت ہے۔ یہ ہر جگہ موجود ہے۔ اور تمام ارواح کا مشترکہ قالب[2] چوتھا[3] (تُریہ شریر) جسم چہارم جس میں رُوح حالتِ مراقبہ میں پرمیشور کے سُرور میں محو ہو جاتی ہے حالتِ مراقبہ

---

[1] سُشرت۔ نذانِ ستھان سوتر ۱۲ میں اُدان کے متعلق کہا ہے۔

उदानो नाम यस्तूर्ध्वमुपैति पवनोत्तमः ॥
तेन भाषितगीतादिविशेषोऽभिप्रवर्त्तते ।
ऊर्द्ध्वजत्रुगतान् रोगान् करोति च विशेषतः ॥

[2] تریدا وستھا یا حالتِ چہارم کا شمار رشی دیانند نے آگے چل کر بطور تُریہ شریر جسم چہارم کے کیا ہے۔ [3] متن میں "بھوتک" کی جگہ اور "بھوتک" چھپ گیا ہے۔ [4] اوپر اجسام کی تعداد تین درج کی گئی۔ جسم چہارم کا شمار دیگر مصنفین اجسام میں نہیں حالتوں میں کرتے ہیں۔ اور اس کا نام تُریہ شریر نہیں۔ تُریہ اوستھا رکھتے ہیں۔

کے تاثرات سے پیدا شدہ اس پاکیزہ جسم کی قوتِ فعل (پرا کرم) حالتِ نجات میں بھی کماحقہٗ معاون ہوتی ہے۔

رُوح کوششوں اور اوستھاؤں سے مختلف ہے

ان تمام (کوششوں، قابلیں اور اوستھاؤں) حالتوں سے رُوح مختلف ہے۔ یہ بات سب پر ظاہر ہے کہ رُوح اوستھاؤں (حالتوں) سے مختلف ہے۔ کیونکہ جب موت واقع ہوتی ہے تو سب کہتے ہیں۔ کہ رُوح (قالب عنصری سے) پرواز کر گئی۔ یا رُوح کو تمام (حرکتوں) کی محرک۔ (تمام حالتوں کی) حافظ۔ (تمام مشاہدوں میں) شاہد۔ (تمام افعال کی) فاعل۔ اور سزا و جزا کی متحمل کہتے ہیں۔ جو کہے کہ رُوح نہ فاعل ہے اور نہ سزا و جزا کی متحمل۔ اسے علم اور قوتِ تمیز سے عاری سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ رُوح کے علاوہ جو یہ غیر مدرک اشیاء ہیں۔ انہیں نہ رنج و راحت کا احساس ہو سکتا ہے۔ اور نہ یہ گناہ و ثواب کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ ہاں! ان کی مساعدت سے رُوح گناہ و ثواب کرتی اور رنج و راحت کی متحمل ہوتی ہے جب (اندریوں) اس کا محسوسات سے۔ (من) آلۂ خیال کا حواس سے۔ اور رُوح کا (من) آلۂ خیال سے تعلق ہو کہ رُوح (پرانوں) انفاس کو تحریک دیتی اور اچھے بُرے کاموں میں لگاتی ہے تب اس کا رجحان باہر (عالم خارجی) کی طرف ہوتا ہے اسی وقت اندر سے (افعالِ نیک کے لئے) مسرت، جوش اور بے خوفی اور افعالِ بد سے خوف، تذبذب اور شرم پیدا ہوتی ہے۔ یہ منضبط باطنی (انتریامی) پرماتما کی ہدایت ہوتی ہے جو شخص اس ہدایت پر عمل کرتا ہے۔ وہ لذاتِ نجات سے فیضیاب ہوتا ہے۔ اور جو اس کے خلاف عمل کرتا ہے وہ مقید ہو کر (آواگون کی) بیکلپی میں مبتلا ہوتا ہے۔

ذرائع نجات۔ ۲ ۔ پیراگ

نجات کا دوسرا ذریعہ (ویراگیہ) پیراگ ہے۔ (ودیک) قوتِ تمیز کے ذریعہ جو حق و باطل کی تحقیقات ہو۔ اس کے مطابق راست روی اختیار کرنا اور بُری تمام کو ترک کر دینا "پیراگ" کہلاتا ہے۔ خاک سے لے کر (ذاتِ پاک) پرماتما تک کی صفات، افعال اور عادات سے واقف ہو کر پرمیشور کے احکام کی پابندی اور عبادت میں کمربستہ رہنا۔ اس کے خلاف عمل نہ کرنا اور (ان سب حالات میں) تمام کائنات سے استفادہ کرنا "پیراگ" ہے۔

۳ ۔ شٹک سمپتی

نجات کا تیسرا ذریعہ "شٹک سمپتی" (استعدادِ ہشت) یعنی چھ قسم کا عمل کرنا ہے اوّل (شم) ضبطِ نفس یعنی اپنی رُوح اور (انتہ کرن) آلۂ باطن کو کلر (یعنی گناہ) کے راستہ سے ہٹا کر ہمیشہ اعمالِ دیو (یعنی ثواب) کی راہ میں مشغول رکھنا دوم (دم) ضبطِ حواس یعنی سماعت وغیرہ حواس اور تمام جسم کو نہ کاری وغیرہ افعالِ بد سے ہٹا کر ضبطِ نفس وغیرہ نیک اعمال میں لگائے رکھنا سوم (اُپرتی) احتراز یعنی بدکردار اشخاص سے ہمیشہ دور رہنا چہارم (تتکشا) بُردباری یعنی چاہے کتنی بھی تکلیف و مذمت یا نفع و نقصان ہو خوشی اور ناخوشی سے بالاتر ہو کر ہمیشہ وسائلِ نجات کے استعمال میں لگے رہنا پنجم (شردھا) عقیدت یعنی وید وغیرہ (شاستروں) کتب حقہ اور ان کی تعلیمات کے ماہر عالمِ کامل یعنی دیوانِ حق کے اقوال پر اعتقاد رکھنا ششم (سمادھان) یکسوئی قلب۔ ان چھ کا مجموعہ تیسرا ذریعہ نجات ہے۔

۴ ۔ مُمکشُتو

نجات کا چوتھا ذریعہ (مُمکشُتو) شوقِ نجات ہے۔ جیسے بھوکے پیاسے سے بیقرار شخص کو سوائے

روٹی پانی کے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔ ایسے ہی طالب نجات کی محبت سوائے نجات اور اس کے وسائل کے اور کسی چیز سے نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ چار سادھن ذرائع نجات ہیں۔

انوبندھ ان (مندرجہ بالا چار ذرائع) کے علاوہ چار انوبندھ یعنی علائق ہیں۔ انہیں ذرائع نجات کے بعد عمل میں لایا جاتا ہے۔ اول ادھیکاری یعنی مستحق۔ جو مندرجہ بالا چار ذرائع نجات سے مستحد ہے۔ دوسرا ادھیکاری یعنی نجات کا مستحق ہے۔ دوسرا اسمبندھ یعنی ربط۔ نجات یا وصال حق موضوع ہے اور وید وغیرہ کتب حقہ اسے بیان کرتی ہیں۔ اس بات سے کماحقہ آگاہ ہو کر مندرجہ بالا کتب اور ان کے موضوع کو باہم مربوط کرنا سمبندھ کہلاتا ہے۔ تیسرا پرویشنی (طالب)۔ وید وغیرہ تمام کتب حقہ کا موضوع (اولے) برہم (یا اسی قماش کے) وصال کا طالب طالب نجات ہے۔ چوتھا پریوجن (علت غائی)۔ تمام آلام کا دفعیہ اور سرور کامل کے حصول سے راحت نجات سے بہرہ یاب ہونا علت غائی ہے۔ یہ چار انوبندھ یعنی علائق کہلاتے ہیں۔

شرون چتشٹیہ ان کے بعد شرون چتشٹیہ (سماعت ادبعہ یعنی سننا وغیرہ چار افعال آتے ہیں۔ اول (شرون) سماعت۔ جب کوئی عالم (اپدیش) نصیحت کرے۔ تو اطمینان قلب سے دل لگا کر سننا۔ بالخصوص علم معرفت کی باتیں سننے میں خاص دھیان دینا چاہیئے کیونکہ یہ علم تمام علوم میں لطیف ترین ہے۔ (منن) سماعت کے بعد خلوت و خوض کرنا ہے۔ سنی ہوئی بات پر خلوت میں غور کرنا جس بات میں شک ہو۔ اسے پھر پوچھنا۔ دوران سماعت میں بھی اگر (نکتہ) مقرر اور (شروتا) سامع مناسب سمجھیں تو سوال و جواب کرتے جائیں۔ تیسرا نِدِھیاسن (راسخ التخیالی) جب (شرون) سماعت اور (منن) غور و خوض سے شکوک دور ہو جائیں۔ تو (سماد ھی) عالم مراقبہ میں اسے چشم باطن کے روبرو لانا اور دھیان یوگ یعنی محویت قلب سے دیکھنا۔ کہ جیسا سنا اور غور و خوض کیا تھا واقعہ میں ویسا ہی ہے یا نہیں۔ چوتھا ساکشات کار (مشاہدہ یعنی جیسی کسی چیز کی ذات۔ صفات اور خواص ہوں۔ ویسا ہی کماحقہ جان لینا۔ یہ "شرون چتشٹیہ" یعنی سماعات اربعہ کہلاتی ہیں۔

ہمیشہ تو گن یعنی غصہ۔ ناپاکی۔ کاہلی۔ سستی وغیرہ اور دوگن یعنی حسد۔ بغض شہوت۔ غرور پریشانی وغیرہ عیوب سے دور رہ کر ستوگن یعنی طمانیت نفس پاکیزگی۔ علم۔ فکر وغیرہ نیک اوصاف اختیار کرے۔ (میتری) خوشحال اشخاص سے دوستی رکھے۔ (کرونا) مصیبت زدوں پر رحم کرے۔ (مدیتا) نیک نہاد اشخاص کو دیکھ کر خوشی اور (اپیکشا) بدنہاد اشخاص سے (بے تعلقی) نہ دوستی اور نہ دشمنی کا اظہار کرے۔ طالب نجات ہر روز کم سے کم دو گھنٹے مراقبہ (دھیان) یعنی قلب کی مشق کرے۔ تاکہ من (آلہ خیال) وغیرہ اشیاء باطن کا (ساکشات کار) علم بالمشاہدہ ہو سکے۔ دیکھو۔ ہم مدرک بالذات ہیں۔ اس لئے ہم عالم بالذات اور من (آلہ خیال) کے (بھی) شاہد ہیں۔ کیونکہ جب من مطمئن یا پریشان۔ مسرور یا مغموم ہوتا ہے۔ ہم اسے کماحقہ دیکھتے ہیں ایسی طرح ہم (اندریوں) حواس۔ اور (پرانوں) انفاس کے ذریعہ علم حاصل کرنے والے۔ محسوسات سابقہ کے یاد کرنے اور ایک ہی وقت میں متعدد اشیاء کے جاننے والے قوت قوام و کشش سے متصف اور مذکورہ بالا تمام اشیاء سے جدا ہیں۔ اگر ہم ان اشیاء سے جدا نہ ہوتے۔ تو فاعل مختار۔ ان اشیاء کے محرک اور نگہبان کبھی نہ ہو سکتے

پانچ کلیش (آلام)

یوگ درشن ۲-۳ میں کہا ہے:-

अविद्याऽस्मितारागद्वेषाभिनिवेशाः पञ्च क्लेशाः॥

(اَوِدیا) جہل۔ (اَسمِتا) اَہم۔ (راگ) بھاؤنِشت۔ (دویش) نفرت۔ (ابھی نویش) خوفِ مرگ۔ یہ پانچ کلیش (آلام) ہیں[1]

اِن میں سے (اَودیا) جہل کی تعریف یہ ہے:-

अनित्याशुचिदुःखानात्मसु नित्यशुचिसुखात्मख्यातिरविद्या॥

فانی اشیاء کو غیر فانی۔ ناپاک کو پاک۔ رنج کو راحت۔ اور غیر رُوح کو رُوح تصور کرنا جہل ہے۔

یہ قول یوگ درشن (سادھن پاد سُوتر ۵) کا ہے۔ فانی (اَنِتیا)۔ مثلاً عالم اور جسم وغیرہ کو غیر فانی سمجھنا۔ جو عالم معلول دیکھنے سننے یعنی مشاہدہ میں آتی ہے اس کے متعلق خیال کرنا کہ یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا یا یہ کہ ریاضت ہائے یوگ کے زور سے دیوتا دں یعنی ملک حیرت اشخاص کا جسم ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ ایسا اُلٹا خیال (اَودیا) جہل کا رُکن اوّل ہے۔ ناپاک اشخاص مثلاً بخل عورت وغیرہ اور ناپاک افعال مثلاً دروغ گوئی وغیرہ کو پاک تصور کرنا رُکن دوم ہے۔ جو اشیاتِ نفسانی میں منہمک ہونے کو جو دراصل رنج کا باعث ہے راحت کا موجب تصور کرنا رُکن سوم ہے۔ اور غیر رُوح کو رُوح تصور کرنا رُکن چہارم ہے۔ یہ چار قسم کا علم معکوس (اَودیا) جہل کہلاتا ہے۔ برخلاف اس کے حادث اور فانی کو حادث۔ غیر حادث اور غیر فانی کو غیر حادث اور غیر فانی۔ ناپاک کو ناپاک۔ پاک کو پاک۔ رنج کو رنج۔ راحت کو راحت۔ غیر رُوح کو غیر رُوح اور رُوح کو رُوح جاننا (وِدیا) علم (صحیح) ہے یعنی جس سے اشیاء کی ماہیت صحیح طور پر جانی جائے وہ علم۔ اور جس سے توہم کے باعث صحیح علم حاصل نہ ہو سکے۔ بلکہ ایک شے کے بارے میں دوسری شے ہونے کا یقین ہو۔ وہ (اَودیا) جہل ہے۔

عقل جو رُوح سے مختلف ہے۔ اسے رُوح سے غیر مختلف (یعنی خود رُوح) سمجھنا (اَسمِتا) اَہم ہے۔ راحت سے محبت کا نام (راگ) رغبت بیجا اور رنج سے دہشت کا نام (دویش) نفرت ہے۔ تمام جاندار اصل کی یہ خواہش رہتی ہے کہ ہم ہمیشہ اِس جسم میں قائم رہیں مریں نہیں۔ موت کی تکلیف سے ڈرنے کا نام (ابھی نویش) خوفِ مرگ ہے۔

ان پانچ کلیشوں (آلام) کو ریاضت ہائے یوگ کے ذریعہ دُور کر کے اور برہم (باری تعالےٰ) سے واصل ہو کر راحتِ کاملہ یعنی سرورِ نجات سے فیضیاب ہونا چاہیئے۔

دیگر مذاہب کے مسلّمات نجات

معترض۔ نجات کے متعلق جو تم آپ کہتے ہو اور کسی کا نہیں۔ دیکھو جینی لوگ موکش یعنی لوک پرلوک میں جا کر چپ چاپ بیٹھے رہنے علیسائی چوتھے آسمان پر شادی۔ تناسخ۔ سماج۔ سرود اور پوشاک (وغیرہ) سے مسرور رہنے۔ مسلمان ساتویں آسمان پر۔ وام مارگی شری پورشیو کیلاش ویشنو ویکنٹھ۔ اور گوکلئے گوسائیں گوکل وغیرہ میں جا کر اور اعلےٰ درجہ کی عزت۔ اشیاء خورد و نوش۔ کپڑا۔ مکان وغیرہ حاصل کر کے مزے میں رہنے کو

---

[1] متن میں (اَودیا) جہل کی یہ تعریف باب نہم کے شروع میں پیرا دید ۴۔ ۴ کے ترجمہ کے بعد دی گئی ہے۔ پیرا دید ۴۔ ۴ میں مذکور "اودیا" کے معنے تمام دیگر شارحین کی طرح رشی دیانند عمل اور عبادت کرتے ہیں۔ اس اودیا یعنی عمل و عبادت کے سلسلۂ کلام اودیا یعنی جہل کی تعریف کے بعد پھر چل پڑتا ہے۔ اَودیا یعنی 'جہل' یعنی عمل و عبادت سے مختلف ہے سلسلۂ کلام کے لحاظ سے اس کا اندراج اس مقام پر بہا موزوں معلوم ہوتا ہے۔ جہاں دیگر اکلیشوں، آلام کے ساتھ اس کا بھی شمار کیا گیا ہے ترجمہ میں اس کا اندراج اسی مقام پر کیا گیا ہے۔

نجات تسلیم کرتے ہیں پیروان پُران چار اقسام کی نجات کے قائل ہیں۔ (۱۔ سالوکیہ) ایشور کے لوک یعنی عالم میں رہنا۔ (۲۔ سانجیہ) چھوٹے بھائی کی طرح ایشور کے پاس رہنا (۳۔ سامیپیہ) خادم کی طرح پرمیشور کے پاس رہنا۔ (۴۔ سارُوپیہ) معبود کے ہمشکل ہو جانا۔ اور (۵۔ سایجیہ) ایشور کے ساتھ جُڑ جانا۔ ویدانتی نویں قسم (ذات باری میں رُوح کی ہستی کے محو ہو جانے کو نجات تصور کرتے ہیں مجیب چیزیں۔ عیائیوں اور مسلمانوں کے مسلہ نجات پر بالترتیب بارھویں تیرھویں اور چودھویں باب میں بالخصوص تبصرہ کیا جائے گا۔ رام مارگی جو شری پورمیں جا کر لکشمی کی سی عورتوں کی صحبت گوشت شراب وغیرہ کھانے پینے اور راگ رنگ کو حالت نجات مانتے ہیں۔ وہ اس دنیا کی عیش و عشرت کے مقابلہ میں کوئی خاص چیز نہیں ہے۔ اسی طرح مہادیو اور وشنو کے ہمشکل مردوں اور پاروتی اور لکشمی کی ہمشکل عورتوں کے باہم مصروف عیش و عشرت ہونے (کے تذکروں) میں یہاں کے دولت مند راجاؤں (کی عیاشی) کی نسبت بھی بات زیادہ تحریر کی جاتی ہے کہ وہاں بیماریاں نہ ہوں گی۔ اور شباب ہمیشہ بنا رہے گا۔ مگر یہ بات غلط ہے کیونکہ یہاں عیش و عشرت ہو وہاں امراض اور جہاں امراض ہوں۔ وہاں بڑھاپا ضرور ہوتا ہے پیروان پُران سے سوال کرنا چاہیئے۔ کہ جس چار اقسام کی نجات کے تم قائل ہو۔ ویسی نجات تو کیڑوں۔ مکوڑوں۔ پتنگوں اور دیگر حیوانات وغیرہ کو فطرتاً حاصل ہے کیونکہ جتنے بھی لوک یعنی عالم ہیں۔ وہ سب ایشور کے ہیں۔ اور تمام ارواح انہی میں رہتی ہیں۔ اس لئے "سالوکیہ" یعنی ایشور کے ہم عالم ہونے کے معنوں میں نجات بغیر مشقت کے خود بخود حاصل ہے۔ "سامیپیہ" یعنی نزدیک ہونے کے معنوں میں بھی خود بخود میسر ہے۔ کیونکہ ایشور کے محیط کل ہونے کی وجہ سے سب اس کے نزدیک ہیں۔ اسی طرح "سایجیہ" یعنی چھوٹا بھائی بن کر رہنا اور روح ایشور سے بہر کیف خرد یعنی چھوٹی اور مدرک ہونے کی وجہ سے گویا ایشور کی ہم جنس یعنی خویش ہے۔ اس طرح "سایجیہ" یعنی چھوٹا بھائی ہونے کے معنوں میں بھی نجات بغیر کسی کوشش کے سب کو حاصل ہے علاوہ اس کے محیط کل پرمیشور سے ارواح محاط ہونے کی وجہ سے ہر وقت متصل یعنی جڑی ہوئی ہیں۔ اس لئے "سایجیہ" یعنی اتصال کے معنوں میں بھی نجات اپنے آپ حاصل ہے۔ اور رہا دیگر عوام (ناستک) کفار مرنے پر تہتر (۷۳) اقسام کے عناصر میں مل جانے کو اعلےٰ درجہ کی نجات تسلیم کرتے ہیں۔ وہ حالت تو گنے۔ گھسے وغیرہ کو بھی حاصل ہے۔ دراصل یہ تمام اقسام نجات کی نہیں۔ بلکہ ایک طرح کی قید کی ہیں۔ کیونکہ شوپور۔ موکش شلا چوتھے آسمان ساتویں آسمان ستھری قیلاش۔ ویکنٹھ اور گولوک کو یہ لوگ ایک خاص حصہ عالم میں ایک خاص مقام مانتے ہیں۔ اگر ارواح ان مقامات سے الگ ہو جائیں۔ تو انہیں نجات سے دست بردار ہونا پڑے۔ جیسے کوئی بالہ پتھر کے اندر قید یعنی نظر بند ہو۔ ایسے ہی ان عقائد کے مطابق نجات یافتہ اشخاص مقید ہوں گے حقیقی نجات تو یہ ہے۔ کہ روح جہاں چاہے حرکت کرے اس کے راستہ میں رکاوٹ نہ ہو۔ نہ خوف ہو نہ تذبذب اور نہ رنج۔ دنیا کے عہدہ میں آنے کو پیدائش اور تحلیل ہو کر مادہ کی صورت اختیار کرنے کو فنا کہتے ہیں۔ (نجات یافتہ اشخاص بھی اپنے وقت پر پھر پیدا ہوتے ہیں۔

آواگون

معترض۔ پیدائش ایک دفعہ ہوتی ہے یا بار بار۔ مجیب۔ بار بار۔ معترض۔ اگر پیدائش بار بار ہوتی ہے تو گذشتہ زندگی اور موت کی باتیں

حیات سابقہ کے حالات یاد کیوں نہیں رہتے؟

لہ اوپر اپنی اپنی عقیدہ کے مطابق نجات کے اقسام بیان کئے ہیں۔ مگر ان کی تفصیل میں پانچ اقسام کا شمار کیا گیا ہے۔ سایجیہ زائد از ضرورت ہے۔

یاد کیوں نہیں رہتیں؟ عجیب۔ رُوح کا علم قلیل ہے۔ یہ تینوں زمانوں کی شاہد نہیں ہے۔ اس لئے اسے اگذشتہ زندگی اور مُوت کے حالات یاد نہیں رہتے جیسے من آلۂ خیال اس کے ذریعہ یہ علم حاصل کرتی ہے۔ وہ بھی ایک ساتھ دو چیزوں کا علم حاصل نہیں کر سکتا۔ بھلا سابقہ زندگی کی یاد تو دور رہی۔ اسی زندگی میں جب رُوح ماں کے پیٹ میں تھی۔ پھر جب اس کا جسم تیار ہوگیا اور پیدا ہو کر پانچ برس کا انسان بنا۔ اس سے پیشتر جو حالات ہوئے انہیں کیوں یاد نہیں کر سکتی؟ اور عالم بیداری یا عالم خواب میں اکثر امور کا علم یا مشاہدہ حاصل کر کے جب خواب گہری یعنی گہری نیند طاری ہوتی ہے تب عالم بیداری وغیرہ کی باتیں کیوں یاد نہیں کر سکتی؟ اگر تم سے کوئی سوال کرے۔ کہ آج سے بارہ برس پیشتر یعنی تیرھویں برس کے پانچویں مہینے کے نویں دن دس بج کر ایک منٹ پر تم نے کیا کیا تھا؟ تمہارے منہ ہاتھ۔ کان۔ آنکھ جسم کس طرف اور کس حالت میں تھے؟ تمہارے دل میں کیا کیا خیالات تھے؟ (تو ان سوالوں کا سوائے خاموشی کے اور کیا جواب دو گے؟ جب اسی زندگی میں یہ حالت ہے تو گذشتہ زندگی کے حالات یاد نہ کر سکنے پر اعتراض اٹھانا محض طفلانہ حرکت ہے۔ اور چونکہ تمام حالات یاد نہیں رہتے اسی سے نسیان جیسی ہے۔ ورنہ تمام زندگیوں کی تکالیف یاد کر کر کے گزرتے غم سے مر جاتی۔ اگر کوئی شخص سابقہ اور آئندہ تمام زندگیوں کے حالات سے واقف ہونا بھی چاہے تو بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ رُوح کی ذات اور علم دونوں محدود ہیں۔ یہ (غیر محدود) علم الیشور کو حاصل ہے۔ رُوح کو نہیں۔

علم بالقیاس

معترض عجیب رُوح گذشتہ زندگی (کے گناہوں) کا علم نہیں۔ اور الیشور اسے سزا دیتا ہے۔ تو رُوح کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جب اسے علم ہو۔ کہ میں نے فلاں کام کیا تھا۔ اور یہ (سزا) اسی کا ثمرہ ہے تبھی وہ آئندہ گناہوں سے باز رہ سکتی ہے۔ عجیب تم علم (یقین) کتنی قسم کا مانتے ہو؟ **معترض**۔ (یہ) تین قسم۔ مشاہدہ وغیرہ پرمانوں (ذرائع یقین) سے۔ **مہرشی** تم تین قسم کا عجیب۔ (جب تم دقت پیدائش سے لے کر دقتاً فوقتاً۔ دولت۔ عقل۔ علم۔ افلاس۔ بے عقلی۔ جہالت وغیرہ رنج و راحت دنیا میں دیکھتے ہو۔ تو اس سے حیات سابقہ کا قیاس کیوں نہیں کرتے؟ مثلاً ایک طالب اور ایک غیر طالب کوئی بیماری ہو جائے۔ تو اس کے سبب یعنی وجہ کا علم طالب کو تو ہو سکتا ہے۔ لیکن (غیر طالب کو) جو علم طلب سے بہرہ ہے نہیں ہوتا۔ کیونکہ اول الذکر نے علم طب کا مطالعہ کیا ہے۔ اور آخر الذکر نے نہیں کیا۔ تاہم بخار وغیرہ امراض کے لاحق ہونے پر ایک غیر طبیب بھی یہ قیاس تو کر ہی سکتا ہے۔ کہ مجھ سے کوئی بدپرہیزی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے یہ بیماری لاحق ہوئی ہے۔ اسی طرح دنیا میں انواع و اقسام کے رنج و راحت وغیرہ کی کمی بیشی (یعنی عدم مساوات) دیکھ کر حیات سابقہ (کے اعمال) کا قیاس کیوں نہیں کرتے؟ اگر سابقہ زندگی کے قائل نہ ہوگے۔ تو پرمیشور غیر منصف ثابت ہوگا۔ کیونکہ بغیر گناہ کے افلاس وغیرہ مصائب اور بغیر سابقہ ثواب کے بادشاہت اور دولت کیوں عطا کی؟ برخلاف اس کے حیات سابقہ کے گناہ و ثواب کے مطابق سزا و جزا دینے سے کما حقہٗ عادل بنتا ہے۔

لہ ایسے افعال کی مثالیں دقتاً فوقتاً ہمارے مشاہدہ میں آتی رہتی ہیں جنہیں حیات سابقہ کے کچھ کچھ حالات یاد ہوتے ہیں۔ حیات سابقہ کا مکمل قصہ تو نہیں سنا سکتے۔ مگر کوئی کوئی واقعہ لڈ کوئی کوئی کیفیت بیان کرتے ہیں اور تحقیقات کرنے پر ان کا بیان صحیح ثابت ہوتا ہے۔ ہاں عام لوگوں کو گذشتہ زندگی کے حالات یاد نہیں ہوتے۔

پرمیشور کا عدل

معترض۔ زندگی ایک ہونے کی حالت میں بھی پرمیشور عادل ہو سکتا ہے کیونکہ حاکم اعلیٰ یعنی راجہ جیسے۔ ویسا انصاف ہوتا ہے۔ مثلاً باغبان اپنے باغیچہ میں چھوٹے بڑے درخت لگاتا۔ کسی درخت کو کاٹتا اور اکھاڑتا۔ اور کسی کو محفوظ رکھتا اور بڑھاتا ہے۔ جو چیز جس کی ہے۔ اُسے وہ جس حالت میں چاہے رکھے پھر پرمیشور سے برتر تو کوئی اور منصف (جی) نہیں جو اُسے سزا دے سکے یا جس سے پرمیشور خائف ہو۔ مجیب۔ چونکہ پرمیشور انصاف کرنا چاہتا اور کرتا ہے۔ اور بے انصافی کبھی نہیں کرتا۔ اسی لئے وہ قابل پرستش اور بزرگ ہے۔ اگر اس کا کوئی فعل انصاف کے خلاف ہو۔ تو وہ ایشور ہی نہیں رہتا۔ مثلاً باغبان بے ترتیبی سے۔ روشوں پر۔ یا بے موقعہ درخت لگائے۔ جو درخت کاٹنے کے قابل نہیں انہیں کاٹے۔ جو بڑھانے کے قابل نہیں۔ انہیں بڑھانے اور جو بڑھانے کے قابل ہیں۔ انہیں نہ بڑھانے سے قابل گرفت ہوتا ہے۔ اسی طرح بلا وجہ سزا و جزا دینے سے پرمیشور پر حرف آتا ہے۔ پرمیشور کے لئے انصاف کے کام کرنا لازم ہے کیونکہ وہ بالذات پاک اور عادل ہے اگر دیوانہ والا کام کرے۔ تو دنیا کے اعلیٰ درجہ کے منصف کے مقابلہ میں بھی ادنےٰ اور حقیر ہو۔ کیا اس عالم میں اعلیٰ قابلیت کے کام کئے بغیر تعظیم و تکریم اور بُرے اعمال کئے بغیر تحقیر کرنے والا سزا و اہانت و تحقیر نہیں ہوتا۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ پرمیشور بے انصافی نہیں کرتا۔ اور اسی لئے وہ کسی سے مخالف نہیں ہوتا۔ معترض۔ پرمیشور نے شروع سے ہی جیسا مقدر کیا ہے۔ اسے وہی چیز دیتا ہے اور اسے جس قدر کام کرتا ہے۔ وہ اتنا ہی کرتا ہے۔ مجیب۔ تقدیر الٰہی ارواح کے اعمال کے مطابق ہوتی ہے۔ اس کے برعکس نہیں۔ اگر برعکس ہو۔ تو خود (پرمیشور) مجرم یعنی ظالم ثابت ہو۔

غیر مساوات کا عقدہ

معترض بڑے چھوٹے تمام اشخاص کو ایک سی سزا و راحت دینے۔ بڑوں کو بڑے اور چھوٹوں کو چھوٹے کام دینے میں۔ مثال کے طور پر کسی ساہوکار کا عدالت میں لاکھ روپے کا مقدمہ ہو۔ تو وہ اپنے گھر میں سے پالکی میں بیٹھ کر موٹر گاڑی میں عدالت کی طرف جاتا ہے۔ اسے بازار میں سے جاتا دیکھ کر جاہل لوگ کہتے ہیں۔ دیکھو اگلے وقتوں کا ثمرہ۔ ایک شخص مزے سے پالکی میں بیٹھا ہے۔ دوسرے فقیر جو ننگے پاؤں اور نیچے سے جلتے پھٹتے پالکی کو اٹھائے لئے جاتے ہیں۔ حالانکہ اہل بصیرت جانتے ہیں کہ جوں جوں عدالت نزدیک آتی جاتی ہے۔ توں توں ساہوکار کے دل میں افسوس اور اضطراب بڑھتا جاتا ہے۔ اور کہار کے دل کی خوشی زیادہ ہوتی جاتی ہے جب عدالت میں پہنچتے ہیں۔ تو سیٹھ جی ادھر اُدھر جانے کی فکر کرتے ہیں۔ کہ وکیل کے پاس جاؤں یا سررشتہ دار کے۔ (نامعلوم آج ہاروں گا یا جیتوں گا) کیا جانے کیا ہوگا۔ اور کہار پالکی کو پٹکتے۔ ایک دوسرے سے بات چیت کرتے اور خوشی خوشی مزے میں سو جاتے ہیں۔ اگر سیٹھ جی جیت جائیں تو واپس جا کر حضرت کو (قدرے راحت (نصیب ہوتی ہے) اور ہار جائیں تو بحر غم میں ڈوب جاتے ہیں برخلاف اس کے کہار جیسے کے تیسے رہتے ہیں۔ علےٰ ہذا القیاس بادشاہ اگرچہ خوشنما اور ملائم پھولوں پر سوتا ہے تاہم اُسے نیند جلدی نہیں آتی۔ حالانکہ مزدور۔ کنکر۔ پتھر۔ مٹی یا اونچی نیچی زمین پر سوتا ہے اور اسے فوراً نیند آجاتی ہے یہی حالت ہر جگہ سمجھو مجیب۔ ایسا سمجھانا نادانوں کا کام ہے اگر کسی ساہوکار سے کہیں۔ کہ تو کہار بن جا اور کہار سے کہیں کہ تو ساہوکار بن جا۔ تو ساہوکار کہار بننا پسند نہیں کرے گا۔ مگر کہار ساہوکار بننے کا خواہشمند

ہوگا۔ اگر دونوں کے راحت و رنج برابر ہوتے۔ تو کوئی اپنی موجودہ حالت کو چھوڑ کر دوسری ادنےٰ یا اعلےٰ حالت میں جانا پسند نہ کرتا۔ دیکھو۔ ایک روح عالم۔ پاک باطن صاحب دولت و ثروت مادہ کی رانی کے بطن میں آتی ہے اور دوسری نادار گھسیارن کے پیٹ میں۔ ماں کے پیٹ سے ہی ایک کو ہر طرح کی آسائش ملتی۔ اور دوسری کو ہر طرح کی صعوبت پیش آتی ہے۔ ایک شخص کو پیدا ہوتے ہی دلفریب۔ خوشبودار پانی وغیرہ سے غسل کرایا جاتا اور باقاعدہ نال کاٹ کر جس جس طرح چاہیئے۔ دودھ وغیرہ پلایا جاتا ہے جب وہ دودھ پینا چاہتا ہے اپنے حسب دلخواہ مصری وغیرہ ملا کر دودھ دیا جاتا ہے۔ اپنے خوش و خرم رکھنے کے لئے نوکر چاکر۔ کھلونے۔ سواری عمدہ مقامات پر لاڈ پیار وغیرہ راحت کے سامان مہیا کئے جاتے ہیں دوسرے کی ولادت جنگل میں ہوتی ہے غسل کے لئے پانی بھی نصیب نہیں ہوتا جب وہ دودھ پینا چاہتا ہے۔ تو اسے دودھ کی جگہ گھونسہ طمانچہ وغیرہ رسید کیا جاتا ہے۔ وہ نہایت دلدوز آواز سے روتا ہے مگر کوئی پوچھتا تک نہیں۔ علےٰ ہذا القیاس گناہ و ثواب کے بغیر اس طرح کے رنج و راحت دینے کی صورت میں ایشور پر حرف آتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر بغیر اعمال کے رنج و راحت حاصل ہو جاتے ہیں۔ تو آئندہ بہشت و دوزخ بھی ہونے چاہئیں۔ جیسے اس وقت پیدائش کے بغیر اعمال کے رنج و راحت نصیب کئے ہیں۔ ویسے ہی مرنے کے بعد جسے چاہے گا بہشت میں اور جسے چاہے گا دوزخ میں بھیج دے گا۔ اس حالت میں تمام ارواح گنہگار ہو جائیں گی۔ کوئی ثواب کیوں کرے گا۔ کیونکہ ثواب کا ثمر ملنا مشتبہ ہے۔ اگر (سزا و جزا) پرمیشور کے اپنے اختیار میں ہے یعنی جیسی اس کی مرضی ہوگی وہ ویسا ہی پھل عطا کرے گا۔ تو گناہ کا خوف نہ رہ کر عالم میں (ادھرم) کفر کی ترقی اور (دھرم) دین کا تنزل ہوتا جائے گا۔ اس (استدلال) سے ثابت ہے۔ کہ حیات سابقہ کے گناہ و ثواب کے مطابق حیات موجودہ اور حیات سابقہ کے اعمال کے مطابق آئندہ سلسلہ حیات ہوگا۔

روح کا مختلف قالبوں میں جانا

معترض۔ انسان اور دیگر حیوانات وغیرہ کے قالب میں ارواح ایک ہی ہیں یا مختلف النوع کی عجیب ارواح جب ایک ہی ہیں لیکن گناہ و ثواب کے اثرات سے بالترتیب ناپاک اور پاک ہو جاتی ہیں مثلاً انسان کی روح حیوانات وغیرہ کے اور حیوانات وغیرہ کی انسان کے قالب میں۔ اسی طرح عورت کی مرد کے اور مرد کی عورت کے قالب میں آتی جاتی ہے یا نہیں؟ مجیب۔ ہاں! آتی جاتی ہے۔ جب گناہ زیادہ اور ثواب کم ہوتا ہے۔ تو انسان کی روح کو حیوانات وغیرہ ادنیٰ درجہ کا قالب اور جب ثواب زیادہ اور گناہ کم ہوتا ہے تو دیوتا یعنی اہل علم کا قالب عطا ہوتا ہے۔ اور جب گناہ و ثواب مساوی ہوتے ہیں تو معمولی انسان کی زندگی ملتی ہے پھر انسان وغیرہ کے قالب میں بھی گناہ و ثواب کے کم و بیش اور مساوی ہونے کی وجہ سے اجسام وغیرہ اسباب زندگی۔ ادنےٰ۔ اعلےٰ اور متوسط درجہ کے ہوتے ہیں۔ قالب حیوانی میں جب روح بیشتر گناہ ہونے کی سزا بھگت لیتی ہے۔ تب گناہ و ثواب کے برابر رہ جانے پر انسان کے قالب میں آتی اور ثواب کی جزا حاصل کرنے کے بعد متوسط درجہ کے انسان کا قالب اختیار کرتی ہے جب روح جسم سے نکلتی ہے اس حالت کا نام موت اور قالب سے وابستہ ہونے کا نام پیدائش ہے جب روح قالب سے برداشت کرتی ہے تب یا لیہ یعنی خالی

مقیم ہوتا ہے قیام کرتا ہے۔ وید میں فرمایا ہے:۔ यमेन वाधुना । اس فقرہ میں "یم" اور "وایو" مترادف ہیں۔ یہاں وہ وضعی "یم" مراد نہیں جس کا ذکر گرنتھوں میں آتا ہے۔ اس مسئلہ کی خاص تجدید و تائید باب یا نہم میں کی جائے گی۔ تاں بعد دھرم راج یعنی پرمیشور روح کو اس کے گناہ و ثواب کے مطابق نئی زندگی عطا کرتا ہے۔ وہ پرمیشور کے حکم سے ہوا۔ غذا۔ پانی یا جسم کے کسی پدارتھ کے ذریعہ دوسرے جاندار کے قالب میں داخل ہوتی ہے۔ داخل ہونے کے بعد بالترتیب نطفہ میں جاتی۔ حمل میں قائم ہوتی۔ قالب اختیار کرتی۔ اور پھر باہر آتی ہے۔ اگر اس کے اعمال عورت کا قالب اختیار کرنے کے قابل ہوں۔ تو عورت کا اور مرد کا اختیار کرنے کے قابل ہوں تو مرد کا قالب اختیار کرتی ہے۔ استقرار حمل یعنی مرد اور عورت کی مجامعت کے وقت دونوں کا مادۂ تولید برابر (قوی) ہونے کی حالت میں مخنث پیدا ہوتا ہے۔ یہ بھی گذشتہ اعمال کا ثمر ہے) اس طرح روح انواع و اقسام کی پیدائش و وفات میں اس وقت تک مبتلا رہتی ہے جب تک بہترین حمل۔ بہترین عبادت اور بہترین علم حاصل کر کے حالت نجات میں نہیں پہنچ جاتی۔ اعلیٰ درجہ کے اعمال سے قالب انسانی میں اعلیٰ درجہ کی زندگی۔ اور عالم نجات میں مہاکلپ تک پیدائش و وفات کی تکلیف سے آزاد حالت سرور میں رہتی ہے معترض۔ نجات ایک زندگی میں حاصل ہو جاتی ہے یا متعدد زندگیوں میں؟ مجیب متعدد زندگیوں میں۔ (چنانچہ کہا ہے:۔)

भिद्यते हृदयग्रन्थिश्छिद्यन्त सर्वसंशयाः ।
क्षीयन्ते चास्य कर्माणि तस्मिन्दृष्टे पराऽवरे ॥

جب انسان کے قلب (یعنی جہل یعنی توہم) کی گانٹھ کٹ جاتی ہے۔ تمام شبہات دور اور (پچھلے) اعمال (کے اثرات) کمزور ہو جاتے ہیں۔ تبھی یہ اس ذات باری میں جو ہمارے اندر باہر موجود ہے متمکن ہوتا ہے۔ (منڈک اپنشد۔ ۲۔ ۲۔ ۸)

معترض۔ حالت نجات میں روح (کی ذات) پرمیشور (کی ذات) میں محو ہو (یعنی مل جاتی ہے) یا الگ رہتی ہے؟ مجیب۔ الگ رہتی ہے۔ کیونکہ اگر محو ہو جائے۔ تو راحت نجات سے بہرہ یاب کون ہو؟ جتنی نجات کے لئے کی گئی ریاضتیں اکارت جائیں ایسی حالت کو روح کے لئے عالم نجات نہیں عالم فنا سمجھنا چاہیئے جو شخص پرمیشور کے احکام بجا لاتا۔ بہترین اعمال۔ نیک نہاد اشخاص کی صحبت اور متذکرہ بالا طریق سے ریاضت جاتے لوگ کی مشق کرتا ہے۔ وہی نجات سے بہرہ یاب ہوتا ہے تیتریہ اپنشد میں کہا ہے:۔

सत्यं ज्ञानमनन्तं ब्रह्म यो वेद निहितं गुहायां परमे व्योमन् ।
सोऽश्नुते सर्वान् कामान् सह ब्रह्मणा विपश्चितेति ॥

جو شخص اپنی عقل اور روح میں موجود۔ حق بالذات۔ علیم بالذات۔ لامحدود اور سرور بالذات پرماتما کو جانتا ہے وہ اس محیط بہتم (باری تعالیٰ) میں مقیم ہو کر غیر محدود علم سے متصف پرمیشور کے قرب کی وجہ سے تمام خواہشات حاصل کر لیتا ہے۔ (یعنی جس جس راحت کی خواہش کرتا ہے۔ اس سے بہرہ یاب ہو جاتا ہے اسی کا نام حالت نجات ہے) (تیتریہ اپنشد۔ آنند ولی۔ ۱)

سرور نجات کا انحصار پرمیشور کے ذریعہ

معترض۔ جب انسان بہیم کے

راحتِ دُنیوی سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔ تو حالتِ نجات میں جسم کے بغیر لذتِ حسّی روح سے کس طرح فیضیاب ہوگا؟ جیسے۔ اِس سوال کا جواب اوپر دے چکے ہیں۔ اِس میں اتنا اور اضافہ کرو۔ کہ جیسے رُوح کو لذاتِ دُنیوی کا احساس جسم کی وساطت سے ہوتا ہے۔ ایسے ہی سُرورِ نجات کا احساس ظرفِ پرمیشور کی وساطت سے ہوتا ہے نجات یافتہ رُوح غیر محدود بسیط ذاتِ باری میں حسبِ دلخواہ حرکت کرتی۔ عالمِ علم (کی آنکھ) سے تمام کائنات کا مشاہدہ کرتی۔ دیگر نجات یافتہ ارواح سے ملاقات کا لطف اُٹھاتی۔ اور امرِ اہلِ قدرت کا سلسلہ وار معائنہ کرتی ہوئی عجائب و غرائب مختلف اقسام کے عالموں کی سیر کرتی ہے۔ تمام ان اشیاء کو جو اس کی چشمِ علم کے رُوبرو ہوتی ہیں۔ بالمشافہ دیکھتی ہے جوں جوں اس کا علم بڑھتا ہے توں توں اس کے سُرور میں اضافہ ہوتا جاتا ہے چونکہ حالتِ نجات میں رُوح تمام کدورتوں سے پاک ہوتی ہے۔ اِس لیے اس کا علم کامل (بے نقص) ہوتا ہے۔ جو اشیاء اس کے قریب (یعنی ادراک کے حلقہ میں) ہوتی ہیں۔ ان کی حقیقت اس پر کماحقہٗ بے نقاب ہو جاتی ہے۔ اسی راحتِ خاص کا نام "سوَرگ" ہے۔ برخلاف اس کے خواہشاتِ نفسانی میں پھنس کر عذابِ شدید میں مبتلا ہونا نرک کہلاتا ہے۔ "سو" کے معنے ہیں راحت۔ اِس لیے "سوَرگ" کے معنے ہوئے وہ حالت جس میں راحت نصیب ہو۔ اس کے برعکس عالمِ رنج کو "نرک" کہتے ہیں۔ راحتِ دُنیوی عام "سوَرگ" اور پرمیشور کے وصال کی راحتِ خاص "سوَرگ" کہلاتی ہے۔ تمام ارواح فطرتاً راحت حاصل کرنے اور رنج سے خلصی پانے کی خواہشمند ہیں۔ لیکن جب تک وہ (مرد) احکامِ الٰہی پر کاربند رہنا اختیار اور گناہ ترک نہیں کرتیں تب تک راحت کا حصول اور رنج سے خلصی ناممکن ہے۔ کیونکہ جس چیز کی علت یعنی جڑ قائم ہے وہ چیز نیست و نابود نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ کہا ہے:۔

छिन्ने मूले वृक्षो नश्यति तथा पापे क्षीणे दुःखं नश्यति ॥

جیسے جڑ کٹ جانے سے درخت نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اسی طرح گناہ کے ترک کر دینے سے رنج کا خاتمہ ہو جاتا ہے

مادہ کے تین گنوں (جوہروں) کے اثرات

دیکھو منوسمرتی میں گناہ و ثواب کے مختلف اقسام کے نتائج (اس طرح) بیان کیے گئے ہیں

मानसं मनसैवायमुपभुङ्क्ते शुभाऽशुभम् ।
वाचा वाचा कृतं कर्म कायेनैव च कायिकम् ॥ १ ॥
शरीरजैः कर्मदोषैर्याति स्थावरतां नरः ।
वाचिकैः पक्षिमृगतां मानसैरन्त्यजातिताम् ॥ २ ॥
यो यदैषां गुणो देहे साकल्येनातिरिच्यते ।
स तदा तद्गुणप्रायं तं करोति शरीरिणम् ॥ ३ ॥
सत्त्वं ज्ञानं तमोऽज्ञानं रागद्वेषौ रजःस्मृतम् ।
एतद्व्याप्तिमदेतेषां सर्वभूताश्रितं वपुः ॥ ४ ॥
तत्र यत्प्रीतिसंयुक्तं किञ्चिदात्मनि लक्षयेत् ।

प्रशान्तमिव शुद्धाभं सत्त्वं तदुपधारयेत् ॥ ५ ॥
यत्तु दुःखसमायुक्तमप्रीतिकरमात्मनः ।
तद्रजोऽप्रतिषं विद्यात्सततं हारि देहिनाम् ॥ ६ ॥
यत्तु स्यान्मोहसंयुक्तमव्यक्तं विषयात्मकम् ।
अप्रतर्क्यमविज्ञेयं तमस्तदुपधारयेत् ॥ ७ ॥
त्रयाणामपि चैतेषां गुणानां यः फलोदयः ।
अग्र्यो मध्यो जघन्यश्च तं प्रवक्ष्याम्यशेषतः ॥ ८ ॥
वेदाभ्यासस्तपो ज्ञानं शौचमिन्द्रियनिग्रहः ।
धर्मक्रियात्मचिन्ता च सात्त्विकं गुणलक्षणम् ॥ ९ ॥
आरम्भरुचिताऽधैर्य्यमसत्कार्यपरिग्रहः ।
विषयोपसेवा चाजस्रं राजसं गुणलक्षणम् ॥ १० ॥
लोभः स्वप्नोऽधृतिः क्रौर्यं नास्तिक्यं भिन्नवृत्तिता ।
याचिष्णुता प्रमादश्च तामसं गुणलक्षणम् ॥ ११ ॥
यत्कर्म कृत्वा कुर्वंश्च करिष्यंश्चैव लज्जति ।
तज्ज्ञेयं विदुषा सर्वं तामसं गुणलक्षणम् ॥ १२ ॥
येनास्मिन्कर्मणा लोके ख्यातिमिच्छति पुष्कलाम् ।
न च शोचत्यसम्पत्तौ तद्विज्ञेयं तु राजसम् ॥ १३ ॥
यत्सर्वेणेच्छति ज्ञातुं यन्न लज्जति चाचरन् ।
येन तुष्यति चात्मास्य तत्सत्त्वगुणलक्षणम् ॥१४॥
तमसो लक्षणं कामो रजसस्त्वर्थ उच्यते ।
सत्त्वस्य लक्षणं धर्मः श्रैष्ठ्यमेषां यथोत्तरम् ॥१५॥

(انسان اپنی اعلیٰ، متوسط اور ادنیٰ درجہ کی عادات کا جائزہ لے کر بہترین عادات اختیار اور متوسط اور ادنیٰ درجہ کی عادات ترک کرے۔ یہ یقین جاننا چاہیئے۔ کہ) شرح جو برا بھلا فعل جس (آلۂ خیال) سے کرتی ہے اس کی سزا جزا میں سے جو برا بھلا فعل قول سے کرتی ہے اس کی قول سے اور جو جسم کے ذریعہ کرتی ہے اس کا پھل جسم کے ذریعہ حاصل کرتی ہے۔۱

جو شخص جسم کے ذریعہ (چوری۔ زنا۔ ایک اشخاص کا قتل وغیرہ) بُرے اعمال کرتا ہے اُسے درخت وغیرہ غیر متحرک انواع کا۔ زبان کے ذریعہ اعمالِ بد کرنے والے کو پرند و چرند وغیرہ کا اور نقطۂ دل سے گناہ کمانے والے کو چانڈال وغیرہ کا قالب ملتا ہے۔۲

جس جسم میں مادہ کے جس جوہر[1] کا غلبہ ہوتا ہے اس وقت رُوح بھی زیادہ تر اُسی جوہر سے متاثر ہو جاتی ہے۔۳

[1] مادہ کے تین جوہر۔ ستوگن۔ رجوگن۔ اور تموگن آئندہ شلوک میں بتائے گئے ہیں۔

جب (روح میں) علم کا ظہور ہو۔ تب ستوگن۔ جب جہل طاری ہو تب تموگن۔ اور جب بے رغبت اور نفرت کی طرف میلان ہو تب رجوگن (کا غلبہ) جاننا چاہیئے۔ مادہ کے تین جوہر عالم کائنات کی تمام اشیاء میں پائے جاتے ہیں ۴

(ان جوہروں کی باہمی تمیز اس طرح کرنی چاہیئے۔ کہ جب جی میں خوشی۔ قلب میں مسرت اور اطمینان اور ہمہ خلوص اور صفائی کی صورت نمودار ہو۔ تب سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ستوگن کا غلبہ ہے (اور رجوگن و تموگن مغلوب حالت میں ہیں)۔ ۵

جب روح اور من مغموم اور مکدر ہوں اور محسوسات میں ادھر ادھر بھٹکنے لگیں تو سمجھنا چاہیئے کہ رجوگن غالب ہے (اور ستوگن و تموگن مغلوب)۔ ۶

جب روح اور من پر مودیعنی دنیا کی چیزوں میں دلبستگی کی کیفیت طاری ہو۔ روح اور من میں تمیز نہ رہے خواہشاتِ نفسانی میں انہماک ہو۔ غور و خوض کرنے کی طاقت سلب ہو جائے اور قوتِ ادراک جواب دے دے تب سمجھنا چاہیئے کہ اس وقت تموگن غالب ہے۔ (اور ستوگن و رجوگن مغلوب)۔ ۷

ذیل میں ان جوہروں کے اعلیٰ، متوسط۔ اور ادنیٰ اثمرات کا بالتفصیل بیان کیا جاتا ہے۔ ۸

ویدوں کا مطالعہ۔ (دھرم) احکام الٰہی کی تکمیل علم کی ترقی۔ پاکیزگی کی خواہش ضبط حواس مشروعات اور روحانیت پر غور۔ یہ تمام علامات ستوگن کی ہیں۔ ۹

جب رجوگن نمودار ہوتا ہے۔ اور ستوگن اور تموگن غائب ہو جاتے ہیں۔ تب کام کے آغاز میں دلچسپی اور آگے چل کر دل برداشتگی بے صبری۔ ایسے کاموں کا قبول۔ اور خواہشاتِ نفسانی میں متواتر انہماک پیدا ہو جاتا ہے ان علامات سے انسان سمجھ لے۔ کہ مجھ میں رجوگن غالب ہے۔ ۱۰

جب تموگن ظاہر اور دیگر دونوں گن مخفی رہتے ہیں۔ تب غایت درجہ حرص (جو تمام برائیوں کی جڑ ہے) غایت درجہ سستی اور خواب آلودگی بے صبری۔ ایذا رسانی۔ کفر یعنی وید اور ایشور میں عدم اعتقاد۔ عدم تسلی یعنی پریشانی خاطر اور مختلف قسم کے اندیشوں میں انہماک۔ یہ علامات ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اہل دانش یہ تمام تموگن کے نتائج سمجھیں۔ ۱۱

جب اپنا ضمیر کوئی کام کرنے کے بعد یا اس کے دوران میں یا اس فعل کی خواہش سے ہی شرم تذبذب اور خوف محسوس کرے۔ تو صاحب دانش سمجھ لے۔ کہ مجھ میں تموگن کا غلبہ ہے۔ ۱۲

اگر انسان کا ضمیر کسی عمل سے دنیا میں خوب شہرت چاہے۔ افلاس کی حالت میں بھی (مطرب اور بھانڈ وغیرہ پر روپیہ برباد کرنا) ترک نہ کرے۔ تب سمجھ لے۔ کہ اب مجھ میں رجوگن غالب ہے۔ ۱۳

جب انسان کا ضمیر سب سے علم حاصل کرنے کا خواہشمند ہو۔ حسنات یعنی اچھی باتیں اختیار کرے۔ اور نیک اعمال سے شرم محسوس نہ کرے۔ اور (دھرم) احکام الٰہی کی تعمیل میں طبیعت مسرور اور راغب ہو۔ تب سمجھے کہ اب مجھ میں ستوگن کا غلبہ ہے۔ ۱۴

تموگن کی علامت خواہشاتِ نفسانی۔ رجوگن کی اسبابِ دنیوی کی فراہمی کی حرص اور ستوگن کی (دھرم) احکام الٰہی کی پابندی ہے۔ ان جوہروں میں تموگن سے رجوگن اور رجوگن سے ستوگن افضل ہے۔ ۱۵

(منوسمرتی ۸-۶، ۲۵ تا ۳۲، ۳۵ تا ۳۸)

مختلف اعمال کا نتیجہ مختلف قالب

مندرجہ ذیل میں بتایا جائے گا کہ مُدرج مادہ کے کس کس اگن ہوتر کے غالب ہونے سے کس کس حالت میں جاتی ہے۔

देवत्वं सात्त्विका यान्ति मनुष्यत्वञ्च राजसाः ।
तिर्यक्त्वं तामसा नित्यमित्येषा त्रिविधा गतिः ॥ १ ॥
स्थावराः कृमिकीटाश्च मत्स्याः सर्पाश्च कच्छपाः ।
पशवश्च मृगाश्चैव जघन्या तामसी गतिः ॥ २ ॥
हस्तिनश्च तुरङ्गाश्च शूद्रा म्लेच्छाश्च गर्हिताः ।
सिंहा व्याघ्रा वराहाश्च मध्यमा तामसी गतिः ॥ ३ ॥
चारणाश्च सुपर्णाश्च पुरुषाश्चैव दाम्भिकाः ।
रक्षांसि च पिशाचाश्च तामसीषूत्तमा गतिः ॥ ४ ॥
झल्ला मल्ला नटाश्चैव पुरुषाः शस्त्रवृत्तयः ।
द्यूतपानप्रसक्ताश्च जघन्या राजसी गतिः ॥ ५ ॥
राजानः क्षत्रियाश्चैव राज्ञां चैव पुरोहिताः ।
वादयुद्धप्रधानाश्च मध्यमा राजसी गतिः ॥ ६ ॥
गन्धर्वा गुह्यका यक्षा विबुधानुचराश्च ये ।
तथैवाप्सरसः सर्वा राजसीषूत्तमा गतिः ॥ ७ ॥
तापसा यतयो विप्रा ये च वैमानिका गणाः ।
नक्षत्राणि च दैत्याश्च प्रथमा सात्त्विकी गतिः ॥ ८ ॥
यज्वान ऋषयो देवा वेदा ज्योतींषि वत्सराः ।
पितरश्चैव साध्याश्च द्वितीया सात्त्विकी गतिः ॥ ९ ॥
ब्रह्मा विश्वसृजो धर्म्मो महानव्यक्तमेव च ।
उत्तमां सात्त्विकीमेतां गतिमाहुर्मनीषिणः ॥ १० ॥
इन्द्रियाणां प्रसङ्गेन धर्मस्यासेवनेन च ।
पापान्संयान्ति संसारानविद्वांसो नराधमाः ॥ ११ ॥

جن شخاص میں ستوگن کا غلبہ ہوتا ہے۔ وہ دیوتا یعنی عالم جن میں رجوگن غالب ہوتا ہے وہ متوسط درجہ کے انسان اور جن میں تموگن کی زیادتی ہوتی ہے۔ وہ ادنےٰ درجہ کے جاندار بنتے ہیں۔ ۱

جو غایت درجہ کے تموگنی ہیں۔ وہ غیر متحرک درخت وغیرہ اور کیڑے مکوڑے مچھلی سانپ۔ کچھوا اور ایسے ہی وغیرہ کا قالب اختیار کرتے ہیں۔ ۲

جو متوسط درجہ کے تموگنی ہیں۔ وہ ہاتھی۔ گھوڑے شودر ملیچھ۔ افعال ذمیمہ کے کرنے والے شیر۔ چیتے اور سور کا قالب اختیار کرتے ہیں۔ ۳

جو تموگنی اشخاص میں اعلےٰ یعنی کم سے کم تموگنی ہیں۔ وہ بھاٹ (یعنی بھٹ۔ دوہا وغیرہ کے ذریعہ لوگوں کی خوشامد کہنے والے خوشامد پسند۔ میاکار یعنی اپنے مفاد کے لئے اپنی تعریف کرنے والے اکشس یعنی جوڈی۔ پشاچ یعنی بدکردار۔ شراب وغیرہ حرام اشیاء اور دوش کا استعمال کرنے والے اور ناپاک زندگی بسر کرنے والے انسان ملتے ہیں۔ ایسے تمام ذی روح ادنےٰ درجہ کے تموگنی اوصاف کی وجہ سے اس حالت میں ہیں۔۴

اعلےٰ درجہ کے رجوگنی شمشیر وغیرہ سے مارنے۔ کدال وغیرہ سے زمین کھودنے اور کشتی وغیرہ کا کام کرنے والے۔ نٹ کھٹ یعنی بانس وغیرہ پر کودنے۔ بھاندے اور چڑھنے اترنے والے مسخرے ملازم اور قمار بازی اور شراب خوری کے دلدادہ اشخاص ملتے ہیں۔۵

متوسط درجہ کے رجوگنی لابھ۔ کشتری۔ راجاؤں کے پروہت منتری۔ قاصد۔ وکیل اور تگڑ جگ کے افسر ملتے ہیں۔۶

اعلےٰ درجہ کے رجوگنی گویے۔ بجنے یکش یعنی صاحب دولت۔ اور اہل علم کے ملازم بنتے یا خوشامدت خود غرضوں کے قالب میں آتے ہیں۔۷

جو ستواض یعنی (دنیاوی) علم کے قاری ہوائی جہازوں کے چلانے والے منجم اور تدبیر یعنی تن پرور اشخاص ہیں۔ انہیں اعلےٰ درجہ کے ستوگن کی وجہ سے اس حالت میں پہنچا ہوا سمجھو۔۸

جو متوسط درجہ کے ستوگن سے متصف ہو کر کام کرتے ہیں۔ وہ اشخاص یگ کرنے والے معانی دیدی واقف عالم۔ علم برق اور علم زماں کے ماہر محافظ۔ فاضل اور کامیابی کی تکمیل میں معاون ہونے کے قابل استاد کا قالب اختیار کرتے ہیں۔۹

جو اشخاص اعلےٰ درجہ کے ستوگن سے متصف ہو کر اعلےٰ درجہ کے اعمال کرتے ہیں وہ برہما یعنی تمام علوم کے عالم۔ قوانین قدرت سے کماحقہٗ واقف ہو کر ہوائی جہاز وغیرہ مختلف کلوں کے بنانے والے الہام الٰہی کے پابند۔ افضل ترین عقل کے مالک۔ اور عادہ یعنی جملہ اطیبہ کو اپنے اختیار میں رکھنے والے پیدا ہوتے ہیں۔۱۰

جو اشخاص مغلوب الحواس ہو کر نفسانی خواہشات کے غلام۔ راہ دین کو ترک کر کے راہ کفر کے پیرو اور علوم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ وہ بنی نوع انسان میں ادنےٰ درجہ کا یعنی نہایت مصیبت زدہ اشخاص کا قالب اختیار کرتے ہیں۔۱۱

گنا تیت یعنی جواہر ہادے بالاتر

اس طرح ستوگن۔ رجوگن۔ اور تموگن کے غلبہ کے مدبر اثر روح جو جو فعل کرتی ہے اسے اس کے موافق ثمر حاصل ہوتا ہے جو ارواح نجات یافتہ ہیں۔ وہ ان تین گنوں (جوہروں) سے بالاتر ہیں۔ ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ مادہ کے ان جوہروں کے پابند نہ ہو کر اعلےٰ درجہ کے (یوگی) مرتاض بنیں۔ اور حصول نجات کے لئے کوشاں ہوں۔

لہ مادہ کی محتاج نہیں ہوتیں۔ بلکہ اسے اپنے اختیار میں لا کر اس سے کام لیتی ہیں۔

مندرجہ ذیل اقوال یوگ درشن مصنفہ پتنجلی کے ہیں :-

योगश्चित्तवृत्तिनिरोधः ॥ १ ॥

तदा द्रष्टुः स्वरूपेऽवस्थानम् ॥ २ ॥

(انسان کا) روح جو یوگ اور تو یوگ کے اعمال سے طبیعت کو پاک کر پہلے تو خالص تو یوگ سے متصف ہو کر اور پھر اس کو بھی زیر کر کے کیوبلیا یعنی ایک پوتا اور احکام الٰہی کے مطابق اعمال کی قسم اٹھانے میں ذہن کو قائم کر دنیا یا یوں کہو کہ (تمام اطراف سے من (آلۂ خیالی) کے رجحان کو روک دینا (یوگ کہلاتا ہے جب چت یکسو ہو جاتا یعنی ادھر اُدھر سے ہٹ جاتا ہے تب روح کو اپنے ناظر پرمیشور کی ذات میں محویت حاصل ہو جاتی ہے۔ (یوگ درشن ۱-۱، ۲، ۳)

تکالیف ثلاثہ سے آزادی

حصول نجات کے لئے مندرجہ بالا وسائل کا استعمال کرنے مندرجہ ذیل قول سانکھیہ درشن کا ہے۔

अथ त्रिविधदुःखात्यन्तनिवृत्तिरत्यन्तपुरुषार्थः ॥१॥

آدھیاتمک یعنی جسمانی۔ آدھی بھوتک یعنی دیگر جانداروں سے حاصل ہونے والی۔ آدھی دیوک یعنی موسم متجاوز بارش۔ گرمی سردی۔ من (آلۂ خیالی) اور (اندریوں) حواس کے اضطراب سے حاصل ہونے والی ان تین اقسام کی تکالیف سے قطعاً آزاد ہو کر عالم نجات میں پہنچنا حیات انسانی کی غایت غائی ہے۔ (سانکھیہ درشن ۱-۱)

(یہ مختصر بیان معرفت و جہل اور قید و نجات کے بارہ میں کیا گیا۔) آئندہ باب میں (آچار۔ اناچار) مشروعات و ممنوعات اور (بھکشیہ۔ ابھکشیہ) حلال و حرام کا بیان کیا جائے گا۔

ختم شد باب نہم در بارہ معرفت و جہل و قید و نجات

کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش مصنفہ

شری سوامی دیانند سرسوتی

لہ مطلب یہ کہ مادہ کو اپنا آلۂ کار تو بنائے۔ لیکن اس کا محتاج نہ ہو جائے۔ کیونکہ عالم نجات میں روح کو اپنے ارادے سے ہی جسم کا کام لینا ہے۔ وہاں اس کا سوا بھاوک شریر یعنی قالب خاص ہی کام آئے گا۔ اس حالت میں پہنچنے کے لئے پہلے تو یوگ۔ پھر تو یوگ اور پھر سنیوگ سے بھی اوپر اُٹھ جائے۔

ٹہ دیگر شارحین نے یہاں روح کا قیام اپنی ذات میں سمجھا ہے۔ ان کی رائے میں اس سوتر کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ

تب شاہد (روح) کا اپنی ذات میں قیام ہو جاتا ہے۔

رشی دیانند روح کو طبعاً آزاد نہیں مانتے۔ ان کی نظر میں طبعاً آزاد فقط ایشور کی ذات ہے۔ اس لئے عالم مراقبہ اور عالم نجات میں پرمیشور کے سروپ یعنی ذات میں ہی قیام اور محویت ہوتی ہے۔ روح بالذات جدا لیکن ایشور کے درمیان میں رہتی ہے۔

باب دہم

(آچار۔ اناچار) مشروعات و ممنوعات

اور

بھکشیہ۔ ابھکشیہ حلال و حرام کا بیان

آچار۔ اناچار یعنی مشروعات و ممنوعات

ذیل میں (آچار) مشروعات یعنی احکام الٰہی کے مطابق عمل شمالیگی۔ نیک افعال کا ذکر کیا جائے گا۔ اور (اناچار) ممنوعات یعنی ان (مندرجہ بالا) کے برعکس افعال کا ذکر کیا جائے گا۔

विद्वद्भिः सेवितः सद्भिर्नित्यमद्वेषरागिभिः ।
हृदयेनाभ्यनुज्ञातो यो धर्मस्तन्निबोधत ॥ १ ॥
कामात्मता न प्रशस्ता न चैवेहास्त्यकामता ।
काम्यो हि वेदाधिगमः कर्मयोगश्च वैदिकः ॥ २ ॥
सङ्कल्पमूलः कामो वै यज्ञाः सङ्कल्पसम्भवाः ।
व्रतानि यमधर्माश्च सर्वे सङ्कल्पजाः स्मृताः ॥ ३ ॥
अकामस्य क्रिया काचिद् दृश्यते नेह कर्हिचित् ।
यद्यद्धि कुरुते किञ्चित् तत्तत्कामस्य चेष्टितम् ॥ ४ ॥
वेदोऽखिलो धर्ममूलं स्मृतिशीले च तद्विदाम् ।
आचारश्चैव साधूनामात्मनस्तुष्टिरेव च ॥ ५ ॥
सर्वन्तु समवेक्ष्येदं निखिलं ज्ञानचक्षुषा ।
श्रुतिप्रामाण्यतो विद्वान् स्वधर्मे निविशेत वै ॥ ६ ॥
श्रुतिस्मृत्युदितं धर्ममनुतिष्ठन् हि मानवः ।
इह कीर्तिमवाप्नोति प्रेत्य चानुत्तमं सुखम् ॥ ७ ॥
योऽवमन्येत ते मूले हेतुशास्त्राश्रयाद् द्विजः ।
स साधुभिर्बहिष्कार्यो नास्तिको वेदनिन्दकः ॥ ८ ॥

वेदः स्मृतिः सदाचारः स्वस्य च प्रियमात्मनः ।
एतच्चतुर्विधं प्राहुः साक्षाद्धर्मस्य लक्षणम् ॥ ९ ॥
अर्थकामेष्वसक्तानां धर्मज्ञानं विधीयते ।
धर्मं जिज्ञासमानानां प्रमाणं परमं श्रुतिः ॥ १० ॥
वैदिकैः कर्मभिः पुण्यैर्निषेकादिर्द्विजन्मनाम् ।
कार्य्यः शरीरसंस्कारः पावनः प्रेत्य चेह च ॥ ११ ॥
केशान्तः षोडशे वर्षे ब्राह्मणस्य विधीयते ।
राजन्यबन्धोर्द्वाविंशे वैश्यस्य द्व्यधिके ततः ॥ १२ ॥

(بنی نوع انسان کو ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ جس کی پابندی۔ غیبت اور نفرت سے آزاد علماء کرام ہمیشہ کرتے ہیں۔ اور جسے اپنا دل یعنی ضمیر حقیقی فرض قرار دیتا ہے۔ وہی دھرم ہے دین ماننے اور عمل میں لانے کے قابل ہے۔۱

ارادہ اس دنیا میں نہ تو سراپا خواہش بن جانا ہی ممکن ہے اور نہ قطعاً خواہشات سے آزاد ہو جانا۔ ویدکے معانی کا علم اور احکام ویدکے مطابق عمل۔ یہ تمام امور خواہش یعنی ارادہ سے ہی پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔۲

اگر کوئی کہے۔ کہ میں خواہش اور ارادہ سے بالکل آزاد ہو جاؤں۔ تو یہ قطعاً ناممکن ہے۔ کیونکہ تمام دھرم کے کام مثلاً (یگیہ) اور موم شرعی۔ (راست گوئی وغیرہ) عہد اور یم نیم (ریاضت ہائے مجلسی و شخصی وغیرہ ارادہ سے ہی سرانجام پاتے ہیں۔۳

(ہاتھ ہلانا۔ آنکھ اور من (آلۂ خیال) وغیرہ کو) جو بھی حرکت دی جاتی ہے۔ وہ سب ارادہ کے طفیل ہوتی ہے۔ اگر ارادہ نہ ہو۔ تو کوئی کام (یہاں تک کہ آنکھ کا کھولنا اور جھپکانا بھی) ناممکن ہو جائے۔۴

دھرم دین کے معیار (تمام) وید (منو) سمرتی (اور رشیوں کی تصانیف) نیک نہاد علماء وید کا عمل۔ اور جس جس کام سے اپنا ضمیر خوش ہو یعنی جن کاموں کے کرتے ہوئے خوف۔ تذبذب اور شرم کا احساس نہ ہو۔ انہیں کرنا (دھرم یعنی دین کے یہ چار معیار ہیں۔۵

دیکھو جب کوئی دردِ دنگوئی چوری وغیرہ کا ارادہ کرتا ہے۔ تبھی اس کے دل میں خوف۔ تذبذب اور شرم پیدا ہوتی ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ یہ کام کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

انسان تمام (شاستروں) کتب حقہ۔ وید۔ نیک اشخاص کے طرزِ عمل اور اپنے ضمیر کے مطابق کما حقہٗ غور و خوض کر کے چشمِ بصیرت کی ہدایت۔ وید کی سند۔ اور اپنے ضمیر کے موافق (دھرم دین کے راستہ پر قدم رکھے۔ جو شخص وید اور وید کے مطابق سمرتی کے ارشادات کی تعمیل کرتا ہے۔ وہ اس دنیا میں نیک نامی اور مرکر اعلیٰ درجہ کی راحت سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔۶

شرتی اور سمرتی (شرتی وید کو اور سمرتی دھرم شاستر یعنی دیگر کتب دینی کو کہتے ہیں۔ ان کے ذریعہ

مشروعات و ممنوعات یعنی کرنے اور نا کرنے والے افعال کا فیصلہ کرنا چاہیئے۔ جو شخص علم منطق کے (ذریعہ) وید اور علماء جن شاستر کی تصانیف مطابق وید کی تفہیم کرے۔ اسے قوم کے برگزیدہ حضرات اپنے حلقہ سے خارج کر دیں۔ کیونکہ جو شخص وید کی مذمت کرتا ہے۔ وہی (نا سمجھ) کافر کہلاتا ہے۔ ۸

ویدؔ۔ سمرتی۔ نیک لوگوں کا اخلاق۔ اور اپنے ضمیر کے علم کے مطابق مرغوب خاطر عمل۔ یہ چار (دھرم) دین کے معیار ہیں (دھرم) دین کی پہچان ان چار معیاروں سے ہوتی ہے) ۔ ۹

جو شخص دنیوی اسباب کی حرص اور خواہشات نفسانی میں پھنسا ہوا نہیں۔ اسی کو (دھرم) دین کا علم حاصل ہوتا ہے۔ جنہیں (دھرم) دین کے علم کی خواہش ہو ان کے لئے وید ہی اعلیٰ سند ہے۔ ۱۰

اس لئے سب انسانوں (بالخصوص برہمنوں) کشتریوں اور ویشوں کو واجب ہے۔ کہ احکام وید کے مطابق پاکیزہ اعمال کے ذریعہ اعلیٰ (دھرم) کی (پیروی) کے لئے۔ اگنیہوتر وغیرہ یگیہ مستقل اور مستقرار جیسے وغیرہ رسوم جو موجب عمدہ آئندہ زندگیوں میں پاکیزگی کا باعث ہیں۔ ادا کریں۔ ۱۱

کیشاؤں

برہمن کو صرف بیسویں۔ کشتری کو بائیسویں اور ویش کو چوبیسویں برس کیشانت سنسکار ہونا چاہیئے۔

(منوسمرتی ۲ باب ۶۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵)

اس قسم کی ادائیگی کے بعد فقط چوٹی رکھ کر ڈاڑھی، مونچھ اور سر کے بال ہمیشہ منڈواتے رہنا چاہیئے یعنی اس کے بعد بال کبھی نہ رکھیں۔ اگر ملک سرد ہو۔ تو رکھنے والے کی مرضی پر منحصر ہے جس قدر بال چاہے رکھ لے۔ اور اگر ملک گرم ہو۔ تو چوٹی سمیت (بھی) سب بال منڈوا دینے چاہئیں۔ کیونکہ سر پر بال زیادہ ہونے سے گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس سے عقل کم ہو جاتی ہے۔ اور ڈاڑھی مونچھ رکھنے کی حالت میں کھانا پینا ٹھیک طرح نہیں ہوتا۔ کیونکہ جھٹ بالوں میں اٹک جاتی ہے۔

इन्द्रियाणां विचरतां विषयेष्वपहारिषु ।
संयमे यत्नमातिष्ठेद्विद्वान्यन्तेव वाजिनाम् ॥ १ ॥
इन्द्रियाणां प्रसङ्गेन दोषमृच्छत्यसंशयम् ।
सन्नियम्य तु तान्येव ततः सिद्धिं नियच्छति ॥ २ ॥
न जातु कामः कामानामुपभोगेन शाम्यति ।
हविषा कृष्णवर्त्मेव भूय एवाभिवर्द्धते ॥ ३ ॥
वेदास्त्यागश्च यज्ञाश्च नियमाश्च तपांसि च ।
न विप्रदुष्टभावस्य सिद्धिं गच्छन्ति कर्हिचित् ॥ ४ ॥
वशे कृत्वेन्द्रियग्रामं संयम्य च मनस्तथा ।
सर्वान् संसाधयेदर्थानक्षिण्वन् योगतस्तनुम् ॥ ५ ॥

لے منوسمرتی ۲ — ۲۱۹ میں لکھا ہے:-

یا تمام بال منڈوا دے یا جٹائیں یا فقط چوٹی رکھے۔

श्रुत्वा स्पृष्ट्वा च दृष्ट्वा च भुक्त्वा घ्रात्वा च यो नरः ।
न हृष्यति ग्लायति वा स विज्ञेयो जितेन्द्रियः ॥ ६ ॥
नापृष्टः कस्यचिद् ब्रूयान्न चान्यायेन पृच्छतः ।
जानन्नपि हि मेधावी जडवल्लोक आचरेत् ॥ ७ ॥
वित्तं बन्धुर्वयः कर्म विद्या भवति पञ्चमी ।
एतानि मान्यस्थानानि गरीयो यद्यदुत्तरम् ॥ ८ ॥
अज्ञो भवति वै बालः पिता भवति मन्त्रदः ।
अज्ञं हि बालमित्याहुः पितेत्येव तु मन्त्रदम् ॥ ९ ॥
न हायनैर्न पलितैर्न वित्तेन न बन्धुभिः ।
ऋषयश्चक्रिरे धर्मं योऽनूचानः स नो महान् ॥ १० ॥
विप्राणां ज्ञानतो ज्यैष्ठ्यं क्षत्रियाणां तु वीर्यतः ।
वैश्यानां धान्यधनतः शूद्राणामेव जन्मतः ॥ ११ ॥
न तेन वृद्धो भवति येनास्य पलितं शिरः ।
यो वै युवाप्यधीयानस्तं देवाः स्थविरं विदुः ॥ १२ ॥
यथा काष्ठमयो हस्ती यथा चर्ममयो मृगः ।
यश्च विप्रोऽनधीयानस्त्रयस्ते नाम बिभ्रति ॥ १३ ॥
अहिंसयैव भूतानां कार्यं श्रेयोऽनुशासनम् ।
वाक् चैव मधुरा श्लक्ष्णा प्रयोज्या धर्ममिच्छता ॥१४॥

(اعلیٰ اخلاقِ انسانی یہ ہے کہ) حواس جو طبیعت کو دلفریب خواہشاتِ نفسانی کی طرف مائل کر دیتے ہیں کہ (شکنے کی کوشش کیجے۔ جیسے گاڑی چلانے والا گھوڑے کو قابو کر کے راہِ راست پر چلاتا ہے اسی طرح حواس پر قابو پا کر انہیں (دھرم) کفر کے راستہ سے ہٹا لے اور ہمیشہ (دھرم) دین کے راستہ پر چلایا کرے۔ ۱
حواس کو خواہشاتِ نفسانی اور کفر کے راستہ پر چلنے سے انسان یقیناً تعذیب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ برخلاف اس کے جب انہیں زیر کر کے (دھرم) دین کی راہ پر چلاتا ہے۔ تو بخوبی کمال حاصل کر لیتا ہے۔ ۲
یہ بات یقینی ہے۔ کہ جیسے آگ میں ایندھن اور گھی ڈالنے سے آگ تیز ہوتی جاتی ہے ایسے ہی لذات کے استعمال سے لذات کی خواہش کم نہیں ہوتی۔ بلکہ بڑھتی جاتی ہے۔ (اس لئے انسان کو خواہشاتِ نفسانی کا دلدادہ ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔) ۳
مغلوب الحواس شخص جسے اصطلاح میں "دیوث" کہتے ہیں۔ کا نہ علم دیدہ نہ تمکین۔ نہ یگیہ (صوم شرعی) نہ (تیم) ریاضت۔ اور نہ احکامِ الٰہی کی تعمیل پایۂ تکمیل کو پہنچتی ہے۔ برخلاف اس کے غالب الحواس شخص کے یہ سب کام درجۂ کمال کو پہنچ جاتے ہیں۔) ۴

اس لئے پانچ (گیارہ اندریوں یعنی پانچ گیان اندریوں، حواس، اور گیارھویں من (آلۂ خیال) کو اپنے بس میں کر کے مناسب طعام و تحریص کے ذریعہ جسم کی حفاظت کرتا ہوا تمام مقاصد کی تکمیل کرے۔ ۵

غالب الحواس اُسے کہا جاتا ہے۔ جو تعریف سُن کر مسرت اور مذمت سُن کر غم، ملائم بستر کے چھونے سے راحت اور غیر ملائم اشیاء کے چھونے سے رنج، خوشنما اشیاء دیکھ کر خوشی اور بدنما اشیاء دیکھ کر ملال، اچھا طعام کھا کر سرور اور ادنےٰ خوراک کھا کر بے لطفی، خوشبودار اشیاء کے لئے رغبت اور بدبودار اشیاء سے نفرت محسوس نہیں کرتا۔ ۶

کبھی بغیر پوچھے یا بعد طلبی یعنی فریب سے پوچھنے والے کو جواب دے ایسے اشخاص کے روبرو دانا شخص بے جا چیز کی طرح خاموش رہے۔ (ہاں اچھے بدیا متعلق اشیاء پوچھے جائیں، انہیں بغیر پوچھے بھی تلقین حق کرے) ۷

تعلیم کے اسباب

پانچ چیزیں باعث تعلیم ہیں۔ اوّل دولت۔ دوم خویش و اقارب یعنی اہل خاندان۔ سوم عمر۔ چہارم اعمال حسنہ۔ پنجم اعلیٰ پایہ کا علم۔ ان میں سے دولت کی نسبت خویش و اقارب۔ خویش و اقارب کی نسبت عمر۔ عمر کی نسبت اعمال حسنہ۔ اور اعمال حسنہ کی نسبت پاکیزہ علم بالترتیب زیادہ تعظیم و تکریم کا مستحق ہے۔ ۸

چاہے کسی کی عمر سو برس کی بھی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ علم و ہنر سے معرا ہے تو طفل ہے۔ برخلاف اس کے جو علم و ہنر کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ کمسن بھی ہو۔ تو بھی اسے بزرگ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ تمام رشتہ شاستر، کتب حقہ اور علماء حق شعار بے علم کو طفل (تعلیم دینے والے، عالم کو باپ یعنی بزرگ کہتے ہیں۔ ۹

کوئی شخص زیادہ عمر کے گذر جانے۔ بالوں کے سفید ہونے۔ دولت زیادہ رکھنے اور خاندان کے زیادہ بڑھ جانے سے بزرگ نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے (رشیوں) شاہدان حق کا فیصلہ ہے۔ کہ ہم میں جو شخص علم و ہنر سکھانے میں سبقت لے جاتا ہے۔ وہی بزرگ کہلانے کا مستحق ہے۔ ۱۰

برہمن علم کے کشتری طاقت کے ویش مال و دولت کے اور شودر پہلے پیدا ہونے یعنی عمر کے اعتبار سے بڑا مانا جاتا ہے۔ ۱۱

کوئی شخص سر کے بال سفید ہونے کی وجہ سے بزرگ نہیں ہوتا۔ بلکہ جو نوعمر شخص بھی تعلیم حاصل کر چکا ہے دانشمند اسی کو پیر یعنی بزرگ کہتے ہیں۔ ۱۲

برخلاف اس کے جو شخص تعلیم یافتہ نہیں۔ وہ ایسا ہی ہے۔ جیسے لکڑی کا ہاتھی یا چمڑے کا ہرن۔ ایسا بے علم شخص دنیا میں برائے نام انسان کہلاتا ہے۔ ۱۳

(پس تعلیم یافتہ عالم احکام الٰہی کا پابند ہو کر بغیر بغض و عناد کے تمام جاندداروں کی بہبودی کی تعلیم دے۔ ہدایت کرتے وقت زبان شیریں اور ملائم استعمال کرے۔ (مبارک ہیں) وہ اشخاص جو تلقین حق کے ذریعہ (دھرم) دین کی ترقی کرتے اور (ادھرم) کفر کو مٹاتے ہیں۔ ۱۴

(منوسمرتی ۲۔ ۸۸، ۹۳، ۹۴، ۹۷، ۱۰۰، ۱۱۰، ۱۲۶، ۱۵۳ تا ۱۵۷، ۱۵۹)

ہر روز غسل کرے۔ اور پوشاک۔ خوراک اور مقام رہائش صاف رکھے۔ کیونکہ ان کے صاف

رہنے سے دل کی صفائی اور صحت قائم رہتی۔ اور کام کرنے کی طاقت بڑھتی ہے صفائی اس قدر کرنی چاہیئے جس سے میل اور بدبو دور ہو جائے۔

आचारः परमो धर्मः श्रुत्युक्तः स्मार्त्त एव च ॥

(راست گوئی وغیرہ نیک اعمال کی تکمیل ہی وید اور سمرتی کے ارشادات کے مطابق (اعلیٰ دین یعنی اخلاق ہے منو ۱-۱۰۸)

मा नो वधीः पितरं मोत मातरम् ॥ (نہ ہمارے باپ کو مار اور نہ ہماری ماں کو۔ یجروید ۱۶-۱۵)

आचार्य उपनयमानो ब्रह्मचारिणमिच्छते ॥

(اُستاد ضبطِ نفس کے کمال سے شاگرد کی خواہش کرتا ہے اُستاد یگیوپویت پہناتا ہوا گویا شاگرد کو اپنے بطن میں لیتا ہے۔ (اتھروید ۱۱-۵-۱)

मातृदेवो भव । पितृदेवो भव । आचार्यदेवो भव । अतिथिदेवो भव ॥

(ماں کو دیوتا سمجھ۔ باپ کو دیوتا سمجھ۔ اُستاد کو دیوتا سمجھ۔ مہمان کو دیوتا سمجھ۔ تیتریہ آنیک ۱۱)

دیو یُوجا ماں۔ باپ۔ اُستاد۔ اور مہمان کی خدمت کرنا "دیو یُوجا" کہلاتا ہے جس جس کام سے دنیا کا بھلا ہو۔ وُہ کام کرنا اور ضرر رساں افعال سے پرہیز کرنا انسان کا فرض اولے ہے کبھی کافر۔ بدمعاش۔ غدار۔ دروغ گو۔ خودغرض۔ فریبی۔ مکار وغیرہ بدنہاد اشخاص کی صحبت نہ کرے برخلاف اس کے علمار کامل یعنی راست گو۔ احکامِ الٰہی کے پابند محسن بالطبع اشخاص کی صحبت میں رہے اسی کا نام اخلاقِ حسنہ ہے۔

ممالک غیر میں جانا معترض۔ ملک آریاورت کے باشندوں کا اخلاق دیگر ممالک میں جانے سے بگڑتا ہے یا نہیں پیچیب۔ یہ اخلاق بگڑنے کی بات غلط ہے۔ کیونکہ جو شخص ظاہر و باطن کی صفائی اور راست گوئی وغیرہ (نیک) افعال کہیں بھی کرے گا۔ وُہ اخلاق اور دین سے کبھی نہیں گرے گا۔ برخلاف اس کے جو بشر آریاورت میں رہ کر بھی بداخلاقی کا مرتکب ہوگا۔ وُہ دین اور اخلاق سے گرا ہوا کہلائے گا۔

मेरोर्हरेश्च द्वे वर्षे वर्षं हैमवतं ततः ।
क्रमेणैव व्यतिक्रम्य भारतं वर्षमासदत् ॥ १ ॥
स देशान्विविधान्पश्यंश्चीनहूणनिषेवितान् ॥ २ ॥

لہ وید کے ارشادات کے مطابق (پرہیز یہ ضبطِ نفس تعلیم کا جزو اعلیٰ ہے۔ اسی وجہ سے زمانہ طالب علمی اور ضبطِ نفس کو آشرم مترد میں شترکہ طور پر "برہمچریہ" کہا گیا ہے۔ اُستاد کو برہمچریہ کا نمونہ ہونا چاہیئے۔ اسی کمال کے طفیل وُہ اُستاد بننے کے قابل ہوتا ہے۔ شاگرد کو یگیوپویت پہنا کر وُہ گویا اس کی ماں بن جاتا ہے۔ اس کی جسمانی۔ ذہنی۔ اخلاقی اور روحانی حفاظت کا وُہ اسی طرح ذمہ دار ہے۔ جیسے ماں اپنے حمل میں ٹھہرے ہوئے بچے کی ضبطِ نفس دونوں پر لازم ہے۔ جیسے ماں عفت و عصمت کی قائمقام ہے۔ ایسے ہی اُستاد معصومیت اور اعلیٰ چال چلن کا

مندرجہ بالا شلوک مہابھارت شانتی پرو۔ موکش دھرم میں ویاس اور شک کے مکالمہ میں آئے ہیں ایک دفعہ ویاس جی اپنے لڑکے اور شاگرد شک سمیت پاتال میں جسے آج کل امریکہ کہتے ہیں نمائش رکھتے تھے شک آچاریہ نے اپنے باپ سے سوال پوچھا۔ کہ کیا آتم ودیا یعنی علم روحانیت اتنا ہی ہے یا اس سے زیادہ؟ ویاس جی نے دیدہ دانستہ اس سوال کا جواب نہ دیا۔ کیونکہ وہ اس سے پیشتر اس بات میں اشارہ کر چکے تھے ایک اور شخص کی شہادت حاصل کرنے کے لئے اپنے لڑکے شک سے کہا۔ بیٹا! ہمتلاپوری میں جاکر یہی سوال راجہ جنک سے کرو۔ وہ اس کا مناسب جواب دے گا۔ باپ کا یہ قول سن کر شک آچاریہ (پاتال) امریکہ سے ہمتلاپوری کی طرف چل دیئے۔ میرو یعنی ہمالیہ کے شمال مشرق اور شمال مغرب میں جو ممالک آباد ہیں ان کا نام ہری ورش تھا۔ ہری کہتے ہیں بندر کو۔ ان ممالک کے لوگوں کے اب بھی بندر کی طرح منہ لال لال اور آنکھیں بھوری ہوتی ہیں۔ آج کل اس قطعۂ زمین کا نام یورپ ہے سنسکرت میں اسے ہری ورش کہا گیا ہے۔ (شک آچاریہ) ان ممالک کی سیر کرتے ہوئے اور "ہون" یعنی یہودیوں کے ملک سے ہوتے ہوئے چین میں آئے۔ چین سے ہمالیہ اور ہمالیہ سے ہمتلاپوری میں وارد ہوئے۔ ہری کیشن اور اجن اشوتمی دخانی جہاز میں سوار ہو کر امریکہ گئے تھے۔ اور وہاں سے یدھشٹر کے یگیہ میں شامل ہونے کے لئے آدا لک رشی کو لے آئے تھے۔ حضرت راشٹر کی شادی گاندھاری سے آج کل قندھار کہتے ہیں کی تہزادی سے ہوئی تھی۔ راجہ پانڈو کی رانی مادری شاہ ایران کی لڑکی تھی۔ ارجن کی شادی پاتال یعنی امریکہ کے راجہ کی دوشیزہ لڑکی الوپی سے ہوئی تھی۔ اگر غیر جزائر اور ممالک میں آمد و رفت نہ ہوتی۔ تو یہ تمام باتیں کیونکر ہو سکتیں۔ منوسمرتی میں جو بحری جہاز پر محصول لگانا لکھا ہے۔ وہ بھی ہندوستان سے دیگر جزائر میں جانے کی وجہ سے ہے۔ علاوہ ازیں جب راجہ یدھشٹر نے راجسوئیہ یگیہ کیا تھا۔ (تب) اس نے زمین کے راجاؤں کو اس یگیہ میں شامل ہونے کی دعوت دینے کے لئے بھیجا۔ ارجن نکل پہنچا ہر جہاز اطراف میں گئے تھے۔ اگر اس وقت وہ ایسی آمد و رفت کو خوب سمجھتے۔ تو کبھی نہ جاتے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ زمانۂ قدیم میں آریہ ورت کے لوگ تجارت۔ حکومت اور سیر و سیاحت کے لئے تمام روئے زمین کا سفر کرتے تھے۔ اور جو آج کل چھوت چھات اور دھرم کے بگڑ جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ وہ محض جاہلوں کے بہکانے اور جہالت کے بڑھ جانے کا نتیجہ ہے۔ جو لوگ غیر ممالک اور غیر جزائر کی آمد و رفت سے ڈرتے نہیں وہ ہر ملک کے مختلف اقسام کے اشخاص سے میل جول رکھتے۔ طرح طرح کے نیم و رواج کو دیکھتے اور اپنی حکومت اور کاروبار کی ترقی کی وجہ سے بے خوف اور بہادر ہونے لگتے ہیں۔ اور اچھی باتوں کو اختیار اور بری باتوں کو ترک کرنے پر مستعد ہو کر دولت و حشمت اعلیٰ مدارج حاصل کرتے ہیں۔ جن لوگوں کا غایت درجہ ذلیل۔ ملیچھ گھر میں پیدا ہونی میسو وغیرہ کی صحبت سے اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ اور نہ دھرم۔ وہ ممالک غیر کے بہترین اشخاص کے میل جول سے چھوت چھات

لہ مندرجہ بالا اطراف کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایشیائی روس بھی ہری ورش میں شامل تھا۔ موجودہ نارتھ ایسٹ ہمالیہ کے شمال مغرب میں تو ہے لیکن شمال مشرق اور شمال میں نہیں ایشیائی روس بھی سیاسی لحاظ سے یورپ کا حصہ ہے اور اس پر ہری ورش کے اوصاف کا دیکھنا ہی اطلاق ہوتا ہے جیسے یورپ کے دیگر ممالک پر۔ پس شنی دیاند کے بیان میں ہری ورش کو موجودہ تمام یورپ اور ایشیائی روس پر مشتمل سمجھنا چاہیئے۔

اور عیب مانیں۔ یہ جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ ہاں! البتہ یہ بات ضرور ہے کہ جو لوگ گوشت خوری اور مے نوشی کرتے ہیں۔ ان کا جسم اور نطفہ وغیرہ اجزا جسم بھی عفونت وغیرہ کی وجہ سے خراب ہو جاتے ہیں۔ کہیں ان کی صحبت کے برے اثرات آدمیوں میں بھی سرایت نہ کر جائیں۔ اس بات کی احتیاط کرنا ضروری ہے۔ لیکن ان سے راہ و رسم رکھنے اور ان کی اچھی خصلتیں اختیار کرنے میں کوئی عیب یا گناہ کی بات نہیں۔ ان کے شراب نوشی وغیرہ عیب ترک کر کے ان کے نیک اوصاف اختیار کرنے میں کچھ ہرج نہیں چونکہ جہلا ان کے چھونے اور دیکھنے میں بھی گناہ تصور کرتے ہیں اس لئے ان سے جنگ ہرگز نہیں کر سکتے۔ آخر جنگ میں تو انہیں چھونا اور دیکھنا امر لابدی ہے۔ نیک نہاد اشخاص کے لئے یہ بیجا رغبت۔ نفرت۔ بے انصافی اور دروغ گوئی وغیرہ عیب کو ترک کر کے بے آزاری۔ بے لاگ محبت۔ رفاہ عام اور نیک سیرتی وغیرہ اختیار کرنا افضل تعین اخلاق ہے۔ نیز یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے۔ کہ (دھرم) دین کا تعلق ہمارے ضمیر اور عمل سے ہے۔ جب ہم اچھے کام کرتے ہیں۔ تو ہمارے غیر جزائر اور غیر ممالک میں جانے میں ذرا بھی عیب نہیں عیب تو گناہ کے کاموں میں ہے۔ ہاں! اتنی بات ضرور ہے۔ کہ احکام وید کے مطابق (دھرم) راہ دین پر اعتقاد اور بدعتی مذاہب کی تردید کی تعلیم ضرور حاصل کر لینی چاہیئے۔ تاکہ کوئی ہمیں جھوٹے اعتقاد میں نہ پھنسا سکے۔ کیا غیر جزائر اور غیر ممالک کی سلطنت اور تجارت کے بغیر اپنے ملک کی ترقی ناممکن ہے؟ جب اہل ملک اپنے ہی ملک میں اور دیگر ممالک کے لوگ بھی ہمارے ملک میں تجارت اور سلطنت کریں۔ تو ہمارے ملک کے حصہ میں سوائے افلاس اور مصیبت کے اور کچھ نہیں آسکتا۔ بدعتی مکار لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر انہیں (یعنی عوام الناس کو) علوم سے بہرہ ور کر دیں۔ اور مختلف ممالک میں جانے کی اجازت دے دیں۔ تو یہ عقلمند بن کر ہمارے دام فریب میں گرفتار نہیں ہوں گے۔ اور ہماری قدر و منزلت اور روزی جاتی رہے گی۔ خوراک اور پوشاک کے معاملات میں اسی لئے طرح طرح کے بکھیڑے پیدا کرتے ہیں۔ کہ یہ غیر ممالک میں نہ جا سکیں۔ ہاں! اس بات کا خیال ضرور رکھنا چاہیئے۔ کہ گوشت اور شراب کا استعمال بھول کر بھی نہ کریں۔ کیا تمام دانشمندوں کا یہ متفقہ فیصلہ نہیں۔ کہ اہل فوج کا جنگ کے دوران میں بھی چوکا لگا کر رسوئی (طعام) بنانا اور کھانا یقینی شکست کا باعث ہوتا ہے۔ اہل سپاہ کے لئے تو دوران جنگ میں ایک ہاتھ سے روٹی کھاتے پانی پیتے جانا اور دوسرے ہاتھ سے دشمن پر خواہ گھوڑے۔ ہاتھی یا رتھ پر سوار ہو کر خواہ پا پیادہ دائر کرتے جانا اور فتح حاصل کرنا ہی (اچار) مشروع اور شکست کھانا (انا چار) ممنوع فعل ہے۔ اسی جہالت کے باعث یہ لوگ چوکا لگاتے لگاتے اور باہم مخاصمت بڑھاتے بڑھاتے تمام آزادی۔ راحت۔ دولت سلطنت۔ علم اور عمل پر چوکا لگا کر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ کوئی چیز ہاتھ آئے تو پکا کر کھائیں مگر ایسا ہونا ناممکن ہے۔ ان لوگوں نے گویا تمام ملک آریاورت کو چوکا لگا کر تباہ کر دیا ہے۔ ہاں! (معمولی حالات میں) جہاں کھانا تیار کریں اور کھائیں۔ اس جگہ کو دھونے۔ لیپنے پوتنے اور جھاڑو لگا کر کوڑا کرکٹ صاف کرنے میں ضرور کوشش کرنی چاہیئے۔ نہ کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کی طرح باورچی خانہ کو غلیظ رکھنا۔

سکھری نکھری

معترض۔ سکھری نکھری کیا ہے؟ عجیب۔ سکھری یا کچی وہ روٹی ہوتی ہے جو پانی وغیرہ سے تیار کی جائے۔ اور نکھری۔ پکی یا چوکھی وہ جو گھی۔ دودھ سے تیار کی جائے۔ یہ بھی ان چالاک لوگوں کی چالاکی کی ہوئی بدعت ہے جس میں دودھ گھی زیادہ لگے۔ وہ طعام کھانے میں لذیذ ہوتا ہے۔ اور اس کے کھانے سے پیٹ میں چکناہٹ زیادہ جاتی ہے۔ اسی غرض سے یہ دام فریب وضع کیا گیا ہے۔ اور نہ جو چیز آگ کے ذریعہ یا وقت گذر جانے پر خود بخود پک جائے وہ کچی اور جو ابھی پکی نہ ہو وہ کچی ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی کوئی قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ پکی چیز کھانا اور کچی چیز نہ کھانا۔ کیونکہ چنے وغیرہ کچے بھی کھاتے جاتے ہیں۔

باورچی کا کام شودر کے

معترض۔ کیا تعلیم یافتہ جماعات (برہمن، کشتری اور ویش) اپنے ہاتھ کی پکائی ہوئی رسوئی (طعام) کھائیں یا شودر کے ہاتھ کی تیار کی ہوئی؟ عجیب۔ شودر کے ہاتھ کی پکائی ہوئی کھائیں۔ برہمن۔ کشتری اور ویش جماعات کے لئے مرد بالترتیب تعلیم دینے، سلطنت کا انتظام کرنے اور زراعت و تجارت کا کام کرنے میں مشغول رہیں۔ البتہ شودر کے برتن اور گھر کی پکائی ہوئی رسوئی (طعام) سوائے وقت مصیبت کے (عام حالات میں) نہ کھائیں (باورچی کا کام شودر کے) اس میں آپستمب دھرم سوتر ۲۔ ۱۔ ۲۔ ۴ کا مندرجہ ذیل قول سند ہے:۔

आर्याधिष्ठिता वा शूद्राः संस्कर्त्तारः स्युः ॥।

آریوں کے گھر میں شودر یعنی جاہل زن و مرد باورچی وغیرہ کا کام کیا کریں۔

گھر اور کے جسم اور لباس وغیرہ صاف رہیں۔ جب آریوں کے گھروں میں کھانا تیار کریں تب منہ بند کر کے کریں۔ کیونکہ منہ سے نکلی ہوئی جوٹھ بلکہ سانس تک بھی کھانے میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ آٹھویں دن ناخن کٹوائیں اور ناخن کٹوا دیں غسل کر کے کھانا تیار کیا کریں۔ پہلے آریوں[1] کو کھلائیں پھر آپ کھائیں معترض جب شودر کی پکائی ہوئی بھی کچی رسوئی (طعام) عیوب سمجھی جاتی ہے۔ تب اس کے ہاتھ کی بنائی ہوئی کیسے کھائی جا سکتی ہے؟ عجیب۔ یہ بات من گھڑت اور باطل ہے جنہوں نے گڑ۔ چینی اور گھی دودھ پوا آٹا ساگ۔ پھل۔ مول کھا لیا انہوں نے گویا تمام دنیا کا بنایا ہوا طعام اور پس خوردہ کھا لیا۔ کیونکہ جب شودر چمار۔ بھنگی۔ مسلمان۔ عیسائی وغیرہ اشخاص کھیت میں گنا کاٹتے۔ چھیلتے اور پیل کر اس نکالتے ہیں۔ تو حاجات ضروریہ سے فارغ ہو کر بغیر ہاتھ دھوئے اسے چوستے۔ اٹھاتے۔ دھرتے۔ دیکھتے آدھا گنا چوس کر اور رس پی کر باقی آدھا پھر اسی میں ڈال دیتے ہیں اور اسے پکاتے وقت اس میں روٹی پکاتے اور کھاتے ہیں جب چینی بناتے ہیں تب پرانے جوتے سے جس کے تلوے میں بول و ببرانہ گوبر اور دھول لگی ہوتی ہے اسے رگڑتے ہیں۔ دودھ میں اپنے گھر کے جوٹھے برتنوں کا پانی ڈالتے ہیں اور انہی میں گھی وغیرہ رکھتے ہیں۔ آٹا پیستے وقت اسی طرح جوٹھے ہاتھوں سے اٹھاتے ہیں۔ آٹے میں پسینہ بھی ٹپکتا جاتا ہے۔ علے ہذا القیاس پھل اور کند مول کی بھی یہی کیفیت ہے۔ جب یہ چیزیں کھا لیں۔ تو گویا سب کے ہاتھ کا کھا لیا۔ معترض۔ پھل۔ مول۔ کند اور رس وغیرہ بغیر دیکھی چیزوں

[1] آریوں میں برہمن۔ کشتری اور ویش بالخصوص آریہ یعنی برگزیدہ مانے جاتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھو صفحہ نمبر

میں عیب نہیں مانا جاتا مجیب۔ واہ جی واہ! سچ کہا۔ اگر یہ جواب نہ دیتے تو کھاتے کیا خاک، گڑ شکر میٹھے لگتے ہیں دودھ۔ گھی مقوی ہیں۔ کیا اسی لئے یہ اپنے مطلب کی شرح بنالی ہے؟ اگر بغیر دیکھی چیز میں عیب نہیں مانتے۔ تو جو چیز بھنگی یا مسلمان کسی دوسرے مقام پر اپنے ہاتھ سے تیار کر لائیں۔ وہ چیز تم کھالو گے یا نہیں؟ اگر کہو نہیں۔ تو بغیر دیکھے میں بھی عیب ہوا۔ ہاں! عیسائی مسلمان وغیرہ شراب، گوشت اور گوشت خوروں کے ہاتھ کا کھا لینے سے آریوں کو بھی لقمہ لقمہ شراب، گوشی یا گوشت خوری وغیرہ کی لت پڑ جاتی ہے۔ مگر آریوں کے پاس میں ایک ساتھ کھانے میں کوئی عیب معلوم نہیں ہوتا۔ جب تک عقاید ایک نہ ہوں۔ نفع و نقصان اور رنج و راحت ایک نہ ہوں۔ تب تک تمتی ہونا بہت مشکل ہے مگر فقط کھانا پینا ایک ہو جانے سے اصلاح نہیں ہو سکتی۔ جب تک بری باتیں ترک اور اچھی باتیں اختیار نہیں کرتے۔ تب تک بجائے تبتی کے تنزل ہوتا ہے۔ ملک آبیہ وقت میں دوسرے ملک کے لوگوں کی حکومت ہونے کا باعث باہمی مخاصمت۔ اختلاف عقاید۔ (۴) بیچر یہ ضبط نفس کے قواعد کی عدم پابندی۔ درس و تدریس کا عدم رواج۔ (۵) سنی میں میوگیر (زوجین) کی باہمی رضامندی کے بغیر شادی۔ خواہشات نفسانی میں انہماک۔ (۶) دروغگوئی وغیرہ اسباب نحوست اور علوم وید کی عدم اشاعت وغیرہ بدیاں ہیں۔ جب بھائی بھائی آپس میں لڑتے ہیں۔ تبھی تیسرا شخص غیر ملک سے آکر پنچ بن بیٹھتا ہے۔ کیا تم مہابھارت کے حالات جو آج سے پانچ ہزار سال پیشتر ہوئے تھے۔ بھول گئے ہو؟ دیکھو جنگ مہابھارت میں سب لوگ میدان جنگ میں سوا دیوں پہ کھانے پینے تھے۔ آپس کی پھوٹ سے کوروؤں۔ پانڈوؤں اور یادوؤں کا تو ستیاناس ہو ناتھا ہو گیا۔ لیکن اب بھی وہی مرض بھارت پیچھے لگا ہے نہ جانے یہ خوفناک راکشس کبھی پیچھا چھوڑے گا بھی یا آریوں کو تمام راحتوں سے محروم اور بحر مصائب میں غرق کر کے ہلاک کر دے گا؟ اس بدنہاد خاندان کے خاندان کو ہلاک اور سارے ملک کو تباہ کرنے والے ریل دیو دھن کے نقش قدم پر چل کر آریہ لوگ اب بھی اپنی مصیبتوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔ پرمیشور کرے۔ کہ یہ مہلک مرض ہم آریوں سے دور ہو جائے۔

حلال و حرام

حلال و حرام دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک دھرم شاستر کتب دینی کی رو سے۔ دوسرا ویدک شاستر کتب طب کی رو سے۔ مثلاً (دھرم شاستر) کتب دینی کے مطابق:-

अभक्ष्याणि द्विजातीनाममेध्यप्रभवाणि च ॥

تعلیم یافتہ جماعات یعنی برہمن، کشتری۔ ویش (اور شودروں کو بھی) غلیظ بول اور انڈا وغیرہ کے کھانے سے پیدا ہوئی ترکاریاں پھل۔ مول وغیرہ نہیں کھانے چاہئیں۔ (منوسمرتی ۵-۵)

लशुनं गृञ्जनं चैव वर्जयेन्मधुमांसं च ॥ مختلف قسم کے منشیات۔ گانجا۔ بھنگ۔ افیم وغیرہ سے پرہیز کرے

(منوسمرتی ۲-۱۷۷)

बुद्धिं लुम्पति यद् द्रव्यं मदकारी तदुच्यते ॥

جو جو اشیاء عقل کو نابود کرنے والی ہیں (انہیں منشیات کہتے ہیں۔ (شارنگ دھر ۴-۲۱)

لہ۔ یعنی دیانند کی نظر میں پرہیز کی وجہ کوئی خاص مذہب۔ قومیت یا ملک نہیں۔ بلکہ کسی قسم میں مروجہ حلال و حرام اشیائے خوردنی ہیں جو حرام اشیائے خوردنی کا استعمال کرتے ہیں وہ انہ آریہ اور ہو نہیں کرتے۔ وہ آریہ ہیں۔

مندرجہ بالا قسم کی اشیاء کبھی استعمال نہ کرے جس قدر اناج سڑے ہوئے خراب اور بدبودار ہوں یا رکھانے کے لئے اچھی طرح تیار نہ کئے گئے ہوں۔ (ان سے پرہیز کرے) شراب نوش اور گوشت خور ملیچھ جن کا جسم گوشت اور شراب کے ذرات سے پُر ہوتا ہے۔ اُن کے ہاتھ کا نہ کھائے۔

مُفید جانوروں کی حفاظت

مفید خلائق جانوروں مثلاً گائے جس کے جسم سے دودھ گھی۔ مزید گائے اور بیل کی پیدائش ہونے کی وجہ سے ایک پشت میں چار لاکھ بہتر ہزار اچھے سو اشخاص کو آرام پہنچتا ہے۔ کہ نہ خود مارے اور نہ اوروں کو مارنے کی اجازت دے۔ اگر بالفرض ایک گائے روزانہ بیس سیر دودھ دے۔ اور ایک اور دو سیر۔ تو دونوں کی اوسط گیارہ سیر ہوگی کوئی گائے اٹھارہ مہینے اور کوئی چھ مہینے تک دودھ دیتی ہے اوسط بارہ مہینے ہوئی اس طرح ہر ایک گائے کے زندگی بھر کے دودھ سے چوبیس ہزار نو سو ساٹھ آدمی ایک وقت سیر ہو سکتے ہیں۔ اس کی چھ بچھڑیاں اور چھ بچھڑے ہوتے ہیں۔ اگر ان میں سے دو مر جائیں۔ تو بھی دس جانور باقی رہیں گے۔ ان میں سے پانچ بچھڑیوں کے زندگی بھر کے دودھ سے ایک لاکھ چوبیس ہزار آٹھ سو افراد سیر ہو سکتے ہیں۔ اب رہے پانچ بیل۔ فی زندگی بھر میں کم سے کم پانچ ہزار من غلہ پیدا کر سکتے ہیں۔ اگر ایک آدمی ایک پاؤ غلہ کھائے۔ تو پانچ ہزار من سے اڑھائی لاکھ انسانوں کی سیری ہو سکتی ہے۔ یہ دودھ اور غلہ ملا دیا جائے۔ تو تین لاکھ چوہتر ہزار اٹھ سو انسانوں کی سیری کے لئے کافی ہے۔ ان تمام اعداد کی میزان چار لاکھ بہتر ہزار چھ سو انسان ہوتے ہیں۔ پس ایک گائے کی ایک پشت سے اس قدر انسانوں کی ایک وقت کی۔ اور اگر پشت در پشت کا حساب کریں۔ تو بے شمار افراد کی پرورش ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بیل گاڑی سواری۔ بار برداری وغیرہ کاموں میں یہ جانور انسان کے لئے بہت ہی مفید ہیں۔ گائے دودھ دینے کی وجہ سے زیادہ مفید ہے۔ یوں تو جیسے بیل مفید جانور ہے ویسے ہی بھینسا بھی ہے۔ لیکن گائے کے دودھ۔ گھی سے جو عقل کی تیزی وغیرہ خاص فوائد ہیں وہ بھینس کے دودھ سے اس قدر حاصل نہیں ہوتے ایسی وجہ سے آریوں میں گائے خاص طور پر مفید سمجھی گئی ہے اور دیگر دانشمند اشخاص کی بھی یہی رائے ہوگی۔ بکری کے دودھ سے پچیس ہزار نو سو بیس افراد کی پرورش ہوتی ہے ایسی طرح ہاتھی۔ گھوڑے۔ اونٹ۔ بھیڑ وغیرہ سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہیں۔ ان جانوروں کو ذبح کریں۔ انہیں بنی نوع انسان کا قاتل سمجھنا چاہیئے۔ دیکھو جب آریوں کی حکومت تھی اور یہ مفید جانور مثلاً گائے وغیرہ مارے نہیں جاتے تھے تبھی آسیا دست اور یورپ کے دیگر ممالک میں انسانی وغیرہ جانور بڑے آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ کیونکہ دودھ۔ گھی اور بیل وغیرہ حیوانات کی افراط کے باعث کھانے پینے کی چیزیں بافراط میسر ہوتی تھیں۔ جب سے ممالک غیر کے گائے وغیرہ حیوانات کے مارنے والے گوشت خور اور شراب نوش لوگ اس ملک کے حاکم بنے ہیں۔ تب سے آریوں کی تکالیف میں بالتدریج اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ کیونکہ

नष्टे मूले नैव फलं न पुष्पम् ॥

جب درخت کی جڑ ہی کاٹ دی جائے۔ تو پھل پھول کہاں سے ہوں؟ (دیدھ چاکیہ ۱۰-۱۳)

بے آزاری

معترض۔ اگر تمام لوگ بے آزار ہو جائیں۔ تو چیتا وغیرہ (موذی حیوانات اتنے

لہ اس مضمون کی بالتفصیل تشریح "گؤ کرنا ندھی" میں کی گئی ہے (مصنف)

بڑھ جائیں۔ کہ گائے وغیرہ معصوم جانوروں کو مار کر کھا جائیں۔ اور ہماری تمام محنت رائیگاں جائے۔ عجیب۔ یہ کام اداکین سلطنت کا ہے۔ کہ جو حیوان یا انسان مضرت کا باعث ہوں انہیں سزا دیں۔ اور ضرورت ہو تو جہاں سے بھی ملا دیں۔ معترض۔ پھر کیا ان کا گوشت پھینک دیں؟ عجیب۔ خواہ پھینک دیں۔ خواہ کتے وغیرہ گوشت خور جانوروں کو کھلا دیں۔ اگر کوئی گوشت خور انسان کھائے۔ تو بھی دنیا کا نقصان نہیں ہوتا۔ البتہ اس شخص کی عادت میں گوشت خوری داخل ہو کر طبیعت میں ایذا رسانی کی خو پیدا ہو سکتی ہے۔

علاوہ اس کے ایذا رسانی۔ چوری۔ غداری اور مکر و فریب وغیرہ سے اشیاء حاصل کر کے ان کا استعمال کرنا حرام۔ اور بے آزاری وغیرہ احکام الٰہی کے مطابق اعمال کے ذریعہ طعام وغیرہ حاصل کر کے استعمال میں لانا حلال ہے۔ جن اشیاء سے حصول صحت۔ دفعیہ امراض اور عقل طاقت ہمت اور عمر کی ترقی ہو مثلاً چاول گندم۔ پھل۔ مول۔ کند۔ دودھ گھی میٹھی چیزیں وغیرہ۔ ان کا استعمال مناسب تیاری اور ترکیب کے بعد مناسب وقت پر اور اعتدال سے کرنا حلال ہے۔ جو اشیاء طبیعت کے ناموافق صحت بگاڑنے والی ہیں انہیں بالکل ترک اور جو اشیاء جس کے لئے مہلک ہیں انہیں استعمال کرنا شروع ہے۔

مل کر کھانے میں عیب

معترض۔ مل کر کھانے میں عیب ہے یا نہیں؟ عجیب۔ ہے کیونکہ ایک شخص کی طبیعت اور مزاج دوسرے شخص کی طبیعت اور مزاج سے نہیں ملتا جیسے کسی جذامی کے ساتھ کھانے سے تندرست آدمی کا خون بھی بگڑ جاتا ہے۔ اسی طرح کسی اور شخص کے ساتھ کھانے سے کچھ نقصان ہی ہو تا ہے۔ فائدہ نہیں۔ جیسی کہ منوسمرتی میں لکھا ہے۔

नोच्छिष्टं कस्यचिद्दद्यान्नाद्याच्चैव तथान्तरा ।

न चैवात्यशनं कुर्यान्न चोच्छिष्टः क्वचिद् व्रजेत् ॥

نہ کسی کو اپنی جوٹھی چیز دے۔ نہ کسی کے کھانے میں سے لے کر کوئی چیز کھائے۔ نہ زیادہ کھائے اور نہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھوئے بغیر کہیں ادھر ادھر جائے۔ (منوسمرتی ۳ — ۵۶)

جوٹھ

معترض۔ "گرو اور استاد کے کھانے سے بچا ہوا کھانا کھانا چاہیئے" اس کے کیا معنے ہیں؟ عجیب۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ استاد کے کھانا کھا چکنے کے بعد جو جدا پاک طعام بچ رہے وہ کھائے یعنی استاد کو پہلے کھلا کر شاگرد کو اس کے بعد کھانا کھانا چاہیئے۔ معترض۔ اگر ہر قسم کی جوٹھ منع ہے۔ تو شہد مکھیوں کا دودھ بچھڑے کا اور ایک لقمہ کھانے کے بعد باقی طعام اپنا جوٹھا ہوتا ہے۔ یہ تمام اشیاء بھی نہ کھانی چاہئیں۔ عجیب۔ شہد فقط کہنے کو جوٹھا ہوتا ہے۔ دراصل وہ بہت سی مکھیوں کا جمع ہوتا ہے۔ وہ ہر استعمال کرنے کے قابل ہے۔ بچھڑا اپنی ماں کے تھن کے باہر کا دودھ پیتا ہے۔ اندر کا دودھ نہیں پی سکتا۔ سو وہ بھی جوٹھا نہیں۔ حال بچھڑے کے پینے کے بعد اس کی ماں کے تھن دھو کر دودھ صاف برتن میں دوہنا چاہیئے۔ اپنا جوٹھا اپنے لئے نقصان کا باعث نہیں ہوتا۔ دیکھو! یہ بات کہ کوئی کسی کا جوٹھا نہ کھائے فطرتاً ثابت ہے مثلاً اپنے منہ۔ ناک۔ کان۔ آنکھ اور اعضائے نہانی کی غلاظت۔ بدبو وغیرہ کو چھونے سے نفرت نہیں ہوتی۔ مگر دوسرے کے بدبو وغیرہ کو چھونے سے نفرت ہوتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی کا جوٹھا کھانے کا رواج

قانونِ قدرت کے خلاف ہے۔ بنی نوع انسان کے لئے واجب ہے۔ کہ دُوسرا خورد یعنی جُوٹھا کھانے سے پرہیز کریں

معترض۔ کیا میاں بیوی بھی ایک دُوسرے کا جُوٹھا نہ کھائیں؟ عجیب نہیں۔ کیونکہ ان کے اجسام کے خواص بھی باہم مختلف ہوتے ہیں

کھانا کون تیار کرے؟

معترض۔ کہو جی! کسی بھی انسان کی تیار کی ہوئی رسوئی (طعام) کے کھانے میں کیا عیب ہے؟ کیونکہ برہمن سے لے کر چانڈال تک کے اجسام ہڈی۔ گوشت اور چمڑے کے بنے ہوئے ہوتے ہیں جیسا خون برہمن کے جسم میں ہوتا ہے ویسا ہی چانڈال کے جسم میں اس حالت میں کسی بھی انسان کی پکی ہوئی رسوئی (طعام) کے کھانے میں کیا عیب ہے؟ عجیب عیب ہے کیونکہ جن عمدہ اشیاء کے کھانے پینے سے برہمن اور برہمنی کے جسم میں بہبودی نقائص سے پاک مادۂ تولید پیدا ہوتا ہے۔ ویسا چنڈال اور چنڈالنی کے جسم میں نہیں ہوتا۔ چانڈال کا جسم بدبودار مادّات سے پُر ہوتا ہے برہمن وغیرہ جماعات کا ایسا نہیں ہوتا۔ اس لئے برہمن وغیرہ اعلےٰ جماعات کے ہاتھ کا کھانا چاہیئے۔ اور چنڈال وغیرہ رذیلوں۔ بھنگی چمار وغیرہ کے ہاتھ کا نہیں۔ بھلا اگر کوئی تم سے پوچھے کہ جیسے چمڑے کا جسم ماں۔ ساس۔ بہن۔ لڑکی اور بہو کا ہوتا ہے۔ ویسا ہی بیوی کا ہوتا ہے۔ تو کیا ماں وغیرہ عورتوں کے ساتھ اپنی بیوی کی طرح سنبھوگ کرو گے؟ تو مارے شرم کے تمہیں خاموش ہونا پڑے گا۔ جیسے ہاتھ اور منہ سے عمدہ غذا کھائی جاتی ہے۔ ایسی طرح بدبودار وغیرہ (مُنہ وغ) اشیاء بھی کھائی جا سکتی ہیں۔ تو کیا ان نجاستی ناپاک وغیرہ اشیاء بھی کھالو گے؟ کیا کبھی اس طرح کے (معاملے) بھی جائز ہو سکتے ہیں؟

گوبر کا چوکا

معترض۔ جب تم گائے کے گوبر سے چوکا لگاتے ہو۔ تو اپنے گوبر سے کیوں نہیں لگاتے؟ وہاں گوبر ہو جانے سے چوکا (کھانا پکانے اور کھانے کا مقام) ناپاک کیوں نہیں ہوتا؟

عجیب۔ گائے کے گوبر میں عفونت نہیں ہوتی۔ جو انسان کے میلے میں ہوتی ہے۔ گوبر چکنا ہونے کی وجہ سے جلدی نہیں اکھڑتا۔ اس سے پرہیز خراب یا ناپاک ہوتا ہے۔ جیسے مٹی لگنے سے میل لگ جاتی ہے۔ بوجھے گوبر سے نہیں لگتی۔ جو جگہ مٹی اور گوبر سے لیپ دی جاتی ہے۔ وہ نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ اور جہاں کھانا بنتا ہے وہاں کھانا وغیرہ کھانے سے مکھی۔ مچھر۔ چیونٹی اور جھوٹھا بھی گرتا ہے۔ جگہ میلی ہونے کی وجہ سے مکھی۔ چیونٹی وغیرہ مختلف قسم کے جاندار وہاں آجاتے ہیں۔ اگر اس جگہ جھاڑو دے کر اور لیپ پوت کر وہ نہ صفائی نہ کی جائے۔ تو وہ جگہ گویا جنگل کی طرح ہو جائے۔ اس لئے اسے ہر روز جھاڑو دے مٹی اور گوبر سے ہر طرح صاف رکھنا چاہیئے۔ اور اگر فرش پختہ ہو۔ تو پانی سے دھو کر صاف رکھنا چاہیئے اس سے مذکورہ بالا نقائص دُور ہو جاتے ہیں۔ جیسے میاں جی کے باورچی خانہ میں کہیں کوئلہ۔ کہیں راکھ۔ کہیں لکڑی۔ کہیں ٹوٹی ہانڈی کہیں جھٹی رکابی۔ کہیں ہڈی اور کہیں ٹانگ پڑی رہتی ہے اور پھر مکھیوں کا تو کہنا ہی کیا ہے! وہ جگہ ایسی بُری لگتی ہے۔ کہ اگر کوئی بھلا آدمی جا کر بیٹھ جائے۔ تو ممکن ہے اسے قے ہو جائے۔ وہ جگہ غلاظت کی جگہ کی طرح بُری معلوم ہوتی ہے۔ ان سے کوئی پوچھے۔ اگر گوبر سے چوکا لگانے میں عیب سمجھتے ہو۔ تو چولھے میں کپڑے جلانے۔ ان کی راکھ سے تمباکو پینے۔ اور گھر کی دیوار پر گوبر لیپنے وغیرہ سے بھی میاں جی کا کھانا

ناپاک ہو جاتا ہوگا۔ بھلا اس میں نمک کی گنجائش ہی کہاں ہے؟

کھانا کہاں کھانا چاہیئے؟

معترض۔ کھانا چوکے کے اندر کھانا اچھا ہے یا باہر؟

مجیب۔ جہاں اچھا دلکش خوبصورت مقام ہو۔ کھانا وہاں کھانا چاہیئے۔ (یہ قاعدہ عام حالات کے لئے ہے) خاص موقعوں پر مثلاً جنگ وغیرہ کے دنوں میں تو گھوڑے وغیرہ سواری پر بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے کھالی لینا ہر طرح جائز ہے۔

معترض۔ کیا اپنے ہی ہاتھ کا بنا ہوا کھانا چاہیئے۔ دوسرے کے ہاتھ کا نہیں؟ مجیب۔ آریاؤں میں سے کوئی بھی صفائی سے کھانا تیار کرے۔ محبت کے ساتھ یکساں طور پر کھا لینے میں کچھ بھی ہرج نہیں۔ کیونکہ اگر برہمن وغیرہ اعلیٰ (اونچی) جماعات ملنی کے نوکر مرد کھانا تیار کرنے چوکا دینے برتن صاف کرنے وغیرہ جھوٹے کاموں میں لگے رہیں گے۔ تو علم وغیرہ اعلیٰ اوصاف کی ترقی کبھی نہیں ہو سکتی۔ دیکھو! مہاراج پانڈو شہنشاہ کے راجسویہ یگیہ میں سُنتے ہیں زمین کے راجہ اور رشی بہت سے آئے تھے۔ وہ ایک پاک شالا (باورچی خانہ) کا پکا ہوا کھانا کھاتے تھے۔ جب سے عیسائیت اور اسلام پیدا ہوئے فرقہ وارانہ مذاہب کا رواج ہوا۔ آپس میں مخالفت اور مخاصمت پیدا ہوئی۔ اور لوگوں نے شراب نوشی اور گائے کا گوشت وغیرہ کھانا اختیار کر لیا تبھی سے کھانے وغیرہ کے متعلق (فضول کے) جھگڑے بکھیڑے پیدا ہو گئے دیکھو! کابل۔ قندھار۔ ایران۔ امریکہ اور یورپ وغیرہ ممالک کے راجاؤں کی شہزادیوں گاندھاری مادری الپی وغیرہ کے ساتھ ملک آریاورت کے راجاؤں کے شادی وغیرہ تعلقات ہوتے تھے لیکن وغیرہ کوروؤں پانڈوؤں کے ساتھ کھاتے پیتے تھے۔ ان میں باہم مخالفت نہ تھی۔ کیونکہ اس وقت تمام رشتے زمین پر پیدا ہونے کا مذہب پھیلا ہوا تھا سب اسی کے معتقد تھے۔ اور ایک دوسرے کے رنج و راحت اور نفع و نقصان کو اپنے (رنج و راحت اور نفع و نقصان کی) برابر سمجھتے تھے تبھی تمام رشتے زمین پر راحت و آرام کا عالم تھا۔ اب تو مختلف مذاہب کا رواج ہو جانے کی وجہ سے تکالیف اور باہمی مخالفتیں بڑھ گئی ہیں۔ ان کا دفعیہ کرنا عقلمندوں کا کام ہے۔ پس تمام سب کے دل میں عقائد حقہ کو متجلی کرے۔ تاکہ عقائد باطلہ نابود ہو جائیں۔ تمام ذی علم اشخاص اس بات پر غور کریں۔ اور باہمی مخالفت کا خیال چھوڑ کر راحت و آرام کی ترقی میں کوشاں ہوں۔

یہ مختصر بیان (آچار۔ انا چار) مشروعات و محرمات اور (بھکشیہ ابھکشیہ) حلال و حرام کے بارے میں کیا گیا۔

خاتمہ حصہ اوّل

کتاب ہذا کا حصہ اوّل اس باب دہم کے ساتھ ختم ہوا۔ ان (دس) بابوں میں (دیگر مذاہب کی) تردید و تائید خاص طور پر اس لئے نہیں کی گئی۔ کہ جب تک انسان حق و باطل کی تمیز کے ملکہ کو کچھ بھی ترقی نہیں دے لیتا تب تک اس کی رسائی عام فہم اور دقیق تردید و تائید کے مطالب تک نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اوّل سب کو تعلیمات حقہ کی تلقین کر کے اب حصہ دوم میں جو چار بابوں پر مشتمل ہے۔ بالخصوص تنقید مذاہب درج کریں گے۔ ان چار باب میں سے باب اوّل میں مکمل آریاورت کے مختلف فرقوں۔ باب دوم میں جینیوں (یعنی دھرم اندر چار والوں) باب سوم میں عیسائیوں اور باب چہارم میں اہل اسلام کے عقائد کی تردید و تائید کی جائے گی۔ اس کے بعد چودھویں باب کے خاتمہ پر

اپنے مسلمات کا اندراج کیا جائے گا۔ جو شخص بالخصوص تمہید و تائید کے مطالعہ کا خواہاں ہو۔ وہ ان چاروں ابواب کا مطالعہ کرے۔ گذشتہ دس ابواب میں بھی کہیں کہیں سرسری طور پر تنقید کی گئی ہے جو شخص ان چودہ ابواب کا تعصب سے بالاتر ہو کر بنظرِ انصاف مطالعہ کرے گا۔ اس کے ضمیر میں امورِ حقہ متجلی ہو کر راحت رسا ہوگی۔ برخلاف اس کے جو شخص ان ابواب کا مطالعہ ضد، ہٹ دھرمی۔ اور حسد سے کرے گا۔ اس پر اس کتاب کے مطالب کا ٹھیک ٹھیک روشن ہونا نہایت مشکل ہے۔ جو شخص اس کتاب (کے مضامین) پر کماحقہ غور و خوض نہیں کرے گا۔ وہ اس کے مفہوم تک نہ پہنچ کر بیچ میں غوطے کھایا کرے گا۔ علمائے کرام کا شعار یہی ہے۔ کہ حق و باطل میں تمیز کر کے حق کو اختیار اور باطل کو ترک کر کے غایت درجہ سرور حاصل کریں۔ ایسے ہی حق شناس اشخاص صاحب علم ہو کر انسانی زندگی کے چار فوائد یعنی (دھرم) دین۔ (ارتھ) دولت۔ (کام) تکمیل خواہشات اور (موکش) نجات سے فیضیاب ہوتے اور خوش و خرم رہتے ہیں۔

تمام شد

باب دہم در بیان مشروعات و ممنوعات و حلال و حرام کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش مصنفہ شری سوامی دیانند سرسوتی۔

خاتمہ حصۂ اوّل

حصّہ دوم

ضمنی دیباچہ

یہ امر ثابت ہے۔ کہ پانچ ہزار برس سے پیشتر وید کے عقاید کے علاوہ دوسرا کوئی بھی مذہب نہ تھا کیونکہ وید کی سب باتیں علم کے مطابق ہیں۔ ویدوں کی اشاعت نہ ہونے کا باعث مہابھارت کا جنگ ہوا۔ ان کی عدم اشاعت کے باعث مُردے زمین پر جہالت کی تاریکی پھیلنے سے انسانوں کی عقل میں فتور پڑ گیا جس کے دل میں جیسا آیا ویسا مذہب چلایا۔ ان سب مذہبوں میں چار مذاہب یعنی پرانی جینی۔ کرانی اور قرآنی جو وید کے برخلاف دیگر سب مذہبوں کی جڑ ہیں۔ وہ سلسلہ وار ایک کے پیچھے دوسرا تیسرا چوتھا چلا ہے۔ اب ان چاروں کی شاخیں ایک ہزار سے کم نہیں ہیں۔ ان سب مذاہب کے معتقدوں ان کے چیلوں اور دیگر سب کو باہم سچ جھوٹ کے غور کرنے میں زیادہ تکلیف نہ ہو۔ اس لئے یہ کتاب تصنیف کی ہے جو جو اس میں سچے عقاید کی تائید اور جھوٹ کی تردید لکھی ہے۔ اس کا سب کو جتلانا ہی مقصد سمجھا گیا ہے۔ اس میں جیسی میری عقل۔ جتنا علم اور جس قدر ان مذاہب کی بنیادی کتابیں دیکھنے سے واقفیت ہوئی ہے۔ اس کو سب کے سامنے پیش کرنا میں نے مناسب سمجھا ہے۔ کیونکہ گمشدہ دیگیان (اعلیٰ علم) دوبارہ حاصل ہونا آسان نہیں ہے۔ اور عنایت چھوڑ کر اس کو دیکھنے سے سچ جھوٹ سب کو ظاہر ہو جائے گا۔ پھر سب کو اپنی اپنی عقل کے مطابق سچے عقاید کا قبول کرنا اور جھوٹے مت کا چھوڑنا آسان ہوگا۔ ان میں سے بجز بائبل وغیرہ کتابوں سے شائع ہوئے مذاہب ملک آریاورت میں چلے ہیں۔ ان کے عیب و ہنر اختصار اس گیارھویں باب میں دکھائے جاتے ہیں۔ اس میرے کام سے اگر کسی کا بھلا نہ ہو تو مخالفت بھی نہ کریں کیونکہ میرا مدعا کسی کا نقصان یا دشمنی کرنے سے نہیں ہے۔ بلکہ سچ جھوٹ کا فیصلہ کرنے کرانے کے لئے ہے۔ نہ کہ فضول بحث مباحثہ اور قصہ کرانے کرانے کے لئے۔ اسی مذہب کے جھگڑے سے دنیا میں جو جو خراب نتیجے پیدا ہوتے ہیں اور ہوں گے۔ ان کو غیر متعصب عالم لوگ ہی جان سکتے ہیں جب تک کہ اس نسل انسانی سے باہمی جھوٹے مذہبوں کا جھگڑا نہ چھوٹے گا۔ تب تک ایک دوسرے کو راحت نصیب نہ ہوگی۔ اگر ہم سب انسان اور خاص کر عالم لوگ حسد و بغض کو چھوڑ کر سچ جھوٹ کا فیصلہ کر کے سچ کو قبول اور جھوٹ کو ترک کرنا چاہیں۔ تو ہمارے لئے یہ بات ناممکن نہیں ہے۔ تحقیقاً ان عالموں کے ہی اختلاف نے سب کو لفاظی کے جال میں پھنسا رکھا ہے۔ اگر یہ لوگ خود غرضی میں نہ پھنس کر سب کی غرض کو پورا کرنا چاہیں۔ تو اب بھی ایک مت ہو سکتے ہیں۔ اس کے ہونے کی ترکیب اس کتاب کے خاتمہ پر لکھیں گے۔ مردِ مستعد مان پر تمام ایک مت میں شامل ہونے کا شوق سب انسانوں کے اندر پیدا کرے۔ فاضلوں کے واسطے زیادہ تشریح اور معزز عالی مرتبہ عالموں کے روبرو زیادہ طوالت کی ضرورت نہیں۔

باب گیارھواں

آریہ ورت کے مت متانتروں کی تردید و تائید

آریہ مت کی عظمت اب ہم ان آریہ لوگوں کے مذاہب کا جو کہ ملک آریہ ورت میں رہنے والے ہیں کھنڈن (تردید) و منڈن (تائید) کریں گے۔ یہ آریہ ورت ملک ایسا ہے۔ کہ جس کی مانند روئے زمین پر کوئی دوسرا ملک نہیں۔ اس لیے اس سرزمین کا نام سُجلام سُپھلام یعنی سبزی زمین ہے کیونکہ یہی سونا وغیرہ جواہرات کو پیدا کرتی ہے۔ اس لئے سرشٹی کے شروع (ابتدائے آفرینش) میں آریہ لوگ اسی ملک میں آکر بسے۔ ہم دنیا کی پیدائش کے مضمون میں کہہ آئے ہیں۔ کہ آریہ نام شریف لوگوں کا ہے اور آریوں کے علاوہ دیگر انسانوں کا نام "دسیو" ہے۔ روئے زمین پر جتنے ملک ہیں۔ وہ سب اسی کی تعریف کرتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں۔ کہ پارس پتھر جو سنا جاتا ہے۔ وہ بات تو جھوٹی ہے۔ لیکن آریہ ورت دیش ہی سچا پارس ہے۔ کہ جس کو لوہے کی مانند مفلس غیر ملک والے چھونے پر ہی سونا یعنی دولت مند ہو جاتے ہیں۔

एतद्देशप्रसूतस्य सकाशादग्रजन्मनः ।

स्वं स्वं चरित्रं शिक्षेरन् पृथिव्यां सर्वमानवाः ॥ منو ۲—۲۰

آریوں کا روئے زمین پر راج ابتدائے آفرینش سے لے کر پانچ ہزار برسوں سے پہلے زمانہ تک آریوں کا عالمگیر اور چکرورتی یعنی روئے زمین پر سب کے اوپر ایک راج تھا۔ دیگر ممالک میں مانڈلک یعنی چھوٹے چھوٹے راجے رہتے تھے۔ کیونکہ کورو، پانڈو تک یہاں کے راج اور ضابطہ سلطنت میں کل روئے زمین کے سب راجا اور رعایا چلتے تھے۔ کیونکہ یہ موسمی جو دنیا کے ابتدا میں ہوتی ہے۔ اس کا حوالہ ہے۔ اسی آریہ ورت میں پیدا شدہ برہمنوں یعنی عالموں سے روئے زمین کے لوگ برہمن، کشتری، ویش، شودر، ملیچھ وغیرہ سب اپنے اپنے لائق علم و عمل کی ہدایت اور تعلیم حاصل کریں۔ اور مہاراجہ یدھشٹر جی کے راجسوئیہ اور مہابھارت کے جنگ تک یہاں کی سلطنت کے ماتحت سب سلطنتیں تھیں۔ منو، چین کا بھگدت۔ امریکہ کا برہوداہن یورپ کا ویڈال آنکھ یعنی بلی کی مانند آنکھ والا۔ یون جس کو یونانی کہہ آئے ہیں۔ اور ایران کا شلیہ وغیرہ سب راجے راجسوئیہ اور مہابھارت کے جنگ میں حکم کے مطابق آئے تھے۔ جب رگھو گی راجا تھے۔ تب راون بھی یہاں کے ماتحت تھا۔ جب رام چندر جی کے زمانہ میں برخلاف ہو گیا۔ تو اس کو رام چندر جی نے مزا دے کر سلطنت سے محروم کر اس کے بھائی وبھیکشن کو راج دیا تھا۔ سو ایھوراجا سے لے کر پانڈو تک آریوں کی عالمگیر سلطنت رہی۔

لہ دنیا کی ابتدا سے یہاں سوامی جی کا سلب دیدوں کے بعد ہے یعنی دیدوں کے بعد پہلی انتظام ملک کی کتاب منو سمرتی ہے۔ (مترجم)

بعد ازاں باہمی نفاق سے لڑ کر تباہ ہو گئے۔

تباہی کے بواعث

کیونکہ پرمیشور کی اس دنیا میں مغرور، متکبر، ظالم، جاہل لوگوں کی سلطنت بہت دن نہیں چلتی۔ اور دنیا کا قدرتی میلان ہے کہ جب بہت سی بیشمار دولت فروریات سے بڑھ کر ہو جاتی ہے تب سستی، بے ہمتی، حسد و بغض، نفس پرستی اور غفلت بڑھتی ہے۔ اس سے ملک میں تعلیم و تربیت برباد ہو کر بد اوصاف اور بد شغل بڑھ جاتے ہیں جیسے کہ شراب اور گرفتت کا استعمال بچپن کی شادی اور من مانی کاروائی کرنا وغیرہ عیب بڑھ جاتے ہیں۔ اور جب لڑائی کے پیشہ میں جنگ کا علم اسلحہ اور فوج بہت بڑھ جاتے ہیں کہ جس کا مقابلہ کرنے والا دوسرے زمین پر دوسرا نہ ہو تب ان لوگوں میں طرفداری اور غرور بڑھ کر ظلم بڑھ جاتا ہے۔ جب یہ عیب پیدا ہو جاتے ہیں۔ تب باہمی نفاق ہو کر یا دوسرے چھوٹے خاندانوں میں سے ان سے بھی بڑھ کر کوئی ایسا ہمت والا آدمی کھڑا ہو جاتا ہے۔ کہ ان کو شکست دینے کے قابل ہو۔ جیسے مسلمانوں کی بادشاہی کے سامنے سیواجی (مرہٹہ) اور گوبند سنگھ جی نے کھڑے ہو کر مسلمانوں کی سلطنت کو تباہ و برباد کر دیا۔

अथ किमेतेषां परेऽन्ये महाधनुर्धराश्चक्रवर्तिनः केचित् सुद्युम्नभूरिद्युम्नेन्द्रद्यु-म्नकुवलयाश्वयौवनाश्वबृहदश्वाश्वपतिशशबिन्दुहरिश्चन्द्राऽम्बरीषननक्तुसर्यातिययात्य-नरण्याक्षसेनादयः। अथ मरुत्तभरतप्रभृतयो राजानः॥

چکرورتی آیہ لیے

میتر جیپی ۴-۴

اس قسم کے حوالوں سے ثابت ہے۔ کہ شروع دنیا سے لے کر مہابھارت تک چکرورتی یعنی تمام روئے زمین پر حکومت کرنے والے راجہ آریہ کل میں ہی ہوئے ہیں۔ اب ان کی اولاد اپنی بدبختی کے باعث راج کھو کر غیر ملک والوں کے پاؤں تلے دب رہی ہے۔ جیسے یہاں سدیومن، بھدیومن، اندریومن، کوبلاشو، دھرآشو، اشوپتی، شش، دندھرش، چندر، امبرکش، نکنج، سریاتی، بیاتی، ان ینہ، اکش سین، مردت اور بھرت روئے زمین پر متعدد چکرورتی راجاؤں کے نام لکھے ہیں۔ ویسے سوائمبھو وغیرہ چکرورتی راجاؤں کے نام صاف متوسمرتی، مہابھارت وغیرہ کتابوں میں لکھے ہیں۔ ان کو غلط کہنا بے علم اور متعصب لوگوں کا کام ہے۔

توپ بندوق وغیرہ قدیم زمانے میں

سوال۔ جو اگنی استر وغیرہ علوم لکھے ہیں۔ وہ سچ ہیں یا نہیں؟ اور توپ بندوق تو اس زمانے میں تھی یا نہیں؟ جواب۔ یہ بات سچی ہے۔ یہ اسلحہ بھی تھے۔ کیونکہ علم طبعی کا شائع اس وقت ہونے سے انکار ہونا ناممکن ہے۔ سوال۔ کیا یہ دیوتاؤں کے منتروں سے بھسم ہوتے تھے؟ جواب نہیں۔ یہ سب باتیں جن سے استر (ہتھیار) منتروں (اوزار) کو بناتے تھے۔ وہ "منتر" یعنی وچار سے بناتے تھے۔ اور چلاتے تھے۔ اور جو منتر یعنی الفاظ کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اس سے کوئی جوہر پیدا نہیں ہوتا۔ اور جو کوئی کہے کہ منتر سے آگ پیدا ہوتی ہے۔ تو منتر لینے والے کے دل اور زبان کو جلا کر خاک کر

دے۔" مارنے جانے دشمن کو اور مرنے والے آپ۔ اس لئے منتر نام ہے وچار کا۔ جیسے "راج منتری" یعنی سلطنت کے کاروبار سوچنے والا کہلاتا ہے ویسے منتر یعنی وچار سے کائنات کی سب اشیاء کا پہلے علم اور پھر تجربہ کرنے سے کئی قسم کی چیزیں وکلیں و اوزار پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے کوئی لوہے کا بان یا گولہ بنا کر اس میں ایسی چیزیں لکھے کہ جو آگ کے لگنے سے ہوا میں دھواں پھیلے۔ اور سورج کی کرن یا ہوا کے مس ہونے سے آگ روشن ہو جاتے اسی کا نام اگنی استر (آگ کا ہتھیار) ہے جب دوسرا اس کا دفعیہ کرنا چاہے۔ تو اس پر وارن استر چھوڑ دے۔ یعنی جیسے دشمن نے دشمن کی فوج پر اگنی استر چھوڑ کر تباہ کرنا چاہا۔ ویسے ہی اپنی فوج کی حفاظت کے لئے سپہ سالار وارن استر سے اگنی استر کا دفعیہ کرے۔ وہ ایسی اشیاء کے ملانے سے ہوتا ہے۔ کہ جس کا دھواں ہوا کے مس ہوتے ہی بادل بن کر چھٹ برسنے لگ جائے۔ اور آگ کو بجھا دے۔ ایسے ہی ناگ پھانس یعنی جو دشمن پر چھوڑنے سے اس کے اعضاء کو جکڑ کر باندھ لیتا ہے۔ ویسے ہی ایک موہن استر یعنی ایسی نشیلی چیزیں ڈالنے سے بنایا جائے۔ کہ جس کے دھوئیں کے لگنے سے دشمن کی سب فوج سو جائے یعنی بیہوش ہو جائے۔ اسی طرح سب شستر (استر) (ہتھیار وار) اور ناشستر (ہتھیار) ہوتے تھے۔ اور ایک تار یا شیشے سے یا کسی اور چیز سے بجلی پیدا کر کے دشمنوں کو ہلاک کر لیتے تھے۔ اس کو بھی اگنی استر نیز پاشوپتاستر کہتے ہیں۔ "توپ" اور بندوق یہ نام غیر ملک کی زبان کے ہیں سنسکرت اور بھاشا میں اس کا نام "شت گھنی" اور جس کو بندوق کہتے ہیں۔ اس کو سنسکرت اور آریہ بھاشا میں "بھشنڈی" کہتے ہیں۔ جو سنسکرت وِدیا نہیں پڑھے غلطی میں پڑ کر کچھ کا کچھ لکھتے اور کچھ کا کچھ بکتے ہیں اس کو دانا لوگ نہیں مان سکتے۔

کل علوم کا منبع آریہ ورت ہے

جتنا علم اس وقت زمین پر پھیلا ہے۔ وہ سب آریہ ورت ملک سے ہی وہاں سے یونان وہاں سے روم اور وہاں سے یورپ اور امریکہ وغیرہ میں پھیلا ہے۔ اب تک جتنا پرچار سنسکرت وِدیا کا آریہ ورت دیش میں ہے۔ اتنا کسی غیر ملک میں نہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ جرمنی کے ملک میں سنسکرت وِدیا کی بہت اشاعت ہے۔ اور جتنی سنسکرت کی کتابیں چھپی ہیں۔ اور کوئی نہیں پڑھا۔ یہ محض بات ہی ہے۔ کیونکہ

"यस्मिन्देशे द्रुमो नास्ति तत्रैरण्डोऽपि द्रुमायते"

جس ملک میں کوئی درخت نہیں ہوتا۔ اس ملک میں ارنڈی کو بڑا درخت مان لیتے ہیں"۔

ایسے ہی یورپ کے ملک میں سنسکرت وِدیا کی اشاعت نہ ہونے سے جو من لوگوں اور میکس مولر صاحب نے جو تھوڑا سا پڑھا۔ وہی اس ملک کے لئے بہت ہے۔ لیکن آریہ ورت ملک کی طرف نگاہ کیجیں۔ تو ان کی بہت کم گنتی ہے۔ کیونکہ میں نے جرمن ملک کے رہنے والے ایک پروفیسر کے خط سے معلوم کیا۔ کہ جرمنی ملک میں سنسکرت خط کا ترجمہ کرنے والے بھی بہت کم ہیں۔ اور میکس مولر صاحب کے سنسکرت علم ادب اور تھوڑی سی وید کی تشریح دیکھ کر مجھے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ میکس مولر صاحب نے ادھر ادھر آریہ ورتی لوگوں کی کی ہوئی ٹیکا دیکھ کر کچھ کچھ ایسا ویسا لکھا ہے۔ جیسا کہ:۔

یگ ۱-۶-۱۰ "युञ्जन्ति ब्रध्नमरुषं चरन्तं परि तस्थुषः। रोचन्ते रोचना दिवि ॥"

اِس منتر کا ترجمہ گھوڑا کیا ہے۔ اِس سے تو جو سائن آچاریہ نے سورج ترجمہ کیا ہے وہ اچھا ہے لیکن اِس کا درست ترجمہ "پرماتما" ہے میری بنائی ہوئی رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں دیکھ لیجئے۔ اُس میں اِس منتر کا ترجمہ ٹھیک ٹھیک کیا ہے۔ اِتنے سے جان لیجئے۔ کہ جرمنی ملک اور میکس مولر صاحب میں سنسکرت وِدیا کی کتنی پنڈتائی ہے

جیکالیٹ صاحب کی رائے

یہ تحقیق ہے۔ کہ جتنے علم اور مذہب اِس وقت زمین پر پھیلے ہیں وہ سب آریہ ورت ملک ہی سے پھیلے ہیں۔ دیکھو ایک جیکالیٹ صاحب پیرس یعنی فرانس کے ملک کے رہنے والے اپنی "بائبل اِن انڈیا" میں لکھتے ہیں۔ کہ سب آدم اور نیکیوں کا طبع آریہ ورت کا ملک ہے۔ اور جملہ علوم نیز مذاہب اِسی ملک سے پہلے ہیں۔ اور پرمیشور سے دُعا کرتے ہیں۔ کہ اے پرمیشور! جیسی ترقی کہ آریہ ورت ملک میں پہلے زمانہ میں تھی۔ ویسے ہی ہمارے ملک کی کیجئے۔ ایسا لکھتے ہیں اِس کتاب میں دیکھ لو۔

دارا شکوہ کی تحقیقات

نیز دارا شکوہ بادشاہ نے بھی یہی تحقیق کیا تھا۔ کہ جیسا مکمل علم سنسکرت میں ہے۔ ویسا کسی زبان میں نہیں۔ وہ اپنشدوں کے ترجمے میں لکھتے ہیں۔ کہ میں نے عربی وغیرہ بہت سی زبانیں پڑھیں۔ لیکن میرے دِل کے شک رفع ہو کر تسکین نہ ہوئی۔ جب سنسکرت دیکھی اور سُنی۔ تب شک رفع ہونے سے مجھ کو بڑی خوشی ہوئی ہے۔

بنارس کا مان مندر اور علم نجوم کی عظمت

دیکھو کاشی کے "مان مندر" میں شمشو مایہ چکر کہ جس کی پوری حفاظت بھی نہیں رہی ہے تو بھی کتنا عمدہ ہے کہ جس میں اب تک کھگول (سیارگان) کا بہت صاحال ظاہر ہوتا ہے۔ اگر "مہائی جے پور آدیش" اس کی حفاظت اور ٹوٹے پھوٹے کی مرمت کیا کریں گے۔ تو بہت اچھا ہوگا۔

مہابھارت کے جنگ سے تنزل

لیکن ایسے سرتاج ملک کو مہابھارت کے جنگ نے ایسا دھکا دیا۔ کہ اب تک بھی یہ اپنی حالت میں نہیں آیا۔ کیونکہ جب بھائی کو بھائی مارنے لگے۔ تو تباہ ہونے میں کیا شک ہے۔ کسی شاعر کا قول ہے۔ کہ:۔

विनाशकाले विपरीतबुद्धिः ॥ جب تباہ ہونے کا وقت نزدیک آتا ہے۔ تب

اُلٹی سمجھ ہو کر اُلٹے کام کرنے لگتے ہیں۔ (ہتوپدیش چانک ۱۶ - ۱۷)

کوئی ان کو سیدھا سمجھائے۔ تو اُلٹا مانیں۔ اور اُلٹی سمجھائے تو اس کو سیدھی مانیں جب بڑے بڑے عالم راجہ مہاراجہ۔ رشی مہرشی لوگ مہابھارت کے جنگ میں بہت سے مارے گئے۔ اور بہت سے مر گئے۔ تب علم اور ودیہ وکت دھرم کی اشاعت بند ہونے لگی جس بغض غرور آپس میں کرنے لگے جو طاقتور ہوا۔ وہ ملک کو دبا کر راجہ بن بیٹھا۔ اِس طرح جب تمام آریہ ورت ملک میں سلطنت پارہ پارہ ہو گئی۔ تو دیپ دیپانتر اور دوسرے ملکوں کی سلطنت کا انتظام کون کرے؟ جب برہمن بے علم ہوئے۔ تب کشتری ویش اور شودر دل کے جاہل ہونے کا تو ذکر ہی کیا کرنا؟ جو قدیم سے وید منتر وغیرہ تمام سطروں کے بامعنی پڑھنے کا سلسلہ تھا۔ وہ بھی چھوٹ گیا صرف روزی کمانے کے لئے پاٹھ ماتر (بلا معنی پڑھنا) برہمن لوگ پڑھتے رہے۔ وہ پاٹھ ماتر

بھی کشتری وغیرہ کو نہ پڑھایا کیونکہ جب جاہل گدھ بن گئے۔ تب مکر و فریب اور بھی اُن میں بڑھتا گیا برہمنوں نے سوچا۔ کہ اپنی روزی کا بندوبست کرنا چاہیئے۔ صلاح کر کے یہی ارادہ کر کشتری وغیرہ کو اُپدیش کرنے لگے۔ کہ ہم لوگ تمہارے موجود نہیں۔ بغیر ہماری خدمت کیئے تم کو سورگ[1] یا مکتی[2] نہ ملے گی۔ بلکہ اگر تم ہماری خدمت نہ کرو گے۔ تو گھور نرک[3] میں پڑو گے۔ جو جو پرلے والوں۔ دھرم پر چلنے والوں کا نام برہمن اور قابل قدر دیدا۔ رشی منیوں کے شاستر میں لکھ تھا۔ ان کو اپنے جیسے بے عقل نفس پرست ذریعہ معاش اور حرصوں پر گھمنڈ بھرے ہوئے سچے حالموں (آپ ہتے جدھان) کے اوصاف ان برابھل پر کب گھٹ سکتے ہیں۔ لیکن جب کشتری وغیرہ یہ گمان سنسکرت و دیدے بالکل بے بہرہ ہوئے۔ تب ان کے سامنے جو جو کپٹ باتیں۔ وہ پجاریوں نے سب مان لی تب ان نام نہاد برہمنوں کی بن آئی۔ سب کو اپنے بچن جال (دام کلام) میں باندھ کر قابو کر لیا۔ اور کہنے لگے۔ کہ:۔

ब्रह्मवाक्यं जनार्दनः ॥ جو کچھ برہمنوں کے منہ سے بات نکلتی ہے وہ جانو پرمیشور کے منہ سے نکلی۔"

جب کشتری وغیرہ وِدیا (آنکھ) کے اندھے اور گانٹھ کے پورے یعنی اندر سنسکار (علم کی آنکھ پھوٹی ہوئی اور جن کے پاس دولت کانی تھی۔ ایسے ایسے چیلے ہے۔ تو پھر ان فضول برہمن نام والوں کو عیش و عشرت کا باغ مل گیا۔ یہ بھی ان لوگوں نے ظاہر کیا۔ کہ جو اچھی اشیاء روئے زمین پر ہیں۔ وہ سب برہمنوں کے لیئے ہیں یعنی جو وصف اور فطرت کی رُو سے برہمن وغیرہ ورنوں کا انتظام تھا۔ اس کو برباد کر پیدائش پر مقرر کیا۔ اور مرنے تک کا دان یجمانوں سے لینے لگے جیسی اپنی خواہش ہوئی۔ ویسا کرتے گئے۔ یہاں تک کہ ہم "بھوندیلو" ہیں ہماری خدمت کے بدون دبلوک کبھی نہیں مل سکتا۔ ان سے پوچھنا چاہیئے کہ تم کس لوک میں جاؤ گے۔ تمہارے کام تو گھور نرک ہو گئے کے ہیں۔ کیڑے مکوڑے بلشگا وغیرہ ہو گے۔ تب تو بڑے غصہ میں آکر کہتے ہیں ہم "شاپ" دیں گے۔ تو تمہاری تباہی ہو جائے گی۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ:۔

"ब्रह्मद्रोही विनश्यति" "جو برہمنوں سے دشمنی کرتا ہے۔ بس کی بربادی ہو جاتی ہے۔"

ہاں یہ بات تو سچی ہے۔ کہ جو مکمل وید اور پرمیشور کو جاننے والے دھرم پر چلنے والے کل دنیا کے فیض رساں اشخاص سے کوئی دشمنی کرے گا۔ وہ ضرور برباد ہوگا۔ لیکن جو برہمن نہ ہوں۔ اُن کا نہ برہمن نام اور نہ اُن کی خدمت کرنی مناسب ہے۔ سوال۔ تو ہم کون ہیں؟ جواب۔ تم پوپ ہو۔

پوپ کی تشریح

سوال۔ پوپ کس کو کہتے ہیں؟ جواب۔ اس کے معنے رومی زبان میں تو بڈھے اور باپ کے ہیں۔ لیکن اب دغا فریب سے دوسرے کو ٹھگ کر اپنا مطلب نکالنے والے کو پوپ کہتے ہیں۔ سوال۔ ہم تو برہمن اور سادھو ہیں کیونکہ ہمارا باپ برہمن اور ماں برہمنی اور نیز ہم فلاں سادھو کے چیلے ہیں۔ جواب۔ یہ سچ ہے۔ لیکن سنو بھائی! ماں باپ برہمنی اور برہمن ہونے سے اور کسی سادھو کے چیلے ہونے پر برہمن یا سادھو نہیں ہو سکتے۔ بلکہ برہمن اور سادھو اپنے عمدہ اوصاف اعمال اور فطرت سے ہوتے ہیں۔ جو کہ دوسرے کی بھلائی چاہنے والے ہوں۔ سنا ہے۔ کہ جیسے رومن کے پوپ اپنے چیلوں کو کہتے تھے۔ کہ تم اپنے گناہ ہمارے سامنے کہو گے۔ تو ہم معاف کر دیں گے۔ بغیر ہماری خدمت اور حکم کے کوئی بھی سورگ میں نہیں جا سکتا۔ اگر تم سورگ میں جانا چاہو۔ تو ہمارے پاس جتنے روپے

[1] بہشت [2] نجات [3] برا جہنم (دوزخ) جو ہم زمین کے دیوتا ہیں۔

جمع کراؤ گے۔ اُتنے ہی کا سامان تم کو سورگ میں ملے گا۔ ایسا سُن کر جب کوئی آنکھ کا اندھا اور گانٹھ کا پورا سورگ میں جانے کی خواہش کرکے پوپ جی کو حسب خواہش روپے دیتا تھا تب وہ پوپ عیسیٰ اور مریم کی تصویر کے سامنے کھڑا ہو کر اس طرح کی ہنڈی لکھ کر دیتا تھا۔ اے خداوند عیسیٰ مسیح! فلاں شخص کے تیرے نام پر لاکھ روپے بہشت میں آنے کے لیے ہمارے پاس جمع کر دیئے ہیں۔ جب وہ بہشت میں آوے۔ تب تو اپنے باپ کی بہشت کی سلطنت میں پچیس ہزار دیوں میں باغ باغیچے اور مکانات اور پچیس ہزار دیوں میں سواری شکاری اور نوکر چاکر پچیس ہزار روپے کھانا پینا، کپڑا لتا اور پچیس ہزار روپے اس کے دوست آشنا بھائی ریفتی وغیرہ کی ضیافت کے واسطے دلا دینا۔ پھر اس ہنڈی کے نیچے پوپ جی اپنے دستخط کر کے ہنڈی اس کے ہاتھ میں دے کر کہہ دیتے تھے۔ کہ جب تو مرے تب اس ہنڈی کو قبر میں تہلے سرہانے رکھنے کے لیے اپنے خاندان کو کہہ رکھنا۔ پھر تجھے لے جانے کے لئے فرشتے آویں گے۔ تب تجھے اور تیری ہنڈی کو بہشت میں لیجا کر حسب تحریر سب چیزیں تجھ کو دلا دیں گے"۔

اب دیکھئے۔ گویا بہشت کا ٹھیکہ پوپ جی نے لے لیا ہے جب تک یورپ میں جہالت تھی۔ تب ہی تک وہاں پوپ جی کی لیلا چلتی تھی۔ لیکن اب علم کے بڑھنے سے پوپ جی کی جھوٹی لیلا بہت نہیں چلتی۔ گو قطعی بند بھی نہیں ہوئی۔ ویسے ہی آسیہ دوت ملک میں بھی گویا پوپ جی نے لاکھوں اوتار لے کر لیلا پھیلائی ہے۔ یعنی راجہ اور رعیت کو علم نہ پڑھنے دینا۔ نیک اشخاص کی صحبت نہ ہونے دینا۔ رات دن بہکانے کے سوائے دوسرا کام کچھ بھی نہیں کرنا۔ لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ جو جو مکر و فریب وغیرہ بُرے کام کرتے ہیں وہی پوپ کہلاتے ہیں۔ جو کوئی ان میں بھی دھرم پر چلنے والے فاضل سب کی بہتری چاہنے والے ہیں۔ وہ سچے برہمن اور سادھو ہیں۔ سو اب الٰہی مکار فریبی خود غرض لوگوں (آدمیوں) کو ٹھگ کہنا مطلب پورا کرنے والوں) ہی پر "پوپ" لفظ کا اطلاق کرنا چاہیئے۔ اور برہمن نیز سادھو نام کا نیک اشخاص پر اطلاق کرنا مناسب ہے۔ دیکھو! اگر کوئی بھی اچھا برہمن یا سادھو نہ ہوتا۔ تو وید وغیرہ سچے شاستروں کی کتابوں کا تعلیم (علم قرأت) پڑھانا (کس طرح ہو سکتا) اور جین مسلمان عیسائی وغیرہ کے جال سے بچ کر آریوں کی وید وغیرہ سچے شاستروں میں محبت (کیسے رہ سکتی) اور ان کو دین آشرم میں سوائے (اچھے) برہمن یا سادھوؤں کے کون قائم رکھ سکتا؟ (منو ۲-۱۲۹)۔ "विषादप्यमृतं ग्राह्यम्"

"زہر میں سے آب حیات کے حاصل کرنے کی مانند یہ بات ہے"۔

کہ پوپ لیلا سے بہکائے جانے پر بھی آسیہ لوگ جین وغیرہ متوں سے بچ کر رہے۔ جب یہ بیمان بے علم ہوئے۔ اور آپ کچھ پاٹھ پڑھا پڑھا کر (ادھر) غرور میں آ گئے (تو ادھر) سب لوگوں نے باہم صلاح کر کے راجا وغیرہ سے کہا۔ کہ برہمن اور سادھو کو سزا نہیں دی جانی چاہیئے۔ کیونکہ:۔

"ब्राह्मणो न हन्तव्यः" "साधुने हन्तव्यः"

(برہمن کو نہ مارنا چاہیئے۔ سادھو کو نہ مارنا چاہیئے۔)

ایسے ایسے قول جو کہ سچے برہمن اور سادھوؤں کے حق میں تھے۔ وہ پوپوں نے اپنے پر گھٹا لیے

اور چھوٹی چھوٹی باتوں سے پوتھیاں بنا کر ان میں اپنی مُفیدوں کے نام لکھ دیئے۔ اور انہی کے نام سے سُناتے رہے (اس طرح کرنے سے) ان ذی عزت رشیوں کے نام کی بدولت اپنے پر سے سزا کی قید اٹھوا دی۔

پھر من مانی کارروائی کرنے لگے۔ یعنی ایسے سخت قاعدے بنائے۔ کہ ان پوپوں کی اجازت کے بغیر سونا، اُٹھنا، بیٹھنا، جانا، آنا، کھانا، پینا، دیکھنا بھی لوگ نہ کر سکیں۔ راجاؤں کو ایسا یقین دلایا۔ کہ پوپ گرو والے تمام نہاد براہمن سادھو چاہیں سو کریں۔ اُن کو کبھی سزا نہ دینی چاہیئے۔ یعنی ان کو سزا دینے کا دل میں ارادہ نہ کرنا چاہیئے جب ایسی جہالت پھیلائی۔ تب جیسی پوپوں کی خواہش ہوتی ویسا کرنے لگے۔

سچے اُپدیشک نہ رہنے کا نتیجہ

اس خرابی کے اسباب مہابھارت کے جنگ سے ایک ہزار برس پیشتر سے ہی شروع ہو گئے تھے۔ اگرچہ اس زمانہ میں رشی منی بھی تھے تاہم کچھ کچھ سستی، غفلت، حسد، بغض کے بیج بوئے گئے تھے۔ وہ بڑھتے بڑھتے بڑے ہو گئے۔ (آخر کار) جب سچا اُپدیش (ہدایت) نہ رہا۔ تب آریہ درت میں جہالت پھیلنے سے ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے جھگڑنے لگے۔ کیونکہ

उपदेश्योपदेष्टृत्वात् तत्सिद्धिः ॥
इतरथान्धपरम्परा ॥ (سانکھیہ سوتر ۵-۷۹-۸۱)

"جب اچھے اچھے اُپدیشک (ہادی یا واعظ) ہوتے ہیں۔ تب اچھی طرح دھرم، ارتھ، کام اور موکش حاصل ہوتے ہیں۔ اور جب اچھے واعظ اور سامعین نہیں رہتے۔ تب تاریکی کا دور چلتا ہے۔ پھر بھی جب اتفاق سے کوئی اُپدیش کرتے ہیں۔ تب اس تاریکی کا دور نابود ہو کر روشنی کا دور چلتا ہے۔"

وام مارگ

پھر وہ پوپ لوگ اپنے اور اپنے پاؤں کی پوجا کرانے لگے۔ اور کہنے لگے۔ کہ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ جب یہ لوگ ان کے بس میں ہو گئے۔ تب غفلت اور نفس پرستی میں غرق ہو کر گڈریئے کی مانند جھوٹے گورو بن کر چیلے پھنسانے لگے۔ علم، طاقت، عقل، ہمت، بہادری، سچائی، نیکو نیک اوصاف سب برباد ہوتے گئے۔ پھر جب نفس پرستی میں ڈوبے تو گوشت و شراب کا استعمال بھی کرنے لگے۔ پھر انہی میں سے ایک وام مارگ مت قائم ہو گیا۔

मद्यं मांसं च मीनं च मुद्रा मैथुनमेव च ।
एते पञ्च मकाराः स्युर्मोक्षदा हि युगे युगे ॥ १ ॥
प्रवृत्ते भैरवीचक्रे सर्वे वर्णा द्विजातयः ।
निवृत्ते भैरवीचक्रे सर्वे वर्णाः पृथक् पृथक् ॥ २ ॥
पीत्वा पीत्वा पुनः पीत्वा यावत्पतति भूतले ।
पुनरुत्थाय वै पीत्वा पुनर्जन्म न विद्यते ॥ ३ ॥
मातृयोनिं परित्यज्य विहरेत् सर्वयोनिषु ।
[योन्यां लिङ्गं संस्थाप्य जपेन्मन्त्रमतन्द्रितः] ॥ ४ ॥
वेदशास्त्रपुराणानि सामान्यगणिका इव ।
एकैव शाम्भवी मुद्रा गुप्ता कुलवधूरिव ॥ ५ ॥ (گیارہ سنکھیہ تنتر)

لے اخلاق۔ دولت۔ مقصد۔ نجات۔

دیکھئے ان گیرگنڈ پوپوں کی لیلا کہ جو وید کے برخلاف بھاری اُدھرم کے کام ہیں اپنی کو وام مارگی کہتے عمدہ کھانے شراب گوشت مچھلی مدرا پوری کچوری اور بڑے۔ روٹی وغیرہ چیزیں لیتی پاتر آدھارا اور پانچویں زناکاری (لاتی ہے) یعنی سب مردشو کی مانند اور مستورات پاربتی کی مانند ہیں۔

अहं भैरवस्त्वं भैरवी ह्यावयोरस्तु सङ्गमः ।

خواہ کوئی مرد ہو یا عورت اس اوٹ پٹانگ قول کو پڑھ کر باہم سماگم (صحبت) کرنے سے وہ وام مارگی گناہ نہیں مانتے جن نیچ عورتوں کو چھونا نہیں چاہیئے ان کو نہایت پاکیزہ انہوں نے مانا ہے ان کا اٹھ بنڈ شلوک لکھتے ہیں

रजस्वला पुष्करं तीर्थं चाण्डाला तु स्वयं काशी, चर्मकारी प्रयागः स्याद्रजकी मथुरा मता । अयोध्या पुक्कसी प्रोक्ता ॥

"حیض والی عورت کے ساتھ صحبت کرنا ایسا ہے جیسا کہ پشکر میں نہانا۔ چانڈال کی عورت سے صحبت کرنا گویا کاشی کی زیارت ہے چمارنی کے ساتھ بدفعلی کرنا گویا پریاگ میں نہانا ہے۔ دھوبن کے ساتھ صحبت کرنا گویا متھرا کی زیارت کرنا ہے اور فاحشہ عورت کے ساتھ بدفعلی کرنا گویا اجودھیا کی زیارت کر کے آنا ہے۔"

شراب کا نام "تیرتھ" رکھا ہے۔ گوشت کا شدھی، مچھلی کا نام ترتیا جن تو میکا۔ مدرا کا نام چیتر متھی اور زناکاری کا نام پنچمی ایسے ایسے نام اس لیے رکھے ہیں۔ کہ کوئی دوسرا نہ سمجھ سکے۔ کول آدرد دیم شامبھو اور گن وغیرہ اپنے نام رکھے ہیں۔ اور جو وام مارگ مت میں نہیں ہیں۔ ان کے نام "کلشک" رکھے ہیں۔ "پشو" وغیرہ رکھے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ جب بھیروی چکر چل رہا ہو تب اس میں داخل شدہ برہمن سے لے کر چانڈال تک کا نام دویج ہو جاتا ہے۔ اور جب بھیروی چکر سے الگ ہو جائیں۔ تب سب لوگ اپنے اپنے درجوں میں ہو جائیں۔ بھیروی چکر میں وام مارگی لوگ لمبی یا تختی پر ایک نقطہ مثلث۔ مربع یا دائرہ بنا کر اس پر شراب کا گھڑا رکھ کر اس کی پوستش کرتے ہیں پھر ایسا منتر پڑھتے ہیں:۔ "ब्रह्मशापं विमोचय" "یعنی اے شراب! تو برہما وغیرہ کی بددعا سے بری ہو جا۔"

ایک پوشیدہ جگہ میں کہ جہاں سوائے وام مارگی کے دوسرے کو نہیں آنے دیتے۔ عورت اور مرد جمع ہوتے ہیں۔ وہاں (مرد) ایک عورت کو برہنہ کر کے پوستش کرتے اور عورتیں کسی مرد کو برہنہ کر کے پوستش کرتی ہیں پھر کوئی کسی عورت کو۔ کوئی اپنی یا دوسرے کی لڑکی کو۔ کوئی کسی اور کی یا اپنی ماں بہن بہو وغیرہ کو جو وہاں آتی ہیں پکڑ سکتا ہے۔ ایک برتن میں شراب بھر کر گوشت اور بڑے وغیرہ ایک تھال میں بھر کر وہاں رکھ دیتے ہیں۔ جو ان کا آچاریہ ہوتا ہے۔ وہ شراب کے پیالے کو ہاتھ میں لے کر بولتا ہے کہ "بھیرو واہم" "مہشو واہم" یعنی میں بھیرو یا شو ہوں یہ کہہ کر پی جاتا ہے۔ پھر اسی جوٹھے برتن سے سب پیتے ہیں۔ اور جب کسی کی عورت یا فاحشہ عورت کو برہنہ کر کے یا کسی مرد کو برہنہ کر کے ہاتھ میں تلوار دیتے ہیں۔ تو اس عورت کا نام دیوی اور اس مرد کا نام مہادیو رکھتے ہیں۔ ان کے اعضائے تناسل کی پوستش کرتے ہیں۔ پھر اس دیوی یا شو کو شراب کا پیالہ پلا کر پھر اس جوٹھے برتن سے سب لوگ ایک ایک پیالہ پیتے ہیں۔ پھر اسی طرح سلسلہ وار اپنی پی کر لشتے میں مست ہو جاتے ہیں۔ چاہے کوئی کسی کی بہن لڑکی یا ماں کیوں ہو جس کی جس کے ساتھ خواہش ہو

اس کے ساتھ بدفعلی کرتے ہیں۔ کبھی کبھی بہت نشہ چڑھنے سے جوتے اور لاتیں چلاتے مُکا مکی ہوتے اور بال کھینچتے ہوئے آپس میں لڑتے ہیں کبھی کوتوالی تک آجائے۔ تو ان میں جو کامل اگھوری یعنی ستیارتھ گیا جاتا ہے۔ وہ نشہ چیز کو بھی کھا لیتا ہے۔ ان کے سب سے بڑے ستیارتھ کی یہ باتیں ہیں۔ کہ :-

हालां पिबति दीक्षितस्य मन्दिरे सुप्तो निशायां ।
गणिकागृहेषु । विराजते कौलचक्रवर्ती ।

جو "دیکشت" یعنی کلال کے گھر میں جاکر بوتل پیوے تو تل چڑھاوے۔ رنڈیوں کے گھر میں جاکر ان سے بدفعلی کرکے سوئے۔ جو اس قسم کے کام بے شرم اور بے خوف ہو کر کرے۔ وہی وام مارگیوں میں سب سے اعلیٰ اور شہنشاہِ عالم کی مانند مانا جاتا ہے۔ یعنی جو بڑا ابدچلن ہو۔ وہی ان میں بڑا۔ جو اچھے کام کرے اور بُرے کاموں سے ڈرے وہ چھوٹا ہے۔ کیونکہ :-

पाशवद्धो भवेज्जीवः पाशमुक्तः सदा शिवः ॥ (گیان سنکلنی تنتر شلوک ۴۰)

اس طرح یہ تنتر میں کہا ہے۔ کہ :-

"جو دنیا کی شرم، شاستر کی شرم، خاندان کی شرم وغیرہ وغیرہ زنجیروں میں مقید ہے۔ وہ جیو اور جو بے شرم ہو کر بُرے کام کرے۔ وہی مداشیو ہے۔"

"اوڈیس تنتر" وغیرہ میں ایک بات لکھی ہے۔ کہ ایک گھر میں چاروں طرف طاقچے ہوں۔ ان میں شراب کی بوتلیں بھر کر رکھ دینی چاہئیں۔ جو آدمی ان طاقچوں میں سے ایک بوتل پی کر دوسرے طاقچہ کی طرف جائے اس میں سے پی کر تیسرے کی طرف۔ اور تیسرے میں سے پی کر چوتھے کی طرف جائے اور کھڑا رہ کر تب تک شراب پیتا جاوے۔ کہ جب تک لکڑی کی مانند زمین پر نہ گر پڑے۔ پھر جب نشہ اترے۔ تب اسی طرح پی کر گر پڑے پھر تیسری دفعہ اسی طرح پی کر گر پڑے۔ اور اٹھے۔ تو اس کا دوبارہ جنم نہیں ہوتا۔ ہاں سچ تو یہ ہے۔ کہ ایسے ایسے انسانوں کو دوبارہ انسان کا جنم ملنا بہت مشکل ہے۔ البتہ نیچ یونی (ادنیٰ جنم) میں پڑ کر بہت دیر تک اس میں رہیں گے۔ وام مارگیوں کے تنتر گرنتھوں میں یہ بات بطور اصول کے لکھی ہے۔ کہ ایک ماں کے سوائے کسی عورت کو بھی نہ چھوڑنا چاہیئے۔ یعنی خواہ اپنی لڑکی یا بہن وغیرہ ہی کیوں ہو۔ سب کے ساتھ سماگم کر لینا چاہیئے۔ ان وام مارگیوں کی دس مہاودیا (اعلیٰ علوم) مشہور ہیں۔ ان میں سے ایک ماتنگی ودیا والا کہتا ہے کہ

"मातरमपि न त्यजेत्" "یعنی ماں کو بھی سماگم کئے بغیر نہ چھوڑنا چاہیئے۔"

اور عورت مرد کے سماگم کے وقت منتر چلتے (دہراتے) ہیں۔ کہ ہم کو کمالیت حاصل ہو جائے۔ اس قسم کے پاگل اور پلے درجے کے وحشی انسان دنیا میں کم ہوں گے۔

جو انسان جھوٹ چلانا چاہتا ہے۔ وہ سچائی کی برائی خود ہی کہتا ہے (چنانچہ) دیکھئے وام مارگی کیا کہتے ہیں "وید شاستر اور پران یہ سب معمولی فاحشہ عورتوں کی مانند ہیں۔ اور جو یہ شامبھوی وام مارگ کی مدد لیتے وہ ایک پردہ دار خاندان کی عورت کی مانند ہے۔ اس لئے ان لوگوں نے صرف وید کے برخلاف مذہب قائم کیا ہے۔ پھر (جب) ان لوگوں کا مذہب بہت پھیلا تب فریب کرکے ویدوں کے نام سے بھی وام مارگ

کی تھوڑی لیلا چلائی۔ یعنی सौत्रामण्यां सुरां पिबेत् ॥ प्रोक्षितं भक्षयेन्मांसम् ॥
वैदिको हिंसा हिंसा न भवति ॥
न मांसभक्षणे दोषो न मद्ये न च मैथुने ।
प्रवृत्तिरेषा भूतानां निवृत्तिस्तु महाफला ॥ (منوسمرتی ۵)

"سوترامنی یگیہ میں شراب پیجے۔ یگیہ میں گوشت کھانے میں عیب نہیں۔ وید کی ہدایت کے موجب کی ہوئی ہنسا ہنسا نہیں کہلاتی۔ مانس کھانے' شراب پینے' نار کرنے میں عیب نہیں۔" (منواد ھیائے ۵ ۔ ۵۶)

سوترامنی یگیہ میں شراب پیجے (اس کے درست و صحیح معنی یہ ہیں۔ کہ سوترامنی یگیہ میں سوم رس یعنی سوم بلی کا عرق پیجے) پروکشٹ یعنی یگیہ میں گوشت کھانے میں عیب نہیں (ایسی پامرین (رذالت) کی باتیں وام مارگیوں نے چلائی ہیں) ان سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ جو وید کی ہنسا ہنسا نہ ہو۔ تو پھر اور تیرے خاندان کو مار کر ہوم کر ڈالیں۔ تو کیا ڈرہے۔ گوشت کھانے' شراب پینے' نار کاری کرنے وغیرہ میں عیب نہیں۔ یہ کہنا چھوکرا پن ہے کیونکہ بغیر جانداروں کو تکلیف دیئے گوشت حاصل نہیں ہوتا اور بغیر قصور کے ایذا دینا دھرم کا کام نہیں۔ شراب پینے کی تو سب جگہ ممانعت ہی ہے کیونکہ اب تک وام مارگیوں کے سوائے کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ بلکہ سب جگہ ممانعت ہے۔ اور بغیر بیاہ کے جماع میں بھی عیب ہے۔ اس کو بے عیب کہنے والا خود علی ہے۔

ایسے ایسے قول بھی رشیوں کی کتابوں میں ڈال کر کتنے ہی رشی ملنیوں کے نام سے کتابیں بنا کر گومیدھ' اشومیدھ' نام کے یگیہ بھی کرانے لگ گئے تھے یعنی ان جیوانوں کو مار کر ہوم کرنے سے یجمان اور جیوان کو بہشت ملتا ہے۔ اس مشہور بات کی بابت تحقیق تو یہ ہے۔ کہ جو براہمن گرنتھوں میں اشومیدھ گومیدھ' نرمیدھ وغیرہ الفاظ درج ہیں۔ ان کے ٹھیک ٹھیک معنی نہیں جانتے کیونکہ اگر جانتے تو ایسا غضب کیوں کرتے۔

اشومیدھ وغیرہ کے صحیح معنے

سوال۔ اشومیدھ' گومیدھ' نرمیدھ وغیرہ الفاظ کے معنے کیا ہیں؟ جواب۔ ان کے معنے تو یہ ہیں:۔

राष्ट्रं वा अश्वमेधः अन्नं ह्येहि गौः ॥ अग्निर्वा अश्वः ॥ आज्यं मेधः ॥
(شت پتھ ۱۳-۱-۱-۱ ' ۱۳-۲-۲-۱۲۵)

گھوڑے' بگے وغیرہ حیوان نیز انسان مار کر ہوم کرنا کہیں نہیں لکھا۔ صرف وام مارگیوں کی کتابوں میں ایسے جھوٹے معنی لکھے ہیں۔ بلکہ یہ بات بھی وام مارگیوں نے چلائی ہے۔ اور جہاں جہاں تحریر ہے۔ وہاں وہاں بھی وام مارگیوں نے ملاوٹ کی ہے۔

دیکھو راجہ کا انصاف۔ دھرم سے رعیت کی پرورش کرنا۔ یجمان (علم کا لینے والا) کا علم پڑھانا' آگ میں گھی وغیرہ کا ہوم کرنا ('اشومیدھ') کہلاتا ہے۔

اناج۔ حواس' شعاع' زمین وغیرہ کو پاکیزہ رکھنا گومیدھ کہلاتا ہے اور جب انسان مر جائے تب اس کے

جسم کو باقاعدہ جلانا نرمیدھ کہلاتا ہے۔

قربانی سے بہشت نہیں ملتا

سوال۔ یگیہ کرنے والے کہتے ہیں۔ کہ یگیہ کرنے سے یجمان اور جیو بہشت کو جاتے تھے۔ نیز ہوم کرکے پھر جیوان کو زندہ کرتے تھے۔ یہ بات سچی ہے یا نہیں؟ جواب۔ جو بہشت کو جاتے ہوں۔ تو ایسی بات کہنے والے کو مار ہوم کر بہشت کو پہنچانا چاہیئے۔ یا اس کے پیارے ماں باپ عورت اور لڑکے وغیرہ کو مار ہوم کر کیوں نہیں پہنچاتے۔ ویدی ویدی میں سے پھر کیوں نہیں زندہ کر لیتے۔ سوال جب یگیہ کرتے ہیں۔ تو ویدوں کے منتر پڑھتے ہیں۔ وید وید میں نہ ہوتے۔ تو کہاں سے پڑھتے؟

ویدمیں حیوانوں کی قربانی

جواب۔ منتر کبھی کو کہیں پڑھنے سے نہیں۔ دکھتا۔ کیونکہ وہ ایک لفظ ہے۔ لیکن ان کے معنے ایسے نہیں ہیں۔ کہ جیوان کو ہوم کرنا جیسے "اگنیئے سوا ہا" اس قسم کے منتروں کے معنی (یہ ہیں۔ کہ) آگ میں سامگری یعنی طاقت دینے والی گھی وغیرہ اچھی چیزوں کے ہوم کرنے سے ہوا۔ بارش پانی پاکیزہ ہو کر دنیا کو راحت پہنچاتے ہیں۔ لیکن ان سچے معانی کو وہ جاہل نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ جو خود غرضی کے خیال والے ہوتے ہیں۔ وہ سوائے اپنی غرض پوری کرنے کے دوسری بات کچھ بھی نہیں جانتے۔ اور نہیں مانتے۔

وام مارگ نے بدھ مت کی ضرورت قائم کی

اتھل جب ان پوجاریوں کی ایسی بد کرداریاں کہیں۔ اور ویدم مرنے کا تہ پن شرادھ وغیرہ دیکھا۔ تو ایک سخت خوفناک وید شاستروں کی مذمت کرنے والا بدھ باجین مت رائج ہوا۔

بدھ مت کا آغاز

سنتے ہیں۔ کہ اسی ملک میں گورکھپور کا ایک راجہ تھا۔ اس سے پوجاریوں نے یگیہ کرایا۔ اس کی پیاری رانی کا سامگ گھوڑے کے ساتھ کرایا جس سے وہ مر گئی اس پر وہ بعد ازاں دنیا چھوڑ کر اپنے لڑکے کو سلطنت سونپ اور سادھو ہو کر پوجاریوں کی قلعی کھولنے لگا۔ اس کی مثال کے طور پر چار داک اور اجا تک مت بھی ہوا۔ انہوں نے بھی قسم کے شلوک بنائے ہیں۔

पशुश्चेन्निहतः स्वर्गं ज्योतिष्टोमे गमिष्यति ।
स्वपिता यजमानेन तत्र कस्मान्न हिंस्यते ॥
मृतानामपि जन्तूनां श्राद्धं चेत्तृप्तिकारणम् ।
गच्छतामिह जन्तूनां व्यर्थं पाथेयकल्पनम् ॥

جو جیوان مار کر اگنی میں ہوم کرنے سے جیوان سورگ کو جاتا ہے۔ تو یجمان اپنے باپ وغیرہ کو مار کر سورگ میں کیوں نہیں بھیجتے۔ جو مرے ہوئے انسانوں کی تسپری کے لئے شرادھ اور تہ پن ہوتا ہے۔ تو غیر ملک میں جانے والے راستے کا خرچ کھانے پینے کے لئے باندھ دینا فضول ہے۔ کیونکہ جب مرے ہوئے کو شرادھ تہ پن سے اتن جل پہنچتا ہے۔ تو جیتے ہوئے غیر ملک میں جانے والے راستے میں چلنے والوں کو گھر میں خدا کی بنی ہوئی بدھ میں

ڈال کر ٹاپھران کے نام پر لکھنے سے کیوں نہیں پہنچتی۔ جو جیتے ہوئے دور ملک یا دس ہاتھ پر بیٹھے ہوئے کو دیا ہوا نہیں پہنچا۔ تو مرے ہوئے کے پاس کس طرح پہنچ سکتا ہے؟

جین مت اور بت پرستی کا آغاز

لوگ ان کی ایسی مدلل باتوں کو ماننے لگے۔ اور ان کا مت بڑھنے لگا۔ جب بہت سے راجہ جاگیردار ان کے مت میں ہوئے۔ تب پوپ جی بھی ان کی طرف جھکے۔ کیونکہ ان کو جدھر مال اچھا ملا۔ وہیں چلے گئے۔ فوراً جینی بننے لگے۔ جینیوں میں بھی اور طرح کی پوپ لیلا بہت ہے۔ گیارھویں باب میں لکھیں گے بہت لوگوں نے ان کا مت قبول کیا۔ لیکن وہ لوگ جو مہاراشٹر۔ کاشی، قنوج، مغربی، جنوبی ملک والے تھے۔ انہوں نے جینیوں کا مت قبول نہیں کیا تھا۔ وہ جینی دید کے معنے نہ جان کر بیرونی پوپ لیلا کی بنیاد غلطی (کم علمی) سے ویدوں پر مان کر ویدوں کی بھی مذمت کرنے لگے۔ اس کے بڑھنے پڑھانے۔ یگیوپویت (دھاگہ بندی) اور برہمچریہ کے اصولوں کو بھی تباہ کیا جہاں جتنی کتابیں دید وغیرہ کی پائیں۔ ان کو تلف کیا۔ آریوں پر بہت سا حکومت کا زور بھی چلایا۔ اور تکلیف دی۔ جب ان کو خوف اور خطرہ نہ رہا۔ تب اپنے مت والے گرہستی اور سادھوؤں کی عزت اور ویدکے پیروؤں کی بے عزتی کرنے اور طرفداری سے سزا بھی دینے لگے۔ اور خود عیش و آرام اور غرور میں بھول کر پھرنے لگے۔ رشبھ دیو سے لے کر مہاویر تک اپنے تیرتھنکروں کے بڑے بڑے بت بنا کر پرستش کرنے لگے یعنی پاشان وغیرہ مدتی پوجا کی بنیاد جینیوں سے پھیلی۔ پرمیشور کا ماننا کم ہوا۔ پتھر وغیرہ مورتی پوجا میں مصروف ہوئے۔ ایسی تین سو برس تک آریہ دیش میں جینیوں کی سلطنت رہی۔ بہت لوگ ویدکے علم وغیرہ سے ناواقف ہو گئے تھے اس بات کو تقریباً ۱۲۰۰ اڑھائی ہزار برس گذرے ہوں گے۔

شنکر آچاریہ کا ظہور

پانچ سو برس ہوئے۔ کہ ایک شنکر آچاریہ دراوڑ ملک میں پیدا شدہ برہمچریہ سے ویاکرن وغیرہ سب شاستروں کو پڑھ کر سوچنے لگے۔ کہ آہ! نیچے اور آتنک (پرمیشور کو ماننے والے) ویدمت کا چھوٹنا۔ اور جین پرمیشور کے نہ ماننے والے مت کا رائج ہونا بڑے نقصان کی بات ہے۔ اس کو کسی طرح رفع کرنا چاہیئے۔ شنکر آچاریہ جی شاستر کے علاوہ جین مت کی کتابوں کو بھی پڑھتے تھے۔ اور ان کی دلیل بھی بہت مضبوط تھی۔ انہوں نے سوچا۔ کہ ان کو کس طرح ہٹائیں۔ یقین ہوا کہ اپدیش (وعظ) اور مباحثہ کرنے سے یہ لوگ نہیں مٹیں گے۔ ایسا سوچ کر بنارس شہر میں آئے۔ وہاں اس وقت سودھنوا راجہ تھا۔ جو جینیوں کی کتابیں اور کچھ سنسکرت بھی پڑھا تھا۔ وہاں جا کر وید کا اپدیش کرنے لگے اور راجہ سے مل کر کہا۔ کہ آپ سنسکرت اور جینیوں کی بھی کتابیں پڑھے ہو۔ اور جین مت کو مانتے ہو۔ اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں۔ کہ جینیوں کے پنڈتوں کے ساتھ میرا مباحثہ کرائیے۔ اس شرط پر کہ جو ہارے وہ جیتنے والے کا مذہب اختیار کرے۔ اور آپ بھی جیتنے والے کا مذہب قبول کیجئے گا۔ اگر یہ سودھنوا راجہ جین مت میں تھا۔ تو بھی سنسکرت کی کتابیں پڑھنے سے اس کی عقل میں کچھ علم کی روشنی تھی۔ اس لئے اس کے دل میں پہلے درجے کی سچ سمجھ سکنے کی ناقابلیت نہیں چھائی تھی۔ کیونکہ جو عالم ہوتا ہے وہ سچ اور جھوٹ کی آزمائش کر کے سچ کو قبول اور جھوٹ

کو چھوڑ دیتا ہے

جب تک بودھ اوتار کو بڑا عالم اپدیشک (واعظ) نہیں ملا تھا۔ تب تک شک میں تھے کہ ان میں سے کونسا سچا اور کونسا جھوٹا ہے جب شنکر آچاریہ کی یہ بات سنی۔ تو خوشی کے ساتھ بولے۔ کہ ہم شاستراتھ کرکے سچ جھوٹ کا فیصلہ ضرور کرائیں گے جینیوں کے پنڈتوں کو دور دور سے بلا کر سبھا کرائی۔ اس میں شنکر آچاریہ کا ویدمت اور جینیوں کا ویدمت کے برخلاف مت تھا یعنی شنکر آچاریہ کا پکش (دعوے) ویدمت کی تائید اور جینیوں کی تردید اور جینیوں کا پکش اپنے مت کی تائید اور وید کی تردید تھا۔ مباحثہ کئی دن ہوا جینیوں کا مت یہ تھا۔ کہ جگت بنانے والا ایشور کوئی نہیں۔ یہ دنیا اور جیو آتما انادی ہیں۔ ان دونوں کی پیدائش اور تباہی کبھی نہیں ہوتی۔ اس کے برخلاف شنکر آچاریہ کا مت تھا۔ کہ انادی سدھ پرماتما ہی دنیا کا بنانے والا ہے۔ یہ دنیا اور جیو جھوٹ ہے۔ کیونکہ اس پرمیشور نے اپنی مایا سے دنیا بنائی۔ وہی پرماتما اور فنا کرنے والا ہے۔ اور یہ جیو اور کائنات خواب کی مانند ہے۔ پرمیشور خود ہی سب جگت روپ (شکل عالم) ہو کر لیلا (کھیل) کر رہا ہے۔ بہت دنوں تک مباحثہ ہوتا رہا۔ لیکن آخر شنکر دلیل اور حوالہ سے جینیوں کا مت شکست یاب اور شنکر آچاریہ کا مت فتح یاب رہا۔ تب ان جینیوں کے پنڈت اور بودھ اوتار راجہ نے ویدمت کو قبول کر لیا۔ اور جین مت کو چھوڑ دیا۔ پھر بڑا اتسو (دھوم) ہوا۔ اور بودھ اوتار راجہ نے دیگر اپنے دوست اور آشنا راجاؤں کو لکھ کر شنکر آچاریہ سے مباحثہ کرایا جینیوں کی شکست کا زمانہ آپہنچا تھا شکست کھاتے گئے۔ بعد ازاں شنکر آچاریہ کے آریہ درت ملک میں سب جگہ گھومنے کا انتظام بودھ اوتار وغیرہ راجاؤں نے کرا دیا اور ان کی حفاظت کے لئے فوج کا بھی لکھ دیئے۔ اسی وقت سے سب کے یگیہ پوجا ہونے لگے اور ویدوں کی درس وتدریس (پڑھنا پڑھانا) نے رواج پکڑا دس سال کے اندر سارے آریہ درت ملک میں گھوم کر جینیوں کی تردید اور ویدوں کی تائید کی۔

شنکر آچاریہ کے وقت میں جین دھرمی (ہونے) یعنی اب جتنے بت جینیوں کے نکلتے ہیں وہ شنکر آچاریہ کے وقت میں ٹوٹے ہیں۔ جو بغیر ٹوٹے نکلتے ہیں۔ وہ جینیوں نے زمین میں گاڑ دیئے تھے۔ کہ ٹوٹنے نہ جائیں۔ وہ اب تک کہیں کہیں زمین میں سے نکلتے ہیں شنکر آچاریہ کے پہلے شومت بھی تھوڑا سا رائج تھا۔ (اس نے) اس کی اور وام مارگ کی بھی تردید کی۔ اس وقت اس ملک میں دولت بہت تھی۔ اور لوگوں کے دلوں میں بھی ملکی ہمدردی کا خیال تھا جینیوں کے مندر شنکر آچاریہ اور بودھ اوتار نے نہیں تڑوائے تھے کیونکہ ان کا ان میں وید وغیرہ کی پاٹھ شالائیں بنانے کا ارادہ تھا جب ویدمت کا قائم کر چکے اور علم پھیلانے کا خیال کر لے ہی تھے۔ کہ اتنے میں وہ جینیوں نے جو باہر سے بسائے نام ویدمت کے معتقد اور اندر سے پکے جینی یعنی کپٹ منی تھے۔ اور شنکر آچاریہ جن پر بہت خوش تھے موقعہ پاکر ان کو ایسی زہریلی چیز کھلا دی۔ کہ ان کی بھوک کم ہو گئی۔ بعد ازاں جسم پر پھوڑے پھنسی ہو کر چھ مہینے کے اندر مر گئے۔ تب سب کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔ اور جو علم کی اشاعت ہونے والی تھی۔ وہ بھی نہ ہونے پائی جو انہوں نے شاریرک بھاشیہ وغیرہ بنائے تھے۔ ان کی اشاعت شنکر آچاریہ کے شاگرد کرنے لگے یعنی جو

جینیوں کی تردید کے لئے "برہم برحق" عالم فانی اور جیو (روح) برہم کا ایک ہونا بیان کیا تھا اس کا وعظ کرنے لگے جنوب میں شرنگیری مشرق میں گووردھن۔ شمال میں جوشی اور دوارکا میں ساردا مٹھ بنا کر شنکر آچاریہ کے شاگرد دولتمند ہو کر رائج کرنے لگے کیونکہ شنکر آچاریہ کے پیچھے ان کے چیلوں کی بڑی عزت ہونے لگ گئی تھی۔

اب اس میں غور کرنا چاہیئے۔ کہ اگر جیو (روح) برہم (خدا) کی یکتائی اور دنیا کا جھوٹا ہونا شنکر آچاریہ کا ذاتی اعتقاد تھا۔ تو عمدہ اعتقاد نہیں۔ اور ویدوں کی تردید کے لئے اس اعتقاد کو بطور دلیل اختیار کیا ہو۔ تو کچھ اچھا ہے۔ نوین ویدانتیوں کا اعتقاد حسب ذیل ہے:۔

نوین ویدانتیوں کی تردید

سوال۔ دنیا مثل خواب ہے (یا جیسے) اسی میں سانپ صیدف (سیپ) میں چاندی۔ سراب میں پانی فرضی دنیا اور اندر جال کی طرح یہ دنیا جھوٹی ہے۔ ایک برہم ہی سچا ہے۔ سدھانتی۔ تم جھوٹا کس کو کہتے ہو؟ نوین ویدانتی جس کا وجود نہ ہو اور معلوم ہوئے۔ سدھانتی جس کا وجود ہی نہیں اس کا علم کیسے ہو سکتا ہے؟ نوین ویدانتی۔ ادھیارروپ سے سدھانتی سادھیارروپ کس کو کہتے ہیں؟

وستونیہ وستو اروپنم دھیائے

ادھیارروپ اپوادابھیام نشپرپنچ پرپنچتے"

نوین ویدانتی چیز کا کچھ اور ہونا۔ اس میں دوسری چیز کا سمجھا جانا۔ ادھیاس یعنی ادھیارروپ ہے اس کا وجود کہنا اپ واد کہلاتا ہے۔ ان دونوں کے ذریعے غیر متغیر برہم میں "تغیر" پذیر جہان کا ظہور مانا جاتا ہے سدھانتی۔ تم تو رسی کو وجود اور سانپ کو موہوم سمجھ کر اس غلطی کے دام میں پڑے ہو۔ کیا سانپ وجود نہیں ہے؟ اگر کہو۔ کہ رسی میں نہیں۔ تو کسی اور جگہ ہے۔ اور اس کا خیال دل میں ہے پس سانپ بھی موہوم دہا۔ اسی طرح ستون میں آدمی۔ صدف میں چاندی وغیرہ کی کیفیت جان لینا۔ اور خواب میں بھی جو اشیاء نظر آتی ہیں۔ وہ کسی اور جگہ ہیں۔ اور ان کا خیال آتما میں بھی ہے۔ اس لئے وہ خواب بھی وجود میں موہوم شے کے تصور کر لینے کی مانند نہیں۔ نوین ویدانتی۔ جو کبھی نہ دیکھا نہ سنا۔ مثلاً اپنا سر کٹنا ہے اور آپ رہتا ہے۔ پانی کی دھار اوپر جاری ہے جو کبھی نہیں ہوا تھا۔ وہ دیکھا جاتا ہے۔ وہ امر واقع کیونکر ہو سکتا ہے سدھانتی۔ یہ مثال بھی تمہارے دعوے کو ثابت نہیں کر سکتی کیونکہ بغیر دیدشنید کے خیال نہیں پیدا ہوتا خیال کے بغیر یادداشت اور یادداشت کے بغیر اظہار دیدہ و نہیں ہوتا۔ جب کسی نے سنا یا دیکھا کہ فلاں شخص کا سر کٹا اور پھر اوپر کی طرف جاتی پانی کی دھار نظر آتی ہے۔ یہ بھی وجود میں موہوم کے تصور کی مانند نہیں۔ بلکہ جیسے نقشہ کو پہلے سے دیکھے سنے یا کئے ہوئے کو آتما سے (گویا)

نکال کر لکھ دیتے ہیں۔ یا عکس لینے والا عکس کو دیکھ کر آتما میں شکل کو قائم کر کے ہو بہو لکھ دیتا ہے۔

ہاں اتنی بات مزدود ہے۔ کہ کبھی کبھی خواب میں سابقہ یاد ہوئی ہوئی چیزوں کا اظہار ہوتا ہے مثلاً اپنے معلم کو دیکھتا ہے۔ اور جب کبھی بہت مدت کے دیکھے یا سنے ہوئے مگر بھولے ہوئے علم کی یاد آتی ہے۔ تب یاد نہیں رہتا۔ کہ جو میں نے اس وقت دیکھا، سنا یا کیا تھا۔ اسی کو دیکھتا، سنتا یا کرتا ہوں۔ جیسے بیداری میں یاد رکھتا ہے۔ ویسے خواب میں باقاعدہ نہیں ہو سکتا۔ دیکھو پیدائشی اندھے کو رنگ کا خواب نہیں آتا۔ لہٰذا تمہارے ادھیاس اور ادھیارو پ کی تعریف جھوٹی ہے۔ اور جو (نوین ویدانتی) لوگ دست دادیلی رسی میں سانپ وغیرہ کے اظہار کی تمثیل کو برہم میں جہان کے ظاہر ہونے کے بارہ میں دیتے ہیں وہ بھی درست نہیں۔ نوین ویدانتی۔ ادھشٹھان (مسکن) کے بغیر ساکن معلوم نہیں ہوتا۔ جیسے رسی نہ ہو تو سانپ معلوم نہیں ہو سکتا۔ جیسے رسی میں سانپ تینوں زمانوں میں نہیں ہے۔ لیکن تاریکی اور قدرے رسی کے ملاپ پر اچانک رسی کو دیکھنے سے سانپ کا وہم پیدا ہو کر خوف سے (انسان) کانپتا ہے جب اس کو چراغ وغیرہ سے دیکھ لیتا ہے۔ اسی وقت وہم اور خوف دور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح برہم میں جو جہان کا جھوٹا علم ہوتا ہے۔ وہ برہم کے یتھ علم ہونے پر دور ہو جاتا ہے جس طرح کہ رسی کا علم ہونے پر سانپ کا وہم فنا ہو جاتا ہے۔

سدھانتی۔ برہم میں جہان کا غلط علم کس کو ہوا؟ نوین ویدانتی۔ جیو کو۔ سدھانتی جیو کہاں سے ہوا؟ نوین ویدانتی۔ اگیان (لاعلمی) سے سدھانتی لاعلمی کہاں سے ہوئی؟ اور کہاں رہتی ہے؟ نوین ویدانتی۔ لاعلمی انادی ہے اور برہم میں رہتی ہے۔ سدھانتی۔ برہم میں برہم کی لاعلمی ہوئی یا کسی غیر کی۔ اور وہ لاعلمی کس کو ہوئی؟ نوین ویدانتی۔ چدابھاس کو۔ سدھانتی۔ چدابھاس کی ماہیت کیا ہے؟ نوین ویدانتی۔ برہم۔ برہم کو برہم کی لاعلمی یعنی اپنی ذات کو آپ ہی بھول جانا۔ سدھانتی۔ اس کے بھولنے کا باعث کیا ہے؟ نوین ویدانتی۔ بے علمی۔ سدھانتی۔ بے علمی محیط کل برہمدان کی صفت ہے یا محدود العقل کی؟ نوین ویدانتی۔ محدود العقل کی۔ سدھانتی۔ اچھا تمہارے اعتقاد میں ماسوائے ایک غیر محدود، ہمہ دان، شعور بالذات کے دوسرا کوئی ذی شعور ہے یا نہیں۔ اور یہ کم علم والا وجود کہاں سے آیا؟ ہاں اگر مانو۔ کہ کم علم والا ذی شعور وجود برہم سے جدا ہے تو ٹھیک ہے۔ نہیں تو جب ایک حصہ میں برہم کو اپنی ذات کی لاعلمی ہو۔ تو سب حصوں میں لاعلمی پھیل جائے۔ جیسے جسم میں پھوڑے کا درد سب جسم کے حصوں کو محسوس کرا دیتا ہے۔ اسی طرح برہم بھی ایک حصے میں لاعلم اور درد میں مبتلا ہو۔ تو کل برہم بھی لاعلم اور درد محسوس کرنے والا ہو جائے۔ نوین ویدانتی۔ یہ سب آپادھی (عارضہ) کا وصف ہے برہم کا نہیں سدھانتی۔ آپادھی غیر ذی شعور ہے یا شعور والی اور حق ہے یا باطل؟ نوین ویدانتی۔ انرو چنیہ (ناقابل بیان) یعنی جس کو غیر علم والی یا علم والی سچی یا جھوٹی نہیں کہہ سکتے۔ سدھانتی۔ یہ تمہارا کہنا

'वदतो व्याघातः' "یعنی اپنے قول کی آپ تردید کرنے کی مانند ہے۔"

کیونکہ کہتے ہو۔ کہ غیر علم والی ہے۔ مگر اس کو ذی شعور یا غیر ذی شعور، سچ جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔ یہ ایسی بات ہے کہ جیسے سونے میں پیتل ملا ہو۔ اس کا امتحان کرایا جائے۔ کہ آیا یہ سونا ہے یا پیتل۔ تو

تب ویسی کہے گا۔ کہ اس کو ہم نہ سنا مان سکتے ہیں نہ بیلیک۔ بلکہ اس میں دونوں دھاتیں ملی ہوئی ہیں لیکن ویدانتی دیکھو جس طرح گھٹ آکاش (گھڑے کے اندر موجود آکاش) مٹھ آکاش (مکان کے اندر موجود آکاش) میگھ آکاش (بادلوں کا آکاش) اور مہت آکاش (آکاش عظیم) کی اپادھیاں ہیں یعنی گھر گھر اور بادلوں کے ہونے سے آکاش مختلف معلوم ہوتے ہیں۔ درحقیقت مہت آکاش ایک ہی ہے۔ اسی طرح بے علمی کلیت، جڑیت اور انہ کرن کے عارضوں کے باعث لاعلموں کو برہم جدا جدا معلوم ہو رہا ہے۔ درحقیقت ایک ہی ہے۔ دیکھو آگے کے حوالہ میں کیا لکھا ہے:۔ (کٹھ اپنشد ۵-۹):-

अग्निर्यथैको भुवनं प्रविष्टो रूपं रूपं प्रतिरूपो बभूव ।
एकस्तथा सर्वभूतान्तरात्मा रूपं रूपं प्रतिरूपो बहिश्च ॥

"جس طرح آگ لمبی، چوڑی، چھوٹی، بڑی سب قسم کی شکل والی چیزوں میں محیط ہو کر ویسی ہی شکل میں دکھائی دیتی ہے۔ اور ان سے الگ ہے ویسے ہی محیط کل پرمیشور انہ کرنوں میں محیط ہو کر انہ کرن کی شکل والا ہو رہا ہے۔ لیکن ان سے جدا ہے"

سدھانتی۔ یہ بھی تمہارا کہنا فضول ہے کیونکہ جیسے گھڑے، مکان، بادل اور آکاش کو الگ الگ مانتے ہو ویسے ہی علت و معلول والے جہان اور جیو کو برہم سے اور برہم کو ان سے جدا مان لو۔ لیکن ویدانتی جس طرح آگ سب میں داخل ہو کر دیکھنے میں اس شکل کی نظر آتی ہے۔ اسی طرح پرمیشور بے جان اور جیو میں محیط ہو کر شکل والا یعنی کم علم والوں کو صورت والا نظر آتا ہے۔ درحقیقت برہم نہ بے جان اور نہ جیو ہے جیسے پانی کے ہزار برتن رکھے ہوں۔ ان میں سورج کے ہزار عکس نظر آتے ہیں۔ مگر اصل میں سورج ایک ہی ہے ان برتنوں کے ٹوٹنے یا پانی کے ہلنے یا پھیلنے سے سورج نہ ٹوٹتا، نہ چلتا اور نہ پھیلتا ہے۔ اسی طرح انہ کرن میں برہم کا عکس جس کو چدابھاس کہتے ہیں پڑتا ہے جب تک انہ کرن ہے تب ہی تک جیو ہے جب انہ کرن گیان (علم) کے ذریعہ نہ رہا۔ تب جیو برہم سروپ ہے۔ اس چدابھاس کو اپنے برہم سروپ کی لاعلمی ہوتی ہے یعنی اپنے آپ کو فاعل بھوگنے والا، سکھی، دکھی، گنہگار، نیکوکار اور چلنے مرنے کو اپنے پر لاحق کرتا ہے تب ہی تک دنیا کی بندشوں سے رہائی نہیں پاتا۔ یہ مثال تمہاری فضول ہے۔ کیونکہ سورج شکل والا اور پانی کے برتن بھی شکل والے ہیں۔ سورج پانی کے برتنوں سے جدا اور پانی کے برتن بھی سورج سے جدا ہیں تب ہی عکس پڑتا ہے۔ اگر بے شکل ہو کے۔ تو ان کا عکس کبھی نہ ہو سکتا۔ اور جیسے پرمیشور کے بے شکل موجود کل آکاش کی مانند ہر جگہ موجود ہونے کی وجہ سے برہم سے کوئی شے یا کسی شے سے برہم جدا نہیں ہو سکتا۔ اور دیاپیہ (محاط) دیاپک (محیط کل) کے تعلق کے باعث ایک بھی نہیں ہو سکتے۔ یعنی "انویہ دیتی" ایک بھاو (لازم ملزوم) دیت اور جدا گانہ ذات کے لحاظ سے دیکھنے کے باعث محاط اور محیط ملے ہوئے اور ہمیشہ جدا رہتے ہیں۔ اگر ایک ہوں۔ تو ان میں محاط اور محیط ہونے کا تعلق کبھی حائد نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی برہدارنیک کے نتریامی برہمن میں صاف طور سے لکھا ہے۔ اور برہم کا عکس بھی نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ بغیر شکل کے عکس کا ہونا ناممکن ہے۔ اور اگر انہ کرن کے عارضہ کے باعث برہم کو جیو مانتے ہو سو تمہاری یہ بات بچپن کی

مانند ہے کیونکہ انتہ کرن تو تبدیلی پذیر اور جدا جدا ہیں۔ اور برہم غیر متغیر اور حصّوں میں نہ بٹنے والا ہے اگر تم برہم اور جیو کو جدا جدا نہ مانو۔ تو اس کا جواب دو۔ کہ کیا جہاں جہاں انتہ کرن جائے گا۔ وہاں وہاں کے برہم اگیانی اور جس جگہ کو انتہ کرن چھوڑے گا وہاں وہاں کے برہم کو گیانی کر دے گا جس طرح چھاتہ دھوپ میں جہاں جہاں جاتا ہے۔ وہاں وہاں روشنی کو ڈھانپ لیتا ہے۔ اور جہاں سے ہٹتا ہے وہاں وہاں روشنی سے پردہ اُٹھا دیتا ہے۔ ویسے ہی انتہ کرن برہم کو ہر ایک لحہ میں گیانی اگیانی مقید اور آزاد کیا جائے گا۔ کھنڈ (ناقابل تقسیم) برہم کے ایک حصّہ کے پردہ کا اثر سب جگہ ہونے سے سب برہم اگیانی ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ ذی شعور ہے۔ اور مقرا میں جس انتہ کرن والے برہم نے جو چیز دیکھی۔ اس کی یاد کاشی میں موجود کسی انتہ کرن والے سے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ایک کے دیکھے کی یاد دوسرے کو نہیں ہو سکتی جس چیز بھاس برہم کے عکس نے مقرا میں دیکھا تھا۔ وہ چیز بھاس برہم کا عکس کاشی میں نہیں رہتا۔ کیونکہ جو مقرا والے انتہ کرن میں ظاہر ہوتا ہے۔ وہ کاشی والا برہم نہیں ہوتا۔

"انیہ درشٹ میلنو نہ سمر قیتی نیایات"

اگر برہم ہی جیو ہے۔ اور الگ نہیں۔ تو جیو کو ہمہ دان ہونا چاہیئے۔ اگر برہم کا عکس جدا ہے تو پرتیبھیجگیا یعنی پہلے دیکھے سُنے کا علم کسی کو نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر کہو۔ کہ برہم ایک ہے۔ اس لئے یاد رہتا ہے تو ایک مقام پر لاعلمی یا ذہول ہونے سے کل برہم کو لاعلمی یا ذہول ہونا چاہیئے۔ اور ایسی ایسی مثالوں سے قدیم پاک علیم آزاد فطرت والے برہم کو تم نے ناپاک، لاعلم اور مقید وغیرہ عیوب والا اور جس کے حصّے نہیں ہو سکتے اس کو حصّوں والا کر دیا۔ نوین ویدانتی۔ بے شکل کا بھی عکس پڑتا ہے۔ مثلاً آئینہ یا پانی وغیرہ میں آکاش کا عکس پڑتا ہے۔ وہ نیلے رنگ کا یا کسی اور طرح کا گہرا دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح برہم کا بھی سب انتہ کرنوں میں عکس پڑتا ہے۔ سِدھانتی۔ جب آکاش کی کوئی شکل ہی نہیں ہے۔ تو اس کو آنکھ سے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا۔ چیز دکھائی ہی نہیں دیتی۔ وہ آئینہ اور پانی وغیرہ میں کس طرح دکھائی دے گی۔ گہری یا لطیف شکل والی چیز دکھائی دیتی ہے۔ بے شکل نہیں۔ نوین ویدانتی۔ تو پھر یہ جو اوپر نیلا سا دکھائی دیتا ہے اور وہی آئینہ میں نظر آتا ہے وہ کیا شئے ہے؟ سِدھانتی۔ وہ زمین سے اُڑ کر گئے ہوئے آب و خاک اور آتش کے ذرات ہیں۔ جن سے کہ بارش ہوتی ہے۔ اگر وہاں پانی نہ ہو۔ تو بارش کہاں سے ہو۔ اس لئے جو دور دور وغیرہ کی مانند نظر آتا ہے وہ پانی کا حلقہ ہے۔ جیسے کہر دور سے دھندلا اور نزدیک سے لطیف اور غبار کی مانند نظر آتا ہے۔ ویسے ہی آکاش میں پانی نظر آتا ہے۔ نوین ویدانتی۔ کیا ہماری حسی۔ ماپ اور خواب وغیرہ کی مثالیں غلط ہیں؟ سِدھانتی۔ نہیں۔ بلکہ تمہاری سمجھ الٹی ہے جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں بھلا یہ تو بتاؤ کہ پہلے اگیان کس کو ہوتا ہے؟ نوین ویدانتی۔ برہم کو سِدھانتی۔ برہم محدود العقل ہے یا ہمہ دان؟ نوین ویدانتی۔ نہ ہمہ دان نہ محدود العقل۔ کیونکہ ہمہ دانی اور کم دانی عارضہ والے میں ہوتی ہے سِدھانتی۔ اپادھی (عارضہ) والا کون ہے؟ نوین ویدانتی برہم! سِدھانتی۔ تو برہم ہی ہمہ دان اور محدود العقل ہوا۔ پھر تم نے ہمہ دان اور محدود العقل کی تردید کیوں کی تھی۔ اگر کہو۔ کہ

عارضہ فرضی یعنی جھوٹا ہے۔ تو کلپک یعنی فرض کرنے والا کون ہے؟ نوین ویدانتی۔ جیو برہم ہے یا کچھ اور؟ سِدّھانتی۔ کچھ اور ہے۔ کیونکہ اگر برہم سروپ ہو۔ تو جس نے جھوٹا خیال کیا۔ وہ برہم ہی نہیں ہو سکتا۔ جس کا خیال جھوٹا ہے وہ سچا کب ہو سکتا ہے۔ نوین ویدانتی۔ ہم راستی اور عدم راستی یا ہر دو کی تمیز کو جھوٹ خیال کرتے ہیں اور زبان سے بولنا بھی جھوٹ ہے۔ سِدّھانتی۔ جب تم جھوٹ کہنے اور ماننے والے ہو۔ تو جھوٹے کیوں نہیں؟ نوین ویدانتی۔ کچھ ہی ہو جھوٹ اور سچ ہماری ہی گھڑنت ہے اور ہم دونوں کے شاہد اور مسکن ہیں۔ سِدّھانتی۔ جب تم سچ اور جھوٹ کے مسکن ہوئے۔ تو ساہوکار اور چور کی مانند تم ہی ہوئے۔ لہٰذا تم قابل اعتبار بھی نہیں ہے کیونکہ معتبر وہ ہوتا ہے۔ جو سچ مانے سچ بولے اور سچ ہی کہے نہ جھوٹ مانے، نہ جھوٹ بولے اور نہ جھوٹ کہے۔ جب تم اپنی بات کو آپ ہی جھوٹ کہتے ہو۔ تو تم خود جھوٹے بنتے ہو۔ نوین ویدانتی۔ انادی مایا کو جو کہ برہم کے سہارے رہ کر برہم پر ہی پردہ ڈالتی ہے اس کو مانتے ہو یا نہیں؟ سِدّھانتی۔ نہیں۔ کیونکہ تم مایا کے معنے ایسے کرتے ہو۔ کہ جو ہے تو نہ ہو۔ لیکن معلوم ہوتی ہو۔ اس بات کو وہ شخص مان سکتا ہے۔ کہ جس کے دل کی آنکھ پھوٹ گئی ہو۔ کیونکہ جس کا وجود ہے ہی نہیں۔ اس کا معلوم ہونا بالکل ناممکن ہے۔ مثلاً بانجھ کے لڑکے کا عکس کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بات "सन्मूलाः सोम्येमाः प्रजाः" چھاندوگیہ اپنشد کے ان اقوال کے خلاف کہتے ہو۔ نوین ویدانتی۔ کیا تم دیشٹھ۔ تنکر آچاریہ۔ وغیرہ سے لے کر نشچل داس تک جو تم سے بڑھ کر پنڈت ہوئے ہیں۔ اور جو انہوں نے لکھا ہے۔ کیا تم اس کی تردید کرتے ہو؟ ہم کو دیشٹھ۔ تنکر آچاریہ اور نشچل داس وغیرہ بڑھیا معلوم ہوتے ہیں۔ سِدّھانتی۔ تم بھی عالم ہو یا بے علم؟ نوین ویدانتی۔ ہم بھی قدرے عالم ہیں سِدّھانتی۔ اچھا تو دیشٹھ۔ تنکر آچاریہ اور نشچل داس کے دعویٰ کو ہمارے سامنے ثابت کرو۔ ہم تردید کرتے ہیں جس کا دعویٰ ثابت ہو جائے وہی بڑا ہے۔ اگر ان کی اور تمہاری بات ناقابل تردید ہوتی۔ تو تم ان کے دلائل سے ہماری بات کی تردید کیوں نہ کر سکتے۔ اگر یہ کر سکتے۔ تو تمہاری اور ان کی بات قابل تسلیم ہو جاتے اغلب ہے کہ شنکر آچاریہ وغیرہ نے تو جینیوں کے مت کی تردید کرنے کے لئے یہ اصول بطور دلیل کے اختیار کیا ہو۔ کیونکہ ملک اور زمانہ ضرورت کے مطابق اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے بہت سے اپنا خاص مقصد رکھنے والے عالم اپنی آتما کے علم کے برخلاف بھی کر لیتے ہیں۔ اور اگر ان باتوں کو یعنی جیو ایشور کا ایک ہونا۔ جہان کا جھوٹا ہونا وغیرہ سچ نہیں مانتے تھے۔ تو ان کی بات سچی نہیں ہو سکتی۔ نشچل داس کی لیاقت دیکھئے:۔

'जीवो ब्रह्माऽभिन्न-श्चेतनत्वात्'

یہ انہوں نے "برتی پربھاکر" میں جیو اور برہم کے ایک ہونے پر دلیل دی ہے۔ کہ چیتن (ذی شعور ہونے) کے سبب جیو برہم سے جدا نہیں" یہ نہایت کم سمجھ آدمی کی بات کی مانند ہے۔ کیونکہ چند اوصاف کے ملنے سے ایک چیز دوسری جیسی نہیں ہو جاتی تخصیص تو تفریق کا باعث ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی کہے:۔

'पृथिवी जलाऽभिन्ना जडत्वात्'

کہ زمین اور پانی بے جان ہیں۔ اس لئے ایک ہیں"۔ تو جیسے یہ بات درست نہیں ہو سکتی ویسے نشچل داس

کی بھی یہ تعریف فضول ہے۔ کیونکہ کم علمی اور غلطی کرنا وغیرہ جیو کی صفات ہیں۔ موجود، کل، ہر دان اور غلطی سے پاک ہونا وغیرہ برہم کی صفات ہیں۔ اس لئے برہم اور جیو الگ الگ ہیں۔ مثلاً بُو، ٹھوس پن وغیرہ خاک کی صفات، ذائقہ اور چکناہٹ وغیرہ سے جو کہ پانی کی صفات ہیں برخلاف ہے۔ اس لئے خاک اور آب بھی ایک نہیں ہو سکتے۔

اسی طرح جیو اور برہم میں تخصیص ہونے سے جیو اور برہم کبھی ایک تھے نہیں اور نہ کبھی ہوں گے۔ اتنی بات سے ہی اندازہ لگا لینا چاہیئے گا۔ کہ شنکر اچاریہ داس میں کتنی لیاقت تھی۔ جس نے یوگ درشٹھ بنایا ہے۔ وہ کوئی نیا ویدانتی تھا۔ الیک درشٹھ اور رام چندر جی کا تصنیف یا بیان کردہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سب ویدک پیرو تھے۔ وید کے خلاف نہ بنا سکتے تھے۔ اور نہ کچھ کہہ سن سکتے تھے۔

ویاس جی بھی جیو برہم کو جدا مانتے ہیں

سوال۔ ویاس جی نے جو شاریرک سوتر بنائے ہیں۔ ان میں بھی جیو برہم کا ایک ہونا پایا جاتا ہے۔

सम्पद्याऽऽविर्भावः स्वेन शब्दात् ॥१॥
ब्राह्मेण जैमिनिरुपन्यासादिभ्यः ॥२॥
चितितन्मात्रेण तदात्मकत्वादित्यौडुलोमिः ॥३॥
एवमप्युपन्यासात् पूर्वभावादविरोधं बादरायणः ॥४॥
अत एव चानन्याधिपतिः ॥५॥

(ویدانت ۴-۴-۱-۵-۷-۹)

"جو اپنی اصلی ذات کو حاصل ہو کر ظاہر کرتا ہے۔ جو کہ پہلے برہم سروپ تھا۔ کیونکہ لفظ اسم ہے اپنی ذات بھی جانی جاتی ہے۔" ۱ "अयमात्मा अपहतपाप्मा"

"اس قسم کے بیانات اور جلال حاصل کرنے کی وجہ سے۔ جیو برہم سروپ سے قائم ہوتا ہے۔ ایسا جیمنی آچاریہ مانتے ہیں۔" ۲

"اور اڈولومی آچاریہ بھی اس لئے کہ اس بیان کی بنا پر کہ جیو آتما کی ذات وہ (برہم) ہی ہے یہ مانتے ہیں کہ مکتی کی حالت میں جیو صرف چیتن سروپ ہو کر رہتا ہے۔" ۳

"ویاس جی انہی مذکورہ بالا بیانات وغیرہ اور جلال حاصل کرنے کی وجہ سے جیو کے برہم سروپ ہونے میں مطابقت مانتے ہیں۔" ۴

"یوگی جلال پاکر اپنے برہم سروپ کو حاصل کر کے دوسرے مالک سے آزاد ہو جاتا ہے۔ یعنی خود اپنے آپ کا مالک بن کر برہم سروپ ہو کر مکتی میں رہتا ہے۔" ۵

جواب۔ ان سوتروں کے معنے ایسے نہیں۔ بلکہ ان کے سچے معنے یہ ہیں:۔ سنیئے!

"جب تک جیو اپنی نیچ پاپ ذات کو حاصل کر کے یعنی سب آلائشوں سے بیزار ہو کر پاک نہیں ہوتا۔ تب تک یوگ سے جلال کو حاصل کر لینے اور نیاما برہم کو حاصل کر کے سرود میں قائم نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جب گناہ وغیرہ سے بیزار ہو کر جلال والا یوگی ہو جاتا ہے۔ تب ہی برہم کے ساتھ مکتی کے سرود کو بھوگ سکتا ہے۔ ایسا جیمنی آچاریہ کا اعتقاد ہے۔" ۲

"جب بے علمی وغیرہ عیبوں سے بیزار ہو کر پاک محض چیتن ذات جیو قائم ہوتا ہے۔ تب ہی برہم سروپ کے ساتھ تعلق کو حاصل کرتا ہے۔" ۳

"جب برہم کے وصل سے جلال اور پاک علم معرفت کو حاصل کرکے زندگی میں ہی جیو مکت ہوتا ہے۔ تب اپنی پاک اصلی ذات کو حاصل کرکے سُرد پاتا ہے۔ ایسا ویاس منی جی کا اعتقاد ہے۔" ۴

"جب لوگ کا ارادہ سچا ہوتا ہے۔ تب خود پرمیشور کو پاکر مکتی کی راحت کو حاصل کرتا ہے۔ وہاں خود مختار اور آزاد رہتا ہے۔ جیسے دنیا میں کوئی اعلےٰ کوئی ادنےٰ ہوتا ہے۔ ایسا مکتی میں نہیں۔ بلکہ سب مکت جیو ایک سے رہتے ہیں۔" ۵ اگر ایسا نہ ہو۔ تو

नेतरोनुपपत्तेः ॥ भेदव्यपदेशाच्च ॥ विशेषणभेदव्यपदेशाभ्यां च नेतरौ ॥
अस्मिन्नस्य च तद्योगं शास्ति ॥ ॥
अन्तस्तद्धर्मोपदेशात् ॥
भेदव्यपदेशाच्चान्यः ॥ गुहां प्रविष्टावात्मानौ हि तद्दर्शनात् ॥ ॥
अनुपपत्तेस्तु न शारीरः ॥ ॥
अन्तर्याम्यधिदैवादिषु तद्धर्मव्यपदेशात् ॥ ॥
शारीरश्चोभयेऽपि हि भेदेनैनमधीयते ॥ ॥

(ویاس جی کمت ویدانت سوتر)

"برہم کے علاوہ دوسرا یعنی جیو دنیا کا بنانے والا نہیں ہے۔ کیونکہ اس محدود طاقت اور کم علم والے جیو پر کائنات کا فاعل ہونا صادق نہیں آسکتا۔ لہٰذا جیو برہم نہیں۔" ۱

یاجنشد کا قول ہے:- "रसं ह्येवायं लब्ध्वानन्दी भवति"

"اس برہم کو پاکر جیو آنند ہوتا ہے۔"

"جیو اور برہم جدا جدا ہیں۔ کیونکہ ان دونوں کا فرق بیان کیا ہے۔ جو ایسا نہ ہوتا۔ تو اس یعنی آنند سروپ برہم کو پاکر جیو آنند حاصل کرتا ہے۔ یہ حاصل ہونے والے برہم اور حاصل کرنے والے جیو کا بیان نہیں ہو سکتا اس لئے جیو اور برہم ایک نہیں۔" ۲

दिव्यो ह्यमूर्त्तः पुरुषः स बाह्याभ्यन्तरो ह्यजः ।
अप्राणो ह्यमनाः शुभ्रो ह्यक्षरात्परतः परः ॥ ॥ (منڈک اپنشد ۲-۱-۲)

"وہ یعنی پاک شکل والا ہونے کی خاصیت سے بری سب میں حاضر ناظر اندر باہر بغیر تعلق کے محیط ہونے والے "اج" یعنی پیدائش، موت، جسم اختیار کرنے وغیرہ سے پاک۔ سانس لینے یعنی جسم اور من کے تعلق سے آزاد، تجلّے بالذات وغیرہ پرمیشور کی صفات ہیں۔ اکشر یعنی غیر فانی پرکرتی سے پرے یعنی لطیف جیو ہے۔ اس سے بھی پرے برہم یا پرمیشور لطیف تر ہے۔ پرکرتی اور جیو سے برہم کا فرق بتلانے والی وجوہات کے باعث پرکرتی اور جیو دونوں سے برہم جدا ہے۔" ۳

"ہمی وجود کل برہم میں جیو کا یوگ اور جیو میں برہم کا یوگ (عمل) بیان کرنے سے جیو اور برہم جدا جدا ہیں

کیونکہ یہ لوگ (ملاپ) فاصلہ والی چیزوں کا ہوتا ہے۔" ۴

"اس برہم کے ضابطہ القلوب وغیرہ اوصاف بیان کیے ہیں۔ اور جیو کے اندر رہنے کی وجہ سے عابد جیو محیط برہم سے الگ ہے۔ کیونکہ محاط اور محیط کل کا تعلق بھی جدا جدا ہونے کی حالت میں ہو سکتا ہے۔" ۵

"جیسے پرمیشور ذات میں جیو سے جدا ہے۔ ویسے حواس۔ انتہ کرن۔ پرتھوی وغیرہ بھوت (عناصر) بہت جدا۔ سورج وغیرہ لوکانی سمات کے بھوگ کے باعث اور دیوتا کہلانے والے عالموں سے بھی پرمیشور جدا ہے۔" ۶

'गुहां प्रविष्टौ सुकृतस्य लोके'

اس قسم کے اپنشدوں کے اقوال سے جیو اور پرمیشور جدا ہیں ایسا ہی اپنشدوں میں بھی بہت مقامات پر ذکر آیا ہے۔" ۷

'शरीरे भवः शारीरः' ۸

"جسم رکھنے والا جیو برہم نہیں ہے۔ کیونکہ برہم کے وصف عمل اور فطرت جیو میں عاید نہیں ہوتے۔" ۸

"سب ویدوں وغیرہ حواس وغیرہ اشیاء پرتھوی وغیرہ بھوت اور سب جیوؤں میں پرماتما ضابطہ القلوب ہو کر قائم ہے۔ کیونکہ اسی پرماتما کے موجود کل ہونا وغیرہ اوصاف سب جگہ اپنشدوں میں مشہور ہیں۔" ۹ "جسم رکھنے والا جیو برہم نہیں ہے کیونکہ برہم سے جیو کا فرق ذات سے ثابت ہے۔" ۱۰

اس قسم کے شاستروں کے سوتروں سے بھی ذات سے ہی برہم اور جیو کا فرق ثابت ہے۔ اسی طرح ویدانتیوں کی پیدائش اور قیامت بھی صادق نہیں آسکتی۔ کیونکہ آپ کرم یعنی شروع برہم سے اور آپ سنگھار یعنی پرلے (فنا) بھی برہم ہی میں کہتے ہیں۔ جب دوسرا کوئی وجود نہیں مانتے۔ تو پیدائش اور فنا بھی برہم کے وصف ہو جاتے ہیں مگر آفرینش اور فنا سے بری برہم کی تشریح وید وغیرہ پچھے شاستروں میں کی ہے۔ پرمیشور نے ویدانتیوں پر خفا ہو گا۔ کیونکہ نہ وکار غیر متغیر پاک ازلی غلطی سے مبرا وغیرہ اوصاف والے برہم میں تبدیلی آفرینش اور لاعلمی وغیرہ کا امکان کسی طرح نہیں ہو سکتا اور فنا کے ہونے پر بھی برہم حالت علت میں مادہ اور جیو برابر قائم رہتے ہیں۔ اس لئے آپ کرم (آفرینش) اور آپ سنگھار (فنا) کے بارہ میں بھی ان نوین ویدانتیوں کی گھڑنت جھوٹی ہے۔ اس قسم کی دیگر بہت سی غلط باتیں ہیں۔ کہ جو شاستر اور پرتیکش وغیرہ پرماؤں کے سراسر خلاف ہیں۔

اس کے بعد جینیوں اور شنکر آچاریہ کے بیروں کے اپدیش کے اثرات آریہ ورت میں پھیلے اور باہمی تردید اور تائید بھی جاری رہی شنکر آچاریہ کے تین سو برس پیچھے اجین شہر میں وکرم آدتیہ کچھ اقبال مند

وکرماجیت بھرتری بھوج کالیداس

راجہ ہوا۔ جس نے سب راجاؤں کے درمیان پھیلی ہوئی لٹائی کو مٹا کر امن قائم کیا۔ بعد ازاں بھرتری ہری راجہ شاعری وغیرہ شاستروں اور دیگر علوم میں بھی کچھ کچھ فاضل ہوا اس نے تارک الدنیا ہو کر سلطنت کو چھوڑ دیا۔ وکرم آدتیہ کے پانچ سو برس بعد راجہ بھوج ہوا اس نے صرف و نحو اور شاعری استعارہ وغیرہ کی اتنی اشاعت کی۔ کہ اس کے عہد سلطنت میں بکریاں چرانے والا کالیداس گھونش کا دیہ کا مصنف ہوا۔ راجہ بھوج کے پاس جو کوئی اچھا شلوک بنا کر لے جاتا تھا۔ اس کو بہت سی دولت دیتے

تھے۔ اور اس کی عزت ہوتی تھی۔ اس کے بعد راجاؤں اور امیروں نے پڑھنا ہی چھوڑ دیا۔

شیومت اگرچہ شنکر آچاریہ سے پہلے وام مارگیوں کے بعد شیو وغیرہ پرمیشور مانتے تھے لیکن ان کا بہت زور نہیں ہوا تھا۔ مہاراجہ وکرم آدتیہ سے لے کر شیوؤں کا زور بڑھتا گیا۔ شیوؤں میں پاشوپت وغیرہ بہت سی شاخیں ہوتی تھیں جیسے وام مارگیوں میں ص مہاوِدیا وغیرہ کی شاخیں ہیں۔ لوگوں نے شنکر آچاریہ کو شیو کا اوتار ٹھہرایا۔ ان کے پیرو سنیاسی بھی شیومت میں شامل ہو گئے۔ اور وام مارگیوں کو بھی ملاتے رہے۔ وام مارگی دیوی کی عبادت کرنے والے ہوئے جو کہ شیو جی کی عورت ہے اور شیو مہادیو کی عبادت کرنے والے ہوئے۔

رُدراکش اور بھسم دھارن کرنے والوں کا بیان یہ دونوں رُدراکش اور بھسم (بھبھوت) آج تک لگاتے ہیں۔ لیکن جتنے وام مارگی وید کے مخالف ہیں اتنے شیو نہیں ہیں۔

धिक् धिक् कपालं भस्मरुद्राक्षविहीनम् ॥ १ ॥
रुद्राक्षान् कण्ठदेशे दशनपरिमितान्मस्तके विंशती द्वे,
षट् षट् कर्णप्रदेशे करयुगलगतान् द्वादशान्द्वादशैव ।
बाह्वोरिन्दोः कलाभिः पृथगिति गदितमेकमेवं शिखायाम्,
वक्त्रस्यष्टाऽधिकं यः कलयति शतकं स स्वयं नीलकण्ठः ॥ २ ॥

اس قسم کے کئی طرح کے شلوک ان لوگوں نے بنائے۔ اور کہنے لگے۔ کہ

"جس کے ماتھے پر بھسم اور گلے میں رُدراکش نہیں ہے اُس پر لعنت ہے اس کو چانڈال کی مانند ترک کرنا چاہیئے"۔ ۱ "جو گلے میں بتیس، سر میں چالیس، چھ چھ کانوں میں بارہ بارہ ہاتھوں میں سولہ سولہ بازوؤں میں ایک ایک چوٹی میں ایک سو آٹھ رُدراکش پہنتا ہے وہ سچ مچ مہادیو کی مانند ہے"۔ ۲

ایسا ہی شاکت بھی مانتے ہیں۔ پھر ان وام مارگیوں اور شیوؤں نے صلاح کر کے بیگ بنگ کو قائم کیا جس کو جلا دھاری اور بنگ کہتے ہیں۔ اور اس کی پرستش کرنے لگے۔ ان بے شرموں کو ذرا بھی شرم نہ آئی۔ کہ یہ بیکہنہ کام ہم کیوں کرتے ہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔ کہ 'स्वार्थी दोषं न पश्यति'

"خود غرض لوگ اپنی غرض کو پورا کرنے میں بُرے کاموں کو بھی اچھا سمجھ کر عیب کو نہیں دیکھتے"۔

ہمی پاشان وغیرہ مُدرا اور بھگ بنگ کی پرستش میں تمام دھرم اور 'کام' موکش وغیرہ بستھیاں ماننے لگے۔ راجہ بھوج کے بعد جب یعنی لوگ اپنے بُت خانوں میں بُت قائم کر کے اور ان کو بید اور زیارت کو آنے جانے لگ گئے۔ تب تو ان پوپوں کے چیلے بھی جینیوں کے بُت خانوں میں جانے آنے لگ گئے۔ اور اس مغرب میں کچھ دیگر مذاہب اور مسلمان لوگ بھی آدیہ ورت میں آنے جانے لگ گئے۔ اس وقت پوپوں نے یہ شلوک بنایا:۔

न वदेद्यावनीं भाषां प्राणैः कण्ठगतैरपि ।
हस्तिना ताड्यमानोऽपि न गच्छेज्जैनमन्दिरम् ॥

"چاہے کتنی ہی مصیبت میں مبتلا ہو۔ اور پران کھنڈ گت یعنی موت کا وقت بھی کیوں نہ آیا ہو۔ تو بھی یاونی یعنی چھپر جھاشا ہنڈ سے نہ بولے۔ اور چاہے موت ہاتھی مارنے کو کیوں نہ دوڑا آتا ہو۔ اور جین کے مندر میں جانے سے جان بچتی ہو۔ تو بھی جین مندروں داخل نہ ہو۔ بلکہ جین مندر میں داخل ہو کہ بچنے سے ہاتھی کے سامنے جا کر مر جانا اچھا ہے"

کیلئے کیلئے اپدیش چیلوں کو کرنے لگے جب ان سے کوئی حوالہ پوچھتا تھا۔ کہ تمہارے مذہب میں کسی ماننے کے قابل کتاب کا حوالہ بھی ہے؟ تو کہتے تھے۔ کہ ہاں راجہ دیو پوچھتے تھے کہ دکھلاؤ۔ تب مارکنڈے پراٹ وغیرہ کے

مارکنڈے اور شیو پران

قول پڑھتے اور سناتے تھے۔ جیسے کہ درگا پاٹ میں دیوی کا ذکر لکھا ہے راجہ بھوج کے عہد سلطنت میں کسی نے مارکنڈے اور شیو پران بنا کر ویاس جی کے نام سے شائع کر دیا۔ اس کی خبر راجہ بھوج کو معلوم ہونے پر ان پنڈتوں کے ہاتھ پیر کٹوانے کی سزا دی۔ اور ان سے کہا۔ کہ جو کوئی کتب و نظم وغیرہ تصنیف کرے۔ تو اپنے نام سے بنائے۔ رشی منیوں کے نام سے نہیں۔ یہ بات راجہ بھوج کی بنائی بھوج پرنی نامی تاریخ میں لکھی ہے۔ کہ جو گیارہ سو اکہتر سمت بکرماجیت کے تیرہ اٹھی برہمنوں کے گھر میں ہے جس کو لکھنؤ کے راؤ صاحب الہ داد ان کے گماشتے رادھا پال چوبے جی نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ اس میں صاف لکھا ہے۔ کہ ویاس جی نے چار ہزار چار سو اور ان کے شاگردوں نے پانچ ہزار چھ سو شلوک والا یعنی کل دس ہزار شلوکوں کے اندازہ کا بھاجات بنایا تھا۔ مہاراجہ وکرم آدتیہ کے زمانہ میں بیس ہزار شلوک کا ہو گیا۔ مہاراجہ بھوج کہتے ہیں۔ کہ میرے والد صاحب کے زمانہ میں پچیس ہزار اور اب میری آدھی عمر میں تیس ہزار شلوک والی بھاجات کی کتاب ملتی ہے۔ جو اگر یونہی بڑھتی گئی۔ تو بھاجات کی کتاب کسی وقت میں اونٹ کا بوجھ ہو جائے گی۔ اور رشی منیوں کے نام سے پران جھوٹی کتابیں بنا دیں گے۔ تو آدیہ درتی لوگ توہمات کے دام میں پڑ کر وید کے دھرم سے گر کر خراب ہو جائیں گے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ راجہ بھوج کو ویدوں کا کچھ کچھ خیال تھا۔ ان کے بھوج پربندھ میں لکھا ہے:۔

घटचेकया क्रोशदशैकमत्र्यः सुकृत्रिमो गच्छति चारुगत्या ।
वायुं ददाति व्यजनं सुपुष्कलं विना मनुष्येण चलत्यजस्रम् ॥

زمین اور ہوا میں چلنے والا کل کا گھوڑا

راجہ بھوج کی بادشاہت میں اور اس کے نزدیک ایسے ایسے کاریگر لوگ تھے۔ کہ جنہوں نے گھوڑے کی شکل والی ایسی سواری بنائی تھی۔ کہ جو ایک گھڑی میں گیارہ کوس اور ایک گھنٹہ میں ساڑھے ستائیس کوس جاتی تھی۔ وہ زمین اور ہوا میں چلتی تھی۔

ایک عجیب کلا کا پنکھا

اور دوسرا پنکھا ایسا بنایا تھا۔ کہ بغیر انسان کے چلائے کلا نیتر کے زور سے ہمیشہ چلتا رہتا۔ اور کافی ہوا دیتا تھا۔ جو یہ دونوں چیزیں آج تک نہیں رہیں۔ تو یورپین لوگ اتنے مغرور نہ ہو جاتے۔

بت خانوں کی تعمیر

جب پوپ جی اپنے چیلوں کو جینیوں سے روکنے لگے۔ تب بھی وہ مندروں میں جانے سے نہ روک سکے۔ اور جینیوں کی گنتی میں لوگ کافی تعداد میں جانے

لگے جینیوں کے پوپ ان پرانیوں کے پوپوں کے چیلوں کو بہکانے لگے۔ تب پرانیوں نے سوچا۔ کہ اس کی کوئی تدبیر کرنی چاہیئے۔ نہیں تو اپنے چیلے جینی ہو جائیں گے۔ پھر پوپوں نے یہی صلاح کی۔ کہ ان جینیوں کی مانند اپنے بھی دنتا رمندر اور کتھا کی کتابیں بنا دیں۔ ان لوگوں نے جینیوں کے چوبیس تیرتھنکروں کی مانند چوبیس اوتار۔ مندر اور بت بنائے۔ اور جیسے جینیوں کے آدا اور اتر پران وغیرہ ہیں۔ ویسے ہی اٹھارہ پران بنانے شروع کیے۔

وشنو مت کا آغاز

ارہبھنج کے ڈیڑھ سو برس بعد وشنو مت کا آغاز ہوا۔ ایک شنٹھ کوپ نامی کنجر قوم میں پیدا ہوا تھا۔ اس سے یہ تھوڑا سا پھیلا۔ اس کے بعد منی واہن بھگی خاندان میں پیدا شدہ اور تیسرا یادنا آچاریہ یدن خاندان میں پیدا شدہ آچاریہ ہوا۔ بعد ازاں براہمن خاندان میں پیدا شدہ چوتھا مانج ہوا۔ اس نے اپنا مت پھیلایا۔

وشنو پران

شیو دل کے شیو پران وغیرہ۔ شاکتوں نے دیوی بھاگوت وغیرہ۔ وشنو دل نے وشنو پران وغیرہ بنائے۔ ان میں اپنا نام ہی لئے نہیں لکھا۔ کہ ہمارے نام سے بیگانے نہ کوئی مستند مانے گا۔ اس لئے ویاس وغیرہ رشی منیوں کے نام لکھ کر پران بنائے۔ نام بھی ان کا نوین (نیا) لکھنا چاہیئے تھا لیکن جیسے کوئی مفلس اپنے بیٹے کا نام مہادیو اور نئی چیز کا نام قدیمی رکھ دے۔ تو کیا تعجب ہے۔ اب ان کے جیسے بابی ہوگئے ہیں ویسے ہی پرانوں میں لکھے ہیں۔

دیوی بھاگوت پران کی کہانی کا بطلان

دیکھو دیوی بھاگوت میں "سشری" نامی ایک دیوی عورت جو سشری لوک کی ملکہ لکھی ہے۔ اس نے سب دنیا کو بنایا۔ اور برہما، وشنو، مہادیو کو بھی اسی نے پیدا کیا جب اس دیوی کی خواہش ہوئی۔ تب اس نے اپنا ہاتھ گھسا۔ اس کے ہاتھ میں ایک آبلہ پیدا ہوا۔ اس میں سے برہما کی پیدائش ہوئی۔ اس کو دیوی نے کہا۔ کہ تو مجھ سے شادی کر۔ برہما نے کہا۔ تو میری ماں ہے۔ میں تجھ سے شادی نہیں کر سکتا۔ ایسا سن کر ماں کو غصہ آیا۔ اور لڑکے کو جلا کر خاک کر دیا۔ اور پھر ہاتھ گھس کر اسی طرح دوسرا لڑکا پیدا کیا۔ اس کا نام وشنو رکھا اس کو بھی اسی طرح کہا۔ اس نے بھی نہ مانا۔ تو اس کو بھی راکھ کر دیا۔ پھر اسی طرح تیسرے لڑکے کو پیدا کیا۔ اس کا نام مہادیو رکھا۔ اور اس سے کہا۔ کہ تو مجھ سے شادی کر۔ مہادیو بولا۔ کہ میں تجھ سے شادی نہیں کر سکتا۔ تو دوسری عورت کا جسم بنا لے۔ دیوی نے ویسا ہی کیا۔ تب مہادیو بولا۔ یہ دو جگہ راکھ سی کیسی پڑی ہے دیوی بولی۔ یہ دونوں تیرے بھائی ہیں۔ انہوں نے میرا حکم نہ مانا۔ اس لئے راکھ کر دیئے گئے۔ مہادیو نے کہا میں اکیلا کیا کروں گا۔ ان کو زندہ کر دے۔ اور دو عورتیں اور پیدا کر تینوں کی شادی تینوں سے ہو گی۔ ایسا ہی دیوی نے کیا۔ پھر تینوں کی شادی تینوں سے ہو گئی۔ واہ رے ماں کے ساتھ شادی نہ کی ہمشیرہ سے کر لی۔ کیا اس کو جائز سمجھنا چاہیئے۔ پھر اندر وغیرہ کو پیدا کیا۔ برہما، وشنو، مہادیو اور اندر کو اس کی پالکی اٹھانے والے کہا۔ بنایا اس قسم کے گپوڑے لمبے چوڑے طبع زاد لکھے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے۔ اس دیوی کا جسم اور اس شری پود کا بنانے والا اور دیوی کے والدین کون تھے؟ اگر کہو۔ کہ دیوی ازلی ہے۔ تو جو تم کہیں سے پیدا ہوئی ہو۔ وہ ازلی کبھی نہیں ہو سکتی۔ اگر ماں بیٹے کی شادی کرنے میں ڈر ہے۔ تو بھائی بہن کی شادی میں کونسی اچھی بات ہے

نیسے اس دیوی بھاگوت میں مہادیو، وشنو، اندر و برہما وغیرہ کی حقارت اور دیوی کی عظمت لکھی ہے اسی طرح شیو پران میں دیوی وغیرہ کی بہت حقارت لکھی ہے یعنی یہ سب مہادیو کے غلام اور مہادیو سب کا مالک ہے۔ جو رُدراکش یعنی ایک درخت کے پھل کی گٹھلی اور داکھ لگانے سے مکتی مانتے ہیں۔ تو داکھ میں لوٹنے والے گدھے وغیرہ حیوان اور گھونگھرو کے پہننے والے پھل کنجر وغیرہ مکتی کیوں نہ پائیں۔ اور سور، کتے، گدھے وغیرہ حیوان داکھ میں لوٹنے والوں کی مکتی کیوں نہیں ہوتی؟ سوال۔ کال۔ اگنی۔ رُدر اپنشد میں بھسم لگانے کی ترکیب لکھی ہے۔ وہ کیا جھوٹی ہے؟ " 'त्र्यायुषं जमदग्ने०' "

رُدراکش

اور اس قسم کے وید منتروں سے بھی بھسم لگانے کی ترکیب اور پُرانوں میں رُدر کی آنکھ کے آنسو گرنے سے جو درخت ہوا۔ اسی کا نام "رُدراکش" ہے۔ اسی لئے اس کے پہننے میں ثواب لکھا ہے۔ ایک بھی رُدراکش پہنے۔ تو سب پاپوں سے چھوٹ کر سورگ کو جائے۔ (ملک الموت) اور نرک (دوزخ) کا ڈر نہ رہے۔ جواب۔ کال۔ اگنی۔ رُدر اپنشد کہتی "اگھوڑیا" انسان یعنی خاک ملنے والے نے بنائی ہے۔ کیونکہ **चस्य प्रथमा रेखा सा भूर्लोकः** اس قسم کے قول اس میں فضول ہیں۔ جب دو ہاتھ سے پہلی شکل بنائی جاتی ہے۔ وہ بھولوک یا اس کا مفہوم کیسے ہو سکتی ہے۔ اور جو 'त्र्यायुषं जमदग्नेः' اس قسم کے منتر ہیں۔ سو داکھ یا تپ لگانے کے مفہوم نہیں۔ بلکہ 'चक्षुर्वै जमदग्निः' "اے پرمیشور! میری آنکھ کی روشنی تین گنا یعنی تین سو برس تک رہے۔ اور میں بھی ایسے دھرم کے کام کروں۔ کہ جن سے بینائی ضائع نہ ہو۔"

بھلا یہ کتنی بڑی جہالت کی بات ہے۔ کہ آنکھ کے آنسو گرنے سے بھی درخت پیدا ہو سکتا ہے۔ کیا پرمیشور کے قانونِ قدرت کو کوئی الٹا کر سکتا ہے جیسا جس درخت کا بیج پرمیشور نے بنایا ہے۔ اسی سے وہ درخت پیدا ہو سکتا ہے۔ اور طرح نہیں۔ اس لئے چندن رُدراکش بھسم تلسی کمل آنکھ گھاس چندن وغیرہ کو گلے میں پہننا ہے۔ وہ سب جنگلی وحشی انسانوں کا کام ہے۔ ایسے دام مارگی اور شیو بہت اچھے کام کرنے والے کے مخالف اور ذلیل کے ترک کنندہ کہتے ہیں۔ ان میں جو کوئی نیک مرد ہے۔ وہ ان باتوں پر اعتقاد نہ رکھ کر اچھے کام کرتا ہے۔ اگر رُدراکش بھسم ماننے سے یمراج کے دوت (فرشتے) ڈرتے ہیں۔ تو پولیس کے سپاہی بھی ڈرتے ہوں گے۔ جب رُدراکش بھسم ماننے والوں سے گنا، شیر، سانپ، بچھو، مکھی اور مچھر وغیرہ بھی نہیں ڈرتے۔ تو عدل کرنے والے یمراج کے گن (نوکر) کیونکر ڈریں گے۔ سوال۔ دام مارگی اور شیو تو اچھے نہیں۔ لیکن وشنو تو اچھے ہیں۔ جواب۔ وشنو بھی وید دوھی ہیں یہ وید کے بخلاف چلنے سے ان سے بھی زیادہ برے ہیں۔ سوال:- 'वामनाय च' 'वैष्णवमसि' 'नमस्ते रुद्र मन्यवे'। 'गणानां त्वा गणपतिꣳ हवामहे' 'भगवतीं भूयाः' 'सूर्य आत्मा जगतस्तस्थुषश्च'

وشنو، شیو آدی مت وید سے سِدھ نہیں ہوتے

اس قسم کے وید کے حوالوں سے شیو وغیرہ مت ثابت ہوتے ہیں پھر کیوں رد کرتے ہو؟ جواب۔ ان حوالوں سے شیو وغیرہ پنتھ والے ثابت نہیں ہوتے۔ کیونکہ

"(رُدْر) پرمیشور، پران وغیرہ ہوا۔ (رُدْر) آگ وغیرہ کا نام ہے غصہ کرنے والے (رُدْر یعنی بدوں کو رُلانے والے پرمیشور کو سر جھکانا۔ پاپی اور مجرم کی جرأت کو خوراک دینا (اس کا مطلب ہے)۔"

"جو منگل کاری سب دنیا کی پوری بہتری کرنے والا ہے۔ اس پرمیشور کو سر جھکانا چاہیئے۔"

शिवस्य परमेश्वरस्यायं भक्तः शैवः । विष्णोः परमात्मनोऽयं भक्तो वैष्णवः । गणपतेः सकलजगत्स्वामिनोऽयं सेवको गाणपतः । सवितुश्च चाक्षुषो अयं सेवकः सौरः । सूर्यस्य चराचरात्मनोऽयं

"شیو یعنی کلیان کرنے والے پرمیشور کے بھگت کا نام شیو ہے۔ وشنو یعنی دیاپک پرماتما کے بھگت کا نام وشنو ہے۔ گنپتی تمام جماعتوں کے مالک پرماتما کے سیوک کا نام گانپت ہے وغیرہ وغیرہ۔"

یہ سب رُدْر۔ شیو۔ وشنو۔ گنپتی۔ سُورِیہ وغیرہ پرمیشور کا اور بھگتی سچائی کے سیکھنے والے کلام کا نام ہے۔ اس میں بغیر سمجھے ایسا جھگڑا مچایا ہے۔ جیسے

متوں کے جھگڑے

کسی ایک بیراگی کے دو چیلے تھے۔ وہ روز مرہ گورو کے پاؤں دبایا کرتے تھے۔ ایک نے اپنے پاؤں اور دوسرے نے باتیں پاؤں کی خدمت کرنی بانٹ لی تھی۔ ایک روز ایسا ہوا۔ کہ ایک چیلا کہیں بازار سودا لینے کو چلا گیا۔ اور دوسرا اپنے مخدوم پاؤں کی خدمت کر رہا تھا۔ اتنے میں گورو جی نے کروٹ بدلی۔ اس کے پاؤں پر دوسرے گورو بھائی کا مخدوم پاؤں پڑا۔ اس نے سوٹا پاؤں پر کھینچ مارا۔ گورو نے کہا۔ اے بدکار تو نے یہ کیا کیا؟ چیلا بولا۔ کہ میرے مخدوم پاؤں کے اوپر یہ پاؤں کیوں آچڑھا۔ اتنے میں دوسرا چیلا جو کہ بازار دوکان کو گیا تھا۔ آپہنچا۔ وہ بھی اپنے مخدوم پاؤں کی خدمت کرنے لگا۔ دیکھا تو پاؤں سوجا پڑا ہے۔ بولا کہ گورو جی! یہ میرے مخدوم پاؤں میں کیا ہوا؟ گورو نے سب ماجرا سنا دیا۔ وہ بھی بیوقوف تھا۔ نہ بولا نہ چالا چپ چاپ سوٹا اٹھا کر بیٹھے زور سے گورو کے پاؤں پر دے مارا۔ گورو نے باآواز بلند پکار مچائی۔ تب دونوں چیلے سوٹے لے کر دوڑے۔ اور گورو کے پاؤں کو پیٹنے لگے۔ تب تو بڑا شور و شر مچا۔ اور لوگ سن کر آئے۔ اور کہنے لگے۔ سادھو جی! کیا ہوا؟ ان میں سے کسی عقلمند آدمی نے سادھو کو چھڑا کر پھر ان بیوقوف چیلوں کو نصیحت کی۔ کہ دیکھو یہ دونوں پاؤں تمہارے گورو کے ہیں ان دونوں کی خدمت کرنے سے اسی کو آرام ملتا ہے۔ اور تکلیف دینے سے بھی اسی ایک کو تکلیف ہوتی ہے جیسے ایک گورو کی خدمت کرنے میں چیلوں نے تماشہ کیا۔ اسی طرح جو ایک لاانتہا نہست مطلق، عین علم، عین راحت غیر محدود پرمیشور کے وشنو، رُدْر وغیرہ کئی نام ہیں۔ ان ناموں کے معنی جیسے کہ باب اوّل میں ظاہر کرآئے ہیں۔ (جاننے چاہئیں) ان سچے معنوں کو نہ جان کر شیو، شاکت، وشنو، سمپردائی لوگ باہم ایک دوسرے کے نام کی عداوت کرتے ہیں۔ بیوقوف ذرا بھی اپنی عقل کو وسیع کر کے نہیں سمجھتے۔ کہ یہ سب وشنو، رُدْر، شیو وغیرہ نام ایک للشریر مشتمل کل، ہمہ دان پرمیشور کے کئی اوصاف، افعال، عادات، والا ہونے کے باعث اسی کے مفہوم ہیں بھلا ایسے معقل لوگوں پر کیا پرمیشور کا غضب ہوتا ہوگا؟

چکر الکت وشنو کی لیلا

اب دیکھئے چکر الکت وشنو کی عجیب کاروائی:۔

तापः पुण्ड्रं तथा नाम माला मन्त्रस्तथैव च ।
अमी हि पञ्च संस्काराः परमैकान्तहेतवः ॥ १ ॥
अतस्ततनूर्न तदामो अश्नुते । इति श्रुतेः ॥

"تاپ یعنی شنکھ چکر گدا اور پدم کے نشانات کو اگ میں تپا کر بازو کی پٹھ میں داغ دے کر پھر دودھ سے بھرے برتن میں بجھا کے ہیں۔ اور کئی اس دغدغہ کو پسند بھی لیتے ہیں۔ اب دیکھئے ہو بہو انسان کے گوشت کا ذائقہ بھی اس میں آتا ہوگا۔ ایسے ایسے فعلوں سے پرمیشور کو حاصل کرنے کی امید کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ شنکھ چکر وغیرہ سے جسم داغے بنا جیو پرمیشور کو حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ وید (آما) یعنی کچا ہے۔ اور جیسے باشاہت کی چیڑ اس وغیرہ نشانات کے ہونے سے سرکاری نوکر جان کر اس سے سب لوگ ڈرتے ہیں۔ ویسے ہی وشنو کے شنکھ۔ چکر۔ وغیرہ اوزاروں کے نقش دیکھ کر یم اور اوران کے گن (نوکر) ڈرتے ہیں اور کہتے ہیں

دوھا۔ بانا برٹا دیال کا تلک چھاپ اور مال ✣ یم ڈپٹے کالو کہے بھے والے بھو پال

یعنی بیشنو جان کا بانا تلک چھاپ اور مالا پہنا بڑا ہے جس سے یم اور اوراہی ڈرتے ہیں تم شول کی پوجا کرنے والے بھوپال پر کیوں نہ ڈریں گے۔ نارائن داس۔ وشنو داس یعنی جس کے داس "لفظ آخر میں ہو ایسا نام رکھنا اچھا نہیں کیونکہ ایسا نام رکھنے والے کو گھنگی رکھنا پڑتا ہے پانچویں منتر یہ ہے۔

ओं नमो नारायणाय ॥ १ ॥श्रीमन्नारायणचरणौ शरणं प्रपद्ये ॥ २ ॥

یہ انہوں نے معمولی آدمیوں کے لئے منتر بنا رکھا ہے۔

श्रीमते नारायणाय नमः ॥२॥

श्रीवैष्णवे रामानुजाय नमः ॥३॥

اس قسم کے منتر امیروں اور معتقدین کے لئے بنا رکھتے ہیں۔ دیکھئے یہ بھی ایک دوکان ہٹوری نہ چلیا ہے ویسا تلک۔ ان پانچ سنسکاروں کو چکر انکت مکتی کے ذرائع مانتے ہیں۔ ان منتروں کے معنی "میں نارائن کو نمسکار کرتا ہوں" (۱) "اور دیوی لکشمی والے نارائن کے قدموں کی شرن حاصل کرتا ہوں" (۲) "اور شری یت نارائن کو نمسکار کرتا ہوں (۳)" "یعنی جو تو لکشمی والا نارائن ہے اس کو میرا نمسکار ہے (۴)" جیسے عام لوگ پانچ نمسکار مانتے ہیں ویسے چکر انکت پانچ سنسکار مانتے ہیں۔ اور اپنے شنکھ چکر وغیرہ سے داغ دینے کے لئے جس وید منتر کا حوالہ بنا رکھا ہے۔ اس کی عبارت اور معنی حسب ذیل ہیں:۔

पवित्रं ते विततं ब्रह्मणस्पते प्रभुर्गात्राणि पर्येषि विश्वतः ।
अतप्ततनूर्न तदामो अश्नुते शृतासः इद्वहन्तस्तत्समाशत ॥ १ ॥
तपोष्पवित्रं विततं दिवस्पदे ॥ २ ॥

"اے کائنات اور مخلوق کی حفاظت کرنے والے پرمیشور طاقت کل قادر مطلق آپ نے اپنی دیاپتی (ہمہ جہتی) سے عالم کے سب جیوں کو دیاپت کیا ہوا ہے۔ وہ آپ کی جو حافظ و ناظر پاک ذات ہے۔ اس کو ہمیشہ یہ عادت گھنا دی (تن من کا ضبط) دم (ضبط حواس) یگیہ بھیاس (نفس کشی) نیک جیت وغیرہ تپسیا سے حاصل ہوتا ہے

(کم علم والی) روح انتہ کرن والی ہے۔ وہ اس تیری ذات کو حاصل نہیں کر سکتی۔ اور جو مذکورہ تپ (ریاضت) سے پاک ہوئے ہیں۔ وہ ہی اس ریاضت کو کرتے ہوئے تیری پاک ذات کو اچھی طرح حاصل کر سکتے ہیں"۔ (۱۰)

"جو ظاہر بالذات پریشد کی دنیا میں اعلیٰ نیک چلنی کی ریاضت کرتے ہیں۔ وہ ہی پریشد کو حاصل کرنے کے لائق ہوتے ہیں"۔ (رگوید منڈل ۹۔ سوکت ۱۱۳۔ منتر ۱ و ۲)

اب غور کیجئے۔ کہ رامانجی وغیرہ لوگ اس منتر سے "چکر انکت" ہونا کیونکر ثابت کرتے ہیں؟ بھلا کہئے۔ وہ عالم تھے یا بے علم؟ اگر کہو کہ عالم تھے۔ تو ایسے ناممکن معنی اس منتر کے کیوں کرتے۔ کیونکہ اس منتر میں "انتپت تنو" ہے۔ نہ کہ "تپت بھیک ویشہ"۔ "انتپت تنو" ناخن سے لے کر چوٹی تک کے مجموعہ کا نام ہے۔ اس بات کو مان کر اگر آگ ہی سے تپا چکر انکت لوگ قبول کریں۔ تو اپنے جسم کو بھاڑ میں جھونک کر سب جسم کو جلا دیں تو بھی اس منتر کے معنے سے خلاف ہے۔ کیونکہ اس منتر میں راست گفتاری وغیرہ پاک کام کو تپ (ریاضت) لکھا ہے

ऋतं तपः सत्यं (तपः श्रुतं तपः शान्तं) तपो दमस्तपः स्वाध्यायस्तपः ॥

"ٹھیک ٹھیک نیک خیالات رکھنا۔ سچ بولنا۔ سچائی پر مثل کرنا۔ دل کو اندھرم میں نہ جانے دینا۔ بیرونی حواسوں کو بے انصافی کے کاموں میں جانے سے روکنا۔ یعنی جسم حواس اور دل سے نیک کاموں کا کرنا" وید وغیرہ سچے علوم کا پڑھنا پڑھانا۔ وید کے مطابق عمل کرنا وغیرہ اعلیٰ دھرم کے کاموں کا نام تپ ہے"۔ (تیتریہ اپنشد)

دھات کو تپا کر کھال کو جلانا تپ نہیں کہلاتا۔ دیکھو چکر انکت لوگ خود اپنے کو بڑا وشنو مانتے ہیں۔ لیکن اپنے بد رواج اور بد افعال کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ اول جو اس کا بانی "شٹھ کوپ" ہوا ہے (اس کی بابت) چکر انکتوں ہی کی کتابوں اور بھگت مال کی کتاب میں جو "نابھا جی" نے بنائی ہے لکھا ہے:۔

विक्रीय शूर्प विचचार योगी ॥

اس قسم کے قول چکر انکتوں کی کتابوں میں لکھے ہیں شٹھ کوپ یوگی شوپ کو بناتا پھرتا تھا۔ کیونکہ کنجر ذات میں پیدا ہوا تھا جب اس نے برہمنوں سے پڑھنا یا سننا چاہا ہوگا۔ تب برہمنوں نے بے عزتی کی ہوگی۔ اس نے برہمنوں کے برخلاف بھیروائے تنک چکر انکت وغیرہ شاستر کے خلاف میں گھڑنت باتیں چلائی ہوں گی۔ اس کا چیلا "منی دا ہمن" جو کہ چنڈال ونش میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا چیلا "یادو پرکاش" جو کہ مسلمان خاندان میں پیدا ہوا تھا جس کا نام بدل کر بعض لوگ "یادو پرکاش" بھی کہتے ہیں۔ ان کے بعد رامانج برہمن خاندان میں پیدا ہو کر چکر انکت ہوا۔ اس کے پہلے کچھ بھاشا کی کتابیں بنی ہوئی تھیں۔ رامانج نے کچھ سنسکرت پڑھ کر سنسکرت میں شلوکوں کی کتاب اور شاریرک سوتر اور اپنشدوں کی ٹیکا۔ شنکر آچاریہ کی ٹیکا (شرح) کے خلاف بنائی۔ اور شنکر آچاریہ کی بہت سی مذمت کی۔ جیسے شنکر آچاریہ کا مت ہے کہ اذویت یعنی جیو برہم (انسانی روح و خدا) ایک ہی ہیں۔ دوسری کوئی شے درحقیقت نہیں۔ دنیا پرپنچ سب جھوٹ مایا روپ حادث ہے۔ اس کے برخلاف رامانج کا جیو (انسانی روح) برہم (خدا) اور مایا (مادہ) تینوں ازلی ہیں۔ یہاں شنکر آچاریہ کا عقیدہ برہم کے علاوہ جیو اور مادی علت کا نہ ماننا اچھا نہیں۔ اور رامانج کا اس پہلو میں جو کہ وششٹ ادویت روح اور مادہ کے ساتھ پریمیشور ایک ہے۔ ان تین کا ماننا

اور ادویت (ایک) کا کہنا بالکل فضول ہے۔ بالکل ایشور کے تابع غیر آباد رُوح کا ماننا کنٹھی تک 'مالا' (تسبیح) مورتی پوجن بت پرستی یا کھنڈ مت وغیرہ الرّج کرنا رگویا یہ ہماری باتیں چکر انکت وغیرہ میں بہت جس قدر چکر انکت وغیرہ وید کے مخالف ہیں۔ اس قدر شنکر آچاریہ کے پیروکار نہیں ہیں سوال۔ مورتی پوجا بت پرستی کہاں سے شروع ہوئی؟ جواب۔ جینیوں سے سوال جینیوں نے کہاں سے چلائی؟ جواب اپنے اپنے عقل سے۔ سوال جینی لوگ کہتے ہیں۔ کہ چھپ چاپ دھیان کی حالت میں بیٹھے ہوئے بت کو دیکھ کر اپنی رُوح کی بھی ویسی حالت ہو جاتی ہے جواب۔ رُوح مدرک اور بت غیر مدرک۔ کیا بت کی مانند رُوح غیر مدرک ہو جائے گی؟ یہ بت پرستی محض پاکھنڈ مت ہے اور جینیوں نے جاری کی ہے۔ ان کی تمہید باھویں باب میں کریں گے سوال۔ شاکت وغیرہ نے بتوں کے بنائے ہیں جینیوں کی نقل نہیں کی کیونکہ جینیوں کے بتوں کی مانند دیشنو وغیرہ کے بت نہیں ہیں جواب۔ ہاں یہ ٹھیک ہے اگر جینیوں کی مانند بناتے۔ تو جین مت میں مل جاتے۔ اس لئے جینیوں کے بتوں سے خلاف بناتے ہیں کیونکہ جینیوں سے مخالفت کرنی ان کا کام اور اُن کی مخالفت کرنا خاص ان کا کام تھا۔ جیسے جینیوں نے بت ننگے دھیان کی حالت والے اور تارک الدنیا انسان کی مانند بنائے ہیں۔ ان کے خلاف دیشنو وغیرہ نے اچھی طرح سے سجی ہوئی عورت کے ساتھ ننگ دراگ' عیش و عشرت کی حالت والے کھڑے اور بیٹھے ہوئے بت بنائے ہیں جینی لوگ بہت سے شنکھ گھنٹ گھڑیال وغیرہ باجے نہیں بجاتے۔ لیکن یہ لوگ بڑا شور کرتے ہیں۔ اس وجہ سے ایسی لیلا کرنے سے دیشنو وغیرہ سمپردائے پوپوں کے چیلے جینیوں کے جال سے بچ کر ان کی لیلا میں آ پھنسے۔ اور بہت سی دیاس وغیرہ مہرشیوں کے نام سے من گھڑت غیر ممکن فسانوں سے پُر کتابیں بنائیں۔ ان کا نام "پُران" رکھ کر کتھا بھی سنانے لگے۔ اور بہت عجیب و غریب مکر کرنے لگے یعنی پتھروں کے بت بنا کر خفیہ کہیں پہاڑ یا جنگل وغیرہ میں رکھ آئے۔ یا زمین میں گاڑ آئے۔ بعد ازاں اپنے چیلوں میں ظاہر کیا۔ کہ مجھ کو رات کے وقت خواب میں مہادیو۔ پاربتی' رادھا کرشن' سیتا۔ رام' یا لکشمی نارائن اور ہنومان وغیرہ نے کہا۔ کہ ہم فلاں فلاں جگہ ہیں۔ اگر تو ہم کو وہاں سے لاکر مندر میں قائم کرے۔ اور تو ہی ہمارا پجاری بنے۔ تو ہم حسب دلخواہ ثمرہ دیں گے۔ جب آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کترے لوگوں نے پوپ جی کی لیلا سنی۔ تب سچ ہی مان لی۔ اور اُن سے پوچھا۔ کہ ایسا بت کہاں پر ہے؟ تب پوپ جی بولے۔ کہ فلاں پہاڑ یا جنگل میں ہے۔ چلو میرے ساتھ دکھلا دوں۔ تب تو وہ اندھے اس دغا باز کے ساتھ چل کر گئے وہاں پہنچ کر دیکھا متعجب ہو کر اس پوپ کے پاؤں میں گر کر کہا۔ کہ آپکے اوپر اس دیوتا کی بڑی ہی عنایت ہے۔ اب آپ اس کو لے چلئے۔ اور ہم مندر بنوا دیں گے۔ اس میں اس دیوتا کو قائم کر کے آپ ہی نے پرستش کرنا۔ اور ہم لوگ بھی اس صاحب اقبال دیوتا کے درشن (دیدار) پرشن کر کے حسب دلخواہ ثمرہ پائیں گے۔ اسی طرح جب ایک نے لیلا کی تب تو اس کو دیکھ کر سب پوپ لوگوں نے اپنی گزران کے لئے مکر و فریب سے بت قائم کئے"۔

سوال۔ پرمیشور بے شکل ہے۔ وہ تصور میں نہیں آسکتا۔ اس لئے مُردہ بت ہونا چاہیئے۔

بُت پرستی کی مدلل تردید

بھلا جو کچھ بھی نہیں کہیں۔ تو بُت کے سامنے جا ہاتھ جوڑ کر پرمیشور کی یاد کریں۔ اور نام لیں۔ اس میں کیا ہرج ہے؟

جواب۔ چونکہ پرمیشور بے شکل موجود کل ہے۔ اس لئے اس کی مورت بن ہی نہیں سکتا۔ اور اگر بُت کے محض دیدار سے پرمیشور کی یاد ہو سکے۔ تو پرمیشور کی بنائی ہوئی زمین، پانی، آگ، ہوا، اور نباتات وغیرہ کئی اشیا جن میں کہ پرمیشور نے بیحد غریب صفت بھر رکھی ہے۔ ان سے یاد کیوں نہیں ہوتی؟ کیا ایسی صفت والی زمین، پہاڑ وغیرہ کے دیکھنے سے جو کہ پرمیشور کے بنائے ہوئے بڑے بُت ہیں۔ اور جن سے کہ انسان کے بنائے ہوئے بُت بنتے ہیں۔ پرمیشور کی یاد نہیں ہو سکتی؟ جو تم یہ کہتے ہو۔ کہ بُت کے دیکھنے سے پرمیشور کی یاد ہوتی ہے۔ تو تمہارا یہ کہنا بالکل جھوٹ ہے کیونکہ جب وہ بُت سامنے نہ ہوگا۔ تو پرمیشور کی یاد نہ رہنے سے انسان تنہا جگہ دیکھ کر چوری، زناکاری وغیرہ بد فعلی کرنے کی طرف راغب ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ کہ یہاں پر اس وقت مجھے کوئی نہیں دیکھتا۔ اس لئے وہ خرابی کئے بغیر نہیں چوکے گا۔ اس قسم کے کئی عیب پتھر وغیرہ کی پرستش یعنی بُت پرستی کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اب دیکھئے۔ کہ جو شخص پتھر وغیرہ بتوں کو خدا مانتا ہوا ہمیشہ موجود کل، ہمہ دان، عادل پرمیشور کو سب جگہ موجود جانتا اور مانتا ہے۔ وہ ہمیشہ ہر جگہ پرمیشور کو سب کے بُرے بھلے کاموں کا شاہد جانتا ہوا ایک لمحہ بھر کے لئے بھی پرمیشور کو اپنے سے دور نہ سمجھ کر بدی کرنا تو درکنار بلکہ دل میں بُری خواہش تک بھی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر میں دل۔ کلام اور فعل سے بھی کچھ خراب کام کروں گا۔ تو اس ہمہ دان کے انصاف سے سزا پائے بغیر ہرگز نہ بچوں گا محض نام کے یاد کرنے سے بھی کچھ ثمرہ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ جیسا کہ قند قند کہنے سے منہ میٹھا اور نیم نیم بچانے سے کڑوا نہیں ہوتا بلکہ زبان سے چکھنے پر ہی میٹھا پن یا کڑواپن جانا جاتا ہے۔

پورانک نام سمرن

سوال۔ کیا نام لینا بالکل فضول ہے؟ جو سب جگہ پرانوں میں نام سمرن (نام کا یاد کرنا) کی بڑی فضیلت لکھی ہے؟ جواب۔ نام لینے کا تمہارا طریق افضل نہیں ہے جس طریق پر تم نام یاد کرتے ہو۔ وہ جھوٹا ہے۔ سوال ہمارا کیسا طریق ہے؟ جواب۔ وید کے برخلاف۔ سوال بھلا آپ ہم کو وید کے مطابق نام سمرن کا طریق بتایئے۔ جواب۔ نام سمرن اس طرح کرنا چاہیئے۔ مثلاً "نیائے کاری" (عادل) یہ پرمیشور کا ایک نام ہے۔ اس کے جو معنی ہیں۔ (یعنی) طرفداری سے بری رہنے والا۔ پرمیشور سب کا ٹھیک ٹھیک انصاف کرتا ہے۔ ویسے اس کو قبول کر کے ہمیشہ انصاف کے کام کرتے رہنا۔ بے انصافی کبھی نہ کرنا۔ اس طرح ایک نام سے بھی انسان کی بہتری ہو سکتی ہے۔ سوال۔ ہم بھی جانتے ہیں۔ کہ پرمیشور بے شکل ہے لیکن اس نے شیو، وشنو، گنیش، دیوی اور سورج وغیرہ کے جسم اختیار کر کے رام، کرشن وغیرہ اوتار لئے۔ اس لئے اس کا بُت بنایا جاتا ہے۔ کیا یہ بھی بات جھوٹی ہے؟ جواب۔ ہاں۔ ہاں جھوٹی ہے۔

پرمیشور کبھی جسم میں نہیں آتا

'अज एकपात्' 'अकायम्'

پرمیشور کو ویدوں میں پیدائش، موت اور جسم میں آنے سے بری کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ دلیل سے بھی

پرمیشور کا کبھی جنم میں آنا کبھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو آکاش کی طرح سب جگہ موجود غیر محدود اور رنج دراحت وغیرہ محسوس ہونے والی صفات سے بری ہے۔ وہ کیونکر ایک چھوٹے سے بدن، رحم اور جنم میں آسکتا ہے؟ جو محدود ہے۔ اس کا آنا جانا تو ہو سکتا ہے۔ لیکن جو لاتبدل پنہاں جس کے بغیر ایک ذرہ بھی خالی نہیں ہے اس کا اوتار (جنم میں داخل کرنا) کہنا گویا بندھیا (عقیم) کے لڑکے کی شادی کر کے اس کے فرزند کے دیکھنے کی بات کا کہنا ہے۔ سوال جب پرمیشور موجود کل ہے۔ تو بت میں بھی ہے۔ پھر خواہ کوئی شے ہو اس میں تصور کر کے پرستش کرنا اچھا کیوں نہیں؟ دیکھو

بُت میں پرمیشور کا تصوّر

न काष्ठे विद्यते देवो न पाषाणे न मृण्मये
भावे हि विद्यते देवस्तस्माद्भावो हि कारणम् ॥

"پرمیشور دیو نہ کاٹھ، نہ پتھر، نہ مٹی کی بنائی اشیاء میں موجود ہے۔ بلکہ پرمیشور تو تصور میں ہے جس میں تصور کیں۔ وہاں ہی پرمیشور ثابت ہوتا ہے۔"

جواب جب پرمیشور موجود کل ہے۔ تو کسی ایک چیز میں پرمیشور کا تصور کرنا۔ اور دوسری میں نہ کرنا ایسی بات ہے۔ کہ جیسے شہنشاہ عالم کو سب سلطنت کی حکومت سے چھڑا کر ایک چھوٹی سی جھونپڑی کا مالک ماننا دیکھو یہ کتنی بڑی توہین ہے۔ ویسے تم پرمیشور کی بھی توہین کرتے ہو۔ جب موجود کل مانتے ہو۔ تو باغیچوں سے پھول چنتے توڑ کر کیوں پھینکتے ہو۔ صندل رگڑ کر کیوں لگاتے ہو۔ دھوپ کو کیوں جلاتے ہو، گھنٹہ گھڑیال، جھانجھ بجا بجا کر لکڑی سے کوٹا پیٹا کیوں کرتے ہو، تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ کیوں ہاتھ جوڑتے ہو، سر میں ہے کیوں سر جھکاتے ہو، بھلے بھلے کی چیزوں میں ہے۔ کیوں تبرک چڑھاتے ہو، پانی میں ہے۔ کیوں غسل کراتے ہو، کیونکہ ان سب اشیا میں پرمیشور موجود ہے۔ اور تم موجود کل کی پرستش کرتے ہو۔ یا جس میں موجود ہے اس کی۔ اگر موجود کل کی کہتے ہو۔ تو پتھر لکڑی وغیرہ پر پھول چندن وغیرہ کیوں چڑھاتے ہو، اور اگر جس میں موجود ہے اس کی کہتے ہو تو ایسا جھوٹ کیوں بولتے ہو۔ کہ ہم پرمیشور کی پرستش کرتے ہیں۔ ہم پتھر وغیرہ کے پجاری (عابد) ہیں۔ یہ سچ کیوں نہیں کہتے؟

اب کہئے کہ بھاؤ (تصور) جھوٹا۔ اگر کہو کہ سچا ہے۔ تو تمہارے تصور کے بال ہونے سے پرمیشور قید والا ہو جائے گا۔ اور تم مٹی میں سونا، چاندی وغیرہ پتھر میں ہیرا، پنا وغیرہ سمندر جھاگ میں موتی۔ پانی میں گھی، دودھ دہی وغیرہ اور خاک میں میدہ، شکر وغیرہ کا تصور کر کے ان کو ویسے ہی کیوں نہیں بنا لیتے۔ تم لوگ تکلیف کا تصور کبھی نہیں کرتے پھر وہ کیوں ہوتی ہے، اور آرام کا تصور ہمیشہ کرتے ہو۔ وہ کیوں میسر نہیں ہوتا، انسان آنکھ کا تصور کر کے کیوں نہیں دیکھ لیتا، مرنے کا تصور نہیں کرتے۔ کیوں مر جاتے ہو، اس لئے تمہارا تصور سچا نہیں کیونکہ وہ چیز جیسی ہے۔ اس میں ویسا ہی خیال کرنے کا نام بھاؤنا یا تصور ہے۔ مثلاً آگ میں آگ، پانی میں پانی جاننا (تصور) اور پانی میں آگ اور آگ میں پانی سمجھنا تصور نہیں ہے۔ کیونکہ جو چیز جیسی ہے اس کو ویسا جاننا علم اور اس کے خلاف جاننا لاعلمی یا جہالت ہے۔ اس لئے تم غیر تصور کو تصور اور تصور کو غیر تصور کہتے ہو۔

وید دل میں بُت پرستی وغیرہ کا ذکر نہیں

سوال۔ جی جب تک وید منتروں سے آواہن (بلانا) نہیں کرتے تب تک دیوتا نہیں آتا۔ اور بلانے سے جھٹ آتا۔ اور وسرجن (رخصت) کرنے سے چلا جاتا ہے جواب۔ جو منتر کو پڑھ کر بلانے سے دیوتا آجاتا ہے۔ تو بت جاندار کیوں نہیں ہو جاتا؟ اور رخصت کرنے سے چلا کیوں نہیں جاتا؟ وہ کہاں سے آتا ہے اور کہاں جاتا ہے؟ سنو بھائی! موجود کل پرمیشور آتا اور نہ جاتا ہے۔ اگر تم منتر کے زور سے پرمیشور کو بلا لیتے ہو۔ تو انہی منتروں سے اپنے مرے ہوئے بیٹے کے جسم میں روح کیوں نہیں بلا لیتے؟ اور دشمن کے جسم سے روح کو رخصت کر کے کیوں نہیں مار سکتے؟ سنو بھائی بھولے لوگو! یہ پوپ جی تم کو ٹھگ کر اپنا مطلب نکالتے ہیں۔ ویدوں میں پتھر وغیرہ بت پرستی اور پرمیشور کے بلانے رخصت کرنے کے متعلق ایک حرف بھی نہیں ہے۔

سوال۔

प्राणा इहागच्छन्तु सुखं चिरं तिष्ठन्तु स्वाहा ।
आत्मेहागच्छतु सुखं चिरं तिष्ठतु स्वाहा ।
इन्द्रियाण्योहागच्छन्तु सुखं चिरं तिष्ठन्तु स्वाहा ॥

اس قسم کے وید منتر موجود ہیں۔ تم کیسے کہتے ہو۔ کہ نہیں ہیں؟ جواب۔ اے بھائیو! عقل کو تھوڑا سا تو اپنے کام میں لاؤ۔ یہ سب من گھڑت وام مارگیوں کی تنتر نامی ویدوں کی مخالف کتابوں کے پوپ لیلا (یعنی پوپ کے بنائے ہوئے) فقرات ہیں۔ وید کے قول نہیں۔ سوال۔ کیا تنتر جھوٹا ہے؟ جواب۔ ہاں بالکل

تنتر گرنتھ جھوٹا ہے

جھوٹا ہے۔ جیسے آواہن (بلانے) پران پرتشٹھا (جان ڈالنے) وغیرہ پتھر وغیرہ بت کے متعلق ویدوں میں ایک لفظ بھی نہیں ہے ویسے "स्नानं समर्पयामि"۔ اس قسم کے قول بھی یعنی اتنا بھی نہیں ہے۔ پتھر کا بت بنانے والے میں قلم کہ چندن الکشت (چاول) وغیرہ سے پوجا کرے۔ ایسا کچھ بھی نہیں۔ سوال۔ اگر ویدوں میں اجازت نہیں۔ تو ممانعت بھی نہیں ہے۔ اور اگر ممانعت ہے۔ تو بت پرستی کے کرنے سے ہی ممانعت ہو سکتی ہے؟

بُت پرستی کی ممانعت

جواب۔ حکم تو نہیں۔ لیکن پرمیشور کی جگہ میں کسی غیر چیز کو معبود (موجود) نہ ماننا لکھا ہے۔ اور بالکل ممانعت کی ہے۔ کیا ایسا وید بھی (موجودگی سے پیشتر حکم) نہیں ہوتا؟ سنو یہ ہے:۔

अन्धन्तमः प्रविशन्ति येऽसम्भूतिमुपासते ।
ततो भूय इव ते तमो य उ सम्भूत्याꣳ रताः ॥२॥ (یجروید ۴۰-۹)
न तस्य प्रतिमा अस्ति ।
यस्य नाम महद्यशः ।
तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥१॥
यन्मनसा न मनुते येनाहुर्मनो मतम् ।

तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥२॥
यच्चक्षुषा न पश्यति येन चक्षूंषि पश्यन्ति ।
तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥३॥
यत्प्राणेन न प्राणिति येन प्राणः प्रणीयते ।
तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥
यच्छ्रोत्रेण न शृणोति येन श्रोत्रमिदꣳ श्रुतम् ।
तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥

(کینو اپنشد ۱-۲-۱۲-۴-۵)

"جو اسمجھوتی یعنی نہ پیدا ہوئی پرکرتی یعنی علت مادی کی پرمیشور کی جگہ میں عبادت کرتے ہیں۔ وہ تاریکی یعنی جہالت اور مصیبت کے سمندر میں ڈوبتے ہیں۔ اور سمجھوتی جو علت مادی سے پیدا ہوئے معلول پرتھوی وغیرہ بھوت (عناصر) پتھر اور درخت وغیرہ اور بدھ (جمد) اور انسانی وغیرہ کے جسم کی عبادت پرمیشور کی جگہ کرتے ہیں۔ وہ اس تاریکی سے بھی زیادہ تاریکی یعنی سخت جہالت میں مبتلا ہو۔ بہت مدت تک فکر کریں سخت تکلیف میں گر کر بہت مصیبت اٹھاتے ہیں۔"

"جو سب دنیا میں سمایا ہوا ہے۔ اس لئے نکل پرمیشور کی تصویر، ناپ، مشابہت یا بت نہیں ہے۔"

"جو کلام کی "ایتا" یعنی یہ پانی ہے۔ لیجئے وہ ایسا وشے (مضمون) نہیں۔ اور جس کے سہارے اور ہستی سے کلام کی پروتی (ظہور) ہوتی ہے۔ اسی کو پرمیشور جان اور اسی کی عبادت کر۔ اور جو اس کے سوائے دوسرا ہے وہ معبود نہیں۔"

"جو من سے ایتا کہ کے دل میں نہیں آتا۔ جو من کو جانتا ہے۔ اسی کو تو پرمیشور جان۔ اور اسی کی عبادت کر۔ جو اس کے سوائے دوسرا اور اتما کہلاتا ہے۔ اس کی عبادت پرمیشور کی بجائے مت کر۔"

"جو آنکھ سے نظر نہیں آتا۔ اور جس سے سب آنکھیں دیکھتی ہیں۔ اسی کو تو پرمیشور جان۔ اور اسی کی عبادت کر۔ اور جو اس کے سوائے سورج، بجلی، اور آگ وغیرہ غیر قدرتی اشیاء ہیں۔ ان کی عبادت مت کر۔"

"جو کان سے نہیں سنا جاتا۔ اور جس سے کان سنتا ہے۔ اسی کو تو پرمیشور جان۔ اور اسی کی عبادت کر اور اس کے سوائے شنید وغیرہ کی عبادت اس کی جگہ مت کر۔"

"جو پرانوں سے چلا آیا نہیں ہوتا۔ اور جس سے پران حرکت حاصل کرتا ہے۔ اسی کو تو پرمیشور جان اور اسی کی عبادت کر۔ اور جو یہ اس کے سوا ہوا ہے۔ اس کی عبادت مت کر۔"

اس قسم کی بہت سی ممانعت کی گئی ہے۔ ممانعت پراپت (موجود) اور اپراپت (غیر موجود) کی بھی ہوتی ہے۔ "پراپت" کی۔ جیسے کوئی کہیں بیٹھا ہو۔ اس کو وہاں سے اٹھا دینا۔ "اپراپت" کی جیسے "اے بیٹے! چوری کبھی نہ کرنا۔ کنوئیں میں مت گرنا۔ بدوں کی صحبت میں مت بیٹھنا۔ اور بے علم مت رہنا۔" اس طرح "اپراپت" کی بھی ممانعت ہوتی ہے جو انسانوں کے علم میں اپراپت ہے۔ وہ پرمیشور کے علم میں پراپت ہے

اس لئے اس کی ممانعت کی گئی ہے۔ لہٰذا پتھر وغیرہ بت پرستی سخت ممنوع ہے۔ سوال۔ بت پرستی میں ثواب نہیں تو گناہ بھی نہیں ہے۔ جواب۔ فعل دو ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ واجب (فرض) اور راست گفتاری وغیرہ

بُت پرستی میں گناہ

کرنے کے لائق ہونے کی وجہ سے وید میں جائز مانے گئے ہیں دوسرے نشیدھ (ممنوع) جو کرنے لائق ہونے سے جھوٹ گوئی وغیرہ وید کی رُو سے ناجائز ہیں۔ جیسے فرض کو ادا کرنا واجب اور اس کا نہ کرنا اَدھرم ہے۔ ویسے ہی ممنوع فعل کرنا اَدھرم اور نہ کرنا دھرم ہے جب ویدوں میں منع کئے ہوئے بت پرستی وغیرہ کرموں کو کرتے ہو تو تم گنہگار کیوں نہیں؟ سوال۔ دیکھو! وید غیر فانی ہے۔ اس وقت بت کا کیا کام تھا کیونکہ پہلے تو وید ناظاہر میں موجود تھے۔ پھر دواج تو پیچھے سے پرانوں اور تنتر سے چلا ہے جب انسانوں کا علم اور طاقت کم ہو گئی تو پرمیشور

بُت پرستی پرمیشور کے حصول کی سیڑھی نہیں

وصیان میں نہیں لا سکے مگر بت کا دھیان نہ کر سکتے ہیں۔ اس لئے جاہلوں کے لئے بت پرستی ہے۔ کیونکہ سیڑھی سیڑھی سے چڑھے تو محل پر پہنچ جائے۔ پہلی سیڑھی چھوڑ کر اوپر جانا چاہے تو نہیں جا سکتا۔ اس لئے بت پرستی پہلی سیڑھی ہے۔ اس کی پرستش کرتے کرتے جب علم حق ہو گا۔ اور دل پاکیزہ ہو جائے گا تب پرمیشور کا دھیان کر سکے گا۔ جیسے نشانہ انداز اوّل موٹے نشانہ میں تیر، گولی یا گولہ وغیرہ مارتا مارتا باریک میں باریک نشانہ بھی مار سکتا ہے ویسے ہی کنیف بت کی پرستش کرتا کرتا پھر لطیف پرمیشور کو بھی حاصل کر سکتا ہے۔ جیسے لڑکیاں گڑیوں کا کھیل تب تک کھیلتی ہیں جب تک کہ بچے خاوند کو حاصل نہیں کرتیں۔ اس قسم کے دلائل سے بت پرستی کرنا خراب کام (ثابت) نہیں ہوتا۔ جواب۔ جب وید کے مطابق دھرم اور وید کے خلاف عمل کرنے میں اَدھرم ہے۔ تو پھر تمہارے کہنے سے بھی بت پرستی کرنا اَدھرم قرار پایا جو کہ کتابیں وید کے خلاف ہیں۔ ان کا حوالہ ماننا گویا ناستک ہونا ہے۔ منو۔

नास्तिको वेदनिन्दकः ॥ २ ॥

या वेदबाह्याः स्मृतयो याश्च काश्च कुदृष्टयः ।
सर्वास्ता निष्फलाः प्रेत्य तमोनिष्ठा हि ताः स्मृताः ॥२॥
उत्पद्यन्ते च्यवन्ते च यान्यतोन्यानि कानिचित् ।
तान्यर्वाक्कालिकतया निष्फलान्यनृतानि च ॥३॥

"منو جی کہتے ہیں۔ کہ جو وید کی نندا یعنی بے قدری ترک اور خلاف ورزی کرتا ہے وہ ناستک کہلاتا ہے" (۱)

"جو خیر اندیش کتابیں خراب لوگوں کی بنائی ہوئی دنیا کو تکلیف کے سمندر میں غرق کرنے والی ہیں۔ وہ سب بے فائدہ۔ جھوٹی۔ تاریکی جنم۔ اور دنیا و آخرت میں تکلیف دہ ہیں"۔ (۲)

"جو ان ویدوں کے برعکس کتابیں ہوتی ہیں۔ وہ جلد بننے کی وجہ سے جلد تباہ ہو جاتی ہیں۔ ان کا ماننا بے فائدہ اور باطل ہے"۔ (۳)

اسی طرح برہما سے لے کر جیمنی مہرشی تک کا اعتقاد ہے۔ کہ وید کے خلاف عقائد کو نہ ماننا بلکہ وید کے

مطابق ہی عمل کرنا دھرم ہے۔ کیونکہ وید صحیح معانی کا ظاہر کرنے والا ہے۔ اس کے علاوہ جتنے تمرتی اور پران ہیں۔ وید کے خلاف ہونے سے جھوٹے ہیں۔ اور جو وید کے خلاف پستکیں ہیں۔ ان میں کہی ہوئی بت پرستی بھی ادھرم ہے۔ انسانوں کا علم غیر جاندار کی پرستش سے نہیں بڑھ سکتا۔ بلکہ جو علم ہے وہ بھی زائل ہو جاتا ہے عالموں کی خدمت اور محبت سے علم بڑھتا ہے پتھر وغیرہ سے نہیں۔ کیا بت پرستی سے پرمیشور کو کبھی کوئی دھیان میں لا سکتا ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں بت پرستی سیڑھی نہیں۔ بلکہ ایک خندق ہے جس میں گر کر انسان چکنا چور ہو جاتا ہے پھر اس خندق سے نکل نہیں سکتا۔ بلکہ اسی میں مر جاتا ہے۔ ہاں دھرم پر چلنے والے معمولی عالموں سے لے کر اعلیٰ عالم یوگیوں کی صحبت سے سچا علم اور استباذی وغیرہ پرمیشور کے حصول کی سیڑھیاں ہیں۔ جیسے کہ بالا خانے پر جانے کا زینہ ہوتا ہے بت پرستی کرتے کرتے عالم تو کوئی نہ ہوا۔ البتہ برخلاف اس کے بت پرست جاہل رہ کر انسانی جامہ بے فائدہ کھو کر بہت سے مر گئے۔ اور جو اب ہیں یا ہوں گے۔ وہ انسانی جامہ کے مقصد یعنی دھرم، ارتھ، کام اور موکش کے حصول سے محروم رہ کر بے فائدہ برباد ہو جائیں گے۔ بت پرستی پرمیشور کے حاصل کرنے میں موٹے نشانہ کی طرح نہیں۔ بلکہ دھرم پر چلنے والا فاضل اور علم طبعی (نشانہ باز) کی علم طبعی کو بڑھاتا بڑھاتا پرمیشور کو بھی پا جاتا ہے۔ اور بت پرستی گڑیوں کے کھیل کی طرح نہیں۔ بلکہ اوّل حرف شناسی نیک تربیت کا ہونا گڑیوں کے کھیل کی طرح پرمیشور کے حصول کا درجہ ہے۔ سینئے عجب (انسان) ابھی تربیت اور علم کو حاصل کرے گا۔ تب سچے مالک پرمیشور کو بھی حاصل کرے گا سوال شکل والی چیز میں من ٹھہرتا ہے۔ اور بے شکل میں ٹھہرنا مشکل ہے۔ اس لئے بت پرستی

من غیر مجسم میں ہی ٹھہرتا ہے

رہنی چاہیئے جواب۔ شکل والی چیز میں من قائم کبھی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اس کو من فوراً قبول کر کے اسی کے ایک ایک حصہ میں گھومتا اور دوسرے میں دوڑ جاتا ہے۔ اور بے شکل پرمیشور کے قبول کرنے میں حتی المقدور من نہایت تیزی سے دوڑتا ہے تب بھی انتہا نہیں پاتا حصوں سے پاک ہونے کے باعث پہنچ بھی نہیں رہتا۔ بلکہ اسی کے صفات افعال اور خواص کو سوچتا سوچتا سمادھی میں محو ہو کر قائم ہو جاتا ہے۔ اور اگر مجسم اشیاء میں قائم ہو جاتا۔ تو کل دنیا کا من قائم ہو جاتا۔ کیونکہ دنیا میں آدمی عورت، بیٹے، دولت، دوست وغیرہ مجسم چیزوں میں غلطاں رہتا ہے۔ تاہم کسی کا من قائم نہیں ہوتا جب تک غیر مجسم میں نہ لگا دے۔ کیونکہ حصوں سے بری ہونے کے باعث اس میں من قائم ہو جاتا ہے اس لئے بت پرستی کرنا

بت پرستی کی خرابیاں

ادھرم ہے ۱۱ دوم۔ اس میں کروڑوں روپے مندروں پر خرچ کر کے لوگ مفلس بنے ہیں۔ اور اس میں کاہلی ہوتی ہے سوم۔ مرد عورتوں کا مندروں میں میل ہونے سے زنا کاری لڑائی بکھیڑا اور بیماریاں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں چہارم۔ اسی کو دھرم، ارتھ، کام اور مکتی کا ذریعہ مان کر سست ہو کر انسانی جامہ رائیگاں کھوتے ہیں پنجم مختلف قسم کے مخالف شکلوں ناموں اور حالات والے بتوں کے پجاریوں کا ایک عقیدہ نہ رکھنے اور ایک دوسرے کے خلاف عقیدے رکھتے ہوئے باہمی نفاق بڑھانے سے ملک کی

برباد کرتے ہیں۔ **ششم**۔ اسی کے بھروسے دشمن کی شکست اور اپنی فتح مان کر بیٹھے رہتے ہیں۔ اور ان کی ہار ہو کر سلطنت، آزادی، اور دولت کا آرام ان کے دشمنوں کے قبضہ میں ہو جاتا ہے۔ اور آپ محتاج بالغیر بھکاریوں کے ٹڈے اور کمہار کے گدھے کی مانند دشمنوں کے بس میں ہو کر کئی طرح کی تکلیف پاتے ہیں **ہفتم**۔ جب کوئی کسی کو کہے کہ ہم تیری نشست گاہ یا نام پر پتھر دھریں۔ تو جیسے وہ اس پر خفا ہو کر مارتا یا گالی دیتا ہے ویسے ہی پرمیشور کی عبادت کی جگہ دل اور نام پر پتھر وغیرہ بت دھرتے ہیں۔ ان بے عقلوں کی تباہی پرمیشور کیوں نہ کرے؟ **ہشتم**۔ دہم میں پڑ کر مندر مندر، ٹلک بلک پھرتے پھرتے تکلیف پاتے، دھرم، دنیا اور عاقبت برباد کرتے، اچرج وغیرہ سے عذاب پاتے اور ٹھگوں وغیرہ سے لٹتے رہتے ہیں۔ **نہم**۔ بدچلن پجاریوں (بھاٹوں) کو دولت دیتے ہیں۔ وہ اس دولت کو زنا کاری، شراب اور گوشت کے کھانے اور لڑائی بکھیڑوں پر خرچ کرتے ہیں۔ جس سے دینے والے کے آرام کی جڑ کٹ کر تکلیف ہوتی ہے **دہم**۔ ماں باپ وغیرہ قابل تعظیم بزرگوں کی بے عزتی کر پتھر وغیرہ بتوں کی عزت کر کے محسن کش ہو جاتے ہیں۔ **یازدہم**۔ جب ان بتوں کو کوئی توڑ ڈالتا یا چرا کر لے جاتا ہے۔ تب ہائے ہائے کر کے رونے لگتے ہیں۔ **دوازدہم**۔ پجاری، عورتوں کی محبت اور پجارن غیر مردوں کی محبت سے معیوب ہو کر اکثر خاوند اور بیوی کی محبت کی راحت کو ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہیں۔ **سیزدہم**۔ دامی (آقا) سیوک (نوکر) کے فرائض پوری طرح ادا نہ ہونے سے باہم مخالفت ہو کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ **چہاردہم**۔ بے جان کا دھیان کرنے والے کی روح بھی کند ہو جاتی ہے کیونکہ دھیان کی گئی چیز کی جڑ پن کا خاصہ اتمہ کرن کے ذریعے روح میں فرد آتا ہے۔ **پانزدہم**۔ پرمیشور نے خوشبودار پھول وغیرہ اشیاء ہوا، پانی کی بدبو دور کرنے اور صحت کی بحالی کے لئے بنائے ہیں۔ ان کو پجاری جی توڑ کر یہ نہ جانتے ہوئے کہ ان پھولوں کی کتنے دن تک خوشبو آکاش میں پھیل کر ہوا، پانی کی صفائی کرتی۔ اور پوری خوشبو کے وقت تک ان میں رہتی۔ ان کی بربادی درمیان میں ہی کر دیتے ہیں۔ پھل وغیرہ کچر کے ساتھ مل کر کتنی بدبو پیدا کرتے ہیں۔ کیا پرمیشور نے پھول وغیرہ خوشبودار اشیاء پتھر پر چڑھانے کے لئے بنائی ہیں؟ **شانزدہم**۔ پتھر پر چڑھے ہوئے پھول، صندل اور چاول وغیرہ سب پانی اور مٹی کے ساتھ ملنے سے موری، نالی، حوض میں آکر سڑ جاتے ہیں۔ اس سے اتنی بدبو آکاش میں پھیلتی ہے۔ کہ جتنی انسان کے بول و براز کی۔ اور مچھر اور مکھی جانداروں اس میں پڑتے، اسی میں مرتے اور سڑتے ہیں۔ بت پرستی کے کرنے سے ایسے ایسے کئی عیب واقع ہوتے ہیں۔ اس لئے پتھر وغیرہ کی بت پرستی شریف لوگوں کے لئے قطعی طور پر ممنوع ہے اور جنہوں نے پتھر کے بت کی پرستش کی ہے کرتے ہیں اور کریں گے۔ وہ مذکورہ بالا علیوں سے نہ بچے، نہ بچتے ہیں اور نہ بچیں گے

پنچ تن پوجا

سوال۔ کسی قسم کی بت پرستی کرنی کرانی تو نہیں۔ لیکن جو اپنے آدیہ درت میں "پنچ دیو" پوجا کا لفظ قدیم سے برابر چلا آتا ہے۔ اس کا (مطلب) یہی "پنچ ایتن" پوجا ہے ہو کہ شیو، وشنو، امبکا، گنیش اور سورج کا بت بنا کر پرستش کرتے ہیں۔ یہ "پنچ ایتن" پوجا (جانے) ہے یا نہیں؟

جواب۔ کسی قسم کی بت پرستی نہ کرنی۔ لیکن "موتی مان" جو ذیل میں کہیں گے۔ ان کی پوجا یعنی تعظیم کرنی چاہئے۔ وہ "پنچ دیو" پوجا یا "پنچ ایتن" پوجا بہت اچھے معنی والا ہے۔ لیکن بے علم جاہلوں نے اس کے

اچھے معنے چھوڑ کر خراب معنے کر لئے۔ جو آج کل شیو وغیرہ پانچوں کے بت بنا کر پرستش کرتے ہیں۔ ان کی تردید ابھی کر چکے ہیں۔ لیکن یہی پانچ ایتن وید میں کہی ہوئی اور وید کے مطابق کہی ہوئی دیو پوجا اور ماتا پتا جو ہے۔ وہ سنو:۔

मा नो वधीः पितरं मोत मातरम् ॥ १ ॥ (یجروید ۱۶-۱۵)

आचार्यो ब्रह्मचर्येण ब्रह्मचारिणमिच्छते ॥२॥ (اتھروید ۱۱-۵-۱۷)

अतिथिर्गृहानागच्छेत् ॥ ३ ॥

अर्चत प्रार्चत प्रियमेधासो अर्चत ॥ ४ ॥ (اتھروید ۱۵-۱۲-۳)

त्वमेव प्रत्यक्षं ब्रह्मासि त्वामेव प्रत्यक्षं ब्रह्म वदिष्यामि ॥५॥

कतम एको देव इति स ब्रह्म त्यदित्याचक्षते ॥६॥

मातृदेवो भव पितृदेवो भव आचार्यदेवो भव अतिथिदेवो भव

पितृभिर्भ्रातृभिश्चैताः पतिभिर्देवरैस्तथा ।

पूज्या भूषयितव्याश्च बहुकल्याणमीप्सुभिः ॥८॥ पूज्यो देववत्पतिः ॥ ९

"اوّل۔ ماں مورتی میں مجسم تعظیم کے قابل دیوتا۔ یعنی اولاد کو تن۔ من۔ دھن سے خدمت کرکے والدہ کو خوش رکھنا چاہیئے۔ ہمیشہ ایسی تکلیف دہ بات کبھی نہ کہنا۔ دوسرا باپ راحت رسان والا دیوتا۔ اس کی بھی ماں کی مانند خدمت کرنی۔"

"تیسرا آچاریہ جو علم کا دینے والا ہے۔ اس کی تن۔ من۔ دھن سے خدمت کرنی۔"

"چوتھا سنیاسی اتیتھی جو فاضل دھرم پر چلنے والا۔ غریب سے الگ۔ سب کی ترقی کا خواہاں۔ دنیا میں پھرتا ہوا اپنے اپدیش سے سب کو آرام پہنچاتا ہے۔ اسی کی خدمت کریں۔"

"پانچویں پتی کے واسطے خاوند اور خاوند کے لئے پتنی تعظیم کے قابل ہے۔"

یہ پانچ مورتی مان دیو ہیں کہ جن کے طفیل انسانی جسم کی پیدائش۔ پرورش ہوتی اور انسان کو سچی تعلیم علم اور سچا اپدیش حاصل ہوتا ہے۔ یہی پرمیشور کو حاصل کرنے کی سیڑھیاں ہیں۔ ان کی خدمت نہ کرتے ہوئے جو پتھر وغیرہ بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ وہ وید کے سخت مخالف ہیں۔"

سوال۔ ماں باپ وغیرہ کی خدمت کریں اور بت پرستی بھی کریں تب تو کوئی عیب نہیں ہے جواب۔

بُت پرستی ہر حالت میں منع ہے

پتھر وغیرہ بت پرستی کو قطعی چھوڑنے اور ماتا وغیرہ مورتی والوں کی خدمت کرنے میں ہی بہتری ہے۔ مجھے غضب کی بات ہے۔ کہ لوگوں نے ماتا وغیرہ ظاہر راحت بخش سامنے موجود دیوتوں کو چھوڑ کر غیر دیوتا پتھر وغیرہ میں سر مارنا قبول کیا۔ اس کہ لوگوں نے اس لئے قبول کیا ہے۔ کہ جو ماں باپ وغیرہ کے سامنے نذرانہ یا بھینٹ دھریں گے۔ وہ خود کھا لیں گے۔ اور ان کی بھینٹ پوجا لینے سے سامنے جو میں یا ہاتھ میں کچھ نہ پڑے گا۔ اس لئے پتھر وغیرہ کے بت بنا۔ اس کے آگے نذرانہ دھر گھنٹہ کی آواز ٹن ٹن

یُوں یُوں اَدرشکھ بچاری شوچاچار ان کو انگوٹھا دکھانے لگے۔ جیسے کوئی کسی کو چھلے یا چڑائے۔ کہ تو گھنٹہ لے اور انگوٹھا دکھا دے۔ اس کے آگے سب چیزیں لے کر آپ بھوگے۔ ویسے ہی لیلا ان پجاریوں یعنی پوجا بھی نیک اعمال کے دشمنوں کی ہے۔ یہ لوگ چنگ منگ چلک جھلک بتوں کو بنا ٹھنا کر آپ ٹھگوں کی مانند بن ٹھن کے بیچارے بیوقوف غریبوں کا مال اڑا کر موج کرتے ہیں۔ اگر کوئی دھارمک راجہ ہوتا۔ تو ان پجاریوں کے دلدادہ لوگوں کو پتھر گھڑنے گھڑانے اور گھر بنانے وغیرہ کاموں میں لگا کر کھانے پینے کو دے کر گزران کراتا۔

کسی کی مُورتی دیکھنے سے شانتی

سوال جس طرح کہ عورتوں کے پتھر وغیرہ کے بت دیکھنے سے شہوت پیدا ہوتی ہے۔ ویسے تاکہ اندھیا شانت (زنانہ) کا بت دیکھنے سے ویراگ (ترک) اور شانتی نصیب کیوں نہ ہوگی جواب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس بت کا خاصہ یعنی جڑ پن روح میں آنے سے سوچنے کی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ ویراگ اور ویدیا گیان کے بغیر (علم معرفت) وگیان کے بغیر شانتی (راحت) حاصل نہیں ہوتی۔ اور جو کچھ ہوتا ہے وہ ان کی محبت اپریش اور ان کی بھگتی کے حالات وغیرہ کے دیکھنے سے ہوتا ہے۔ کیونکہ جس کی صفات یا عیب جانے ہیں کے محض بت دیکھنے سے محبت پیدا نہیں ہوتی محبت ہونے کا باعث اوصاف کا جاننا ہے۔ ایسی بت پرستی وغیرہ بنانے کا عمل ہی سے آدیہ دھرت میں بھگتی بچاری۔ بھکھیادی سنسکرت۔ کم ہمت کمزور آدمی ہو گئے ہیں۔ سارے جہان میں جہالت انہوں نے ہی پھیلائی ہے جنہوں نے یہ بھی بہت پھیلا ہے۔

بنارس کے بتوں کے معجزے

سوال۔ دیکھو کاشی میں اورنگ زیب بادشاہ کو قلاش پیر وغیرہ نے بڑے بڑے معجزے دکھلائے تھے۔ جب مسلمان اُن کو توڑنے گئے۔ اور انہوں نے جب ان پر توپ گولہ وغیرہ چلائے۔ تب بڑے بڑے پجاریوں نے ہنسی کر سب فوج کو تنگ کر کے بھگا دیا۔ جواب۔ یہ پتھر کا معجزہ نہیں۔ بلکہ وہاں پجاریوں کے چھپے ہوئے ہوں گے۔ ان کا خاصہ ہی موذی پن ہے۔ جب کوئی ان کو چھیڑے۔ تو وہ کاٹتے کو دوڑتے ہیں۔ اور جو دھرم کی دھار کا معجزہ ہوتا تھا۔ وہ پجاری جی کی لیلا تھی۔

مہادیو کا کنوئیں میں گرنا۔ اور بیت کا برہمن کے گھر میں چھپنا

سوال۔ دیکھو مہادیو پجاری کو صورت نہ دکھانے کے لئے کنوئیں میں اور بینی مادھو ایک برہمن کے گھر میں جا چھپے۔ کیا یہ معجزہ نہیں ہے جواب۔ بھلا اس کے کو توال کال بھیرو لاٹ وغیرہ بھوت پریت اور بھیرو وغیرہ گنوں (نوجوں) نے مسلمانوں کو ڈنس کر کیوں نہ بھگا دیا۔ جب مہادیو اور وشنو کی پرانوں میں کہانی ہے کہ کئی ایک ترے پر اسر وغیرہ بڑے بڑے خوفناک اسروں کو خاکستر کر دیا۔ تو مسلمانوں کو خاک کیوں نہ کیا اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ بیچارے پتھر کیا لڑتے لڑاتے جب مسلمان بتوں کو توڑنے پھوڑنے ٹوٹے کاٹنے کے نزدیک پہنچے۔ تب پجاریوں نے اس پتھر کے لنگ کو کنوئیں میں ڈال اور بینی مادھو کو برہمن کے

ف نوٹ ۱۔ یہ ایک چھوٹا سا پتھر کا ٹکڑا ہوتا ہے جو اس کی اصلیت میں سوچا جاتا ہے۔
ف نوٹ ۲۔ یہ ایک قسم کے لوگ کرتے کا نام ورانگ ہے۔

گھر میں چھپا دیا جب کاشی میں کالی بھیروں کے ڈر کے مارے یاترا (موت کے فرشتے) نہیں جاتے اور پھر حج کے وقت بھی کاشی کی تباہی نہیں بھیجتے دیتے۔ تو بیچھوں کے دوت (سپاہی) کیوں ڈراتے۔ اور اپنی یاد کرتا کے مندر کی تباہی کیوں ہو لے دی۔ یہ سب پوپ مایا (چالاکی) ہے۔ سوال۔ کیا میں شرادھ کرنے سے پتروں (مرے ہوئے بزرگوں) کے گناہ دور ہو کر وہاں کے شرادھ کے ثواب کی طاقت سے پتر سوگ (بہشت) میں جاتے

گیا میں مُردوں کے شرادھ

اور پتر اپنا ہاتھ نکال کر پنڈ لیتے ہیں۔ کیا یہ بھی بات جھوٹ ہے؟ جواب۔ ہاں! یا کل جھوٹ۔ اگر وہاں پنڈ دینے کی ایسی طاقت ہے۔ تو جن پنڈوں (بچاری) کو پتروں کے سکھ کے لئے لاکھوں روپے دیتے ہیں۔ ان کو گیا کے رنڈی باندی وغیرہ گناہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کا گناہ کیوں دور نہیں ہوتا؟ اور ہاتھ نکلنا آج کل کہیں نظر نہیں آتا سوائے پنڈوں کے ہاتھوں کے۔ کبھی کسی دغاباز نے زمین کھا کھود کر اس میں ایک آدمی بٹھا دیا ہوگا۔ پھر اس کے منہ پر کشا (گھاس) بچھا پنڈ دیا ہوگا۔ اور اس سکار نے اٹھا لیا ہوگا۔ کبھی آنکھ کے اندھے کانٹھ کے پولے کو اس طرح ٹھگ لیا ہو۔ تو تعجب نہیں۔ ویسے ہی بیچ ناتھ کو راون لایا تھا۔ یہ بھی جھوٹی بات ہے۔ سوال۔ دیکھو۔ کلکتہ کی کالی اور کامکشا وغیرہ دیوی کو لاکھوں آدمی مانتے ہیں۔ کیا یہ

کلکتہ کی کالی دیوی

معجزہ نہیں ہے؟ جواب کچھ بھی نہیں۔ یہ بے علم لوگ بھیڑ کی مانند ایک کے پیچھے دوسرے چل کر کنوئیں یا گڑھے میں گرتے ہیں۔ ہٹ نہیں سکتے ویسے ہی ایک بے علم کے پیچھے دوسرے چل کر مورت پرستی کے گڑھے میں پھنس کر تکلیف پاتے ہیں۔ سوال بھلا یہ تو جانے دو۔ لیکن جگن ناتھ جی میں ظاہرہ معجزہ ہے۔ ایک کلیجہ رہم یا چولا بدلنے کے وقت صندل

جگن ناتھ کا مندر

کی لکڑی سمندر میں سے خود بخود آتی ہے۔ چولے پر اوپر اوپر سات ہنڈیاں دھرنے سے اوپر اوپر کی پھٹ جاتی ہیں۔ اور جو کوئی وہاں جگن ناتھ جی کی پرساد (شیرنی) نہ کھائے۔ تو جذامی ہو جاتا ہے۔ اور ناتھ (گاڑی) خود بخود چلتا۔ گنہگار کو درشن (زیارت) نہیں ہوتا ہے۔ اندر من کے دیج میں دیوتاؤں نے مندر بنایا ہے۔ قالب بدلنے کے وقت ایک بلبر ایک پانڈا اور ایک بڑھئی مر جانے وغیرہ بھجنوں کو تم جھوٹا ثابت نہیں کر سکو گے۔ جواب۔ جس نے بارہ برس تک جگن ناتھ کی پوجا کی ہو۔ وہ درکت (تارک الدنیا) ہو کر متھرا میں آیا تھا۔ مجھ سے ملا تھا میں نے ان باتوں کا جواب پوچھا تھا انہوں نے یہ سب باتیں جھوٹ بتائیں۔ لیکن سوچنے سے یقین پڑتا ہے کہ جب کلیجہ بدلنے کا وقت آتا ہے۔ تب کشتی میں صندل کی لکڑی لے کر سمندر میں ڈالتے ہیں۔ اور وہ سمندر کی لہروں سے کنارے لگ جاتی ہے۔ اس کو لے کر کاریگر لوگ بت بناتے ہیں۔ جب کھانا پکتا ہے تب کواڑ بند کر باورچیوں کے بغیر اور کسی کو نہ جانے نہ دیکھنے دیتے ہیں۔ زمین پر چاندی طرف چھ اور بیچ میں ایک گول شکل کا چولھا بناتے ہیں۔ ان ہنڈیوں کے نیچے گھی۔ مٹی اور راکھ لگا کر چولھوں پر چاول پکا ان کے تلے مانج کر اس بیچ کی ہانڈی میں اسی وقت چاول ڈال چولھوں کے منہ بند کے تو دن سے بند کر زیارت کرنے والوں کو جو کہ دولت مند ہوتے ہیں۔ تماشا دکھاتے ہیں۔ اوپر اوپر کی ہانڈیوں سے چاول نکال

پکے بُنے چاولوں کو دکھا نیچے کے کچے چاول نکال کر دکھاتے ہیں۔ اور ان سے کہتے ہیں۔ کہ کچھ ہانڈیوں کے لیے لکڑ دو سیر کے اندے اور گانٹھ کے پورے روپے اشرفی رکھتے اور کئی ایک ماہواری وظیفہ بھی مقرر کر دیتے ہیں شودر اور رذیل لوگ مندر میں "نئی دید" (تبرک) لاتے ہیں جب "نئی دید" آتی ہے۔ تب وہ شودر اور رذیل لوگ اُسے جو بھٹا کر دیتے ہیں۔

بعد ازاں جو کوئی روپیہ دے کر منڈیا لیوے اس کے گھر پہنچاتے۔ اور غریب گرہستی اور سادھو سنتوں سے لیکر شودر اور چانڈال تک ایک قطار میں بیٹھ ایک دوسرے کا جوٹھا کھانا کھاتے ہیں۔ جب اس قطار کے آدمی اُٹھتے ہیں۔ تب انہیں تینوں پیڑھوں کو بھٹاتے جاتے ہیں۔ یہ نہایت پلید کارروائی ہے۔ اور بہت سے لوگ وہاں جا کر ان کا جوٹھا نہ کھا کر اپنے ہاتھ سے بنا کر کھا کر چلے آتے ہیں۔ کوئی بھی جذام وغیرہ بیماری نہیں ہوتی۔ اور اس جگن ناتھ پوری میں بھی بہت سے پرساد نہیں کھاتے۔ ان کو بھی جذام وغیرہ امراض نہیں ہوتے۔ علاوہ ازیں اس جگن ناتھ پوری میں بھی بہت سے جذامی ہیں جن کا مرض ہمیشہ یہ جوٹھا کھانے سے بھی دُور نہیں ہوا۔

اور اسی جگن ناتھ میں وام مارگیوں نے بھیروی چکر بنایا ہے۔ کیونکہ سمجھدار اشری کرشن اور بلدیو کی بہن لگتی ہے۔ اس کو دونوں بھائیوں کے بیچ میں عورت اور ماں کی جگہ بٹھایا ہے۔ اگر بھیروی چکر نہ ہوتا۔ تو یہ بات کبھی نہ ہوتی۔ اور رتھ کے پہیوں کے ساتھ کلیں لگی ہوتی ہیں جب ان کو سیدھا گھماتے ہیں۔ کلیں گھومتی ہیں۔ تب رتھ چلتا ہے۔ جب میلے کے بیچ میں پہنچتا ہے۔ تب ہی اس کی کیل کو الٹا گھما دیتے ہیں اور رتھ ٹھہر جاتا ہے۔ پجاری لوگ پکارتے ہیں خیرات کرو۔ ثواب کا کام کرو۔ جس سے جگن ناتھ خوش ہو کر اپنا رتھ چلائیں۔ اپنا دھرم لیے۔ جب تک نذر (بھینٹ) آتی رہتی ہے۔ تب تک اسی طرح پجاری لوگ چلاتے جاتے ہیں جب آ چکتی ہے۔ تب ایک برہمن اچھے کپڑے دوشالہ اوڑھ کر کھڑا ہو کر ہاتھ جوڑ کر تعریف کرتا ہے کہ:۔

"اے جگن ناتھ سوامی! آپ مہربانی کر کے رتھ کو چلائیے۔ ہمارا دھرم رکھیے"

اس قسم کے الفاظ بول کر سارشانگ ڈنڈوت پرنام کر کے رتھ پر چڑھتا ہے۔ اسی وقت کیل سیدھی گھما دیتے ہیں۔ اور بجے کے نعرے بلند کر ہزاروں لوگ رسی کھینچتے ہیں۔ رتھ چلتا ہے۔ بہت سے لوگ زیارت کو جاتے ہیں۔ اتنا بڑا مندر ہے کہ جس میں دن کے وقت بھی اندھیرا رہتا ہے اور چراغ جلانا پڑتا ہے۔ ان بتوں کے آگے کھینچ کر لگانے کے پردے دونوں طرف لپٹے ہیں۔ پنڈے پجاری اندر کھڑے رہتے ہیں جب ایک طرف والے نے پردے کو کھینچا۔ جھٹ بت آڑ میں آ جاتا ہے۔ تب سب پنڈے اور پجاری پکارتے ہیں۔ تم بھینٹ دھرو تمہارے گناہ چھوٹ جائیں گے۔ تب زیارت ہو گی۔ جلدی کرو۔ وہ بیچارے سادہ لوح آدمی دغا بازوں کے ہاتھ لٹ جاتے ہیں۔ اور جھٹ پردہ دوسرا کھینچ لیتے ہیں۔ تب ہی زیارت ہوتی ہے۔ تب بجے کا نقارہ بول خوش ہو کر دھکے کھا ذلیل ہو کر چلے آتے ہیں۔ اندر سوائے وہی ہے جس کے خاندان کے آدمی اب تک کلکتہ میں ہیں۔ وہ دولتمند راجہ اور دیوی کی پرستش کرنے والا تھا۔ اس نے لاکھوں روپے لگا کر مندر بنوایا تھا۔ اس لئے کہ آمدنی ملک سے کھانے پینے کا بکھیڑا اس طرح سے دور کریں۔ لیکن وہ جاہل کب سمجھتے ہیں۔

دیوتا مانتو۔ تو انہی کا یگموں کو مانو۔ کہ جن ہمزمنڈوں نے مندر بنایا۔ راجہ پنڈ اور برہمن اس وقت نہیں مرتے تھے۔ حلانکہ یگیوں وہاں مردار پڑے رہتے ہیں چھوٹوں کو تکلیف دیتے ہوں گے۔ اتفاق کہ کے اسی وقت لینی کلیجہ بدلنے کے لئے رتنا یگیوں حاضر رہتے ہیں۔ بت کا پیٹ کھولا رکھا ہے۔ اس میں سونے کے خانہ میں ایک سانگ رکھتے ہیں۔ کہ جس کو ہر روز دھو کر چرن امرت بناتے ہیں۔ اس پر رات کو سوتے وقت کی آرتی میں ان لوگوں کے زہریلا تیزاب لگا دیا ہوگا۔ اس کو دھو کر انہی یگیوں کو پلایا ہوگا۔ کہ جس سے وہ کبھی مر گئے ہوں گے۔ مرے تو اس طرح لیکن پیٹ کے بندوں نے مشہور کیا ہوگا۔ کہ جگن ناتھ جی اپنا قالب بدلنے کے وقت یگیوں بھگتوں کو بھی ساتھ لے گئے۔ ایسی جھوٹی باتیں بھگا نہ مال ٹھگنے کے لئے بہت ہوا کرتی ہیں۔

رامیشور کی لیلا

سوال۔ رامیشور میں گنگوتری کا پانی چڑھاتے وقت لنگ بڑھ جاتا ہے۔ کیا یہ بھی جھوٹی بات ہے؟ جواب۔ جھوٹی۔ کیونکہ اس مندر میں بھی دن میں اندھیرا رہتا ہے۔ چراغ رات دن جلتے رہتے ہیں جب پانی کی دھار چھوڑتے ہیں۔ تب اس پانی میں بجلی کی مانند چراغ کا عکس چمکتا ہے۔ اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ پتھر نہ گھٹے نہ بڑھے۔ جلنے کا اتنا بنا رہتا ہے۔ ایسی لیلا کر کے بیچارے کم عقلوں کو ٹھگتے رہتے ہیں۔ سوال۔ رامیشور کہ رام چندر نے قائم کیا ہے۔ اگر بت پرستی وید کے خلاف ہوتی۔ تو رام چندر بت کو قائم کیوں کرتے؟ اور بالمیک جی رامائن میں کیوں لکھتے؟ جواب۔ رام چندر جی کے زمانہ میں اس لنگ کا بت کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ بلکہ یہ ٹھیک ہے۔ کہ دکھن ملک کے رام نامی راجہ نے مندر بنوا لنگ کا نام رامیشور رکھ دیا ہے جب رام چندر سیتا جی کو لے کر ہنومان وغیرہ کے ساتھ لنکا سے چلے۔ آکاش کے راستہ سے ہوائی جہاز پر بیٹھے الیدھیا کو آرہے تھے۔ تب سیتا جی سے کہا تھا کہ:۔

अत्र पूर्वं महादेवः प्रसादमकरोद्विभुः ॥

सेतुबन्ध इति विख्यातम् ॥ (رامائن لنکا کانڈ ۱۲۵۔۲۰)

"ہے سیتا! تیری جدائی سے ہم بیقرار ہو کر گھومتے تھے۔ اور اسی مقام پر چومامسہ (چار ماہ) کیا تھا۔ اور یہ رامیشور کی پاسنا دھیان بھی کرتے تھے۔ وہی جو سب جگہ موجود دیوتاؤں کا دیوتا۔ مہادیو پرمیشور ہے اس کے فضل سے ہم کو سب سامان یہاں میسر آئے۔ اور دیکھ! یہ پل ہم نے باندھ کر اور اس راون کو مار کر ہم تجھ کو لے آئے۔" اس کے سوا وہاں والمیک جی نے اور کچھ بھی نہیں لکھا۔

کالیا کنت کا معجزہ

سوال۔ لنگ ہے کالیا کنت کہ جس نے حقہ پلایا سنت کو۔ دکھن میں ایک کالیا کنت کا بت ہے۔ وہ آپ حقہ پیا کرتا ہے۔ جو بت پرستی جھوٹی ہو۔ تو یہ معجزہ بھی جھوٹا ہو جائے۔ جواب۔ جھوٹ بالکل جھوٹ ہے سب پوپ لیلا ہے۔ کیونکہ اس بت کا منہ کھرا کھلا ہوگا۔ اس کی بیٹھ میں سوراخ نکال کر دیوار کے پار دوسرے مکان میں نالی لگی ہوگی۔ جب پجاری حقہ بھر پیچوان لگا منہ میں نالی جما پردے ڈال کر نکل آتا ہوگا۔ تب ہی پیچھے والا آدمی منہ سے کھینچتا ہوگا۔ تو اوپر حقہ گڑگڑاتا ہوگا۔ دوسرا سوراخ ناک اور منہ کے ساتھ لگا ہوگا جب پیچھے سے پچکیں مارتا ہوگا۔ تب ناک اور منہ کے سوراخوں سے دھواں نکلتا ہوگا۔ اس وقت بہت سے جاہلوں کی دولت وغیرہ اشیاء لوٹ کر اس کو

مفلس کر دیتے ہوں گے۔

ڈاکو رجی کا معجزہ

سوال۔ دیکھو۔ ڈاکو رجی کا بت دوارکا جی سے جگن ناتھ چلا آیا تھا سو اتنی سونے میں کئی من کا بت تل گیا۔ یہ بھی معجزہ نہیں ہے؟ جواب۔ نہیں وہ جگت بت کو پوجنے والا ہوگا۔ اور سونا بھی کے برابر دن ہوتا کسی جگت آدمی نے گپ ہانکی ہوگی۔

سومناتھ کا معجزہ

سوال۔ دیکھو۔ سومناتھ بھی زمین سے اوپر رہتے تھے۔ اور بڑا معجزہ تھا کیا یہ بھی جھوٹی بات ہے؟ جواب۔ ہاں جھوٹی ہے سنو! اوپر نیچے سنگ مقناطیس لگا رکھا تھا۔ اس کی کشش سے وہ بت درمیان میں کھڑا تھا۔ جب محمود غزنوی آکر لڑا تب یہ معجزہ ہوا کہ اس کا سمندر تو آگیا۔ اور پجاری جگتوں کی ذلت اور خواری ہوگئی۔ اور لاکھوں آدمیوں کی فوج دس ہزار فوج سے بھاگ گئی۔ جو پوپ پجاری پرستش پوجن حمد و ثنا کیا کرتے تھے کہ اے مہادیو! اس ملیچھ کو تو مار ڈال ہماری رکھشا کر۔ اور وہ اپنے چیلے راجا قل کو بھیجا کرتے تھے کہ آپ بے فکر رہیے مہادیو جی ہمیرو یا ویر بھدر کو بھیج دیں گے۔ وہ سب ملیچھوں کو مار ڈالیں گے یا اندھا کر دیں گے۔ ابھی ہمارا دیوتا ظاہر ہو جاتا ہے۔ ہنومان بھگا اور بھیرو نے خواب میں کہا ہے۔ کہ ہم سب کام کر دیں گے۔ وہ بیچارے بھولے راہ اور کشتری پوپوں کے بہکانے سے اعتبار کر بیٹھے۔ کتنے ہی نجومی پوپوں نے کہا کہ ابھی تمہاری چڑھائی کا وقت نہیں ہے۔ ایک نے آٹھواں چندرمال بتلایا۔ دوسرے نے یوگنی سامنے دکھائی۔ اس قسم کی بہکاوٹ ہی میں تھے جب ملیچھوں کی فوج نے آکر گھیر لیا۔ تب ذلت سے بھاگے کتنے ہی پوپ پجاری اور ان کے چیلے پکڑے گئے۔ پجاریوں نے یہ بھی ہاتھ جوڑ کر کہا۔ کہ تین کروڑ روپیہ لے لو مگر مندر اور بت مت توڑو۔ مسلمانوں نے کہا۔ کہ ہم بت پرست نہیں۔ بلکہ بت شکن ہیں۔ اور بھاگ جھٹ مندر توڑ دیا جب اوپر کی چھت ٹوٹی۔ تب منگ مقناطیس کے جوڑ ہونے سے بت گر پڑا جب بت توڑا تب سنتے ہیں۔ کہ اٹھارہ کروڑ روپے کے جواہرات نکلے جب پجاری اور پوپوں پر کوڑے پڑے تب رونے لگے پوچھا گیا۔ کہ خزانہ بتلاؤ۔ مالک کے ملک چھٹ بتلا دیا۔ تب سب خزانہ لوٹ مار کوٹ کر پوپ اور ان کے چیلوں کو غلام بیگاری بنا چکی پسوائی۔ گھاس کھدوایا۔ بوجھ وہوا نہ ڈھیر اٹھوایا۔ اور جیسے کھانے کو دیئے۔ ہائے! کیوں پتھر کی پرستش کر تباہ و برباد ہوئے کیوں پرمیشور کی عبادت نہ کی؟ جو ملیچھوں کے دانت توڑ ڈالتے اور خود فتح پاتے۔ دیکھو۔ جتنے بت ہیں۔ اگر ان کے عوض میں بہادر جانبازوں کی تعظیم کرتے۔ تو بھی کتنی حفاظت ہوتی۔ پجاریوں نے ان پتھروں کی اتنی عبادت کی۔ لیکن ایک بھی بت ان دشمنوں کے سر پر اڑ کر نہ لگا۔ جو کبھی ایک بہادر جانباز کی بت کی مانند خدمت کرتے۔ تو وہ اپنے خادموں کو حتی الوسع بچاتا۔ اور ان دشمنوں کو مارتا۔

نرسی مہتہ کی ہنڈوی

سوال۔ دوارکا جی کے رنچھوڑ جی نے نرسی مہتہ کے پاس ہنڈوی بھیج دی۔ تو اس کا قرضہ اتار دیا۔ اس قسم کی بات بھی کیا جھوٹی ہے؟ جواب۔ کسی ساہوکار نے روپے دے دیئے ہوں گے کسی نے جھوٹا نام اڑا دیا ہوگا۔ کہ شری کرشن نے

جیسے ہیں جب سمت ۱۹۱۴ (۱۸۵۷ء) میں تو پوں کے مارے مندر اور بت انگریزوں نے اڑا دیئے تھے تب بت کہاں گئے تھے۔ خلاف اس کے باگھیر یعنی بھیلے لوگوں نے بہتیری بہادری کی۔ اور لٹیرے دشمنوں کو مارا۔ لیکن بت ایک ٹھگی کی ٹانگ بھی نہ توڑ سکا۔ جو شری کرشن کی مانند ہوتا۔ تو ان کے دھرے اڑا دیتا۔ اور بھاگتے پھرتے۔ بھلا یہ تو کہو۔ کہ جس کا محافظ مار کھائے۔ اس کی پناہ لینے والے کیوں نہ پیٹے جائیں؟

جوالا مکھی

سوال۔ جوالا مکھی تو ظاہر دیوی ہے۔ سب کو کھا جاتی ہے۔ اور پہاڑ دیا جائے۔ تو آدھا کھا جاتی ہے۔ اور آدھا چھوڑ دیتی ہے۔ مسلمانی بادشاہوں نے اس پر زور آزمائی۔ اور لوہے کی بہادریں جڑا دی تھیں۔ تو بھی جوالا نہ بجھی۔ اور نہ کمی۔ ویسے ہی ہنگ لاج بھی آدھی بات کو سوا رہنے دیتے پہاڑ پر دکھائی دیتی۔ پہاڑ پر گر جتی ہے چند۔ کوپ بدلتا۔ اور یونی جنتر کے نکلنے سے دوبارہ جنم نہیں ہوتا مٹھ یا مندر جتنے سے پورا ہنگ کہاتا۔ جب تک ہنگ لاج نہ ہو آدھیر۔ تب تک نصف ہنگ کہلاتا ہے اس قسم کی سب باتیں کیا قابل تسلیم نہیں ہیچ اب۔ نہیں۔ کیونکہ وہ جوالا مکھی (آتش خیز) پہاڑ سے آگ نکلتی ہے اس میں بجلی کی فرکس کی طرح چالاکی ہے۔ جیسے گرم گھی کے چھینٹے میں شعلہ آجاتا ہے ویسے ہی گرم کرنے یا پھونک مارنے سے بجھ جاتا ہے۔ اور تھنڈے سے گھی کو کھا جاتا۔ باقی چھوڑ جاتا ہے اسی کی مانند وہاں بھی ہے۔ جیسے چولھے کے شعلہ میں جو ڈالا جائے سب خاکستر ہو جاتا ہے جنگل یا گھر میں لگ جانے سے سب کو کھا جاتا ہے اس سے مال گیا بڑھ کر ہے۔ سوائے ایک مندر حوض اور ادھر ادھر نالیوں کی بناوٹ کے۔

ہنگ لاج میں کوئی بہادری نہیں نکلتی۔ اور جو کچھ ہوتا ہے وہ سب بجا دیل کی چالاکی کے سوائے اور کچھ بھی نہیں۔ ایک پانی اور مٹی کا حوض بنا رکھا ہے۔ جس کے نیچے سے بلبلے اٹھتے ہیں۔ اور اس کھا بل لوگ سچمچ یا تمہارے (نتیجہ دینا یا نت) ہونا مانتے ہیں۔ یونی کا جنتر ان لوگوں نے دولت لوٹنے کے لئے بنوا رکھا ہے اور مٹھ بھی اسی طرح پوپ لیلا کے ہیں۔ اس سے بہتر گی ہوتی ہو۔ تو ایک جیوالی پر مٹھ کا بھار لاد دیں تو کیا وہ بزرگ یا بڑا آدمی ہو جائے گا؟ بڑا آدمی تو اعلیٰ نعم کے کاموں سے بنتا ہے۔

امرتسر۔ دیوال سر۔ امرناتھ وغیرہ

سوال۔ امرت سر کا تالاب بمنزلہ آب حیات دیوالہ کا پھل آدھا میٹھا ہے۔ اور اب تک دیوالہ جھکتی ہے۔ لیکن گرتی نہیں۔ دیوالسر میں بیڑے تیرتے ہیں۔ امرناتھ میں خود بخود لنگ بن جاتے ہیں ہمالہ سے کبوتر کے جوڑے آپ کو درشن دے کر چلے جاتے ہیں۔ کیا یہ بھی قابل تسلیم نہیں؟ جواب۔ نہیں۔ اس تالاب کا صرف نام امرتسر ہے۔ جب کبھی جنگل ہو گا۔ تب اس کا پانی اچھا ہو گا اس لئے اس کا نام امرتسر رکھ دیا ہے اگر آب حیات ہوتا۔ تو پوراینوں کے اعتقاد کے مطابق کوئی کیوں مرتا!

دیوار کی کچھ بناوٹ ایسی ہو گی۔ جس سے جھکتی ہو گی۔ اور گرتی نہیں۔ یا گیپ ہو گی۔ دیوالسر میں بیڑے تیرانے میں کچھ کاریگری ہو گی۔ امرناتھ میں برف کے پہاڑ بنتے ہیں پھر پانی کا بھم کمپ چھوٹے لنگ (کی شکل کا) بننا کیا تعجب ہے۔ اور کبوتروں کے جوڑے پالتو ہوں گے پہاڑ کی آڑ میں آدمی چھوڑتے ہوں گے۔ دکھلا کر کے لوٹتے ہوں گے۔

ہردوار وغیرہ تیرتھوں کا مہاتم

سوال۔ ہردوار بہشت کا دروازہ ہے کی پوڑی پیڑھی کہے۔ تو گناہ چھوٹ جاتے ہیں اور تپوبن میں رہنے سے پلتوی ہوتا ہے۔ دیو پریاگ۔ گنگوتری میں گئو مکھ۔ اتر کاشی میں گپت کاشی۔ ترینگی نارائن کے دیدار کرتے ہیں کیدار اور بدری نارائن کی پرستش چھ مہینے تک انسان اور چھ مہینے تک دیوتا کرتے ہیں۔ مہادیو کا مندر نیپال میں۔ پشوپتی کے چوترے (سرین) کیدار اور تنگ ناتھ میں نابھی۔ پانڈوں امرناتھ میں۔ ان کے درشن سپرشن (چھونے) اور غسل کرنے سے مکتی ہو جاتی ہے۔ وہاں کیدار اور بدری نارائن سے بہشت میں جانا چاہے تو جا سکتا ہے۔ اس قسم کی باتیں کیسی ہیں؟ جواب۔ ہردوار شمال سے پہاڑوں میں جانے کے لئے ایک راستے کا شروع ہے۔ ہر کی پوڑی غسل کے لئے ایک کنڈ کی سیڑھیوں کو بنایا ہے۔ سچ پوچھو۔ تو "ہاڈ پوڑی" ہے کیونکہ ملک ملک کے مردوں کی ہڈیاں اس میں پڑا کرتی ہیں۔ گناہ کبھی بھی بغیر بھوگے نہیں چھوٹ سکتے یعنی نہیں کٹتے۔ تپوبن جب ہوگا۔ اب تو "بھکشک بن" (یعنی بھکاریوں کا جنگل) ہے تپوبن میں محض جانے اور رہنے سے تپ (ریاضت) نہیں ہوتا۔ بلکہ ریاضت تو کرنے سے ہوتی ہے کیونکہ وہاں بہت سے دوکان دار جھوٹ بولنے والے بھی رہتے ہیں۔

پہاڑ کے اوپر سے پانی گرتا ہے۔ گئو کے منہ کی شکل کا بنانے والوں نے بنائی ہوگی۔ اور وہی پہاڑ کے اوپر کا بہشت ہے۔ وہاں اتر کاشی وغیرہ مقامات عابدوں کے لئے تو اچھے ہیں۔ لیکن دوکانداروں کے لئے وہاں بھی دوکان داری ہے۔ دیو پریاگ اور انک گپوڑوں کی لیلا ہے۔ یعنی جہاں الکھ نندا اور گنگا ملی ہے۔ اس لئے وہاں دیوتا رہتے ہیں۔ ایسی گپتیں نہ ہانکیں۔ تو وہاں کون جائے۔ اور بھلا کون دیکھے۔ گپت کاشی (پوشیدہ کاشی) تو نہیں ہے۔ گو تو پربت ہے کاشی (ظاہر کاشی) ہے۔ تین گیوں کی دھونی تو نظر نہیں آتی۔ لیکن پوپوں کی دھونی پشتوں کی ہوگی جیسے خاکیوں کی دھونی اور پاپیوں کا آتشکدہ ہمیشہ جلتا رہتا ہے۔ پت کنڈ (گرم چشمہ) چونکہ پہاڑوں کے اندر سخت حرارت ہوتی ہے (اس لئے) اس میں گرم پانی آتا ہے۔ اس کے نزدیک دوسرے حوض میں اوپر کا پانی یا جہاں گرمی نہیں وہاں سے آتا ہے۔ اس لئے ٹھنڈا ہے۔ کیدار کے مقام کی جگہ بہت اچھی ہے۔ لیکن وہاں بھی ایک بھوتے پتھر پر پجاری یا ان کے چیلوں نے مندر بنا رکھا ہے۔ وہاں بہت پجاری اور پنڈے آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پوروں سے مال اڑا کر عیش و عشرت کرتے ہیں۔ ویسے ہی بدری نارائن میں ٹھگ و ڈیا والے بہت سے پجاری بیٹھے ہیں۔ "رامل جی" وہاں کے سردار ہیں۔ ایک دولت کی بجائے بہت سی اکٹھی بیٹھے ہیں۔ پشوپتی ایک مندر اور پنچ مکھی بت کا نام رکھ چھوڑا ہے۔ جب کوئی نہ پوچھے تب سی ایسی لیلا نرد میں ہوتی ہے۔ لیکن جیسے تیرتھ کے لوگ دغا باز مال اڑانے والے ہوتے ہیں ویسے ہی پہاڑی لوگ نہیں ہوتے۔ وہاں کی زمین پھر فضا اور پاک ہے۔

پریاگ، اجودھیا، متھرا، بندرابن، کورکھشیتر کی زیارت

سوال۔ دندھیاچل میں دندھیشوری کالی، اشٹ بھجی ظاہر موجود ہے۔ دندھیشوری تینوں وقت میں تین شکلیں بدلتی ہے اور اس کے احاطہ میں مکھی ایک

بھی نہیں ہوتی پریاگ، تیرتھ راج وہاں سر منڈانے سے سدھی اور گنگا جمنا کے ملنے کی جگہ میں غسل کرنے سے مراد بر آتی ہے۔ ویسے ہی ایودھیا کئی دفعہ اُجڑ کر تمام آبادی سمیت بہشت میں چلی گئی۔ متھرا سب تیرتھوں سے بڑھ کر بندرابن لیلا کا مقام اور گوبردھن برج یاترا بڑے نصیب سے ہوتی ہے۔ سورج گرہن میں کرو کھشیتر میں لاکھوں آدمیوں کا میلہ ہوتا ہے۔ کیا یہ سب باتیں جھوٹی ہیں؟ جواب۔ ظاہر اتو آنکھوں سے تینوں مورتیاں نظر آتی ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پتھر کے بت ہیں۔ مگر بتوں وقتوں میں تین قسم کی مثالیں ہوتے ہیں۔ بدیہ پجاری لوگوں کے کپڑے، زیور وغیرہ پہنانے کی چالاکی ہے۔ اور لکھیاں ہزاروں ہوتی ہیں۔ میں نے بچشم خود دیکھا ہے پریاگ میں کسی شلوک بنانے والے حجام نے یا پوپ جی کو کچھ روپے دے کر سر منڈوانے کا ہاتھ (فضیلت) بنایا یا بنوایا ہوگا پریاگ میں غسل کر کے بہشت کو جاتا۔ تو واپس گھر میں کیوں آتا۔ ایسا کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ بلکہ گھر کو سب آتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جو کوئی وہاں ڈوب مرتا ہے۔ اس کا جیو (روح) بھی آکاش میں ہوا کے ساتھ گھوم کر جنم لیتا ہوگا۔ تیرتھ راج نام بھی ٹکا لینے والوں نے رکھا ہے۔ بے جان شے پر راجہ رعیت کی تمیز کبھی نہیں ہو سکتی۔ یہ بالکل ناممکن بات ہے۔ کہ ایودھیا کا شہر آبادی، کتے، گدھے، بھنگی، چمار اور بھانے فرد قسمت تین دفعہ بہشت میں گیا ہو۔ بہشت میں تو نہیں گیا۔ وہاں کا وہاں ہی ہے۔ لیکن پوپ جی کے زبانی گپوڑوں میں ایودھیا بہشت کو اُڑ گئی۔ یہ گپوڑہ واقعی لفظوں کی صورت میں اُڑتا پھرتا ہے۔ ایسے ہی "نیمش آرنیہ" وغیرہ بھی ان ہی لوگوں کی لیلا جانو۔

"متھرا تین لوک سے نرالی" تو نہیں۔ لیکن اس میں تین چاند ایسے لیلا دھاری ہیں۔ کہ جن کے مارے تری شنکی اور ہوا میں کسی کو آرام ملنا مشکل ہے۔ ایک چوبے جو کوئی غسل کرنے جائے۔ اپنا محصول لینے کے لئے کھڑے ہو کر بکتے رہتے ہیں۔ کہ لاؤ بھائی! بھانگ، مرچ اور لڈو کھائیں، پئیں اور بھان کی بنے بنائیں دوسرے پانی میں کچھوے کاٹ ہی کھاتے ہیں۔ جن کے مارے غسل کرنا بھی گھاٹ پر مشکل ہو جاتا ہے تیسرے آکاش میں کوپر لال منہ کے بندر پگڑی، ٹوپی، زیور اور جوتیاں تک بھی نہ چھوڑیں۔ کاٹ کھا دیں۔ دھکے دیں گرا مار ڈالیں۔ اور یہ تینوں پوپ اور پوپ جی کے چیلوں کے معبود ہیں۔ کچھ ان کی منوں چنے وغیرہ اناج سے بندروں کی چنے، گڑ وغیرہ اور چوبوں کی دکھنا اور لڈوؤں سے لوگ خدمت کیا کرتے ہیں۔ اور بندرابن جب تھا، تب تھا۔ اب تو میدابن کی مانند چھوکرا چھوکری اور گوپی چیلی وغیرہ کی لیلا پھیل رہی ہے ویسے ہی دیپ مالیکا (دیوالی) کے میلے پر گوبردھن اور برج یاترا میں بھی پوپوں کی بن پڑتی ہے۔

کورو کھشیتر میں بھی وہی روزی کی لیلا سمجھ! ان میں جو شخص دھارمک اور دوسروں کی بہتری کا خواہاں ہے۔ وہ اس پوپ لیلا کو چھوڑ دیتا ہے۔

بُت پرستی کا آغاز

سوال۔ یہ بت پرستی اور تیرتھ قدیم سے چلے آتے ہیں جھوٹے کیونکر ہو سکتے ہیں؟ جواب۔ تم قدیم کس کو کہتے ہو؟ جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے اگر یہ ہمیشہ سے ہوتے۔ تو وید اور برہمن وغیرہ ارشی منیوں کی تصنیف کردہ کتابوں میں ان کا نام کیوں نہیں یہ بت پرستی اڑھائی تین ہزار برس سے پیچھے پیچھے دام مارگی اور جینیوں سے چلی ہے۔ پہلے آدیہ درت میں نہیں

تھی۔ اور یہ تیرتھ بھی نہیں تھے۔ جب جنگلیوں نے گرنتھ۔ بالمیکی رامائن۔ مہابھارت۔ اور آپ وغیرہ وغیرہ تیرتھ (زیارت گاہ) بنائے۔ تو ان کے مطابق ان لوگوں نے بھی بنا لیے۔ جو کوئی ان کے شروع ہونے کی تحقیقات کرنا چاہے۔ تو پنڈتوں کی پرانی سے پرانی بھی اڑھائی تین سو برس پیچھے ہی بنے ہیں۔ ہزار برس سے پیشتر کی تحریر کسی کے پاس نہیں نکلتی اس لئے جدید ہی ہیں

تیرتھ یاترا سے گناہ نہیں چھوٹتے

سوال:- جو تیرتھ یا نام کا مہاتم لکھا ہے

अन्यक्षेत्रे कृतं पापं काशीक्षेत्रे विनश्यति

دوسرے مقام میں کیا ہوا پاپ کاشی کے مقام میں دور ہو جاتا ہے جو اس قسم کی باتیں ہیں۔ وہ سچی ہیں یا جھوٹی؟ جواب۔ نہیں۔ کیونکہ جو پاپ چھوٹ جاتے ہیں۔ تو مفلسوں کو دولت اور بادشاہت اندھوں کو آنکھ مل جاتی۔ کوڑھیوں کے جذام وغیرہ امراض دور ہو جاتے ہیں۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔ اس لئے گناہ یا ثواب کسی کا نہیں چھوٹتا

گنگا گنگا کہنے سے گناہ دور نہیں ہوتے

سوال:-

गङ्गायङ्गेति यो ब्रूयाद्योजनानां शतैरपि ।
मुच्यते सर्वपापेभ्यो विष्णुलोकं स गच्छति ॥१॥
हरिर्हरति पापानि हरिरित्यक्षरद्वयम् ॥२॥
प्रातःकाले शिवं दृष्ट्वा निशि पापं विनश्यति ।
यत्पापकृतं मध्याह्ने सायाह्ने सप्तजन्मनाम् ॥३॥

اس قسم کے شلوک پوپ پرانوں کے ہیں۔ "جو سینکڑوں ہزاروں کوس دور سے بھی گنگا گنگا کہے تو اس کے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ اور وہ وشنو لوک یعنی بیکنٹھ (جنت) کو جاتا ہے" (۱)

"ہری" ان دونوں حرفوں کا نام لینا سب گناہوں کو دور کر دیتا ہے۔ ویسے ہی رام کرشن شیو بھگوتی ناموں کا مہاتم ہے" (۲)

"اور جو آدمی صبح کے وقت شیو یعنی لنگ یا اس کے بت کا درشن کرے۔ اور رات میں کیا ہوا دوپہر میں درشن کرنے سے۔ دوپہر کا شام کے وقت درشن کرنے سے سات جنموں کا پاپ (گناہ) چھوٹ جاتا ہے" (۳)

یہ درشن کا مہاتم ہے۔ کیا یہ جھوٹا ہو جائے گا؟

جواب جھوٹ بولنے میں شک ہی کیا ہے۔ کیونکہ گنگا گنگا یا ہرے۔ رام کرشن شیو اور بھگوتی کا نام لینے سے گناہ کبھی نہیں چھوٹتے۔ اگر چھوٹیں۔ تو دکھی کوئی نہ رہے۔ اور گناہ کرنے سے کوئی بھی نہ ڈرے۔ جیسے کہ آج کل یورپ، لیلا میں گناہ بڑھ کر ہو رہے ہیں۔ جاہلوں کو یقین ہے۔ کہ ہم گناہ کر کے نام سمرن یا تیرتھ یاترا کریں گے۔ تو گناہ دور ہو جائیں گے۔ اس یقین پر گناہ کر کے دنیا اور عاقبت کو برباد کر کے ہیں۔ لیکن

آخر میں کیا ہوا گناہ بھوگنا ہی پڑتا ہے۔

سچے تیرتھ اور سچا نام سمرن

سوال۔ تو کوئی تیرتھ نام سمرن سچا ہے یا نہیں؟ جواب۔ سچا ہے۔ وید وغیرہ سچے شاستروں کا پڑھنا پڑھانا، ستسنگ عالموں کی صحبت، سب کی بھلائی کرنا، دھرم پر چلنا، یوگ ابھیاس، دشمنی اور فریب کا نہ کرنا، راستبازی، سچائی کا اعتقاد، ادارت کہ داری، برہمچریہ رکھنا، استاد، درویش، ماں باپ کی خدمت کرنا، پرمیشور کی بھگتی، پرارتھنا، اپاسنا، شانتی، نفس کشی، نیک سیرتی، نیک کوششیں، علم اچھے وغیرہ سچے اوصاف افعال دکھوں سے چھوڑ کرانے والے ہونے کے سبب تیرتھ ہیں۔ اور جو تیرتھ یاترا کی والے ہیں وہ تیرتھ کبھی نہیں ہو سکتے کیونکہ انسان جن کے ذریعہ دکھوں سے تر جاویں، ان کا نام تیرتھ ہے۔ تیرتھ یاترا کے والے نہیں۔ بلکہ ڈبا کر مارنے والے ہیں۔ برخلاف اس کے جہاز وغیرہ کا نام تیرتھ ہو سکتا ہے کیونکہ ان سمندر وغیرہ کو عبور کرتے ہیں۔ (اتھروید ۴-۴-۱۰۰)

समानतीर्थे वासी ।
नमस्तीर्थ्यावं च ॥ (یجروید ۱۶-۴۱)

جو برہمچاری ایک آچاریہ سے یا ایک شاستر کو ساتھ ساتھ پڑھتے ہوں۔ وہ تیرتھ یعنی برابر کے تیرتھ میدی (ہم جماعت) ہوتے ہیں۔ جو وید وغیرہ شاستر اور استبازی وغیرہ دھرم کی صفات سے متصف ہو۔ اس کو اناج وغیرہ اشیاء کا دینا اور اس سے علم حاصل کرنا وغیرہ تیرتھ کہلاتا ہے۔ نام سمرن اس کو کہتے ہیں کہ

चस्य नाम महद्यशः ॥ (یجروید ۳۲-۳) "پرمیشور کا نام بڑے یش یعنی دھرم کے کاموں کا کرنا ہے"

جیسے برہم پرمیشور، ایشور، نیاکاری (عادل)، دیالو (رحیم)، سرب شکتیمان (قادر مطلق) وغیرہ نام پرمیشور کے اوصاف، افعال اور خواص کے باعث ہیں۔ مثلاً برہم سب سے بڑا، پرمیشور مالکوں کا مالک۔ ایشور قدرت والا۔ نیاکاری جو کبھی بے انصافی نہیں کرتا۔ دیالو جو سب پر نظر عنایت رکھتا ہے۔ سرب شکتیمان اپنی قدرت ہی سے سب دنیا کی پیدائش، قیام اور فنا کرنے والا۔ کسی کی نہیں لیتا۔ نہ ہما، طرح طرح کی دنیوی اشیاء کو بنانے والا۔ وشو سب میں حاضر و ناظر ہو کر حفاظت کرتا ہے۔ مہادیو سب دیووں کا دیو (ردر) پرلے (فنا) کرنے والا وغیرہ نام ان کے معنوں کو اپنے میں دھارن (جذب) کرے۔ یعنی بڑے کاموں کے کرنے سے بڑا ہو۔ طاقتوروں میں طاقتور ہو۔ قابلیتوں کو بڑھاتا جائے۔ اور ادھرم کبھی نہ کرے۔ سب پر رحم کرے۔ سب قسم کے سادھن (تدابیر) کو سمرتھ (نشو ونما) کرکے صنعت و حرفت سے طرح طرح کی چیزوں کو بنائے۔ سارے دنیا کے سکھ دکھ کی طرح محسوس کرے۔ سب کی حفاظت کرے۔ عالموں میں عالم ہو۔ برے کام کرنے والوں کو کوشش سے روکے۔ اور شرلفوں کی حفاظت کرے۔ اس طرح پرمیشور کے ناموں کے معنی جان کر پرمیشور کے اوصاف، افعال اور خواص کے مطابق اپنے اوصاف، افعال اور خواص کو کرنے جانا ہی پرمیشور کا نام سمرن (نام لینا) ہے۔

گورو دھم کی تردید

سوال۔

गुरुर्ब्रह्मा गुरुर्विष्णुर्गुरुर्देवो महेश्वरः ।
गुरुरेव परं ब्रह्म तस्मै श्रीगुरवे नमः ॥

اِس قسم کا گورو مہاتم تو سچا ہے۔ "گورو کے پاؤں دھو کر پینا جیسا حکم کرے ویسا کرنا۔ گورو لالچی ہو تو حامی (اوتار) کی مانند۔ غصّے والا ہو تو نرسنگھ (اوتار) کی مانند۔ موہ میں پھنسا ہوا ہو تو رام کی مانند اور شہوتی ہو تو کرشن کی مانند گورو کو جاننا چاہیئے" خواہ گورو جی کیسا ہی گناہ کریں تو بھی اشردھا (بے اعتقادی) نہ کرنی۔ سنت یا گورو کے دیدلہ کو جاننے میں قدم قدم پر اشومیدھ یگیہ کا ثمرہ ملتا ہے یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں؟ جواب۔ نہیں۔ برہما۔ وشنو۔ مہیشور اور پارب برہم پرمیشور کے نام ہیں۔ اس کے برابر گورو کبھی نہیں ہو سکتا۔ یہ گورو مہاتم، گورو گیتا بھی ایک بڑی پوپ لیلا ہے۔ گورو تو ماں، باپ، اُستاد اور اُپدیشک ہوتے ہیں۔ ان کی خدمت کرنی۔ ان سے علم اور تربیت حاصل کرنی کرانی شاگرد اور اُستاد کا کام ہے۔ لیکن جو گورو لالچی غصّہ ور، محبت میں غلطاں اور شہوتی ہو تو اس کو بالکل ترک کر دینا۔ تنبیہہ کرنی، معمولی تنبیہہ سے نہ ملنے تو "ارگیہ پادیہ" یعنی تاڈنا۔ سزا دینا۔ جان تک لینے میں بھی کچھ عیب نہیں۔ جو علم وغیرہ اچھے اوصاف میں پڑے نہیں ہیں۔ جھوٹ موٹ کنٹھی تلک، وید کے برخلاف منتر اُپدیش کرنے والے ہیں۔ وہ گورو ہی نہیں۔ بلکہ گڈریئے کی مانند ہیں جیسے گڈریئے اپنی بھیڑ بکریوں سے دودھ وغیرہ مطلب نکالتے ہیں۔ ویسے ہی شاگرد دل چیلوں کی دولت لوٹ کر اپنا مقصد پورا کرتے ہیں۔ دوہا:۔

لوبھی گورو لالچی چیلا دونو کھیلیں داؤ ۔ بھو ساگر میں ڈوبتے بیٹھ پتھر کی ناؤ

گورو سمجھیں۔ کہ چیلے چیلی کچھ نہ کچھ دیں گے ہی۔ اور چیلے سمجھیں کہ چلو گورو جھوٹی قسم کھانے اور گناہ دینے کو مل گئے۔ ایسے ایسے لالچ سے دونوں کپٹ منی بھو ساگر کے عذاب میں ڈوبتے ہیں جیسے کہ پتھر کی ناؤ میں بیٹھنے والے سمندر میں ڈوب مرتے ہیں۔ ایسے گورو اور چیلوں کے منہ پر خاک دھول پڑے۔ اس کے پاس کوئی بھی کھڑا نہ رہے۔ جو رہے۔ وہ بھر عذاب میں ڈوبے گا جیسی پوپ لیلا پجاری پوراہیتوں نے چلائی ہے۔ ویسی ان گڈریئے گورو دوں نے بھی لیلا مچائی ہے۔ یہ سب کام خود غرض لوگوں کا ہے۔ جو دوسروں کے خیر خواہ ہیں۔ وہ خود تکلیف اٹھاویں۔ تو بھی عالم کی بھلائی کرنا نہیں چھوڑتے۔ اور گورو مہاتم اور گورو گیتا وغیرہ بھی انہی بدکردار گورو لوگوں نے بھلائی ہے۔ سوال:۔

अष्टादशपुराणानां कर्त्ता सत्यवतीसुतः ॥ १ ॥
इतिहासपुराणाभ्यां वेदार्थमुपबृंहयेत् ॥ २ ॥ (مہابھارت)
पुराणानि खिलानि च ॥ ३ ॥ (منوسمرتی)
इतिहासपुराणः पञ्चमो वेदानां वेदः ॥ ४ ॥
दशमेऽनि किंचित्पुराणमाचक्षीत ॥ ५ ॥ (ویدانت سوتر)
पुराणविद्या वेदः ॥ ६ ॥ (چھاندوگیہ)

"اٹھارہ پورانوں کے مصنف ویاس جی ہیں۔ ویاس کے قول کو مستند فرد فرد کہنا چاہیئے" (۱)

"تواریخ مہابھارت اٹھارہ پورانوں سے ویدوں کے معنے پڑھیں پڑھاویں۔ کیونکہ تواریخ اور پورا ن

ویدوں کے ہی معنوں کے مطابق ہیں۔" (۲)

"پتری کرم میں پران اور ہری ونش کی کتھائیں۔" (۳)

"اشومیدھ کے اختتام پر دسویں روز تھوڑی سی پران کتھائیں۔" (۴)

"پران علم ویدکے معنے جاننے ہی سے دید ہے۔" (۵)

"تواریخ اور پران پانچوں وید کہلاتے ہیں۔ اس قسم کے حوالوں سے پورانوں کا مستند ہونا اور ان کے حوالوں سے بت پرستی اور تیرتھوں کی اجازت ہے۔" (۶)

جواب۔ جو اٹھارہ پورانوں کے مصنف ویاس جی ہوتے۔ تو ان میں اتنے گپوڑے نہ ہوتے۔ کیونکہ شاید یہ کہ تم لوگ شاستر کے بھاشیہ وغیرہ ویاس جی کی تصنیفات کو دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ویاس جی بڑے عالم راستباز دھارمک لوگ تھے۔ وہ ایسی جھوٹی کتھا کبھی نہ لکھتے۔ اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جن باہم مخالف پرستاوی لوگوں نے بھاگوت وغیرہ جدید فرضی کتابیں بنائی ہیں۔ ان میں ویاس جی کے اوصاف کی جھلک تک نہ تھی۔ اور وید شاستر کے خلاف جھوٹی باتیں لکھنا ویاس جیسے عالموں کا کام نہیں یہ کام مخالف خود غرض اور غیر فاضل لوگوں کا ہے۔ اتہاس (تواریخ) اور پران شیو پران وغیرہ کا نام نہیں۔ بلکہ

ब्राह्मणानीतिहासान् पुराणानि कल्पान् गाथानाराशंसीरिति ॥

یہ برہمن اور سوتروں کا قول ہے۔

"ایتریہ، شت پتھ، سام اور گوپتھ برہمن کتابوں ہی کے اتہاس پران کلپ گاتھا اور نارا شنسی یہ پانچ نام ہیں۔"

اتہاس:۔ جیسے جنگ اور یاگیہ دلکیہ کا مباحثہ۔ پران۔ دنیا کی پیدائش وغیرہ کا بیان کلپ:۔ وید کی الفاظ کے ساتھ دوست کا بیان اور معنوں کا ظاہر کرنا۔ گاتھا۔ کسی کی مثال سے نتیجہ نکالنا کہ اسے گاتھا کی صورت میں بیان کرنا۔ نارا شنسی۔ انسانوں کے قابل تعریف اور قابل مذمت افعال کا بیان کرنا انہی سے وید کے معنے جانے جاتے ہیں۔ پتری کرم یعنی علم معرفت کے جاننے والوں کی تعریف میں کچھ سننا۔ اشومیدھ کے اختتام پر بھی انہی کا سننا لکھا ہے۔ کیونکہ جو ویاس جی کی تصانیف ہیں۔ ان کا سنانا سنانا ویاس جی کی پیدائش کے بعد ہو سکتا ہے پیشتر نہیں جب ویاس جی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ تب وید کے معانی کو پڑھتے پڑھاتے سنتے سناتے تھے۔ اسی لئے رشیے پرانے برہمن گرنتھوں ہی پر یہ سب باتیں صادق آسکتی ہیں۔ ان جدید فرضی شریدھ بھاگوت شیو پوران وغیرہ بناوٹی یا غلط پر یہ تقاضے کتابوں پر صادق نہیں آسکتیں۔

چونکہ ویاس جی نے وید پڑھے۔ اور پڑھا کر وید کے معنوں کی اشاعت کی۔ اسی لئے ان کا نام "ویاس" ہوا۔ کیونکہ ویاس قطر کو کہتے ہیں۔ یعنی لگ وید کے شروع سے لے کر ہاتھ وید کے آخیر تک چاروں وید پڑھے تھے۔ اور شکدیو اور جیمنی وغیرہ شاگردوں کو پڑھاتے بھی تھے۔ ورنہ ان کا پیدائشی نام تو کرشن دویپائن تھا۔

حوالہ۔ یہ کہتے ہیں۔ کہ ویدوں کو ویاس جی نے اکٹھا کیا۔ یہ بات جھوٹی ہے کیونکہ ویاس جی کے

باپ دادا، پردادا، پراپر شکتی۔ وشنو اور برہما وغیرہ نے بھی چاروں وید پڑھے تھے۔ پھر یہ بات کیونکر درست ہو سکتی ہے۔ ہوا ل۔ پرانوں میں سب باتیں جھوٹی ہیں یا کوئی سچی بھی ہیں؟

پورانوں میں بہت سی باتیں جھوٹی ہیں

جواب۔ بہت سی باتیں جھوٹی ہیں۔ اور کوئی گھنا کشر نیار (گھن سے الفاظ بننے کے مصداق) سے سچی بھی ہے۔ جو سچی ہے۔ وہ وید وغیرہ سچے شاستروں کی اور جو جھوٹی ہیں۔ وہ ان پوپوں کے پران روپ گھر کی ہیں۔ جیسے شیو پران میں شیو نے وشنو کو پرمیشور مان کر وشنو برہما، اندر، گنیش اور سورج وغیرہ کو اس کا غلام قرار دیا ہے۔ وشنو نے وشنو پران وغیرہ میں وشنو کو پرمیشور مانا اور شیو وغیرہ کو وشنو کا غلام قرار دیا ہے۔

دیوی بھاگوت میں دیوی کو پرمیشوری اور شیو و وشنو وغیرہ کو اس کا غلام بنایا۔ گنیش کھنڈ میں گنیش کو پرمیشور اور باقی سب کو غلام بنایا ہے۔ بھلا یہ بات اس پمپرائی (فرقے والے) پوپوں کی نہیں تو کن کی ہے جب ایک معمولی انسان کی تصنیف میں ایسی متضاد بات نہیں ہوتی۔ تو عالم کی تصنیف میں بھی کبھی نہیں ہو سکتی۔ اس میں سے اگر ایک بات کو سچی مانیں۔ تو دوسری کو جھوٹی۔ اور دوسری کو سچی مانیں تو تیسری کو جھوٹی۔ اور اگر تیسری کو سچی مانیں تو باقی سب جھوٹی ہو جاتی ہیں شیو پران والے نے شیو سے، وشنو پران والوں نے وشنو سے۔ دیوی پران والوں نے دیوی سے، گنیش کھنڈ والے نے گنیش سے، سورج پران والوں نے سورج سے، وایو پران والوں نے وایو سے دنیا کی پیدائش اور پرلے لکھ کر ان میں سے جس جس کو عالم کی علت قرار دیا۔ اس کی پیدائش کی علت کسی اور کو ٹھہرا دیا اگر کوئی پوچھے۔ کہ جو عالم کی پیدائش، قیام اور پرلے کرنے والا ہے۔ وہ پیدا ہو سکتا ہے، اور جو پیدا ہونے والی چیز ہے۔ وہ جہان کی علت کبھی ہو سکتی ہے، تو صرف چپ رہنے کے بدون کچھ بھی نہیں کہہ سکیں گے اور ان سب کے جسم کی پیدائش بھی ضرور ہوئی ہو گی۔ پھر وہ خود مخلوق اور محدود ہونے کے باعث دنیا کی پیدائش کرنے والے کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اور پیدائش بھی عجیب طور سے مانی ہے جو کہ بالکل ناممکن ہے جیسے:۔ شیو پران میں وشنو نے خواہش کی۔ کہ میں دنیا کو پیدا کروں۔ تو ایک نارائن نامی جل آشیہ (تالاب) کو پیدا کر کے اس کی ناف سے کمل، کمل سے برہما پیدا کیا۔ اس نے دیکھا۔ کہ سب پانی ہی پانی ہے۔ اس نے ایک چلو پانی اٹھا دیکھ پانی میں پھینک دیا۔ اس سے ایک بلبلا اٹھا۔ اور بلبلے میں سے ایک آدمی پیدا ہوا۔ اس نے برہما سے کہا۔ کہ ہے بیٹے دنیا کو بنا۔ برہما نے اس کو کہا۔ میں تیرا بیٹا نہیں۔ تو میرا بیٹا ہے۔ ان میں جھگڑا برپا ہوا۔ اور دو ہزار برس تک وہ پانی میں لڑتے رہے۔ تب مہادیو نے سوچا۔ جن کو میں نے دنیا بنانے کے لئے بھیجا تھا۔ وہ دونوں آپس میں لڑ رہے ہیں۔ تب ان دونوں کے بیچ میں سے ایک نورانی لنگ پیدا ہوا۔ اور وہ فوراً آسمان میں چلا گیا۔ اس کو دیکھ کر دونوں حیران رہ گئے۔ سوچنے لگے۔ کہ اس کا شروع اور آخیر معلوم کرنا چاہیئے۔ جو شروع اور آخیر معلوم کر کے جلد آوے وہی باپ۔ جو پیچھے اور پتہ لے کر نہ آوے وہ بیٹا کہلاوے۔ وشنو چھوٹے

کی شکل اختیار کر کے نیچے کو چلا۔ اور برہما ہنس کا جسم اختیار کر کے اوپر کو اڑا۔ دونوں من کی تیز رفتار سے چلے دو ہزار برس تک دونوں چلتے رہے۔ تو بھی اس کی حد نہ پائی۔ تب نیچے سے اوپر آنے والے وشنو اور اوپر سے نیچے جانے والے برہما نے سوچا۔ کہ اگر وہ پتہ لے آیا ہو گا۔ تو مجھ کو بیٹا بننا پڑے گا۔ ایسا سوچ رہا تھا کہ اسی وقت ایک گائے اور ایک کیتکی کا درخت اوپر سے اترتا آیا۔ ان سے برہما نے پوچھا۔ تم کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ہزار دوں برس سے اس لنگ کے سہارے چلے آتے ہیں۔ برہما نے پوچھا۔ کہ اس لنگ کی حد ہے یا نہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ نہیں۔ برہما نے ان سے کہا۔ تم میرے ساتھ چلو اور ایسی گواہی دو کہ ہیں لنگ کے سر پر دودھ کی دھار برساتی تھی۔ اور درخت کہے۔ کہ میں پھول پر برساتا تھا۔ ایسی گواہی دو گے۔ تو میں تمہیں منزل پر لے چلوں گا۔ انہوں نے کہا۔ ہم جھوٹی گواہی نہیں دیں گے۔ تب برہما خفا ہو کر بولا۔ اگر گواہی نہیں دو گے۔ تو میں تم کو ابھی خاکستر کر دیتا ہوں۔ تب دونوں نے ڈر کر کہا۔ کہ جیسی تم کہتے ہو ہم ویسی گواہی دیں گے۔ تب تینوں نیچے کی طرف چلے۔ وشنو پہلے ہی آ گیا تھا۔ برہما بھی آ پہنچا۔ اس نے وشنو سے سوال کیا۔ کہ تو نے حد معلوم کی ہے یا نہیں۔ تب وشنو بولا۔ مجھ کو اس کی حد نہیں ملی۔ برہما نے کہا میں پتہ لے آیا ہوں۔ وشنو نے کہا۔ کہ کوئی گواہی دو گے۔ تب گائے اور درخت نے گواہی دی۔ کہ ہم دونوں لنگ کے سر پر تھے۔ تب لنگ میں سے آواز آئی۔ اس نے اوّل درخت کو بد دعا دی۔ کہ چونکہ تو نے جھوٹ بولا ہے اس لئے تیرا پھول مجھ پر یا کسی اور دیوتا پر دنیا میں کہیں نہیں چڑھے گا۔ اور جو کوئی چڑھائے گا اس کا ستیاناش ہو گا۔ گائے کو دعا دی۔ کہ جس منہ سے تو جھوٹ بولی ہے۔ اس سے برا دیکھا کھائے گی تیرے منہ کی پوستش کوئی نہیں کرے گا۔ لیکن دم کی کریں گے۔ اور برہما کو بد دعا دی۔ کہ تو نے جھوٹ بولنے کے لئے اس لئے تیری پوستش دنیا میں کہیں نہیں ہو گی۔ اور وشنو کو وردیا۔ کہ چونکہ تو نے سچ بولا ہے اس لئے تیری پوستش سب جگہ ہو گی۔ پھر دونوں نے لنگ کی تعریف کی۔ اس تعریف سے خوش ہو کر اس لنگ میں سے ایک جٹا جوٹ صورت نکل آئی۔ اور کہنے لگی۔ کہ تم کو میں نے خلقت پیدا کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ تم جھگڑنے میں کیوں پڑ گئے۔ برہما اور وشنو نے کہا۔ کہ ہم بغیر سامان کے خلقت کہاں سے پیدا کریں۔ تب مہادیو نے اپنے بالوں میں سے ایک راکھ کا گولا نکال کر دیا۔ اور کہا۔ کہ جاؤ۔ اس میں سے سب خلقت پیدا کرو۔ وغیرہ بھلا کوئی ان پرانوں کے بنانے والوں سے پوچھے۔ کہ جب ذرات اور پانچ مہابھوت (عناصر بھی) نہیں تھے۔ تو برہما، وشنو، مہادیو کے جسم، پانی، کمل لنگ، گائے اور کیتکی کا درخت اور راکھ کا گولا تمہارے باپ کے گھر میں سے آ گیا ہے۔

ویسا ہی بھاگوت میں لکھا ہے۔ کہ وشنو کی ناف سے کنول پیدا ہوا۔ اور اس پھول سے برہما۔ اور برہما کے داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے سوائمبھو اور بائیں انگوٹھے سے ستروپا رانی۔ ماتھے سے رودر مریچی وغیرہ دس لڑکے پیدا ہوئے۔ ان میں سے دس پرجاپتی ہوئے۔ اور ان کی تیرہ لڑکیوں کے بیاہ شادی کا کشیپ سے ہونا لکھا ہے۔ ان میں سے دتی کے بطن سے دیوت، دنو کے بطن سے دانو۔ آدتی کے بطن سے آدتیہ۔ دنا کے بطن سے پرشنے۔ کدرو کے بطن سے ناگ۔ سرما کے بطن سے کتے، گیدڑ وغیرہ اور دیگر

عورتوں کے بطن سے ہاتھی گھوڑے اونٹ گدھے بھینسے گھاس پھونس اور بیل وغیرہ درخت کانٹوں سمیت پیدا ہوئے

واہ رے واہ! بھاگوت کے بنانے والے نال بھکڑ کیا کہنا تجھ کو ایسی ایسی جھوٹی باتیں لکھنے میں ذرا بھی حیا اور شرم نہ آئی محض اندھا ہی بن گیا عورت مرد کے حیض اندمنی کی آمیزش سے انسان تو بنتے ہی ہیں۔ لیکن پرمیشور کے قانون قدرت کے خلاف چار پائے پرندے سانپ وغیرہ کبھی پیدا نہیں ہو سکتے۔ اور ہاتھی اونٹ شیر کتے گدھے اور درخت وغیرہ بھرنے کے لئے عورت کے رحم میں جگہ کہاں ہو سکتی ہے اور شیر وغیرہ پیدا ہو کر اپنے ماں باپ کو کیوں نہ کھا گئے۔ اور انسان کے جسم سے حیوان پرندے درخت وغیرہ پیدا ہونا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ افسوس ہے کہ ان لوگوں کی بنائی ہوئی اس سخت ناممکن لیلا پر جس نے کہ دنیا کو ابھی تک مغالطہ میں ڈال رکھا ہے۔ بھلا ان پڑھے لکھے کی چھوٹی باتوں کو وہ اندھے لوپ اور باہر اندر کی پھوٹی آنکھوں والے ان کے چیلے سنتے اور مانتے ہیں۔ بیٹے تعجب کی بات ہے۔ کہ یہ انسان ہیں یا کیا؟ ان بھاگوت وغیرہ پورانوں کے بنانے والے پیدا ہوتے ہی کیوں نہ تم میں ہی ضائع ہو گئے یا پیدا ہونے کے وقت مر کیوں نہ گئے۔ تاکہ وہ ان گندی باتوں سے بچتے۔ اور ملک اور بیرودت ان مصیبتوں سے بچ جاتا۔

سوال۔ ان باتوں میں اختلاف نہیں آسکتا۔ کیونکہ "جس کا بیاہ اسی کے گیت" جب وشنو کی تعریف کرنے لگے

مارکنڈے پوران اور بھاگوت پوران کی گپیں

تب وشنو کو پرمیشور دوسروں کو غلام جب شیو کے گن گانے لگے جب شیو کو پرمیشور دوسروں کو غلام بنا دیا۔ اور پرمیشور کی مایا دھوکا سے سب کچھ بن سکتا ہے۔ انسان سے حیوان وغیرہ اور حیوانات سے انسان وغیرہ کی پیدائش پرمیشور کر سکتا ہے۔ دیکھو نیز ملت اپنی مایا سے سب خلقت کھڑی کر دی ہے۔ اس میں کونسی بات ناممکن ہے۔ جو کرنا چاہے سو سب کر سکتا ہے۔ جو اب اے بھولے لوگو! بیاہ میں جس کے گیت گاتے ہیں۔ اس کو سب سے بڑا اور دوسروں کو چھوٹا یا قابل قدرت یا اس کو سب کا باپ تو نہیں بنا دیتے۔ کہو پوپ جی! تم بھاٹ اور خوشامدی گپت گانے والوں سے بھی بڑھ کر گپی (لاف زن) ہو یا نہیں۔ کہ جس کے پیچھے لگے اس کو سب سے بڑا بنا دیا۔ اور جس سے مخالفت کر دی اس کو سب سے ادنیٰ ٹھہرا دیا تم کو سچائی اور دھرم سے کیا مطلب۔ بلکہ تم کو تو اپنی غرض ہی سے کام ہے۔ مایا دھوکا انسان میں ہو سکتی ہے۔ جو دھوکے باز فریبی ہیں۔ انہیں مایا والے کہتے ہیں پرمیشور میں مکر و فریب و غیرہ عیب ہونے سے اس کو مایا والا نہیں کہہ سکتے۔ اگر دنیا کی پیدائش کے شروع میں کشیپ اور کشیپ کی عورتوں سے چار پائے پرندے سانپ درخت وغیرہ ہوئے ہوتے۔ تو آج کل بھی ویسی اولاد کیوں نہیں ہوتی پیدائش کا سلسلہ جو لکھا ہے۔ وہی درست ہے اور خیال پڑتا ہے۔ کہ پوپ جی وہیں سے دھوکا کھا کر بہکے ہوں گے۔

तस्मात् काश्यप्य इमाः प्रजाः ॥ (شت پتھ ۷-۵-۱-۵)

شت پتھ میں یہ لکھا ہے۔ کہ یہ سب مخلوقات کشیپ کی بنائی ہوئی ہیں۔

कश्यपः कस्मात् पश्यको भवतीति ॥ (نروکت ۶-۲)

دنیا کے بنانے والے پرمیشور کا نام کشیپ اس لئے ہے۔ کہ پشیک یعنی

جو غلطی سے پاک ہو کر ساکن اور متحرک عالم سب روحوں اور اُن کے افعال اور تمام علوم کو بخوبی دیکھتا یعنی جانتا ہے اور

'आद्यन्तविपर्ययश्च'

اِس حاشیہ کے قول کے مطابق شروع کا حرف آخیر میں اور آخیر کا حرف شروع میں آنے سے (لفظ) پشیک سے کشیپ بن گیا۔ اس کے معنے نہ جانتے ہوئے بھانگ کے لوٹے چڑھا کر اپنی عمر قانون قدرت کے خلاف باتیں بیان کرنے میں رائیگاں کھودی۔

جیسے مارکنڈے پوران کے درگا پاٹھ میں دیوتاؤں کے جسموں سے نور نکل کر ایک دیوی بنی۔ اس نے بھی شمبھ کو مارا۔ اور رکت بیج کے جسم سے ایک قطرہ زمین پر ٹپکنے سے اس کی مانند رکت بیج کے پیدا ہونے سے سب جہان میں رکت بیج کا بھر جانا۔ اور خون کی ندیوں کا بہہ نکلنا وغیرہ گپوڑے بہت لکھے ہیں۔ جب رکت بیج سے سب جہان بھر گیا۔ تو دیوی اور دیوی کا شیر اور اس کی فوج کہاں پر بیٹھی تھی۔ اگر کہو۔ کہ دیوی سے دوردور رکت بیج تھے۔ تو پھر تمام جہان رکت بیج سے نہیں بھرا ہوگا۔ اگر بھر جانا۔ تو چوپائے، پرندے، انسان، متنفس تری، خشکی، مگرمچھ، کچھوے، مچھلی وغیرہ نباتات، درخت وغیرہ کہاں رہتے۔ یہاں یہ بھی یقین جانو۔ کہ درگا پاٹھ بنانے والے پوپ کے گھر میں بھاگ کر چلے گئے ہوں گے دیکھیے۔ کیا ہی ناممکن کتھا کا گپوڑا بھنگ کی لہر میں اڑا دیا جس کا کوئی حد و حساب نہیں۔ اب جس کو شرید بھاگوت کہتے ہیں۔ اس کی لیلا سنو۔ برہما جی کو نارائن نے چار شلوکوں والے بھاگوت کا اُپدیش کیا۔

ज्ञानं परमगुह्यं मे यद्विज्ञानसमन्वितम् । ✓

सरहस्यं तदङ्गञ्च गृहाण गदितं मया ॥ १ ॥ (بھاگوت ۲-۱۰-۳۰)

اے برہما جی! تو میرا پرم گوپیہ (نہایت راز والا) گیان جو وگیان (علم حقیقی) اور رہسیہ یکت (راز سے پُر) اور دھرم! رکھ کام موکش کا جنم دینے والا اس کو مجھ سے حاصل کر۔"

جب وگیان یکت گیان کہا۔ تو پرم گیان کی صفت رکھنی فضول ہے۔ اور گوپیہ صفت ہونے سے رہسیہ بھی دوبارہ ہے۔ جب بنیادی شلوک بے معنی ہیں۔ تو کتاب بے معنی کیوں نہیں۔ برہما جی کو (نیک دعا) دیا

भवान् कल्पविकल्पेषु न विमुह्यति कर्हिचित् ॥ (شرید بھاگوت ۲-۹-۳۲)

آپ کلپ سرشٹی اور وکلپ پرلے میں بھی موہ (دنیوی محبت) میں کبھی نہ پڑو گے۔ ایسا لکھ کر پھر دسویں سکندھ میں موہ بس ہو کر بچھڑوں کا چرانا لکھا۔ ان دونوں میں سے ایک بات سچی۔ دوسری جھوٹی۔ ایسا ہونے سے دونوں باتیں جھوٹی ہیں۔

جب بیکنٹھ (جنت) میں رغبت، نفرت، غصہ، حسد، تکلیف نہیں ہے۔ تو سنک وغیرہ کو بیکنٹھ کے دروازے پر غصہ کیوں آیا؟ اگر غصہ آگیا۔ تو وہ مکت نہیں۔ اس وقت جے اور وجے دربان تھے مالک کا حکم ماننا فرض تھا۔ انہوں نے سنک وغیرہ کو روکا۔ تو کیا قصور کیا۔ اس پر بغیر قصور شاپ (بد دعا) ہی نہیں لگ سکتا جب شاپ لگا۔ کہ تم زمین پر گر پڑو۔ تو اس کہنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے وہاں زمین

ہوگی۔ آکاش، ہوا، آگ اور پانی ہوگا۔ تو ایسا وزنِ دانہ سکان اور پانی کس کے بھائے تھے؟ پھر جے اور وجے نے سنک وغیرہ کی تعریف کی۔ اور پوچھا کہ مہاراج پھر ہم بیکنٹھ میں کب آئیں گے؟

انہوں نے ان سے کہا۔ کہ جو محبت سے نارائن کی عبادت کروگے تو ساتویں جنم اور مخالفت سے عبادت کروگے تو میرے جنم بیکنٹھ کو حاصل کروگے۔ اس میں سوچنا چاہیئے۔ کہ جے اور وجے نارائن کے نوکر تھے۔ ان کی حفاظت اور مدد کرنا نارائن کا فرض تھا۔ اگر کسی کے نوکر کو کوئی بلاقصور تکلیف دے اور ان کو ان کا آقا سزا دے۔ تو اس کے نوکروں کی خرابی سب کوئی کہے گا۔ نارائن کو واجب تھا۔ کہ جے وجے کی قدر کرتے۔ اور سنک وغیرہ کو خوب سزا دیتے۔ کیونکہ انہوں نے اندر آنے کے لئے کیوں اصرار کیا۔ اور لکشمی سے کیوں لڑے۔ اور کیوں شاپ دیا۔ ان کے بدلے سنک وغیرہ کو زمین پر گرا دینا نارائن کا انصاف تھا جب اتنا اندھیر نارائن کے گھر میں ہے۔ تو اس کے پیروؤں کی بدولت کہلاتے ہیں جس قدر دولت ہے اتنی ہی تھوڑی ہے۔

پھر وہ ہرنیاکش اور ہرناکشیپ پیدا ہوئے۔ ان میں سے ہرنیاکش کو براہ (خدا) نے مارا۔ اس کی کتھا اس طرح لکھی ہے۔ کہ وہ زمین کو چٹائی کی مانند لپیٹ سرہانے رکھ کر سو گیا۔ دیوتوں نے سنکھ کی شکل بنا کر اس کے سر کے نیچے سے زمین کو بہہ میں رکھ لیا۔ وہ اٹھا۔ دونوں کی لڑائی ہوئی۔ براہ نے ہرنیاکش کو مار ڈالا ان سے کوئی پوچھے۔ کہ زمین گول ہے یا چٹائی کی مانند۔ تو کچھ دکھا سکیں گے۔ کیونکہ یہ لوگ علم جغرافیہ کے دشمن ہیں۔ بھلا جب لپیٹ کر سرہانے رکھ لی۔ تو آپ کس پر سویا۔ اور براہ جی کس پر قدم رکھ کر دوڑ آئے۔ زمین کو تو براہ جی نے بہہ میں رکھا۔ پھر دونوں کس پر کھڑے ہو کر لڑے۔ وہاں تو اور کوئی ٹھہرنے کی جگہ نہیں تھی۔ شاید بھاگوت وغیرہ پران بنانے والے پوپ جی کی چھاتی پر کھڑے ہو کر لڑے ہوں گے۔ لیکن پوپ جی کس پر سوتے ہوں گے۔ یہ بات جیسے گپی کے گھر گپی آئے۔ بولے گپی جی جب جھٹ بولنے والوں کے گھر میں دوسرے گپی لوگ آتے ہیں۔ پھر اس قسم کی گپ ماننے میں کیا کسر ہے۔ رہا ہرنیاکشیپ اس کا جو لڑکا پہلاد تھا۔ وہ بھگت ہو گیا ہے۔ اس کا باپ جب اس کو پڑھانے پاٹھ شالہ (مدرسہ) میں بھیجتا تھا۔ تب وہ استادوں سے کہتا تھا۔ کہ میری تختی پر رام رام لکھ دو۔ جب اس کے باپ نے سنا۔ تو اس کو کہا۔ کہ ہمارے دشمن کا بھجن (عبادت) کیوں کرتا ہے۔ لڑکے نے نہ مانا۔ تب اس کے باپ نے اس کو باندھ کر پہاڑ سے گرایا۔ کنوئیں میں ڈالا۔ لیکن اس کو کچھ نہ ہوا۔ تب اس نے لوہے کا ستون آگ میں گرم کر کے اس سے کہا۔ اگر تیرا معبود رام سچا ہے۔ تو تو اس کے پکڑنے سے نہ جلے گا۔ پہلاد پکڑنے لگا۔ دل میں شک ہوا۔ کہ جلنے سے بچوں گا یا نہیں؟ نارائن نے اس ستون پر چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی قطار چلا دی۔ اس کو یقین ہو گیا۔ اور جھٹ ستون کو جا پکڑا۔ وہ ستون پھٹ گیا۔ اس میں سے نرسنگھ (شیر کی شکل والا انسان) نکلا جس نے اس کے باپ کو پکڑ کر اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا۔ بعد ازاں پہلاد کو لاڈ سے چاٹنے لگا۔ پہلاد سے کہا۔ وردان مانگ۔ اس نے اپنے باپ کی سدگتی (نجات) مانگی۔ نرسنگھ نے وردان دیا۔ کہ تیرے اکیس بزرگ سدگتی کو گئے۔ اب دیکھئے۔ یہ بھی دوسرے گپوڑے کا بھائی گپوڑا ہے

کسی بھاگوت سُننے یا سُنانے والے کو پہاڑ کے اُوپر سے گراتے۔ تو کوئی نہ بچتا۔ سب چکنا چور ہو کر رہ جاوے پرہلاد کا باپ اسے پڑھنے کے لئے بھیجتا تھا۔ تو کیا بُرا کام کیا تھا۔ اور وہ پرہلاد ایسا بیوقوف تھا کہ پڑھنا چھوڑ بیراگی ہونا چاہتا تھا۔ جلتے ہوئے ستون پر چیونٹیاں چلنے لگیں۔ اور پرہلاد مس کرنے سے نہ جلا۔ اس بات کو بھی جو شخص سچی مانے۔ اس کے بھی ستون کے ساتھ لگا دینا چاہیئے۔ اگر نہ جلے تو جانو کہ وہ بھی نہ جلا ہوگا۔ نرسنگھ بھی کیوں نہ جلا۔ پہلے تیسرے جنم میں ہیکلیشٹ میں آنے کی دُعا سنکاد کے کی تھی۔ کیا اس کو تمہارا نارائن بھول گیا؟ بھاگوت کے حساب سے بہما پھر اپتی کشیپ ہرناکش اور ہرنیہ کشیپ چوتھی پشت میں ہوتا ہے۔ ایکیس پشت تو پرہلاد کی ہوئی بھی نہیں۔ پھر ایکیس بزرگ سدگتی (نجات) کو گئے یہ کہنا کتنی بے سمجھی کی بات ہے۔ اور پھر وہ بھی ہرناکش اور ہرنیہ کشیپ دادن۔ کنبہ کسن۔ پھر شتپال۔ ت وکہ پیدا ہوئے۔ تو نرسنگھ کا وَدھ (وِدھا) کہاں اڑ گیا۔ ایسی بے سمجھی کی باتیں بے سمجھ کرتے سنتے اور مانتے ہیں حالم نہیں۔ پڑتا اور اکرور کے بارہ میں دیکھو۔

जगाम गोकुलं प्रति ॥ (شریمد بھاگوت ۱۰-۳۹-۱) 'रथेन वायुवेगेन ॥ (شریمد بھاگوت ۱۰-۳۸-۱)

اکرور جی کنس کے بھیجے ہوئے ہوا کی تیزی کے مانند دوڑنے والے گھوڑوں کے رتھ پر بیٹھ کر طلوع آفتاب کے وقت چلے۔ اور ۴۰ میل گوکل میں غروب آفتاب کے وقت پہنچے۔ شاید گھوڑے بھاگوت بنانے والے کا طواف کرتے رہے ہوں گے۔ یا راستہ بھول بھاگوت بنانے والے کے گھر میں گھوڑے ہانکنے والے اور اکرور جی آگھسے گئے ہوں گے۔ پڑتا کا جسم پھر کر کس چوڑا اور بہت سا لمبا لکھا ہے۔ مختصر اور گوکل کے درمیان اس کو مارنے کے لئے شری کرشن جی نے ڈال دیا۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو مختصر اور گوکل دفن دب جاتے اور اس پڑپ جی کا گھر بھی دب گیا ہوتا۔

اور اجامیل کی حکایت سراسر بے معنی لکھی ہے۔ اس نے نارد کے کہنے سے اپنے لڑکے کا نام نارائن رکھا تھا۔ مرتے وقت اپنے لڑکے کو پکارا۔ بیچ میں نارائن (خدا) کو دوڑا۔ کیا نارائن اس کے دل کی نہیں جانتے تھے۔ کہ وہ لڑکے کو پکارتا ہے۔ مجھ کو نہیں۔ اگر ایسا ہی نام کا ماتم ہے۔ تو آج کل بھی نارائن نارائن (یا د کرنے والوں کے دکھ چھڑانے کو کیوں نہیں آتے؟ اگر یہ بات سچی ہوتی۔ تو قیدی لوگ نارائن نارائن کر کے کیوں نہیں چھوٹ جاتے؟ ایسا ہی جو دشٹ شاستر کے خلاف بیمیر و پہاڑ کا اندازہ لکھا ہے۔ اور پھر یہ بھی راجہ کی مٹھ کے پہنچے کے خط سے سمندر بڑھنے۔ آنچاس کروڑ یوجن زمین ہے۔ اس قسم کی جھوٹی باتوں کا پوٹلہ بھاگوت میں لکھا ہے۔ کہ جس کا کچھ حساب نہیں۔ اور یہ بھاگوت بوپ دیو کی تصنیف ہے جس کے بھائی ہیمادری نے گیت گوبند بنایا۔ دیکھو اس نے یہ شلوک اپنی بنائی ہیمادری نامی کتاب میں لکھے ہیں۔ کہ شریمد بھاگوت پرانان میں نے بنایا ہے۔ اس تحریر کے تین ورق ہمارے پاس تھے۔ ان میں سے ایک ورق گم ہو گیا ہے۔ اس ورق کے شلوکوں کا جو مطلب تھا۔ اس مطلب کے ہم نے دو شلوک بنا کر ذیل میں لکھے ہیں جن کو دیکھنا ہو۔ وہ ہیمادری نامی کتاب میں دیکھ لے:۔

हिमाद्रेः सचिवस्यार्थे सूचना क्रियते ऽधुना ।

स्कन्धाऽध्यायकथानां च यत्प्रमाणं समासतः ॥ १ ॥
श्रीमद्भागवतं नाम पुराणं च मयेरितम् ।
विदुषा बोधदेवेन श्रीकृष्णस्य यशोन्वितम् ॥ २ ॥

جس قسم کے اگمشدہ درق کے شلوک تھے یعنی "راجہ کے وزیر ہمادری" نے باب دیو پنڈت سے کہا۔ کہ مجھ کو تمہارے بنائے ہوئے شریمد بھاگوت کے مکمل سننے کی فرصت نہیں ہے اس لئے تم مختصر طور پر شلوکوں میں فہرست مضامین تیار کرو جس کو دیکھ کر میں شریمد بھاگوت کی کتھا کو مجملاً جان لوں پس مندرجہ ذیل فہرست مضامین اس باب دیو نے بنائی۔ اس میں سے اس گمشدہ درق کے دس شلوک گم ہو گئے۔ گیارھویں شلوک سے لکھتے ہیں۔ یہ مندرجہ ذیل شلوک سب باب دیو کے تصنیف کردہ ہیں۔

बोधयन्तीति हि प्राहुः श्रीमद्भागवतं पुनः ।
पञ्च प्रश्नाः शौनकस्य सूतस्यात्रोत्तरं त्रिषु ॥ १० ॥
प्रश्नावतारयोश्चैव व्यासस्य निर्वृतिः कुतात् ।
नारदस्यात्र हेतूक्तिः प्रतीत्यर्थं स्वजन्म च ॥ ११ ॥
सुप्तघ्न द्रौण्यभिभवस्तदस्त्रात्पाण्डवावनम् ।
भीष्मस्य स्वपदप्राप्तिः कृष्णस्य द्वारकागमः ॥ १२ ॥
श्रोतुः परिक्षितो जन्म धृतराष्ट्रस्य निर्गमः ।
कृष्णसूर्यत्यागश्चा ततः पार्थमहाप्लवः ॥ १३ ॥
भूधर्मयोः कलेर्भीतिस्ततस्त्राणं परिक्षितः ।
परिक्षितो ब्रह्मशापः प्रायेण शुकसंगमः ॥ १४ ॥
इत्यष्टादशभिः पादैरध्यायार्थः क्रमात् स्मृतः ।

(پرتھم سکندھ)

इति श्री राजा दाहर्योक्ती श्रीमद्भागवतीये द्वादशस्कन्धे स्वपरप्रतिबन्धोनं स्फीतं राज्यं जही नृपः ॥ १५ ॥

اس طرح بارہ سکندھوں کی فہرست مضامین اسی طور پر باب دیو پنڈت کے بنائے "ہمادری" وزیر کو دی۔ جو مفصل دیکھنا چاہے وہ باب دیو کی بنائی کتاب "ہمادری" میں دیکھ لے۔ اسی طرح دیگر پرانوں کی لیلا سمجھنی چاہیئے لیکن انیس بیس اکیس یعنی ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔

دیکھو شری کرشن جی کی تواریخ مہابھارت میں نہایت عمدہ ہے۔ ان کے اوصاف عادات اقبال چلن آپت پرشوں کی مانند ہیں۔ جن میں کوئی ان کی ادھرم کی کاروائی یعنی شری کرشن جی کے پیدائش سے موت تک برا کام کچھ بھی کیا ہو۔ ایسا نہیں لکھا۔ اور اس بھاگوت کے مصنف نے ناواجب من گھڑت عیب لگائے ہیں۔ دودھ دہی مکھن وغیرہ کی چوری کے الزام لگائے۔ اور کنجا لونڈی سے بدفعلی کرنا غیر عورتوں سے راس منڈل میں کھیل کرنا وغیرہ جھوٹے عیب شری کرشن جی پر لگائے ہیں۔ اس کو پڑھ پڑھا سن سنا کر دیگر مذاہب والے تمری کرشن کی بہت سی مذمت کرتے ہیں۔ اگر یہ بھاگوت نہ ہوتا تو شری کرشن جیسے مہاتماؤں کی جھوٹی مذمت کیسے ہوتی؟ شیو پران میں یا وہ نورانی لنگوں کا ذکر ہے جن میں

روشنی کا تم بھی نہیں۔ رات کو لیمپ چراغ جلائے لوگ بھی اندھیرے میں ہیں نظر نہیں آتے۔ یہ سب لیلا پوپ جی کی ہے

وید کے پڑھنے وغیرہ کا استحقاق

سوال۔ جب وید پڑھنے کی قابلیت نہ رہی۔ تب مُکتی جب مُکتی کے پڑھنے کی عقل نہ رہی تب شاستر۔ جب شاستر پڑھنے کی قابلیت نہ رہی۔ تب پُوران بنائے گئے۔ صرف عورت اور شودروں کے لئے۔ کیونکہ ان کو وید پڑھنے سننے کا استحقاق نہیں ہے جواب۔ یہ بات جھوٹی ہے کیونکہ قابلیت پڑھنے پڑھانے سے ہی ہوتی ہے اور وید پڑھنے سننے کا استحقاق سب کو ہے۔ دیکھو گارگی وغیرہ عورتوں کا حال۔ اور چھاندوگیہ میں ذکر ہے (کہ) جان شرتی شودر نے رَیکو منی کے پاس وید پڑھا تھا۔ اور بجرُوید کے چھبیسویں ادھیائے کے منتر دو میں صاف لکھا ہے۔ کہ ویدوں کے پڑھنے اور سننے کا حق کل نوع انسان کو ہے۔ پھر جو ایسی ایسی جھوٹی کتابیں بنا کر لوگوں کو سچی کتابوں سے دغلا کر جال میں پھنسا مطلب برآری کہتے ہیں۔ وہ بھاری گنہگار کیوں نہیں دیکھو گرہوں کا چکر کیسا چلایا ہے۔ کہ جس نے بے علم آدمیوں کو قابو کر لیا ہے۔

'आ कृष्णेन रजसा०' । 'इमं देवा असपत्नꣳ सुवध्वम्०' ॥ 'अग्निर्मूर्द्धा दि०' 'ककुत्पतिः०' ॥ 'उदबुध्यस्वाग्ने०' ॥ 'बृहस्पते अतियदर्यो०' ॥ 'शुक्रमन्धसः' 'शन्नो देवीरभिष्टय०' 'कया नश्चित्र आ भुव०' 'केतुं कृण्वन्नकेतवे०

وید منتروں سے گرہوں کی لیلا

(۱) سورج کا منتر (۲) چاند کا منتر (۳) منگل کا منتر (۴) بدھ کا منتر (۵) برہسپتی کا منتر (۶) شکر کا منتر (۷) سنیچر کا منتر (۸) راہو کا منتر۔ اس کیتو کی کنڈلی کہتے ہیں۔ (ان میں سے) پہلا منتر سورج اور کشش ثقل کے بارے میں ہے دوسرا راج گن تیسرا آگ۔ چوتھا کیمیا۔ پانچواں عالم۔ چھٹا منی اور خوراک۔ ساتواں پانی۔ پران اور پرمیشور۔ آٹھواں دولت۔ نواں گیان حاصل کرنے کے بارے میں ہے۔ گرہوں کو ظاہر کرنے والے (منتر) نہیں۔ (لوگ) معنے نہ جاننے کے باعث وہم کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔

گرہوں کا پھل

سوال۔ گرہوں کا پھل ہوتا ہے یا نہیں؟ جواب۔ جیسا پوپ لیلا کا ہے۔ ویسا نہیں۔ بلکہ جیسے سورج۔ چاند کی شعاع کے ذریعے گرمی۔ سردی یا سکھ دکھ کے باعث ہوتے ہیں۔ لیکن جو پوپ لیلا والے کہتے ہیں۔ کہ سنو مہاراج! سنیچر بھی کبھی تمہارے آج آٹھویں چاند سورج وغیرہ منحوس گھر میں آئے ہیں۔ اڑھائی برس کا سنیچر پاؤں میں آتا ہے۔ تم کو بہتی مشکل سامنے آئے گی۔ گھر بار چھوڑ کر پردیس میں گھمائے گا۔ لیکن اگر تم گرہوں کا دان جیب پوجا پاٹھ کماؤ گے تو تکلیف سے بچ جاؤ گے۔ ان سے کہنا چاہیئے۔ کہ سنو پوپ جی! تمہارا اور گرہوں کا کیا تعلق ہے؟ گرہ کیا چیز ہیں۔ پوپ جی جواب دیں گے۔

दैवाधीनं जगत्सर्वं मन्त्राधीनाश्च देवताः ।

دیکھو کیسا حوالہ ہے۔ دیوتاؤں کے تابع سارا جہان منتروں کے تابع سب دیوتا۔ اور وہ منتر سب براہمنوں کے بس میں ہیں۔ اس لئے براہمن سب دیوتا کہلاتے ہیں۔ کیونکہ اگر چاہیں۔ تو اس دیوتا کو منتر

کے نزدیک بُلانے خوش کرکے مطلب پورا کرانے کا ہمارا ہی اختیار ہے۔ اگر ہم میں منتر کی طاقت نہ ہوتی تو تم جیسے ناستک (دہریے) ہم کو ستانے میں پیچھے ہی نہ دیتے۔ راست گو۔ جو چور ڈاکو بدمعاش لوگ ہیں۔ وہ بھی تمہارے دیوتاؤں کے تابع ہوں گے۔ جیسا تم ان سے بُرے کام کراتے ہوں گے۔ اگر ایسا ہے۔ تو تمہارے دیوتا اور راکشسوں میں کچھ فرق نہ رہے گا۔ جو منتر تمہارے بس میں ہیں۔ اُن سے تم جو چاہو کرا سکتے ہو۔ تو ان منتروں سے دیوتاؤں کو قابو میں لاکر واجاقل کے تخم لے آؤ کہ اپنے گھر میں بھر کر بیٹھے چین کیوں نہیں اڑاتے۔ گھر گھر میں سلیچر وغیرہ کے تیل وغیرہ کا چھڑکاؤ کیوں نہیں کرتے۔ تمہارے بچے کیوں مرتے ہو۔ اور جس کو تم کو بیر رکھتے ہو۔ اس کو نہیں کیوں نہیں مرتا۔ کہ جتنی ہی دولت لے آؤ کہ ویسی ہی غریبوں کو کیوں لوٹتے ہو۔ اگر دان دینے سے گھر خوشی اور نہ دینے سے ناخوش ہوتے ہوں۔ تو ہم کو بھی گھر وغیرہ گھروں کی خوشی اور ناراضگی پر تیکش (ظاہر) کرنا چاہیے۔ جو اور دوسرے شخص کو قیصر ہو۔ ہاں دونوں کو بیٹھ کے بھیلے دیں وغیرہ۔ اپنے تئیں ہوشیار نہیں پر چلانا چاہیے۔ جس پر خوش ہیں اُن کے پاؤں جسم نہ چلنے چاہئیں۔ اور جس پر ناراض ہیں۔ ان کے جل جانے چاہئیں۔ پھر پیش کے جینے میں دونوں کو بیٹھے کہ پھر دن ماشی (رہنے) کی رات بھر میدان میں بیٹھیں۔ ایک کو سردی لگے۔ اور دوسرے کو نہیں۔ تو جانو کہ گھر منحوس اور فائدہ مند ہوتے ہیں۔ کیا گھر تمہارے رشتہ دار ہیں۔ کیا تمہاری ڈاک یا تار ان کے پاس آتی جاتی ہے۔ یا تم ان کے یا وہ تمہارے پاس آتے جاتے ہیں۔ اگر تم میں منتر کی طاقت ہے۔ تو تم خود راجہ یا دولتمند کیوں نہ بن جاؤ۔ یا تمہیں کو اپنے بس میں کیوں نہیں کر لیتے ہو۔ ناستک وہ ہوتا ہے جو وید اور ایشور کے حکم وید کے خلاف چلے۔ ایسا جاہی کرے۔ اگر تم کو گھر دان دینے سے۔ اور جس پر گھر ہے۔ وہ خود گھر دان کو بھیجے گا۔ تو کیا حرج ہے۔ اگر تم کہو۔ کہ نہیں ہم ہی کو دینے سے خوش ہوتے ہیں۔ خبر کو دینے سے نہیں۔ تو کیا تم نے گھر ہوں کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ اگر ٹھیکہ لے لیا ہے۔ تو سلیچر وغیرہ کو اپنے گھر بُلا کر جل مرو۔ بیچ تو دیجئے۔ کہ سلیچر وغیرہ کرے بے جان ہیں۔ وہ کبھی کو تکلیف نہ آرام دینے کا ارادہ کر سکتے ہیں۔ البتہ جتنے تم گھر دان پر گھر لینے والے ہو تم سب گھر جنم ہو۔ کیونکہ گھر لفظ کے معنے بھی تم میں ہی گھٹتے ہیں

"ये गृह्णन्ति ते गृहाः"

جو لیتے ہیں۔ ان کا نام گرجیتا تک تمہارے قدم راجہ۔ رئیس۔ سیٹھ۔ ساہوکار اور مفلسوں کے پاس نہیں پہنچتے۔ تب تک کسی کو تو گھروں کی یاد بھی نہیں ہوتی۔ جب تم ظاہر جنم سلیچر وغیرہ ہیئت ناک شکل اختیار کرکے ان پر چڑھتے ہو تب بغیر گھر ہی کئے ان کو کبھی نہیں چھوڑتے۔ اور اگر کوئی تمہارے پیچھے میں نہ پھلے تو ان کی نندا ناستک (دہریہ) وغیرہ کہنے سے کہتے پھرتے ہو۔ پوپ جی۔ دیکھو جوش کا ظاہر انتیجہ۔ اب کاش میں رہنے والے سورج چاند اور راہو کیتو کے اکٹھا ہونے یعنی گرہن کو پہلے ہی بتا دیتے ہیں جیسا کہ یہ ظاہر ہوتا ہے ویسا گرہوں کا پھل بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ دیکھو امیر غریب راجہ کنگال سکھی دکھی گرہوں ہی سے ہوتے ہیں۔ راست گو۔ جس کا یہ گرہن رد پ ظاہر نتیجہ ہے۔ وہ جلم ہندسہ کا ہے پھلت کا نہیں۔ جو

جوش اور گرہ کا پھل

ئے لوگ ایک ایک توتن میں بھی فال گرہ اس میں اپنی فال گرہ دیکھتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ایسا کرنے سے عمر بڑھتی ہے۔ وہ بھی جس

جلم ہندسہ ہے وہ بچا۔ اور پھلت ودیا (یعنی) گرہوں کے پھل بتانے والی نجوم قدرتی تعلقات کے نتیجوں کو چھوڑ کر (باقی سب) جھوٹی ہے۔ اور لوم (حرکت مستقیم) پرتی لوم (حرکت معکوس) گھومنے والی زمین اور چاند کے حساب سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ فلاں وقت پر فلاں مقام میں اور فلاں جگہ میں سورج یا چاند گرہن ہوگا۔ جیسے

छादयत्यर्कमिन्दुर्विधुः भूमिभाः ॥ ॥

(گرہ لاگھو ۲-۷)

یہ سدھانت شرومنی (گرہ لاگھو) کے لفظ ہیں۔ جس طرح سورج سدھانت میں بھی ہے یعنی جب سورج اور زمین کے درمیان چاند آجاتا ہے۔ تب سورج گرہن اور جب سورج اور چاند کے درمیان زمین آجاتی ہے۔ تب چاند گرہن واقع ہوتا ہے یعنی چاند کا سایہ زمین پر اور زمین کا سایہ چاند پر پڑتا ہے سورج کے روشن ہونے سے اس کے سامنے سایہ کبھی کا نہیں پڑتا۔ بلکہ جیسے روشن سورج یا چراغ سے جسم وغیرہ کا سایہ الٹ جاتا ہے ویسے ہی گرہن کی حالت میں سمجھ۔

(انسان) جو امیر غریب ہیں تو یہ اور مفلس ہوتے ہیں۔ وہ اپنے کرموں کے سبب سے ہوتے ہیں۔ گرہ ہونے کے سبب سے نہیں۔ بہت سے بجومی لوگ اپنے لڑکے لڑکی کی شادی گرہوں کے علم حساب کے مطابق کرتے پھر ان میں فساد ہوتا۔ اور عورت رانڈ یا مرد رنڈوا ہو جاتا ہے۔ اگر پھل داستی سچا ہوتا۔ تو ایسا کیوں ہوتا۔ اس لئے کرم کا نتیجہ سچا ہے۔ اور گرہوں کا پھل سکھ دکھ بھوگنے میں سبب نہیں (ہو سکتا)

بھلا گرہ آسمان میں اور زمین بھی آکاش میں (ایک دوسرے سے) بہت فاصلے پر ہیں۔ ان کا تعلق فاعل اور افعال سے ظاہر نہیں۔ فاعل اور افعال اور ان کے ثمرے کا بھوگنے والا جیو ہے۔ اور کرموں کے پھل بھگتانے والا پرمیشور ہے۔ اگر تم گرہوں کا اثر مانو۔ تو اس کا جواب دو۔ کہ جس لمحے میں ایک انسان کی پیدائش ہوتی ہے جس کو تم دھرد اتما ماں کے جنم پتر (زائچہ) بناتے ہو۔ عین اسی وقت کرہ زمین پر کسی اور شخص کی پیدائش ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر کہو کہ نہیں۔ تو یہ کہنا جھوٹ ہے۔ اور اگر کہو کہ ہوتی ہے۔ تو ایک شہنشاہ عالم کی مانند کرہ زمین پر دوسرا شہنشاہ عالم کیوں نہیں ہوتا۔ ہاں راجا تم کہہ سکتے ہو۔ کہ یہ لیلا ہمارے پیٹ بھرنے کی ہے۔ اس کو کوئی (نہ کوئی) مار سکتا ہے۔

سوال۔ کیا گرہ پران بھی جھوٹا ہے؟ جواب۔ ہاں جھوٹا ہے۔ سوال۔ تمہارے جیو کی کیا گتی ہوتی ہے؟ جواب۔ جیسے اس کے کرم اعمال ہیں۔ سوال۔ جیم راج راجہ چترگپت وزیر اور اس کے بیٹے

گرہ پوران کی پول

چوتھ کل نوکر جن کا جسم کاجل کے پہاڑ کی مانند ہے جیو کو پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ گناہ اور ثواب کے مطابق دوزخ و بہشت میں ڈالتے ہیں۔ اس کے لئے دان پن۔ شرادھ۔ تربن۔ گئے کا دان وغیرہ فضول عبث کرنے کے لئے کہتے ہیں یہ سب باتیں جھوٹی کیونکہ ہو سکتی ہیں؟ جواب۔ یہ سب باتیں پوپ لیلا کے گھڑے ہیں۔ جو اوپر لگے جیو وہاں جاتے ہیں۔ ان کا دھرم راج چترگپت وغیرہ انصاف کرتے ہیں۔ اگر تم لوک کے جیو گناہ کریں تو دھرمراج لوک بھی ماننا چاہیئے۔ تاکہ وہاں کے منصف ان کا انصاف کریں۔ اور تو کہ دن کے بدلن پہاڑ

جیسے ہوں۔ تو نظر کیوں نہیں آتے۔ اور مرنے والے جیو کو لینے کے لئے انسانی جسم کے چھوٹے سے دروازہ میں ان کی ایک انگلی نہیں جا سکتی۔ اور مرتک یا نلکی میں کیوں نہیں رک جاتے جو کہو کہ وہ لطیف جسم بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ تو پہلے پہاڑ جیسے جسم کے بڑے بڑے ہاڈ پوپ جی اپنے گھر کے سوائے کہاں دھریں گے جب جنگل میں آگ لگتی ہے۔ تب ایک دم میں چیونٹی وغیرہ جاندار وں کے جسم تلف ہو جاتے ہیں۔ ان کو پکڑنے کے لئے بیشمار یم کے نوکر آویں۔ تو وہاں سایہ سے اندھیرا ہو جانا چاہیئے۔ اور جب سب مل کر جیووں کو پکڑنے دوڑیں گے۔ تب کبھی ان کے اجسام ٹھوکر کھا جائیں گے۔ تو جیسے پہاڑ کی بڑی بڑی چوٹیاں ٹوٹ کر زمین پر گرتی ہیں ویسے ان کے بڑے بڑے ٹکڑے گر کر یمدان کے ستنے سنانے والوں کے سخن میں گر پڑیں۔ تو وہ دب مریں گے۔ اور گھر کا دروازہ اور سڑک رک جائے گی۔ تو وہ کیسے نکل اور چل سکیں گے

شرادھ تپن۔ پنڈ کا دینا۔ ان مرے ہوئے جیووں کو تو نہیں پہنچتا۔ البتہ مردوں کے قائم مقام پوپ جی کے گھر پیٹ اور ہاتھ میں مرد پہنچتا ہے۔ جو دیترنی کے لئے گئے کا دان لیتے ہیں۔ وہ پوپ جی کے گھر یا قصائی کے گھر پہنچتا ہے۔ دیترنی پر گئے نہیں جاتی۔ پھر کس کی پونچھ پکڑ کر بیتر کرے گا۔ اور ہاتھ تو یہاں ہی جلا دیا یا گاڑ دیا گیا۔ پھر پونچھ کو کیسے پکڑے گا۔ یہاں ایک مثال صادق آتی ہے۔

ایک جاٹ تھا۔ اس کے گھر میں ایک گائے بہت اچھی تھی۔ اور بیس سیر دودھ دینے والی تھی۔ دودھ اس کا بڑا لذیذ ہوتا تھا کبھی کبھی پوپ جی کے منہ میں بھی پڑتا تھا۔ اس کی بابت پوپ جی خیال کر رہا تھا کہ جب جاٹ کا بوڑھا باپ مرنے لگے گا۔ تب اس گائے کا دان کرا لوں گا۔ تھوڑے دنوں میں قضا کا اس کے باپ کے مرنے کا وقت آ گیا۔ زبان بند ہو گئی۔ اور چارپائی سے زمین پر اتار لیا۔ یعنی دم نکلنے کا وقت آ پہنچا۔ اس وقت جاٹ کے دوست آشنا اور رشتہ دار بھی موجود تھے۔ تب پوپ جی نے پکارا کہ یجمان! اب تو اس کے ہاتھ سے گائے کا دان کرا۔ جاٹ نے دس روپے نکال کر باپ کے ہاتھ میں رکھ کر کہا۔ پڑھو سنکلپ۔ پوپ جی بولے۔ واہ واہ! کیا باپ بار بار ملتا ہے؟ اس وقت تو سچ مچ گائے لاؤ۔ جو دودھ دیتی ہو۔ بوڑھی نہ ہو۔ سب طرح سے اچھی ہو۔ ایسی گائے کا دان کرنا چاہیئے۔ جاٹ بھی ہمارے پاس تو ایک ہی گائے ہے۔ اس کے بغیر ہمارے بال بچوں کا گزارہ نہ ہو سکے گا۔ اس لئے اس کو نہ دوں گا لو بیس روپے کا سنکلپ پڑھ دو۔ اور ان روپوں سے دوسری دودھ والی گائے لے لینا۔ پوپ جی۔ واہ جی واہ! تم گائے کو اپنے باپ سے بھی زیادہ (عزیز) سمجھتے ہو؟ کیا اپنے باپ کو دیترنی ندی میں ڈبو کر دکھ دینا چاہتے ہو؟ تم تو اچھے سعادت مند فرزند نہ ہوئے۔ تب تو پوپ جی کے طرفدار تمام گھر والے ہو گئے۔ کیونکہ ان سب کو پہلے ہی پوپ جی نے بہکا لکھا تھا۔ اور اس وقت بھی اشارہ کر دیا۔ سب نے مل کر ضد سے اسی گائے کا دان پوپ جی کو دلا دیا۔ اس وقت جاٹ کچھ نہ بولا۔ اس کا باپ مر گیا۔ اور پوپ بچھڑے سمیت اور دوہنے کے برتن کو اپنے گھر میں لایا۔ اور گائے باندھ برتن رکھ پھر جاٹ کے گھر گیا۔ اور لش کے ساتھ شمشان میں جا کر جلانے کا کام کیا۔ وہاں بھی کچھ کچھ پوپ لیلا چلائی۔ بعد اداں دس گاتر سپنڈی کرنے وغیرہ میں بھی اس کو موقع ملا۔ مہا برہمنوں نے بھی لوٹا۔ اور بھوجن نے

بھی بہت سامان پیٹ میں بھرا۔ اس طرح جب سب کام ہو چکے۔ تب جاٹ جی نے اِدھر اُدھر سے دُودھ مانگ کر گزارہ کیا تھا۔ چودھویں دن صبح الصباح پوپ جی کے گھر پہنچا۔ دیکھا، تو گلگئے کہ دودھ کی بٹلوہی بھرتن ہے بھر۔ پوپ جی کے اٹھنے کی تیاری تھی۔ اتنے ہی میں جاٹ جی پہنچے۔ اِن کو دیکھ کر پوپ جی بولے۔ "آیئے یجمان۔ بیٹھئے جاٹ۔ جی۔ تم بھی پرو ہت جی ادھر آؤ۔ پوپ جی۔ اچھا دودھ رکھ آؤں۔ جاٹ جی نہیں نہیں دُودھ کی بٹلوہی ادھر لاؤ۔" پوپ جی بیچارے جا بیٹھے۔ اور بٹلوہی سامنے رکھ دی۔ جاٹ جی۔ تم بڑے جھوٹے ہو۔" پوپ جی۔ کیا جھوٹ کیا؟ جاٹ جی "کہو۔ تم نے گائے کس لئے لی تھی؟ پوپ جی تمہارے باپ دیترنی ندی پار کرنے کے لئے جاٹ جی اچھا تم نے وہاں دیترنی ندی کے کنارے پر گائے کیوں نہیں پہنچائی۔ ہم تو تمہارے بھروسے پر تھے۔ اور تم اپنے گھر میں باندھ بیٹھے۔ نہ جانے میرے باپ نے دیترنی میں کتنے غوطے کھائے ہوں گے۔ پوپ جی۔ نہیں نہیں۔ وہاں اس دان کے ثواب کے ملنیل دُوسری گائے بن گئی اُس کو اتار دیا ہوگا۔ جاٹ جی۔ دیترنی ندی یہاں سے کتنی دُور ہے اور کس طرف ہے؟ پوپ جی تیاسا کوئی تیس کروڑ کوس دُور ہے۔ کیونکہ پچاس کروڑ یوجن زمین ہے اور جنوب مغرب کی سمت میں دیترنی ندی ہے بھاٹ جی۔ اتنی دُور سے تمہارا خط یا تار خبر گیا ہوگا۔ اس کا جواب آیا کہ وہاں پُن (ثواب) کی گائے بن گئی۔ فلاں شخص کے باپ کو پار اتار دیا۔ تو دکھلاؤ۔ پوپ جی ہمارے پاس گرڈ پوران کی تحریر کے سوائے ڈاک یا تار بھی دوسری کوئی نہیں۔ جاٹ جی۔ اس گرڈ پوران کو ہم سچا کیسے مانیں پوپ جی جیسے سب جانتے ہیں جاٹ جی۔ یہ کتاب تمہارے بزرگوں نے تمہاری روزی کے لئے بنائی ہے چونکہ باپ کو اپنے لڑکوں سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔ اس لئے جب میرا باپ میرے پاس خط یا تار بھیجے گا۔ تب ہی میں دیترنی ندی کے کنارے گائے پہنچا دوں گا۔ اور ان کو پار اتار پھر گائے کو گھر میں لا دُودھ کو میں اور میرے بچے پیا کریں گے۔ لاؤ! دُودھ کی بھری ہوئی بٹلوہی گائے۔ پھر ٹالے کر جاٹ جی اپنے گھر کو چلے۔ پوپ جی "تم دان لے کر لیتے ہو۔ تمہارا ستیاناش ہو جائے گا۔" جاٹ جی "چپ رہو۔ سدنہ تیرہ دن دُودھ کے بغیر جتنی تکلیف ہم نے پائی ہے۔ اس کی سب کسر نکال دوں گا۔" تب پوپ جی چپ رہے اور جاٹ جی گائے پھر ٹالے اپنے گھر پہنچے۔

جب ایسے ہی جاٹ جی جیسے آدمی اور ہوں۔ تو پوپ لیلا دنیا میں نہ پھیلے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ دس گائے کے پنڈوں سے دس اعضاء پنڈی کرنے سے جیو کے ساتھ جیو کا ملاپ ہو کر۔ انگوٹھا بھر جسم بن کر پرلوک کو جاتا ہے۔ تو مرتے وقت یم کے دُوتوں (ملک الموت) کا آنا فضول ہو جاتا ہے۔ تیرھویں دن کے بعد آنا چاہیئے۔ اگر جسم بن جاتا ہو۔ تو اپنی عورت اولاد اور عزیز دوستوں کی محبت کے مارے کیوں نہیں لوٹتا آنا سوال سورگ میں کچھ بھی نہیں ملتا۔ جو دان کیا جاتا ہے۔ وہی ملتا ہے۔ اس لئے سب قسم کے دان کرنے چاہئیں۔ جواب۔ اس تمہارے سورگ سے یہی جہان اچھا ہے جس میں دھرم شالائیں۔ لوگ دان دیتے ہیں۔ عزیز، دوست اور ذات برادری میں خوب دعوتیں ہوتی ہیں۔ اچھے اچھے کپڑے ملتے ہیں۔ تمہارے کہنے کے مطابق سورگ میں کچھ

پوراٹکوں کا سورگ

بھی نہیں ملتا ایسے بے رحم۔ کنجوس کنگال سوداگر ہیں پوپ جا کر خراب ہوں۔ وہاں جیسے لوگوں کا کام کیا۔

سوال۔ جب تمہارے کہنے کے مطابق یم لوک اور یم نہیں ہیں۔ تو مر کر جیو کہاں جاتا ہے؟ اور اس کا انصاف کون کرتا ہے؟

جیو اور یم لوک جواب۔ تمہارے گرو پدان کا کہنا ہوا درست ہے (نا قابل تسلیم ہے) لیکن جو ویدیں کہا ہے (اور درست ہے) (یجروید ۳۰-۳) यमेन, वायुना । सत्यराजन् :

اس قسم کے وید کے اقوال سے تحقیق ہے۔ کہ یم نام ہوا کا ہے جسم چھوڑنے پر جیو ہوا کے ساتھ اندر یکبیش ملتا ہے۔ ہوا لوک زمین میں رہتے ہیں۔ اور جو ٹھیک ٹھیک کرنے والا۔ طرفداری سے بری۔ پرمیشور دھرم راج ہے۔ وہی سب کا انصاف کرنے والا ہے۔ سوال۔ تمہارے کہنے کے مطابق گئے وغیرہ کا دان (خیرات) کسی کو نہ دینا اور نہ کچھ خیرات و ثواب کرنا چاہیئے۔ ایسا ثابت ہوتا ہے جواب

دان مستحق کو نہ دینا یہ تمہارا کہنا سراسر فضول ہے۔ کیونکہ سب کی بھلائی کرنے والے مستحق آدمیوں کو بھلائی کی خاطر سونا، چاندی، ہیرے، موتی، یاقوت، اناج، پانی، کپڑے وغیرہ کا دان ضرور کرنا دینا چاہیئے۔ لیکن غیر مستحق لوگوں کو کبھی نہ دینا چاہیئے۔ سوال۔ غیر مستحق اور مستحق کی کیا پہچان ہے؟ جواب۔

پاپی اور پاپ کرم جو فریبی، مکار، خود غرض، عیاش، غضبناک، حریص، دوسرے کو نقصان پہنچانے والے، عیاشی کے پتلے، دروغ گو، جاہل، بدبخت، بے کہنے والے، نیست الوجود۔ جو کوئی سنجی ہو۔ اس سے بار بار مانگنا۔ دھرنا مارنا۔ انکاری جواب پا کر بھی امراء سے مانگتے ہی جانا صبر نہ ہونا جو نہ دے۔ اس کی مذمت کرنا۔ بد دعا اور گالی وغیرہ دینا۔ کئی بار جو خدمت کرے اور ایک دفعہ نہ کرے تو اس کا دشمن بن جانا۔ اوپر سے سادھو کا بھیس بنا لوگوں کو بہکا کر ٹھگنا۔ اور اپنے پاس چیز ہو تو بھی یہ کہنا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ سب کو پھسلا کر اپنی مطلب براری کرنا۔ رات دن بھیک مانگنے ہی میں مشغول رہنا۔ دعوت کیے جانے پر خوب بھنگ وغیرہ نشے والی چیز کھا پی کر بہت سا بیگانہ مال کھا جانا پھر مست ہو کر پاگل ہونا۔ سچائی کی مخالفت اور جھوٹے راستے کی مطلب براری کے لئے پیروی کرنا۔ اسی طرح اپنے چیلوں کو صرف اپنی ہی خدمت کرنے اور دیگر لائق آدمیوں کی خدمت نہ کرنے کی ہدایت دینا۔ سچے علوم وغیرہ کی اشاعت کے مخالف بننا۔ اور دنیا کے کاروبار یعنی بیوی، ماں، باپ، اولاد، راجہ، رعیت، عزیزوں اور دوستوں سے محبت کو ہٹانا۔ یہ کہہ کر کہ سب فانی ہیں۔ اور دنیا بھی جھوٹی ہے اس قسم کے خراب اپدیش کرنا وغیرہ کپاتمدوں (غیر مستحق آدمیوں) کے اوصاف ہیں۔

جو برہمچاری، جو اس پرغالب، وید وغیرہ علم کے پڑھنے پڑھانے والے۔ نیک سیرت۔ راست گو سب کی بہتری کے خواہاں۔ باہمت۔ فیاض۔ حلم و دھرم کی ہمیشہ ترقی کرنے والے، دھرماتما، شانت، برائی و تعریف میں خوشی۔ غمی سے بری، بے خوف، پرجوش، یوگی، عالم۔ قانون قدرت سے واقف۔ وید کے احکام اور پرمیشور کے صفات۔ افعال اور خواص کے مطابق عمل کرنے والے، انصاف پسند، غیر متعصب۔ سچے اپدیش اور سچے شاستروں کے پڑھنے پڑھانے والوں کے (امتحان لینے والے) کسی کی خوشامد نہ کرنے والے سوالوں کے ٹھیک ٹھیک جواب دینے والے۔ اپنی روح کی مانند دوسرے کا بھی رنج و راحت، نفع و

نقصان سمجھنے والے جہالت وغیرہ آزار، ضد، ہٹ دھرمی، غرور سے پاک، آب حیات کی مانند پیارے عزتی اور زہر کی مانند ذلت کو سمجھنے والے، صبر کرنے والے جو کوئی محبت سے جتنا دیدے۔ اتنے ہی پر قناعت کرنے والے۔ تندرستی کی حالت میں مانگنے پر بھی نہ دینے یا منع کرنے پر بھی رنج یا بُرا خیال نہ کرنا۔ وہاں سے فوراً لوٹ جانا۔ اُس کی بُرائی نہ کرنا۔ جو راحت میں ہو۔ اُن کے ساتھ دوستی۔ جو مصیبت زدہ ہو اُن پر رحم۔ نیکیوں سے خوش اور گنہگاروں سے نفرت نہ کرنا۔ راست خیال۔ راست گو۔ راست باز۔ مکر، حسد، کینہ سے بری۔ عالی دماغ۔ نیکوکار، دھرم والے اور بالکل بدچلنی سے پاک۔ تن من دھن کو دوسروں کی بھلائی میں لگانے والے۔ دوسروں کے آرام کے لئے اپنی جان کو بھی دینے والے اس قسم کے نیک اور صاف دل والے سُپاتر (مستحق) ہوتے ہیں۔ لیکن محتاجی وغیرہ وقت مصیبت میں اناج۔ پانی۔ کپڑا۔ دوائی۔ پتھر (فٹکڑی) وغیرہ اور مکان کے مستحق سب جاندار ہو سکتے ہیں۔ سوال۔ داتا (سخی) کتنے قسم کے ہوتے ہیں؟

داتا تین قسم کے ہیں

جواب۔ تین قسم کے اعلیٰ، درمیانی۔ اور ادنیٰ۔ اعلیٰ سخی اُس کو کہتے ہیں کہ مقام۔ وقت اور مستحق کو جان کر علوم حقیقی اور دھرم کی ترقی کی طرف سب کی بھلائی کے لئے بے بدلہ جو کچھ دیا جائے وہ اعلیٰ ہے۔ جو تعریف یا خود غرضی کے لئے خیرات کرے۔ ادنیٰ وہ ہے۔ کہ اپنا یا بیگانے کا کچھ بھی فائدہ نہ کر سکے۔ بلکہ نالائقی یا بھانڈ بھانڈوں کو دے۔ دیتے وقت بغیر تی بے عزتی۔ ناشائستہ حرکات کرے۔ مستی میں مست مستی میں کچھ تمیز نہ کرے۔ بلکہ سب اناج یا روپیہ پیسہ دینے والا دل کی فائدہ جھگڑا لڑائی کرے۔ دوسرے نیک سیرتوں کو تکلیف دے کر اپنی آسائش کے لئے خیرات کیا کرے وہ ادنیٰ قسم کا سخی ہے۔ یعنی جو جانچ پڑتال کر عالم دھرماتماؤں کی عزت کرے وہ اعلیٰ۔ اور جو کچھ جانچ کرے یا نہ کرے لیکن جس میں اپنی تعریف کا خیال ہو اُس کو درمیانہ۔ اور جو اندھا دھند بلا تمیز۔ بے فائدہ دان دیا کرے۔ وہ ادنیٰ درجہ کا سخی کہلاتا ہے۔ سوال۔ خیرات کے پھل (ثمرہ) کیا ہوتے ہیں یا

خیرات کا پھل دینے والا

عاقبت میں؟ جواب۔ سب جگہ ہوتے ہیں۔ سوال۔ خود بخود ہوتے ہیں۔ یا کوئی ثمرہ دینے والا ہے؟ جواب۔ ثمرہ دینے والا پرمیشور ہے جیسے کوئی چور۔ ڈاکو۔ خود بخود قید خانے میں جانا نہیں چاہتا۔ البتہ راجہ اس کو ضرور بھیجتا ہے دھرماتما رعایا کے سکھ کی حفاظت کرنا بھگانا۔ رہزنی وغیرہ سے بچا کر ان کو آرام میں رکھتا ہے ویسے ہی پرمیشور سب کو گناہ و ثواب کے دکھ اور سکھ دینے والوں کو ٹھیک ٹھیک بھگاتا ہے۔

گرنتھ پران وغیرہ سب وید کے برخلاف ہیں

سوال۔ جو یہ گرنتھ پران وغیرہ کتابیں ہیں۔ وید کے مدعا یا وید کی تائید کرنے والی ہیں یا نہیں؟ جواب۔ نہیں۔ وید کے مخالف بلکہ برعکس ہیں۔ اور تنتر بھی ویسے ہی ہیں جیسے کوئی انسان ایک کا دوست اور ساری دنیا کا دشمن ہو۔ ویسے ہی پران اور تنتر کے ماننے والا انسان ہوتا ہے کیونکہ ایک دوسرے سے مخالف کرنے والی یہ کتابیں ہیں۔ ان کا ماننا کسی عالم کا کام نہیں۔ بلکہ ان کا ماننا جہالت ہے۔ دیکھو شیو پران کی رو سے۔ تمریودشی۔ سوموار۔ آدتیہ پران کی رو سے اتوار

چندر کھنڈ کی دُوج سوم گرہ والی منگل۔ بدھ۔ جمعرات۔ جمعہ۔ سنیچر۔ راہو۔ کیتو کی ایشٹو ایکادشی۔ وامن کی دوادشی۔ نرسنگھ یا انت کی چودس۔ چاند کی پورنماشی۔ دگ پالوں کی دسویں۔ دنگا کی نویں۔ دسموں کی اشٹو میں ملیچھ کی ستیمی۔ سوامی کارتک کی ششٹھی۔ ناگ کی پنچمی۔ گنیش کی چوتھ۔ گوری کی تریتا۔ اشونی کمار کی دُتیا۔ ادیا دیوی کی پرتی پدا۔ اور پتروں کی اماوس پدان کے طریق سے یہ دن روزہ رکھنے کے ہیں۔ اور سب جگہ یہی لکھا ہے۔ کہ جو انسان ان دنوں اور تاریخوں میں کھانے پینے گندہ نرک (دوزخ) کو جائے گا۔ باپ پوپ اور پوپ جی کے چیلوں کو چاہیئے۔ کہ کسی دن یا کسی تاریخ کو بھی کھانا نہ کھائیں۔ کیونکہ جو خوراک کھائی یا پانی پیا۔ تو ہتھی ہوں گے۔ اب "نرنے سندھو"۔ "دھرم سندھو" "برتارک" وغیرہ کتابیں جو نشہ بازوں کی تصنیف کردہ ہیں۔ ان میں ایک ایک بات (مسئلہ) کی ایسی مٹی پلید کی ہے۔ کہ جیسے ایکادشی کو شودشمی ودھا۔ کوئی دوادشی کو ایکادشی کا مسئلہ لکھتے ہیں یعنی کیا بڑی عجیب پوپ لیلا ہے۔ کہ بھوکے مرنے میں بھی جھگڑا فساد ہی کرتے ہیں جو ایکادشی کا بہت جادی کیا ہے۔ تو اس میں اپنی خود غرضی ہی ہے۔ اور رحم کچھ بھی نہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ:۔

एकादश्यामन्ने पापानि वसन्ति । جس قدر گناہ ہیں۔ وہ سب ایکادشی کے دن اناج میں رہتے ہیں۔ اس پوپ جی سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ کس کے گناہ اس میں بستے ہیں۔ تیرے یا تیرے باپ وغیرہ کے؟ جو سب کے سب گناہ ایکادشی میں جا ٹھہریں۔ تو ایکادشی کے دن کسی کو تکلیف نہ دینی چاہیئے ایسا تو نہیں ہوتا۔ بلکہ الٹا بھوک وغیرہ سے تکلیف ہوتی ہے۔ تکلیف گناہ کا پھل ہے۔ اس لئے بھوکے مرنا گناہ ہے۔ اس کا بڑا اہتمام بتایا ہے۔ جس کی کتھا سنا کر بہت ٹھگے جاتے ہیں۔ اس میں ایک کہتا ہے کہ برہم لوک میں ایک رنڈی تھی۔ اس نے کچھ گناہ کیا۔ اس کو بددعا ہوئی۔ کہ تو زمین پر گر جا۔ اس نے التجا کی۔ کہ میں پھر سورگ یعنی بہشت میں کیونکر آسکوں گی؟ اس نے کہا۔ کہ جب کبھی ایکادشی کے بہت کا پھل کوئی تجھے دے گا۔ تب ہی تو سورگ میں آجائے گی۔ وہ غبارے سمیت کسی شہر میں گر پڑی۔ وہاں کے راجہ نے اسے پوچھا۔ کہ تو کون ہے؟ تب اس نے سب ماجرا کہہ سنایا۔ اور کہا۔ کہ جو کوئی مجھ کو ایکادشی کا پھل بخشے۔ تو میں پھر سورگ کو جا سکتی ہوں۔ راجہ نے شہر میں تلاش کرائی۔ کوئی بھی ایکادشی کا بہت کرنے والا نہ ملا۔ لیکن ایک دن کسی شودر عورت اور مرد میں لڑائی ہوئی تھی۔ غصہ کے مارے عورت دن رات بھوکی رہی تھی۔ اتفاق سے اس دن ایکادشی ہی تھی۔ اس نے کہا۔ کہ میں نے ایکادشی جان کر تو نہیں رکھی۔ مگر اتفاقاً اس دن بھوکی رہ گئی تھی۔ (اس نے) ایسا راجہ کے نوکر سے کہا۔ تب تو وہ اس کو راجہ کے سامنے لے آئے۔ اس کو راجہ نے کہا۔ کہ تو اس غبارے کو چھو۔ اس نے اس کو چھوا۔ تو اسی وقت غبارہ اوپر کو اڑ گیا۔ یہ تو بغیر جانے کا ایکادشی بہت کا پھل ہے۔ جو جان کر کرے تو اس کے پھل کا کیا حد حساب ہے۔ واہ رے آنکھ کے اندھے لوگو! جو یہ بات سچی ہو۔ تو ہم ایک پان کا بیڑا جو کہ سورگ میں نہیں ہوتا بھیجنا چاہتے ہیں۔ سب ایکادشی والے اپنا اپنا پھل دے دو۔ جو ایک پان کا بیڑا اوپر کو چلا جائے گا۔ تو پھر لاکھوں کروڑوں پان وہاں بھیجیں گے۔ اور ہم بھی ایکادشی کیا کریں گے۔ اور

جو ایسا نہ ہوگا۔ تو ہم تم لوگوں کو اِس بھوکے مرنے کی مصیبت سے بچائیں گے۔

اِن چوبیس ایکادشیوں کے نام جدا جدا لکھے ہیں۔ کسی کا نام دھنڈا۔ کسی کا کامدا۔ کسی کا پتردا۔ اور کسی کا پرجلا۔ بہت سے مفلس، بہت مرادوں کے خواہاں اور بہت سے بے اولاد ایکادشی کا بت رکھ کر کوڑے ہو گئے اور مر بھی گئے۔ لیکن دولت، مراد اور اولاد نصیب نہ ہوئی چلیئے مہینے کے شکل پکش میں کبھی وقت ایک گھڑی بھر پانی نہ ملے۔ تو انسان بے قرار ہو جاتا ہے۔ اور بہت کرنے والوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے خاص کر بنگال میں جہاں کہ سب بیوقوفوں کی ایکادشی کے روز زیادہ خرابی ہوتی ہے۔ اس بے رحم قصائی کو لکھتے وقت کچھ بھی دل میں رحم نہ آیا۔ نہیں تو نرجلا کا نام "سجلا" (پانی والی) اور پوش کے شکل پکش کی ایکادشی کا نام "نرجلا" رکھ دیتا۔ تو بھی کچھ اچھا ہوتا۔ لیکن اس پاپ کو رحم سے کیا کام۔ کوئی جیئے یا مرے۔ پوپ جی کا پیٹ پورا بھرے۔ حاملہ یا نئی بیاہی ہوئی عورت، لڑکوں یا جوان لوگوں کو کبھی فاقہ نہ کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر کسی کو کرنا بھی ہو۔ تو جس دن بدہضمی ہو بھوک نہ لگے۔ اس دن شدت یا دھوم کے کرنا چاہیئے۔ جو بھوک کے وقت نہیں کھاتے اور بغیر بھوک کے کھانا کھاتے ہیں۔ وہ دونوں بیماریوں کے کندھے میں غوطے کھا کر تکلیف اٹھاتے ہیں۔ ان بدحواسوں کی تقریر و تحریر کا حوالہ کوئی بھی شدت نہ مانے۔

ویدکی گمشدہ شاخیں

سوال۔ اب گورو چیلے کا مناظرہ پیش اور مت متانتروں کے حالات کو بیان کرتے ہیں۔ مورتی پوجک فرقے والے (بت پرست) لوگ حال کرتے ہیں۔ کہ وید لاانتہا ہیں۔ رگوید کی ۲۱۔ یجروید کی ۱۰۱۔ سام وید کی ۱۰۰۰۔ اور اتھروید کی ۹ شاخیں ہیں۔ ان میں سے تھوڑی سی ملتی ہیں بلکہ کم ہو گئی ہیں۔ انہی میں بت پرستی اور تیرتھوں کا حوالہ ہوگا۔ اگر نہ ہوتا۔ تو پورانوں میں کہاں سے آتا جب معلول کو دیکھ کر علت کا قیاس ہوتا ہے تب پورانوں کو دیکھ کر بت پرستی میں کیا شبہ ہے۔ جو اب جیسی شاخیں جس درخت کی ہوتی ہیں۔ اسی کے مطابق ہوا کرتی ہیں۔ برخلاف نہیں۔ خواہ شاخیں چھوٹی بڑی ہوں۔ لیکن ان میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ ویسے ہی جتنی شاخیں ملتی ہیں جیسا ان میں پتھر وغیرہ بت پرستی اور تیرتھ یاترا کی خصوصیت (والے تیرتھوں کا حوالہ نہیں ملتا۔ تو اُن گمشدہ شاخوں میں بھی نہیں تھا۔ اور چاروید مکمل ملتے ہیں۔ ان کے برخلاف شاخیں کبھی نہیں ہو سکتیں۔ اور جو برخلاف ہیں۔ ان کو شاخیں کوئی بھی ثابت نہیں کر سکتا۔ جب یہ بات ہے۔ تو پورانوں ویدوں کی شاخیں نہیں بلکہ فرقہ والے لوگوں نے باہمی مخالفت کی کتابیں بنا رکھی ہیں۔ ویدوں کو تم پرمیشور کے بنائے ہوئے مانتے ہو۔ تو "آشٹولائن" وغیرہ رشی منیوں کے نام سے مشہور کتابوں کو وید کیوں مانتے ہو۔ جیسے ڈالی اور پتوں کے دیکھنے سے پیپل۔ برڑ اور آم وغیرہ درختوں کی پہچان ہوتی ہے۔ ویسے ہی رشی منیوں کی تصانیف۔ وید انگ۔ چاروں براہمن انگ دپانگ اور اپ وید وغیرہ سے وید کے معنے جانے جاتے ہیں۔ اس لئے ان کتابوں کو شاخیں ماننا جو ویدوں کے خلاف ہے۔ مستند اور جو مطابق ہے۔ وہ غیر مستند نہیں ہو سکتا جو تم نادیدہ شاخوں میں مورتی وغیرہ کے حوالہ کو فرض کرو گے۔ تو جب کوئی ایسا دعویٰ کرے گا۔ کہ گم شدہ شاخوں میں فلاں آشرم کا طریق الٹا

لہ دولت دینے والی لہ خواہش کے پورا کرنے والی ۳ اولاد کے دینے والی کہ بغیر پانی کے۔ (مترجم)

ہے یعنی شودر کا نام برہمن اور برہمن کا نام شودر وغیرہ عمل میں نہ لانے والی چیز کو عمل میں لانا۔ نہ کرنے لائق کام کو کرنا۔ دروغ گوئی وغیرہ ادھرم۔ راست گفتاری وغیرہ ادھرم لکھا ہے۔ تو تم اس کو وہی جواب دو گے۔ جو کہ ہم نے دیا یعنی وید اور مشہور شاخوں میں جس طرح برہمن وغیرہ کا نام برہمن اور شودر وغیرہ کا نام شودر لکھا ہے۔ ویسا ہی نادیدہ شاخوں میں بھی ماننا چاہیئے۔ نہیں تو ہدی آشرم پستھا وغیرہ سب الٹ پلٹ ہو جائیں گے۔

بھلا جیمنی۔ ویاس۔ پتنجلی کے زمانہ تک تو سب شاخیں موجود تھیں یا نہیں؟ اگر تھیں تو تم کبھی تردید نہ کر سکو گے۔ اور اگر کہو کہ نہیں تھیں۔ تو پھر شاخوں کے ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ دیکھو جیمنی نے میمانسا میں سب کرم کانڈ۔ پتنجلی منی نے یوگ شاستر میں سب اپاسنا کانڈ اور ویاس منی نے شاریرک سوتروں میں سب گیان کانڈ وید کے مطابق لکھا ہے۔ ان میں پتھر وغیرہ بت پرستی یا پیاگ وغیرہ تیرتھ کا نام تک بھی نہیں لکھا۔ اور لکھتے کہاں سے؟ جو کہیں ویدوں میں ہوتا۔ تو لکھے بغیر کبھی نہ چھوڑتے اس لئے گمشدہ شاخوں میں بھی اس بت پرستی وغیرہ کا حوالہ نہیں تھا۔ یہ سب شاخیں وید نہیں ہیں کیونکہ ان میں پرمیشور کے بنائے ہوئے ویدوں کی غرض سے کہ تشریح اور دنیاوی لوگوں کی تاریخ وغیرہ لکھی ہیں اس لئے ویدمیں یہ باتیں کبھی نہیں ہو سکتیں۔ ویدوں میں تو صرف انسان کو علم کی ہدایت کی ہے کسی انسان کا نام تک بھی نہیں۔ اس لئے بت پرستی کی قطعی تردید ہے۔

مورتی پوجا سے بزرگوں کی ہتک

دیکھو بت پرستی کے سبب شری رام چندر۔ شری کرشن۔ نارائن اور شو وغیرہ کی بڑی بڑی بدنامیاں اور ہنسی ہوتی ہے سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ وہ بڑے مہاراجہ ادھیراج اور ان کی عورتیں سیتا اور لکشمی اور پاربتی وغیرہ مہارانیاں تھیں لیکن جب ان کے بت مندر وغیرہ میں رکھ کر پجاری (مجاور) لوگ ان کے نام سے بھیک مانگتے ہیں یعنی ان کو بھکاری بناتے ہیں۔ آؤ مہاراج مہاراجہ جی سلیٹھ ساہوکار درشن کیجئے۔ بیٹھئے چرنامرت لیجئے۔ کچھ بھینٹ چڑھائیے۔ مہاراج سیتا رام کرشن لکمی یا رادھا کرشن لکشمی نارائن اور مہادیو پاربتی جی کو تین روز سے بال بھوگ یا راج بھوگ یعنی آب و دانہ بھی نہیں ملا ہے آج ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ سیتا وغیرہ کی نعمتی رانی جی یا سلیٹھانی جی بنوا دیجئے۔ اناج وغیرہ بھیج تو رام کرشن وغیرہ کا بھوگ لگا دیں۔ کپڑے سب پھٹ گئے ہیں۔ مندر کے کوٹے سب گر پڑے ہیں۔ اوپر سے پانی ٹپکتا ہے جو کچھ تھا۔ اس کو بدمعاش اور چور اکٹھا کر کے لے گئے۔ کچھ چوہوں نے کاٹ ڈالے دیکھئے چوہوں نے ایک دن ایسا غضب کیا۔ کہ ان کی ایک آنکھ بھی بجال کہ بھاگ گئے۔ اب ہم چاندی کی آنکھ نہ بنا سکے۔ اس لئے کوڑی کی لگا دی۔

رام لیلا اور راس منڈل بھی کراتے ہیں۔ سیتا رام رادھا کرشن ناچ رہے ہیں۔ راجہ اور مہنت وغیرہ اپنے پورے مزے سے بیٹھے ہیں۔ مندر میں سیتا رام وغیرہ کھڑے ہیں۔ اور پجاری یا مہنت جی آسن (نشستگاہ) یا گدی پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ موسم گرما میں بھی قفل لگا کر اندر بند کر دیتے ہیں۔

اور آپ ٹھنڈی ہوا میں پلنگ بچھا کر سوتے ہیں۔ بہت سے پجاری اپنے نارائن کو ڈبیہ میں بند کر اُوپر سے پکڑے وغیرہ یا بندھے گلے میں لٹکا لیتے ہیں جس طرح بندریا اپنے بچے کو گلے میں لٹکا لیتی ہے۔ ویسے پجاریوں کے گلے میں بھی لٹکتے ہیں جب کوئی بات کو توڑتا ہے۔ تب ہائے ہائے کر چلاتی پیٹ بکتے ہیں کہ سیتا رام جی۔ رادھا کرشن جی اور شو پاربتی جی کو بدمعاشوں نے توڑ ڈالا۔ اب دوسری مورت منگوا کر جو کہ اچھے کاریگر نے سنگ مرمر کا بنایا ہو۔ قائم کر اس کی پرستش کرنی چاہیئے۔ نارائن کو گھی کے بغیر بھوگ نہیں لگتا۔ بہت نہیں تو تھوڑا سا ضرور بھیج دینا۔ اس قسم کی باتیں اُن کی بابت بناتے ہیں۔ اور راس منڈل یا رام لیلا کے آخر میں سیتا رام یا رادھا کرشن سے بھیک منگواتے ہیں۔ جہاں میلہ وغیرہ ہوتا ہے۔ وہاں کبھی چھولے سے لڑکے کے سر پر مکٹ (تاج) دھر کر یا راستے میں بٹھا بھیک منگواتے ہیں۔ اس قسم کی باتوں کو آپ لوگ سوچ لیجئے۔ کتنے بڑے افسوس کی بات ہے۔ بھلا کہو۔ کہ کیا سیتا رام وغیرہ ایسے مفلس اور گداگر تھے۔ یہ اُن کی ہنسی اور ذلت نہیں تو کیا ہے اس سے اپنے بزرگوں کی سخت مذمت ہوتی ہے۔ بھلا جس زمانے میں یہ موجود تھے اس وقت سیتا، لکشمی اور پاربتی کو سڑک پر یا کسی مکان میں کھڑا کر پجاری کہتے۔ کہ آؤ ماں کے درشن کرو۔ اور کچھ بھینٹ پوجا دھرو۔ تو سیتا رام وغیرہ ان بے عقلوں کے کہنے سے ایسا کام کبھی نہ کرتے۔ اور نہ کرنے دیتے جو کوئی ایسا مخل ان کا اڑاتا۔ کیا اُن کو بددعا سزا دیئے کبھی چھوڑتے؟ ہاں جب ان سے سزا نہ مل سکی۔ تو ان کے کرتوتوں سے پجاریوں کو بہت سا بتوں کے مخالفوں سے انعام دلا دیا اور اب بھی ملتا ہے۔ اور جب تک اس فعل بد کو نہ چھوڑیں گے تب تک ملے گا۔ اس میں کیا شک ہے۔ کہ آسیب دیوت کی وہ مرہ سخت نزلی اور پتھر وغیرہ بتوں کی پرستش کرنے والوں کی شکست انہی کرموں کے باعث ہوتی ہے۔ کیونکہ گناہ کا پھل تکلیف ہے اپنی پتھر وغیرہ بتوں کے بھرشے بہت سا نقصان ہو گیا جو نہ چھوڑیں گے۔ تو روز بروز زیادہ ہوتا جائے گا

دام مارگیوں کا نئے چیلے کو اپدیش

ان میں دام مارگی بڑے بھاری قصور وار ہیں جب وہ چیلا بناتے ہیں تب معمولی آدمی

دं दुर्गायै नमः । भं भैरवाय नमः ।
ऐं ह्रीं क्लीं चामुण्डायै विच्चे ॥

کو اس قسم کے منتروں کا اپدیش کر دیتے ہیں۔ اور بنگال میں خاص کر ایک اکشری (حروف والے) منتر کا اپدیش کرتے ہیں۔ جیسے:۔ (شاردہ تلک) ॥ ह्रीं, श्रीं, क्लीं ॥ وغیرہ اور امیروں کو کامل بدھ چیلا بنایا کرتے ہیں ایسے ہی دس مہاودیاؤں کے منتر

ह्रां ह्रीं ह्रूं वगलामुखयै फट् स्वाहा ॥ (کام رتن تنتر کا منتر) اور مارن (مارنا) موہن (بیہوش کرنا) اُچاٹن (نکالنا) کرن ودیشن (دشمنی ڈالنا) وشی کرن (بس میں کرنا) وغیرہ پر یوگ (دہانی عمل) کرتے ہیں۔ یہ منتر سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ لیکن فعل سے سب کچھ کرتے ہیں جب کسی کو مارنے کا پریوگ کرتے ہیں۔ تب اُدھر کرانے والے سے دھن لے کر آٹے یا مٹی کا پتلا جس کو مارنا چاہتے ہیں۔ اس کا بنا لیتے ہیں۔ اس کی چھاتی، ناف اور گلے میں چھری داخل کر دیتے ہیں۔ آنکھ، ہاتھ، پاؤں میں کیلیں ٹھونک دیتے ہیں۔ اس کے اُوپر بھیرو یا دُرگا کا بت بنا ہاتھ میں ترشول دے اس کے دل پر لگاتے ہیں۔ ایک دیدی بنا کر گوشت وغیرہ کا ہوم

کرنے لگتے ہیں۔ اور ادھر جاسوس وغیرہ بھیج کر اس کو زہر وغیرہ سے مارنے کی تدبیر کرتے ہیں جو اپنے پر بچ جاوے اس کے بیچ میں اس کو مار ڈالا۔ تو بھیرو دیوی کا سدھ بتلاتے ہیں۔

"بھیرو بھوت ناشیج" وغیرہ وغیرہ کا پاٹھ کرتے ہیں۔ مارے ۲ مچاٹے ۲، विद्वेषय २, छिन्धि २, भिन्धि २, वशीकुरु २, खादय २, भक्षय २, त्रोटय २, नाशय २, मम शत्रून् वशीकुरु २, हुं फट् स्वाहा ॥

وغیرہ منتر جپے گوشت، شراب وغیرہ حسب نخواہ کھاتے پیتے بھوؤں کے بیچ میں سیلنڈر سے خط کھینچتے کبھی کبھی کالی وغیرہ کے لئے کسی آدمی کو پکڑ کر ہوم کر کچھ کچھ اس کا گوشت کھاتے بھی ہیں جو کوئی بھیروی چکر میں شامل ہو۔ اور گوشت و شراب نہ کھائے پیئے۔ تو اس کو مار کر اس کا ہوم کر دیتے ہیں۔ ان میں جو اگھوری ہوتا ہے۔ وہ مردہ انسان کا بھی گوشت کھا لیتا ہے۔ اجری وجری کہنے والے بیل وبرا ذبح کھاتے پیتے ہیں۔

چولی مارگی اور بیچ مارگی

ایک چولی مارگی اور دوسرے بیچ مارگی بھی ہوتے ہیں۔ چولی مارگی والے ایک پوشیدہ جگہ یا ذبح پر ایک مقام بناتے ہیں۔ وہاں سب کی عورتیں اور مرد ایسا لڑکی، بہن، ماں، بہو وغیرہ سب جمع ہوتی ہیں۔ اور سب لوگ مل جل کر گوشت کھاتے شراب پیتے ہیں۔ سب لوگ ایک عورت کو برہنہ کر کے اس کے اندام نہانی (بھگا) کی پرستش کرتے ہیں۔ اور اس کا نام درگا دیوی رکھتے ہیں۔ اور ایسی عورتیں ایک مرد کو برہنہ کر اس کے لنگ کی پرستش کرتی ہیں۔ جب شراب پی کر مست ہو جاتے ہیں۔ تب تمام عورتوں کی چھاتی کے لباس جس کو چولی کہتے ہیں۔ ایک بیٹھ مٹی کے برتن میں اکٹھے رکھ دیتے ہیں۔ ایک ایک مرد اس میں ہاتھ ڈالتا ہے جس کے ہاتھ میں جس کا کپڑا آوے۔ (یعنی وہ کپڑے والی خواہ اس کی ماں، بہن، لڑکی اور بہو ہی کیوں نہ ہو۔ اس وقت کے لئے اس کی عورت بن جاتی ہے۔ آپس میں بدفعلی کرنے اور بہت نشہ چڑھنے کے باعث جوتے وغیرہ سے باہم لڑتے بھڑتے ہیں۔ جب علی الصباح کچھ رات رہے پر اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ تب ماں، لڑکی لڑکی، بہن بہن اور بہو بہو ہو جاتی ہے۔ اور بیچ مارگی عورت مرد کی مجامعت کے بعد پانی میں منی ڈال ملا کر پی لیتے ہیں۔ یہ پاجی ایسے کرموں کو نجات کا ذریعہ مانتے اور علم و چار، شرافت وغیرہ سے محروم رہتے ہیں۔

شومت کا طریق پرستش

سوال شومت والے تو اچھے ہوتے ہیں جواب۔ اچھے کہاں سے ہوتے ہیں۔ جیسے پریت ناتھ ویسے بھوت ناتھ۔ جیسے وام مارگی منتر کے اپدیش وغیرہ سے ان کا مال اڑاتے ہیں۔ ویسے شیو بھی "اوم نمشوائے" وغیرہ پانچ اکشر (حرف) والے منتر کا اپدیش کرتے۔ ردر اکش بھسم لگاتے مٹی کا اور پتھر وغیرہ کے لنگ بنا کر پوجتے اور ہر ہر بم بم اور بکسے کی آواز کی مانند بڑبڑ منہ سے آواز کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بتلاتے ہیں۔ کہ تالی بجانے اور بم بم کی آواز نکالنے سے پاربتی خوش اور مہادیو ناراض ہوتا ہے۔ کیونکہ جب بھسماسر کے آگے سے مہادیو بھاگے تھے۔ تب بم بم اور سنکھ کے طور پر تالیاں بجی تھیں۔ اور گال بجانے سے پاربتی ناخوش اور مہادیو خوش ہوتے

ہیں۔ کیونکہ پاربتی کے باپ دکش پرجاپتی کا سر کاٹ آگ میں ڈال اس کے دھڑ پر بکرے کا سر لگا دیا تھا۔ اسی نقل کو بکرے کی آواز کی مانند گال بجانا مانتے ہیں۔ شودر اتمی کو شام تک فاقہ کرتے اور اس قسم کی باتوں سے نجات مانتے ہیں۔ اس لئے جیسے دام مارگی توہمات میں پھنسے ہیں ویسے ہی شیو بھی (میں) ان میں خاص کر کن پھٹے ناتھ، گری، پوری، بن، آرنیہ، پربت اور ساگر اور نیز گرستی بھی یہ ہوتے ہیں۔ کوئی کوئی دونو گھوڑوں پر چڑھتے ہیں یعنی دام اور شیو دونوں متوں کو مانتے ہیں۔ اور کئی وشنو بھی رہتے ہیں۔ ان کا منتر ہے

अन्तः शाक्ता बहिश्शैवाः सभामध्ये च वैष्णवाः ।

नानारूपधराः कौला विचरन्तीह महीतले ॥

یہ تنتر کا شلوک ہے۔ اندر دونی طور پر شاکت یعنی دام مارگی (رہتے) بیرونی طور پر شیو یعنی رودراکش بھسم دھارن کرتے ہیں۔ اور مجلس میں وشنو کہلاتے ہیں۔ یعنی یہ کہ ہم وشنو کے اپاسک ہیں۔ اسی طرح کئی طرح کے سوانگ بھر کر دام مارگی دنیا میں پھرتے ہیں سوال۔ وشنو تو اچھے ہیں جواب۔ کیا خاک اچھے ہیں جیسے وہ ہیں۔ ویسے یہ ہیں۔ دیکھئے وشنوؤں کی لیلا۔ اپنے کو وشنو کا داس (خادم) مانتے ہیں۔ ان میں سے شری وشنو چکر انکت ہوتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو سب سے اعلیٰ مانتے ہیں۔ سو کچھ بھی نہیں ہیں سوال۔ کیوں کچھ بھی نہیں سب کچھ ہیں۔ دیکھو مانتے ہیں نارائن کے چرنارونند (پاؤں) کی مانند تلک اور بیچ میں پیلا خط جو کہ شری ہے لگاتے اور اس لئے ہم شری وشنو کہلاتے ہیں۔ ایک نارائن کے سوائے دوسرے کسی کو نہیں مانتے۔ مہادیو کے لنگ کا درشن بھی نہیں کرتے۔ کیونکہ ہمارے ماتھے پر شری موجود ہے۔ وہ شری مندھ ہوتی ہے۔ آل مندار وغیرہ ستوتروں کے پاٹھ کرتے اور نارائن کی منتر کے ذریعے پرستش کرتے ہیں۔ گوشت نہیں کھاتے شراب نہیں پیتے۔ پھر اچھے کیوں نہیں ہیں جواب۔ اس تمہارے تلک کو ہری کے پاؤں کی شکل اور اس پیلے خط کو شری ماننا فضول ہے۔ کیونکہ یہ تو ہاتھ کی کاریگری اور ماتھے کا نقش ہے جس طرح کہ ہاتھی کے ماتھے پر نقش و نگار کئے جاتے ہیں۔ تمہارے ماتھے پر وشنو کے پاؤں کا نقش کہاں سے آگیا۔ کیا کوئی بیکنٹھ میں جا کر وشنو کے پاؤں کا نشان ماتھے پر کرا آیا ہے؟ (محقق) شری جاندار ہے یا بے جان؟ وشنو جاندار ہے۔ محقق۔ تو یہ خط بے جان ہونے سے شری نہیں ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ شری پیدا شدہ ہے یا غیر پیدا شدہ۔ اگر غیر پیدا شدہ ہے۔ تو یہ شری نہیں۔ کیونکہ اس کو تو تم ہمیشہ اپنے ہاتھ سے بناتے ہو پھر یہ شری نہیں ہو سکتی۔ اگر تمہارے ماتھے پر شری ہوتی (تو) کتنے ہی وشنوؤں کا بڑا منہ (یعنی خوشی سے خالی کیوں نظر آتا؟ ماتھے پر شری اور دردر بھیک مانگتے۔ اور عبادت (خیرات گاہ) سے لے کر پیٹ کیوں بھرتے پھرتے؟ یہ بات سودائی اور بے غیرتوں کی ہے۔ کہ ماتھے پر شری رکھیں۔ اور بھاری بھاری کنگلوں کے کام کریں۔ ان میں ایک "پریگال" نامی وشنو بھگت تھا۔ وہ چوری، ڈاکہ مار، دھوکا، فریب کر بیگانہ مال اڑا وشنو کے پاس رکھ کر خوش ہوتا تھا۔ ایک دفعہ اس کو چوری میں کوئی چیز نہ ملی۔ کہ جس کو توڑے گھبرا کر پھر رہا تھا۔ نارائن نے سمجھا۔ کہ ہمارا بھگت تکلیف پاتا ہے سیلھ جی کی شکل بنا۔ انگوٹھی وغیرہ

وشنوؤں کی لیلا

زیور رات پہن رتھ میں بیٹھ کر سامنے آئے۔ تب تو پریگال رتھ کے پاس گیا۔ سیٹھ سے کہا۔ کہ سب چیزیں جلدی اتار دو۔ نہیں تو مار ڈالوں گا۔ اتارتے اتارتے انگوٹھی اتارنے میں دیر لگی۔ پریگال نے نارائن کی انگلی کاٹ انگوٹھی لے لی۔ نارائن نے بڑے خوش ہو کر چتر بھج کی شکل میں درشن دیا۔ کہا تو میرا بڑا عزیز بھگت ہے کیونکہ سب دولت اڑا لوٹ چوری کر دیشنوؤں کی خدمت کرتا ہے۔ اس لئے تو مبارک ہے پھر اس نے جا کر دیشنوؤں کے پاس سب زیورات رکھ دیئے۔

ایک دفعہ پریگال کو کوئی ساہوکار نوکر رکھ جہاز میں بٹھلا کر غیر ملک میں لے گیا۔ وہاں سے جہاز میں سپاری بھری۔ پریگالی نے ایک سپاری توڑ آدھا ٹکڑا کر بنئے سے کہا۔ یہ میری آدھی سپاری جہاز میں رکھ دو۔ اور لکھ دو۔ کہ جہاز میں آدھی سپاری پریگال کی ہے۔ بنئے نے کہا۔ کہ خواہ تم نے ہزار سپاری لے لینی پریگال نے کہا نہیں ہم ادھری نہیں ہیں جو ہم جھوٹ موٹ لے لیں۔ ہم کو تو آدھی چاہیئے بنیا بیچارہ بھولا بھالا تھا۔ اس نے لکھ دیا۔ جب اپنے ملک میں جہاز بندر پہ آیا۔ اور سپاری اتارنے کی تیاری ہوئی۔ تب پریگال نے کہا۔ ہماری آدھی سپاری دے دو۔ بنیا وہی آدھی سپاری دینے لگا تب پریگال جھگڑنے لگا۔ میری تو جہاز میں آدھی سپاری ہے آدھا بانٹ لوں گا۔ حکام تک جھگڑا گیا۔ پریگال نے بنئے کی تحریر دکھائی۔ کہ اس نے آدھی سپاری دینی لکھی ہے۔ بنیا بہت کہتا رہا۔ لیکن اس نے نہ مانا۔ آدھی سپاری لے کر دیشنوؤں کی نذر کر دیں۔ تب تو دیشنو بڑے خوش ہوئے۔ اب تک اس ڈاکیچور پریگال کے بت مندروں میں لکھتے ہیں۔ یہ کتھا بھگت مال میں لکھی ہے۔ صاحب عقل دیکھ لیں۔ کہ دیشنو اپنی کے پیرو اور نارائن بکنڈی چور منڈلی ہوتے یا نہیں۔ اگرچہ مت متانتروں کے معتقدوں میں کوئی شخص قدرے اچھا بھی ہوتا ہے۔ تاہم اس مت میں وہ کبھی بالکل اچھا نہیں ہو سکتا۔ اب دیکھئے دیشنوؤں نا اتفاقی کی باتیں یعنی مختلف قسم کے تلک اور کنٹھی دھارن کرتے اور پہنتے ہیں۔ رامانندی لال میں گھچلی چندن بیچ میں لال نیمادت (گیرو کے) دونوں خط بالکل ایک کھینچتے۔ بیچ میں کالا نقطہ لگاتے ہادھو سیاہ خط اور گوڑ بنگالی کٹاری کی مانند اور رام پرساد والے ہلال کی شکل والے خطوط کے درمیان ایک سفید گول ٹیکا وغیرہ (لگاتے ہیں) اور ان کی بابت مختلف باتیں بناتے ہیں۔ رامانندی لال خط کو لکشمی کا نشان اور نارائن کا دل بتلاتے ہیں۔ اور گوسائیں شری کرشن چندر جی کے دل میں رادھا بیٹھی ہوئی ہے اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔

بھگت مال میں ایک کتھا لکھی ہے۔ کہ کوئی شخص درخت کے نیچے سو رہا تھا سوتے سوتے ہی مر گیا۔ اوپر سے کوے نے بیٹ کر دی تھی۔ وہ ماتھے پر تلک کی شکل میں نمودار ہو گئی تھی۔ جاں یم کے فرشتے اس کو لینے آئے۔ اتنے میں وشنو کے فرشتے بھی پہنچ گئے۔ دونوں جھگڑا کرتے تھے۔ ایک طرف کے کہتے تھے۔ کہ یہ ہمارے آقا کا حکم ہے۔ ہم یم لوک میں لے جائیں گے۔ وشنو کے فرشتوں نے کہا۔ کہ ہمارے آقا کا حکم اسے بیکنٹھ میں لے جانے کا ہے۔ دیکھو اس کے ماتھے پر وشنوی تلک ہے تم کیسے لیجاؤ گے۔ تب یم کے فرشتے چپ ہو کر چلے گئے۔ وشنو کے فرشتے آرام سے اس کو بیکنٹھ میں لے گئے

نارائن نے اس کو بیکنٹھ میں رکھا۔ دیکھو جب اتفاقیہ تلک بن جانے کا ایسا مہاتم ہے۔ تو جو اپنی بھگتی اور ہاتھ سے تلک لگاتے ہیں۔ وہ نرک سے چھوٹ بیکنٹھ میں جاویں۔ تو اس میں کیا تعجب ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ جب چھوٹے سے تلک کے کرنے سے بیکنٹھ میں جاتے ہیں۔ تو منہ پر لیپ یا کالا منہ کرنے سے یا جسم پر لیپ کرنے سے بیکنٹھ سے بھی آگے پہنچ جاتے ہیں یا نہیں۔ اس لیے یہ باتیں سب فضول ہیں۔

جھوٹے سادھوؤں کی لیلا

ان میں سے بہت خالی لنگوٹی باندھ لکڑی کی دھونی تاپتے جٹا بڑھاتے مندر کا بھیس کر لیتے ہیں۔ بگلے کی مانند دھیان لگا کر بیٹھتے ہیں۔ گانجا بھنگ چرس کے دم لگاتے، لال آنکھیں بنائے رکھتے۔ سب سے چھوٹی اناج آٹا کوڑی پیسے مانگتے اور گرہستیوں کے لڑکوں کو بہکا کر چیلے بنا لیتے ہیں عموماً ان میں مزدور لوگ ہوتے ہیں۔ کوئی علم پڑھا ہو۔ تو اس کو پڑھنے نہیں دیتے۔ کہتے ہیں۔ کہ:۔

पठितव्यं तदपि मर्त्तव्यं दन्तकटाकटेति किं कर्त्तव्यम् ॥

"سنتوں کو علم پڑھنے سے کیا کام۔ کیونکہ علم پڑھنے والے بھی مرجاتے ہیں۔ پھر دانت کٹا کٹ کیوں کرنا۔"

سادھوؤں کو چاروں طرف پھر آنا سنتوں کی خدمت کرنی اور رام جی کا بھجن کرنا چاہیئے۔ اگر کسی نے بے عقلی اور جہالت کی شکل نہ دیکھی ہو۔ تو خاکی کا درشن کر لیں۔ ان کے پاس جو کوئی جاتا ہے۔ ان کو بچہ بچی کہتے ہیں۔ خواہ وہ خاکی جی کے ماں باپ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ جیسے خاکی جی ہیں ویسے ہی رونگھڑ سونگھڑ، گودڑیئے، اور جماعت والے سقرے، شاہی اور اکالی، کان پھٹے جوگی۔ اوگھڑ وغیرہ (گویا) سب ایک سے ہیں۔

ایک خاکی کا چیلا "ہری گنیش آنمہ" لٹتا لٹتا کنوئیں پر پانی بھرنے کو گیا۔ وہاں پنڈت بیٹھا ہوا تھا وہ اس کو "ہری گنیش جنمے" رٹتے ہوئے دیکھ کر بولا۔ اے سادھو! غلط یاد کرتا ہے۔ "ہری گنیش آنمہ" ایسا کہو۔ اس نے فوراً لوٹا بھر گورو جی کے پاس جا کر کہا۔ کہ ایک بمن (یعنی براہمن) میرے تلفظ کو غلط کہتا ہے۔ ایسا سن کر جھٹ خاکی جی اٹھا۔ کنوئیں پر گیا۔ اور پنڈت سے کہا۔ تو میرے چیلے کو بہکاتا ہے۔ تو گورو کی لٹھی کیا پڑھتا ہے؟ دیکھ! تو ایک قسم کا تلفظ جانتا ہے۔ ہم تین قسم کے جانتے ہیں۔ ہری گنیشا جنمے۔ ہری گنے سائن میں۔ ہری گنے سائے نمیں۔ پنڈت سنو سادھو جی۔ علم کی بات بہت مشکل ہے (علم) بغیر پڑھے نہیں آتا۔ خاکی۔ چل بے سب عالم ہم نے رگڑ مارے۔ بھانگ میں گھونٹ ایک دم سب اڑا دیئے۔ سنتوں کا گھر بڑا ہے۔ تو بابو ڈاکیا جانے؟ پنڈت۔ دیکھو۔ اگر تم نے علم پڑھا ہوتا۔ تو ایسے خراب لفظ کیوں بولتے۔ سب قسم کی تم کو واقفیت ہوتی۔ خاکی۔ ابے تو ہمارا گورو بنتا ہے تیرا اُپدیش ہم نہیں سنتے۔ پنڈت سنو کہاں سے عقل ہی نہیں ہے۔ اُپدیش سننے سمجھنے کے لئے علم چاہیئے۔ خاکی جو شخص سب وید شاستر پڑھے اور سنتوں کو نہ مانے۔ تو جانو۔ کہ وہ کچھ بھی نہیں پڑھا۔ پنڈت۔ ہاں ہم سب سنتوں کی خدمت کرتے ہیں۔ لیکن تمہارے جیسے ہڑدنگوں کی نہیں کرتے۔ کیونکہ سنت شریف فاضل دھارمک سب کی بہتری چاہنے والوں کو کہتے ہیں۔ خاکی۔ دیکھ ہم رات دن ننگے رہتے ہیں۔ دھونی

تلپتے۔ گانجے چرس کے سنکیڑوں دم لگاتے۔ تین تین لوٹا بھانگ پیتے۔ گانجا۔ بھانگ۔ دھتورہ کے پتوں کا ساگ بنا کر کھاتے۔ سنکھیا اور افیون بھی پھٹ لگ جاتے۔ نشہ میں غرق رات دن بے غم رہتے ہیں۔ دنیا کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اور بھیک مانگ کر (نمکین) موٹی چھوٹی روٹی بنا کھاتے ہیں۔ رات بھر ایسی کھانسی اٹھتی ہے کہ جو نزدیک سوتا ہو۔ اس کو بھی نیند کبھی نہ آوے۔ ایسی قسم کی قدریں اور سادھوپن (شرافت کی باتیں) ہم میں ہیں۔ پھر تو ہماری برائی کیوں کرتا ہے خبردار بابوڑے۔ جو ہم کو دق کرے گا۔ تو ہم تم کو راکھ کر ڈالیں گے۔ پنڈت۔ یہ سب اوصاف غیر مہذب بے عقل اور بگر گنڈوں (بگیوں) کے ہیں۔ سادھوؤں کے نہیں۔ سنو:۔ **साध्नोति पराणि धर्मकार्याणि स साधुः**

"جو عمدہ یعنی نیک کام کرے۔ ہمیشہ سب کی بہتری میں مشغول رہے جس میں کوئی عیب ہو۔ ست اپدیشوں سے سب کی بھلائی کرے۔ اس کو سادھو کہتے ہیں"۔

خاکی۔ چل بے تو سادھو کے کام کیا جانے سنتوں کا گھر بڑا ہے کبھی سنت سے جھگڑا نہیں۔ نہیں تو دیکھ ایک چمٹا اٹھا کر مارے گا۔ تو سر توڑ ڈالے گا۔ پنڈت۔ اچھا خاکی اپنی جگہ پر جاؤ۔ ہم سے بہت خفا مت ہو جانتے ہو راج کیسا ہے۔ کسی کو مار دیگے تو پکڑے جاؤ گے۔ قید خانے کی ہوا کھاؤ گے۔ بید کھاؤ گے۔ یا کوئی تم کو بھی مار بیٹھے گا۔ پھر کیا کرو گے۔ یہ سادھو کی علامت نہیں۔ خاکی۔ چل بے چیلے کس کا شش کا منہ دکھایا۔ پنڈت۔ تم نے کبھی کسی مہاتما کی صحبت نہیں کی۔ نہیں تو ایسے جاہل مطلق نہ رہتے خاکی ہم آپ ہی مہاتما ہیں ہم کو کسی دوسرے سے غرض نہیں۔ پنڈت۔ جن کی قسمت بد ہوتی ہے ان کو تمہاری سی عقل اور غرور نصیب ہوتا ہے۔ خاکی آسن پر چلا گیا۔ اور پنڈت گھر کو لوٹے جب سندھیا آتی ہو گئی۔ تب اس خاکی کو بوڑھا سمجھ کر بہت سے خاکی ڈنڈوت ڈنڈوت کہتے ساشٹانگ کر کے بیٹھے اس خاکی نے پوچھا "ابے رامداس! تو کیا پڑھا ہے"۔ رامداس۔ مہاراج میں نے ویشنو سہسر نام پڑھا ہے۔ اے گوبند داس! تو کیا پڑھا ہے"۔ گوبند داس۔ میں رام ستوتراج پڑھا ہوں۔ فلاں خاکی جی کے پاس سے۔ تب رامداس بولا۔ کہ مہاراج آپ کیا پڑھتے ہیں۔ خاکی۔ ہم گیتا پڑھے ہیں۔ رامداس کس سے؟ خاکی۔ چل بے چھوکرے۔ ہم کسی کو گورو نہیں بناتے۔ دیکھ ہم پرماگ راج میں رہتے تھے ہم کو اکھر (حرف) نہیں آتا تھا جب کسی لمبی دھوتی والے پنڈت کو دیکھتا تھا تب گیتا کے گٹکے میں پوچھتا تھا۔ کہ اس کلنگی والے اکھر کا کیا نام ہے؟ ایسے پوچھتے پوچھتے اٹھارہ ادھیائے گیتا کر گڑھا دی۔ گورو ایک بھی نہیں کیا"۔ بھلا ایسے علم کے دشمن (کے پاس) جہالت گھر کیسے نہ ٹھہرے تو اور کہاں جائے

یہ لوگ سولے نشہ پینے محفلت میں رہنے، لڑنے، کھانے، سونے، بھانچ پیٹنے، گھنٹہ گھڑیال اور سنکھ بجانے، دھونی جگانے، نہانے، دھونے، سب طرفوں میں آوارہ گردی کرنے کے اور کچھ بھی اچھا کام نہیں کرتے چاہے کوئی پتھر کو بھی پگھلائے۔ لیکن ان خاکیوں کی روحوں کو علم سکھانا مشکل ہے۔ کیونکہ اکثر وہ شودروں کی اولاد ہو کے یا مزدور، کسان، کمہار وغیرہ اپنی مزدوری چھوڑ صرف خاک رما کر پیراگی، خاکی وغیرہ بن جاتے ہیں۔ ان کو علم یا نیک صحبت وغیرہ کی عظمت معلوم نہیں ہو سکتی۔

اِن کے منتروں کا بیان

اِن میں سے "ناتھول کامنتر" "نمہ شوائے"۔ "خاکیوں کا" "نرسنگھائے نمہ" "رام اوتاروں کا" "شری رام چندرائے نمہ" یا "سیتا رام بھیام نمہ" "کرشن اُپاسکوں کا" "شری رادھا کرشنا بھیام نمہ"۔ "لڈ بھگوتے واسدیوائے" اور "بگالیوں کا" "گو۔ وندائے نمہ" ان کا منتر کان میں پڑتے ہی چیلا بنا لیتے ہیں۔ اور ایسی ایسی ہدایت کرتے ہیں کہ بچہ تو نے کا منتر پڑھ لے ؎

جل پوتر سمتھل پوتر اور پوتر کوا
شیلہ کہے سن پاربتی تو نیا پوتر ہوا

بھلا ایسے لوگوں کی قابلیت سادھو یا عالم بننے یا دنیا کی بہتری کرنے کی ہو سکتی ہے؟ خاکی رات دن لکڑی اور جنگلی اُپلے جلایا کرتے ہیں۔ ایک مہینے میں کئی روپے کی لکڑیاں پھونک دیتے ہیں۔ اگر ایک مہینے کی لکڑی کے دام کے حوض کمبل وغیرہ کپڑا لے لیں۔ تو سوا حصہ روپیہ لگانے سے چین میں رہیں۔ مگر ان کو اتنی عقل کہاں سے آوے۔ اور اپنا نام اسی دھونی تپنے ہی سے تپسوی رکھ چھوڑا ہے۔ اگر اس طرح تپسوی (ریاضت کش) ہو سکیں۔ تو جنگلی آدمی ان سے بھی زیادہ تپسوی ہو جاویں۔ اگر کوئی چٹا بڑھانے۔ راکھ لگانے۔ ٹاک کرنے سے تپسوی ہو سکے۔ تو سب کوئی ہو سکتا ہے۔ یہ باہر سے تارک الدنیا اور اندر سے بڑے حریص ہوتے ہیں۔ سوال۔ کبیر پنتھی تو اچھے ہیں جواب نہیں

کبیر پنتھ

سوال۔ کیوں اچھے نہیں۔ وہ پتھر وغیرہ بت پرستی کی تردید کرتے ہیں۔ کبیر صاحب پھولوں سے پیدا ہوئے اور آخر کو بھی پھول ہو گئے۔ برہما۔ وشنو۔ مہادیو کا جنم جب نہیں تھا۔ تب بھی کبیر صاحب تھے۔ بیٹے صاحب قدرت ایسے کہ جس بات کو وید پران بھی نہیں جان سکتا اس کو کبیر صاحب جانتے ہیں۔ جو سچا راستہ ہے سو کبیر صاحب نے ہی دکھایا ہے۔ ان کا منتر "ست نام کبیر" وغیرہ ہے۔ جواب۔ پتھر وغیرہ کو چھوڑ پلنگ۔ گدی۔ تکیے۔ کھڑاواں۔ جیتی یعنی چراغ وغیرہ کی پرستش کرنا پتھر کے بت سے کم نہیں۔ کیا کبیر صاحب بھنگا تھا یا غنچہ جو پھولوں سے پیدا ہوا۔ اور آخر پھول ہو گیا۔ یہاں جو یہ بات سنی جاتی ہے۔ وہی سچی ہو گی۔ کہ کوئی جولاہا کاشی میں رہتا تھا۔ اس کے بال بچے نہیں تھے۔ ایک دفعہ تھوڑی سی رات تھی۔ ایک کوچے میں جا رہا تھا۔ تو دیکھا کہ سڑک کے کنارے ایک ٹوکری کے اندر پھولوں میں اسی رات کا پیدا شدہ بچہ پڑا تھا۔ وہ اس کو اٹھا لے گیا۔ اپنی عورت کو دیا۔ اس نے پرورش کی۔ جب وہ بڑا ہوا۔ تب جولاہے کا کام کرتا تھا۔ کسی پنڈت کے پاس سنسکرت پڑھنے کے لئے گیا۔ اس نے اس کی بے عزتی کی۔ کہا۔ کہ ہم جولاہے کو نہیں پڑھاتے۔ اسی طرح کئی پنڈتوں کے پاس گیا۔ لیکن کسی نے نہ پڑھایا۔ تب اوٹ پٹانگ بھاشا بنا کر جولاہے وغیرہ نیچ لوگوں کو سمجھانے لگا۔ تلسی داس کو لے کر گاتا تھا۔ بھجن بناتا تھا۔ خاص کر پنڈت شاستر۔ ویدوں کی مذمت کیا کرتا تھا۔ کچھ جاہل لوگ اس کے دام میں پھنس گئے۔ جب مر گیا۔ تب لوگوں نے اس کو صاحب قدرت بنا لیا۔ جو جو اس نے جیتے جی تصنیف کیا تھا۔ اس کو اس کے چیلے پڑھتے رہے۔ کان کو بند کرنے پر جو آواز سنی جاتی ہے۔ اس کو انہد شبد کہہ کر اصول مقرر کیا۔ من کی

ذبتی تو سُرتی کہتے ہیں۔ اس کو اس آواز کے سننے میں لگانا۔ اسی کو سنت اور پرمیشور کا دھیان بتلاتے ہیں۔ وہاں موت نہیں پہنچتی۔ پرچھی کی مانند تلک اور چندن وغیرہ لکڑی کی کنٹھی باندھتے ہیں بھلا وچار کر دیکھو کہ اس میں روح کی ترقی اور علم کیا بڑھ سکتا ہے۔ یہ محض لڑکوں کی مانند لیلا ہے۔

نانک پنتھی سوال۔ ملک پنجاب میں نانک جی نے ایک طریق چلایا ہے کیونکہ وہ بھی بت پرستی کی تردید کرتے تھے مسلمان ہونے سے بچاتے۔ وہ سادھو بھی نہیں تھے۔ بلکہ گیانی اور سنت تھے۔ دیکھو انہوں نے منتر اُپدیش کیا ہے۔ اسی سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اُن کا مذہب اچھا تھا۔ "اوم ست نام کرتا پُرکھ نربھو۔ نرویر۔ اکال مورت' اجنی سیبھ بھنگ گورپرشاد جپ آدی سچ جگ آدی سچ ہے بھی سچ نانک ہوسی بھی سچ" جپ جی پوڑی ۱) "اوم" جس کا نام سچا ہے۔ وہ کرتا پرش (خالق) خوف اور دشمن سے مبرا۔ اکال مورتی' جو زمانہ اور قید میں نہیں آتا۔ موجود ہے۔ اسی کا جپ گورو کی مہربانی سے کرو۔ پرمیشور آغاز میں سچ تھا جگوں کے آغاز میں سچ' زمانہ حال میں سچ' اور ہوگا بھی سچ۔ جو اب۔ نانک جی کا مذہب تو اچھا تھا۔ لیکن وہ علمیت کچھ بھی نہیں تھی۔ ہاں زبان اس ملک کی جو کہ گاؤں کی ہے اس کو جانتے تھے۔ وید آدی شاستر اور سنسکرت کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ اگر جانتے ہوتے۔ تو نربھے لفظ کو نربھو کیوں لکھتے۔ اور اس کی مثال اُن کا بنایا سنسکرتی سلوک ہے۔ چاہتے تھے کہ سنسکرت میں بھی قدم رکھوں۔ لیکن لیکھ پڑھے سنسکرت کیسے آسکتی ہے ہاں' ان گنواروں کے سامنے کہ جنہوں نے سنسکرت کبھی سنی بھی نہیں تھی۔ سنسکرت بنا کر سنسکرت کے پنڈت بن گئے ہوں گے۔ یہ بات اپنی بڑائی عزت اور اپنی شہرت کی خواہش کے بغیر کبھی نہ کرتے۔ ان کو اپنی شہرت کی خواہش ضرور تھی۔ تو جیسی زبان جانتے تھے۔ کہتے رہتے۔ اور یہ بھی کہہ دیتے۔ کہ میں سنسکرت نہیں پڑھا جب کچھ خود پسندی تھی۔ تو عزت اور شہرت کے لئے کچھ دم بھی کیا ہوگا۔ اسی لئے ان کے گرنتھوں میں جا بجا ویدوں کی مذمت اور تعریف بھی کی ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کرتے۔ تو ان سے بھی کوئی وید کے معنی پوچھتا جب نہ آتے۔ تب عزت میں فرق آتا۔ اس لئے پہلے ہی اپنے پیروؤں کے سامنے کہیں کہیں ویدوں کے خلاف کہتے تھے اور کہیں کہیں ویدوں کے پالے میں اچھا بھی کہا ہے کیونکہ اگر اچھا نہ کہتے۔ تو لوگ ان کو ناستک بتاتے۔ جیسے:۔

"ویدپڑھت برہما مرے چاروں وید کہانی"
"سنت کی مہما وید نہ جانے۔ سکھمنی پوڑی ۷ چوپائی"
"نانک برہم گیانی آپے پرمیشور۔ سکھمنی پوڑی ۸ چوپائی"

کیا وید پڑھنے والے مر گئے۔ اور نانک جی وغیرہ اپنے کو غیر فانی سمجھتے تھے۔ کیا وہ نہیں مر گئے۔ وید تو سب علوم کا بھنڈار ہے۔ لیکن چاروں ویدوں کو کہانی کہے۔ اس کی سب باتیں کہانی ہیں۔ اگر جاہلوں کا نام سنت ہوتا ہے۔ تو وہ بیچارے ویدوں کی عظمت کبھی نہیں جان سکتے۔ اگر نانک جی ویدوں ہی کی تعظیم کرتے۔ تو ان کا فرقہ نہ چلتا۔ نہ وہ گورو بن سکتے۔ کیونکہ ہم سنسکرت تو پڑھے ہی نہیں تھے۔ پھر دوسرے کو پڑھائے بغیر شاگرد کیسے بنا سکتے تھے۔ یہ سچ ہے۔ کہ جس وقت نانک جی

پنجاب میں پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت پنجاب علم سنسکرت سے بالکل بے بہرہ اور مسلمانوں سے تکلیف پا رہا تھا۔ اس وقت کچھ لوگوں کو انہوں نے بچایا۔ نانک جی کو زندگی میں ان کا فرقہ بہت نہیں بڑھا یعنی بہت سے چیلے نہیں ہوئے تھے کیونکہ جاہلوں میں یہ طریقہ ہے۔ کہ مرنے کے بعد ان کو سِدھ (صاحب قدرت) بنا لیتے ہیں پھر بہت سی بڑائی کر کے پرمیشور کے برابر مان لیتے ہیں۔ نانک جی بڑے دولتمند اور رئیس بھی نہیں تھے۔ لیکن ان کے چیلوں نے "نانک چندر اوے" اور "جم ساکھی" وغیرہ میں بڑے سِدھ (صاحب قدرت) اور بڑے اقبال والے تھے۔ ایسا لکھا ہے۔ نانک جی بہما وغیرہ سے ملے۔ بہت بات چیت کی۔ سب نے ان کی عزت کی۔ نانک جی کی شادی پر بہت سے گھوڑے، ہاتھی، سونا، چاندی، موتی، پنا وغیرہ تھے۔ اور جواہرات سے مرصع (سامان) اور بیش بہا جواہرات کا تو حد و حساب نہیں ایسا لکھا ہے۔ بھلا یہ گپوڑے نہیں تو کیا ہیں؟ مگر اس میں ان چیلوں کا قصور ہے۔ نانک جی کا نہیں۔ دیگر ان کے پیچھے ان کے لڑکے سے اور اسی سادھو دل کا سلسلہ جاری ہوا۔ اور رامداس وغیرہ سے نرملے۔ کتنے ہی گرنتھ والوں نے اپنی عبارت بنا کر گرنتھ میں ملا دی ہے۔ ان کے دسویں گورو گوبند سنگھ جی ہوئے۔ ان کے بعد اس گرنتھ میں کسی کی عبارت نہیں ملائی گئی۔ بلکہ اس وقت تک کی جتنی چھوٹی چھوٹی کتابیں تھیں۔ ان سب کو یکجا کر کے جلد بندھوا دی ہے۔ ان لوگوں نے بھی نانک جی کے پیچھے بہت عبارت بنائی۔ بعض نے تو طرح طرح کی مشل پورانوں کے جھوٹی کہانیاں بنا دیں۔ لیکن برہم گیانی آپ پرمیشور بننے پر بھی کرم (اپاسنا) ترک کرنے کی طرف ان کے چیلے مائل ہو گئے۔ اس بات نے بہت بگاڑ کر دیا۔ ورنہ جو نانک جی نے کچھ بھگتی و دیش پرمیشور کی لکھی تھی۔ اسے کرتے رہتے تو اچھا تھا۔ اب اداسی کہتے ہیں ہم بیٹے۔ نرملے کہتے ہیں ہم بیٹے اکالی اور سنتھرے شاہی کہتے ہیں۔ کہ سب سے بڑے ہم ہیں۔ ان میں گورو گوبند سنگھ جی بہادر ہوئے ہیں۔ ان کے بزرگوں کو مسلمانوں نے بہت ایذا پہنچائی تھی۔ وہ ان سے بدلہ لینا چاہتے تھے۔ لیکن ان کے پاس کچھ سامان نہ تھا۔ ادھر مسلمانوں کی بادشاہت عروج پر تھی۔ انہوں نے ایک کپوچری (جوگی) کا عمل کہہ لیا۔ اور مشہور کر دیا۔ کہ بھگوتی نے دعا اور تلوار دی ہے۔ کہ تم مسلمانوں سے لڑو۔ تمہاری فتح ہوگی۔ بہت سے لوگ ان کے ساتھی ہو گئے۔ اور انہوں نے جیسے دام مارگیوں نے "پنچ مکار" چکر اکلتوں نے "پنچ مسکار" جاری کئے تھے۔ ویسے ہی "پنچ ککار" جاری کئے۔ یعنی ان کے "پنچ ککار" جنگ کے لئے مفید تھے۔ ایک "کیش" یعنی جس کے رکھنے سے لڑائی میں لکڑی اور تلوار سے کچھ بچاؤ ہو۔ دوسرا "کنگن" جو ہر کے اوپر پگڑی میں اکالی لوگ رکھتے ہیں۔ اور ہاتھ میں کڑا جس سے ہاتھ اور سر بچ سکے تیسرا "کچھ" یعنی لنگوٹ کے اوپر ایک جانگیا جو کہ دوڑنے اور کودنے میں اچھا ہوتا ہے عموماً اکھاڑے کے پہلوان اور نٹ بھی اس کو اسی لئے پہنا کرتے ہیں۔ کہ اس سے جسم کا نرم مقام محفوظ رہے۔ اور رکاوٹ نہ ہو۔ چوتھا "کنگھا" جس سے بال سنوارتے ہیں پانچواں "چاقو" (چھری) کہ جو دشمن سے مقابلہ ہونے پر لڑائی میں کام آئے۔ اسی لئے یہ طریق گورو گوبند سنگھ جی نے اپنی دانائی سے اس وقت کے لئے جاری کیا تھا۔ اب اس وقت ان کا رکھنا کچھ مفید نہیں ہے۔ لیکن جو جنگ کے مدعا کے لئے باتیں تھیں۔ ان کو اب دھرم میں شامل

مالی بیلپتر سے بُت پرستی تو نہیں کہتے لیکن اس سے بڑھ کر گرنتھ (کتاب) کی پرستش کرتے ہیں۔ کیا بُت پرستی نہیں ہے۔ کسی بے جان چیز کے سامنے سر جھکانا یا اس کی پرستش کرنا تمام بُت پرستی ہے جیسے مورتی (بُت) والوں نے اپنی دوکان چمکا کر روزی کی صورت نکالی ہے ویسے ان لوگوں نے کھولی ہے۔ جیسے پجاری لوگ بُت کا درشن کرانے اور نذریں لیتے ہیں۔ ویسے ہی نانک پنتھی لوگ گرنتھ (کتاب) کی پرستش کرتے کراتے اور بھینٹ بھی لیتے ہیں۔ لیکن بُت پرستی والے جتنی عزت وید کی کرتے ہیں۔ اتنی یہ لوگ گرنتھ صاحب والے نہیں کرتے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ انہوں نے وید دں کو نہ سنا نہ دیکھا۔ کیا کریں۔ اگر سنتے اور دیکھتے میں آئیں۔ تو تمام فرقوں کے عقلمند لوگ جو کہ ضدی اور متعصب نہیں ہیں۔ وہ وید مت قبول کر سکتے ہیں۔ ان رشی کھائے پیتے کا بکھیڑا بہت سا ہٹا دیا ہے۔ جیسے اس کو ہٹایا۔ ویسے بہت پرستی اور تیرتھ کو بھی ہٹا کر وید مت کی تمنی کریں۔ تو بہت اچھی بات ہے۔

داؤدپنتھ

سوال۔ داؤدپنتھی کا طریق تو پھلہے ہے جواب۔ اچھا تو وید کا طریقہ ہے۔ جو اختیار کیا جائے تو اختیار کرو۔ نہیں تو ہمیشہ غوطے کھاتے رہو گے۔ ان کے اعتقاد کے مطابق داؤ جی کی پیدائش گجرات میں ہوئی تھی۔ پھر جے پور کے پاس اجمیر میں بستے تھے تیلی کا کام کرتے تھے پرمیشور کی خلقت کا عجیب تماشا ہے۔ کہ داؤد جی کی پرستش شروع ہو گئی۔ اب وید وغیرہ شاستروں کی تمام باتیں چھوڑ کر داؤدرام داؤدرام میں ہی مکتی مان لی ہے جب بچے آپ دیسک نہیں ہوتے۔ تب ایسے ایسے ہی کھیڑے چلا کرتے ہیں۔

رام سنیہی پنتھ

تھوڑے دن ہوئے "رام سنیہی" مت شاہ پور سے جاری ہوا ہے۔ انہوں نے سب وید وکت دھرم کو چھوڑ کر رام رام پکارنا اچھا مانا ہے۔ اسی میں گیان دھیان مکتی مانتے ہیں لیکن جب بھوک لگتی ہے۔ تب رام نام میں سے روٹی ساگ نہیں نکلتا۔ کیونکہ کھانے پینے کی چیزیں تو گرہستیوں کے گھر میں ملتی ہیں۔ وہ بھی بُت پرستی پر لعنت کرتے ہیں۔ لیکن آپ خود بُت بن رہے ہیں۔ عورتوں کی صحبت میں بہت رہتے ہیں۔ کیونکہ "رام جی" کو "رام کی جنکے" بغیر چین نہیں مل سکتا۔

ایک رام چرن نامی سادھو ہوا ہے جس کا مت خاص کر شاہ پور مقام میواڑ سے جاری ہوا۔ وہ رام رام کہنے ہی کو اعلےٰ منتر اور اسی کو اصول مانتے ہیں۔ ان کی ایک کتاب میں کہ جس میں مت داس جی وغیرہ کے اقوال ہیں۔ ایسا لکھا ہے ان کا قول:۔

"بھرم روگ تب ہی ہٹیا۔ رٹیا رام نجن رائے ؛ تب جم کا کاگج پھٹیا۔ کٹیا کرم تب جائے" ۱۔ ساکھی ۶

اب عقلمند لوگ غور کریں کہ رام رام کہنے سے بھرم جو کہ جہالت ہے یا پرارچ (پوشیدہ) کا گناہ کے مطابق سزا دینا یا کئے ہوئے فعل کبھی چھوٹ سکتے ہیں؟ یہ محض لوگوں کو گناہوں میں پھنسانا اور انسانی زندگی کو تباہ کرنا ہے۔

اب ان کا جو اعلےٰ گرو رام چرن ہوا ہے۔ اس کے اقوال (لکھتے ہیں)

ہے
جہانام پرتاپ کی۔ سُنو سرون چت لائی
رام چرن رسنا رٹو۔ کرم سکل چھٹ جائی

جن جن سمریا نام کو۔ سو سب اُتریا پار
رام چرن جو دھریا۔ سو ہی جم کے دوار
رام بنا سب جھوٹ بتایو
رام بھجت چھٹیا سب کرما۔ چند اور سورج دیئی پرکرما
رام کہے تن لوک بھئے ناہیں۔ تین لوک میں کیرتی گاہیں
رام رٹت جم جور نہ لاگے
رام نام لکھ پتر ترائی بھگتی ہیتی اوتاری دھر ہی
اُنچ نیچ کل بھید بچارے۔ سو تو جنم آپنو ہارے
سنتان کئی کل دی سے ناہیں رام رام کہہ رام سماہیں
ایسو کون جو کیرتی گائے۔ ہری ہری جن کو پار نہ پاوے
رام سنتان کا انتے نہ آوے۔ آپ آپ کی بدھی سم گاوے

اِن کی تمہید بیہودہ

اوّل تو رام چرن وغیرہ کی تصنیفات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک گنوار بیدھا سادہ آدمی تھا۔ وہ کچھ پڑھا نہیں تھا۔ ورنہ ایسی گپڑ چوتھ کیوں لکھتا۔ یہ صرف ان کا وہم ہے۔ کہ رام رام کہنے سے اتمال بنا لیہ ہو جائیں گے۔ یہ محض اپنا اور دوسروں کا جنم کھوتے ہیں۔ موت کا خوف تو بڑا بھاری ہے۔ لیکن سرکاری سپاہی چور، ڈاکو، بھیڑیا، سانپ، بچھو اور پھر وغیرہ کا خوف کبھی دور نہیں ہوتا۔ خواہ رات دن رام رام کیا کریں کچھ بھی نہیں ہوگا۔ جیسے شکر شکر کہنے سے منہ میٹھا نہیں ہوتا ویسے ہی راست گفتاری وغیرہ فعل کئے بغیر رام رام کہنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ اور اگر رام رام ایک دفعہ کہنے سے ان کا رام نہیں سنتا۔ تو عمر بھر کہنے سے بھی نہیں سنے گا۔ اور اگر سنتا ہے۔ تو دوسری دفعہ رام رام کہنا فضول ہے ان لوگوں نے اپنا پیٹ بھرنے اور دوسروں کی بھی عمر برباد کرنے کے لئے ایک پاکھنڈ کھڑا کیا ہے۔ سو یہ بڑا عجوبہ ہم سنتے اور دیکھتے ہیں۔ کہ نام تو لکھا رام سیتا ہی اور کام کرتے ہیں راون سیتا ہی جہاں دیکھو وہاں راون ہی راون سنتوں کو گھیر رہے ہیں۔ اگر ایسے پاکھنڈ نہ پھیلتے۔ تو ملک آدیہ دشت کی تباہی کیوں ہوتی؟

یہ لوگ اپنے چیلوں کو جو ٹھ کھلاتے ہیں۔ اور عورتیں بھی لیٹ کر ڈنڈوت پرنام کرتی ہیں۔ تنہائی میں عورتیں اور سادھو اکٹھے بیٹھے رہتے ہیں۔ ان کی دھیری شاخ قصبہ کھیڑا ملک مارواڑ سے جاری ہوئی ہے۔ اس کا حال یہ ہے۔ ایک شخص رامداس نامی ذات کا ڈھیڑ بڑا چالاک تھا۔ اس کی دو بیلیاں تھیں وہ پہلے بہت دن تک اوگھڑ ہو کر کتوں کے ساتھ کھاتا رہا۔ پھر وامی کونڈا پنتھی بنا۔ بعد ازاں رامدیو کا گاڑیا بنا۔ اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ گاتا تھا۔ اس طرح گھومتا گھومتا "تشتھل" میں ڈھیڑوں کا گورو "رامداس" تھا۔ اس کو جا کر ملا۔ اس نے اس کو رامدیو گاپنتھ بتا کر اپنا چیلا بنا لیا۔ اس رامداس نے کھیڑا یا گاؤں میں جگہ بنائی۔ اور اس کا دھرمت چلا۔ اور شاہ پورہ میں رام چرن کا۔ اس کا بھی حال ایسا سنا ہے۔ کہ وہ جے پور کا بنیا تھا۔ اس نے دانترا گاؤں میں ایک سادھو سے سنیاس لیا۔ اور اس کو

لہ ہندوستان کے خالص دیہات میں ڈھیڑ بھنگی کو کہتے ہیں۔ لیکن راجپوتانہ میں جو بھانڈ لوگ بھنگوے کپڑے رنگتے کرتب بازی وغیرہ کے لئے مشہور ہیں۔ وہ بھی ڈھیڑ

گر دیکھا۔ اندشاہ پور میں آنکھ کی جمائی۔ سادہ لوح آدمیوں میں پاکھنڈ کی جڑ جلد قائم ہو جاتی ہے چنانچہ قائم ہوگئی۔ یہ مذکورہ بالا رام چین کے اقوال کی سند پر چیلا کہ کے اونچ نیچ کا کچھ امتیاز نہیں کرتے۔ برہمن سے چنڈال تک ان میں چیلے بنتے ہیں۔ اب بھی کونڈ پنتھی والوں کی طرح ہی ہیں۔ کیونکہ مٹی کے کونڈوں میں کھاتے اور سادھوؤں کی جوٹھ کھا جاتے ہیں۔ بہکا کر وید دھرم والدین دنیاوی کاروبار چھڑا دیتے اور چیلہ بنا لیتے ہیں۔ رام نام کو بڑا منتر مانتے ہیں۔ اور اسی کو چھ نام وید بھی کہتے ہیں۔ رام نام کہنے سے بے شمار جنموں کے پاپ چھوٹ جاتے ہیں۔ اور اس کے بغیر مکتی کبھی نہیں ہوتی۔ جو ہر ایک سانس کے ساتھ رام رام کہنے کی ہدایت کرے۔ اس کو سچا گورو مانتے ہیں۔ اور بچے گورو کو پرمیشور سے بھی بڑا مانتے ہیں۔ اور اس کے ہت کا دھیان رکھتے ہیں۔ سادھوؤں کے پاؤں دھو کر پیتے ہیں۔ جب گورو سے چیلا وید ہو جائے تو گورو کے ناخن اور ڈاڑھی کے بال اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔ اس کا چرنامرت روز لیتے ہیں۔ رامداس اور ہرنامداس کے اقوال کی کتاب کو وید سے زیادہ مانتے ہیں۔ اس کا طواف کرتے اور آٹھ ڈنڈوت پرنام کرتے ہیں۔ اور اگر گورو نزدیک ہو تو گورو کو ڈنڈوت پرنام کر لیتے ہیں۔ عورت اور مرد کا رام نام کا یکساں ہی منتر اپدیش کرتے ہیں۔ اور نام سمرن سے ہی مکتی مانتے ہیں۔ مگر پڑھنے میں گناہ سمجھتے ہیں۔ ان کی ساکھی یہ ہے :-

پنڈتائی پاتے پڑی ۔ اور پڑھ لے پاپ
رام رام سمریاں بنا ۔ رہ گیو دیتو آپ
وید پران پڑھے پڑھ کیتا۔ رام بھجن بن رہ گئے ریتا

ایسی ایسی کتابیں بناتی ہیں۔ جن میں عورت کو خاوند کی خدمت کرنے میں گناہ اور گورو سادھو کی خدمت میں دھرم بتلاتے ہیں۔ حالانکہ آشرم کو نہیں مانتے جو برہمن رام سیوی نہ ہو۔ تو اس کو اونچ اور چنڈال رام سیوی ہو تو اس کو افضل جانتے ہیں۔ ایشور کا اوتار نہیں مانتے۔ اور رام چین کا قول جو اوپر لکھ آئے ہیں۔ کہ بھگتی جیتی اوتاری دھرہی۔ بھگتی اور سنتوں کی خاطر اوتار کو بھی مانتے ہیں۔ اس قسم کا پاکھنڈ پرپنچ (مکر و فریب) ان کا جتنا ہے۔ وہ سب ملک آدیہ درت کو نقصان دہ ہے اتنے ہی سے عقلمند سب کچھ سمجھ لیں گے۔ سوال :- گو کلئے گوسائیوں کا مت تو بہت اچھا ہے۔ دیکھو کیسا میری لطف اٹھاتے ہیں۔ کیا یہ میری لیلا کے بغیر ہو سکتی ہے؟

ولبھ سمپردا جواب۔ یہ میری گرمستیوں کی ہے۔ گوسائیوں کی کچھ نہیں سوال۔ واہ واہ گوسائیوں کی یہ دلت ہے۔ کیونکہ ایسی میری دوسروں کو کیوں میسر نہیں ہوتی؟ جواب۔ دوسرے بھی اسی قسم کا مکر و فریب کریں۔ تو میری ملنے میں کیا شک ہے۔ اور اگر ان سے بڑھ کر چالاکی کریں تو زیادہ میری ہو سکتی ہے سوال۔ واہ جی واہ! اس میں کیا چالاکی ہے۔ یہ تو سب گولوک کی لیلا ہے ایسا ہی ہوگا جواب۔ گولوک کی لیلا نہیں۔ بلکہ گوسائیوں کی لیلا ہے جو گولوک کی لیلا ہے۔ وہ گولوک بھی ایسا ہی ہوگا۔

یہ مت تیلنگ دیش کے ملک سے جاری ہوا ہے۔ کیونکہ ایک تیلنگی لکشمن بھٹ نامی برہمن نے شادی کر کے کسی باعث سے ماں باپ اور عورت کو چھوڑ کر کاشی میں جا کر سنیاس لے لیا تھا۔ اور بھٹ بولاتا تھا۔ کہ میری شادی نہیں ہوئی۔ اتفاق سے اس کے والدین اور عورت نے سنا۔ کہ وہ کاشی میں سنیاسی ہو گیا ہے اس

کے ماں باپ اور عورت نے کاشی میں پہنچ کر جس نے اس کو سنیاس دیا تھا۔ اس کو کہا۔ کہ اس کو سنیاسی کیوں کیا۔ دیکھو۔ اس کی جوان عورت ہے۔ اور عورت نے کہا۔ اگر آپ میرے خاوند کو میرے ہمراہ نہ کریں۔ تو مجھ کو بھی سنیاس دے دیجئے۔ تب اس نے اس کو بلا کر کہا۔ تو بڑا جھوٹا ہے۔ سنیاس چھوڑ کر گرہستی بن کیونکہ تو نے جھوٹ بول کر سنیاس لیا ہے۔ اس نے پھر ویسا ہی کیا۔ یعنی سنیاس چھوڑ کر اس کے ساتھ ہو لیا۔ دیکھو اس مت کی بنیاد ہی جھوٹ فریب سے قائم ہوئی ہے۔ ملک تیلنگ میں گئے۔ اور اس کو ذات میں کسی نے شامل نہ کیا۔ تب وہاں سے نکل کر گھومنے لگے۔ چنار گڑھ جو کاشی کے نزدیک ہے۔ اس کے متصل چمپا دیہ نامی جنگل میں چلے جاتے تھے۔ وہاں کوئی شخص ایک لڑکے کو جنگل میں چھوڑ چاروں طرف دور دور تک آگ جلا کر چلا گیا تھا۔ کیونکہ چھوڑنے والے نے سمجھا ہوگا کہ اگر آگ نہ جلاؤں گا۔ تو ابھی کوئی حیوان مار ڈالے گا۔ لکشمن بھٹ اور اس کی عورت نے لڑکے کو لے کر اپنا بیٹا بنا لیا۔ پھر کاشی میں جا رہے جب وہ لڑکا بڑا ہوا۔ تب اس کے ماں باپ فوت ہو گئے۔ کاشی میں بچپن سے جوانی تک کچھ پڑھتا بھی رہا۔ پھر اور کہیں جا کر وشنو سوامی کے مندر میں چیلا ہو گیا۔ وہاں سے پھر کچھ ان بن ہونے پر کاشی کو چلا گیا۔ اور سنیاس لے لیا پھر کوئی ویسا ہی ذات سے خارج براہمن کاشی میں رہتا تھا۔ اس کی لڑکی نوجوان تھی۔ اس نے اس کو کہا۔ کہ سنیاس چھوڑ کر میری لڑکی سے شادی کر لے۔ ویسا ہی ہوا جس کے باپ نے جیسی لیلا کی۔ ویسی ہی اس کا بیٹا کیوں نہ کرے۔ بیوی کو لے کر وہاں چلا گیا۔ کہ جہاں اوّل وشنو سوامی کا چیلا ہوا تھا۔ شادی کرنے کے باعث ان کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ پھر برج دیش (گوکل کا علاقہ) میں جا کر گھر بنا لیا تھا۔ جا کر اپنا پنتھ کئی طرح کی جھوٹی دلیلوں سے پھیلانے لگا۔ اور جھوٹی باتوں کو مشہور کرنے لگا۔ کہ فقیری کرشن مجھ کو ملے۔ اور کہا۔ جو گوکل دیوی جیومرت لوک (دار فانی) میں آئے ہیں۔ ان کو ہم سمبندھ دیو سے پاک کر کے گوکل میں بھیجو۔ جاہلوں کو اس قسم کی فریفتہ کرنے والی باتیں سنا کر تھوڑے سے لوگوں کو پھنسایا یعنی چیلا سوامی وشنو بنائے۔ اور مندر جہ ذیل منتر بنائے۔ اور ان میں بھی اختلاف رکھا۔ جیسے

श्रीकृष्णः शरणं मम ।

क्लीं कृष्णाय गोपीजनवल्लभाय स्वाहा ॥

یہ دونوں معمولی منتر ہیں۔ لیکن آگے کا منتر بہم سمبندھ اور سمرپن کرانے کا ہے۔

श्रीकृष्णः शरणं मम सहस्रपरिवत्सरमितकालजातकृष्णवियोगजनितताप-क्लेशानन्तरतिरोभावोऽहं भगवते कृष्णाय देहेन्द्रियप्राणान्तःकरणसदृशं च दारागारपुत्राप्तवित्तेहपराण्यात्मना सह समर्पयामि दासोऽहं कृष्ण तवास्मि ।

اس قسم کا منتر اپدیش کر کے چیلے چیلیوں کو سمرپن (سپرد) کراتے ہیں۔ کلیم کرشن آیتی "یہ کلیم" منتر گنتر کا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ دلبھ مت بھی وام مارگیوں کی شاخ ہے۔ اسی لئے عورتوں کی صحبت گوسائیں لوگ عموماً کیا کرتے ہیں۔ "گوپی جن دلبھ ریتی"۔

کیا کرشن گوپیوں ہی کو پیارے تھے دوسرے کو نہیں۔ عورتوں کا پیارا وہی ہوتا ہے جو ترین یعنی

شہنشاہ پرستی میں پھنسا ہو۔ کیا شری کرشن جی ایسے تھے؟ "سہسر دھری ویترتی"

ہیں میں ہزار دس سالوں کی گنتی فضول لکھی ہے۔ کیونکہ دلیھ ادیان کے جیسے کچھ بھی دان نہیں کیا کرشن کی جدائی ہزار دس برس سے ہوئی۔ اور آج تک لیکھ جب تک دلیھ کامت نہ ہوا۔ اور نہ دلیھ پیدا ہوا تھا۔ اس سے پہلے اپنی دیوی جیوؤں کو نجات دینے کیوں نہ آیا؟ "تاپ" اور "کلیش" یہ دونوں مترادف ہیں ان میں سے ایک کا استعمال کرنا واجب تھا۔ دو کا نہیں۔ انت (بے شمار) لفظ کا پاٹھ کرنا فضول ہے۔ کیونکہ انت لفظ رکھو۔ تو سہسر (ہزار) لفظ کا پاٹھ نہ رکھنا چاہیئے۔ اور جو سہسر لفظ کا پاٹھ رکھو۔ تو انت لفظ کا پاٹھ رکھنا فضول ہے۔ اور جو انت (بے شمار) زمانہ تک "تدبدت" یعنی پریشیدہ رہا ہے۔ اس کی نجات کے لیے دلیھ کا ہونا بھی فضول ہے کیونکہ انت (لا انتہا) اور انت (انتہا) نہیں ہو سکتا۔ جملہ جسم حواس، پران، انتہ کرن اور ان کے دھرم، عورت، مکان، لڑکا، حاصل کردہ دولت کا اپن، (سپردگی) کرن کو کیوں کرتا۔ کیونکہ کرشن پیدن کام ہونے سے کسی کے جسم وغیرہ کی خواہش نہیں کر سکتے۔ اور جسم وغیرہ اپن کرنا بھی نہیں ہو سکتا۔ ناخن سے چوٹی تک جسم کہلاتا ہے۔ اس میں جو کچھ اچھی بری اشیاء ہیں۔ وہ جسم کے اپن کرنے کے ساتھ ہی اپن ہو جائیں گی۔ یعنی اول دیوالہ وغیرہ بھی کیسے اپن کر سکو گے؟ اور جو افعال نیکی بدی کی صفت میں ہیں۔ ان کو کرشن کے اپن کیا جائے۔ تو ان کے ثمرہ بھوگنے والے بھی کرشن ہی ہوں گے۔ تم تو کرشن کا لیتے ہیں۔ اور سمرن اپنے لئے کرتے ہیں۔ جسم میں جو کچھ بول دیوالہ ہیں۔ وہ بھی گوسائیں جی کے اپن کیوں نہیں ہوتے؟ کیا "میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو" یہ بھی لکھا ہے کہ گوسائیں جی کے اپن کرنا چاہیئے۔ غیرت والے کے نہیں۔ یہ سب خود غرضی اور بیگانہ مال وغیرہ اشیا لوٹنے اور دید وکت دھرم کے بہانہ کرنے کی لیلا بنائی ہے۔ دیکھو یہ دلیھ کا پیرنچ (جعلسازی)

श्रावणस्यामले पक्षे एकादश्यां महानिशि ।
साक्षाद्भगवता प्रोक्तं तदत्रैव उच्यते ॥१॥
ब्रह्मसम्बन्धकरणात्सर्वेषां देहजीवयोः ।
सर्वदोषनिवृत्तिर्हि दोषाः पञ्चविधाः स्मृताः ॥२॥
सहजा देशकालोत्था लोकवेदनिरूपिताः ।
संयोगजाः स्पर्शजाश्च न मन्तव्याः कदाचन ॥३॥
अन्यथा सर्वदोषाणां न निवृत्तिः कथञ्चन ।
अनिवेदितवस्तूनां तस्माद्वर्जनमाचरेत् ॥४॥
निवेदितैः समर्प्यैव सर्वं कुर्यादिति स्थितिः ।
न मतं देवदेवस्य स्वामिशक्तिसमर्पणम् ॥५॥
तस्मादादौ सर्वकार्ये सर्ववस्तुसमर्पणम् ।
दशापहारवचनं तथा च सकलं हरेः ॥६॥

अ ब्राह्मभिति वाक्यं हि भिक्षमार्गपरं मतम् ।
सेवकानां यथा लोके व्यवहारः प्रसिध्यति ॥७॥
क्या कार्यं समर्थैव सर्वेषां ब्रह्मता ततः ।
भेगास्त्वे गुणदोषाणां गुणदोषादिदर्शनम् ॥८॥

اِس قسم کے شلوک گوسائیوں کے سدھانت رہسیہ وغیرہ کتب میں لکھے ہیں۔ یہی گوسائیوں کے مت کا بُنیادی اصول ہے۔ بھلا ان سے کوئی پُوچھے۔ کہ بڑی کرشن کو فوت ہوئے تو تقریباً پانچ ہزار برس گذرے سو ولبھ سے سادھ مہینے کی آدھی رات کو کیسے مل سکے۔ جو گوسائیں کا چیلا بنے۔ وہ گوسائیں کے لِئے سب شے سمرپن (خیرات) کرے۔ تو اس کے جسم اور روح کے جملہ عیب دُور ہو جاتے ہیں۔ یہی ولبھ کا پنچ بے علم لوگوں کا بہکا کر اپنے مت میں لانے کا ہے۔ اگر گوسائیں کے چیلے چیلیوں کے سب عیب دُور ہو جائیں۔ پھر بیماری مفلسی وغیرہ تکلیفوں میں مبتلا کیوں رہیں۔ اور وہ عیب پانچ قسم کے ہیں۔ ایک ہیچ دوش (عیب) جو کہ قدرتی یعنی شہوت غضب وغیرہ سے ہونے والے ہیں۔ دوسرے وہ جو کسی ملک یا زمانے میں مخالف قسم کے گناہ کئے جاتے ہیں۔ تیسرے وہ جن کو دُنیا میں حلال حرام کہتے ہیں۔ اور چوتھے دیدوکت عیب یعنی وید مخالفی وغیرہ چہارم سنیوگ جو کہ بدصحبت سے ہوتے ہیں یعنی چوری زنا کاذبی مال ابن الملکی بہتو گفتنی وغیرہ سے ہمیشہ رہنا۔ پنجم سپرش۔ نہ چھونے والی اشیاء کا چھونا۔ ان پانچ عیوب کی گوسائیں لوگوں کے مت والے کبھی پرواہ نہ کریں۔ یعنی من مانی کارروائی کریں۔ اور کوئی طریقہ عیوب کے رفع کرنے کے لئے بغیر گوسائیں جی کے مت کے نہیں ہے۔ اِس لئے بغیر سمرپن کئے (کسی) شے کو گوسائیں جی کے چیلے نہ بھوگیں اِسی لئے ان کے چیلے اپنی عورت لڑکی بہو اور دولت مال وغیرہ چیزوں کو بھی وقف کرتے ہیں۔ اور سمرپن (وقف) کا اصول یہ ہے۔ کہ جب تک گوسائیں جی کی چرن سیوا میں سمرپت نہ ہو۔ تب تک اس کا خاوند اپنی بیوی کو نہ چھوئے۔ اِس لئے گوسائیوں کے چیلے سمرپن کر کے پھر اپنی اپنی شے کا بھوگ کیں کیونکہ مالک کے بھوگ کر لینے پر سمرپن نہیں ہوتا۔ اِس لئے اوّل سب خاندانوں میں سب اشیاء کو سمرپن کریں۔ اقل عورت وغیرہ گوسائیں جی کو سمرپن کر کے پھر حاصل کریں۔ ویسے ہی ہری کو تمام اشیاء سمرپن کر کے پھر حاصل کریں گوسائیں جی کے مت کے علاوہ دیگر مذاہب کی کلام تک کو بھی گوسائیوں کے چیلے چیلی کبھی نہ سنیں نہ اختیار کریں۔ یہی ان کے چیلوں کا اصل مشہور ہے۔ ویسے سب چیزوں کا سمرپن کر کے سب کے بیچ میں برہم کی نگاہ سے دیکھے۔ اس کے بعد جیسے گنگا میں دیگر دریا مل کر گنگا کی شکل کے ہو جاتے ہیں۔ ویسے ہی اپنے مت کی خوبیاں اور دوسرے مت کی بُرائیاں ہیں۔ اِس لئے اپنے مت کی خوبیوں کا ذکر کیا کریں۔ اب دیکھئے گوسائیوں کا مت۔ سب متوں سے بڑھ کر اپنی غرض پُوری کرنے والا ہے بھلا ان گوسائیوں سے کوئی پُوچھے۔ کہ برہم (خدا) کا ایک وصف بھی تم نہیں جانتے۔ تم چیلے چیلیوں کا برہم سمبندھ کیسے کرا سکو گے۔ اگر کہو۔ کہ ہم ہی برہم ہیں۔ ہمارے ساتھ سمبندھ (تعلق) ہونے سے تعلق ہو جاتا ہے۔ تو تم میں برہم کی صفات افعال خواص ایک بھی نہیں ہیں۔ پھر کیا تم محض دیش و

عشرت کے لئے بُرہم بن بیٹھے ہو۔ بھلا چیلے اور چیلیوں کو تو تم اپنے ساتھ سمرپت کر کے پاک کرتے ہو۔ لیکن تم اور تمہاری عورت، لڑکی اور بہو وغیرہ سمرپت ہوئے بغیر ناپاک رہ جاتی ہیں یا نہیں؟ اور تم غیر سمرپت شدہ چیز کو ناپاک مانتے ہو پھر ان سے پیدا شدہ تم لوگ ناپاک کیوں نہیں؟ اس لئے تم کو بھی مناسب ہے کہ تم اپنی عورت، لڑکی اور بہو کو دیگر مت والوں کے ساتھ سمرپت کرایا کرو۔ اگر کہو۔ کہ نہیں۔ تو تم بھی غیر عورت، مرد اور دولت وغیرہ اشیاء کا سمرپت کرنا کرانا چھوڑ دو۔ خیر اب تک جو ہوا سو ہوا لیکن اب تو اپنے بھوٹے مکر و فریب وغیرہ بُرائیوں کو چھوڑ دو۔ اور مقدس الیشور کت دید کے بتائے ہوئے سیدھے راستہ پر آ کر اپنے منش زنی جنم کو سپھل (بامراد) کرو دھرم، ارتھ، کام، موکش، ان چاروں پھلوں کو حاصل کر کے آنند بھوگو۔ اور دیکھئے یہ گوسائیں لوگ اپنے سمپردا (فرقہ) کو پشٹی مارگ کہتے ہیں یعنی کھانے پینے، تر و تازہ ہونے اور سب عورتوں سے حسب خواہش عیش و عشرت یا صحبت کرنے کا 'پشٹی مارگ' نام ہے۔ لیکن ان سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ جب سخت تکلیف بھگندر وغیرہ امراض میں مبتلا ہو کر ایسا کہنے والے پلک پلک کر مرجاتے ہیں۔ کہ جس کو وہی جانتے ہیں۔ تو پھر سچی بات یہ ہے کہ پشٹی (دوا ئی) مارگ نہیں بلکہ کشٹی (بیماری کا) مارگ ہے جس طرح جذامی کے جسم کی سب رطوبتیں گھل گھل کر خارج ہو جاتی ہیں۔ اور گریہ وزاری کرتا ہوا جان دیتا ہے۔ اسی طرح کی لیلا ان کی بھی دیکھنے میں آتی ہے۔ اس لئے نرک مارگ بھی اسی کو کہنا ٹھیک ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تکلیف کا نام نرک اور راحت کا نام سورگ ہے۔ اس طرح پر جھوٹ کا جال بچھا کر بیچارے سادہ لوح انسانوں کو دام میں پھنسایا ہے اور اپنے آپ کو شری کرشن مان کر سب کے سوامی (آقا) بن بیٹھے ہیں۔ یہ کہتے ہیں۔ کہ جتنی گوپیاں روحیں گولوک سے یہاں آئی ہیں۔ ان کے اٹھالنے کے لئے ہم لیلا پرشوتم پیدا ہوئے ہیں جب تک وہ ہمارا اُپدیش حاصل نہ کر لیں۔ تب تک گولوک میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ وہاں ایک شری کرشن مرد اور باقی سب عورتیں ہیں۔ واہ جی واہ! تمہارا عقیدہ خوب ہے۔ کیا گوسائیوں کے چلتے چیلے ہیں۔ وہ سب عورتیں بن جائیں گی۔ اب غور کیجئے۔ کہ جس مرد کی دو عورتیں ہوتی ہیں اس کو سخت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ اور جہاں ایک مرد ہو۔ اور کروڑوں عورتیں اس اکیلے کے پیچھے لگی ہوں اس کے مکھ کا کیا ٹھکانا ہے۔ اگر کہو۔ کہ شری کرشن میں بڑی بھاری طاقت ہے۔ کہ جس سے وہ سب کو خوش کر لیتے ہیں۔ تو جو اس کی عورت ہے جس کو رادھیکا (ملکہ) کہتے ہیں۔ اس میں بھی شری کرشن کی مانند طاقت ہو گی کیونکہ وہ ان کی ارد ھانگی (نیمتن) ہے۔ جیسے یہاں عورت مرد کی سہوت سادی یا مرد سے عورت کی زیادہ ہوتی ہے۔ تو گولوک میں کیوں نہیں ہو گی؟ اگر ایسا ہی حال ہے تو دیگر عورتوں کے ساتھ رادھیکا جی کا سخت فساد اور بکھیڑا مچا ہو گا۔ کیونکہ عورت کو ہوکن کا خیال بہت بُرا معلوم ہوتا ہے پھر تو گولوک سورگ کہاں رہا۔ نرک کی مانند ہو گیا ہو گا۔ بھلے بھائی لنا کا مرد بھگندر وغیرہ امراض میں مبتلا رہتے ہیں۔ ویسا ہی حال گولوک میں بھی ہو گا پھر بھی اچھا ایسے گولوک سے مرت لوک (یہ دنیا) ہی بیچارہ بھلا ہے۔ دیکھو یہاں گوسائیں جی اپنے کو مری

کرشن لوک ملتے۔ اور کئی عورتوں کے ساتھ لیلا کرنے سے جگندر وجہ یاں منی وغیرہ امراض میں مبتلا ہو کر سخت عذاب جھیلتے ہیں۔ اب کہئے۔ جن کا قائم مقام گوسائیں (عذاب میں) مبتلا ہوتا ہے۔ تو گو لوک کا سوامی سری کرشن ان امراض میں کیوں مبتلا نہ ہوتا ہوگا۔ اور نہیں ہوتا۔ تو ان کے قائم مقام گوسائیں (یہاں) دکھ کیوں اٹھاتے ہیں؟ پھر سوال۔ مرت لوک (دنیا۔ فانی) لیلا اوتار دھارن کرنے سے مرض ہو جاتے ہیں۔ گو لوک میں نہیں۔ کیونکہ وہاں مرض اور ان سے پیدا ہونے والے عیب ہی نہیں ہیں۔ جواب "بھوگ روگ بھیام" جہاں عیش وعشرت ہے۔ وہاں مرض ضرور ہوتے ہیں۔ اچھا ہری کرشن کی کروڑہا عورتوں سے بال بچے ہوتے ہیں یا نہیں؟ اگر ہوتے ہیں۔ تو لڑکے ہی لڑکے ہوتے ہیں یا لڑکیاں ہی لڑکیاں؟ یا لڑکے لڑکیاں ملے جلے؟ اگر کہو کہ لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی ہیں۔ تو ان کی بیاہ شادیاں کن کے ساتھ ہوں گی؟ کیونکہ وہاں بغیر شری کرشن کے دوسرا کوئی مرد نہیں ہے۔ اگر (کوئی) دوسرا ہے۔ تو تمہارا دعویٰ باطل ہوا۔ اگر کہو لڑکے ہی لڑکے ہوتے ہیں۔ تو بھی بہت نقص عاید ہوگا۔ یعنی ان کی بیاہ شادیاں کہاں اور کن کے ساتھ ہوتی ہیں۔ یا گھر کے گھر ہی میں گٹ پٹ کر لیتے ہیں۔ یا دیگر کسی کی لڑکیاں یا لڑکے ہیں۔ اس حالت میں بھی تمہارا دعویٰ کہ گو لوک میں ایک مرد شری کرشن ہی ہے۔ قائم نہیں رہے گا۔ اور کہو۔ کہ اولاد ہوتی ہی نہیں۔ تو شری کرشن میں نامردی اور عورتوں میں بانجھ پن کا نقص عاید ہوگا۔ بھلا یہ گو لوک کیا ہوا۔ گویا کہ دہلی کے بادشاہوں کی بیویوں کی فوج ہوگئی۔ اب جو گوسائیں لوگ چیلے اور چیلیوں کا تن من اور دھن اپنی بھینٹ کرا لیتے ہیں۔ وہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ تن (جسم) تو شادی کے وقت عورت اور خاوند کی بھینٹ ہو جاتا ہے۔ پھر من بھی دوسرے کی بھینٹ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ من ہی کے ساتھ تن کا بھینٹ کرنا بن سکتا ہے۔ اور اگر کریں تو زنا کار کہلائیں گے۔ اب رہا دھن۔ اس کی بھی یہی لیلا سمجھ لو۔ یعنی من کے بغیر کچھ بھینٹ بھی نہیں ہو سکتا۔ ان گوسائیوں کا مدعا یہ ہے کہ "کماؤ پوت چیلے اور عیش اڑاویں ہم"۔

جتنے دلبھ سمپردائی گوسائیں لوگ ہیں۔ وہ اب تک تیلنگ ذات میں شامل نہیں ہیں۔ اور جو کوئی ان کو بھول سے لڑکی بیاہ دیتا ہے۔ وہ بھی ذات سے خارج ہو کر برباد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ذات سے خارج کئے جا چکے ہیں۔ (یہ لوگ بے علمی کی حالت میں رات دن خواب غفلت میں پڑے رہتے ہیں۔ اور دیکھئے جب کوئی شخص گوسائیں کی دعوت کرتا ہے۔ تب گوسائیں اس کے گھر پہ جا کر چپ چاپ کاٹھ کی پتلی کی مانند بیٹھا رہتا ہے۔ کچھ بھی نہیں بولتا۔ بیچارہ بولے تو تب اگر جاہل نہ ہو۔

'मूर्खाणां वस्त्रं मौनम्' کیونکہ خاموشی جاہلوں کی طاقت ہے"۔ اگر بولے تو اس کا پول کھل جائے۔ لیکن عورتوں کی طرف خوب توجہ سے تکتا رہتا ہے۔ اور جس کی طرف گوسائیں جی دیکھیں۔ تو سمجھو۔ اس کی بڑی خوش قسمتی ہے۔ اور اس کا خاوند بھائی بہن ماں باپ بیٹے خوش ہوتے ہیں۔ وہاں سب عورتیں گوسائیں جی کے پاؤں چھوتی ہیں جس کو گوسائیں جی کا من چاہے یا جس عورت پہ ان کی عنایت ہو۔ اس کی انگلی پاؤں سے دبا دیتے ہیں۔ وہ عورت اور اس کا خاوند اپنی خوش

قسمتی سمجھتے ہیں۔ اور اس عورت کو خاوند وغیرہ سب کہتے ہیں کہ تو گوسائیں جی کی خدمت گزاری کے لئے جا۔ اور جہاں کہیں اس کے خاوند وغیرہ خوش نہیں ہوتے۔ وہاں وہ دتی، اور کنٹھیوں سے طلب برادری کرا لیتے ہیں۔ سچ پوچھو۔ تو ایسے کام کرنے والے ان کے مندروں میں اور ان کے نزدیک بہت سے رہا کرتے ہیں۔

اب ان کی دکشنا کی لیلا (لیئے) یعنی اس طرح مانگتے ہیں۔ لالہ جی بھینٹ گوسائیں جی، بہوجی کی، لال جی کی، بیٹی جی کی، مکھیا جی کی، باہر یا جی کی، گوپا جی کی، اور ٹھاکر جی کی، ان ساتوں دوکانوں کے ذریعے حسب دخواہ مال اڑاتے ہیں۔

جب کوئی گوسائیں جی کا پیر دبانے لگتا ہے۔ اس کی چھاتی پر گوسائیں جی پاؤں دھرتے ہیں اور جو کچھ ملتا ہے۔ اس کو گوسائیں جی ہڑپ کر جاتے ہیں۔ کیا یہ کام برہمن اور کہتا اور مردانگی کی مانند نہیں ہے۔

کئی چیلے بیاہ میں گوسائیں جی کو بلا کر ان ہی سے لڑکے لڑکی کا پانی گرہن (ہتھلیوا) کراتے ہیں۔ کئی چیلے کمیر سے اسنان کراتے ہیں۔ یعنی گوسائیں جی کے جسم پر عورتیں کیسر کا ابٹن مل کر ایک بڑے برتن پر تختی رکھ کر گوسائیں جی کو عورت مرد مل کر غسل کراتے ہیں۔ لیکن خاص کر عورتیں غسل کراتی ہیں پھر گوسائیں جی پیتامبر (ریشمی دھوتی) اور کھڑاؤں پہن کر باہر نکل آتے ہیں۔ اور دھوتی اسی میں پنک دیتے ہیں۔ پھر اس کے مرید اس پانی کا آچمن کرتے ہیں۔ خوب مصالحہ بھر کر پان بیڑا گوسائیں جی کو دیتے ہیں۔ وہ چبا کر کچھ کھل جاتے ہیں۔ اور باقی ماندہ ایک چاندی کے کٹورے میں جس کو لن کا چیلا منہ کے نزدیک کر دیتا ہے۔ بطور پیک کے اگل دیتے ہیں۔ اس پیک کی بھی پرساد بٹتی ہے جس کو مخاص "پرساد" کہتے ہیں۔

اب سوچئے کہ یہ لوگ کس قسم کے انسان ہیں۔ اگر جہالت اور غلاظت کوئی چیز ہے۔ تو اس سے بڑھ کر کیا ہوگی، بہت سے ایسے ہیں لیتے ہیں۔ ان میں سے کتنے ہی ویشنوؤں کے ہاتھ کا کھاتے ہیں دوسرے کے ہاتھ کا نہیں۔ کتنے ہی ویشنوؤں کے ہاتھ کا بھی نہیں کھاتے۔ لکڑیاں دو لیتے ہیں لیکن آٹا، گڑ، چینی وغیرہ نہیں۔ کیونکہ ان کے دھونے سے ان کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ بیچارے کیا کریں۔ اگر ان کو دھوئیں تو شے ہی ہاتھ سے کھو بیٹھیں۔

وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم ٹھاکر جی کے رنگ، راگ، بھوگ میں بہت سا مال صرف کر دیتے ہیں۔ لیکن وہ رنگ، راگ، بھوگ آپ ہی کرتے ہیں۔ اور سچ پوچھو۔ تو بڑے بڑے گناہ ہوتے ہیں۔ یعنی ہولی کے دنوں میں پچکاریاں بھر کر عورتوں کی اندام نہانی پر مارتے ہیں۔ اور رس دکھہ یہ (دودھ وغیرہ فروخت کرنا) جو برہمن کے لئے ممنوع فعل ہے۔ اس کو بھی کرتے ہیں۔

سوال۔ گوسائیں جی۔ روٹی، دال، کڑھی، بھات، ساگ، مٹھری اور لڈو وغیرہ کو کھلے طور پر دوکان میں بیٹھ کر تو نہیں بیچتے۔ بلکہ اپنے نوکروں، چاکروں کو تنخواہیں بانٹ دیتے ہیں۔ وہ لوگ بیچتے ہیں

گوسائیں جی خود نہیں بیچتے۔ جواب۔ اگر گوسائیں جی اُن کو ماہواری روپے دیں۔ تو وہ تیلیں کیوں لیں؟ گوسائیں جی اپنے نوکروں کے ہاتھ دال بھات وغیرہ تنخواہ کے عوض میں بیچ دیتے ہیں۔ وہ لے جاکر دکان یا بازار میں بیچتے ہیں۔ اگر گوسائیں جی خود باہر بیچتے۔ تو وہ نوکر جو برہمن وغیرہ ہیں۔ وہ تو ورن کریہ دوش سے بچ جاتے۔ اور اکیلے گوسائیں جی رس وکریہ رَدّی گناہ کے مرتکب ہوتے۔ اوّل اس گناہ میں آپ ڈوبے پھر اوروں کو بھی ڈبویا۔ اور کہیں کہیں (مثلاً) ناتھ دوارہ وغیرہ میں گوسائیں جی خود بھی بیچتے ہیں۔ رس وکریہ کرنا رذیلوں کا کام ہے۔ شریفوں کا نہیں۔ ایسے ایسے لوگوں نے بھی اس آریہ درشن کی تنزلی کی ہے۔

سوامی نارائن کا مت

سوال۔ سوامی نارائن کا مت کیسا ہے؟ جواب۔ جیسے گوسائیں جی کے دھن لوٹنے وغیرہ کی عجیب لیلا ہے۔ ویسی ہی سوامی نارائن کی بھی ہے۔ دیکھئے ایک شخص سہجانند نامی اجودھیا کے قریب دوارہ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوا تھا۔ وہ برہمچاری ہوکر گجرات رکاٹھیاواڑ، کچھ بھج وغیرہ ممالک میں پھرتا تھا۔ اس نے دیکھا۔ کہ اس ملک کے لوگ جاہل اور سیدھے سادے ہیں جس طرح سے ان کو اپنے مت میں جھکانا چاہیں۔ ایسے ہی یہ لوگ جھک سکتے ہیں۔ وہاں اس نے دو چار چیلے بنائے۔ انہوں نے آپس میں اتفاق کرکے ظاہر کیا کہ سہجانند نارائن کا اوتار اور بڑا صاحب قدرت ہے۔ اور بھگتوں کو پتر بھج (جسم) کی شکل بناکر ساکشات درشن بھی دیتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ کاٹھیاواڑ میں ایک کاٹھی بنام دادا کھاچر گڈھڑے کا زمیندار تھا۔ اس کو چیلوں نے کہا۔ کہ تم اگر پتر بھج نارائن کا درشن کرنا چاہو۔ تو ہم سہجانند سے التماس کریں۔ وہ سادہ لوح تھا۔ اس نے کہا۔ کہ بہت اچھا۔

ایک کوٹھڑی میں سہجانند سر پر مکٹ پہن شنکھ چکر اپنے ہاتھ میں اوپر کو اٹھائے ہوئے گیا۔ اور دوسرا آدمی اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ گدا بدم اپنے ہاتھ میں لے کر سہجانند کی بغل میں سے آگے کو ہاتھ نکال پتر بھج کی مانند بن ٹھن گئے۔ دادا کھاچر سے ان کے چیلوں نے کہا۔ کہ ایک بار آنکھ اٹھا کر دیکھنا پھر آنکھ بند کر لینا۔ اور فوراً ادھر کو چلے آنا جو زیادہ دیکھو گے۔ تو نارائن خفا ہو جائیں گے کیونکہ چیلوں کے من میں تو یہ تھا۔ کہ ہمارے فریب کا پتہ نہ لگ جائے۔ (چنانچہ) اس کو لے گئے۔

وہی سہجانند کلابتون اور چمکتے ہوئے ریشمی کپڑے پہنے ہوئے اندھیری کوٹھڑی میں کھڑا تھا۔ اس کے چیلوں نے یکبارگی کوٹھڑی کی طرف شمعدان سے روشنی کی۔ دادا کھاچر نے دیکھا۔ تو پتر بھج کی شکل نظر آئی۔ پھر جب چراغ کو آڑ میں کر دیا۔ وہ سب نیچے گرے۔ اور نمسکار کر دوسری طرف چلے آئے۔ اور اسی وقت بیچ میں باتیں کرنے لگ گئے۔ کہ تمہاری خوش نصیبی ہے۔ اب تم نارائن کے چیلے ہو جاؤ۔ اس نے کہا۔ بہت اچھی بات ہے۔ پھر جتنی دیر میں لوٹ کر دوسری جگہ پر پہنچے اتنی دیر میں دوسری پوشاک پہن کر سہجانند گدی پر بیٹھا ہوا ملا۔ تب چیلوں نے کہا۔ کہ دیکھو اب

دُوسری شکل بدل کر یہاں مَوجود ہیں۔ وُہ دادا کھاچہ اُن کے جال میں پھنس گیا۔ وہیں سے اُن کے مُت کی بُنیاد مضبوط ہو گئی۔ کیونکہ وُہ ایک بڑا زمیندار تھا۔

(سبھانند) نے وہاں ہی اپنی بُنیاد مضبوط کی پھر اِدھر اُدھر گھومتا رہا۔ سب کو اُپدیش کرتا تھا۔ کئی لوگوں کو سادھو بھی بناتا تھا۔ کبھی کبھی کسی سادھو کے گلے کی ناڑی مل کر بیہوش بھی کر دیتا تھا۔ اور سب سے کہتا تھا۔ کہ ہم نے ان کو سمادھی چڑھا دی ہے۔ ایسے ایسے فریبوں سے کاٹھیاواڑ کے سادہ لوح آدمی اس کے داؤ پیچ میں پھنس گئے جب وُہ مر گیا۔ تب اُس کے چیلوں نے بہت سا پاکھنڈ پھیلایا۔ ان کے حال پر یہ مثال صادق آتی ہے۔ جیسے کوئی شخص چوری کرتا گرفتار ہو گیا۔ حاکم نے اُس کا ناک کاٹ ڈالنے کی سزا دی۔ جب اس کی ناک کاٹی گئی۔ تب وُہ بدمعاش ناچنے، گانے اور ہنسنے لگا۔ لوگوں نے پُوچھا۔ تو کیوں ہنستا ہے؟ اُس نے کہا۔ کچھ کہنے کی بات نہیں ہے۔ لوگوں نے پُوچھا۔ ایسی کونسی بات ہے؟ اس نے کہا۔ بیٹے بھاری تعجب کی بات ہے۔ جو ہم نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی لوگوں نے کہا۔ کہو کیا بات ہے؟ اس نے کہا۔ میرے سامنے ساکشات چترجی نارائن کھڑے ہیں میں دیکھ کر بڑا خوش ہو کر ناچتا، گاتا، اپنے نصیب کو مبارک باد دیتا ہوں۔ کہ میں نارائن کا ظاہر اور روشن کر رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا۔ ہم کو درشن کیوں نہیں ہوتا؟ وُہ بولا۔ ناک کی آڑ ہو رہی ہے۔ جو ناک کٹوا ڈالو۔ تو نارائن نظر آئے۔ ورنہ نہیں۔ ان میں سے کسی جاہل نے چاہا۔ کہ ناک جائے تو جائے لیکن نارائن درشن ضرور کرنا چاہیئے۔ اس نے کہا۔ کہ میری بھی ناک کاٹ ڈالو۔ مگر نارائن کو ضرور دکھلاؤ اس نے اس کی ناک کاٹ کر کان میں کہا۔ کہ تو بھی ایسا ہی کہہ۔ نہیں تو میرا اور تیرا مخول اُڑے گا۔ اس نے بھی سمجھا۔ کہ اب ناک تو آتی نہیں۔ اس لئے ایسا ہی کہنا ٹھیک ہے۔ تب تو وُہ بھی اُس کی مانند ناچنے، کُودنے، گانے بجانے، ہنسنے اور کہنے لگا۔ کہ مجھ کو بھی نارائن نظر آتا ہے۔ ویسے ہوتے ہوتے ایک ہزار آدمی کا گروہ ہو گیا۔ اور بڑا شور و شر بپا ہُوا۔ اپنے سمپردائے (فرقہ) کا نام "نارائن درشی" رکھا۔ یہ حال کسی جاہل راجہ نے سُنا۔ اُن کو بُلایا۔ جب راجہ ان کے پاس گیا تب تو وُہ ناچنے، کُودنے، اور ہنسنے لگے۔ تب راجہ نے پُوچھا۔ کہ یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا۔ کہ ظاہر نارائن ہم کو نظر آتا ہے۔ راجا۔ ہم کو کیوں نظر نہیں آتا؟ نارائن درشی۔ جب تک ناک ہے۔ تب تک نظر نہیں آئے گا۔ اور جب ناک کٹوا لو گے۔ تب نارائن ظاہر نظر آئیں گے۔ اس راجہ نے سوچا۔ کہ یہ بات ٹھیک ہے (لالچ نے کہا) کہ جوتشی جی (نجومی جی) مہورت دیکھیئے۔ جوتشی جی نے جواب دیا۔ کہ جو حکم ہو۔ آنند داتا۔ (خداوند نعمت) دسمی (دسویں تاریخ) کے دن صبح کے آٹھ بجے ناک کٹوانے اور نارائن کے درشن کرنے کا بڑا اچھا مہورت ہے۔

واہ رے پوپ جی! اپنی پوتھی میں ناک کٹوانے کاٹنے کا بھی مہورت لکھ دیا۔ جب راجہ نے (ایسی خواہش کی) اور ان ہزاروں بیکنٹھ کا وہ زینہ مقرر کر دیا۔ تب تو وُہ بڑے ہی خوش ہو کر ناچنے، کُودنے اور گانے لگے۔ یہ بات راجہ کے دیوان وغیرہ کو جو کچھ عقلمند تھے۔ اچھی معلوم نہ ہوئی۔ راجہ کے ہاں

ایک چانڈال کا بوڑھا دیوان لگ بھگ سو برس کی عمر کا تھا۔ اس کو جا کر اس کے پڑپوتے نے جو کہ اس وقت دیوان تھا۔ یہ بات سنائی۔ تب اس عمر رسیدہ دیوان نے کہا۔ کہ وہ لوگ مکار ہیں۔ تو مجھ کو راجہ کے پاس لے چل وہ لے گیا۔ بیٹھتے وقت راجہ نے بہت خوش ہو کر ان ناک کٹوں کی باتیں سنائیں۔ دیوان نے کہا کہ سنیئے مہاراج! ایسی جلدی نہ کرنی چاہیئے۔ بغیر آزمائش کے پیچھے پچھتانا پڑتا ہے۔ راجا۔ کیا یہ ہزاروں آدمی جھوٹ بولتے ہیں؟ دیوان جھوٹ بولیں یا سچ، بغیر تحقیق کیے سچ جھوٹ کیسے کہہ سکتے ہیں راجا تحقیق کس طرح پر کرنی چاہیئے؟ دیوان۔ علم، قانونِ قدرت اور پرتیکش آدمی پر مانحصر ہے۔ راجا۔ جو شخص پڑھا ہوا نہ ہو وہ تحقیق کیسے کرے؟ دیوان۔ عالموں کی صحبت کے ذریعے معلومات بڑھانے سے راجا۔ اگر عالم نہ ملے تو کیا کرے؟ دیوان ہمت والے کے لیے کوئی بات بھی مشکل نہیں راجا۔ تو آپ ہی کہیئے۔ کیا کیا جائے؟ دیوان۔ میں بوڑھا ہوں۔ اور گھر میں بیٹھا رہتا ہوں اور اب تھوڑے ہی دن زندگانی کے ہوں گے۔ اس لیے اگر میں تحقیق کروں۔ بعد ازاں آپ جیسا مناسب سمجھیں۔ ویسا کیجئے۔ راجا۔ بہت خوب! جوتشی جی! دیوان جی کے لیے مہورت دیکھیئے۔ جوتشی جو حضور کا حکم۔ یہی شکل پنچمی۔ دس بجے کا وقت اچھا ہے۔

جب پنچمی ہوئی۔ تب آٹھ بجے بوڑھے دیوان جی نے راجا کے پاس آ کر کہا۔ کہ ہزار دو ہزار فوج لیکر چلنا چاہیئے۔ راجا وہاں فوج کا کیا کام ہے؟ دیوان آپ کو انتظام سلطنت سے واقفیت نہیں ہے۔ جیسا میں کہتا ہوں۔ ویسا کیجئے راجا۔ اچھا بھائی۔ فوج تیار کرو۔ راجا ساڑھے گیارہ سو ادمی کو ساتھ (ساتھ) لے کر گیا۔ ان کو دیکھ کر وہ ناچنے اور گانے لگے۔ بیٹھنے پر راجہ نے ان کے مہنت کو جس نے یہ پنتھ (فرقہ) چلایا تھا۔ اور جس کی اول ناک (کسی جرم کی سزا کے طور پر) کٹی تھی۔ بلا کر کہا کہ آج ہمارے دیوان جی کو نارائن کا درشن کراؤ۔ اس نے کہا۔ اچھا جب دس بجے کا وقت ہوا تب ایک آدمی نے ایک تھالی ناک کے نیچے پکڑ رکھی۔ اس نے تیز چاقو سے ناک کاٹ کر تھالی میں رکھ دی۔ اور دیوان جی کی ناک سے خون کی دھار بہنے لگی۔ دیوان جی کا چہرہ پیلا مردہ ہو گیا۔ پھر اس مکار نے دیوان جی کے کان میں منتر پھونکا۔ کہ آپ بھی ہنس کر سب سے کہیئے۔ کہ مجھ کو نارائن نظر آتا ہے۔ اب ناک کٹی ہوئی نہیں آئے گی۔ اگر ایسا نہ کہو گے۔ تو تمہارا بڑا مخول اڑے گا سب لوگ ہنسی کریں گے۔ وہ اتنا کہہ کر الگ ہو گیا۔ اور دیوان جی نے انگوچھا ہاتھ میں لے کر ناک چھپا رکھ لیا۔

جب دیوان جی سے راجہ نے پوچھا۔ کہ کہیئے نارائن نظر آتا ہے یا نہیں؟ تو دیوان جی نے راجہ کے کان میں کہا۔ کہ کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ فضول اس مکار نے ہزار دو آدمیوں کو خراب کیا۔ راجہ نے دیوان سے کہا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ دیوان نے کہا۔ ان کو پکڑ کر سخت سزا دینی چاہیئے جب تک زندہ رہیں تب تک قید خانہ میں رکھنا چاہیئے۔ اور اس بدکار (مکار) کو جس نے ان سب کو بگاڑا ہے۔ گدھے پر چڑھا کر بڑی ذلت سے مارنا چاہیئے۔ جب راجہ اور دیوان کان میں باتیں کرنے لگے۔ تب انہوں نے ڈر کر بھاگنے کی تیاری کی۔ لیکن چاروں طرف فوج نے گھیرا کیا ہوا تھا۔ بھاگ

نہ سکے۔ راجہ نے حکم دیا۔ کہ سب کو پکڑ کر بیڑیاں ڈال دو۔ اور اس بدکار کا منہ کالا کر کے گدھے پر چڑھا اس کے گلے میں ٹوٹے ہوئے جوتوں کا ہار پہنا سب جگہ پھرا کر لڑکوں سے دھول خاک اس پر پھینکواؤ۔ چوک در چوک جوتوں سے پٹواؤ۔ کتوں سے نچوا مروا ڈالا جائے۔ اگر ایسا نہ ہوا۔ تو وہ اور دوسرے بھی ایسا کام کرنے سے نہ ڈریں گے۔

جب ایسا ہوا۔ تب ناک کٹوں کا فرقہ بند ہوا۔ اسی طرح تمام وید کے مخالفین دوسروں کی دولت لوٹنے میں بڑے ہوشیار ہیں پیسہ والوں کی لیلا اسی قسم کی ہے۔

یہ سوامی نارائن مت والے دولت کے لیے بڑے مکر و فریب سے کام کرتے ہیں۔ کتنے ہی جاہلوں کے بہکانے کے لئے ان کے مرتے وقت کہتے ہیں۔ کہ سفید گھوڑے پر بیٹھ کر سہجانند سوامی دھام کو لیجانے کے لئے آئے ہیں۔ اور ہمیشہ اس مندر میں ایک بار آیا کرتے ہیں۔ جب میلہ ہوتا ہے۔ تب مندر کے اندر بجاری رہتے ہیں۔ اور نیچے دوکان لگا رکھی ہے۔ مندر میں سے دوکان کو جانے کے لئے سوراخ رکھتے ہیں۔ کسی نے ناریل چڑھایا۔ تو وہ دوکان میں پھینک دیا۔ اسی طرح ایک ناریل دن میں ہزار دفعہ بکتا ہے۔ ایسے ہی سب چیزوں کو بیچتے ہیں جس ذات کا سادھو ہو۔ اس سے ویسے ہی کام کراتے ہیں اگر حجام ہو۔ تو اس سے حجامت کا۔ کمہار سے کہاپن کا۔ کاریگر سے کاریگری کا بنئے سے بنئے کا۔ اور شودر سے خدمت وغیرہ کا کام لیتے ہیں۔ اپنے چیلوں پر ایک ٹیکس لگا رکھا ہے۔ لاکھوں کروڑوں روپے ٹھگ کر جمع کر لیے ہیں اور کرتے جاتے ہیں۔ جو مسند پر بیٹھتا ہے۔ وہ گرہستی (بننے کے لیے) دی کرتا اور زیور پہنتا ہے۔ جہاں کہیں پدھرا دنی (دعوت) ہوتی ہے۔ وہاں گوکلیے کی مانند گوسائیں جی، بھوجی وغیرہ کے نام سے بھینٹ پوجا لیتے ہیں۔ اپنے کو ست سنگی اور دوسرے مت والوں کو کوسنگی کہتے ہیں۔ اپنے سوائے دوسرا کیسا ہی اچھا دھرم پر چلنے والا عالم شخص کیوں نہ ہو۔ لیکن اس کی عزت اور خدمت کبھی نہیں کرتے۔ کیونکہ دیگر مت والوں کی خدمت کرنے میں گناہ سمجھتے ہیں لوگوں کے سامنے ان کے سادھو عورتوں کا منہ نہیں دیکھتے۔ لیکن در پردہ نہ معلوم کیا لیلا ہوتی ہو گی۔ یہ بات سب جگہ کم معلوم ہوتی ہے۔ کہیں کہیں سادھوؤں کی زنا کاری کی لیلا ظاہر ہو گئی ہے۔ اور ان میں جو بزرگ ہوتے ہیں۔ وہ جب مرتے ہیں۔ تب ان کو پوشیدہ کنوئیں میں پھینک کر مشہور کر دیتے ہیں۔ کہ فلاں مہاراج جسم سمیت بیکنٹھ (بہشت) میں گئے۔ سہجانند آ کر لے گئے۔ ہم نے بہت التماس کی تھی۔ کہ مہاراج ان کو نہ لے جائیے۔ کیونکہ اس مہاتما کے یہاں رہنے سے بہتری ہے سہجانند جی نے کہا۔ کہ نہیں۔ اب ان کی بیکنٹھ میں بڑی ضرورت ہے۔ اس لئے لے جاتے ہیں۔ ہم نے اپنی آنکھ سے سہجانند جی کو اور ویمان (خیالہ) کو دیکھا تھا جو مرنے والے تھے۔ ان کو ویمان میں بٹھلا دیا۔ اور پر کو لے گئے۔ پھولوں کی بارش کرتے گئے۔

جب کوئی سادھو بیمار پڑتا ہے۔ اور اس کے جینے کی امید نہیں رہتی۔ تب کہتا ہے کہ میں کل رات بیکنٹھ میں جاؤں گا۔ سنا ہے۔ کہ اس رات اگر اس کی جان نہ نکلے۔ اور بیہوش ہو جائے تو

بھی کنوئیں میں پھینک دیتے ہیں۔ کیونکہ جو اس رات نہ پھینکیں۔ تو جھوٹے ثابت ہوں۔ اس لئے ایسا کام کرتے ہوں گے۔

ایسے ہی جب گوکلیا گوسائیں مرتا ہے۔ تب ان کے چیلے کہتے ہیں۔ کہ گوسائیں جی لیلا وستار (کھیلا کہ گئے۔ جو ان گوسائیوں اور سوامی نارائن والوں کا اُپدیش کرنے کا منتر ہے وہ ایک ہی ہے۔ "شری کرشنہ شرنم مم" اس کا ترجمہ ایسا کرتے ہیں۔ کہ شری کرشن میری جائے پناہ ہے۔ یعنی میں شری کرشن کے سہارے ہوں لیکن اس کا ترجمہ "شری کرشن میری پناہ کو حاصل کرے"۔ یعنی میری شرنا گت ہو۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

جتنے بھی یہ مت ہیں۔ وہ بے معنی فضول شاستروں کے برخلاف کلام بنا لیتے ہیں کیونکہ ان کو بے علم ہونے سے علمی اصولوں کی واقفیت نہیں ہے۔

مادھو مت

سوال۔ مادھو مت تو اچھا ہے؟ جواب۔ جیسے دیگر مت والے ہیں۔ ویسے ہی مادھو بھی ہے۔ کیونکہ یہ بھی چکر انکت لگاتے ہیں۔ ان میں چکر انکتوں سے آپسی زیادتی ہے۔ کہ رامانجی ایک بار چکر انکت لگاتے ہیں۔ اور مادھو ہر سال بار بار چکر انکت لگاتے ہیں چکر انکت ماتھے پر پیلا خط اور مادھو کا لال خط کھینچتے ہیں۔ ایک مادھو پنڈت سے کسی ایک مہاتما کا شاستر ارتھ ہوا تھا۔ مہاتما۔ تم نے یہ کالا خط اور ہلال کی شکل کا تلک کیوں لگایا؟ شاستری۔ اس کے لگانے سے ہم بیکنٹھ کو جائیں گے۔ اور شری کرشن کا جسم بھی کالے رنگ کا تھا۔ اس لئے ہم کالا تلک لگاتے ہیں مہاتما۔ جو کالے خط اور ہلال نما تلک لگانے سے بیکنٹھ کو جاتے ہو۔ تو تمام منہ سیاہ کرنے سے کہاں جاؤ گے؟ کیا بیکنٹھ سے بھی پار اتر جاؤ گے؟ اور جیسا کرشن کا تمام بدن سیاہ تھا۔ ویسا تم بھی تمام جسم کالا کر لیا کرو۔ تب شری کرشن کی مانند ہو سکتے ہو؟"

ان کو بھی مذکورہ بالا لاتوں کی مانند ہی جاننا چاہیئے۔

لنگانکت مت

سوال۔ لنگانکت کا مت کیسا ہے؟ جواب۔ جیسے چکر انکت کا مت ہے ویسے چکر انکت چکر (گول نشان) سے داغے جاتے ہیں۔ اور نارائن کے سوائے کسی کو نہیں مانتے۔ ویسے لنگانکت لنگ کے نشان سے داغے جاتے ہیں۔ اور بغیر مہادیو کسی چیز کو نہیں مانتے۔ ان میں زیادتی یہ ہے۔ کہ یہ لنگانکت پتھر کا ایک لنگ سونے یا چاندی میں مڑھوا کر گلے میں ڈال رکھتے ہیں جب پانی بھی پیتے ہیں تب اس کو دکھا کر پیتے ہیں۔ ان کا سنسکار لوگوں کی مانند ہوتا ہے۔ سوال۔ برہم سماج اور پرارتھنا سماج تو اچھا ہے یا نہیں؟ جواب۔ کچھ کچھ باتیں اچھی ہیں۔ اور

برہم سماج اور پرارتھنا سماج

بہت سی بری ہیں۔ سوال۔ برہم سماج اور پرارتھنا سماج سب سے اچھا ہے کیونکہ اس کے اصول بہت اچھے ہیں۔ جواب۔ اصول کلیم اچھے نہیں۔ کیونکہ وید وِدیا سے بے بہرہ لوگوں کے خیالات بالکل سچے کیونکر ہو سکتے ہیں۔ جو کچھ برہم سماج اور پرارتھنا سماجیوں نے عیسائی مذاہب میں شامل ہونے سے تھوڑے سے لوگوں کو بچایا۔ اور کچھ کچھ پتھر وغیرہ کی پرستش یعنی بت پرستی کو ہٹایا۔ اور دیگر بناوٹی کتابوں

کے پھندے سے بھی کچھ لوگوں کو بچایا ہے۔ باتیں اچھی ہیں۔ لیکن ان لوگوں میں اپنے ملک کی ہمدردی بہت کم ہے۔ عیسائیوں کے چلن بہت سے اختیار کئے ہیں کھانے پینے اور شادی وغیرہ کے اصول بھی بدل دیئے ہیں۔

اپنے ملک کی تعریف یا بزرگوں کی بڑائی تو دور رہی۔ اس کے عوض میں پیٹ بھر برائی کرتے ہیں۔ لیکچروں میں عیسائی وغیرہ انگریزوں کی تعریف دل کھول کر کرتے ہیں۔

برہما وغیرہ مہرشیوں کے نام (تک) بھی نہیں لیتے۔ برخلاف اس کے ایسا کہتے ہیں۔ کہ بغیر انگریزوں کے دنیا میں کوئی بھی آج تک عالم نہیں ہوا۔ آدیہ ورتی لوگ ہمیشہ سے جاہل چلے آئے ہیں۔ ان کی ترقی کبھی نہیں ہوئی۔

وید وغیرہ کی عزت کرنا تو دور رہا۔ برائی کرنے سے بھی باز نہیں رہتے۔ برہم سماج کے مقاصد کی کتاب میں سادھوؤں کی فہرست میں عیسیٰ، موسیٰ، محمد، نانک اور چیتن (کے نام لکھے ہیں لیکن) کسی رشی مہرشی کا نام نہیں ہے۔

اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے جن کا نام لکھا ہے۔ انہی کے مت کے مطابق اعتقاد رکھنے والے ہیں۔ بھلا جب آدیہ ورت میں پیدا ہوئے۔ اسی ملک کا آب و دانہ کھایا پیا اور اب بھی کھاتے پیتے ہیں۔ (تو) اپنے باپ دادا کے راستے کو چھوڑ کر دیگر ممالک کے مذہبوں کی طرف زیادہ مائل ہو جانا (اور) برہم سماج اور پرارتھنا سماجیوں کا اس ملک میں رہ کر علم سنسکرت سے بے بہرہ ہو کر اپنے کو عالم ظاہر کرنا، انگریزی زبان پڑھ کر پنڈتائی کا گھمنڈ کرنا (اور) فوراً ایک مذہب چلانے کے لئے راغب ہو جانا یہ انسانوں کے لئے پائیدار اور ان کی ترقی کرنے والا کام کیونکر ہو سکتا ہے۔

انگریز، مسلمان، چنڈال وغیرہ کے ساتھ کھانے پینے کی تمیز نہیں رکھی۔ انہوں نے یہی سمجھا ہوگا کہ کھانے پینے اور ذات کی تمیز توڑنے سے ہم اور ہمارا ملک سدھر جائے گا۔ لیکن ایسی باتوں سے سدھار (اصلاح) تو کجا الٹا بگاڑ ہوتا ہے۔

سوال۔ ذات کا امتیاز ایشور کا کیا ہوا ہے۔ یا انسان کا؟ جواب۔ ایشور اور انسان دونوں کا کیا ہوا ہے۔ سوال۔ کونسا ایشور کا اور کونسا انسان کا؟ جواب۔ انسان، حیوان، پرند، درخت، آبی جاندار وغیرہ ذاتیں پرمیشور کی بنائی ہوئی ہیں جس طرح حیوانوں میں گائے، گھوڑا، ہاتھی وغیرہ ذاتیں۔ درختوں میں پیپل، بڑ، آم وغیرہ۔ پرندوں میں ہنس، کوا، بگلا، وغیرہ۔ آبی جانداروں میں مچھلی، کچھوا، وغیرہ ذاتیں جدا جدا ہیں۔ اسی طرح انسانوں میں براہمن، کشتری، ویش، شودر، چنڈال مختلف ذاتیں بھی ایشور کی طرف سے ہیں۔ لیکن انسانوں میں براہمن وغیرہ کو سامانیہ جاتی (جنس عام) (بلحاظ جسم) میں نہیں۔ بلکہ سامانیہ دشیش آتمک جاتی عام بلحاظ روحانیت شمار کرتے ہیں جس طرح کہ پہلے دس آشرم ویوستھا میں لکھ آئے ہیں۔

ویسے ہی وصف عمل فطرت کے مطابق دینا چاہیئے۔ اس انسانی فعل کے لحاظ سے ان کے وصف عمل فطرت کے مطابق سابقہ بیان کئے ہوئے طریق سے براہمن، کشتری، ویش، شودر وغیرہ ورنوں کی پڑتال کر کے درجے قائم کرنے راجہ اور عام لوگوں کا کام ہے۔

کھانے کا فرق بھی ایشور اور انسان کا کیا ہوا ہے۔ جیسے شیر گوشت خور ہے۔ اور اور ایسے گھاس وغیرہ خوراک کھاتے ہیں۔ اس کو ایشور کا کیا ہوا (طبعی) جانو۔ اور مکان زمان چیزوں کے لحاظ سے کھانے میں فرق انسان کی وجہ سے ہوتا ہے۔

سوال۔ دیکھو۔ یورپین لوگ بوٹ، کوٹ، پتلون پہنے ہوٹل میں سب کے ہاتھ کا کھاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اپنی ترقی کر رہے ہیں۔ جواب۔ یہ تمہاری غلطی ہے۔ کیونکہ مسلمان، چانڈال لوگ سب کے ہاتھ کا کھاتے ہیں پھر ان میں ترقی کیوں نہیں ہوتی؟

یورپین لوگوں میں چھوٹی عمر میں شادی نہ کرنا۔ لڑکے لڑکی کو تعلیم و تہذیب یافتہ بنانا اور سوئمبر بیاہ (کا طریق جاری) ہے۔ اُن پر تمہارے لوگوں کا اپدیش اثر نہیں کرتا۔ اس لئے وہ عالم ہو کر کسی کے پاکھنڈ میں نہیں پھنستے جو کچھ کرتے ہیں۔ وہ سب باہمی مشورہ اور انجمن سے فیصلہ کر کے کرتے ہیں۔ اپنی قوم کی ترقی کے لئے تن من دھن صرف کرتے ہیں۔ اور سستی کو چھوڑ کر ہمت کیا کرتے ہیں۔

دیکھو اپنے ملک کے بنے ہوئے جوتے کو دفتر اور کچہری میں جانے دیتے ہیں۔ یہاں کے دیسی جوتے کو نہیں۔ اتنے ہی سے سمجھ لو۔ کہ اپنے ملک کے بنے ہوئے جوتوں کی جتنی قدر اور تعظیم کرتے ہیں اتنی غیر ملک کے باشندوں کی نہیں کرتے۔ دیکھئے سو برس سے چند سال زیادہ ہوئے۔ کہ اس ملک میں یورپین لوگ آئے۔ اور آج تک وہ لوگ موٹے کپڑے وغیرہ پہنتے ہیں۔ جیسا کہ اپنے ملک میں پہنتے تھے۔ انہوں نے اپنے ملک کا چال چلن نہیں چھوڑا۔ اور تم میں سے بہت سے لوگوں نے اُن کی نقل کی اس وجہ سے تم بے عقل اور وہ عقلمند ثابت ہوتے ہیں۔ نقل کرنا کسی عقلمند کا کام نہیں۔ ان لوگوں میں جو شخص جس کام پر تعینات ہوتا ہے۔ (وہ) اس کو بخوبی پورا کرتا ہے۔ حکم کی تعمیل برابر کرتے ہیں۔ اپنے ملک والوں کو تجارت وغیرہ میں مدد دیتے ہیں۔ اس قسم کی خوبیوں اور عمدہ کاموں کی بدولت ان کی ترقی ہے۔ نہ کہ بوٹ، کوٹ، پتلون، ہوٹل میں کھانے پینے وغیرہ معمولی اور بُرے کاموں سے۔

ان میں ذات کا امتیاز بھی ہے۔ دیکھو جب کوئی یورپین خواہ کتنا ہی معزز اور بڑے عہدہ پر ممتاز کیوں نہ ہو۔ کسی غیر ملک غیر مذہب والوں کی لڑکی سے (بیاہ کر لیتا) یا یورپین کی لڑکی غیر ملک والوں سے شادی کر لیتی ہے۔ تب اسی وقت اس کی دعوت کرنا۔ اس کے ساتھ مل کر کھانا۔ اور شادی وغیرہ کرنے کو دیگر لوگ بند کر دیتے ہیں۔ یہ ذات کا امتیاز نہیں تو کیا ہے۔ اور تم سادہ لوح آدمیوں کو بہکاتے ہو۔ کہ ہم میں ذات کا امتیاز نہیں ہے۔ تم اپنی جہالت کے باعث مان بھی لیتے ہو۔ لہذا جو کچھ کرنا ہو وہ سوچ سمجھ کر کرنا چاہیئے۔ تاکہ پھر افسوس سے ہاتھ نہ ملنا پڑے۔

دیکھو حکیم اور دوائی کی ضرورت بیمار کے لئے ہوتی ہے۔ تندرست کے لئے نہیں۔ عالم شخص تندرست کی مانند ہے۔ اور جاہل (کو سمجھو کہ) مرض جہالت میں مبتلا رہتا ہے۔ اس مرض کے دور کرنے کے لئے سچا علم اور سچا اُپدیش درکار ہے۔ جاہلوں کو جہالت کے باعث یہ مرض ہے۔ کہ کھانے پینے ہی میں دھرم رہتا اور جاتا ہے جب بھی وہ کسی کو کھانے پینے میں خرابی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تب جانتے اور کہتے ہیں۔ کہ وہ دھرم سے گر گیا ہے۔ نہ اس کی بات سنتے اور نہ اس کے پاس بیٹھتے۔ اور نہ اس کو اپنے پاس بیٹھنے دیتے ہیں۔ اب کہیئے۔ کہ تمہارا علم خود غرضی کے لئے ہے یا دوسروں کی بھلائی کے لئے؟ دوسروں کی بھلائی تو تب ہی ہوتی جب کہ تمہارے علم کی بدولت ان بے علم لوگوں کو فیض پہنچتا اور اگر کہو۔ کہ (وہ) فیض حاصل نہیں کرتے ہم کیا کریں۔ تو یہ تمہارا نقص ہے۔ ان کا نہیں۔ کیونکہ تم اگر اپنا چال چلن اچھا رکھتے۔ تو وہ تم سے محبت کرتے اور فیضیاب ہوتے۔ لیکن تم نے ہزاروں کی بھلائی برباد کرکے اپنا ہی آرام ڈھونڈا۔ لہٰذا یہ تم سے بڑا قصور ہوا۔ کیونکہ دوسروں کی بھلائی کرنا دھرم اور دوسروں کو نقصان پہنچانا ادھرم کہلاتا ہے۔ اس لئے عالم شخص سے مناسب برتاؤ کرکے جاہلوں کو دُکھ کے سمندر سے عبور کرانے کے لئے کشتی رہمانہ کے بننا چاہیئے۔ بالکل جاہلوں کی مانند کام نہ کرنے چاہئیں۔ بلکہ جس میں ان کی اور اپنی دلی بدن بہبود اور ترقی ہو ویسے کام کرنے مناسب ہیں۔ سوال۔ ہم کوئی کتاب الہامی یا کسی کو ہر ایک پہلو میں سچی نہیں مانتے۔ کیونکہ انسانوں کی عقل غلطی سے پاک نہیں ہوتی۔ اس لئے ان کی تصنیف شدہ کتابیں سب غلطی والی ہوتی ہیں۔ لہٰذا ہم سب سے سچائی حاصل کرکے اور جھوٹ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ خواہ سچائی وید یا بائیبل یا قرآن میں یا دیگر کسی کتاب میں پائی جائے۔ وہ ہمارے قبول کرنے لائق ہے۔ جھوٹ کسی کا نہیں۔ جو اب جس بات سے تم سچائی قبول کرنے والے ہونا چاہتے ہو۔ اسی بات سے جھوٹ کے قبول کرنے والے بھی ٹھہرتے ہو کیونکہ جب تمام انسان غلطی سے پاک نہیں ہو سکتے۔ تو تم بھی انسان ہونے سے غلطی سے پاک نہیں ہو جب غلطی (کرنے) والے کے الفاظ مکمل طور پر قابل تسلیم نہیں ہو سکتے۔ تو تمہاری بات کا بھی اعتبار نہیں ہو سکتا۔ پھر تو تمہاری بات کا یا بالکل اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ جب یہ حالت ہے۔ تو تمہارا کہنا نہر آلودہ اناج کی مانند قابل ترک ہے۔ لہٰذا تمہاری تصنیف شدہ (کتابیں) "ویاکھیان پُستک" کسی شخص کو بھی نہیں ماننی چاہیئے۔

"چلے تو چبھے جی پھٹے جی بلنے کو۔ گانٹھ کے دو کھو کر دو لے جی بن گئے" جیسے کہ دیگر انسان ہمدان نہیں ہیں۔ (ویسے ہی تم بھی) کچھ ہمدان نہیں ہو۔ شاید تم غلطی سے جھوٹ کو قبول کر لیتے اور سچائی چھوڑ دیتے ہو گے۔ لہٰذا ہمدان پرمیشور کی کلام کا سہارا ہم محدود العقل انسانوں کو ضرور لینا چاہیئے جیسا کہ وید کے مضمون میں لکھ آئے ہیں۔ ویسا تم کو ضرور ماننا چاہیئے۔ ورنہ

"تیو بھر شٹ تتو بھر شٹ"

ابتر سے بدتر ہونا ہے۔ کل سچائیاں ویدوں سے حاصل ہوتی ہیں جن میں کہ جھوٹ ذرا بھی

نہیں ہے۔ تو ان کے تسلیم کرنے میں شک کرنا (گویا) اپنا اور دوسرے کا محض نقصان کرنا ہے۔ اسی وجہ سے تم کو آریہ ورتی لوگ اپنا نہیں سمجھتے۔ اور تم آریہ ورت کی ترقی کا باعث بھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ تم درد کے بھکاری بنے ہو۔ تم نے سمجھا ہے۔ کہ اس بات سے ہم لوگ اپنا اور دوسروں کا بھلا کر سکیں گے۔ سو نہیں کر سکو گے۔ جیسے کسی کے ماں باپ دونوں (مل کر) کئی دنیا کے لڑکوں کی پرورش کرنے لگیں۔ تو سب کی پرورش کرنا تو غیر ممکن ہے۔ البتہ ایسا کرنے سے وہ اپنے لڑکوں کو بھی مار بیٹھیں گے۔ ویسے ہی آپ لوگوں کی حالت ہے۔

بھلا وید وغیرہ سچے شاستروں کو مانے بغیر تم اپنے قول کی سچائی اور جھوٹ کی آزمائش اور آریہ ورت کی ترقی بھی کبھی کر سکتے ہو؟ ملک کو جو بیماری ہوئی ہے۔ اس کی دوائی تمہارے پاس نہیں ہے۔ یورپین لوگ تمہاری پرواہ نہیں کرتے۔ اور آریہ ورتی لوگ تم کو دیگر مذاہب والوں کی مانند سمجھتے ہیں اب بھی سمجھ کر وید وغیرہ کی قدر کرنے سے ملک کی ترقی کرنے لگو۔ تو بھی اچھا ہے۔ جب تم یہ کہتے ہو۔ کہ تمام سچائیاں پرمیشور سے ظاہر ہوتی ہیں۔ تو رشیوں کی آتماؤں میں ایشور کے ظاہر کئے گئے ستیارتھ (سچے معنی والے) ویدوں کو کیوں نہیں مانتے۔ ہاں یہی وجہ ہے۔ کہ تم لوگ وید نہیں پڑھتے۔ اور نہ پڑھنے کی خواہش کرتے ہو۔ کیونکہ تم کو وید وکت (وید میں فرمودہ) علم حاصل ہو سکے گا۔

دہم۔ دنیا کی علت مادی کے بغیر دنیا کی پیدائش اور درح کو بھی پیدا شدہ مانتے ہو جیسے عیسائی اور مسلمان وغیرہ مانتے ہیں۔ اس کا جواب دنیا کی پیدائش اور جیو ایشور کی تشریح کے مضمون میں دیکھ لیجئے۔ علت کے بغیر معلول کا ہونا بالکل ناممکن اور نہ پیدا شدہ چیز کا فنا ہونا دیا ہی ناممکن ہے ایک یہ بھی تمہارا نقص ہے۔ کہ جو پشچاتاپ (توبہ) اور پرارتھنا (دعا) سے گناہوں کا دفعیہ مانتے ہو۔ اسی بات سے دنیا میں بہت سے گناہ بڑھ گئے ہیں۔ کیونکہ پورانی لوگ تیرتھ وغیرہ کی زیارت سے چینی لوگ بودھ مندر جین اور تیرتھ وغیرہ سے عیسائی لوگ عیسیٰ کے بھروسے پر اور مسلمان لوگ توبہ کرنے سے گناہ سے چھوٹ جانا بغیر بھوگنے کے مانتے ہیں۔ اسی وجہ سے گناہوں سے نہ ڈر کر گناہ کرنے میں بہت رغبت ہو گئی ہے۔ اس بات میں برہم اور پرارتھنا سماجی بھی پورانی وغیرہ (لوگوں کی مانند ہیں۔ اگر (تم) وید دیکھتے۔ تو (معلوم ہوتا) کہ بغیر بھوگنے کے گناہ و ثواب کا دفعیہ نہیں ہو سکتا۔ (یہ جان کر) گناہوں سے ڈرتے اور دھرم میں ہمیشہ رغبت رہتے۔ اگر بھوگنے کے بغیر گناہوں کا دفعیہ مانیں۔ تو ایشور غیر منصف ٹھہرتا ہے۔ جو تم درح کی لاانتہا ترقی مانتے ہو سو کبھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ محدود درح کے وصف عمل فطرت کا ثمرہ بھی محدود ہونا ضروری ہے۔

سوال۔ پرمیشور رحیم ہے۔ محدود کرموں کا پھل لاانتہا دے گا۔ جواب۔ ایسا کرے۔ تو پرمیشور کا انصاف نہ رہے۔ اور نیک اعمال کی ترقی بھی کبھی نہ کرے۔ کیونکہ تھوڑے سے بھی نیک اعمال کا لاانتہا ثمرہ پرمیشور دے دیگا۔ اور پشچاتاپ یا پرارتھنا سے گناہ خواہ کسی قدر ہوں۔ چھوٹ جائیں۔ ایسی باتوں سے دھرم کا تنزل اور بد اعمالی کی ترقی ہوتی ہے۔ سوال۔ ہم فطرتی علم کو وید سے بھی بڑا

مانتے ہیں۔ خارجی کہ نہیں۔ کیونکہ جو فطرتی علم خدا کا عطا کردہ ہم میں نہ ہوتا۔ تو ویدوں کو بھی کیسے پڑھ پڑھا سمجھ سمجھا سکتے۔ اس لئے ہم لوگوں کا مذہب بہت اچھا ہے۔ جواب۔ یہ تمہاری بات فضول ہے کیونکہ جو کسی کا دیا ہوا علم ہوتا ہے۔ وہ فطرتی نہیں ہوتا۔ جو فطرتی ہے۔ وہ سہج (جبلی) گیان علم ہوتا ہے اور اس کو کوئی گھٹا بڑھا نہیں سکتا۔ اس کی ترقی کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جنگلی لوگوں میں بھی فطرتی علم موجود ہے۔ تو بھی وہ اپنی ترقی نہیں کر سکتے۔ اور جو خارجی ہے۔ وہی ترقی کا باعث ہے۔ دیکھو تم ہم لڑکپن میں افعال کرنی ناکرنی اور دھرم ادھرم کچھ بھی ٹھیک نہیں جانتے تھے جب ہم عالموں سے پڑھے تب ہی افعال کرنی ناکرنی اور دھرم ادھرم کو سمجھنے لگے۔ اس لئے فطرتی علم کو سب سے افضل ماننا ٹھیک نہیں ہے۔

جو آپ لوگوں نے پُنرو (پھیلا) اور پُنرجنم (دوبارہ جنم) نہیں مانا ہے۔ وہ عیسائی اور مسلمانوں کی نقل کی ہے۔ اس کا بھی جواب پُنرجنم کی تشریح کے مضمون سے سمجھ لینا۔ لیکن اتنا سمجھ۔ کہ جیو (روح) شاسوت (ازلی) یعنی قدیمی ہے۔ اور اس کے اعمال بھی پرواہ روپ دور تسلسل سے نت (ازلی) ہیں فعل اور فاعل کا ہمیشہ تعلق ہوتا ہے۔ کیا وہ جیو کہیں نکما بیٹھا رہا تھا یا بیٹھا رہے گا۔ اور تمہارے کہنے سے تو پرمیشور بھی نکما ٹھہرتا ہے۔

پُنرو اپر پھیلا اور آئندہ جنم نہ ماننے سے کمت ہانی اور "اگرتا بھیاگم"۔ نیز گھرنیہ اور دشمیہ دوش بھی الیشور میں آتے ہیں کیونکہ جنم نہ ہو۔ تو گناہ و ثواب کے ثمرہ کو بھوگنا جاتا رہے۔ کیونکہ جس طرح "دوسرے کو سکھ دکھ، نفع نقصان پہنچایا ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کا ثمرہ بغیر جنم کے حاصل کئے نہیں مل سکتا۔ دوسرا پُنرو جنم کے گناہ و ثواب کے بغیر رنج و راحت کا ملنا اس جنم میں کیونکر ہوئے۔ اگر پُنرو جنم کے گناہ اور ثواب کے مطابق (رنج و راحت) نہ ہو۔ تو پرمیشور غیر منصف ٹھہرے۔ اور نہ بھوگنے (کی حالت میں) نہ ہونے کے برابر اعمال کا ثمرہ ہو جائے گا۔ اس لئے یہ بھی بات آپ لوگوں کی اچھی نہیں۔

ایک یہ کہ الیشور کے علاوہ جدا علیٰ صفات والی اشیاء اور عالموں کو بھی دیو نہیں مانتا ہے۔ وہ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ پرمیشور مہادیو (بڑا) اور اگر دیو نہ ہوتے۔ تو سب دیوؤں کا سوامی (مالک) ہونے کے باعث پرمیشور مہادیو کیوں کہلائے۔

اگنی ہوتر وغیرہ رفاہ عام کے کاموں کو غرض نہ سمجھنا اچھا نہیں۔

رشی مہرشیوں کے احسانوں کو فراموش کر عیسیٰ کی طرف میلان رکھنا اچھا نہیں۔

ویدوں کے علوم کو علت مانے بغیر دیگر معلول علوم کی اشاعت کا ماننا بالکل ناممکن بات ہے۔

علم کا نشان جو یگیو پویت ہے۔ اس کو اور چوٹی کو کاٹ کر مسلمان عیسائیوں کی مانند بن بیٹھنا یہ بھی فضول ہے جب پتلون وغیرہ کپڑے پہنتے ہو۔ اور منحوں کی خواہش کرتے ہو۔ تو کیا یگیو پویت وغیرہ کا کچھ بڑا بوجھ ہو گیا تھا؟

برہما سے لے کر اس کے بعد آریہ ورت میں بہت سے عالم ہو گزرے۔ ان کی تعریف نہ کر کے یہ بین

ہی کی تعریف کے پُل باندھنا اس کے طرفداری اور خوشامد نہیں تو کیا کہیں؟

تم اور اس کے انکیہ کی طرح جیو اور بے جان کے ملاپ سے رُوح کی پیدائش کا ماننا پیدائش سے پہلے رُوح کی ہستی کا ماننا اور پیدا شدہ کو یہ ماننا کہ فنا نہیں ہوتی۔ یہ اجتماع ضدین ہیں۔ اگر پیدائش کے پہلے جاندار اور بے جان چیزیں نہ تھیں۔ تو رُوح کہاں سے آگئی۔ اور ملاپ کون کا ہوا۔ اگر ان دونوں کو ازلی مانتے ہو تو ٹھیک۔ لیکن پیدائش دُنیا سے پیشتر ایشور کے سوائے دیگر کسی شے کو نہ ماننا یہ آپ کا دھوبی فضول ہو جائے گا۔

اس لئے اگر ترقی کرنا چاہتے ہو۔ تو آریہ سماج کے ساتھ مل کر اُن کے مقاصد کے مطابق عمل کرنا منظور کیجئے۔ ورنہ کچھ ہاتھ نہ لگے گا۔ کیونکہ ہمارا اور آپ کا عین فرض ہے۔ کہ جس ملک کی چیزوں سے اپنا جسم بنا۔ اور اب بھی پرورش پا رہا ہو۔ اور آئندہ پائے گا۔ اس کی تمنی تن، من، دھن سے سب لوگ فکر و محبت سے کریں۔ اس لئے جیسا کہ آریہ سماج ملک آریہ دیت کی تمنی کا باعث ہے۔ ویسا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اگر اس سماج کو ٹھیک طور پر مدد دیں۔ تو بہت اچھی بات ہے کیونکہ سماج کی خوشحالی کا بڑھانا سب کا کام ہے۔ ایک کا کام نہیں۔

سوال۔ آپ سب کی تردید ہی کرتے آئے ہیں۔ لیکن اپنے اپنے دھرم میں سب اچھے ہیں۔ تردید کسی کی نہ کرنی چاہیئے۔ اگر کرتے ہو۔ تو آپ ان سے بڑھ کر کیا بتلاتے ہو؟ اگر بتلاتے ہو۔ تو کیا آپ سے زیادہ یا برابر کوئی شخص نہ تھا۔ اور نہ ہے۔ ایسا غرور کرنا آپ کو مناسب نہیں کیونکہ پرمیشور کی خلقت میں ایک سے ایک زیادہ، برابر اور کم بھی ہیں۔ کسی کو غرور کرنا مناسب نہیں۔

سچائی کا متلاشی اور عالمگیر سچے دھرم کی تحقیق

جواب۔ دھرم سب ایک ہوتا ہے۔ یا ایک سے زیادہ؟ اگر کہو۔ کئی ہوتے ہیں۔ تو ایک دوسرے کے مخالف ہوتے ہیں یا مطابق؟ اگر کہو۔ کہ مخالف ہوتے ہیں۔ تو ایک کے بعد دوسرا دھرم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کہو کہ مطابق ہیں۔ تو علیحدہ علیحدہ ہونا فضول ہے۔ اس لئے دھرم اور ادھرم ایک ہی ہوتا ہے کئی نہیں۔ اور یہی بات ہم خصوصیت سے کہتے ہیں۔ مثلاً سب فرقوں کے اپدیشکوں کو کوئی راجہ اکٹھا کرے۔ تو ایک ہزار سے کم نہیں ہوں گے لیکن ان میں بڑے فرقے دیکھو۔ تو پورانی، کرانی، جینی اور قرآنی چار ہیں۔ کیونکہ ان چاروں کے اندر سب فرقے آجاتے ہیں۔ کوئی راجہ ان کی سبھا کر کے جگت سُو (محقق) ہو کر پہلے وام مارگی سے پوچھے۔ کہ اے صاحب! میں نے آج تک کوئی گورو (اُستاد) نہیں بنایا اور نہ کسی دھرم کو قبول کیا ہے۔ کہیئے سب مذاہب میں افضل دھرم کس کا ہے جس کو میں اختیار کروں وام مارگی ہمارا ہے۔ محقق۔ یہ تو سوتنتر کیسے ہیں؟ وام مارگی سب جھوٹے اور دوغلے ہیں کیونکہ "کیولات پرتنتر استی" اس مقولہ کے حوالہ سے ہمارے دھرم سے بڑھ کر کوئی دھرم نہیں ہے محقق آپ کا کیا دھرم ہے؟ وام مارگی۔ بھگوتی کو ماننا شراب۔ گوشت وغیرہ پانچ مکاروں کا استعمال

اُدر" رودر یامل" وغیرہ چونسٹھ منتروں کا ماننا وغیرہ۔ اگر تو مکتی کی خواہش کرتا ہے تو ہمارا چیلا ہو جا محقق۔ اچھا۔ لیکن دیگر مہاتماؤں کا بھی درشن کر۔ اُن سے دریافت کر آؤں پھر جس پر میرا اعتقاد اور محبت ہوگی اس کا چیلا ہو جاؤں گا۔ وام مارگی۔ اے کیوں شک کرتا ہے۔ یہ لوگ تجھ کو بہکا کر اپنے جال میں پھنسا لیں گے کسی کے پاس مت جاؤ۔ ہمارے ہی زیر سایہ ہو جاؤ۔ دیکھ پچھتاؤ گے۔ دیکھ ہمارے مت میں عیش اور نجات دونوں ہیں۔ محقق۔ اچھا دیکھ تو آؤں۔

آگے چل کر شیو کے پاس جا کر پوچھا۔ تو ایسا ہی جواب اُس نے دیا۔ اس قدر زیادہ کہا۔ کہ بغیر شیو رُدر اکش بھسم رمانے اور لنگ پوجنے کے نجات کبھی نہیں ہوتی۔

وہ اس کو چھوڑ کر نوین ویدانتی جی کے پاس گیا محقق۔ کہو مہاراج آپ کا دھرم کیا ہے؟ ویدانتی ہم دھرم اَدھرم کچھ بھی نہیں مانتے۔ ہم ظاہر برہم (خدا) ہیں۔ ہم میں دھرم اَدھرم کہاں ہیں؟ یہ جہان سب بھوٹا ہے۔ اور جو گیانی (عالم) شُدھ چیتن ہونا چاہے۔ تو اپنے کو برہم مان۔ جیو بھاؤ کو چھوڑ دے مُکت ہو جائے گا محقق۔ اگر تم مُکت برہم ہو۔ تو برہم کے اوصاف عمل اور خواص تم میں کیوں نہیں اور جسم میں کیوں قید ہو؟ ویدانتی مجھ کو جسم نظر آتا ہے۔ اس لئے تو بھولا ہوا ہے۔ ہم کو مولائے برہم کے کچھ نظر نہیں آتا۔ محقق۔ تم دیکھنے والے کون اور کس کو دیکھتے ہو؟ ویدانتی دیکھنے والا برہم۔ اور برہم کو برہم دیکھتا ہے۔ محقق۔ کیا دو برہم ہیں؟ ویدانتی۔ نہیں اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ محقق۔ کیا کوئی اپنے کندھے پر آپ چڑھ سکتا ہے؟ تمہاری بات سوائے پاگل پن کے کچھ نہیں۔

اس نے آگے جینیوں کے پاس جا کر پوچھا۔ انہوں نے بھی ویسا ہی کہا۔ لیکن اتنا زیادہ کہا۔ کہ جین دھرم کے سوائے سب دھرم خراب ہیں۔ دُنیا کا بنانے والا ازلی الیشور کوئی نہیں۔ دُنیا ازل سے ایسی ہی بنی ہوئی ہے۔ اور بنی رہے گی۔ آؤ ہمارا چیلا ہو جا۔ کیونکہ ہم سب طرح سے اچھے ہیں۔ نیک باتوں کو مانتے ہیں۔ جین مارگ کے علاوہ سب جھوٹے ہیں۔

آگے چل کر عیسائی سے پوچھا۔ اُس نے وام مارگی کی مانند سب سوال و جواب کئے۔ اتنا بڑھ کر بتلایا۔ کہ سب انسان گنہگار رہیں۔ اپنی طاقت سے گناہ نہیں چھوٹتا۔ بغیر عیسےٰ پر ایمان لائے پاک ہو کر نجات کو نہیں پا سکتا۔ عیسیٰ نے سب کے کفارہ کے لئے اپنی جان کھو کر رحم ظاہر کیا ہے۔ تو ہمارا ہی چیلا ہو جا محقق یہ سُن کر مولوی صاحب کے پاس گیا۔ ان سے بھی ایسے ہی سوال و جواب ہوئے۔ اتنا زیادہ کہا۔ کہ لاشریک خدا۔ اس کے پیغمبر اور قرآن شریف کے بغیر والے کوئی نجات نہیں پا سکتا۔ جو اس مذہب کو نہیں مانتا۔ وہ دوزخی اور کافر ہے۔ واجب القتل ہے۔"

محقق یہ سُن کر دیشنو کے پاس گیا۔ ویسی ہی گفتگو ہوئی۔ اتنا زیادہ کہا۔ کہ ہمارے تلک چھاپ دیکھ کر یم راج ڈرتا ہے۔

محقق نے دل میں سمجھا۔ کہ جب پھر، مکھی، پولیس کے سپاہی، چور، ڈاکو اور دشمن نہیں ڈرتے تو یم راج کے تو کہہ کیوں ڈریں گے!

پھر آگے چلا۔ تو سب مت والوں نے اپنے ہی کو سچا کہا۔ کوئی دیکھنے لگا کہ ہمارا کبیر سچا۔ کوئی نانک کوئی داؤد۔ کوئی دلبھ۔ کوئی بھجانند۔ کسی کو مادھو وغیرہ کو بڑا اور اقا رہتکلے نے سناسیوں سے پوچھا۔ ان کے ایک دوسرے کے باہمی نفاق کو دیکھ کر اچھی طرح سے یقین کر لیا۔ کہ ان میں کوئی گورو بنانے کے لائق نہیں ہے۔ کیونکہ ہر ایک کو جھوٹا بنانے کے لئے تو سو تناوے گواہ ہو گئے۔ اور جس طرح جھوٹے دوکان دار بیوا اور بھڑوا وغیرہ اپنی اپنی چیز کی بڑائی اور دوسرے کی برائی کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کو جانو۔ پھر

तद्विज्ञानार्थं स गुरुमेवाभिगच्छेत् ।
समित्पाणिः श्रोत्रियं ब्रह्मनिष्ठम् ॥ १ ॥
तस्मै स विद्वानुपसन्नाय सम्यक्प्रशान्तचित्ताय शमान्विताय
येनाक्षरं पुरुषं वेद सत्यं प्रोवाच तां तत्त्वतो ब्रह्मविद्याम् ॥ २

"سچائی کو کامل طور پر جاننے کے لئے وہ ہاتھ جوڑ کر مست ہاتھ میں کچھ لئے ہوئے ہو کر وید کے جاننے والے ایشور پر یقین رکھنے اور اس کو جاننے والے گورو کے پاس جاوے۔ ان پاکھنڈیوں کے دام میں نہ پھنسے"۔

"جب ایسا محقق عالم کے پاس جاوے۔ (تو عالم) شانت چت غالب لحواس پاس آئے ہوئے محقق کو ٹھیک ٹھیک علم معرفت یعنی پرمیشور کے اوصاف اعمال اور خواص کا اپدیش کرے۔ اور جس جس ذریعے سے وہ سمجھے وہ الادھرم الدھ کام موکش اور پرمیشور کو جان سکے۔ ویسی ہدایت کیا کرے"۔ (منڈک ۱-۲-۱۲، ۱۳)

جب وہ ایسے شخص کے پاس جا کر بولا کہ مہاراج! اب ان فرقہ والوں کے بکھیڑوں سے میرے دل میں شک ہو گیا ہے کیونکہ اگر میں ان میں سے کسی ایک کا چیلا ہو جاؤں گا۔ تو دوسو تناوے کا مخالف ہونا پڑے گا جس کے دوسو تناوے دشمن اور ایک دوست ہے۔ اس کو سکھ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ مجھ کو اپدیش کیجئے جس کو میں قبول کروں۔ آپت وداون۔ یہ سب مذہب بے علمی سے پیدا ہوئے اور علم کے خلاف ہیں۔ جاہل کمینے اور وحشی لوگوں کو بہکا کر اپنے جال میں پھنسا کر اپنی مطلب براری کرتے ہیں۔ وہ بیچارے اپنے منش جنم کے پھل سے بے بہرہ ہو کر اپنی انسانی زندگی کو ضائع کرتے ہیں۔ دیکھو جس بات میں ہزار اتفاق ہائے کہ سکیں۔ وہ وید مت قابل تسلیم ہے۔ اور جس میں باہم اختلاف ہو۔ وہ فرضی جھوٹا ادھرم ناقابل تسلیم ہے۔ محقق۔ اس کی آزمائش کیسے ہو؟ آپت وداون۔ تو جا کر ان باتوں کو پوچھ سب کی رائے ایک ہو جائے گی۔

تب وہ ان ہزاروں کی منڈلی کے بیچ میں کھڑا ہو کر بولا۔ کہ سنو سب لوگو! راست گفتاری میں دھرم ہے یا دروغ گوئی۔ سب ایک زبان ہو کر بولے۔ کہ راست گفتاری میں دھرم ہے۔ اور دروغ گوئی میں ادھرم ہے۔ ویسے ہی علم پڑھنے، برہمچریہ رکھنے اور جوانی میں شادی نیک صحبت ہمت اور سچے کا سہارا وغیرہ (کے کرنے) میں دھرم اور جاہل رہنے، برہمچریہ نہ رکھنے، زنا کاری، بدصحبت جھوٹے کا سہارا مکر و فریب ایذا رسانی دوسرے کو نقصان پہنچانے وغیرہ کاموں کی بابت سب نے متفق الرائے ہو کر یہ کہا کہ علم وغیرہ کے حاصل کرنے میں دھرم اور جہالت وغیرہ کے حاصل کرنے میں ادھرم ہے۔ تب محقق نے سب سے کہا کہ

تم اسی طرح سب لوگ مت والے ہو کہ نیچے دھرم کی ترقی اور بھولے طریق کی تنزلی کیوں نہیں کہتے ہو؟

وہ سب بولے اگر ہم ایسا کہیں۔ تو ہم کو کون پوچھے۔ ہمارے چیلے ہمارے حکم میں نہ رہیں۔ روٹی جاتی رہے۔ پھر جو ہم عیش اڑا رہے ہیں۔ وہ سب ہاتھ سے چلا جائے۔ اس لئے ہم جانتے ہیں۔ تو بھی اپنے اپنے مذہب کا اپدیش اور اس کا ہٹ کرتے ہی جاتے ہیں۔ کیونکہ "دنیا ٹھگے مکر سے روٹی کھائے شکر سے" ایسی بات ہے دیکھو! دنیا میں سیدھے سچے انسان کو کوئی نہیں دیتا۔ اور نہ پوچھتا ہے۔ جو کچھ ڈھونگ بازی اور فریب کرتا ہے وہی مال پاتا ہے۔ محقق۔ جو تم ایسا پاکھنڈ چلا کر غیر آدمیوں کو ٹھگتے ہو تم کو راجہ سزا کیوں نہیں دیتا؟

مت والے۔ ہم نے راجہ کو بھی اپنا چیلا بنا لیا ہے۔ ہم نے پختہ انتظام کیا ہے۔ ٹوکے گا نہیں۔

محقق۔ جب تم فریب سے غیر مذہب والے لوگوں کو ٹھگ کر ان کا نقصان کرتے ہو۔ تو پرمیشور کے سامنے کیا جواب دو گے؟ اور گھور نرک میں پڑو گے۔ تھوڑی زندگی کے لئے اتنا بھاری گناہ کرنا کیوں نہیں چھوڑتے۔

مت والے۔ جب جیسا ہوگا۔ تب دیکھا جائے گا۔ نرک اور پرمیشور کی طرف سے سزا جب ہوگی۔ تب ہوگی۔ اب تو عیش کرتے ہیں۔ ہم کو خوشی سے دولت، مال وغیرہ دیتے ہیں۔ کچھ جبراً نہیں لیتے۔ پھر راجہ کیوں سزا دے۔

محقق۔ جیسے کوئی چھوٹے بچے کو بہکا کر دولت وغیرہ اشیا چھین لیتا ہے جیسے اس کو سزا ملتی ہے ویسے تم کو کیوں نہیں ملتی؟ کیونکہ:۔

अज्ञो भवति वै बालः पिता भवति मन्त्रदः ॥

"جو علم سے بے بہرہ ہے۔ وہی بچہ ہے۔ جو علم کا دینے والا ہے۔ وہ بزرگ کہلاتا ہے"

جو عقلمند عالم ہے۔ وہ تو تمہاری باتوں میں نہیں پھنستا۔ البتہ جاہل لوگ جو بچے کی مانند ہیں۔ ان کو ٹھگنے میں تم کو راجہ کی طرف سے فرد سزا ہونی چاہیئے۔

مت والے۔ جب راجہ بھی اپنے مت والے ہیں۔ تو ہم کو سزا کون دینے والا ہے؟ جب ایسا انتظام ہوگا۔ تب ان باتوں کو چھوڑ کر دوسرا انتظام کریں گے۔

محقق۔ جو تم بیٹھے بیٹھے فضول مال مارتے ہو۔ جو علم پڑھ کر گرہستیوں کے لڑکے لڑکیوں کو پڑھاؤ تو تمہارا اور گرہستیوں کا بھلا ہو جائے۔

مت والے۔ جب ہم بچپن سے لے کر موت تک کے سکھوں کو چھوڑیں۔ بچپن سے جوانی تک علم پڑھنے میں رہیں۔ پھر پڑھانے میں اور اپدیش کرنے میں عمر بھر محنت کریں ہم کو کیا مطلب ہے۔ ہم کو ایسے ہی لاکھوں روپے مل جاتے ہیں۔ چین کرتے ہیں۔ اس کو کیوں چھوڑیں۔

محقق۔ اس کا نتیجہ تو برا ہے۔ دیکھو۔ تم کو بڑی بڑی بیماریاں ہوتی ہیں۔ جلد مر جاتے ہو عقلمندوں کے نزدیک برے ٹھہرتے ہو۔ پھر بھی کیوں نہیں سمجھتے؟

"اے بھائی!"

टका धर्मष्टका कर्म टका हि परमं पदम् ।
यस्य गृहे टका नास्ति हा ! टका टकटकायते ॥ १ ॥
आना अंशकलाः प्रोक्ता रूप्योऽसौ भगवान् स्वयम् ।
अतस्तं सर्व इच्छन्ति रूप्यं हि गुणवत्तमम् ॥ २ ॥

تو لڑکا ہے دنیا کی باتیں نہیں جانتا۔ دیکھ ٹکے کے بغیر دھرم، ٹکے کے بغیر کرم ٹکے کے بغیر اعلیٰ رتبہ حاصل نہیں ہوتا۔ جس کے گھر میں ٹکہ نہیں ہے وہ ہائے ٹکہ کرتا کرتا ایسی اشیاء کو ٹک ٹک دیکھتا

رہتا ہے۔ کہ ہائے میرے پاس نہ کچھ ہوتا۔ تو اس عمدہ شے کا میں لطف اُٹھاتا۔ کیونکہ سب کوئی سودا کالا والے نہ نظر آنے والے بھگوان (خدا) کی بابت سُنا کرتے ہیں۔ لیکن وہ تو نظر نہیں آتا۔ البتہ سودا آنے اور پیسے کو ڈی جنسوں کی شکل والا یعنی کالا والا جو روپیہ ہے۔ وہی ظاہر بھگوان ہے۔ اسی لئے سب کوئی روپوں کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔ کیونکہ سب کام روپوں سے پورے ہوتے ہیں محقق۔ ٹھیک ہے تمہاری اندر کی لیلا باہر آ گئی ہے۔ تم نے جتنا یہ پاکھنڈ کھڑا کیا ہے۔ وہ سب اپنے سکھ کے لئے کیا ہے۔ لیکن اس میں دنیا کی بربادی ہوتی ہے۔ کیونکہ جیسا ست اُپدیش سے دنیا کو فیض پہنچتا ہے۔ ویسا ہی جھوٹے اُپدیش سے نقصان ہوتا ہے۔ جب تم کو روپیہ ہی سے مطلب ہے۔ تو نوکری اور تجارت وغیرہ کام کر کے دولت کو اکٹھا کیوں نہیں کر لیتے ہو؟ مت والے۔ اس میں محنت زیادہ اور نقصان بھی ہو جاتا ہے لیکن اس ہماری لیلا میں نقصان کبھی نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ فائدہ ہی فائدہ ہوتا ہے۔ دیکھو تلسی کے پتے ڈال کر جو نامرد نے کنٹھی باندھ دیتے ہیں۔ چیلا مونڈنے سے وہ چیلا عمر بھر کے لئے مثل حیوان کے ہو جاتا ہے پھر جس طرح چلا دیں۔ چل سکتا ہے محقق۔ یہ لوگ تم کو بہت سا مال کس لئے دیتے ہیں؟ مت والے۔ دھرم، سدگ اور مکتی کے لئے محقق۔ جب تم ہی مکت نہیں۔ اور مکتی کی ماہیت سے اور اس کے حاصل کرنے کے ذرائع نہیں جانتے ہو۔ تو تمہاری خدمت کرنے والوں کو کیا ملے گا مت والے۔ کیا اس جہان میں ملتا ہے؟ نہیں۔ بلکہ مرنے کے پیچھے آخرت میں ملتا ہے۔ چنانچہ یہ لوگ ہم کو دیتے اور خدمت کرتے ہیں۔ وہ سب ان لوگوں کو آخرت میں مل جاتا ہے۔ محقق۔ ان کو تو دیا ہوا مل جاتا ہے یا نہیں۔ مگر تم لینے والوں کو کیا ملے گا جہنم یا کچھ اور؟ مت والے ہم بھجن کیا کرتے ہیں۔ اس کا سکھ ہم کو ملے گا۔ محقق۔ تمہارا بھجن تو تمہی کے لئے ہے۔ وہ سب تمہارے یہاں ہی پڑے رہیں گے۔ اور جس گوشت والے جسم کو یہاں پالتے ہو۔ وہ بھی خاکستر ہو کر یہاں ہی رہ جائے گا جو تم ہمیشہ لکا بھجن کرتے ہو تے۔ تو تمہاری روح بھی پاک ہوتی مت والے۔ ہم ناپاک ہیں؟ محقق اندر سے بڑے ناپاک ہو۔ مت والے۔ تم نے کیسے جانا؟ محقق۔ تمہارے چال چلن (اور کاروبار سے مت والے۔ جہانتاؤں کا بر تاؤ ہاتھی کے دانت کی مانند ہوتا ہے جیسے ہاتھی کے دانت کھانے کے اور۔ دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔ ویسے اندر سے ہم پاک ہیں اور باہر سے صرف لیلا کرتے ہیں محقق جو تم اندر سے پاک ہوتے۔ تو تمہارے باہر کے کام بھی پاک ہوتے۔ اس لئے اندر سے بھی ناپاک ہو مت والے۔ ہم خواہ کیسے ہیں۔ لیکن ہمارے چیلے تو اچھے ہیں محقق۔ جیسے تم گرو ہو ویسے تمہارے چیلے بھی ہوں گے۔ مت والے۔ ایک مت کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انسانوں کے اوصاف اعمال اور خواص مختلف ہیں محقق۔ جو بچپن میں ایک سی تعلیم دی جائے۔ راست گفتاری وغیرہ دھرم کو اختیار کریں اور دروغ گوئی وغیرہ ادھرم کا ترک کریں۔ تو ایک مت فرد ہو جاوے۔ اور دو مت یعنی دھرم، ستیا اور ادھرم آستیا ہمیشہ رہتے ہیں۔ وہ تو رہیں۔ لیکن دھرماتما زیادہ ہونے اور ادھرمی کم ہونے سے دنیا میں راحت بڑھتی ہے۔ اور جب ادھرمی زیادہ ہوتے ہیں۔ تب دکھ بڑھتا ہے۔ جب سب عالم یکساں اُپدیش کریں۔ تو ایک مت ہونے میں کچھ بھی دیری نہ ہو۔ مت والے آج کل کلی یگ ہے ست یگ

کی بات مت چاہو تحقیق۔ کلی یگ نام کال (زمانہ) کا ہے۔ زمانہ حرکت کے ناقابل ہونے کی وجہ سے کچھ دھرم ادھرم کرنے میں مددگار یا مخالف نہیں۔ بلکہ تم ہی کلی یگ کی تصویر بن رہے ہو۔ اگر انسان ہی نہ ہوتا تو کلی یگ نہ ہو۔ تو کوئی بھی دنیا میں دھرماتما نہ ہوتا۔ یہ تمام محبت کے بھلے بُرے پھل ہیں۔ قطرت کے نہیں اتنا کہہ کر آپت (راست باز) کے پاس گیا۔ اس سے کہا۔ کہ مہاراج تم مجھے نہ بچاتے۔ تو میں بھی کسی کے جال میں پھنس کر تباہ و برباد ہو جاتا۔ اب میں بھی ان پاکھنڈیوں کی تردید اور وید کے بتائے ہوئے ست مت کی تائید کیا کروں گا۔ راست باز۔ یہی تمام انسانوں کا (عام) اور عالم و سنیاسیوں کا خاص کام ہے۔ کہ سب انسانوں کو سچائی کی تائید اور جھوٹ کی تردید پر جھانسا کہ سچے اپدیش سے فیض پہنچائیں۔

نقلی برہمچاری اور سنیاسی

سوال۔ جو برہمچاری اور سنیاسی ہیں۔ وہ تو ٹھیک ہیں ہی جواب۔ یہ آشرم تو ٹھیک ہے لیکن آج کل ان میں بھی گڑبڑ ہے۔ کتنے برہمچاری نام رکھتے ہیں اور جھوٹ موٹ جٹا بڑھا کر کما (کاما) کا دعویٰ کرتے۔ اور جب پرتیجرن (عمل) وغیرہ میں پھنسے رہتے ہیں علم پڑھنے کا نام تک نہیں لیتے۔ کہ بس۔ جو برہمچاری نام ہوتا ہے۔ برہم یعنی وید پڑھنے میں کچھ بھی محنت نہیں کرتے۔ وہ برہمچاری بکھی کی گردن کے پستان کی مانند فضول (غیر مفید) ہیں۔

ویسے ہی سنیاسی (بھی) بے علم ہو کر (ڈنڈا عصا) کمنڈل (کاسہ) لے کر محض بھیک مانگتے پھرتے اور کچھ بھی وید کے طریق کی ترقی نہیں کرتے (اور) چھوٹی عمر سے سنیاس لے کر گھومتے اور تحصیل علم کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ برہمچاری اور سنیاسی جو ادھر ادھر لڑی ختکی کی (سیر پتھر وغیرہ بتوں کی زیارت اور عبادت کرتے پھرتے علم حاصل کر کے بھی خاموش ہو بیٹھتے۔ تنہا جگہ میں حسب دلخواہ کھا پی کر سوتے۔ اور جہلہ و کلیہ میں پھنس کر برائی۔ بدفعلی کر کے گزران کرتے جھگوے کپڑے اور ڈنڈ (عصا) کے محض پکڑ لینے سے ہی اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتے۔ اور ایسے اعلیٰ جان کر نیک عمل نہیں کرتے ہیں۔ وہ سنیاسی بھی دنیا میں فضول رہتے ہیں۔ اور جو کل دنیا کی بھلائی کرتے ہیں۔ وہ اچھے ہیں۔

آوارہ گرد گوسائیں

سوال۔ گری۔ پوری۔ بھارتی وغیرہ گوسائیں لوگ تو اچھے ہیں کیونکہ وہ منڈلی بنا کر ادھر ادھر گھومتے رہتے ہیں سینکڑوں سادھوؤں کو عیش کراتے ہیں۔ اور سب جگہ ادویت مت (برہم ادست) کا اپدیش کرتے ہیں۔ اور کچھ پڑھتے پڑھاتے بھی ہیں اس لئے وہ اچھے ہوں گے؟ جواب۔ یہ تمام دس نام بیچ سے فرضی بنائے گئے ہیں۔ قدیمی نہیں۔ ان کی منڈلیاں محض کھانے کے لئے ہیں۔ بہت سے سادھو کھانے ہی کے لئے منڈلیوں میں رہتے ہیں۔ نہ بھی ہیں کیونکہ ایک کو مہنت بناتے ہیں۔ شام کے وقت وہ مہنت جو اُن میں بڑا ہوتا ہے مسند پر بیٹھ جاتا ہے اور سب برہمن اور سادھو کھڑے ہو کر ہاتھ میں پھول لے کر

नारायणं पद्मभवं वसिष्ठं शक्तिं च तत्पुत्रपराशरं च ।
व्यासं शुकं गौडपादं महान्तम ॥

اس قسم کے شلوک پڑھ کر ہر ہر مہادیو۔ ان کے اوپر پھولوں کی بارش کرتے پڑ کار نمسکار کرتے ہیں جو کوئی ایسا نہ کرے۔ اس کا وہاں رہنا بھی مشکل ہے۔ یہ دھوکہ دنیا کو دکھلانے کے لئے کرتے ہیں۔ تاکہ دنیا میں عزت ہو۔ اور مال ملے۔

مٹھدھاریوں کی لیلا

کتنے ہی مٹھ دھاری گرہستی ہو کر بھی سنیاس کا گھمنڈ کرتے ہیں کام کچھ نہیں (کرتے) سنیاسی کے وہی کام ہیں۔ جو پانچویں باب میں لکھ آئے ہیں۔ ان کو نہ کر کے وقت رائیگاں کھوتے ہیں۔ جو کوئی اچھا اُپدیش کرے۔ اس کے مخالف ہو جاتے ہیں۔ اکثر یہ لوگ بھسم' رُدراکش پہلے' اور کئی شیو (فرقہ میں) ہونے کا گھمنڈ کرتے ہیں جب کبھی شاستراتھ (مباحثہ) کرتے ہیں۔ تو اپنے مت یعنی شنکر آچاریہ کے کہے ہوئے کی تائید اور پکشپات وغیرہ کی تردید میں راغب ہو جاتے ہیں۔ مگر وید کے طریق کی تمتی اور جلنے پاکھنڈ کے طریق ہیں۔ ان کی تردید میں راغب نہیں ہوتے۔

یہ سنیاسی لوگ ایسا سمجھتے ہیں۔ کہ ہم کو تائید و تردید سے کیا مطلب؟ ہم تو مہاتما ہیں ایسے لوگ بھی دنیا میں بیوقوف ثابت ہو رہے ہیں جب ان کی یہ حالت ہے۔ تب ہی تو وید مارگ کے مخالف دام مارگ وغیرہ کے فرقے والے عیسائی' مسلمان' جینی' وغیرہ بڑھ گئے ہیں (اور) اب بھی بڑھتے جاتے ہیں۔ ان کی بربادی ہو رہی ہے۔ تو بھی ان کی آنکھ نہیں کھلتی کھلے کہاں سے! کاش! کہ ان کے دل میں پرماتما عام کا خیال اور فرض کے ادا کرنے کا شوق ہو۔

ان سنیاسیوں کی کمزوریاں

البتہ یہ لوگ اپنی عزت کھانے پینے کے سوائے اور کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ اور دنیا کی مدت سے بہت دیتے ہیں (لوک ایشنا) دنیاوی عزت (وتیشنا) دولت بڑھانے میں مصروف ہو کر جیش آڈمبر (تریشنا) اولاد کی مانند شاگرد سے محبت رکھنا۔ ان تین ایشناؤں (دنیوی خواہشوں) کا ترک کرنا مناسب ہے جب دنیوی خواہش ہی نہیں چھوٹی۔ تو پھر سنیاس کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور رُدرادھیائے سے پاک ہو کر وید مارگ کے اپدیش سے دنیا کی بھلائی کرنے میں دن رات مشغول رہنا سنیاسیوں کا فرض اولین ہے جب اپنے فرائض کو ادا نہیں کرتے۔ تو پھر سنیاسی وغیرہ نام رکھنا فضول ہے۔ جیسے گرہستی کاروبار اور اپنی بہتری کے لئے محنت کرتے ہیں۔ اگر سنیاسی لوگ اُن سے بھی زیادہ غیر کی بھلائی کرنے کے لئے محنت کرنے میں مستعد رہیں۔ تب ہی سب آشرم ترقی کر سکیں گے۔

عیسائی مسلمان وغیرہ کو ویدک دھرمی بنانا

دیکھو تمہارے سامنے پاکھنڈ مت بڑھتے جاتے ہیں عیسائی' مسلمان تک ہوتے جاتے ہیں۔ ذرا بھی تم سے اپنے گھر کی حفاظت اور دوسروں کو (اپنے میں) ملا لینا نہیں ہو سکتا۔ تو تب جب تم کرنا چاہو جب تک موجودہ زمانے اور آنے والے زمانے میں تمہارے اندر ترقی کرنے کی عادت پیدا نہیں ہوتی۔ تب تک آریہ ورت اور دیگر ملکوں کے باشندوں کی ترقی نہیں ہوتی جب

ترقی کے باعث وید وغیرہ سچے شاستروں کا پڑھنا پڑھانا، پریکچہ وغیرہ آٹھوں کا ٹھیک ٹھیک کرنا اور سچے اُپدیش ہوں۔ تب ہی مُکتی ہوتی ہے۔

لڑکے دینے والے سادھو

خبردار رہو! بہت سی پاکھنڈ کی باتیں تم کو سچ مچ دکھائی دیتی ہیں۔ مثلاً کوئی سادھو خود دوکان دار لڑکے وغیرہ دینے کی سیدھیاں بتلاتا ہے۔ اس کے پاس بہت سی عورتیں جاتی ہیں۔ اور ہاتھ جوڑ کے لڑکا مانگتی ہیں۔ بابا جی سب کو لڑکا ہونے کی دعائے خیر کہہ دیتا ہے۔ ان میں سے جس جس کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ سمجھتی ہیں۔ کہ بابا جی کی کلام کی برکت سے ہوا۔ جب اس سے کوئی پوچھے۔ کہ سُنو ری۔ کُتی۔ گدھی اور مُرغی وغیرہ کے بچے کس بابا جی کے کلام کی برکت سے ہوتے ہیں۔ تب وہ کچھ بھی جواب نہیں دے سکے گا۔ اگر کوئی کہے۔ کہ میں لڑکے کو زندہ رکھتا ہوں۔ تو وہ آپ ہی کیوں مرجاتا ہے۔

دھن ساری کے ٹھگ

کتنے ہی دغاباز ایسا فریب کھیلتے ہیں۔ کہ بڑے بڑے عقلمند بھی دھوکا کھا جاتے ہیں۔ مثلاً دھن ساری کے ٹھگ یہ لوگ پانچ سات مل کر دُور دراز ملکوں میں جاتے ہیں۔ جو جسم کا موٹا تازہ ہوتا ہے۔ اس کو پہلا کامل بنا لیتے ہیں جس شہر میں یا گاؤں میں دولت مند لوگ ہوتے ہیں۔ اُس کے نزدیک جنگل میں اس سیدھے کو بٹھا دیتے ہیں۔ اس کے ساتھی مرید شہر میں جا کر اجنبی بن کر کسی سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ تم نے ایسے مہاتما کو یہاں کہیں دیکھا ہے یا نہیں۔ وہ ایسا سُن کر پوچھتے ہیں۔ کہ وہ مہاتما کون اور کیسا ہے؟ مرید کہتا ہے۔ کہ بڑا سیدھا ہے۔ کہ دل کی باتیں بتلا دیتا ہے جو منہ سے کہتا ہے وہی ہو جاتا ہے۔ بڑا یوگی راج ہے۔ اس کے دیدار کے لئے ہم اپنے گھر بار چھوڑ کر تلاش میں ہیں۔ میں نے کسی سے سنا تھا۔ کہ وہ مہاتما اس طرف کو آئے ہیں۔ مگر سستی کہتا ہے۔ کہ جب وہ مہاتما تم کو ملیں تو ہم کو بھی بتلانا۔ اُن کے دیدار کریں گے۔ اور دل کی باتیں پوچھیں گے۔ اس طرح دن بھر شہر میں پھرتے اور ہر ایک کو اس پیر کی بات بتلا کر رات کو پیر مرید مل کر کھاتے پیتے اور سو رہتے ہیں۔ پھر علی الصباح شہر یا گاؤں میں جا کر اسی طرح دو تین دن کہہ کہہ پھر چار دن مرید علیحدہ علیحدہ طور پر ایک ایک مالدار سے کہتے ہیں۔ کہ وہ مہاتما مل گئے تم کو ان کا دیدار کرنا منظور ہو۔ تو چلو۔ وہ جب تیار ہوتے ہیں۔ تو مرید ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کیا بات پوچھنی چاہتے ہو؟ ہم سے کہو۔ کوئی اولاد کی خواہش کرتا ہے۔ کوئی دولت کی کوئی بیماری کے دفعیہ کی۔ اور کوئی دشمن کے جیتنے کی۔ ان کو وہ مرید لے جاتے ہیں پیر دل مرید دل کے جیسے اشارے مقرر کر رکھے ہیں (اُن سے کام لیتے ہیں)۔ ایسی جس کو دولت کی خواہش ہو۔ اس کو داہنی طرف جس کو اولاد کی خواہش ہو۔ اس کو مقابل کی طرف۔ اور جس کو بیماری کے دُور کرنے کی خواہش ہو۔ اس کو بائیں طرف۔ اور جس کو دشمن پر غالب آنے کی خواہش ہو۔ اس کو پیچھے سے لے جا کر مقابل ڈالے کے درمیان بٹھا دیتے ہیں۔ جب نمسکار کر لیتے ہیں۔ اسی وقت وہ پیر اپنی پیری کی جھپٹ میں ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے کہتا ہے۔ کیا یہاں ہمارے پاس لڑکے رکھے ہیں۔ جو تو لڑکے کی خواہش کر کے یہاں آیا ہے۔

اسی طرح دولت کی خواہش والے سے "کیا یہاں تھیلیاں رکھی ہیں"۔ جو تو دولت کی خواہش کر کے

آیا ہے۔" فقیروں کے پاس دولت کہاں رکھی ہے!" مریض سے:۔ "کیا ہم طبیب ہیں؟ جو تو مرض دور کرنے کی خواہش سے آیا؟ ہم طبیب نہیں ہیں۔ جو تیرا مرض دور کر دیں۔ کسی طبیب کے پاس جا۔ لیکن جب اس کا باپ بیمار ہو۔ تو اس کو مرید انگوٹھا۔ اگر ماں بیمار ہو۔ تو انگوٹھے کے پاس کی انگلی۔ اگر عورت بیمار ہو تو تیسری۔ اگر بھائی بیمار ہو تو درمیانی انگلی۔ اگر لڑکی بیمار ہو تو چھوٹی انگلی دکھا دیتا ہے۔ اس کو دیکھ کر وہ سمجھ کہتا ہے۔ کہ تیرا باپ بیمار ہے۔ تیری ماں تیرا بھائی تیری عورت تیری لڑکی بیمار ہے۔ تب تو وہ چاروں ہی فدا ہو جاتے ہیں۔ صادق لوگ ان سے کہتے ہیں۔ دیکھو جیسے ہم نے کہا تھا ویسے ہی ہیں یا نہیں؟ گر ہستی کہتے ہیں جیسا تم نے کہا تھا ویسے ہی ہیں۔ تم نے ہمارا بڑا بھلا کیا۔ اور ہماری بھی بڑی خوش قسمتی تھی۔ جو ایسے عارف ملے۔ ان کے درشن کر کے ہم خوش ہو گئے۔ مرید کہتا ہے۔ سنو بھائی! یہ مہاتما عارف آزاد ہیں۔ یہاں بہت دن نہیں ٹھہریں گے۔ اگر ان کی دعا لے خیر لینی ہو۔ تو اپنی اپنی توفیق کے مطابق ان کی تن من دھن سے خدمت کرو۔ کیونکہ ایسا موقعہ ملتا ہے۔ اگر کہیں یہ نظر عنایت ہو گئی تو معلوم کیا دعا دے دیں۔ تینوں کی کیفیت عجیب ہے۔ گر ہستی ایسی للو پتو کی باتیں سن کر بڑی خوشی سے ان کی تعریف کرتے ہوئے گھر کی راہ لیتے ہیں۔ مرید بھی ان کے ساتھ ہی چلے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ کوئی ان کی قلعی نہ کھول دے۔ وہ دولت مند اپنے جس دوست سے ملیں۔ اس کے سامنے اس کی تعریف کرتے ہیں

اسی طرح جو جو مرید دل کے ساتھ جاتے ہیں۔ ان کا حال سب بتلا دیتے ہیں۔ شہر میں یہ (یہ) چرچا ہوتا ہے۔ کہ فلاں جگہ ایک بڑے سدھ پیر آئے ہیں۔ ان کے پاس چلیں۔ جب جوق در جوق لوگ جاتے ہیں اور بہت سے پوچھنے لگتے ہیں۔ کہ مہاراج! میرے دل کی بات کہئے۔ تب تو انتظام کے درہم برہم ہو جانے سے چپ چاپ ہو کر وہ خاموشی اختیار کر بیٹھتا ہے۔ کہتا ہے۔ کہ ہم کو بہت مت ستاؤ۔ تب تو جھٹ اس کے مرید بھی کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ اگر تم ان کو بہت ستاؤ گے۔ تو وہ یہاں سے چلے جائیں گے اور جو کوئی بڑا دولتمند ہوتا ہے۔ تو وہ مرید کو الگ لیجا کر پوچھتا ہے۔ کہ ہمارے دل کی بات کہلا دو۔ تو ہم سچ مانیں۔ مرید نے پوچھا۔ یہ کیا بات ہے دولت مند نے اس کو بتا دی۔ تب اس کو اسی قسم کے طریق سے لیجا کر بٹھا دیتا ہے۔ اسے سدھ نے سمجھ کر کہہ دیا۔ تب تو سب میلہ بھر نے سن لیا۔ کہ اہو! بڑے ہی سدھ ہیں۔ کوئی مٹھائی کوئی پیسہ کوئی روپیہ کوئی اشرفی کوئی کپڑا کوئی آٹا دال بھینٹ کرتا ہے۔ پھر جب تک بھینٹ چڑھتی رہی۔ تب تک سب دلجوئی لوٹتے رہے۔ اور چند لیتی دو ایک آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے لوگوں کو لڑکا ہونے کی دعا لے خیر یا راکھ اٹھا کر دے دیتا ہے اور ان سے ہزار دو روپے لے کر کہہ دیتا ہے۔ کہ اگر تیرا سچا اعتقاد ہو گا۔ تو لڑکا ہو جائے گا۔

اس قسم کے بہت سے ٹھگ ہوتے ہیں جن کی عالم لوگ ہی آزمائش کر سکتے ہیں۔ اور کوئی نہیں۔ اس لئے وید وغیرہ علم کا پڑھنا اور نیک صحبت میں رہنا چاہیئے۔ تاکہ انسان کو کوئی ٹھگ نہ سکے۔ اور دوسروں کو بھی بچائے۔ انسانیت کی آنکھ علم ہی ہے۔ بغیر تعلیم و تربیت کے علم حاصل نہیں ہوتا۔ جو بچپن سے نیک ہدایت پاتے ہیں۔ وہ ہی انسان اور عالم ہوتے ہیں۔ جو بدصحبت میں رہتے ہیں۔ وہ بدکار گنہگار

پہلے درجے کے جاہل ہو کر بڑی تکلیفات اُٹھاتے ہیں۔ اسی وجہ سے گیان کی فضیلت کہی گئی ہے۔ کہ جو جانتا ہے وہی مانتا ہے۔

न वेत्ति यो यस्य गुणप्रकर्षं, स तस्य निन्दां सततं करोति।
यथा किराती करिकुम्भजाता मुक्ताः परित्यज्य बिभर्ति गुञ्जाः।
(بھرتھری نیتی شتک ۱۱-۱۲)

چانکیہ کا شلوک ہے:-

"جو کسی کی خوبی نہیں جانتا۔ وہ اس کی مذمت ہمیشہ کرتا ہے۔ جیسے جنگلی بھیل گج مکتا دل کو چھوڑ گنجا کا ہار پہن لیتا ہے۔ ویسے ہی جو شخص عالم۔ گیانی دھرم پر چلنے والا نیک آدمیوں کی صحبت میں رہنے والا یوگی ہمتی نفس کش۔ نیک سیرت ہوتا ہے وہی مرم اتقد کام اور موکش کو حاصل کر کے اس جنم اور آئندہ جنم میں ہمیشہ سکھ بھوگتا ہے۔"

یہ آریہ درت کے رہنے والے لوگوں کے مذاہب کے بارہ میں مختصر طور پر لکھا ہے اس کے آگے جو آریہ راجاؤں کی مختصر سی تاریخ لکھی ہے۔ وہ تمام شریف لوگوں کی آگاہی کے لئے ظاہر کی جاتی ہے۔

یدھشٹر سے یشپال تک کا مختصر شجرہ نسب

اب مختصر آریہ درت کے راجاؤں کا شجرہ نسب کہ جس میں شریمان مہاراجہ یدھشٹر سے لے کر مہاراجہ جریش پال تک (راجہ ہوئے ہیں) درج کرتے ہیں۔ شریمان مہاراجہ سوامی مجھو منوجی سے لے کر مہاراجہ یدھشٹر تک کی تواریخ مہابھارت وغیرہ میں لکھی ہوئی ہے۔ اس سے شریف لوگوں کو اس زمانہ کی تاریخ کا کچھ حال معلوم ہو جائے گا۔ اگرچہ یہ مضمون (رسالہ) دویارتھی سمملت "ہریش چندر یکا" اور "موہن چندریکا" میں جو کہ مہینے میں دو دفعہ شری ناتھ دوارہ متصل چوڑ گیلھ ریاست اودے پور میواڑ ملک راجپوتانہ سے نکلتا تھا۔ چھپا تھا۔ اس سے ہم نے ترجمہ کیا ہے۔ اسی طرح سے اگر ہمارے آریہ سجن تواریخی اور علمی کتب کی تحقیقات کر کے لوگوں پر نتیجہ ظاہر کریں گے۔ تو ملک کو بہت فایدہ پہنچے گا۔

مذکورہ بالا رسالہ کے ایڈیٹر کو اپنے ایک دوست سے ایک پرانی کتاب جو کہ سمت ۱۷۸۲ بکرمی کی لکھی ہوئی تھی۔ (دستیاب ہوئی) اور اس میں سے (اس لئے) اخذ کر کے رسالہ نمبر ۱۹ و ۲۰ بابت ماہ مگھر سمت ۱۹۳۹ میں مندرجہ ذیل شجرہ نسب شائع کیا ہے۔ وہ اس طرح سے جانتے:-

ملک آریہ درت کے راجاؤں کی ونشاولی یعنی شجرہ نسب

اندر پرستھ میں آریہ لوگوں نے

شریمان مہاراجہ یشپال تک سلطنت کی شریمان مہاراجہ یدھشٹر سے لے کر مہاراجہ یشپال تک راجاؤں کی قریباً ایک سو چوبیس پشتوں نے ۱۵۷۴ سال ۹ ماہ ۱۴ دن تک سلطنت کی اس کی تفصیل یہ ہے:-

راجہ	تعداد	برس	ماہ	دن
آریہ راجہ	۱۲۴	۱۵۷۴	۹	۱۴

شریمان مہاراجہ یدھشٹر وغیرہ کی قریباً ۳۰ پشتیں ۱۷۷۰ سال ۱۱ مہینے ۱۰ دن تک حکمران رہیں۔ ان کی

تفصیل یہ ہے :-

نمبر شمار	آبیہ راجا	برس	ماہ	دن
۱	راجہ بدھشٹر	۳۶	۰	۲۵
۲	راجہ پریکشت	۶۰	۰	۰
۳	راجہ جنمیجے	۸۴	۷	۲۳
۴	راجہ شومیدھ	۸۲	۸	۲۲
۵	دوتیہ راما	۸۸	۲	۸
۶	چھترمل	۸۱	۱۱	۲۷
۷	چتر رتھ	۷۵	۳	۱۸
۸	دشٹ شیلیہ	۷۵	۱۰	۲۴
۹	راجہ اگنی سین	۷۸	۷	۲۱
۱۰	" شوسین	۷۸	۷	۲۱
۱۱	بھون پتی	۶۹	۵	۵
۱۲	رنجیت	۶۵	۱۰	۴
۱۳	ویہشک	۶۴	۷	۴
۱۴	شکھدیو	۶۲	۰	۲۴
۱۵	نری دیو	۵۱	۱۰	۲
۱۶	سچی رتھ	۴۲	۱۱	۲
۱۷	شوسین (دوئم)	۵۸	۱۰	۸
۱۸	پربت سین	۵۵	۸	۱۰
۱۹	میدھادی	۵۲	۱۰	۱۰
۲۰	سون چیر	۵۰	۸	۲۱
۲۱	بھیم دیو	۴۷	۹	۲۰
۲۲	نری دیو	۴۵	۱۱	۲۳
۲۳	دھن مل	۴۴	۸	۷
۲۴	گھردی	۴۴	۱۰	۸
۲۵	الم بک	۵۰	۱۱	۸
۲۶	اجے پال	۳۸	۹	۰

نمبر شمار	آبیہ راجا	برس	ماہ	دن
۲۷	دھن مل	۴۲	۱۰	۲۶
۲۸	دھات	۳۲	۰	۰
۲۹	بھیم پال	۵۸	۵	۸
۳۰	کشیمک	۴۸	۱۱	۲۱
	میزان	۱۷۷۰	۱۱	۱۰

راجہ کشیمک کے وزیر اعظم وشردا نے راجہ کشیمک کو مار کر راج کیا۔ اس کی چودہ پشتوں نے ۴۵۳ سال ۳ ماہ اور ۱۷ دن تک راج کیا۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

۱	وشردا	۱۷	۳	۲۹
۲	پورسینی	۴۲	۸	۲۱
۳	ویرسینی	۵۲	۱۰	۷
۴	اننگ سائی	۴۷	۸	۲۳
۵	ہری جت	۳۵	۹	۱۷
۶	پرم سینی	۴۴	۲	۲۳
۷	نکھ پاتال	۳۰	۲	۲۱
۸	کدرت	۴۲	۹	۲۴
۹	سچ	۳۲	۲	۱۴
۱۰	امرچوڑ	۲۷	۳	۱۹
۱۱	امی پال	۲۲	۱۱	۲۵
۱۲	دشرتھ	۲۵	۴	۱۲
۱۳	ویرسال	۳۱	۸	۱۱
۱۴	ویرسال سین	۴۷	۰	۱۴
	میزان	۵۰۰	۳	۱۷

راجہ ویرسال سین کو ویر مہاپدھان نے مار سلطنت کی۔ اس کے بعد ۱۶ پشتیں ۴۴۵ برس ۵ مہینے ۱۲ دن تک حکمران رہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

نمبر شمار	آدیہ راجہ	برس	ماہ	دن
۱	راجہ ویر مہا	۳۵	۱۰	۸
۲	اجیت سنگھ	۲۷	۷	۲۹
۳	سردت	۳۸	۳	۱۰
۴	بھون پتی	۱۵	۴	۱۰
۵	ویر سین	۲۱	۷	۱۳
۶	مہی پال	۴۸	۸	۷
۷	شترو شال	۲۶	۴	۳
۸	سنگھ راج	۱۷	۲	۱۰
۹	تیج پال	۲۸	۱۱	۱۰
۱۰	مانک چند	۳۷	۷	۲۱
۱۱	کام سینی	۴۲	۵	۱۰
۱۲	شترو مردن	۸	۱۱	۱۳
۱۳	جیون لوک	۲۸	۹	۱۷
۱۴	ہری راؤ	۲۶	۶	۲۹
۱۵	دیپ سین (دوسرا)	۳۵	۲	۲۰
۱۶	آدتیہ کیتو	۲۳	۱۱	۱۲
	میزان	۴۴۵	۵	۳

راجہ آدتیہ کیتو مگدھ کے راجہ کوپیاگ کے راجہ بسو دھر نامی نے مار کر سلطنت کی۔ اور ۹ پشتیں ۴۰ سال ۱۱ مہینے ۲۹ دن تک حکمران رہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے

۱	راجہ دھن دھر	۴۲	۷	۲۴
۲	مہرشی	۴۱	۲	۲۹
۳	سن یجی	۵۰	۱۰	۱۹
۴	مہا بدھ	۳۰	۳	۸
۵	ددھ ناتھ	۲۸	۵	۲۵
۶	جیولی راج	۴۵	۲	۵
۷	ددھ سین	۴۷	۴	۲۸

نمبر شمار	آدیہ راجہ	برس	ماہ	دن
۸	آدی لک	۵۲	۱۰	۲۸
۹	راج پال	۳۹	۰	۰
	میزان	۴۷۴	۱۱	۲۶

راجہ راج پال کو اس کے باجگذار مہاں پال نے مار کر سلطنت کی۔ اور ایک ہی پشت ۴۰ سال تک رہی اس کی تفصیل نہیں ہے۔

راجہ مہاں پال کی سلطنت پر راجہ دکرم آدتیہ نے اونتیکا (اجین) سے فوجکشی کی۔ اور راجہ مہاں پال کو مار کر سلطنت کرنے لگا۔ اور ایک ہی پشت ۹۳ سال تک حکمران رہی۔ ان کی تفصیل نہیں ہے۔

راجہ دکرم آدتیہ کو شالی واہن کے امراؤ سمد پال یوگی پیٹھن نے مار کر سلطنت کی اور ۱۶ پشتیں ۴۷۲ سال ۴ مہینے ۲۷ دن تک حکمران رہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱	سمد پال	۵۴	۲	۲۰
۲	چند پال	۳۶	۵	۴
۳	سہائے پال	۱۱	۴	۱۱
۴	دیو پال	۲۷	۱	۲۸
۵	نرسنگھ پال	۱۸	۰	۲۰
۶	سام پال	۲۷	۱	۱۷
۷	رگھو پال	۲۲	۳	۲۵
۸	گووند پال	۲۷	۱	۱۷
۹	امرت پال	۳۶	۱۰	۱۳
۱۰	بلی پال	۱۲	۵	۲۷
۱۱	مہی پال	۱۳	۸	۴
۱۲	ہری پال	۱۴	۸	۴
۱۳	سیس پال[1]	۱۱	۱۰	۱۳
۱۴	مدن پال	۱۷	۱۰	۱۹

[1] کسی تاریخ میں بھیم پال بھی لکھا ہے

نمبر شمار	آباء و اجداد	سال	ماہ	دن
۱۵	کرم پال	۱۶	۷	۲
۱۶	وکرم پال	۲۵	۱۱	۱۳
	میزان	۳۷۲	۴	۲۷

راجہ وکرم پال نے قبل کمت کے راجہ بلکھ چند لوہرا پر چڑھائی کر کے میدان میں لڑائی کی۔ اس لڑائی میں بلکھ چند نے وکرم پال کو مار کر اندر پرستھ کی سلطنت کی۔ اور دس پشتیں ۱۹۱ سال ایک مہینہ ۱۶ دن تک حکمران رہیں تفصیل حسب ذیل ہے:۔

۱	بلکھ چند	۵۴	۲	۱۰
۲	وکرم چند	۱۲	۷	۱۲
۳	امین چند	۱۰	-	۵
۴	رام چند	۱۳	۱۱	۸
۵	ہری چند	۱۴	۹	۲۴
۶	کلیان چند	۱۰	۵	۴
۷	بھیم چند	۱۶	۲	۹
۸	لوب چند	۲۶	۳	۲۲
۹	گووند چند	۳۱	۷	۱۲
۱۰	رانی پدماوتی	۱	۰	۰
	میزان	۱۹۱	۱۱	۱۶

رانی پدماوتی لاولد مر گئی۔ اس لئے تمام درباریوں نے مشورہ کر کے ہری پریم دیو اگی کو تخت پر بٹھایا۔ اور خود سلطنت کرنے لگے۔ چار پشتیں ۵۰ سال اور ۲۱ دن تک حکمران رہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

۱	ہری پریم	۷	۵	۱۶
۲	گووند پریم	۲۰	۲	۸
۳	گوپال پریم	۱۵	۷	۲۸
۴	مہاپدم	۶	۸	۱۹
	میزان	۵۰	۰	۲۱

نمبر شمار	آباء و اجداد	سال	ماہ	دن
	راجہ مہاپدم سخت پریشان تھا کہ [illegible] سخت کہنے چلے گئے۔ یہ بات جگدیو [illegible] سنتے ہی اندر پرستھ میں آ کر خود سلطنت کرنی شروع کر دی۔ اور بارہ پشتیں ۱۵۱ سال ۱۱ مہینے تک حکمران رہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔			
۱	راجہ ادی سین	۱۸	۵	۲۱
۲	دلامل سین	۱۲	۴	۲
۳	کیشو سین	۱۵	۷	۱۲
۴	مادھو سین	۱۲	۴	۲
۵	مدھو سین	۲۰	۱۱	۲۷
۶	بھیم سین	۵	۱۰	۹
۷	کلیان سین	۴	۸	۲۱
۸	ہری سین	۱۲	۰	۲۵
۹	کشیم سین	۸	۱۱	۱۵
۱۰	نارائن سین	۲	۲	۲۹
۱۱	لکشمی سین	۲۶	۱۰	۰
۱۲	دامودر سین	۱۱	۵	۱۹
	میزان	۱۵۱	۱۱	۲

راجہ دامودر سین کے اپنے امراء کو بہت ستایا اس لئے راجہ کے منتری دیپ سنگھ نے فوج کے ساتھ مل کر راجہ کے ساتھ لڑائی کی۔ اور اس لڑائی میں راجہ کو مار کر دیپ سنگھ خود راج کرنے لگا۔ اور چھ پشتیں ۱۰۷ سال ۱۶ مہینے ۲۲ دن تک حکمران رہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

۱	دیپ سنگھ	۱۷	۱	۲۶
۲	راج سنگھ	۱۴	۵	۰
۳	بھان سنگھ	۹	۸	۱۱
۴	نر سنگھ	۴۵	۰	۱۵
۵	ہری سنگھ	۱۳	۲	۲۹

نمبر شمار	آدیہ راجہ	برس	ماہ	دن
۶	جیچند سنگھ	۸	۰	۱
	میزان	۱۰۷	۶	۲۲

راجہ جیچند سنگھ نے کسی سبب سے اپنی تمام فوج شمال کی جانب بھیجدی۔ یہ خبر پاکر پرتھوی راج چوہان دہلی کے راجہ نے جیچند سنگھ پر چڑھائی کی۔ اور لڑائی میں جیچند سنگھ کو مار کر اندرپرستھ کی سلطنت کرنے لگا۔ پانچ پشتیں ۸۶ سال ۲۰ دن تک حکمران رہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

۱	پرتھوی راج	۱۲	۲	۱۹
۲	اجے پال	۱۴	۵	۱۷
۳	دُرجن پال	۱۱	۴	۱۴
۴	اُدے پال	۱۱	۷	۳
۵	لیشپال	۳۶	۴	۲۷
	میزان	۸۶	۰	۲۰

نمبر شمار	آدیہ راجہ	برس	ماہ	دن

راجہ لیشپال پر سلطان شہاب الدین غوری گڑھ غزنی سے چڑھائی کر کے آیا۔ اور راجہ لیشپال کو پریاگ کے قلعہ میں ۱۱۹۲ء میں پکڑ کر قید کر لیا۔ اور خود اندرپرستھ یعنی دھلی کی سلطنت کرنے لگا۔ اور ۵۳ پشتیں ۴۷۵ سال ایک ماہ اور ۱۷ دن تک حکمران رہیں۔ اس کی تفصیل بہت سی تاریخوں میں لکھی ہے۔ اس لئے یہاں نہیں لکھی۔

اس کے آگے بدھ اور جین مت کے بارہ میں لکھا جائے گا۔

شری دیانند سرسوتی سوامی کی بنائی ستیارتھ پرکاش سے آراستہ ستیارتھ پرکاش کا گیارھواں باب دربارہ تائید و تردید مذاہب آدیہ درت ختم ہوا۔

ضمنی دیباچہ

(۲)

جین مت رامائن و مہابھارت سے بعد کا ہے

(از جناب آدیہ درت کے باشندوں سے)

حق و باطل کے بخوبی تمیز کرانے والی "وید ودیا" دور ہو گئی۔ اور "اودیا" کے پھیلنے سے مختلف فرقے کھڑے ہو گئے۔ تو وہی سبب جین وغیرہ خلاف علم و عقل مذاہب کے رواج پانے کا ہوا۔ کیونکہ بالمیک کی تصنیف اور مہابھارت وغیرہ میں جینیوں کا نام تک بھی نہیں لکھا۔ اور جینیوں کی کتابوں میں

نوٹ:۔ پشت کا ترجمہ لیا گیا ہے۔ اور پشت سے مراد جانشین کی سمجھنی چاہیئے۔ (مترجم)

سلہ اس کے بعد اور تاریخوں میں اس طرح درج ہے۔ کہ مہاراج پرتھوی راج پر سلطان شہاب الدین غوری چڑھ کر آیا۔ اور کئی بار ہار کر لوٹ گیا۔ آخر تیرہ سو ۱۲۴۹ء میں آپس کی پھوٹ سے مہاراج پرتھوی راج کو شکست دے کر اور قید کر کے اپنے ملک کو لے گیا۔ بعد ازاں دہلی یعنی اندرپرستھ کا راج خود کرنے لگا۔ مسلمانوں کا راج ۵ پشت اور ۶۱۲ برس رہا۔

بالمیک کی تصنیف اور بھارت میں بیان کی ہوئی رام و کرشن وغیرہ کی داستانیں بڑی تفصیل کے ساتھ لکھی ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ مذہب ان کے بعد جاری ہوا کیونکہ جینی لوگوں کا مذہب جیسا کہ وہ لکھتے ہیں۔ ویسا ہی قدیم ہوتا۔ تو بالمیک وغیرہ کی کتابوں میں ضرور ان کا ذکر آتا پس جین مذہب ان کتابوں کے بعد چلا ہے۔

کیونکہ اماس مہابھارت میں جینیوں کی کتب کا حوالہ نہیں ہے

۷۔ اگر کوئی جینی یہ کہے۔ کہ جینیوں کی کتابوں سے داستانیں لے کر بالمیک وغیرہ نے کتابیں بنائی ہونگی تو اس سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ بالمیک کی تصنیف وغیرہ میں تمہاری کتابوں کا نام کہیں بھی نہیں لکھا۔ اور تمہاری کتابوں میں (ان کا نام) کیوں آتا ہے۔ کیا بیٹا باپ کے جنم کو دیکھ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ جین اور بدھ مذہب شیو اور رشا کنک وغیرہ متوں کے بعد چلے ہیں۔

سچ اور جھوٹ کی تحقیقات کرنا انسان کا فرض ہے

اب اس بارھویں باب میں جو جو باتیں جینیوں کے مذہب کے بارہ میں لکھی گئی ہے۔ وہ ان کی کتابوں کا پتہ دے کر لکھی گئی ہے۔ اس میں جینی لوگوں کو برا نہ ماننا چاہیئے۔ کیونکہ ہم نے جو کچھ ان کے مذہب کے متعلق لکھا ہے اس سے محض حق و باطل کی تحقیقات مقصود ہے۔ مخالفت یا نقصان پہنچانے کا منشا نہیں ہے۔ جب جینی و بدھ یا دیگر لوگ اس مضمون کو دیکھیں گے۔ تو ان سب کو حق و باطل کی تحقیقات پر سوچنے اور تحریر کرنے کا موقعہ ملے گا۔ اور واقفیت بھی ہوگی۔ جب تک آمنے سامنے ہو کر یا بطریق دعویٰ و تردید بحث کے ساتھ بحث یا تحریر نہ کی جاوے۔ تب تک حق و باطل کی تحقیقات نہیں ہو سکتی۔ جب تک عالموں کے درمیان حق و باطل کی تحقیق نہیں ہوتی۔ تب ہی تک علم سے بے بہرہ لوگوں کو سخت تاریکی میں پڑ کر بہت دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے حق کی فتح اور جھوٹ کی فنا کے لئے دوستانہ طریق پر بحث یا تحریر کرنا نوع انسان کا مقدم کام ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاوے۔ تو انسانوں میں کبھی ترقی نہ ہو سکے۔

جینیوں کی کتابیں مشکل ہاتھ آئی ہیں

۴۔ یہ بدھ اور جین مذہب کا مضمون خود ان کے علاوہ دیگر مذہب والوں کے لئے بھی نہایت مفید اور واقفیت کا ذریعہ ہوگا۔ کیونکہ یہ لوگ اپنی کتابیں کسی دوسرے مذہب والے کو دیکھنے پڑھنے یا نقل تک کرنے کے لئے نہیں دیتے۔ بڑی کوشش و محنت سے میں نے اور خصوصاً آنریبل سیٹھ ہمابھائی بمبئی کے منتری سیٹھ ملیدک لال کرشن داس نے ان کی کتابیں حاصل کیں۔ مطبع جین پربھاکر واقع شہر کاشی میں (ان کی بعض کتابوں کے) چھپ جانے اور نیز بمبئی میں کتاب موسومہ "پرکرن رتناکر" کے طبع ہونے سے سب لوگوں کو جینیوں کے مذہب کا مطالعہ کرنا آسان ہو گیا ہے

بھلا یہ کون سے عالموں کی بات ہے۔ کہ اپنے مذہب کی کتابیں خود ہی دیکھیں۔ اور دوسروں کو نہ دکھائیں۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کتابوں کے مصنفوں کو پہلے ہی شک تھا۔ کہ ان میں ناممکن باتیں لکھی ہیں۔ اگر غیر مذہب والے دیکھیں گے۔ تو تردید کریں گے۔ اور اگر ہمارے مذہب والے دوسروں کی کتابوں کو دیکھیں گے۔ تو اس مذہب پر اعتقاد نہیں رہے گا۔ خیر کچھ ہی ہو۔ مگر بلاشبہ بہت سے آدمی ایسے ہیں۔ کہ جن کو اپنے عیب تو دکھائی نہیں دیتے۔ مگر دوسروں کی عیب جوئی میں اندھے بگولہ بنے رہتے ہیں یہ انصاف نہیں ہے۔ کیونکہ اول (انسان) اپنے عیبوں کو دیکھ کر دور کر لیوے۔ تب دوسرے شخص کے عیبوں پر نظر ڈالے کہ انہیں دور کرے۔ اب میں بدھ اور جینیوں کے مذہب کا مضمون سب نیک منش لوگوں کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ تاکہ وہ صحیح نتیجہ کو پہنچ سکیں۔ ع عاقل را اشارتے کافی است

باب بارھواں

اب ناستک (الیشور کی ہستی سے منکر) متوں میں سے چارواک بدھ اور جین مت کے کھنڈن منڈن (تردید و تائید) کا مضمون شروع کرتے ہیں۔

برہسپتی کے عقاید

ایک شخص برہسپتی نامی گذرا ہے جو ویدوں الیشور اور یگیہ وغیرہ اچھے کاموں کو بھی نہیں مانتا تھا۔ اس کا اعتقاد ملاحظہ کیجئے:۔

यावज्जीवं सुखं जीवेन्नास्ति मृत्योरगोचरः ।
भस्मीभूतस्य देहस्य पुनरागमनं कुतः ॥

جب تک جیوے سکھ سے جیوے۔ موت کے اختیار سے باہر کوئی نہیں جسم کے خاکستر ہونے کے بعد پھر آدمی کیسے ہو سکتا ہے۔ (مترجم)

پرشارتھ عیاشی ہے

کوئی انسان وغیرہ ذی روح موت کے اختیار سے باہر نہیں ہے یعنی سب کو مرنا ہے۔ اس لئے جب تک جسم میں جان رہے تب تک سکھ سے رہنا چاہیئے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ دھرم پر چلنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ اور اگر دھرم کو چھوڑیں۔ تو دوسرے جنم میں بڑا دکھ ملے۔ (تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیئے) اس کو چارواک جواب دیتا ہے۔ کہ اے بھولے بھائی! مرنے کے بعد وہ جسم جس نے کھایا پیا تھا بھسم ہو جاتا ہے۔ وہ پھر دنیا میں نہیں آئے گا۔ اس لئے جس طرح ہو سکے آنند میں رہو۔ دنیا میں حکمت عملی سے رہو حیثیت بڑھاؤ۔ اور اس سے حسب مرضی لطف اٹھاؤ۔ اسی دنیا کو سمجھو۔ پرلوک (دوسرا جنم) کچھ نہیں ہے۔

جسم ہی جیو ہے

دیکھو مٹی پانی آگ ہوا۔ ان چار عناصر کی تبدیلی ہیئت سے جسم بنا ہے۔ اور انہیں کی ملاوٹ سے چیتنیہ (ادراک) پیدا ہوتا ہے جس طرح نشہ دار چیزوں کے کھانے پینے سے نشہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح جیو جسم کے ساتھ پیدا ہو کر جسم کے فنا ہونے پر خود بھی فنا ہو

جاتا ہے۔ پھر پاپ پُن کا پھل کس کو ملے گا؟

तस्चैतन्यविशिष्टदेह एव आत्मा देहातिरिक्त आत्मनि प्रमाणाभावात् ॥

اس لئے سمجھنے کی صفت والا جسم ہی آتما ہے۔ کیونکہ جسم سے علیحدہ آتما کی ہستی کا کوئی ثبوت نہیں۔

اس جسم میں چاروں عناصر کی ملاوٹ سے جیو آتما پیدا ہو کر اُن کے جُدا جُدا ہوتے ہی فنا ہو جاتا ہے کیونکہ مرنے کے بعد کوئی جیو بھی "پرتیکش" محسوس نہیں ہوتا۔ ہم صرف "پرتیکش" ہی کو مانتے ہیں کیونکہ پرتیکش کے بغیر انومان وغیرہ ہوتے ہی نہیں۔ اس لئے پرتیکش (احساس) جو مقدم ہے۔ اُس کے مقابلہ میں انومان (قیاس) وغیرہ مقدم ہونے کی وجہ سے تسلیم نہیں کیے جاتے۔

مباشرت پرشارتھ کا پھل ہے

حسین عورت کی بغلگیری سے آنند حاصل کرنا پرشارتھ (مقصد انسانی حاصل کرنے کے لئے جو فعل کیا جائے) کا پھل ہے۔

عقائد بالا کی تردید

جواب۔ یہ خاک وغیرہ عناصر جڑ (بے جان) ہیں۔ ان سے چیتن (ذی علم) کی پیدائش کبھی نہیں ہو سکتی جس طرح اب ماں باپ کی صحبت سے جسم کی پیدائش ہوتی ہے۔ اسی طرح پیدائش دنیا کے شروع میں انسان وغیرہ کے جسم کی بناوٹ پیدا کرنے والے پرمیشور کے بنا نہیں ہو سکتی۔ چیتن کی پیدائش ادرک نشہ کے مانند نہیں ہوتی۔ کیونکہ نشہ چیتن کو ہوتا ہے جڑ کو نہیں۔

اشیاء نشٹ یعنی نظر سے غائب ہو جاتی ہیں مگر کوئی چیز نابود نہیں ہوتی۔ اسی طرح نظر سے غائب ہو جانے سے جیو کا نابود ہونا بھی نہ ماننا چاہیئے۔ جب جیو آتما جسم والا ہوتا ہے۔ تب ہی اس کا ظہور ہوتا ہے جب وہ جسم کو چھوڑ دیتا ہے۔ تب یہ جسم جس کی موت ہوئی ہے۔ ویسا نہیں ہو سکتا جیسا کہ چیتن کے ساتھ ملا ہوا پہلے نہیں تھا۔ یہی بات بہدارنیک میں بھی کہی گئی ہے:-

न वा अरे मोहं ब्रवीम, अविनाशी वा अरेऽयमात्माऽनुच्छित्तिधर्मा ।

یاگیہ ولکیہ کہتے ہیں:-

"کہ اے میتری! میں وہ (بدلسنگی) سے یہ بات نہیں کہتا۔ بلکہ (دراصل) آتما غیر فانی ہے جس کیساتھ ملنے سے جسم حرکت کرتا ہے۔ جب جیو جسم سے الگ ہو جاتا ہے۔ تب جسم میں کچھ بھی علم نہیں رہتا۔ اگر جسم سے آتما الگ نہ ہوتے (کیا وجہ ہے کہ) اس کے ساتھ ملنے سے چیتنیا (علم) اور جُدا ہونے سے جڑتا (علم کا نہ رہنا) ہوتی ہے۔ (پس) وہ جسم سے الگ ہے"۔

جس طرح آنکھ سب کو دیکھتی ہے مگر اپنے آپ کو نہیں۔ اسی طرح پرتیکش (احساس) کرنے والا اپنے تئیں جو اس کے ذریعہ سے محسوس) نہیں کر سکتا۔ جس طرح (انسان) اپنی آنکھ سے گھڑے کپڑے وغیرہ تمام اشیاء کو دیکھتا ہے۔ اسی طرح وہ آنکھ کو اپنے علم کے ذریعہ سے دیکھتا ہے جو ناظر (دیکھنے والا) ہے وہ ناظر ہی رہتا ہے۔ دکھائی دینے والا درشیہ منظور کبھی نہیں ہوتا جس طرح سہارے کے بغیر سہارا چاہنے والا

علت کے بغیر معلول۔ کل کے بغیر جزو۔ اور فاعل کے بغیر فعل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح پرتیکش (محسوس) کرنے والے کے بغیر پرتیکش (احساس) کس طرح ہو سکتا ہے؟

مباشرت پرشارتھ کا پھل نہیں

اگر خوبصورت عورت کے ساتھ صحبت کرنے ہی کو پرشارتھ کا پھل مانیں۔ تو وہ مجرم کا سکھ ہے اور اس سے دکھ بھی ہوتا ہے۔ تب وہ (دکھ) بھی پرشارتھ ہی کا پھل ہوگا۔ اگر یہ بات ہے تو "سورگ" کے مٹ جانے سے دکھ بھوگنا پڑے گا۔ اگر کہو۔ کہ دکھ کے دور کرنے اور سکھ کے بڑھانے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔ تو اس سے مکتی کے سکھ کی تردید ہوتی ہے[1]۔ اس لئے وہ پرشارتھ کا پھل نہیں ہے

چارواک

چارواک کہتا ہے۔ جو دکھ سے ملے ہوئے سکھ کو ترک کرتے ہیں۔ وہ جاہل ہیں۔ جس طرح غلہ کا طالب دانہ نکال کر بھوسہ پھینک دیتا ہے۔ اسی طرح دنیا میں عقلمندوں کو چاہیئے۔ کہ سکھ کو لے لیں۔ اور دکھ کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ جس جہان کے موجودہ سکھ کو چھوڑ کر غیر موجود سورگ کے سکھ کی خواہش کرے پرلوک (دوسرے لوک) کے لئے دھورتوں (مکاروں) کے بتائے ہوئے ویدوکت اگنی ہوتر وغیرہ کرم اپاسنا اور گیان کانڈ پر عمل کرتے ہیں۔ وہ بے وقوف ہیں۔ جب کہ پرلوک (دوسرا لوک) ہی نہیں ہے۔ تو اس کی امید رکھنا جہالت کا کام ہے۔ کیونکہ

अग्निहोत्रं त्रयो वेदास्त्रिदण्डं भस्मगुण्ठनम्।
बुद्धिपौरुषहीनानां जीविकेति बृहस्पतिः॥

چارواک مت کا واعظ برہسپتی کہتا ہے:۔

"کہ اگنی ہوتر تین ویدوں[2] تردنڈ اور راکھ کے لگانے کو عقل اور ہمت سے بے بہرہ لوگوں نے اپنی روزی کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ دراصل کانٹے چبھنے وغیرہ سے جو دکھ پیدا ہوتا ہے۔ اسی کا نام نرک ہے۔ دنیا میں جس کو راجہ مان لیا۔ وہی پرمیشور ہے۔ اور جسم کا فنا ہونا ہی موکش ہے۔ اس کے سوائے اور کچھ بھی نہیں"

غلط خیالات

جواب محض نفسانی لذت کے سکھ کو پرشارتھ کا پھل ماننا صرف عیاشی کے دکھ کو رفع کرنے میں حصول مراد اور سورگ ماننا جہالت ہے۔

اگنی ہوتر وغیرہ یگیوں سے ہوا اور بارش کے پانی کی صفائی ہو کر تندرستی ہوتی ہے۔ اور اس سے دھرم ارتھ کام اور موکش حاصل ہوتے ہیں۔ اس بات کو نہ جان کر وید ایشور اور ویدوں میں کہے ہوئے دھرم کی برائی کرنا دھورتوں (مکاروں) کا کام ہے۔

جو تردنڈ اور راکھ لگانے کی تردید کی گئی ہے۔ وہ ٹھیک ہے۔

اگر کانٹے وغیرہ سے پیدا ہونے والے دکھ ہی کا نام نرک ہے۔ تو جو اس سے بڑھ کر سخت (مہلک) مرض

---

[1] یعنی اگر اصلی سکھ اسی کا نام ہے۔ کہ جہاں دکھ ہوا۔ تو فوراً اس کے دکھ دور کرنے کی فکر کی۔ تو سکھ یا صحت قائم رکھنے کے لئے ہر وقت کا فکر لگا رہنا سکھ کس طرح ہو سکتا ہے؟ فکر و تشویش مکتی میں شامل نہیں ہیں۔ مکتی دراصل ایسے مسلسل سکھ کا نام ہے جس کے اثنا میں کسی قسم کا دکھ واقع نہیں ہوتا۔ گویا دکھ سکھ کے متواتر سلسلے کا نام مکتی نہیں ہے۔ (مترجم)

[2] تردنڈ سے وہ تین لکڑیاں مراد ہیں۔ جو جوگی سنیاسی لوگ اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔

وغیرہ ہیں۔ کفر کیوں نہیں؟

اگر راجا کو صاحب حشمت اور رعایا پر دیا کے قابل ہونے کی وجہ سے افضل مانیں تو درست ہے لیکن جو بے انصاف اور پاپی راجہ ہے۔ اگر اس کو بھی پرمیشور کی مانند سمجھے ہو۔ تو تم جیسا جاہل کوئی بھی نہیں اگر صرف جیم سے علیحدہ ہونا ہی موکش ہے۔ تو گدھے، کتے وغیرہ اور تم میں کیا فرق رہا؟ فقط شکل ہی مختلف رہی۔

अग्निरुष्णो जलं शीतं समस्पर्शस्तथाऽनिलः ।
केनेदं चित्रितं तस्मात्स्वभावात्तद्व्यवस्थितिः ॥ १ ॥
न स्वर्गो नाऽपवर्गो वा नैवात्मा पारलौकिकः ।
नैव वर्णाश्रमादीनां क्रियाश्च फलदायिकाः ॥ २ ॥
पशुश्चेन्निहतः स्वर्गं ज्योतिष्टोमे गमिष्यति ।
स्वपिता यजमानेन तत्र कस्मान्न हिंस्यते ॥ ३ ॥
मृतानामपि जन्तूनां श्राद्धं चेत्तृप्तिकारणम् ।
गच्छतामिह जन्तूनां व्यर्थं पाथेयकल्पनम् ॥ ४ ॥
स्वर्गस्थिता यदा तृप्तिं गच्छेयुस्तत्र दानतः ।
प्रासादस्योपरिस्थानामत्र कस्मान्न दीयते ॥ ५ ॥
यावज्जीवेत्सुखं जीवेदृणं कृत्वा घृतं पिबेत् ।
भस्मीभूतस्य देहस्य पुनरागमनं कुतः ॥ ६ ॥
यदि गच्छेत्परं लोकं देहादेष विनिर्गतः ।
कस्माद्भूयो न चायाति बन्धुस्नेहसमाकुलः ॥ ७ ॥
ततश्च जीवनोपायो ब्राह्मणैर्विहितस्त्विह ।
मृतानां प्रेतकार्याणि न त्वन्यद्विद्यते क्वचित् ॥ ८ ॥
त्रयो वेदस्य कर्त्तारो भण्डधूर्तनिशाचराः ।
जर्फरीतुर्फरीत्यादि पण्डितानां वचः स्मृतम् ॥९॥
अश्वस्यात्र हि शिश्नन्तु पत्नीग्राह्यं प्रकीर्त्तितम् ।
भण्डैस्तद्वत्परं चैव ग्राह्यजातं प्रकीर्त्तितम् ॥१०॥
मांसानां खादनं तद्वन्निशाचरसमं स्मृतम् ॥११॥

چارواک کے مذہبی عقاید

چارواک آجاناک بودھ اور جین بھی جہان کی پیدائش اور خود طبعی خاصہ سے مانتے ہیں۔ "جو جو طبعی خواص ہیں۔ ان کے ذریعہ دریہ" (جوہر) باہم ترکیب پاکر سب چیزیں بنتی ہیں جہان کا بنانے والا کوئی نہیں" (۱)

جو چار مذہب اوپر بیان کیے گئے ہیں۔ ان میں سے چارواک حسب ذیل اعتقاد رکھتا ہے لوک

(دُوسرا لوک) اور جیو آتما کو بدھ اور جین مانتے ہیں۔ چارواک نہیں۔ ان تینوں کے باقی عقیدے بجز خاص خاص باتوں کے یکساں ہیں۔

جیو سورگ۔ نرک وغیرہ

"نہ کوئی سورگ ہے نہ کوئی نرک۔ نہ کوئی پرلوک میں جانے والا آتما ہے اور نہ وید آشرم کے قائم کرنے سے کچھ فائدہ ہے۔" (۲)

"اگر یگیہ میں جانور کو مار کر ہون کرنے سے وہ سورگ کو جاتا ہے۔ تو یجمان اپنے باپ وغیرہ کو مار کر ہون کر کے (انہیں) سورگ میں کیوں نہیں بھیجتا؟" (۳)

"اگر مرے ہوئے جیوؤں کا شرادھ اور تربن کرنے سے تری ہو جاتی ہے۔ تو پردیس میں جانے والے سفر میں زادِ راہ کے لئے کھانا، کپڑا، روپیہ وغیرہ کیوں لے جاتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح مرے ہوئے کے نام سے دی ہوئی چیزیں سورگ میں پہنچتی ہیں۔ پردیس میں جانے والوں کے لئے اُن کے رشتہ دار بھی گھر میں اُن کے نام سے دے کر دُوسرے مقام میں پہنچا دیویں۔ اگر یہ نہیں پہنچتا۔ تو وہ سورگ میں کیونکر پہنچ سکتا ہے؟" (۴)

"اگر اس جہانِ فانی میں مان کرنے سے سورگ کے رہنے والے سیر ہوتے ہیں۔ تو نیچے دینے سے گھر کے اوپر بیٹھا ہوا آدمی کیوں سیر نہیں ہوتا؟" (۵)

"اس لئے جب تک انسان ہے تب تک سکھ سے زندگی بسر کرے۔ اگر گھر میں چیز نہ ہو۔ تو قرضہ لیکر آنند کرے قرضہ دینا نہیں پڑے گا۔ کیونکہ جس جسم میں سے جیو نے کھایا پیا ہے۔ وہ دونوں جسم وجیو پھر واپس نہیں آئیں گے پھر کون کس سے مانگے گا۔ اور کون دے گا؟" (۶)

"جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ مرنے کے وقت جیو نکل کر پرلوک میں جاتا ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو کنبہ کے موہ (محبت) میں بندھا ہوا جیو پھر گھر واپس کیوں نہیں آجاتا؟" (۷)

"اس لئے یہ سب تدبیریں برہمنوں نے اپنے روزگار کے لئے نکالی ہیں۔ جو دس گاتر وغیرہ کریا کرم مُردہ کے کرتے ہیں۔ یہ سب بیلا اُن کے روزگار کی ہے۔" (۸)

ویدوں کی مذمت

"وید کے بنانے والے بھانڈ۔ دھورت (مکار) اور نشاچر یعنی راکشس یہ تین طرح کے آدمی ہیں" "تپسوی" "تپسوی" وغیرہ پنڈتوں کے مکر کی باتیں ہیں" (۹)

"دیکھو! دھورتوں کی کارروائی۔ کہ گھوڑے کے لنگ کو عورت پکڑے۔ یجمان کی عورت کا اُس کے ساتھ ہم صحبت کرانا اور لڑکی سے ٹھٹھ کرنا وغیرہ جو لکھا ہے۔ وہ دھورتوں کے سوائے (اور کسی کا کام) نہیں ہو سکتا۔" (۱۰)

"اور جہاں گوشت کا کھانا لکھا ہے۔ وہ وید کا حصہ کسی راکشس کا بنایا ہوا ہے۔" (۱۱)

مندرجہ بالا عقائد کا کھنڈن منڈن

جواب:۔ اچیتن پدارتھ کے بنانے سے بغیر چیتن چیزیں آپس میں باترتیب مل کر خود بخود طبعاً پیدا نہیں ہو سکتیں۔ اگر طبعاً بن سکتیں۔ تو دوسرے سورج، چاند، زمین اور بستے وغیرہ

نرک کیوں نہیں بن جاتے؟

(۲) سورگ سکھ بھوگنے اور نرک دکھ بھوگنے کا نام ہے۔ اگر جیو آتما نہ ہو۔ تو سکھ دکھ کا بھوگنے والا کون ہو سکے گا جس طرح اس وقت سکھ دکھ بھوگنے والا جیو ہے۔ اسی طرح اگلے جنم میں بھی ہوتا ہے۔ کیا دن آتما جیوں کی راست گوئی اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے کام بھی رائیگاں جاویں گے؟ ہرگز نہیں۔

(۳-۴-۵) جانور مار کر ہون کرنا وید وغیرہ سچے شاستروں میں کہیں جگہ نہیں لکھا۔ اور مرے ہوئے کا شرادھ تو بین کہ نامن مانی گھڑنت ہے۔ کیونکہ وید دیگر سچے شاستروں کے خلاف محض کے باعث یہ بھاگوت وغیرہ پوران کے معتقدوں کا عقیدہ ہے اس لئے اس بات کا وید کے لائق نہیں ہے۔ یعنی اس کی تائید واجب ہے۔ مترجم)

(۶) جو چیز بہت ہے۔ وہ نیست کبھی نہیں ہو سکتی بہت جیو نیست نہیں ہو سکتا جسم جل کر راکھ ہو جاتا ہے جیو نہیں جیو تو دوسرے جسم میں چلا جاتا ہے۔ اس لئے جو شخص قرضہ وغیرہ لے کر بھگتانے کے ڈر سے اس جسم میں بھوگ (عیش) کرتا ہے۔ اور ادا نہیں کرتا۔ وہ یقیناً پاپی ہو کر دوسرے جسم میں نرک یعنی دکھ بھوگتا ہے۔ اس میں ذرا شک نہیں ہے۔

(۷) جسم سے نکل کر جیو دوسری جگہ اور دوسرے جسم میں چلا جاتا ہے۔ اور اس کو پہلے جنم اور کنبہ وغیرہ کا کچھ بھی علم نہیں رہتا۔ اس لئے پھر کنبہ میں نہیں آسکتا۔

(۸) ہاں یہ ہمنوں نے مرنے کا کیا کہ ہم اپنی روزی کی خاطر جاری کیا ہوا ہے۔ اور چونکہ وہ ویدوں کے مطابق نہیں۔ اس لئے بے شک قابل تردید ہے۔

(۹) اب کہیئے۔ اگر چار ناک وغیرہ نے وید وغیرہ سچے شاستر دیکھے سنے یا پڑھے ہوتے۔ تو کبھی اس طرح ویدوں کی مذمت نہ کرتے۔ کہ وید بھانڈ دھورت اور نشا جیسے آدمیوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ وہ ایسی بات ہرگز منہ سے نہ نکالتے۔ البتہ بھید صرد وغیرہ ٹیکا کار (شارحان) بھانڈ دھورت اور نشا حمقے۔ یہ ان کی مکاری ہے۔ ویدوں کا قصور نہیں لیکن جاہل اک آجانک۔ بودھ اور جینیوں پر افسوس ہے کہ انہوں نے جاہل ویدوں کی اصلی سنگستانوں کو نہ سنا نہ دیکھا۔ اور نہ کسی سلم سے پڑھا۔ اسی وجہ سے ان کی عقل ماری گئی۔ اور وہ بے سر و پا ویدوں کی مذمت کرنے لگے۔ بدچلن دام مارگیوں کی بے ثبوت من گھڑت اور واہیات شرحوں کو دیکھ کر ویدوں کے مخالف بن گئے۔ اور بے علمی کے بے پایاں سمندر میں جا گرے۔

(۱۰) جانے غور ہے۔ کہ عورت سے گھوڑے کا لنگ پکڑوا کر اس سے صحبت کرانا۔ یہ کیمان کی لیلا سے ہنسی ٹھٹھا وغیرہ کرنا دام مارگیوں کے سوائے اور کسی کا کام نہیں۔ یہ امیات اور منشا وید کے خلاف اور غلط شرح ان مہا پاپی دام مارگیوں کے سوا اور کون کرتا۔ بڑا افسوس تو ان چار ناک وغیرہ پر آتا ہے کہ وہ بنا سوچے سمجھے ویدوں کی مذمت کرنے پر مستعد ہو گئے۔ ذرا تو اپنی عقل سے کام لیتے مگر بیچارے کرتے کیا۔ ان میں اتنا علم ہی نہیں تھا۔ کہ حق و باطل پر غور کر کے حق کی تائید اور باطل کی تردید

کر سکتے۔

(۱) گوشت خوری بھی انہیں دام مارگی شرح کرنے والوں کی کاروائی ہے۔ اس لئے انہیں کو کوشش کرنا بجائے۔ لیکن ویدوں میں کسی جگہ گوشت کا کھانا نہیں لکھا۔ اس لئے بلاشک وشبہ ایسی ایسی جھوٹی باتوں کا پاپ ان شرح کرنے والوں اور ترجمان کو جنہوں نے ویدوں کے جانے ملنے کے بغیر ہی من مانی قدمت کی ہے۔ لگے گا۔ سچ تو یہ ہے کہ جنہوں نے ویدوں کی مخالفت کی اور کرتے ہیں یا کریں گے۔ وہ جہالت کے اندھیرے میں پڑے ہوئے سکھ کے عوض جتنا سخت دکھ پائیں اتنا ہی تھوڑا ہے۔ اس لئے کل نوع انسان کو وید کے مطابق چلنا عین واجب ہے۔

چارواک وغیرہ کی ایجاد

جب دام مارگیوں نے جھوٹی من گڑت تاویلیں کرکے ویدوں کے نام سے اپنا مطلب پورا کرنے یعنی حسب الخواہ شراب نوشی۔ گوشت خوری اور بیگانی عورت سے صحبت وغیرہ بیجے کاموں کو رواج دینے کی غرض سے ویدوں کو دھبہ لگایا تو انہیں باتوں کو دیکھ کر چارواک بودھ اور جین لوگ ویدوں کی مذمت کرنے لگے۔ اور ایک جیٹھ ویدوں کے خلاف اور ایشور سے منکر یعنی دہریہ مذہب کھڑا کر لیا۔ اگر یہ چارواک وغیرہ ویدوں کے اصلی معنوں پر غور کرتے۔ تو جھوٹی شرحوں کو دیکھ کر وید میں بیان کئے ہوئے سچے دھرم سے کیوں ہاتھ دھو بیٹھتے یہ کیا لے کیا کہیں جب بربادی کا وقت آتا ہے۔ تب آدمی کی عقل الٹی ہو جاتی ہے۔

چارواک کی گمراہ کن تعلیم

اب چارواک وغیرہ مت والوں میں جو فرق ہے وہ لکھا جاتا ہے۔ یہ چارواک وغیرہ بہت سی باتوں میں ایک ہیں۔ لیکن چارواک جسم کی پیدائش کے ساتھ جیو کی پیدائش اور اس کے فنا ہونے کے ساتھ جیو کا بھی فنا ہو جانا مانتا ہے۔ دوبارہ پیدائش لعنہ دوسرے جنم کو نہیں مانتا۔ ایک "پرتیکش" پرمان کے سوائے انومان (قیاس) وغیرہ پرمانوں کو بھی نہیں مانتا۔

لفظ چارواک کے معنی جو بولنے میں میٹھا ہو۔ اور معنی میں زیادہ گنجائش نکالے۔ بودھ اور جین پرتیکش وغیرہ چاروں پرمان قدیم جیو پنر جنم (تناسخ) پرلوک (عاقبت) اور مکتی کو بھی مانتے ہیں۔ چارواک سے بودھ اور جینیوں کا اتنا ہی اختلاف ہے۔

لیکن ناستک پن وید و ایشور کی مذمت خیر مذاہب سے دشمنی چھ تنا" یعنی آگے بیان کئے ہوئے چھ فعل) اور جہان کے پیدا کرنے والا نہ ہونا وغیرہ باتوں میں سب ایک ہیں۔ یہ چارواک مذہب کا بیان اختصار سے لکھا گیا۔ اب بودھ دھرم کے متعلق لکھتے ہیں۔

بودھ دھرم

कार्यकारणभावाद्वा स्वभावाद्वा नियामकात्।
अविनाभावनियमो दर्शनान्तरदर्शनात्॥

بودھ دھرم کا جنم

معلول اور علت کا تعلق ہونے سے یعنی معلول کے دیکھنے سے علت اور علت کے دیکھنے سے معلول ضرور کا علم الیقین اور پرتیکش حصے باقی میں انومان (قیاس) ہو تب ہے۔ اس کے بغیر تمام کاروبار انجام نہیں پا سکتے۔"

ایسی ایسی تعریفوں سے انومان (قیاس) کی فوقیت (اعلیٰ درجہ) مان کر بودھوں کی شاخ چارواک سے الگ نکلی۔

بودھوں کی قسمیں

بودھ چار قسم کے ہیں۔ اوّل "مادھیمک" دوم "یوگاچار" سوم "سوتر انتک" چہارم "دی بھاشک"

"बुद्धया निर्वर्त्तते स बौद्धः"[1]

"جو عقل پر اپنا نصاب رکھے وہ بودھ ہے۔"

جو بات عقل سے ثابت ہو۔ یعنی جو جو بات اپنی عقل میں آوے۔ اس کو مانے اور جو عقل میں نہ آوے اس کو نہ مانے۔

۱۔ مادھیمک

ان میں سے اوّل یعنی "مادھیمک"۔ "سروشونیہ" (عدم کلی) مانتے ہیں۔ یعنی جس قدر اشیاء ہیں۔ وہ سب شونیہ ہیں۔ یعنی ابتدا میں نہیں تھیں۔ اور آخر میں بھی نہیں رہیں گی۔ اور درمیان میں جو معلوم ہوتا ہے۔ وہ بھی معلوم ہونے کے وقت تک ہے۔ بعد میں شونیہ ہو جاتا ہے۔ جیسے بننے سے پہلے گھڑا نہیں تھا۔ ٹوٹنے کے بعد نہیں رہتا ہے۔ اور گیان کی حالت میں گھڑا معلوم ہوتا ہے۔ اور جب دوسری چیزوں میں گیان جاتا ہے۔ تو گھڑے کا گیان نہیں رہتا ہے۔ اس لئے شونیہ ہی ایک عنصر ہے۔

۲۔ یوگاچار

دوم۔ یوگاچار "باہیہ شونیہ" (معدوم فی ظاہر) کو مانتا ہے۔ چیزیں باطن میں گیان کے اندر محسوس ہوتی ہیں۔ باہر نہیں ہیں۔ مثلاً جب گھڑے کا گیان آتما کے اندر رہے۔ تب ہی آدمی کہتا ہے۔ کہ یہ گھڑا ہے اگر باطن میں گیان نہ ہو۔ تو نہیں کہہ سکتا۔ یہ فرقہ ایسا ہی مانتا ہے۔

۳۔ سوتر انتک

سوم۔ "سوتر انتک" جو خارجی اشیا کو قیاساً مانتا ہے۔ کیونکہ خارجی خود بخود کوئی شے مکمل طور پر پرتیکش نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک جزو کے پرتیکش ہونے سے باقی قیاس کیا جاتا ہے۔ ان کا یہی اعتقاد ہے۔

۴۔ دی بھاشک

چہارم "دی بھاشک" اس کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ اشیاء باہر پرتیکش ہوتی ہیں باطن میں نہیں۔ مثلاً "یہ نیلا گھڑا ہے"۔ اس اظہار حالت میں گھڑے کی نیلی ہیئت خارج میں معلوم ہوتی ہے۔ یہ اسی طرح مانتا ہے۔

وجہ اختلاف

اگرچہ ان کا آچاریہ (بانی) بودھ ایک ہے۔ تاہم شاگردوں کی اختلاف رائے کے باعث چار قسم کی شاخیں ہو گئی ہیں۔ جیسے سومیہ کے غروب ہونے کے وقت

[1] یعنی جب تک گیان رہتا ہے۔ (مترجم)

زانی آدمی بیگانی عورت سے صحبت کرتا ہے۔ اور صاحب علم لوگ راست گوئی وغیرہ اچھے کام کرتے ہیں۔ وقت ایک ہوتا ہے۔ لیکن اپنی عقل کے مطابق مختلف کام کرتے ہیں۔

ہر ایک شاخ کے جُدا جُدا عقاید

اوّل۔ اَب (اپ) مذکورہ بالا چاروں میں سے مادھیمک سب کو کشنک (عارضی) مانتا ہے۔ یعنی ہر ایک کشن (لمحہ) میں گیان کی تبدیلی ہونے کے باعث جس طرح کی چیز پہلے لمحہ میں معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح کی دوسرے لمحہ میں نہیں رہتی۔ اس لئے سب کو "کشنک" ماننا چاہیئے۔ وہ ایسا اعتقاد رکھتا ہے۔

دوم۔ "یوگاچار" جو جوبدرتی حرکت باشغل ہے۔ وہ سب دکھ ہی ہے۔ کیونکہ چیزوں کے حاصل ہونے پر کوئی بھی قناعت نہیں کرتا۔ ایک چیز کے حاصل ہونے پر دوسری کی خواہش لگی ہی رہتی ہے۔ وہ ایسا اعتقاد رکھتا ہے۔

سوم۔ "سوتر انتک" سب اشیا اپنے اپنے لکشنوں (نشانات یا ذریعہ شناخت) سے پہچانی جاتی ہیں جس طرح گائے اپنے نشانوں سے اور گھوڑا اپنے نشانوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح لکشن (نشان یا ذریعہ شناخت) لکشیہ (بامل نشان یا شناخت طلب شے) کے اندر ہمیشہ رہتے ہیں۔ یہ ایسا کہتا ہے۔

چہارم۔ "وی بھاشک" شونیہ (نیستی) ہی کو ایک تتّو مانتا ہے۔ اوّل مادھیمک سب کو شونیہ مانتا تھا۔ وہی دعوٰی وی بھاشک کا بھی ہے۔

بودھوں میں ایسی ایسی بہت سی بحث کی باتیں ہیں۔ اس طرح پر وہ چار قسم کی بھاونا (عقاید) مانتے ہیں

ہر ایک کی جُدا جُدا تردید

جواب۔ اگر سب نیست ہو۔ تو نیست کا جاننے والا نیست نہیں ہو سکتا۔ اور سب نیست ہوئے۔ تو نیست کو نیست نہ جان سکے اس لئے نیست کا جاننے والا اور جاننے کے لائق دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔ اور "یوگاچار" جو عدم خارجی مانتا ہے۔ تو پہاڑ اس کے باطن میں ہونا چاہیئے۔ اگر کہتے۔ کہ پہاڑ باطن میں ہے۔ تو اس کے دل میں پہاڑ کے برابر جگہ کہاں ہے؟ اس لئے پہاڑ خود باہر ہے۔ اور پہاڑ کا علم آتما میں رہتا ہے۔

"سوتر انتک" کسی شے کو پرتیکش (عین یقین) نہیں مانتا۔ تو وہ آپ بذات اور اس کا قول "انومیہہ" (قیاس کرنے کے لائق) شے ہونا چاہیئے۔ نہ کہ پرتیکش۔ اور جب پرتیکش نہ ہوا۔ تو صادق نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ "گھڑا" ہے۔ بلکہ یہ گھڑے کا ایک جزو ہے۔ حالانکہ ایک جزو کا نام گھڑا نہیں۔ بلکہ مجموعہ کا نام گھڑا ہے۔ پس "یہ گھڑا ہے"۔ یہ پرتیکش ہے۔ انومیہہ نہیں۔ کیونکہ سب اجزو کے اندر کل ایک ہے۔ اس کے پرتیکش ہونے سے گھڑے کے سب اجزو بھی پرتیکش ہوتے ہیں۔ یعنی گھڑا اپنے اجزا میں پرتیکش ہوتا ہے۔

چوتھا "وی بھاشک" خارجی اشیا کو پرتیکش مانتا ہے۔ وہ بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جہاں علم حاصل کرنے والا اور علم ہوتا ہے۔ وہیں پرتیکش ہوتا ہے۔ اگرچہ پرتیکش ہونے والی شے باہر ہوتی ہے مگر اسی کے مطابق علم آتما کو ہوتا ہے

چار قسم کی بھاونا کی تردید

(۱) اسی طرح اگر اشیا کشنک (عارضی) اور ان کا علم بھی کشنک (عارضی) ہو۔ تو پرتی بھگیا (حافظہ)

یعنی میں نے یہ بات کی تھی۔ ایسی یادداشت نہیں چاہیئے۔ مگر پہلے دیکھی اور سنی بات یاد رہتی ہے اس لئے کشنک کا مسئلہ بھی ٹھیک نہیں۔

(۲) اگر سب دکھ ہی ہو۔ اور سکھ کچھ بھی نہ ہو۔ تو سکھ کے مقابلہ کے بغیر دکھ کا ہونا ثابت نہیں ہو سکتا جیسے رات کے مقابل دن اور دن کے مقابل رات ہوتی ہے۔ اس لئے سب دکھ ماننا ٹھیک نہیں۔

(۳) اگر صرف "سو لکشن" (ہر شے کو نشانوں یا ذریعہ شناخت سے موصوف) مانیں۔ تو آنکھ شکل کا لکشن (ذریعہ شناخت) ہے۔ اور شکل "لکشیہ" ہے۔ مثلاً گھڑے کی شکل لکشیہ (شے قابل شناخت) ہے گھڑے کی شکل کا لکشن (ذریعہ شناخت) آنکھ علیحدہ ہے۔ اور "لو" (پرتھوی کا ذریعہ شناخت) شے علیحدہ نہیں ہے اس لئے "لکشن" "لکشیہ" کو "علیحدہ شامل" ماننا چاہیئے۔

(۴) شونیہ کا جواب جو پہلے دیا گیا ہے وہی ہے۔ یعنی شونیہ کا جاننے والا شونیہ سے الگ ہوتا ہے

सर्वस्य संसारस्य दुःखात्मकत्वं सर्वैतीर्थङ्करसंमतम् ॥

"سب تیرتھنکروں کا اعتقاد ہے۔ کہ تمام دنیا دکھ ہی دکھ ہے" (مترجم)

بودھ اور جین ایک ہیں

جن کو بودھ تیرتھنکر مانتے ہیں۔ انہیں کو جین بھی مانتے ہیں اسی واسطے اس بات میں دونوں ایک ہیں۔

اور بودھ مذکورہ بالا "بھاونا چتشٹے" یعنی چار بھاونا دں کے ذریعہ سے تمام خیالات کو رفع کر کے نربھیت ہو جانے کو نروان یعنی مکتی مانتے ہیں۔ اپنے شاگردوں کو "یوگ" (حصول اشیاء) اور "آچار" (گرو کی ہدایت پر چلنے) کا اُپدیش کرتے ہیں یعنی گورو کے قول کو مستند سمجھنا۔

عقل کیوں مختلف دکھائی دیتی ہے؟

عقل قدیم میں (مختلف) اشیا (خیالات) ہونے کے باعث خود عقل ہی مختلف شکلوں میں دکھائی دیتی ہے۔ ॥ रूपविज्ञानवेदनासंज्ञासंस्कारसंज्ञकः ॥

بدھی کی پانچ حالتیں

اوّل۔ جو اس کے ذریعہ سے جو شکل وغیرہ محسوسات کا علم ہوتا ہے۔ وہ "روپ سکندھ" (حالت مادی)

دوم۔ وہ بیان متعلق علم میں علم کے جاری رہنے کو "وگیان سکندھ" (حالت احساس)

سوم۔ "روپ سکندھ" اور "وگیان سکندھ" سے پیدا ہوئے سکھ دکھ وغیرہ کے احساس کے جاری رہنے کو "ویدنا سکندھ" (ادراک)۔

چہارم۔ گائے وغیرہ اسم (نام) کا مذکوم (نام والے) کے ساتھ تعلق مانے کو "سنگیا سکندھ" (حالت تصدیق)

پنجم۔ "ویدنا سکندھ" سے پیدا ہوئی رغبت۔ نفرت۔ وغیرہ کلیش و تکلیف اور بھوگ (بیاس) وغیرہ "اپ کلیش" (ادنیٰ تکلیف) ہستی غفلت غرور دھرم ادھرم کو "سنسکار سکندھ" (حالت تعقل) مانتے ہیں۔

دونوں کا اختلاف رائے

بودھ لوگ تمام دنیا کو محض دکھ کا گھر اور دکھ کا ذریعہ مان کر دنیا سے مخلصی پانا اور چار واکوں میں ان سے زیادہ خاص بات

مکتی انسان اور جیو کو نہ مانتے ہے لیکن بودھ مانتے ہیں۔

देशना लोकनाथानां सत्त्वाशययवशानुगाः ।
भिद्यन्ते बहुधा लोके उपायैर्बहुभिः किल ॥ १ ॥
गम्भीरोत्तानभेदेन क्वचिच्चोभयलक्षणा ।
भिन्ना हि देशनाऽभिन्ना शून्यताद्वयलक्षणा ॥ २ ॥
अर्थानुपार्ज्य बहुशो द्वादशायतनानि वै ।
परितः पूजनीयानि किमन्यैरिह पूजितैः ॥ ३ ॥
ज्ञानेन्द्रियाणि पञ्चैव तथा कर्मेन्द्रियाणि च ।
मनो बुद्धिरिति प्रोक्तं द्वादशायतनं बुधैः ॥ ४ ॥

تیرتھنکروں کی بے جا عزت

(یعنی جو گیانی تارک الدنیا جیون مکت لوگ کا ناتھ یعنی بدھ وغیرہ تیرتھنکروں کا اشیاء کے خواص کو جتانے والا یعنی اشیاء کا جدا جدا اپدیش ہے جس کو بہت طریقوں اور بہت تدبیروں سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کو ماننا چاہیئے۔" (۱)

"بڑے دقیق اور عام فہم طریق سے اور کہیں کہیں مخفی اور کہیں کہیں ظاہر باتوں کے متعلق گوتموں کے جدا جدا اپدیش جو شونیہ لکشن (خستی) کو ثابت کرنے والے پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ ان کو ماننا چاہیئے" (۲)

دوادش آیتن پوجا

"جو دوادش آیتن" پوجا (بارہ مقام کی پوجا) ہے۔ وہی موکش کرنے والی ہے۔" (۳)

"اس پوجا کی خاطر بہت سی دولت وغیرہ چیزوں کو حاصل کر کے "دوادش آیتن" یعنی بارہ قسم کے عمدہ مقامات بنا کر جب قسم کی پوجا کرنی چاہیئے۔ اور کسی کی پوجا کرنے سے کیا مطلب؟" (۴)

ان کی دوادش آیتن پوجا یہ ہے:۔

پانچ گیان اندریاں یعنی کان، جلد، آنکھ، زبان اور ناک۔ پانچ کرم اندریاں یعنی زبان، ہاتھ، پاؤں، گدا اور پیشاب گاہ یہ دس حواس اور دس اور بدھی انہیں کی تعظیم یعنی ان کو آنند میں مشغول رکھنا وغیرہ وغیرہ بودھوں کا عقیدہ ہے۔

تردید عقاید بودھ

(۱) اگر تمام دنیا دکھ ہی دکھ ہوتی۔ تو کسی جیو کی پرورش (زندگی) نہیں ہونی چاہیئے۔ دنیا میں جیووں کی زندگی ظاہر الطور پر دکھائی دیتی ہے۔ اس لئے تمام دنیا محض دکھ نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس میں دکھ سکھ دونوں ہیں۔ اور اگر بودھ لوگ ایسا ہی اعتقاد رکھتے۔ تو کھانے پینے کی چیزیں اور پوشاک اور ادویات وغیرہ کے استعمال کرنے سے جسم کی حفاظت کرنے میں مشغول ہو کر کیوں سکھ مانتے ہیں؟ اگر کہیں کہ مشغول تو ہوتے ہیں۔ مگر اس کو دکھ ہی مانتے ہیں۔ تو یہ بات ہی ناممکن ہے۔ کیونکہ جیو سکھ سمجھ کر مشغول ہوتا ہے۔ اور دکھ جان کر باز رہتا ہے

لہ یعنی چارواک مکتی۔ جیو، اور انسان کو نہیں مانتے۔ لیکن بودھ ان کو بھی مانتے ہیں۔ (مترجم)

دُنیا میں دھرم کے کام وِدیا اَور نیک صحبت وغیرہ اچھے کام سب سکھ دینے والے ہیں۔ ان کو کوئی صاحب علم بھی سوائے بودھوں کے دُکھ کا لنگ (باعث) نہیں مان سکتا۔

(۲) جو پانچ "سکندھ" (حالتیں ہیں۔ وُہ بھی بالکل نامکمل ہیں۔ کیونکہ اگر ایسے ایسے "سکندھ" خیال میں لائے جائیں۔ تو ایک ایک کی بہت قسمیں ہو سکتی ہیں۔

(۳) اگر تیر تھنکروں کو اُپدیشک اَور لوک ناتھ مانتے ہیں۔ اَور جو ناتھوں کا بھی ناتھ قدیم پربھو ہے۔ اُس کو نہیں مانتے۔ تو ان تیر تھنکروں نے کس سے اُپدیش پایا۔ اگر کہیں خود بخود حاصل ہُوا۔ تو یہ بات ناممکن ہے کیونکہ بغیر علت کے معلول نہیں ہو سکتا۔ یا اگر اُن کے قول کے مطابق ایسا ہی ہوتا۔ تو اب بھی ان میں پڑھنے پڑھانے سُننے اَور گیانیوں کی نیک صحبت کرنے کے بغیر گیانی کیوں نہیں بن جاتے؟ نہیں بنتے تو یہ کہنا بالکل بے بُنیاد اَور عقل و دلیل سے خارج اُس مریض کے بچکانہ کی مانند ہے جو سنیپات (فسادِ خلط) کے مرض میں مبتلا ہو۔

(۴) اگر محض نیستی بلا ترکت غیر شے بودھوں کا اُپدیش (قول) ہے۔ تو موجود شے کی محض نیستی کبھی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ صرف لطیف حالت علت میں چلی جاتی ہے۔ اِس لئے یہ قول بھی سراسر غلط ہے

(۵) اگر مال و دولت کے کمانے سے ہی مذکورہ بالا "دوآدش آیتن پوجا" کو ہی مکتی کا وسیلہ مانتے ہیں۔ تو دس "پران" اَور گیارھویں "جیو آتما" کی پُوجا کیوں نہیں کرتے؟ جب حواس اَور انتہ کرن کی پُوجا بھی مکتی کے دینے والی ہے۔ تو ان بودھوں اور نفس پرست لوگوں میں کیا فرق رہا۔ بلکہ یہ بودھ لوگ ان سے نہیں بچ سکے۔ تو ان میں مکتی بھی کہاں رہی جس جگہ ایسی باتیں ہوں وہاں مکتی کا کیا کام ہے؟

بودھ کیوں گمراہ ہوئے؟

انہوں نے کس درجہ تک اپنی وِدیا (بے جلی) کی ترقی کی ہے اس کی نظیر اُن کے سوائے دُوسری ہو ہی نہیں سکتی یقین تو یہی ہوتا ہے۔ کہ وید اَور ایشور سے مخالفت کرنے کا اُن کو یہی نتیجہ ملا۔ پہلے تو تمام دُنیا کو محض دُکھ تصور کیا پھر بیچ میں دو آدش آیتن پُوجا لگا دی۔ کیا اُن کی دو آدش آیتن پوجا دُنیا کی چیزوں سے خارج ہے؟ اگر یہ مکتی دینے والی ہو سکے۔ تو بھلا آنکھ بند کر کے کوئی شخص اگر جواہرات ڈھونڈنا چاہے یا ڈھونڈے۔ تو کبھی پا سکتا ہے؟ وید اَور ایشور کو نہ ماننے کے باعث اُن کی ایسی حالت ہوئی۔ اب بھی سکھ چاہیں تو وید اَور ایشور کا سہارا لے کر اپنا جنم سپھل کریں۔

"وویک دلاس" کتاب میں بودھوں کا اعتقاد اس طرح لکھا ہے:۔

बौद्धानां सुगतो देवो विश्वं च क्षणभङ्गुरम् ।

لے کیونکہ حواس کی پُوجا کے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ خواہشات کثیر کیا جائے اَور نفسانی خواہشوں کی میری میں لگ جانا ہی نفس پرستی ہے۔ ۲ کیونکہ اگر دو آدش آیتن پوجا دنیا کی اشیاء میں شامل ہے۔ تو وُہ دُکھ رُوپ ہوئی اَور دُکھ رُوپ ہونے سے وہ مکتی کا سادھن نہیں ہو سکتی۔ (مترجم)

आर्यसत्याख्यया तत्त्वचतुष्टयमिदं क्रमात् ॥ १ ॥
दुःखमायतनं चैव ततः समुदयो मतः ।
मार्गश्चेत्यस्य च व्याख्या क्रमेण श्रूयतामतः ॥ २ ॥
दुःखं संसारिणः स्कन्धास्ते च पञ्च प्रकीर्त्तिताः ।
विज्ञानं वेदना संज्ञा संस्कारो रूपमेव च ॥ ३ ॥
पञ्चेन्द्रियाणि शब्दाद्या विषयाः पञ्च मानसम् ।
धर्मायतनमेतानि द्वादशायतनानि तु ॥ ४ ॥
रागादीनां गणो यः स्यात्समुदेति नृणां हृदि ।
आत्मात्मीयस्वभावाख्यः स स्यात्समुदयः पुनः ॥ ५ ॥
क्षणिकाः सर्वसंस्कारा इति या वासना स्थिरा ।
स मार्ग इति विज्ञेयः स च मोक्षोऽभिधीयते ॥ ६ ॥
प्रत्यक्षमनुमानं च प्रमाणं हितयं तथा ।
चतुःप्रस्थानिका बौद्धाः सौगता वैभाषिकादयः ॥ ७ ॥
अर्थो ज्ञानान्वितो वैभाषिकेण बहु मन्यते ।
सौत्रान्तिकेन प्रत्यक्षग्राह्योऽर्थो न बहिर्मतः ॥ ८ ॥
आकारसहिता बुद्धिर्योगाचारस्य संमता ।
केवलां संविदं स्वस्थां मन्यन्ते मध्यमाः पुनः ॥ ९ ॥
रागादिज्ञानसन्तानवासनोच्छेदसम्भवा ।
चतुर्णामपि बौद्धानां मुक्तिरेषा प्रकीर्त्तिता ॥ १० ॥
कुक्षिः कमण्डलुर्मौण्डयं चीरं पूर्वाह्नभोजनम् ।
संघो रक्ताम्बरत्वं च शिश्रिये बौद्धभिक्षुभिः ॥ ११ ॥

بدھ فلسفہ کے چار فرقے

"بدھ (لقب بہ معنی گیان یعنی بدھوں کا لائق پرستش دیوتا۔ دنیا کا لحہ بھر رہنے والا ہونا۔ مرد عورت کا آدمیر (پاکیزہ) رہنا۔ نیز تمثل (عناصر) کا شمار یا نام وغیرہ کا جاننا یہ چار تتو (اصولی باتیں) بودھوں میں قابل تسلیم پدارتھ (چیزیں) ہیں۔" (۱)

"اس دنیا کو دکھ کا گھر جانے اس کے بعد تم ادیہ یعنی ترقی ہوتی ہے۔ اور ان کی تشریح کے سلسلہ دار سوتر (۲) دنیا میں دکھ ہی ہے جو پانچ "سکندھ" سے بیان کر آئے ہیں۔ ان کو جاننا چاہیئے۔" (۳)

"پانچ گیان اندریاں ان کے آواز وغیرہ پانچ محسوسات اور من۔ بدھی (یعنی اننہ کرن) یہ بارہ

دھرم کے قیام گاہ ہیں۔" (۴)

"اِن لوگوں کے دِل میں جو رغبت، نفرت وغیرہ کا مجمع پیدا ہوتا ہے۔ وہ "سم اُدیہ" (کہلاتا ہے) جو آتما کی اور آتما سے تعلق رکھنے والی دیگر عادات ہیں۔ انہیں بھی پھر "سم اُدیہ" ہی کہتے ہیں۔" (۵)

"تمام سنسکار (تاثرات) لمحہ بھر رہنے والے ہیں۔ جو ایسا خیال پیدا ہوتا ہے۔ وہ بودھوں کا مارگ (طریقہ) ہے۔ اور اسی کا شونیہ تو "اتنا مرشیتی" یعنی محض نیست ہو جانا مکتی ہے۔" (۶)

"بودھ لوگ پرتیکش" اور انمان دو ہی پرمان مانتے ہیں۔ ان کے چار فرقے ہیں۔ "دی جھاشک" "سوتر انتک" "یوگا چار" اور "مادھیمک"۔ (۷)

بُدھ مذہب کے چار طریقے

"ان میں دی جھاشک" ان چیزوں کو جو گیان میں ہیں۔ ہست مانتا ہے۔ کیونکہ جو گیان میں نہیں ہیں۔ اُس کی ہستی۔ بودھ پُرش (شخص) کمالیت رسیدہ نہیں مان سکتا۔ اور "سوتر انتک" پرتیکش اشیاء کو باطن میں موجود مانتا ہے۔ ظاہر میں نہیں۔" (۸)

"یوگا چار" بُدھی کو جسم اور علم سے مرکب مانتا ہے۔ اور "مادھیمک" صرف اپنے باطن میں اشیاء کا محض علم مانتا ہے۔ اشیاء کو نہیں مانتا۔" (۹)

"اور رغبت وغیرہ علم کے سلسلے کے خیال یا اثر کے خیمت ہونے کے ذریعہ سے پیدا ہونے والی مکتی چاروں بودھوں کی یکساں ہے۔" (۱۰)

"ہرن وغیرہ کا چمڑا۔ کمنڈل۔ بال منڈوانا۔ درخت کی چھال کے کپڑے۔ دن کے پہلے پہر یعنی ۹ بجے سے پہلے کھانا کھانا۔ اکیلا نہ رہنا۔ سُرخ کپڑے پہننا۔ یہ بودھوں کے سادھوؤں کا بھیس ہے۔" (۱۱)

اِن کی تردید

جواب۔ اگر بُدھوں کا سنگت بُدھ ہی دیتا ہے۔ تو اس کا گُرو کون تھا؟ اور اگر دُنیا لمحہ بھر رہنے والی ہو۔ تو مدت سے دیکھی ہوئی چیز کی یاد اس طرح نہ رہنی چاہیئے۔ کہ یہ "وہی ہے"۔ اگر دُنیا لمحہ بھر رہنے والی ہوتی۔ تو وہ چیز ہی نہ رہتی۔ پھر یاد کس کو رہتی۔ اگر بُدھوں کا مارگ (طریقہ) "کشنک واد" (مسئلہ عارضی) ہی ہے۔ تو اس کی مکتی بھی لمحہ بھر رہنے والی ہو گی۔

اگر "دھیہ" (جوہر) علم سے مرکب ہوئی چیز ہو۔ تو جڑ (غیر ذی شعور) جوہر میں بھی علم ہونا چاہیئے پھر وہ چلنا وغیرہ حرکت کس کے سہارے کرتا ہے؟

بھلا جو درد دکھلائی دیتا ہے۔ وہ جھوٹا کیسے ہو سکتا ہے؟

اگر بُدھی جسم ہو۔ تو دِکھائی دینی چاہیئے۔

اگر صرف گیان ہی باطن میں آتما میں قائم ہو۔ اور اشیاء خارجی کو محض گیان ہی مانا جائے۔ تو جاننے کے لائق اشیاء کے بغیر گیان بھی نہیں ہو سکتا۔

اگر "واسنا" (خیال یا اثر) کا دور ہو جانا ہی مکتی ہے۔ تو گہری نیند میں بھی مکتی ماننی چاہیئے۔

ایسا ماننا علم کے خلاف ہونے کے باعث قابلِ نفرت ہے۔

یہ چند باتیں بطریق اختصار بودھ مذہب والوں کی ظاہر کر دی ہیں۔ اب دُور اندیش عقلمند اِسے دیکھ کر خود سمجھ جاویں گے۔ کہ اِن کا علم اور عقیدہ کیا ہے۔ اس کو جین لوگ بھی مانتے ہیں۔ اس سے آگے جین دھرم کا بیان شروع کریں گے۔

جین دھرم

پرکرن (حصہ) اوّل نے چکھ مادیں مندرجہ ذیل باتیں لکھی ہیں:-

جینیوں کے چھ "آستی کائے" یعنی جوہر

بودھ لوگ وقتاً فوقتاً "نئے پن (تجدید) کے ساتھ (۱) آکاش (۲) کال (۳) جیو (۴) پدگل یہ چار جوہر مانتے ہیں۔ اور جینی لوگ "دھرم آستی کائے"۔ "ادھرم آستی کائے"۔ "آکاش آستی کائے" "پدگل آستی کائے"۔ "جیو آستی کائے" اور کال اِن چھ جوہروں کو مانتے ہیں۔ ان میں سے کال کو "آستی کائے" (ہستی) نہیں مانتے۔ بلکہ ایسا کہتے ہیں۔ کہ کال محض اُجوہر ہے۔ حقیقتاً نہیں۔

ان میں سے "دھرم آستی کائے" حرکت کے تغیر تبدّل کی وجہ سے جیو اور مادّات مختلف تبدیلیاں حاصل کرتے ہیں۔ ان کے اِکٹھا ہونے سے جو حرکتیں ہوتی ہیں۔ ان کے قائم رکھنے کا ذریعہ "دھرم آستی کائے" ہے۔ یہ بے شمار مقامات بمقدار اُدھر لوکوں (کروجہات) میں ہوتا ہے۔ دُوسرا "ادھرم آستی کائے" وہ ہے۔ کہ جو سکون (یعنی حرکت نہ کرنے) کے باعث تبدیلی پائے ہوئے جیو اور مادہ کے قیام کا ذریعہ ہے تیسرا "آکاش آستی کائے" اس کو کہتے ہیں۔ کہ جو سب جوہروں کو جائے قیام ہے۔ اور جو آنے جانے ٹھہرنے وغیرہ حرکات کرنے والے جیوؤں اور تغیر پذیر پدگلوں کے درآمد برآمد کا ذریعہ اور محیط کل ہے۔ چوتھا "پدگل آستی کائے" وہ ہے۔ جو بصورت علتِ لطیف نتیجہ (دائم) ہے۔ ایک ذائقہ والا، رنگ والا، بُو والا، لمس والا ہے معلول کی شکل میں آنا جس کی علامت ہے۔ اور گلنے کی خاصیت رکھتا ہے۔ پانچواں "جیو آستی کائے" جو چیتنا (ادراک) کی علامت، رکھتا ہے۔ درشن (علم مشاہدہ) کی صفت رکھتا ہے۔ لا انتہا تبدیلیوں سے تغیر پذیر اور کرتا بھوگتا (فاعل اور نتیجہ پانے والا) ہے۔ اور چھٹا "کال" وہ ہے۔ کہ جو مذکورہ بالا پانچ "آستی کایوں" کے دُور نزدیک، حدوث و قدامت کی علامت سے موصوف۔ معروف و مشہود نما حال وغیرہ کی تبدیلی جس کے متعلق ہے۔ اسے "کال" کہتے ہیں۔

بودھوں اور جینیوں کے چھ دروپ

محقق بودھوں نے جو چار جوہر ہر وقت نئے نئے مانے ہیں۔ وہ جھوٹے ہیں کیونکہ آکاش۔ کال۔ جیو اور پدگل (ذرات مادی) نئے یا پرانے کبھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ قدیم اور بصورت علت غیر فانی ہیں پھر نیا اور پرانا پن کس طرح صادق آسکتا ہے۔

اور جینیوں کا اعتقاد بھی درست نہیں۔ کیونکہ "دھرم" اور "ادھرم" جوہر نہیں ہیں بلکہ عرض ہیں۔ یہ دونوں "جیو آستی کایہ" میں سمجھاتے ہیں۔ اس لئے آکاش، پرماتما، جیو اور کال مانتے۔ تو ٹھیک تھا جو نو جوہر ویشیشک میں مانے گئے ہیں۔ وہی ٹھیک ہیں۔ کیونکہ خاک وغیرہ پانچ عناصر نہاں بیمت، آتما اور من بالتحقیق یہ نو جدا جدا جوہر ہیں۔

ایک جیو کو چیتن مان کر ایشور کا نہ ماننا جینیوں اور بودھوں کی جھوٹی اور تعصب آمیز بات ہے۔

سات بھنگ کا بھنگ

اب جو بدھ اور جینی لوگ "سپت بھنگی" (ہفتگانہ تردید) اور "سیادواد" کا مسئلہ بودھ مانتے ہیں۔ وہ یہ ہے:۔

پہلا بھنگ "سن گھٹ" (گھڑا ہے)۔ اس کو پہلا بھنگ کہتے ہیں۔ کیونکہ گھڑا اپنی موجودگی سے وابستہ ہے یعنی "گھڑا ہے"۔ اس نے نیستی کی تردید کی ہے۔

دوسرا بھنگ "اس گھٹ" گھڑا نہیں ہے۔ پہلے گھڑے کی ہستی کے مقابلہ میں اس گھڑے کی عدم موجودگی کی وجہ سے دوسرا بھنگ (تردید) ہے۔

تیسرا بھنگ یہ ہے۔ کہ "سن اس گھٹ" (گھڑا ہے نہیں ہے)۔ یعنی یہ گھڑا تو ہے مگر کپڑا نہیں کیونکہ ان دونوں سے علیحدہ ہو گیا۔

چوتھا بھنگ "گھڑا اگھڑ" (گھڑا غیر از گھڑا) مثلاً (غیر از گھڑا کپڑا) اپنے اندر دوسری چیز یعنی کپڑے کی نیستی کے لحاظ سے گھڑا ہی (کپڑے میں) غیر از گھڑا کہلاتا ہے۔ گویا ایک وقت میں اس کی دو اصلاحیں گھڑا اور غیر از گھڑا بھی ہو جاتی ہیں۔

پانچواں بھنگ یہ ہے کہ گھڑے کو کپڑا کہنا نادرست ہے۔ یعنی اس میں گھڑا پن کہنا درست ہے اور کپڑا پن کہنا نادرست ہے۔

چھٹا بھنگ یہ ہے۔ کہ اگر گھڑا نہیں ہے۔ تو وہ کہنے کے قابل بھی نہیں ہے۔ اور جو ہے وہ ہے۔ اور کہنے کے قابل بھی ہے۔

ساتواں بھنگ یہ ہے۔ کہ جس کا کہنا مطلوب ہے۔ مگر وہ نہیں ہے۔ اور کہنے کے قابل بھی گھڑا نہیں۔

یہ سپت بھنگ کہلاتے ہیں۔ اسی طرح:۔

स्यादस्ति जीवोऽयं प्रथमो भङ्गः ॥ १ ॥ स्यान्नास्ति जीवो द्वितीयो भङ्गः ॥ २ ॥ स्यादवक्तव्यो जीवस्तृतीयो भङ्गः ॥ ३ ॥ स्यादस्ति नास्तिरूपो जीवश्चतुर्थो भङ्गः ॥ ४ ॥ स्यादस्ति अवक्तव्यो जीवः पञ्चमो भङ्गः ॥ ५ ॥ स्यान्नास्ति अवक्तव्यो जीवः षष्ठो भङ्गः ॥ ६ ॥ स्यादस्ति नास्ति अवक्तव्यो जीव इति सप्तमो भङ्गः ॥ ७ ॥

جیو کی سپلت بھنگی

"یعنی جیو ہے" ایسا کہا جائے۔ تو جیو میں جیو کے متضاد جڑ وغیرہ ذی شعور اشیاء کی نفی کا ہونا پہلا بھنگ کہلاتا ہے۔" (۱)

"دوسرا بھنگ یہ ہے۔ کہ "جیو نہیں ہے" جڑ کی نسبت ایسا ہی کہا جاتا ہے اسی وجہ سے دوسرا بھنگ کہلاتا ہے۔" (۲)

"جیو ہے۔ مگر بیان کے قابل نہیں۔ یہ تیسرا بھنگ ہے۔" (۳)

"جب جیو جسم اختیار کرتا ہے۔ تب نمودار اور جب جسم سے الگ ہوتا ہے تب ناپدید رہتا ہے یعنی جیو ہے اور نہیں ہے۔ ایسا کہا جائے تو اس کو چوتھا بھنگ کہتے ہیں۔" (۴)

"جیو ہے مگر بیان کے قابل نہیں جو ایسا قول ہے۔ اس کو پانچواں بھنگ کہتے ہیں۔" (۵)

"جیو پرتیکش پرمان سے بیان کرنے میں نہیں آتا۔ اس لئے آنکھوں کے لئے پرتیکش نہیں ہے ایسی بات ہو۔ تو اس کو چھٹا بھنگ کہتے ہیں۔" (۶)

"ایک وقت میں جیو کا قیام ہونا اور نظر نہ آنے کے باعث نہ ہونا یکساں رہتا ہے بلکہ ہر لمحہ میں تبدیلی پاتا ہے۔ "اور نہیں ہے۔ نہ ہو"۔ اور نہیں ہے اور ہے" کا بھی اطلاق نہ ہو۔ تو یہ ساتواں بھنگ کہلاتا ہے۔" (۷)

دیگر سپلت بھنگیاں

اسی طرح ہیئتگی کی سپلت بھنگی اور غیر ہیئتگی کی سپلت بھنگی نیز خاصۂ عام اور خاصۂ خاص صفات اور تغیرات کی ہر چیز میں سپلت بھنگی ہوتی ہے۔ اسی طرح جوہر عرض عادات اور تغیرات کے لاانتہا ہونے کی وجہ سے سپلت بھنگی بھی لاانتہا ہوتی ہے یہی بودھ اور جینیوں کا "سیاد واد" اور "سپلت بھنگی" منطق کہلاتا ہے۔

سپلت بھنگی اور اور سیاد واد کی تردید

محقق۔ یہ بات صرف ایک انیوانیے بھاد "(عدم موجودیت غیر نفس امیں یا "سادھرمیہ" (صفات موجبہ) "ذی دھرمیہ" (صفات سالبہ) میں شامل ہو سکتی ہے۔ اس آسان طریق کو چھوڑ کر مشکل جال پھیلانا محض نادانوں کے پھنسانے کے لئے ہوتا ہے۔ دیکھو جیو کی غیر از جیو میں اور غیر از جیو کی جیو میں نفی ہی رہتی ہے۔ مثلاً جیو اور جڑ ہست ہونے کی وجہ سے "سادھرمیہ" اور ذی شعور اور غیر ذی شعور ہونے کی وجہ سے "ذی دھرمیہ" یعنی جیو میں "چیتنتا" (ادراک) ہے۔ اور "جڑ میں "(غیر ذی شعوری) نہیں ہے۔ اسی طرح جڑ میں جڑ تا ہے۔ اور چیتنتا نہیں ہے۔ اس لئے صفات فعل اور عادات کے خواص موجبہ اور خواص سالبہ پر غور کرنے سے ان کا "سپلت بھنگی" اور "سیاد واد" آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے۔ پھر اس قدر جال پھیلانا فضول ہے۔ اس بارے میں بودھ اور جینیوں کا ایک اعتقاد ہے۔ مگر تھوڑا سا اختلاف ہونے کی وجہ سے فرق بھی ہو جاتا ہے۔

اب اس کے آگے محض جین مذہب کے بارہ میں لکھا جاتا ہے۔

चिदचिद्वे परे तत्त्वे विवेकस्तद्विवेचनम् ।
उपादेयमुपादेयं हेयं हेयं च कुर्वतः ॥ १ ॥
हेयं हि कर्तृरागादि तत्कार्य्यमविवेकिनः ।
उपादेयं परं ज्योतिरुपयोगैकलक्षणम् ॥ २ ॥

جینیوں کے ذاتی عقائد

"جینی لوگ "چیت" اور "اچیت" یعنی چیتن اور جڑ دو ہی عناصر اولین مانتے ہیں۔ ان دونوں میں تمیز کرنے کا نام "وویک" ہے جو اختیار کرنے کے قابل ہے۔ اس کو اختیار اور جو ترک کرنے کے قابل ہے۔ اس کو ترک کرنے والا "دویکی" کہلاتا ہے۔" (۱)

"جہان کا بنانے والا ہے اور رغبت وغیرہ ہیں۔ نیز ایشور نے جہان بنایا ہے۔ ایسی بے تمیزی کے عقیدہ کو ترک کرنا اور یوگ کے ذریعہ جاننا جو وہ مطلق چیتن ہے۔ اس کو تسلیم کرنا اچھا ہے۔" (۲)

یعنی چیتن کے سوائے دوسرے چیتن وجود ایشور کو نہیں مانتے۔ کوئی بھی قدیم اور ثابت شدہ ایشور نہیں۔ ایسا جین اور بدھ لوگوں کا عقیدہ ہے۔

جین اور بدھ کا ایک ہونا

اس بارہ میں راجہ شیو پرشاد جی اپنی کتاب "اتہاس تمر ناشک" میں لکھتے ہیں۔ کہ ان کے دو نام ہیں۔ ایک جین اور دوسرا بودھ۔ یہ مترادف الفاظ ہیں۔ لیکن بودھوں میں دام مارگی گوشت خور شرابی بدھ بھی ہیں۔ ان کے ساتھ جینیوں کا اختلاف ہے۔ مگر جو مہاویر اور گوتم "گندھر" ہیں۔ ان کا نام بودھوں نے بدھ رکھا ہے۔ اور جینیوں نے "گن دھر" اور "جن دھر"۔ اس بارے میں راجہ شیو پرشاد جی نے جو اپنے بزرگوں کے وقت سے جین مذہب کے پیرو چلے آتے ہیں۔ اپنی کتاب "اتہاس تمر ناشک" کے تیسرے کھنڈ میں لکھا ہے۔ کہ سوامی شنکر آچاریہ سے پہلے "جن دھر" کو ہوئے کل ہزار برس کے قریب گزرے ہیں۔ تمام بھارت ورش میں بدھ یا جین مذہب پھیلا ہوا تھا۔ اور اس پر یہ لوٹ دیا۔ کہ بدھ کہنے سے ہماری مراد اس مذہب سے ہے جو مہاویر کے گن دھر گوتم سوامی کے زمانہ سے شنکر سوامی کے زمانہ تک وید کے خلاف تمام بھارت ورش میں پھیلا رہا۔ اور جس کو اشوک اور اس زمانہ کے مہاراجہ نے قبول کیا۔ اس سے جین کسی طرح باہر نہیں نکل سکتے۔ "جن" جس سے جین نکلا۔ اور "بدھ" جس سے "بودھ" نکلا۔ دونوں مترادف الفاظ ہیں لغت میں دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ اور گوتم کو دونوں مانتے ہیں۔ بلکہ بودھوں کی پرانی کتب دیپ ونش وغیرہ میں "شاکی منی گوتم بدھ" کو اکثر مہاویر ہی کے نام سے لکھا ہے پس ان کے زمانہ میں ان کا مذہب ایک ہی رہا ہوگا۔ ہم نے جو جین نہ لکھ کر گوتم کے مذہب والوں کو بدھ لکھا۔ اس سے ہمارا صرف یہی مطلب ہے۔ کہ ان کو دوسرے ملک والوں نے بودھ ہی کے نام سے لکھا ہے۔ امرکوش میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

सर्वज्ञः सुगतो बुद्धो धर्मराजस्तथागतः ।

समन्तभद्रो भगवान्मारजिल्लोकजिज्जिनः ॥ १ ॥
षडभिज्ञो दशबलोऽद्वयवादी विनायकः ।
मुनीन्द्र श्रीघनः शास्ता मुनिः शाक्यमुनिस्तु यः ॥ २ ॥
स शाक्यसिंहः सर्वार्थःसिद्धशौद्धोदनिश्च सः ।
गौतमश्चार्ककेबन्धुश्च मायादेवीसुतश्च सः ॥ ३ ॥ (अमरकोश ۱ ـ ۱)

اَب دیکھیے بُدھ ۔ جن ۔ اَور بودھ و جین ایک ہی نام ہیں یا نہیں؟ کیا امر سنگھ بھی بُدھ اَور جن کو ایک لکھنے میں بھول گیا ہے۔ جو علم سے بے بہرہ جینی ہیں۔ وُہ نہ تو اپنا جانتے ہیں۔ اَور نہ دُوسرے کا فقط ہٹھ ہی سے بکواس کیا کرتے ہیں۔ لیکن جینیوں میں صاحب علم ہیں۔ وُہ سب جانتے ہیں۔ کہ بُدھ اَور جن نیز بودھ اَور جین مترادف ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں۔

تیرتھنکروں کو پرمیشور ماننا

جین لوگ کہتے ہیں۔ کہ جیو ہی پرمیشور ہو جاتا ہے وُہ اپنے تیرتھنکروں کو کیولی یعنی مکتی پایا ہُوا اَور پرمیشور مانتے ہیں۔ قدیم پرمیشور کو کوئی نہیں مانتے۔

سروگیہ ۔ دیت راگ ۔ ادھن ۔ کیولی ۔ تیرتھنکر ۔ جن یہ سب نام ناستکوں کے دیوتاؤں کے ہیں۔ آدی دیو کی تعریف چندر سوری نے "آپت نشچے انکار" کتاب میں اِس طرح لکھی ہے ۔ کہ

सर्वज्ञो वीतरागादिदोषस्त्रैलोक्यपूजितः ।
यथास्थितार्थवादी च देवोऽर्हन् परमेश्वरः ॥ १ ॥

اِسی طرح "توتاتیتوں" نے بھی لکھا ہے ۔ کہ

सर्वज्ञो दृश्यते तावन्नेदानीमस्मदादिभिः ।
दृष्टो न चैकदेशोऽस्ति लिङ्गं वा योऽनुमापयेत् ॥ २ ॥
न चागमविधिः कश्चिन्नित्यसर्वज्ञबोधकः ।
न च तत्रार्थवादानां तात्पर्यमपि कल्प्यते ॥ ३ ॥
न चान्यार्थप्रधानैस्तैस्तदस्तित्वं विधीयते ।
न चानुवदितुं शक्यः पूर्वमन्यैरबोधितः ॥ ४ ॥

ایشور کی ہستی پر اعتراض

"جو رغبت وغیرہ عیبوں سے بری تینوں لوکوں میں لائق پرستش اشیاء کو ٹھیک ٹھیک بیان کرلے

والا ۔ ہمہ دان ارہن دیو ہے ۔ وُہی پرمیشور ہے" (۱)

"چونکہ ہم اس وقت پرمیشور کو نہیں دیکھتے ۔ اِس لئے کوئی ہمہ دان ۔ قدیم پرمیشور تشکیش نہیں ۔ جب ایشور میں پرتیکش پرمان نہیں ۔ تو انومان بھی عائد نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ ایک مجرد پرتیکش ہوئے کے بغیر انومان نہیں ہو سکتا" (۲)

"جب پرتیکش انومان نہیں۔ تو "آگم" یعنی ابدی۔ قدیم۔ بہہ داں۔ پرماتما کو جتلانے والا شبد بھی نہیں ہو سکتا۔ جب تینوں پرمان نہیں۔ تو "اپتھ واد" (یعنی تعریف و مذمت) "پرکرتی" (یعنی دوسروں کے کارنمایاں کا بیان کرنا) اور "پراکلپ" (یعنی توایرخ) کی منشا بھی پوری نہیں ہو سکتی۔" (۱)

"اور بہہ یہ بھی ہماس" کی مانند بھی جس میں غیر شے کو مقدم لکھا جاتا ہے۔ "پروکش (غائب) پرماتما کی ہستی کو بیان نہیں کر سکتے۔ پھر ایشور کے بیان کرنے والوں سے سُنے کے بغیر انواد (مکرر بیان) بھی نہیں ہو سکتا۔" (۲)

اس کی تردید

اگر کوئی قدیم ایشور نہ ہوتا۔ تو "ایشن" کے ماں باپ وغیرہ کے جسم کا سانچہ کون بناتا۔ ترکیب دینے والے کے بغیر قرار واقعی تمام اعضا سے مکمل مناسب کام انجام دینے کے قابل جسم ہرگز نہیں بن سکتا۔ اور جن اشیاء سے جسم بنا ہے۔ وہ جوڑ ہونے کی وجہ سے اپنے آپ اس قسم کی اعلیٰ صنعت سے پُر جسم کی شکل اختیار نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ ان میں قرار واقعی بننے کا علم ہی نہیں ہے۔ اور جو رغبت وغیرہ عیب میں مبتلا ہونے کے بعد عیب سے پاک ہوتا ہے۔ وہ ایشور کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس وجہ سے وہ رغبت وغیرہ سے چھوٹ کر مکتی پاتا ہے۔ اُس وجہ کے دور ہو جانے پر اُس کا نتیجہ یعنی مکتی بھی فانی ہو گی۔

جیو ایشور نہیں ہو سکتا

جو قلیل الجثہ اور قلیل العلم ہے۔ وہ محیط کل اور علیم کل کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جیو کا وجود محدود المقام اور محدود الصفات، فعل اور عادات والا ہوتا ہے۔ اس میں تمام علوم کو ہر طرح سے کامل طور پر بیان کہنے کی طاقت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے تمہارے تیرتھنکر پیشوا ہرگز نہیں ہو سکتے۔

پرماتما پرتیکش ہے

(۱) کیا تم ایسی اشیاء کو مانتے ہو۔ جو پرتیکش ہیں۔ غیر از پرتیکش کوئی نہیں۔ جس طرح کان سے صورت کا اور آنکھ سے آواز کا احساس نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح قدیم پرماتما کو دیکھنے کے ذریعے پاک "انتہ کرن" ودیا اور یوگا بھیاس سے پاک آتما پرماتما کو پرتیکش دیکھتا ہے۔ جس طرح پڑھنے کے بغیر ودیا کے اغراض حاصل نہیں ہوتے۔ اسی طرح یوگا بھیاس اور عرفان کے بغیر پرماتما کو بھی نہیں دیکھ سکتے جس طرح مٹی کی شکل وغیرہ صفات کے ساتھ براہ راست تعلق ہونے کی وجہ سے پرتھوی پرتیکش ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کائنات میں پرماتما کی قسم قسم کی صنعت کاری کے نشانات کو دیکھ کر پرماتما پرتیکش ہوتا ہے۔

(۲) اور جو پاپ کرنے کی خواہش کے وقت خوف۔ شک اور شرم پیدا ہوتی ہے۔ وہ انتریامی (باطنی القلوب) پرماتما کی طرف سے ہے۔ اس سے بھی پرماتما پرتیکش ہوتا ہے۔ پس انومان کے ہونے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے

(۳) اور پرتیکش اور انومان کے ہوتے سے شبد پرمان بھی قدیم۔ ابدی اور علیم کل ایشور کا علم کرانے والا ہوتا ہے۔ اس لئے ایشور میں شبد پرمان بھی ہے۔

ارتھواد

جب تینوں پرمانوں سے ایشور کا وجود جان سکتا ہے تب "ارتھواد" یعنی پرمیشور کے صفات کی تعریف کرنا بھی بخوبی موزوں ہے۔ کیونکہ جو اشیاء ابدی ہیں۔ ان کے صفات افعال اور عادات بھی ابدی ہوتے ہیں۔ اُن کی تعریف کرنے میں کوئی بھی رکاوٹ نہیں ہے۔

دُنیا بغیر ایشور کے نہیں بن سکتی

جس طرح انسانوں میں بغیر فاعل کے کوئی بھی کام نہیں ہوتا۔ اسی طرح اس کارِ عظیم (دنیا) کا فاعل کے بغیر ہونا سراسر ناممکن ہے جب یہ بات ہے۔ تو ایشور کی ہستی میں جاہل کو بھی شک نہیں ہو سکتا۔

ایشور کے ثبوت میں مکمّد بیان بھی ہو سکتا ہے

اور جب پرماتما کے پرکاش کرنے والوں سے اس کی ذات کا بیان سُنیں گے۔ تو بعد میں اس کا مکمّد بیان کرنا سہل ہوگا۔

اس لئے جینیوں کے پرتیکش وغیرہ پرمانوں سے ایشور کی تردید کرنا وغیرہ کا رد کرنا نامناسب ہے

سوال:۔

अनादेरागमस्यार्थो न च सर्वज्ञ आदिमान् ।
कृत्रिमेण त्वसत्येन स कथं प्रतिपाद्यते ॥ १ ॥
अथ तद्वचनेनैव सर्वज्ञोऽन्यैः प्रतीयते ।
प्रकल्पेत कथं सिद्धिरन्योन्याश्रययोस्तयोः ॥ २ ॥
सर्वज्ञोक्ततया वाक्यं सत्यं तेन तदस्तिता ।
कथं तदुभयं सिध्येत् सिद्धंमूलान्तराद्ऋते ॥ ३ ॥

ایشور کی ہستی پر اعتراضات

"درمیان میں حادث ہوا۔ ازلی شاستر کا مضمون نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حادث غیر حقیقی کلام سے اس کا بیان کس طرح ہو سکتا ہے"۔ (۱)

"اور اگر پرمیشور ہی کے کلام سے پرمیشور ثابت ہوتا ہے۔ تو قدیم ایشور سے قدیم شاستر کا ثبوت اور قدیم شاستر سے قدیم ایشور کا ثبوت" انیوانیہ آشرے دوش" (اعتراض دور[1]) عائد ہوتا ہے "کیونکہ علیم کُل کے قول سے اُس وید کی کلام کو (سچا ثابت کرتے ہو) اور پھر اسی وید کی کلام سے ایشور کو ثابت کرتے ہو۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ اس شاستر اور پرمیشور کے ثابت کرنے کے واسطے کوئی تیسرا ثبوت چاہیئے۔ اگر ایسا مانو گے۔ تو اور اد ستھا دوش (تسلسل کا اعتراض) عائد ہوگا"۔ (۳)

[1] علم منطق میں تسلسل امور نامتناہی کے مترتب ہونے کو کہتے ہیں۔ اور دور اسے کہتے ہیں کہ دریافت ایک علم کا موقوف ہو۔ دوسرے علم پر اور علم ثانی پھر موقوف ہو علم اوّل پر۔ جو خود مجہول ہے۔ دور تسلسل بھی باطل ہے سنسکرت زبان میں تسلسل کو ان اوستھا دوش ان اوستھا پتی اور دور کو انیوانیہ آشرے دوش کہتے ہیں (مترجم)

اِن کی تردید

جواب: ہم لوگ پرمیشور اور پرمیشور کے صفت فعل اور عادت کو قدیم مانتے ہیں۔ قدیم ابدی اشیاء میں "انیانیہ آشرے دوش" (دور) عائد نہیں ہو سکتا جس طرح معلول سے علت کا اور علت سے معلول کا علم ہوتا ہے۔ اور معلول میں ہمیشہ علت کی خاصیت اور علت میں معلول کی خاصیت رہتی ہے۔ اسی طرح پرمیشور کے بے انتہا علم وغیرہ صفات کے ابدی ہونے کے باعث ایشور کے کلام وید میں "ان اد ستھا دوش" (تسلسل) عائد نہیں ہوتا۔ اور تم تیرتھنکروں کو پرمیشور مانتے ہو۔ یہ کبھی ہو نہ دل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ماں باپ کے بغیر اُن کا جسم ہونا ہی ناممکن ہے۔ پھر وہ پرمیش چیا (ریاضت) گیان اور مکتی کو کس طرح پا سکتے ہیں؟

اسی طرح ترکیب کی ابتدا مفرد ہوتی ہے کیونکہ تفریق و تقسیم کے بغیر ترکیب ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے کائنات کے پیدا ہونے کے لئے قدیم پرماتما کو مالو۔ دیکھو! خواہ کوئی کتنا ہی کابل ہو۔ تاہم جسم وغیرہ کی بناوٹ کو پورے طور پر نہیں جان سکتا۔

جب "سمدھ" (کمالیت) کو پہنچا ہوا جیو گہری نیند کی حالت میں ہوتا ہے۔ تب اس کو کچھ بھی ادراک نہیں ہوتا۔

جب جیو دکھ پاتا ہے۔ تب اس کا علم بھی کم ہو جاتا ہے۔

ایسی محدود طاقت والے اور ایک مقام میں رہنے والے کو ایشور ماننا وہم میں پڑی ہوئی عقل والے جینیوں کے سوائے دوسرا کوئی بھی نہیں مان سکتا۔

اگر تم کہو۔ کہ وہ تیرتھنکر اپنے ماں باپ سے پیدا ہوئے۔ تو وہ کن سے؟ اور ان کے ماں باپ کن سے؟ اور پھر ان کے بھی ماں باپ کن سے پیدا ہوئے؟ علیٰ ہذا القیاس "ان اد ستھا" (تسلسل) عائد ہو گی۔

"آستک" اور "ناستک" کا مکالمہ

اس کے آگے "پرکرن رتنا کر" کے دوسرے حصہ آستک ناستک کے مباحثہ کے سوال و جواب لکھتے ہیں جس کو بڑے بڑے جینیوں نے اتفاق رائے سے مان کر لیکھ میں چھپوایا ہے۔

ناستک۔ ایشور کی خواہش سے کچھ نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ کرم (فعل) سے ہی ہوتا ہے۔

کرم ہی کرتا نہیں بن سکتا

آستک۔ اگر سب کچھ کرم سے ہوتا ہے۔ تو کرم کس سے ہوتا ہے؟ اگر کہو۔ کہ جیو وغیرہ سے ہوتا ہے۔ تو جن وسائل کان وغیرہ سے جیو کرم کرتا ہے۔ وہ کن سے ہوئے؟ اگر کہو کہ انادی اور طبعی ہوتے ہیں۔ تو انادی کا وجود ہونا ناممکن ہونے کی وجہ سے تمہارے مذہب میں مکتی معدوم ہو جائے گی۔

اگر کہو۔ کہ "پراگ ابھاو" (عدم ماقبل) کی مانند ابتداء نہیں مگر انتہا ہے۔ تو کوشش کرنے کے بغیر ہی سب کے کرم (فعل) ختم ہو جائیں گے۔ اگر نتیجہ کا دینے والا ایشور نہ ہو۔ تو پاپ کے نتیجہ میں

جیو کبھی اپنی خوشی سے دُکھ نہیں بھوگے گا جس طرح چور وغیرہ چوری کا نتیجہ (سزا) اپنی خوشی سے نہیں بھوگتے بلکہ شاہی قانون سے بھوگتے ہیں۔ اسی طرح پرمیشور کے حکم سے جیو پاپ اور پُن کے نتائج بھوگتے ہیں بصورت دیگر کرم خلط ملط ہو جاویں گے۔ اور ایک کے کرم دوسرے کو بھوگنے پڑیں گے۔

ناستک۔ ایشور کرم کرنے والا نہیں ہے۔ اگر کرم کرنے والا ہوتا۔ تو کرم کا نتیجہ بھی بھوگنا پڑتا اس لئے جس طرح ہم "کیولی" مکتی پائے ہوؤں کو فعل سے آزاد مانتے ہیں۔ اسی طرح تم بھی جانو۔

ایشور بے فعل نہیں

آستک۔ ایشور بے فعل نہیں ہے۔ بلکہ با فعل ہے۔ اگر چیتن (ذی شعور) ہے۔ تو با فعل کیوں نہیں؟ اور اگر فاعل ہے۔ تو وہ فعل سے کبھی الگ نہیں ہو سکتا جس طرح اپنے مصنوعی تیر تھنکر کو جیو سے بنا دنی ایشور بناتا ہوا مانتے ہو اس قسم کے ایشور کو کوئی بھی صاحب علم نہیں مان سکتا کیونکہ اگر کسی وجہ سے ایشور بنے۔ تو عارضی اور محتاج بالغیر ہو جائے کیونکہ ایشور بننے سے پہلے جیو تھا۔ بعد میں کسی وجہ سے ایشور بنا۔ تو پھر آخیر میں جیو ہی ہو جائے گا۔ اپنے جیو ہونے کی خاصیت کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ کیونکہ بے حد زمانہ سے جیو ہے اور بے حد زمانہ تک رہے گا۔ اس لئے اس قدیم سے ثابت بالذات ایشور کو ماننا واجب ہے۔ دیکھو! جس طرح زمانہ حال میں جیو پاپ پُن کرتا۔ سُکھ دُکھ بھوگتا ہے۔ ایشور ویسا کبھی نہیں ہوتا (یعنی نہ پاپ پُن کرتا ہے نہ بھوگتا ہے) اگر ایشور فعل کرنے والا نہ ہو۔ تو اس جہان کو کس طرح بنا سکتا ہے؟ اگر کہو کہ "پرماگ ابھاو" کے مانند غیر ازلی مگر منتہی (ختم ہونے والا) ملتے ہو۔ تو کرم کے ساتھ "سموائی" (لازم ملزوم) تعلق نہیں رہے گا۔ اور جب "سموائی" تعلق نہیں رہا۔ تو وہ ترکیب سے پیدا ہونے کی وجہ سے حادث ہو جائے گا۔ اگر مکتی میں فعل ہی نہیں مانتے۔ تو وہ مکت جیو گیان والے ہوتے ہیں یا نہیں۔ اگر کہو ہوتے ہیں۔ تو باطنی فعل والے ہوئے۔ کیا مکتی میں پتھر کی مانند جڑ ہو کر ایک جگہ پڑے رہتے ہیں۔ اور کچھ بھی حرکت نہیں کرتے۔ تو مکتی کیا ہوئی۔ تاریکی اور قید میں پڑنا ہوا۔

ناستک۔ ایشور محیط کُل (موجود کُل) نہیں ہے۔ اگر موجود کُل ہوتا۔ تو تمام چیزیں چیتن کیوں نہ ہوتیں اور براہمن کشتری۔ ویش اور شودر وغیرہ اعلےٰ۔ درمیانی۔ اور ادنیٰ حالتیں کیوں ہوتیں؟ کیوں کہ سب میں ایک ہی قسم کا ایشور موجود ہے۔ پس چھوٹائی بڑائی نہ ہونی چاہیئے۔

ایشور محیط اور بے روپ ہے

آستک۔ محاط (ویاپیہ) اور محیط (ویاپک) ایک نہیں ہوتے بلکہ (محاط) ویاپیہ محدود المقام اور ویاپک (محیط) موجود کُل ہوتا ہے۔ مثلاً آکاش سب میں موجود ہے۔ اور کمرہ زمین وگھڑا۔ کپڑا وغیرہ محاط محدود المقام ہیں جس طرح زمین اور آکاش ایک نہیں۔ اسی طرح ایشور اور جہان ایک نہیں جس طرح گھڑے وکپڑے وغیرہ سب کے اندر آکاش محیط ہے۔ اور گھڑا وکپڑا وغیرہ آکاش نہیں ہیں۔ اسی طرح چیتن پرمیشور سب میں ہے مگر سب چیتن نہیں ہوتے۔ جیسے صاحب علم اور بے علم۔ حرماتما اور ادھرماتما برابر نہیں ہوتے۔ (اسی طرح) دیا وغیرہ اوصاف نیک اور راست گوئی وغیرہ اعمال اور نیک چلنی وغیرہ خصلتوں کے کم وبیش ہونے سے

برہمن۔ کشتری۔ ویش اور شودر۔ اور چنڈال بھی چھوٹے مانے جاتے ہیں۔ دونوں کی تشریح جس طرح چوتھے باب میں لکھ چکے ہیں۔ وہاں دیکھ لو۔

سرشٹی دو قسم کی ہے

ناستک۔ اگر ایشور کی صنعت کاری سے "سرشٹی" ہوتی۔ تو ماں باپ وغیرہ کا کیا کام تھا؟

آستک۔ ایشوری سرشٹی "کا پیدا کرنے والا ایشور ہے مگر جیوی سرشٹی" کا نہیں۔ جو کام جیوؤں کے کرنے لائق ہیں۔ ان کو ایشور نہیں کرتا۔ بلکہ جیو ہی کرتا ہے۔ مثلاً درخت پھل۔ پودے۔ اناج وغیرہ ایشور نے پیدا کئے ہیں۔ اس کو لے کر جیو پیس کوٹ کر روٹی وغیرہ اشیاء نہ بنا دیں اور نہ کھاویں۔ تو اس کے بدلے ان کاموں کو کبھی ایشور کرنے لگتا ہے؟ اگر (ان کاموں کو جیو خود) نہ کرے۔ تو جیو کا زندہ رہنا (جسم میں رہنا) بھی نہ ہو سکے۔ اس لئے ابتدائی پیدائش جیوؤں کے جسموں اور سانچے کو بنانا ایشور کے تابع ہے۔ بعد میں ان سے اولاد وغیرہ کا پیدا کرنا جیو کا کام ہے۔

دنیا کا نظام اور ایشور

ناستک۔ جب پرماتما قدیم شعور بالذات راحت بالذات ہے۔ تو جہان کے بکھیڑے اور دکھ میں کیوں پڑا؟ کوئی معمولی آدمی بھی راحت کو چھوڑ کر دکھ میں پڑنا قبول نہیں کرتا۔ ایشور نے کیوں کیا؟

آستک۔ پرماتما کبھی بکھیڑے اور دکھ میں نہیں گرتا۔ نہ اپنی راحت کو چھوڑتا ہے۔ کیونکہ جو مختص المقام ہو۔ اس کا بکھیڑے میں اور دکھ میں گرنا ممکن ہے۔ ہمہ جا موجود کا نہیں۔ اگر قدیم عقل کل راحت کل علم کل پرماتما جہان کو نہ بناوے۔ تو اور کون بناوے۔ جہان کے بنانے کی طاقت جیو میں نہیں ہے۔ اور جڑ (بے جان) میں بھی خود بخود بننے کی طاقت نہیں ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا۔ کہ پرماتما ہی جہان کو بناتا اور ہمیشہ آنند میں رہتا ہے جس طرح پرماتما ذرات مادی سے کائنات کو بناتا ہے۔ اسی طرح علت فاعلی یعنی ماں باپ کے ذریعہ سے پیدائش کے انتظام کا قاعدہ بھی اسی نے بنایا ہے۔

ایشور سدا مکت ہے

ناستک۔ ایشور مکتی کے سکھ کو چھوڑ کر جہان کے پیدا کرنے، قائم رکھنے اور فنا کرنے کے بکھیڑے میں کیوں پڑا؟

آستک۔ ایشور سدا (دائماً) مکت ہونے کی وجہ سے وسائل کے ذریعہ سے کمال کو پہنچے ہوئے تمہارے ایک مقام میں رہنے والے بندھن کے بعد مکت ہوئے تیرتھنکروں کی مانند نہیں ہے جو بے انتہا صفات، افعال، اور عادات والا پرماتما وہ محض اس ناچیز جہان کو قائم رکھتا اور فنا کرتا ہوا بھی قید میں نہیں پڑتا۔ کیونکہ بندھن اور مکتی نسبتاً ہے۔ مثلاً مکتی کے مقابلہ میں بندھن اور بندھن کے مقابلہ میں مکتی ہوتی ہے۔ جو کبھی بندھن میں نہیں تھا۔ وہ مکت کیونکر کہا جا سکتا ہے؟ اور جو ایک مقامی جیو ہیں۔ وہی بندھن میں آیا اور مکت ہوا کرتے ہیں۔ لا انتہا، ہمہ جا موجود اور محیط کل ایشور تمہارے تیرتھنکروں کی طرح کبھی بندھن یا عارضی مکتی کے چکر میں نہیں پڑتا۔ اس لئے وہ پرماتما سدا مکت کہلاتا ہے۔

ناستک۔ جیو کرموں کے نتیجہ کو اسی طرح بھوگ سکتا ہے جس طرح وہ بھنگ پینے کے نشہ کو اپنے آپ ہی بھوگتا ہے۔ اس میں ایشور کا کچھ کام نہیں ہے۔

کرم خود بخود نتیجہ نہیں دے سکتے

آستک۔ جس طرح راجہ کے بغیر ڈاکو شہوت پرست چور وغیرہ بدکردار آدمی خود بخود پھانسی یا قید خانہ نہیں جاتے اور نہ وہ جانا چاہتے ہیں۔ بلکہ شاہی عدالت کے ضابطہ کے موجب جیسا گناہ کے راجہ ان کو قرار واقعی سزا دیتا ہے۔ اسی طرح ایشور بھی جیو کو اپنے انصاف کے قاعدہ سے ان کے کرموں کے مطابق حسب مناسب سزا دیتا ہے۔ کیونکہ کوئی جیو بھی اپنے برے کرموں کے نتیجے کو خود بھوگنا نہیں چاہتا اس لئے عادل پرماتما کا ہونا لازمی ہے۔

ناستک۔ جہان میں ایک ایشور نہیں۔ بلکہ جس قدر مکت جیو ہیں۔ وہ سب ایشور ہیں۔

مکت جیو ایشور نہیں ہیں

آستک۔ یہ بات بالکل فضول ہے۔ کیونکہ جو اقل بندھن میں پڑ کر مکت ہو۔ وہ پھر بھی بندھن میں پڑے گا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ بالطبع مکت نہیں ہے۔ جیسے تمہارے جو بیل تیر تھنکر پہلے بندھن میں تھے۔ پھر مکت ہوئے۔ پھر بھی ضرور بندھن میں گریں گے۔ اور جب کہ بہت سے ایشور ہیں۔ تو جس طرح جیو اپنے بہت ہونے کے لڑتے بھڑتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ایشور بھی لڑا بھڑا کریں گے۔

ناستک۔ اے کم عقل! جہان کے بنانے والا کوئی نہیں۔ بلکہ جہان خود بخود بنا ہے۔

دنیا خود بخود نہیں بن سکتی

آستک۔ چیزوں کی کتنی بڑی بھول ہے۔ بھلا فاعل کے بغیر کوئی فعل اور فعل کے بغیر کوئی نتیجہ فعل جہان میں ہوتا دکھلائی دیتا ہے؟ یہ اس قسم کی بات ہے۔ کہ جیسے کھیت میں گیہوں خود بخود پیدا ہو کر اور پس کر روٹی بن جنیوں کے پیٹ میں چلی جاتی ہو۔ روئی سوت۔ کپڑا۔ انگرکھا۔ دوپٹہ دھوتی۔ پگڑی وغیرہ بنے بنائے کبھی پیدا نہیں ہوئے۔ جب ایسا نہیں ہے۔ تو فاعل (حقیقی) ایشور کے بغیر یہ طرح طرح کا عالم اور بے شمار جسموں کی بناوٹ کس طرح ہو سکتی ہے؟ اگر ہٹ دھرمی سے جہان کو اپنے آپ پیدا ہوا مانو۔ تو مذکورہ بالا کپڑے وغیرہ کو فاعل کے بغیر خود بخود پیدا ہوتے دکھلاؤ۔ جب ایسا ثابت نہیں کر سکتے۔ تو تمہاری دلیل سے خالی بات کون عقلمند مان سکتا ہے؟

ایشور میں نہ ویراگ ہے نہ موہ

ناستک۔ "ایشور" "ورکت" (تارک) ہے یا "موہت" (بندھ) اگر "ورکت" ہے۔ تو دنیا کے بکھیڑے میں کیوں پڑا؟ اگر "موہت" ہے۔ تو جہان کے بنانے کے قابل نہیں ہو سکے گا

آستک۔ پرمیشور میں "ویراگ" (ترک) یا "موہ" (دلبستگی) کبھی عائد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو محیط کل ہے وہ کس کو چھوڑے اور کس کو اختیار کرے۔ ایشور سے افضل یا اس کو غیر حاصل کوئی شے نہیں ہے اس لئے اسے کسی میں بھی "موہ" نہیں ہوتا۔ "ویراگ" اور "موہ" جیو پر عائد ہو سکتے ہیں ایشور پر نہیں۔

ناستک۔ اگر ایشور کو جہان کے بنانے والا اور جیوؤں کے کرموں کا نتیجہ دینے والا مانو گے۔ تو

ایشور پابند دنیا ہو کر دکھی ہو جائے گا۔

ایشور پابند دنیا ہے

آستک۔ بھلا جب قسم قسم کے کاموں کا کرنے والا اور جانداروں کو کرموں کی سزا دینے والا۔ دھارمک۔ صاحب علم۔ عالم عدالت۔ بجرموں کے کرموں میں نہیں پھنستا۔ اور نہ پابند دنیا ہوتا ہے۔ تو پھر لا انتہا طاقت والا پرمیشور دنیا کا پابند اور دکھی کیونکر ہوگا؟ ہاں! تم اپنی بے علمی کی وجہ سے پرمیشور کو بھی اپنے اور اپنے تیرتھنکروں کے مانند سمجھتے ہو تو تمہاری بے علمی کا ذمہ دست ثبوت ہے۔ اگر بے علمی وغیرہ نقصوں سے چھوٹنا چاہتے ہو۔ تو وید وغیرہ سچے شاستروں کا سہارا لو۔ کیوں مغالطوں میں پڑ کر ٹھوکریں کھاتے ہو؟

اب ہم جس طرح جین لوگ جہان کو مانتے ہیں۔ اس طرح ان کے "سوتروں" کے مطابق بیان کرتے ہیں۔ اور اختصار کے ساتھ اصلی حوالہ کے معنی کرنے کے بعد سچے جھوٹ کی تحقیق کر کے دکھاتے ہیں۔

सामि अणाइ अणन्ते, चउगइ संसारघोरकान्तारे।
मोहाइ कम्मगुरुठिइ, विवागवसउं भमइ जीवो ॥ (رتن سار بھاگ ۲-۶-۲)

یہ "رتن سار بھاگ" نامی کتاب کے اندر "سمیکتو پرکاش" کے مضمون میں گوتم اور مہاویر کا مباحثہ ہے۔

دنیا ازلی اور ابدی نہیں ہو سکتی

اس کا مختصر طور پر ضروری مطلب یہ ہے۔ کہ دنیا کی ابتداء اور انتہا نہیں ہے۔ نہ کبھی اس کی پیدائش ہوئی۔ اور نہ کبھی فنا ہوتی ہے۔ یعنی جہان کسی کا بنایا ہوا نہیں۔ ایسا ہی آستک ناستک کے مباحثہ میں کہا کہ اے کم عقل! جہان کے بنانے والا کوئی نہیں۔ یہ نہ کبھی بنا اور نہ کبھی فنا ہوتا ہے۔

تحقیق۔ (۱) جو ترکیب سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ ازلی اور ابدی کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور فعل بھی پیدائش اور فنا سے آزاد نہیں۔ جہاں میں جس قدر اشیاء پیدا ہوتی ہیں۔ وہ سب ترکیب سے پیدا ہونے والی ہیں اور وہ پیدا اور فنا ہوتے دیکھی جاتی ہیں۔ پھر دنیا پیدائش اور فنا کے تابع کیوں نہیں۔ اس لئے تمہارے تیرتھنکروں کو پورا علم نہ تھا۔ اگر ان کو کامل علم ہوتا۔ تو ایسی ناممکن باتیں کیوں لکھتے۔

(۲) جیسے تمہارے گورو ہیں ویسے ہی تم شاگرد بھی ہو۔ تمہاری باتیں سننے والے کو علم طبعیات کبھی نہیں ہو سکتا۔ بھلا جو اشیاء مرکب دکھلائی دیتی ہیں۔ ان کی پیدائش اور فنا کس طرح نہیں مانتے بات یہ ہے۔ کہ جینیوں یا ان کے آچاریہ کو کتہ ارتھی اور سلیت کا علم نہیں آتا تھا۔ اور نہ اس وقت ان میں یہ علم ہے۔ ورنہ مندرجہ ذیل قسم کی ناممکن باتیں کیونکر مانتے۔ اور کہتے۔ دیکھئے! (یہ لکھتے ہیں کہ)

جینیوں کی بیہودہ فلاسفی

اس دنیا میں "پرتھوی کایہ" یعنی "پرتھوی" (زمین بھی جیو کا جسم ہے۔ اور "جل کایہ" وغیرہ جیو بھی مانتے ہیں۔ اس کو کوئی بھی نہیں مان سکتا۔ ان کی اور بے معنی باتیں بھی دیکھو۔ جن تیرتھنکروں کو جینی لوگ "سمیک گیانی" (عالم کامل) اور پرمیشور مانتے ہیں۔ ان کی جھوٹی باتوں کے نمونے یہ ہیں۔

رتن سار بھاگ میں جس کو جینی لوگ مانتے ہیں۔ اور جس کو بتاریخ ۲۸۔ اپریل ۱۸۷۹ء نانک چند جینی نے مطبع جین پربھاکر بنارس میں چھپوا کر شائع کیا ہے صفحہ ۱۴۵ پر کال (وقت) کی تشریح اس طرح کی ہے

کال کی تشریح

یعنی چھوٹے سے چھوٹے وقت کو "سمیہ" کہتے ہیں۔ اور "اسنکھیات" بے شمار سمیوں کو "آولی" کہتے ہیں۔ ایک کروڑ ستر لاکھ ستر ہزار دو سو سولہ "آولیوں" کا ایک "مہورت" ہوتا ہے۔ ویسے تیس مہورتوں کا ایک دن۔ ایسے پندرہ دنوں کا ایک "پکش"۔ اور ایسے دو "پکشوں" کا ایک مہینہ۔ ایسے بارہ مہینوں کا ایک سال ہوتا ہے۔ ستر لاکھ کروڑ چھپن ہزار کروڑ۔

۷۰۵۶۰۰۰۰۰۰۰۰ × ۱۲ × ۳۰ × ۲ = ۱۲۹۶۰۰۰۰۰۰۰۰۰ برسوں کا

پورو اور پلیوپم کال

ایک "پورو" ہوتا ہے ایسے "اسنکھیات پوروؤں" کو ایک "پلیوپم" کال کہتے ہیں۔

اسنکھیات کال

"اسنکھیات" اس کو کہتے ہیں کہ ایک چار کوس مربع اور اتنا ہی گہرا کنواں کھود کر اس کو "جنگلی آدمی" کے جسم کے بالوں کے ٹکڑوں سے حسب تفصیل ذیل بھریں۔ واضح ہے۔ کہ آج کل کے انسانوں کے بال سے "جنگلی" آدمی کا بال چار ہزار اچھیلے حصے پتلا ہوتا ہے۔ یعنی اگر "جنگلی آدمی کے چار ہزار اچھیلے بالوں کو اکٹھا کریں۔ تو زمانہ حال کے آدمیوں کا ایک بال ہوتا ہے۔ ایسے جنگلی آدمی کے ایک انگل بھر بال کے سات دفعہ آٹھ آٹھ ٹکڑے کرنے سے بیس لاکھ سات سو ایک ہزار ایک سو بائیس ٹکڑے ہوتے ہیں پس ایسے ٹکڑوں سے مندرجہ بالا کنوئیں کو بھریں۔ اور اس سے سو سو سال کے بعد ایک ایک ٹکڑا نکالیں۔ جب سب ٹکڑے نکل جاویں۔ اور کنواں خالی ہو جاوے تب بھی وہ وقت اسنکھیات (قابل شمار) ہے۔ اور جب ان میں سے ایک ایک ٹکڑے کے اسنکھیات ٹکڑے کر کے ان ٹکڑوں سے اس کنوئیں کو ایسا ٹھوس کر بھریں۔ کہ اس کے اوپر سے کروڑ زمین کے لاکھ کا لشکر گزر جاوے۔ تو بھی نہ دبے۔ ان ٹکڑوں میں سے سو سال کے بعد ایک ایک ٹکڑا نکالیں۔ جب وہ کنواں خالی ہو جاوے۔ اور پھر اسنکھیات "پورو" گزر جاویں۔ تب ایک "پلیوپم کال" ہوتا ہے۔ "پلیوپم کال" کو کنوئیں کی تمثیل سے سمجھ لینا۔

جب دس کروڑ کروڑ (۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰) پلیوپم کال گزر لیں۔ تب ایک "ساگر ویم کال" ہوتا ہے۔ جب دس کروڑ کروڑ "ساگر ویم کال" گزر جاویں۔ تب ایک "اُت سرپنی کال" ہوتا ہے۔ اور جب ایک "اُت سرپنی" اور ایک "اوسرپنی کال" گزر جاوے۔ تب ایک "کال چکر" ہوتا ہے جب "اننت کال چکر" گزر جاویں۔ تب ایک "پدگل پراورت" ہوتا ہے۔

اننت کال

اب "اننت کال" کس کو کہتے ہیں۔ سدھانت کی کتابوں میں تو تمثیلوں سے کال کا شمار کیا گیا ہے۔ اس سے آگے "اننت کال" کہلاتا ہے۔ ویسے اننت پدگل پراورت کال جیو کو بھرمتے ہوئے گزرے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

سنو بھائی! علم ریاضی کے جاننے والے لوگو! تم جینیوں کی کتاب کے بموجب وقت کا شمار

جینیوں کے حساب کی بیہودگی

کر سکو گے یا نہیں۔ اور تم اس کو سچ بھی مان سکتے ہو یا نہیں؟ دیکھئے۔ ان تیرتھنکروں نے ایسا علم یا ضی پڑھا تھا۔ ان کے مت میں ایسے ایسے اُستاد اور شاگرد ہوئے جن کی بے علمی کی کوئی حد نہیں۔ اور بھی ان کا اندھیر سنئے۔ رتن سار بھاگ کے صفحہ ۱۴۱ سے آگے جو کچھ بُوٹا بول یا جینیوں کی سدھانت کی کتابیں یعنی بشبھ دیو سے لے کر مہاں ویر تک اُن کے چوبیس تیرتھنکروں کے اقوال کا لُبِ لباب ہے۔

بے حِس جیووں کی عُمر

رتن سار بھاگ صفحہ ۱۴۸ میں لکھا ہے۔ کہ "پرتھوی کایہ" یعنی مٹی پتھر وغیرہ جو پرتھوی (مٹی) کی مختلف شکلیں ہیں۔ ان میں رہنے والے جیووں کے جسم کا اندازہ ایک انگل کا اسنکھیاتوں (بے شمار واں حصہ) سمجھنا یعنی بہت ہی چھوٹے ہوتے ہیں۔ ان کی عُمر کا پیمانہ یہ ہے۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ بائیس ہزار برس جیتے ہیں۔

ایک حِس والے جیووں کی عُمر

رتن سار صفحہ ۱۴۹۔ نباتات کے ایک جسم میں لاانتہا جیو رہتے ہیں۔ وہ معمولی نباتات کے جیو کہلاتے ہیں جو کند مول وغیرہ اور "انت کایہ" وغیرہ ہوتے ہیں۔ اُن کو معمولی نباتات کا جیو کہنا چاہیئے۔ ان کی عُمر کا پیمانہ "انت مُہورت" ہوتا ہے۔ لیکن اس موقعہ پر اُن کا مُہورت "مندرجہ بالا سمجھنا چاہیئے۔ اور چونکہ جسم میں ایک ہی حِس یعنی صرف "جس لاسہ" (چھونے کی شکتی) ہوتی ہے۔ اور اس (جسم) میں ایک جیو رہتا ہے اس لئے اس کو مفرد نباتات کہتے ہیں۔ اس کے جسم کا پیمانہ ایک ہزار یوجن ہوتا ہے۔ واضح ہو۔ کہ یہ انیوں کا یوجن چار کوس کا۔ مگر جینیوں کا یوجن دس ہزار کوس کا ہوتا ہے۔ ایسے چار ہزار کوس کا جسم ہوتا ہے۔ اس کی عُمر کا پیمانہ زیادہ سے زیادہ دس ہزار برس کا ہوتا ہے۔

دو حِس والے جیو اور اُن کی عُمر

اب دو حِس والے جیو کا بیان کرتے ہیں۔ اُن کا ایک جسم اور ایک مُنہ (ہوتا ہے) اور وہ شنکھ۔ کوڑی اور جُوں وغیرہ ہوتے ہیں۔ اُن کے جسم کا پیمانہ یعنی جسم کثیف زیادہ سے زیادہ اڑتالیس کوس کا ہوتا ہے۔ اور اُن کی عُمر کا پیمانہ زیادہ سے زیادہ بارہ برس کا ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر بہت بھول گیا۔ کیونکہ اس قدر موٹے جسم کی عُمر زیادہ لکھتا۔ اور اڑتالیس کوس کی جُوں جینیوں کے جسم میں پیتی ہوگی۔ اور انہوں نے ہی دیکھی ہوگی۔ غیروں کا ایسا نصیب کہاں۔ کہ اس قدر بڑی جُوں دیکھیں۔

حیرت ناک جانور

رتن سار صفحہ ۱۵۰۔ اور دیکھو ان کا دھندا۔ کھٹمل۔ لگائی۔ کساری اور مکھی ایک یوجن کے جسم والے ہوتے ہیں۔ اُن کی عُمر کا پیمانہ زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کا ہوتا ہے۔ دیکھو بھائی! چار چار کوس کا کھٹمل اور کسی نے نہیں دیکھا ہوگا۔ اگر ہزار جینی مذہب آٹھ میل کے جسم والے کھٹمل اور مکھی بھی ہوتے ہیں۔ تو ایسے کھٹمل اور مکھی انہیں کے گھر میں رہتے ہوں گے۔ دنیا میں اور کسی نے نہیں دیکھے ہوں گے۔ اگر کہیں ایسے کھٹمل کسی جینی کو کاٹیں۔ تو اس کا کیا حشر ہوتا ہوگا

لہ چار کوس بلحاظ جسامت پرانیوں کے ہوتے ہیں۔ ورنہ جینیوں کے لحاظ سے (۱۰۰۰) کوس ہوتے ہیں۔

آبی جانور، مچھلی وغیرہ کے جسم کا پیمانہ ایک ہزار یوجن یعنی دس ہزار کوس تک ہے۔ ایک کروڑ کوس کا جسم ہوتا ہے۔ اور ان کی عمر ایک کروڑ "پورو" سال کی ہوتی ہے۔ ایسا بڑا آبی جانور کبھی جینیوں کے اور کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ اور چوپایہ جانور ہاتھی وغیرہ کے جسم کا پیمانہ دو کوس سے نو کوس تک اور عمر چوراسی ہزار سالوں کی وغیرہ وغیرہ ایسے بڑے بڑے جسم والے جیو بھی جینی لوگوں ہی نے دیکھے ہوں گے۔ دوسرے (ایسی جھوٹی باتیں) مان سکتے ہیں۔ اور کوئی عقلمند نہیں مان سکتا۔

رتن سار صفحہ ۱۵۱۔ آبی گربھج (رحم سے پیدا ہونے والے) جیوؤں کے جسم کا پیمانہ بڑے سے بڑا ایک ہزار یوجن یعنی (۱۰۰۰ر۱۰۰۰ر۱۱) ایک کروڑ کوس کا اور عمر کا پیمانہ ایک کروڑ "پورو" سالوں کا ہوتا ہے۔ اتنے بڑے جسم اور عمر والے جیو بھی انہیں کے آچاریوں نے خواب میں دیکھے ہوں گے۔ کیا یہ ایسا سخت جھوٹ نہیں ہے۔ جو کبھی ممکن نہ ہو سکے۔

جینیوں کا جغرافیہ

اب زمین کی پیمائش سنیئے۔ (رتن سار صفحہ ۱۵۲) اس تیچلی دنیا میں اسنکھیات "دویپ" اور "اسنکھیات" سمندر ہیں۔ اسنکھیات کا اندازہ یہ ہے۔ کہ جس قدر "سمیہ" اڈھائی "ساگر دیم کالی" میں ہوتے ہیں۔ اتنے دویپ اور سمندر جاننے چاہئیں۔ اب اس زمین میں اوّل ایک "جمبو دویپ" سب دویپوں کے درمیان میں ہے۔ اس کا پیمانہ ایک لاکھ یوجن یعنی چار لاکھ کوس کا ہے۔ اور اس کے چاروں طرف "لون سمندر" (کھاری سمندر) ہے اس کا پیمانہ دو لاکھ یوجن یعنی آٹھ لاکھ کوس ہے۔ اس جمبو دویپ کے چاروں طرف جو "دھات کی کھنڈ" نام دویپ ہے۔ اس کا پیمانہ چار لاکھ یوجن یعنی ۱۶ لاکھ کوس کا ہے۔ اور اس کے باہر کالودھی "سمندر ہے اس کا پیمانہ آٹھ لاکھ یوجن یعنی ۳۲ لاکھ کوس کا ہے۔ اس کے بعد پشکراوت دویپ ہے۔ اس کا پیمانہ سولہ کوس کا ہے۔ اس دویپ کے اندر منطقہ ہیں۔ اس کے نصف میں انسان رہتے ہیں۔ اور اس کے باہر "اسنکھیات" دویپ اور سمندر ہیں۔ ان میں "تریگ یونی" (تیچھے چلنے والے جانور) رہتے ہیں (رتن سار صفحہ ۱۵۳) جمبو دویپ میں ایک ہمونت۔ ایک ایرنڈونت۔ ایک "ہری ورش" ایک "رمیک" ایک "دیو کرو" ایک "اتر کرو" یہ چھ بڑے عظیم ہیں۔

اور اس کی بیہودگی

محقق۔ کرہ ارضی کے جاننے والے لوگو! سنو۔ کرۂ زمین کی پیمائش کرنے میں تم نے غلطی کھائی یا جینیوں نے؟ اگر جینیوں نے غلطی کھائی تو تم ان کو سمجھاؤ۔ اگر تم نے غلطی کھائی تو ان سے سمجھ لو۔ تھوڑا سا غور کرنے سے پتہ لگتا ہے۔ کہ جینیوں کے آچاریہ اور چیلوں نے علم کرۂ زمین ہیئت و ریاضی کچھ بھی نہیں پڑھا تھا اگر پڑھے ہوتے۔ تو سراپا گپوڑے کیوں مانتے؟ پس اگر ایسے بے علم لوگ جہاں کو بلا فاعل کے مانیں اور ایشور کو نہ مانیں تو کیا تعجب ہے

جینیوں کا پیشہ لیڈر

اسی واسطے جینی لوگ اپنی کتابیں غیر مذہب کے کسی عالم کو نہیں دیتے کیونکہ جن کو یہ لوگ مستند یعنی تیرتھنکروں کی تصنیف کی ہوئی سمجھتے ہیں کتب مانتے ہیں۔ ان میں اس قسم کی بے علمی کی باتیں بھری ہوئی ہیں ایسی وجہ سے

دیکھنے نہیں دیتے۔ اگر (دیکھنے کو) دیویں۔ تو پول کھل جاوے۔ ان کے سوائے کوئی شخص جو ذرا بھی عقل رکھتا ہوگا ہرگز اس گپوڑوں سے بھرے مضمون کو سچ نہیں مان سکے گا۔

اِس سارے ڈھکوسلے کی عِلّت غائی

یہ سارا ڈھکوسلہ جینیوں نے جہان کو "انادی" ازلی ماننے کے لیے بنا رکھا ہے۔ مگر یہ محض جھوٹ ہے۔ البتہ جہان کی عِلّت "انادی" ہے۔ کیونکہ وُہ پرمانو (مادّی ذرّے) وغیرہ بحالت عِلّتِ اولیٰ ترکیب سے بری ہیں۔ لیکن ان میں باقاعدہ ملنے یا بگڑنے کی طاقت کچھ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ جب "مفرد پرمانو" کسی وجود کا نام ہے۔ اور وُہ بالطبع علیحدہ علیحدہ اور ہڑ (غیر ذی شعور) ہیں۔ تو وُہ خود بخود نہیں بن سکتے۔ اِس لیے ان کو ترکیب دینے والا کوئی چیتن (ذی شعور) فرد ہے۔ اور وُہ ترکیب دینے والا علیم مطلق ہے۔ دیکھو زمین سورج وغیرہ تمام عالموں کو انتظام میں رکھنا ابدی ازلی اور چیتن پرماتما کا کام ہے۔ یہ عالم کثیف جس میں ترکیب یعنی خاص صنعت دکھلائی دیتی ہے۔ انادی کبھی نہیں ہو سکتا۔ اگر معلول دنیا کو دوامی مانو گے۔ تو اس کی عِلّت کوئی نہیں ہوگی۔ بلکہ عِلّت معلول دونوں وہمی ہو جائے گا اگر ایسا کہو گے تو اپنا معلول اور عِلّت آپ ہی ہونے کے باعث "اینو ائیہ آشریہ" (دوسرے) اور "اتم آشریہ" (اپنے سہارے آپ ہونے کا) نقص عائد ہوگا۔ جیسے اپنے کندھے پر آپ چڑھنا اور خود باپ کا آپ ہی بیٹا بن جانا ناممکن۔ ایسے ہی جہان کا فاعل ماننا بھی فرد ہے۔

ایشور کا فاعل کوئی نہیں

سوال۔ اگر ایشور کو جہان کا فاعل مانتے ہو۔ تو پھر ایشور کا فاعل کون ہے؟

جواب فاعل (اوّلین) کا فاعل اور عِلّت (اولیٰ) کی عِلّت کوئی بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ فاعل اوّلین اور عِلّتِ اولیٰ کے ہونے پر ہی معلول بنتا ہے۔ جو اوّلین اِتعالی اور انفعال کی عِلّت ہے۔ اس کا فاعل یا عِلّت کسی طرح نہیں ہو سکتی جس میں ترکیب اور تقسیم نہیں ہو سکتی۔ اس امر کی مفصل تشریح آٹھویں باب "پیدائش عالم" کے مضمون میں کی گئی ہے۔ وہاں دیکھنا چاہیئے۔

جب کہ جینی لوگوں کو موٹی موٹی باتوں کا بھی حقیقی علم نہیں ہے۔ تو انہیں پیدائش عالم جیسے نہایت باریک مسئلہ کے سمجھنے کی طاقت کس طرح ہو سکتی ہے؟ اس لئے جینی لوگ جو دنیا کو ازلی اور ابدی مانتے ہیں۔ اور جوہروں کے تغیرات کو بھی ازلی اور ابدی مانتے ہیں۔ اور ہر عرض اور ہر مقام میں تغیرات اور الغرض ہر چیز میں بے انتہا تغیرات کو مانتے ہیں۔ جیسا کہ "پرکرن ستاکر" کتاب کے حصہ اوّل میں لکھا ہے اُن کی یہ بات بھی کبھی درست نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جن کی انتہا یعنی حد ہوتی ہے۔ ان کے تمام متعلقین بھی انتہا والے ہوتے ہیں۔ اگر بے انتہا سے بے شمار مراد لیتے ہو۔ تب بھی درست نہیں ہو سکتا۔ البتہ جوہروں کے بارے میں یہ بات درست ہو سکتی ہے۔ پرمیشور کی نسبت نہیں۔ کیونکہ علیحدہ علیحدہ جوہر میں اپنے اپنے ایک ایک معلول اور عِلّت کی طاقت کو غیر ممکن التقسیم (بے انتہا) تغیرات کی وجہ سے بے انتہا طاقت ماننا محض بے علمی کی بات ہے جبکہ ایک مفرد پرمانو جوہر کی حد ہے۔ تو اس میں لا انتہا تقسیم کے تغیرات

کس طرح رہ سکتے ہیں؟ اسی طرح ایک ایک جوہر میں لاانتہا عرض اور ایک عرض اور مقام میں غیر ممکن الفہم یعنی لاانتہا تغیرات کو بھی لاانتہا ماننا محض لٹرکین کی بات ہے۔ کیونکہ جس کے ظرف کی انتہا ہے۔ تو اس کے مظروف کی انتہا کیوں نہیں۔ الغرض اسی قسم کی لمبی چوڑی باتیں لکھی ہیں۔

جیو اور پُن پاپ

"جیو" اور "غیر از جیو" ان دو اشیاء کے بارہ میں جینیوں کا اعتقاد حسب ذیل ہے:۔

चेतनालक्षणो जीवः स्यादजीवस्तदन्यकः ।
सत्कर्मपुद्गलाः पुण्यं पापं तस्य विपर्ययः ॥

یہ جن دت سوری کا قول ہے۔ اور کتاب "پرکرن رتناکر" حصہ اوّل کے "تتویہ چکر سار" میں بھی یہی لکھا ہے۔ کہ "چیتنا لکشن" (ادراک کی صفت رکھنے والا) "جیو" اور "چیتنا رہت" "غیر ذی شعور" "غیر از جیو" یعنی جڑ ہے۔ ست کرموں (نیک اعمال) والے "پدگل" (پرمانو یعنی ذرات مادی) پُن اور پاپ کرموں والے "پدگل" پاپ کہلاتے ہیں۔

تحقیق۔ جیو اور جڑ کی تعریف تو ٹھیک ہے۔ لیکن "پدگل" جڑ ہیں۔ اُن میں پاپ پُن کبھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ پاپ پُن کی خاصیت چیتن میں ہوتی ہے۔ دیکھو! جس قدر یہ جڑ اشیاء ہیں۔ وہ سب پاپ پُن سے خالی ہیں جو جیو دل کو انادی (ازلی) مانا جاتا ہے۔ وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر اسی محدود المقام اور محدود العلم کرتی کی حالت میں ہمہ دان ماننا جھوٹ ہے۔ کیونکہ جو محدود المقام اور محدود العلم ہے اس کی طاقت بھی ہمیشہ محدود ہی رہے گی۔

دنیا و جیو کو نہ ماننا

یعنی لوگ دنیا۔ جیو۔ جیو کے کرم اور بندھ کو انادی مانتے ہیں۔ یہاں بھی جینیوں کے تیرتھنکروں نے غلطی کھائی ہے۔ کیونکہ ترکیب پائے ہوئے جہان کا معلول اور قلت کی حالتوں میں سے گذرنا اور متواتر معلول بننا اور جیو کے کرم اور تیز بندھ انادی نہیں ہو سکتے۔ اگر ایسا مانتے ہو۔ تو پھر کرم اور بندھ کا چھوٹنا کیوں مانتے ہو؟ کیونکہ جو شے انادی ہے۔ وہ کبھی دور نہیں ہو سکتی۔ اگر انادی کا بھی فنا ہونا مانو گے۔ تو تمہاری تمام انادی اشیاء کا فنا ہونا لازم آئے گا اور اگر انادی کو مدامی مانو گے۔ تو کرم اور بندھ بھی مدامی ہوں گے۔ اور اگر سب کرموں کے چھوٹنے سے مکتی مانتے ہو۔ تو سب کرموں کا چھوٹنا مکتی کا مُسبب (باعث) ہوا۔ پس مکتی نیمتکی (عارضی) ہوگی۔ اس لئے ہمیشہ نہیں رہ سکے گی۔ اور فضل اور فاعل کا دائمی تعلق ہونے کی وجہ سے پھر بھی کبھی نہیں چھوٹیں گے۔ پھر تم نے جو اپنی اور اپنے تیرتھنکروں کی مکتی مدامی مانی ہے۔ وہ قائم نہ رہ سکے گی۔

جیو کی مکتی عارضی

سوال۔ جس طرح دھان کا بیج چھلکا اتار لینے یا آگ میں بھون جانے پر پھر نہیں اگتا۔ اس طرح مکتی میں پہنچا ہوا جیو پھر پیدائش اور موت سے بندھا ہوا جہان میں نہیں آتا۔

جواب۔ جیو اور کرموں کا تعلق چھلکے اور بیج کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ اُن کا تعلق سمبندھی (لازم و ملزوم

ہے۔ اسی وجہ سے ازلی زمانہ سے جیو اور اُس کے کرم اور کرم کرنے کی طاقت کا تعلق ہے۔ اگر اس میں کرم کرنے کی طاقت کا موجود ہونا نہ مانو گے۔ تو تمام جیو پتھر کی مانند ہو جائیں گے۔ اور مکتی کے بھوگنے کی طاقت بھی نہ رہے گی جس طرح ازلی زمانہ کے کرم اور بندھن کے چھوٹنے سے جیو مکت ہوتا ہے۔ تمہاری دوامی مکتی سے بھی چھوٹ کر (جیو) بندھن میں پڑے گا۔ کیونکہ جس طرح تم مکتی کے وسیلے یعنی کرموں سے چھوٹ کر جیو کا مکت ہونا مانتے ہو۔ اسی طرح دوامی مکتی سے بھی چھوٹ کر (جیو) بندھن میں پڑے گا۔ وسیلوں کے ذریعہ سے حاصل کی ہوئی شے ہرگز دائمی نہیں ہو سکتی۔ اگر وسیلوں کے بغیر مکتی کا حاصل ہونا مانو گے تو کرموں کے بغیر ہی بندھن بھی پیدا ہو سکے گا جس طرح کپڑے میں میل لگتی ہے۔ اور دھونے سے چھوٹ جاتی ہے۔ اور پھر میل لگ جاتی ہے۔ اسی طرح جھوٹ وغیرہ باعثوں سے رغبت اور نفرت کے ذریعے سے جیو میں کرم بصورت میل لگتا ہے۔ اور وہ کامل علم مشاہدہ اور نیک اعمال سے نرمل (پاک) ہو جاتا ہے۔ اور اگر میل لگنے کے باعثوں سے میل کا لگنا مانتے ہو۔ تو مکت جیو کا سنساری اور سنساری جیو کا مکت ہونا ضرور مانا پڑے گا۔ کیونکہ جس طرح تدبیر یا سبب سے میل چھوٹتی ہے۔ اسی طرح سبب سے میل لگ بھی جاوے گی۔ اس لئے جیو کا بندھ اور مکت ہونا پرواہ (بلحاظ توالتر) سے انادی مانو۔ مسلسل انادی نہیں ہے۔

جیو پاک ہے

سوال۔ جیو کبھی نرمل (ناپاکی سے بری) نہیں تھا۔ بلکہ ناپاک ہے۔ جواب۔ اگر کبھی نرمل نہ تھا۔ تو نرمل کبھی ہو بھی نہ سکے گا جس طرح صاف کپڑے میں پیچھے سے لگی ہوئی میل کو دھونے سے چھڑا دیتے ہیں۔ اس کے ذاتی سفید رنگ کو نہیں چھڑا سکتے۔ اور میل پھر بھی کپڑے میں لگ جاتی ہے۔ اسی طرح مکتی میں بھی ہوگا۔

سوال۔ جیو پہلے کئے ہوئے کرموں ہی سے جسم میں آجاتا ہے۔ ایشور کا ماننا فضول ہے۔

جواب۔ اگر محض کرم ہی جسم اختیار کرنے کا باعث ہوں۔ اور ایشور باعث نہ ہو۔ تو جیو بُرے جنم کہ جس میں بہت دکھ ہو۔ کبھی اختیار نہ کرے۔ بلکہ ہمیشہ اچھے اچھے جنم اختیار کیا کرے۔ اگر کہو۔ کہ کرم روکنے والے ہیں۔ تو بھی جس طرح چور خود بخود آ کر قید خانہ میں نہیں پڑتا۔ اور نہ خود بخود پھانسی پاتا ہے۔ بلکہ راجہ دیتا ہے۔ اسی طرح جیو کے قالب اختیار کرنے اور اس کے کرموں کے مطابق پھل دینے والے ایشور کو تم بھی مانو۔

کرم خود بخود پھل نہیں دیتے

سوال۔ نشہ کی طرح کرم خود بخود اثر کرتا ہے پھل کے دینے میں دوسرے کی ضرورت نہیں۔

جواب۔ اگر ایسا نہ ہو۔ تو جس طرح نشہ پینے والوں کو کم نشہ چڑھتا ہے۔ اور جسے عادت نہیں ہوتی۔ اُسے بہت چڑھتا ہے۔ اسی طرح ہمیشہ بہت سے پاپ پُن کرنے والوں کو کم اور گاہے بگاہے تھوڑا تھوڑا پاپ پُن کرنے والوں کو زیادہ پھل ہوا کرے گا۔

سوال۔ جیسی جس کی عادت ہوتی ہے۔ اُس کو ویسا ہی پھل ملا کرتا ہے۔

پھل کا ملنا عادت پر منحصر نہیں

سوال۔ تم کیسے جیو کرم پھل خود بخود اکٹھے نہیں ہو سکتے! کرم سرانجام نہیں پاتا۔ جیسے دودھ اور کھٹائی کے ملاپ سے دہی بنتا ہے۔ اسی طرح جیو اور کرم کے ملنے سے کرم سرانجام پاتا ہے۔

جواب۔ جس طرح دہی بنانے کے لئے دودھ اور کھٹائی کو ملانے والا تیسرا ہوتا ہے ایسی طرح جیو کو کرموں کے پھل کے ساتھ ملانے والا تیسرا وجود ایشور ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جڑ اشیاء خود بخود باقاعدہ ترکیب نہیں پاتیں۔ اور جیو بھی محدود العلم ہونے کی وجہ سے خود بخود اپنے کرموں کے پھل کو نہیں پا سکتے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ ایشور کے باندھے ہوئے قانونِ قدرت کے بغیر کرموں کے پھل کی آئین بندی نہیں ہو سکتی

جیو کرم سے مخلصی نہیں پا سکتا

سوال۔ جو کرموں سے مخلصی پاتا ہے۔ وہی ایشور کہلاتا ہے۔ جواب۔ جب کہ انادی زمانہ سے جیو کے ساتھ کرم لگتے ہیں۔ تو جیو اُن سے سرگز مخلصی نہیں پا سکتا۔

بندھن نیا نہیں

سوال۔ کرم کے ذریعے سے پیدا ہونے والا بندھن ابتداء والا ہے۔

جواب۔ اگر آغاز والا ہے۔ تو کرموں کا بوگ (تعلق) انادی نہیں ہوا اور تعلق ہونے سے پیشتر جیو "نشکرم" (فعل سے خالی) ہوگا۔ اور اگر "نشکرم" کو کرم لگ گیا۔ تو ملتوں کو بھی لگ جائے گا۔ کرم اور کرم کرنے والے کے درمیان دوامی یعنی لاینفک ملنہ دم کا تعلق ہوتا ہے کبھی نہیں چھوٹتا۔ اس لئے جس طرح نویں باب میں لکھ آئے ہیں۔ اسی طرح ماننا ٹھیک ہے۔

جیو ایشور نہیں ہو سکتا

جیو اپنا علم اور طاقت جتنی چاہے بڑھائے۔ پھر بھی اس میں محدود علم اور محدود طاقت رہے گی۔ ایشور کی مانند کبھی نہیں ہو سکتا۔ البتہ جس قدر طاقت بڑھانا ممکن ہے۔ اس قدر بذریعہ یوگ کے بڑھا سکتا ہے۔

جیو موٹا پتلا نہیں ہوتا

جینیوں میں جو "ادھیت" لوگ جیو کا پیمانہ جسم کے پیمانہ کے مطابق مانتے ہیں۔ اُن سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ اگر یہی بات ہے۔ تو ہاتھی کا جیو چیونٹی میں اور چیونٹی کا جیو ہاتھی میں کس طرح سما سکے گا؟ پس یہ بھی ایک بے علمی کی بات ہے۔ کیونکہ جیو ایک لطیف شے ہے۔ جو ایک پرمانو کے اندر بھی رہ سکتا ہے۔ لیکن اس کے قابو جسم کے اندر پران۔ بجلی اور ناڑی وغیرہ کے ساتھ ملے رہتے ہیں۔ ان کے ذریعہ سے تمام جسم کا حال معلوم کرتا ہے۔ اور اچھی صحبت سے اچھا اور بری صحبت سے بُرا ہو جاتا ہے۔

جینیوں کا دھرم

रे जीव भव दुहाइं, इक्कं चिय हरइ जिणमयं धम्मं ।
इयराणं पणमंतो, सुह कय्ये मूढ मुम्मिओसि ॥ (پرکرن ۱۰۰-۳)

دُوسروں کی نِندا

"اے جیو! محض ایک جین مت یعنی ہتری دیت راگ دیش دوش رہت دھرم دُنیوی دُکھ۔ پیدائش۔ بڑھاپے اور موت کو دُور کرنے والا ہے اسی طرح جین مت والے کو "سدیو" (اچھا دیوتا) اور "سگورو" (اچھا گُرو) بھی جاننا چاہیئے۔ دیگر یعنی دیت راگ دیش دوش سے کہ برہما پرنت جو دل لگی سے بنائے ہوئے دیوتا ہیں۔ ان کے علاوہ ماتی ہری ہر۔ برہما وغیرہ کُدیو (بُرے دیوتا) ہیں۔ جو اُن کی پُوجا بھلائی کی نیت سے کرتے ہیں وہ سب لوگ دھوکا کھاتے ہیں خلاصہ مطلب اس کا یہ ہے۔ کہ جین مت کے "سدیو"۔ "سگورو" "سدھرم" (اچھے دھرم) کو چھوڑ کر دُوسرے "کُدیو"۔ "کُگورو" اور "کُدھرم" کی پیروی کرنے سے کچھ بھی بھلائی نہیں ہوتی"۔

محقق۔ اب عالموں کو سوچنا چاہیئے۔ کہ ان کی دھرم کی کتابیں کہاں تک مذمت سے بھری پڑی ہیں۔

अरिहं देवो सुगुरू, सुद्धं धम्मं च पंच नवकारो ।
धन्नाणं कयच्छाणं, निरन्तरं वसइ हिययम्मि ॥ (پرکرن ۱۰۰-۱)

جینیوں کی چار سرشٹھ چیزیں

۱۔ ارہنت دیو۔ ۲۔ سگورو۔ ۳۔ سدھرم۔ ۴۔ پانچ قسم کے شِکار

"یہ" اوپر ہیں" (یعنی) بڑے بڑے دیوتاؤں سے پُوجا وغیرہ کیئے جانے کے لائق ایسا کہ جس کے برابر کوئی دُوسرا وجود افضل نہیں۔ جو دیوتاؤں کا دیوتا یعنی بخش ارہنت دیو صاحب علم و عمل شاستروں کا اُپدیش کرنے والا سگورو" منظم یعنی تعلقات دُنیوی کی تباہی سے بری "سمیکت" یعنی اخلاق و رحم جو "ہتری جن" ہے اس کا بیان کیا ہوا۔ دھرم جو بے بُنیاد حالت میں گرنے والے جیووں کو بچانے والا ہے۔ اور باقی ہری ہر وغیرہ کا دھرم دنیا سے نجات بخشنے والا نہیں۔ ارہنت وغیرہ یعنی پرمیشٹھی (ہادی) اور جو اس کے متعلقین ہیں۔ ان کو پانچ قسم کی نمسکار یہ چیزیں مہان کہ یعنی افضل ہیں"۔

واضح ہے کہ "دیا" (رحم) کشما" (علم) سمیکت" (کمال) گیان" (علم) درشن" (معرفت) اور "چارتر" (ریاضت) یہ جینیوں کا دھرم ہے۔

محقق۔ جب کہ نوع انسان پر دیا نہیں ہے۔ تو فقط نہ دیا ہے اور نہ کشما۔ گیان کی جگہ اگیان درشن کی جگہ اندھیرا اور چارتر کی جگہ بھوگ کا مرنا کون سی اچھی بات ہے؟

جینیوں کے دھرم کی تعریف

जइ न कुणसि तव चरणं, न पढसि न गुणेसि देसि नो दाणम् ।
ता इत्तियं न सक्किसि, जं दुक्खो इक्क अरिहन्तो (پرکرن رتناکر صفحہ ۱۰۰)

جینیوں کا پھلاوہ

"اے انسان! اگر چہ تو تپ چارتہ (نیک رویہ) نہیں کر سکتا۔ نہ سوتر پڑھ سکتا ہے۔ نہ پرکمن وغیرہ کو بچا سکتا ہے۔ اور نہ سنتوں وغیرہ کو دان دے سکتا ہے۔ تب بھی تو اگر صرف "اری ہنت" یعنی ہماری عبادت کے لائق دیوتا سچے گورو اور سچے دھرم یعنی جین مذہب میں اعتقاد رکھے۔ تو وہی سب سے افضل بات اور تمتی بہبودی یا نجات کا ذریعہ ہے۔"

محقق۔ اگر چہ دیا (رحم) اور کشما (حلم) اچھی بات ہے۔ تو بھی طرفداری میں پھنسنے سے دیا (رحم) اور ادیا (بے رحمی) اور اکشما (نابردباری) ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ کسی جیو کو دکھ نہ دینا یہ بات بالکل ممکن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ دشٹوں کو سزا دینا بھی دیا میں شمار کرنا واجب ہے۔ اگر کسی دشٹ کو سزا نہ دی جائے۔ تو ہزاروں آدمیوں کو دکھ ملے گا۔ اسی لئے وہ دیا۔ ادیا۔ اور کشما اکشما ہو جائے گی۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ سب جانداروں کے دکھ دور کرنے اور سکھ پہنچانے کی تدبیر کرنا دیا کہلاتی ہے۔ صرف پانی چھان کر پینا اور چھوٹے چھوٹے جانوروں کو بچانا ہی دیا نہیں کہلاتی۔ بلکہ اس قسم کی دیا جینیوں میں کہنے ہی کہنے کی ہے کیونکہ وہ اس پر عمل کچھ نہیں کرتے۔ کیا انسانوں وغیرہ کی خواہ وہ کسی مذہب میں کیوں نہ ہوں رحم کھا کر روٹی پانی سے تواضع کرنا اور دوسرے مذہب کے عالموں کی عزت اور خدمت کرنا دیا نہیں ہے

جینیوں کی دیا کی پڑتال

اگر ان کی دیا سچی ہوتی۔ تو کتاب دویک سیاد صفحہ ۲۷۱ میں دیکھو کیا لکھا ہے۔ اول غیر مذہب والے کی ستتی یعنی ان کے اوصاف کا بیان کبھی نہ کرنا۔ دوم ان کو نمسکار یعنی تعظیم کبھی نہ کرنا۔ سوم الاپن یعنی غیر مذہب والوں کے ساتھ تھوڑا بولنا چہارم سن پلس یعنی ان سے بار بار نہ بولنا پنجم۔ ان کو روٹی وغیرہ کا دان (نہ دینا) یعنی ان کو کھانے پینے کی چیز بھی نہ دینی ششم۔ خوشبو پھول وغیرہ کا دان (نہ دینا) یعنی غیر مذہب والوں کی مورتی پوجا کے لئے خوشبو اور پھول بھی نہ دینا۔ یہ چھ یعنی چھ قسم کے کاموں کو جین لوگ کبھی نہ کریں

محقق۔ اب عقلمندوں کو سوچنا چاہیئے۔ کہ ان جینی لوگوں کی غیر مذہب والے لوگوں کے ساتھ کس قدر بے رحمی، حقارت اور کینہ ہے جب کہ غیر مذہب والوں پر اس قدر بے رحمی ہے۔ تو پھر جینیوں کو بے رحم کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اپنے گھر والوں ہی کی خدمت کرنا کوئی بڑا دھرم نہیں کہلاتا۔ ان کے مذہب والے آدمی ان کے گھر کے برابر ہیں۔ اس لئے جب ان کی خدمت کرتے اور دوسرے مذہب والوں کی نہیں کرتے۔ پھر ان کو کون عقل والا یا دیادان کہہ سکتا ہے۔

جینیوں کی بے رحمی کی مثال

کتاب دویک سار کے صفحہ ۱۰۸ میں لکھا ہے کہ مقرا کے راجہ کے دیوان ممّی نوجی کو جینیوں نے اپنا مخالف سمجھ کر مار ڈالا۔ اور "آلونیا" (پرائشچت) کرکے شدھ ہو گیا۔ کیا یہ فعل دیا اور کشما کو نابود کرنے والا نہیں ہے؟ جب دیگر مذاہب والوں سے قہ جان سے مار ڈالنے تک کی مخالفت کا ارادہ رکھتے ہیں تو اُن کو دیا کرنے کی بجائے ہنسا کرنے والا کہنا ہی بجا ہے۔

جینیوں کے وسائل مکتی

اب "سمیکتو"۔ درشن وغیرہ کی تعریف کتاب "ارہت پروچن سنگرہ" "پرم اگم سار" میں بیان کی گئی ہے۔ "سمیک شردھان" (کامل اعتقاد) "سمیک درشن" گیان اور چارتر (کامل معرفت، علم اور ریاضت) یہ چاروں راہ نجات کے وسیلے ہیں۔ ان کی تشریح یوگ دیو نے کی ہے جس ہیئت سے جیو وغیرہ "دروے" قائم ہیں۔ اسی ہیئت میں جینیوں کی بنائی ہوئی کتابوں کے مطابق اور ابھینویش (خوفِ مرگ) وغیرہ مخالف (خیالات) سے آزاد۔ شردھا (اعتقاد) یعنی جین مذہب کی محبت یا پاسداری ہی "سمیک شردھان" اور "سمیک درشن" ہے۔

سمیک شردھان اور سمیک درشن

रुचिर्जिनोक्ततत्त्वेषु सम्यक् श्रद्धानमुच्यते ।

"جن دیو کے بیان کئے ہوئے "تتوں" میں اعتقاد رکھنا چاہئے یعنی اور کسی میں نہیں"۔

यथावस्थिततत्त्वानां संक्षेपाद्विस्तरेण वा ।
योऽवस्तमन्त्राहुः सम्यग्ज्ञानं मनीषिणः ॥

سمیک گیان کی تعریف

"جس تتو کے جیو وغیرہ تتو ہیں۔ ان کا جو کچھ مختصر یا مفصل علم ہوتا ہے۔ عقلمند لوگ اسی کو سمیک گیان کہتے ہیں"۔

सर्वथाऽनवद्ययोगानां त्यागश्चारित्रमुच्यते ।
कीर्त्तितं तदहिंसादिव्रतभेदेन पञ्चधा ।
अहिंसासूनृतास्तेयब्रह्मचर्य्यापरिग्रहाः ।

چارتر کی تعریف

"دیگر بُرے مذہبوں سے ہر طرح سے قطع تعلق کرنا "چارتر" کہلاتا ہے اور اہنسا وغیرہ کی تفریق سے پانچ قسم کا برت ہے۔ اوّل اہنسا۔ کسی جاندار کو نہ مارنا۔ دوم "سوُنرتا" تیسرں نہ بولنا۔ سوم "آستیہ" چوری نہ کرنا۔ چہارم "برہمچریہ" اعضائے تناسل کو قابو میں رکھنا اور پنجم "اپری گرہ" سب اشیاء کا ترک کرنا"۔

اِن میں بہت سی باتیں اچھی ہیں۔ یعنی اہنسا اور بُرے کام مثل چوری وغیرہ کا ترک کرنا اچھی بات ہے۔ لیکن غیر مذہب کی مذمت کرنا وغیرہ عیبوں کے باعث یہ سب اچھی باتیں بھی عیوب ہو گئی ہیں۔

جینیوں کی مذمت کرنے کی عادت

مثلاً پہلے سوتر میں لکھا ہے۔ کہ ہری ہر وغیرہ کا دھرم دنیا میں اُدّھار (بہبودی) کرنے والا نہیں ہے۔ کیا یہ تھوڑی مذمت ہے جن کی کتابوں کے دیکھنے سے ہی کامل علم اور دھارمک ہونا پایا جاتا ہے۔ ان کو بُرا کہنا اور اپنے تیرتھنکروں کی جو بالکل ناممکن باتوں کے کہنے والے ہیں جیسے کہ پہلے لکھ چکے ہیں۔ تعریف کرنا محض ہٹ کی بات ہے۔

بھلا اگر کوئی جینی کچھ چار تر نہ کر سکے۔ اور نہ پڑھ سکے۔ نہ دان دینے کی طاقت رکھتا ہو۔ تو کیا فقط اتنا کہنے سے کہ جین مت سچا ہے۔ وہ افضل ہو جائے گا۔ اور دیگر مذاہب والے نیک آدمی بھی بُرے ہو جائیں گے۔ ایسی باتوں کے کہنے والے آدمیوں کو مخالط میں پڑا ہوا اور کم عقل نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے آچاریہ خود غرض تھے۔ عالم کامل نہیں تھے۔ پس اگر وہ مت کی مذمت نہ کرتے تو ایسی جھوٹی باتوں میں کوئی نہ پھنستا۔ اور نہ ان کا مطلب پورا ہوتا۔

دیکھو۔ یہ تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ جینیوں کا مذہب ڈبانے والا اور دیگر مذہب والے کا اُدّھار کرنے والا ہے۔ اگر دوسرے لوگ ہری ہر وغیرہ دیوؤں کو مُدیہ ان کے مندر دیو وغیرہ سب دیوؤں کو کُدیو کہیں۔ تو کیا ان کو ویسا ہی بُرا نہ لگے گا؟

ان آچاریہ لوگوں کی ایک اور بھی بھول دیکھو:۔

-जिणवर आणा भंगं, उमग्ग उस्सुत्त लेस देसणउं ।
आणा भंगे पावं ता जिणमय दुक्करं धम्मम् ॥ (پرکمل رتناکر ۲-۶-۱۸)

جینیوں کی تنگ خیالی

"مخالف مذہب اور مخالف سوتر کے دکھا دینے سے "جن مد" یعنی دیت راگ (بے لوث) تیرتھنکروں کی ہدایت کی حکم عدولی ہوتی ہے۔ وہ دکھ خالی پاپ ہے۔ جن اپدیش (جینیوں کے اپدیش) کے فرمائے ہوئے تمکیتو" وغیرہ دھرم پر عمل کرنا بڑا مشکل ہے۔ اس لیے جس طریقہ سے "جن" کی حکم عدولی نہ ہو۔ ویسا ہی کرنا چاہیئے"۔

محقق۔ اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا اور اپنے ہی دھرم کو بڑا کہنا اور دوسرے کی مذمت کرنا جہالت کی بات ہے کیونکہ اصلی تعریف اسی کی ہے جس کی تعریف دوسرے عالم لوگ بھی کریں۔ اپنے منہ اپنی تعریف تو چور بھی کرتے ہیں۔ تو کیا وہ لائق ہو سکتے ہیں؟ الغرض ان کی باتیں اسی قسم کی ہیں۔

बहुगुणविज्जुआ निलयो उस्सुत्तभासी तहा विसुत्तव्वो ।
जह वर भणि जुतो विहु विग्घकरो विसहरो लोए ॥ (پرکمل رتناکر ۲-۶-۱۸)

جینیوں کا حسد اور تعصب

"جس طرح زہریلے سانپ کی منی بھی قابل تعریف ہے اسی طرح جو جین مذہب میں نہیں۔ وہ خواہ کتنا ہی بڑا عالک پنڈت ہو جینیوں کو ایسا تو کہہ دینا ہی واجب ہے"۔

لہ وجہ اس کی یہ جینیوں کی اپنی کتابوں کی جلد پر اپنی کتابیں الگ لکھی ہیں۔ مثلاً ان کے سوتر اور پران ان کی تمام کتابوں سے علیحدہ ہیں۔ (مترجم)

محقق۔ دیکھئے! کتنی بھول کی بات ہے۔ اگر ان کے چیلے اور آچاریہ عالم ہوتے۔ تو عالموں سے عزت لیتے جب وہ اور ان کے تیرتھنکر سب ہی علم سے بے بہرہ ہیں۔ تو پھر عالموں کی تعظیم و تکریم کس طرح کریں۔ کیا گندگی یا مٹی میں پڑے ہوئے سونے کو کوئی چھوڑ دیتا ہے؟ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جینیوں کے سوائے اور کوئی نہ ہوگا جو ان کے برابر متعصب ہٹ دھرمی۔ ضدی اور علم سے بے بہرہ ہوں۔

-अइसय पावियं पावा, धम्मिअ एव्वेसु तोवि पाव रया ।

न चलन्ति सुद्ध धम्मा, धन्ना किविणाव पव्वेसु ॥ (پرکمن رتناکر ۲-۶-۳۹)

"ایہ دوٹھی" (غیر مذہب جھیک ہے فلسفہ کے جاننے والے) کلنگی (گمراہ) پرپچارہ سنیاسی نیو ساہو

یعنی جین مذہب کے مخالفوں کا درشن بھی جینی لوگ نہ کریں"

محقق۔ عقلمند لوگ سمجھ لیں گے۔ کہ یہ بات کتنی کمینہ پن کی ہے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ جس کا مذہب سچا ہو اسے کسی کا ڈر نہیں ہوتا۔ ان کے آچاریہ جانتے تھے۔ کہ ہمارا مذہب خالی ڈھول کا پول ہے۔ اگر کسی دوسرے کو سنا دیں گے۔ تو ردّ ہو جائے گا۔ اس لئے سب کی مذمت کرو۔ اور جاہل لوگوں کو اپنے جال میں پھنسا دو۔

नामंपि तस्स असुहं, जेण निदिठाइ मिच्छ पव्वाइ ।

जेसिं अणुसंगाउ, धम्मीणवि होइ पाव मई (پرکمن رتناکر ۲-۶-۴۰)

جین مذہب کی خود سرائی

"جو مذہب جین دھرم سے مخالفت رکھتے ہیں۔ وہ تمام انسانوں کو پاپی کہنے والے ہیں۔ اس لئے دیگمبر کسی مذہب کو نہ مانیں کہ صرف جین مذہب ہی کو ماننا افضل ہے"

محقق۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جین مذہب سب کے ساتھ دشمنی کرنے۔ مخالفت رکھنے۔ مذمت کرنے۔ حسد وغیرہ رکھنے کے لئے برے کاموں کے سمندر میں ڈالنے والا ہے جینی جیسے سب کی مذمت کرنے والے ہیں دوسرے مذہب والا کوئی بھی ویسا سخت مذمت کرنے والا اور ادھرمی نہیں ہوگا۔ کیا سب کی برا مذمت اور اپنی بے جا تعریف بے تمیز آدمیوں کی باتیں نہیں ہیں۔ صاحب تمیز تو خواہ کسی مذہب میں ہوں۔ اچھے کو اچھا اور برے کو برا کہتے ہیں۔

हा हा गुरु अ अकज्जं, सामी न हु अच्छि कस्स पुक्करिमो ।

कह जिण वयण कह सुगुरु, सावया कह इय अकज्जं ॥ (پرکمن ۱-۶-۳۵)

"کہاں مر گئے (علیم) جن کے کہے ہوئے بچن جینی لگدو۔ اور جین مذہب اور کہاں ان سے مخالف لگدو دوسرے مذہب کے اپدیشک یعنی ہمارے گدو۔ دیو اور دھرم اچھے ہیں غیر مذہب کے دیو۔ گدو اور دھرم برے ہیں"

کس نگوید کہ دوغ من ترش است

محقق۔ یہ بات پر پہنچنے والی کہاوت کی مانند ہے جس طرح وہ اپنے کھٹے بیروں کو میٹھا اور دوسرے کے میٹھے بیروں کو کھٹا اور نکما بتاتی ہے۔ یہی حال جینیوں کا بھی ہے۔ یہ لوگ اپنے سے غیر مذہب

والوں کی خدمت کرنے کو سخت ناکردنی یعنی پاپ گنتے ہیں۔

सप्पो इक्कं मरणं, कुगुरु अणंताइ देइ मरणाइ ।
तो वरिसप्पं गहियुं, मा कुगुरूसेवणं भद्दम् ॥ (پرکرن ۷-۶-۳)

جس طرح پہلے لکھ آئے ہیں۔ کہ سانپ کی سنی بھی قابل پرہیز ہے۔ اسی طرح غیر مذہب والوں کے اچھے دھرماتما لوگوں کو بھی ترک کر دینا چاہیئے۔ یہ لوگ دیگر مذاہب والوں کی مذمت اس سے بھی بڑھ کر کرتے ہیں جس مذہب سے خیر سب لوگ دیکھتے وہ سانپ سے بھی بُرے ہیں۔ اُن کی زیارت، خدمت، اور صحبت کبھی نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ سانپ کی صحبت سے ایک دفعہ مرتا ہے مگر دیگر مذاہب کے گوروؤں کی صحبت سے بہت دفعہ جنم لیتا اور مرتا پڑتا ہے۔ اس لئے اچھے آدمی غیر مذہب والوں کے گوروؤں کے نزدیک کھڑا بھی مت ہو۔ کیونکہ اگر تو غیر مذہب والوں کی ذرا بھی خدمت کریگا۔ تو دکھ میں پڑے گا۔"

محقق ۔ دیکھئے جینیوں کے مانند سنگدل۔ مگر اد کینہ ور۔ مذمت کرنے والا۔ اور بجز اپنا کوئی بھی دوسرے مذہب والا نہ ہوگا۔ انہوں نے یہ بات دل میں سوچی ہے۔ کہ اگر ہم دوسروں کی مذمت اور اپنی تعریف نہ کریں گے۔ تو ہماری خدمت اور تعظیم نہیں ہوگی۔ لیکن ان کے لئے سخت بدنصیبی کی بات ہے کیونکہ جب تک وہ عالم فاضل لوگوں کی صحبت اور خدمت نہ کریں گے۔ تب تک ان کو ٹھیک ٹھیک علم اور سچا دھرم کبھی حاصل نہیں ہوگا۔ اس لئے جینیوں کو واجب ہے کہ اپنی جھوٹی اور خلاف علم باتیں چھوڑ کر ویدوں میں بیان کی ہوئی باتوں کو قبول کریں۔ تو ان کے لئے یہ بڑی بہبودی کی بات ہے۔

किं भणिमो किं करिमो, ताण हयासाण धिद्ध दुट्ठाणं ।
जे दंसिऊण लिंगं, खिवंति न रयम्मि मुद्ध जणं ॥ (پرکرن ستاکر ۲۰۰)

جینیوں کی بدخواہی اور کمینہ پن

جس کی بہبودی کی امید جانی ہے دیکھو اُسے کام کرنے میں بڑا چالاک مددگار اور غیب والے کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ اور (اُس کا) کیا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جو اس کا انکار کرے گا۔ وہ اُلٹا اس کی جڑ کاٹے گا۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ انسان شیر کی آنکھ کھولنے (یعنی درست کرنے) جائے۔ تو وہ اسی کو کھا لیوے گا۔ اسی طرح گرو یعنی غیر مذہب والوں کا انکار کرنا اپنی تباہی کرنا ہے پس ان سے ہمیشہ الگ ہی رہنا چاہیئے۔"

محقق ۔ جس طرح جینی لوگ سمجھتے ہیں۔ اگر اسی طرح دوسرے مذہب والے بھی سمجھیں۔ تو جینیوں کی کتنی ذلت ہو۔ اور اگر کوئی شخص ان کا کسی قسم کا انکار نہ کرے۔ تو ان کے بہت سے کام بگڑ جانے سے ان کو کتنا دکھ پہنچے گا۔ پس جینی لوگ دوسروں کی نسبت ویسا ہی خیال کیوں نہیں کرتے؟

जह जह तुट्टइ धम्मो, जह जह दुट्ठाण होइ अइ उदउ ।
समदिट्ठि जियाणं, तह तह उल्लसइ समत्तं ॥ (پرکرن ۲-۶-۴۱)

جینیوں کا حسد

"بیتنا جتنا دشمن بیرشت نہیں۔ پاچھتا۔ اسنا اور کہ سیلیا وغیرہ اور غیر کے دشمنوں کے ملنے والے تری ڈنڈی، پرپوا راجک اور پیچھ وغیرہ ایسے لوگوں کی طاقت، عزت اور پوجا وغیرہ زیادہ ہوتا ہی ویسے ویسے دشمی جینیوں کا سمیکتو زیادہ ظاہر ہوتے۔ یہ بڑا تعجب ہے۔"

محقق۔ اب دیکھئے۔ کہ کیا جینیوں سے بڑھ کر حسد بغض اور کینہ رکھنے والا کوئی دوسرا ہوگا یا کسی دوسرے مذہب میں بھی حسد اور کینہ ہے۔ لیکن جس قدر ان جینیوں میں ہے۔ اتنا کسی میں نہیں۔ اور دشمنی ہی پاپ کی جڑ ہے اس لئے جینیوں میں پاپ کے اعمال کیوں نہ ہوں۔

संगोवि जाण अहिउ, तेसिं धम्माइ जे पकुव्वन्ति ।
मुत्तूण चोर संगं, करन्ति ते चोरियं पावा ॥ (پرکرن ۲-۶-۷)

"اس کا اصل مطلب یہ ہے۔ کہ جس طرح جاہل آدمی چور کی صحبت میں رہنے سے ناک کاٹے جانے وغیرہ کی سزا سے خوف نہیں کھاتے۔ ایسی طرح جو ان مذہب کے مخالف چھ مذہبوں کے لکھنے والے لوگ اپنے نقصان وغیرہ کا خوف نہیں کھاتے۔"

محقق۔ ہر ایک آدمی جیسا ہوتا ہے۔ وہ ویسا اپنے ہی مانند دوسروں کو سمجھتا ہے۔ کیا یہ بات سچی ہو سکتی ہے کہ اور سب مذہب چور اور جینیوں کا ساہوکار مذہب ہے۔ جب تک کہ انسان کی عقل جہالت بے علمی اور بدبختی کی وجہ سے خراب رہتی ہے۔ تب تک وہ دوسروں کے ساتھ از حد کینہ وغیرہ برائی کرنا نہیں چھوڑتا۔ جس طرح جین مذہب غیروں سے کینہ رکھنے والا ہے۔ ایسا اور کوئی نہیں۔

जच्छ पसुमहिसलरका पक्खं होमन्ति पावन वमीए ।
पूअन्ति तंपि सदृढाहा ही लावी परायस्सं ॥ (پرکرن تتناکر ۲-۶-۷)

جینیوں کا غلط خیال

"پہلے سوتر میں مہتیا توی یعنی جین مذہب کے علاوہ سب جھوٹے اور آپ سمیکتوی یعنی اور سب پاپی اور جین مذہب والے سب نیکوکار بیان کئے ہیں۔ اس لئے جو کوئی مہتیا توی کے مذہب کو مانے گا۔ وہ پاپی ہے۔"

محقق۔ جس طرح اور دن کے بجائے چاند کا لیکا۔ اور جوالا وغیرہ کے سامنے توی کا بت باپ یعنی درگا توی تمتی وغیرہ سب بت ہیں۔ ایسی طرح کیا تمہارے "پجوشن" وغیرہ بت بت نہیں ہیں۔ جن سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس موقعہ پر وام مارگیوں کی لیلا کا کھنڈن کرنا تو ٹھیک ہے۔ لیکن جو شاسن دیوی اور مرت دیوی وغیرہ کو مانتے ہیں۔ ان کا بھی کھنڈن کرتے تو اچھا تھا۔ اگر یہ کہیں۔ کہ ہماری دیوی ہنسا کرنے والی نہیں۔ تو ان کا یہ قول جھوٹا ہے۔ کیونکہ شاسن دیوی نے ایک مرد اور ایک بکری کی آنکھ نکال لی تھی۔ پھر وہ لاکھشی اور درگا کالیکا کی سگی بہن کیوں نہیں۔ اور اپنے کچھ کھان

لے جن کا دیکھنا بھی مکروہ اور ناجائز ہے ۲ قابل پرہیز دلدریں ۳ قابل پرشٹھ لکھ تو جب ہزار ۵ بدچلن ۶ ہتیا کی بیرونی علامت کے طور پر جن ڈنڈ (لکڑیاں) رکھنے والے ۷ سنیاسی ۸ براہمی وغیرہ جینی سادھوؤں سے مراد ہے۔ (مترجم)

وغیرہ کو بہت ہی افضل اور نومی وغیرہ کو بُرا کہنا جہالت کی بات ہے۔ کیونکہ دُوسرے اُپاسوں (فاقوں) کی مذمت اور اپنے اُپاسوں کی تعریف کرنا نیک آدمیوں کا کام نہیں ہے۔ ہاں جو لوگ راست گوئی وغیرہ کا برت رکھتے (عہد کرتے) ہیں۔ وہ تو سب کے لئے اچھا ہے چینیوں یا کسی دُوسرے مذہب کی اُپاسنا ٹھیک نہیں ہے۔

वेसाण वंदियाणय, माहण डुंवाण जरकसिरकाणं ।
भत्ता भरकद्दाणं, वियाणं जन्ति दूरेणं ॥

(پرکرن ۲-۲-۸۲)

دُوسروں کے دیوی دیوتا بھی جنمیوں کو زہر معلوم ہوتے ہیں

اس کا اصل مطلب یہ ہے۔ کہ جوگیوا۔ چارن۔ بھاٹ وغیرہ لوگوں برہمن کمیش۔ گنیش وغیرہ مہتیا دیوی دیوتا وغیرہ دیوتاؤں کا مقصد ہے۔ یعنی جو ان کے ماننے والے ہیں۔ وہ سب ڈبانے اور ڈوبنے والے ہیں۔ کیونکہ وہ سب پتھروں کو انہیں کے قبضے میں مانتے ہیں۔ اور دیت راگ (دنیوی رغبت سے چھوٹے ہوئے) لوگوں سے دُور رہتے ہیں۔"

محقق۔ دوسرے مذہب والوں کے دیوتاؤں کو جھوٹا کہنا اور اپنے دیوتاؤں کو سچا کہنا محض تعصب کی بات ہے۔ اور دُوسرے لوگ رام مارگیوں کے دیوی دیوتاؤں کی تردید کرتے ہیں۔ لیکن شردھانند کمتیہ نامی کتاب کے صفحہ ۴۶ میں جو لکھا ہے۔ کہ شامن دیوی نے ایک شخص کو رات کا کھانا کھا لینے کے قصور میں تھپڑ مار کر اس کی آنکھ نکال ڈالی۔ اور بجائے اس کے ایک بکری کی آنکھ نکال کر اس شخص کے لگا دی۔ پھر اس دیوی کو ہنسا کرنے والی کیوں نہیں مانتے۔ رتن سار بھاگ اوّل صفحہ ۷۰ میں دیکھو کیا لکھا ہے۔ کہ مرت دیوی پتھر کی مورتی ہو کر مسافروں کی مدد کرتی تھی۔ اس کو بھی دیوی کیوں نہیں مانتے۔

—किं सोपि जणणि जाओ, जाणो जणणीइ किं गओ विद्धि ।
जइ मिच्छरओ जाओ, गुणेसु तह मच्छरं वहइ ॥

(پرکرن ۲ ستاکر ۲-۲-۸۱)

دُوسروں کی زندگی بھی ناگوار ہے

جو جین مذہب کے مخالف "متیادی" یعنی جھوٹے دھرم والے ہیں۔ وہ کیوں پیدا ہوئے۔ اور کیوں بڑے ہوئے یعنی اگر جلدی نیست و نابود ہو جاتے۔ تو اچھا تھا۔"

محقق۔ ان کے دیت راگ کا ہدایت کیا ہوا دھرم دیکھو۔ دُوسرے مذہب والوں کا زندہ رہنا بھی نہیں چاہتے۔ ان کا دیا دھرم بھائے نام ہے اور جس قدر ہے بھی۔ وہ محض ادنےٰ جانوروں اور حیوانوں کے لئے ہے جین مت سے باہر والے انسانوں کے لئے نہیں۔

सुद्धे मग्गे जाया सुद्देण मच्छन्ति सुद्धिमग्गमि ॥
जे पूण असग्गजाया मग्गे गच्छन्ति ते चुप्पं ॥

(پرکرن ستاکر ۲-۲-۸۳)

دُوسروں کی مکتی نہیں ہو سکتی

(مختصر معنی) اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ اگر جین مذہب میں جنم لے کر مکتی پائے تو کچھ تعجب نہیں مگر جینیوں کے

لہ جس کی ذیابت رشتہ بیل (بے سود) ہے۔

خاندان سے ہر جنم لیتے ہوئے "معتقیا تومی" دیگر مذہب والے کتنی یادیں۔ قابل حیرت کی بات ہے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جین مت والے ہی مکتی پاتے ہیں۔ دوسرا کوئی نہیں۔ جو جین مذہب کو قبول نہیں کرتے وہ نرک میں جانے والے ہیں۔"

محقق ۔ کیا جین مذہب میں کوئی بڑا آدمی اور نرک میں جانے والا نہیں ہے سب ہی مکتی پاتے ہیں اور دوسرا کوئی نہیں۔ کیا یہ بات پاگل پن کی نہیں ہے بھولے (سادہ لوح) آدمیوں کے سوائے اور کون ایسی بات کو مان سکتا ہے۔

तिच्छराणं पूआसंमक्खगुणाणकारिणा भणिया ।
साविमिच्छत्तयरी जिण समये देसिया पूआ ॥

(پرکمن ۲-۶-۹۰)

غیروں کی مورتیاں جھوٹی ہیں

(مختصراً) صرف "جن" کی مورتیوں کی پوجا کرنا سود مند ہے۔ اور غیر مذہب والوں کی مورتی پوجنا بے سود ہے۔ جو شخص جین مذہب کی ہدایات پر عمل کرتا ہے۔ وہ عارف ہے۔ اور جو عمل نہیں کرتا۔ وہ عارف نہیں۔"

محقق ۔ واہ جی! کیا کہنا ہے۔ کیا تمہاری مورتی دیشنوؤں وغیرہ کی مورتیوں کی طرح پتھر وغیرہ جڑ چیزوں کی نہیں ہے جس طرح تمہاری مورتی پوجا جھوٹی ہے۔ اسی طرح دیشنوؤں کی مورتی پوجا بھی جھوٹی ہے تم جو عارف بنتے ہو۔ اور دوسروں کو غیر عارف بناتے ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے مذہب میں عرفان نہیں ہے۔

-जिण आणाए धम्मो, आणा रहिआण फुडं अहम्मत्ति ।
इय मुणि ऊणय तत्तं, जिण आणाए कुणहु धम्मं ॥

(پرکمن ۲-۶-۹۲)

جین دھرم کی فرمانبرداری کے بغیر ادھرم

(مختصراً) جس دھرم میں "جن دیو" کی فرمانبرداری۔ دیا (رحم) اور کشما (عفو) ہے۔ اس کے علاوہ باقی سب ہدایتیں ادھرم ہیں۔"

محقق ۔ یہ کتنی بڑی بے انصافی کی بات ہے۔ کیا جین مذہب سے باہر کوئی بھی آدمی راست گو دھرماتما نہیں ہے؟ لیکن کسی دوسرے دھرماتما آدمی کی تعظیم نہیں کرنی چاہیئے۔ البتہ اگر جین مذہب والوں کا منہ اور زبان چمڑے کے نہ ہوتے۔ اور دوسروں کے چمڑے کے ہوتے۔ تو یہ بات ٹھیک ہو سکتی تھی الغرض یہ لوگ اپنے مذہب کی کتابوں مقدلوں اور سادھوؤں وغیرہ کی بڑائیاں مارتے ہیں۔ کہ گویا جینی لوگ بھائیوں کے بیٹے بھائی ہیں۔

वन्नेमिनारया उविजेसिन्दुरकाइ सम्मरंताणम् ।
मव्वाण जणइ हरिहररिद्धि समिद्धी विउद्धोसं ॥

(پرکمن ستاکر ۲-۶-۹۵)

اوروں کی ترقی نرک کا ذریعہ

(مختصر معنی) اس کا اصل مطلب یہ ہے۔ کہ جو ہری ہر وغیرہ دیوؤں کی دولت و حشمت دیکھ کر نرک کا باعث ہے اس کو دیکھ کر جینیوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جس طرح ریلوے کی حکم عدولی

کہنے سے انسان ہزار قتل کا دکھ پاتا ہے۔ اسی طرح جین اندر" جینیوں کے دیوتا) کی ہدایت کی حکم عدولی کر کے جنم مرن کا دکھ کیوں نہیں پاوے گا۔"

محقق۔ جینیوں کے آچاریہ وغیرہ کا میلان طبع دیکھئے۔ یعنی بیرونی مکر و فریب اور بناوٹ بھوڑاب تو اُن کی اندرونی کیفیت بھی تحصیل گئی (یہ لوگ) ہری ہر وغیرہ اور ان کے پیروؤں کے اقبال و ترقی کو نہیں دیکھ سکتے۔ ان کے رونگٹے اس لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ کہ دوسرے کی ترقی کیوں ہوئی۔ یہ عموماً ایسا چاہتے ہوں گے کہ ان کی سارجیت ہم کو مل جائے۔ اور یہ مفلس ہو جائیں تو اچھا ہے۔ اور راجہ کے حکم کی تعمیل اس لئے دیتے ہیں کہ یہ جین لوگ حاکموں کے بڑے خوشامدی بھوٹے اور ڈرپوک ہوتے ہیں۔ کیا راجہ کی جھوٹی بات بھی مان لینی چاہیئے۔ اگر کوئی شخص حاسد اور کینہ ور بھی ہو۔ تاہم جینیوں سے بڑھ کر وہ بھی نہ ہو گا۔

—जो देइ सुद्ध धम्मं, सो परमप्पा जयम्मि न हु अन्नो ।
किं कप्पद्दुम सरिसो, इयर तरू होइ कइयावि ॥ (پرکمل ۲-۶-۱۰۱)

اپنے ہی اُپدیشکوں کی بڑائی

(مختصر معنی) "وہ لوگ جاہل ہیں۔ جو جین مذہب کے مخالف ہیں۔ اور جو "جن اندر" کے بیان کئے ہوئے دھرم کے اُپدیشک سادھو یا گرہستی خواہ کتابوں کے مصنف ہیں۔ وہ تیرتھنکروں کے برابر ہیں ان کے برابر کوئی بھی نہیں۔"

محقق۔ کیوں نہ ہو۔ اگر جینی لوگ طفلانہ عقل والے نہ ہوتے۔ تو ایسی باتیں کیوں مان بیٹھتے جس طرح بانجھ عورت اپنے سوا اور کسی کی تعریف نہیں کرتی۔ اسی طرح یہ بات بھی دکھلائی دیتی ہے۔

जे अमुणि अगुण दोषाते कह अवुआणह न्तिम भच्छा ।
अहते विह म भच्छाता विसअमि आण तुल्लत्तं ॥ (پرکمل ۲-۶-۱۰۲)

اپنے مذہب کی پابندی

(مختصر معنی) "جن اندر دیو" اس کے کہے ہوئے سائل اور جین مذہب کے اُپدیشکوں کو ترک کرنا جینیوں کو واجب نہیں ہے۔"

محقق۔ یہ بات جینیوں کے ہٹ تعصب اور بے علمی کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کیونکہ جینیوں کی سوائے چند باتوں کے باقی سب ترک کرنے کے قابل ہیں۔ جس کو ذرہ بھر بھی عقل ہو گی وہ جینیوں کے دیودں کتب۔ سائل اور اُپدیشکوں کو دیکھ سن اور غور کر کے بلاشک چھوڑ دے گا۔

—वयणे वि सुगुरु जिणवल्लहस्स केसि न उल्लसइ सम्मं ।
अह कह दिणमणि तेयं, उलुआणं हरइ अन्धत्तं ॥ (پرکمل ۲-۶-۱۰۳)

غیروں کے گوروؤں کو نہ ماننا

(مختصر معنی) "جو لوگ جن کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں وہ پوجا کرنے کے لائق ہیں۔ اور جو لوگ خلاف عمل کرتے ہیں وہ ناقابل پرستش ہیں۔ جینیوں کے گوروؤں کو ماننا اور دیگر مذہب والوں کو نہ ماننا چاہیئے۔"

محقق۔ اگر جین لوگ دُوسرے بے علموں کو چیلا بنا کر حیوانوں کی طرح نہ باندھتے۔ تو وہ ان کے پھندے سے چھوٹ کر اپنی مکتی کے وسائل عمل میں لاتے۔ اور جنم کو سپھل کر لیتے۔ بھلا اگر کوئی تم کو کہا گی (بُرے مذہب والا) نگرنڈ۔ متھیا تونی اور کو اپدیشٹا کہیں۔ تو تم کو کس قدر رنج پہنچے گا پس چونکہ تم دُوسروں کو رنج پہنچاتے ہو۔ اس لئے تمہارے مذہب میں بہت سی بے سُود باتیں بھری ہیں۔

तिहुआण जणं मरंतं, ददट्ठूण निअन्ति जे न अप्पाणं ।
विरमंति न पाउं, धिद्धी धिट्ठत्तणं ताणं ॥ (یجر کمبن ۲-۶-۱۰۹)

جینیوں کو کھیتی و بیوپار وغیرہ کرنے کی ممانعت

(مختصر معنی) اگر تم کو تک کا بھی دُکھ ہو تو

بھی کھیتی بیوپار وغیرہ کا کام جینی لوگ نہ کریں۔ کیونکہ یہ کام نرک میں لیجانے والے ہیں"

محقق۔ اب کوئی جینیوں سے پُوچھے۔ کہ تم بیوپار وغیرہ کیوں کرتے ہو؟ ان کاموں کو کیوں نہیں چھوڑ دیتے؟ اور اگر چھوڑ دو۔ تو تمہارے جسم کی پرورش بھی نہ ہو سکے گی۔ اور اگر تمہارے کہنے سے سب لوگ چھوڑ دیں۔ تو تم کیا پیدا کر کے زندہ رہو گے؟ ایسی بیہودی کا اُپدیش کرنا بالکل بیہودہ ہے۔ مگر بیچارے کیا کریں۔ بجز علم اور نیک صحبت نہ ہونے کے جو دل میں آیا کہہ دیا۔

यहया हमाण अहमा कारणरहिया अनाण गच्छेय ।
जे जंपन्ति उस्सुत्तं तेसिं धिद्धिच्च पडिच्चं ॥ (یجر کمبن ۲-۶-۱۱۰)

جینیوں کا کوسنا

(مختصر معنی) جو جینیوں کے شاستروں کے مخالف شاستروں کو ماننے والے ہیں وہ نیچ سے بھی نیچ ہیں۔ خواہ کچھ بھی مطلب برادری ہو۔ تب بھی جین مذہب کے خلاف نہ بولے اور نہ مانے۔ خواہ کچھ ہی مطلب نکلتا ہو۔ تاہم دُوسرے مذہب کو ترک کر دے"

محقق۔ تمہارے بانی مبانی سے لے کر آج تک جس قدر ہو گزرے ہیں۔ یا آگے ہونگے۔ انہوں نے دُوسرے مذاہب کو گالی دینے کے سوائے اور کچھ بھی نہ کیا۔ اور نہ کریں گے بیٹے افسوس کی بات ہے۔ کہ جینی لوگ جہاں کہیں اپنی مطلب برادری دیکھتے ہیں۔ وہاں چیلوں کے بھی چیلے بن جاتے ہیں۔ تاہم ایسی جھوٹی لمبی چوڑی گپ مارنے سے انہیں ذرا بھی شرم نہیں آتی۔

जंवीरनिवस्स जिणो मिरई उस्सुत्त लेस देसणओ ।
सागर कोडाकोडिं हिंडइ अइभीमभवरण्णे ॥

دُوسرے کی زبان سلینا

(مختصر معنی) اگر کوئی ایسا کہے کہ جینی سادھوؤں میں مصروف ہے اور ہمارے اور دُوسرے (مذہب کے سادھوؤں) میں بھی مصروف ہے تو

وہ آدمی کروڑوں برس تک نرک میں رہ کر پھر بھی نیچ جنم پاتا ہے"

محقق۔ واہ جی واہ! علم کے دشمنو! تم نے یہی سمجھا ہو گا۔ کہ ہماری جھوٹی باتوں کی کوئی تردید نہیں کرے گا اسی لئے یہ خوف دلانے والے الفاظ لکھے ہیں۔ مگر یہ ناممکن ہے۔ اب تم کو کہاں تک سمجھا دیں تم تو

لہ بُرے رستے چلنے والا ۲ بُرا گرو ۳ جھوٹے مذہب کا ماننے والا ۴ بُرا اُپدیشک کرنے والا۔

جھوٹی مذمت اور دوسرے مذاہب سے مخالفت اور دشمنی کرنے پر ہی کمربستہ ہو کر اپنی مطلب براری کرنے میں حلوہ کھانے کے برابر (لذت) سمجھتے ہو۔

दूरे करणं दूर, म्मि साहणं तह पभावणा दूरे।
जिण धम्म सद्दहाणं पि तिरकदुरकाइ निहवइ ॥

(پرکرن ۲-۶-۱۲۷)

جینیوں کی سستی مکتی

(مختصر معنی) "جس آدمی سے عین مذہب پر کچھ بھی عمل نہ ہو سکے۔ تو بھی محض اس اعتقاد سے کہ عین مذہب بچائے۔ اور کوئی نہیں۔ دکھوں سے تر جاتا ہے"۔

محقق۔ بھلا جاہلوں کو اپنے پھندے میں پھنسانے کی اس سے بڑھ کر دوسری کون سی بات ہو گی، کیونکہ کچھ عمل نہ کرنا پڑے۔ اور مکتی ہو جائے۔ ایسا بے سمجھ مذہب کون سا ہو گا؟

कइया होही दिवसो अहया सुगुरूण पायमूलम्मि।
उस्सुत्त लेस विसलव रहिओ निसुणेसु जिणधम्मं ॥

(پرکرن ۲-۶-۱۲۸)

مکتی پانے کا آسان نسخہ

(مختصر معنی) "جو شخص اتنی خواہش رکھے۔ کہ جن آگم جینیوں کے شاستر کو سنوں گا۔ "مکت سوتر" یعنی دوسرے مذاہب کی کتابوں کو کبھی نہیں سنوں گا۔ وہ محض اس قدر خواہش رکھنے سے دکھوں کے سمندر سے پار ہو جاتا ہے"۔

محقق۔ یہ بات بھی بھولے آدمیوں کو پھنسانے کے واسطے ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا خواہش سے اس جگہ کے دکھوں کے سمندر سے بھی پار نہیں ہوتا۔ اور پہلے جنم کے جمع شدہ پاپوں کے بدلے میں دکھ بھگتنے کے بغیر نہیں چھوٹ سکتا۔ اگر ایسی ایسی جھوٹ یعنی خلاف علم باتیں نہ لکھتے۔ تو (لوگ) وید وغیرہ شاستروں کو دیکھ اور سن کر اور سچ جھوٹ کی تمیز حاصل کر کے ان کی بے علمی سے بھری ہوئی لغو کتابوں کو چھوڑ دیتے۔ لیکن ان بے علموں کو ایسا جکڑ کر باندھا ہے۔ کہ اس پھندے سے شاید کوئی عقلمند نیک صحبت رکھنے والا آدمی چھوٹ سکے۔ تو ممکن ہے۔ مگر باقی موٹی عقل کے لوگوں کا چھوٹنا تو بہت ہی مشکل ہے۔

—जइ जाणिसि जिण नाहो, लोयायारा विपरकए भूओ।
ता तं तं मन्नंतो, कह मन्नसि लोअ आयारं ॥

(پرکرن ۲-۶-۱۲۸)

جینیوں کی اوندھی عقل

(مختصر معنی) "جو جین آچاریوں کے تصنیف کیے ہوئے سوتر ترکیب[1] وغیرہ[2]۔ بھاشیہ[3] چورنی[4] کو مانتے ہیں۔ وہی لوگ نیک اور شکل کاموں کے کرنے سے چاندتہ[5] والے ہو کر سکھ پاتے ہیں۔ دوسرے مذہب کی کتابوں کے دیکھنے سے نہیں"۔

محقق۔ کیا سخت بھوک سے مرنے وغیرہ تکالیف کے برداشت کرنے کو "چاندتہ" (نیک چلنی) کہتے ہیں۔ اگر بھوکا پیاسا مرنا ہی چاندتہ ہے۔ تو بہت سے آدمی قحط سے خوراک وغیرہ نہ ملنے کی وجہ سے بھوکے مرتے ہیں۔

[1] لغت [2] ترجمہ [3] تفسیر [4] شرح [5] صاحب عمل یا نیک چلن

نہ پاک ہو کر اچھے نتیجہ کو پہنچنے چاہئیں۔ مگر نہ وہ پاک ہوتے ہیں اور نہ تم بلکہ پت وغیرہ کی نیاتی کی وجہ سے بیمار ہو کر بجائے سکھ کے دکھ پاتے ہیں۔ مدھرم تو منصفانہ فعل۔ برہمچریہ۔ رامت گوئی وغیرہ ہیں۔ اور دروغ گوئی۔ ظالمانہ فعل وغیرہ پاپ ہیں۔ اور دوسروں کی بھلائی کی نیت لکھتے ہوئے سب کے ساتھ محبت سے برتاؤ رکھنا۔ "شبھ چرتر" (نیک چلن) کہلاتا ہے۔ نہ کہ جین مذہب والوں کا بھوکا پیاسا رہنا وغیرہ ان نوتمروں وغیرہ کو ماننے والے تھوڑی سی سچائی اور زیادہ جھوٹ کو پاکر دکھوں کے سمندر میں ڈوبتے ہیں۔

जम्हा जिणेहिं भणियं, सुय ववहारं विसोहियं तस्स ।
जायइ विसुद्ध बोही, जिण आणाराहगत्ताओ ॥ (پرکرن ۳۰-۶-۱۴۸)

جینیوں کے نزدیک سب مسلمان جہنمی ہیں

(جہنمی) جو آدمی اچھی پراربدھ (نصیب) والے ہوتے ہیں۔ وہی جین مذہب کو قبول کرتے ہیں۔ یعنی جو جین مذہب کو قبول نہیں کرتے ان کا نصیب پھوٹ گیا۔"

محقق۔ کیا یہ جھوٹ اور گمراہی کی بات نہیں ہے۔ کیا دوسرے مذاہب میں خوش نصیب اور جین مذہب میں بدنصیب کوئی بھی نہیں ہے۔ اور جو یہ کہا ہے۔ کہ ہم مذہب یعنی جین مذہب والے آپس میں دکھ نہ پہنچا دیں۔ بلکہ محبت سے برتیں۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ جین لوگ دوسروں کے ساتھ لڑائی کرنے میں برا نہیں سمجھتے ہوں گے۔ ان کی یہ بات بھی نامناسب ہے۔ کیونکہ نیک آدمی نیکیوں کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ اور بدوں کو تربیت دے کر نیک اور تربیت یافتہ بناتے ہیں۔ اور یہ جو لکھا ہے کہ برہمن۔ "ترد نڈی" "پھی دواجک" "چانڈیہ" یعنی سنیاسی اور تاپسی وغیرہ یعنی ویراگی وغیرہ سب جین مذہب کے دشمن ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ سب دشمنی کی نظروں سے دیکھتے اور مذمت کرتے ہیں۔ پھر جینیوں کا "دیا" اور "کشما" کا دھرم کہاں رہا۔ کیونکہ دوسرے سے کینہ رکھنا "دیا" اور "کشما" کو زائل کرنے والا ہے۔ اور اس کے برابر کوئی دوسرا عیب ہنسانے والا (ضرر رساں) نہیں ہے جیسے جینی لوگ سراپا کینہ سے پر ہیں۔ دوسرے لوگ ویسے کم ہی ہوں گے۔ شبد دیو سے لے کر مہادیو تک چوبیس تیرتھنکروں کو اگر راگی (رغبت فاسد رکھنے والا) دویشی (کینہ ور) اور متھیاتوی (جھوٹی باتیں ماننے والا) کہیں اور جو جین مذہب کے ماننے والوں کو سنی بات تپ (خلطوں کے بگاڑ سے پیدا ہوئے تپ) میں پھنسا ہوا مانیں۔ اور ان کے مذہب کو نمک اور زہر کے برابر سمجھیں۔ تو جینیوں کو کتنا برا لگے گا۔ اس لئے جینی لوگ مذمت اور غیر مذاہب سے کینہ رکھنے کے کارن نرک میں ڈوب کر سخت تکلیف بھوگ رہے ہیں۔ اس بات کو چھوڑ دیں تو بہت اچھا ہے۔

-एगो अ गुरू एगो वि सावगो चेइआणि विवहाणि ।
तच्छय जं जिणदव्वं, परुप्परं तं न विच्चन्ति ॥ (پرکرن اتنا کر ۲-۶-۱۵۰)

مُورتی پُوجا کے بانی مبانی جینی ہیں

(مختصر معنی) کسب شراوکوں[1] کا دیو گورو دھرم ایک ہے چیتیہ دندن یعنی "جن" کی تصویر یا مُورتی کے دیول[2] (مندر) اور "جن" کے مال کی حفاظت کرنا اور مُورتی کی پُوجا کرنا دھرم ہے"۔

محقق۔ اب دیکھو! مُورتی پُوجا کا جتنا جھگڑا چلا ہے۔ وہ سب جینیوں کے گھر سے نکلا ہے۔ اور پاکھنڈوں کی جڑ ہی جین مذہب ہے۔

شرادھ دن کرتیہ کتاب کے صفحہ ۱ میں مُورتی پُوجا کے حوالے

नवकारेण विवोहो ॥ १ ॥ अणुसरणं सावउं ॥ २ ॥ चयाइं इमे ॥ ३ ॥
जोगो ॥ ४ ॥ चिय वन्दणगो ॥ ५ ॥ पच्चरकाणं
तु विहि पुव्वं ॥ ६ ॥

وغیرہ وغیرہ۔

(۱) شراوکوں کو (مندر کے) پہلے دوار (دروازہ) میں "نوکار" (نمسکار) کا جپ کرنا چاہیئے۔

(۲) دوسرے (دروازے میں) "نوکار" جپنے کے بعد یہ خیال کرنا کہ میں شراوک ہوں۔

(۳) تیسرے دروازہ میں (یہ خیال کرنا) کہ ہمارے "اثوبرت" وغیرہ کتنے ہیں۔

(۴) چوتھے دروازہ میں (یہ خیال کرنا) "چار ورگ" چار مقاصد زندگی (یعنی دھرم۔ ارتھ۔ کام موکش) میں موکش مقدم ہے۔ اسی کے واسطے گیان وغیرہ ہیں۔ وہ یوگ ہے۔ اس کے سب "آٹھ انگ" یعنی یوں سے نرمل (پاک) بنانے کے جو ضروری وسائل ہیں۔ وہ بھی مجازاً یوگ کہلاتا ہے۔ ایسے یوگ کا بیان کریں گے۔

(۵) پانچویں "چیتیہ وندن" یعنی مُورتی کو نمسکار کرنے اور "دھوپ پُوجا" (بھینٹ) چڑھانے اور "پھل پُوجا" (پھل کے کا ذکر کریں گے۔

(۶) چھٹا "پچ کھیان دوار" یعنی "نوکارسی" وغیرہ کا طریقہ ذکر کروں گا۔ وغیرہ وغیرہ

اور اسی کتاب میں آگے چل کر بہت سے طریقے لکھے ہیں۔ مثلاً شام کا کھانا کھانے کے وقت "جن بمب" یعنی تیرتھنکروں کی مُورتی پُوجا کرنا اور دوار پُوجا کرنا وغیرہ میں بڑے بڑے بکھیڑے ہیں مندر بنانے کے قواعد لکھے ہیں۔ اور لکھا ہے۔ کہ پرانے مندروں کے بنوانے اور مرمت کرانے سے مکتی ہو جاتی ہے۔ مندر میں اس طرح سے جا کر بیٹھے۔ بڑے اعتقاد اور محبت سے پُوجا کرے۔ "نمو جنند بھیہ" وغیرہ منتروں سے (مُورتی کو) سنان وغیرہ کرائے۔ "جل چندن کسپ دھوپ دیپ آئینہ" وغیرہ سے خوشبو وغیرہ چڑھائے۔

---

[1] یہ لفظ بگڑ کر آجکل سراوگی ہو گیا ہے۔ شراوک کے لفظی معنی سننے والا یا چلا ہیں۔

[2] دیول کے لفظی معنی پجاری کے ہیں۔ مگر اکثر اسے دیوالیہ کے بجائے مندر کے لئے بولا جاتا ہے۔ یہاں بھی مندر سے مراد معلوم ہوتی ہے۔ (مترجم)

مُورتی پُوجا کا پھل

رتن سار بھاگ کے بارھویں صفحہ پر مُورتی پُوجا کا پھل یہ لکھا ہے۔ کہ پوجاری کو دیکھا یا پہ جا کوئی بھی نہ روک سکے۔

محقق۔ یہ سب بناوٹی باتیں ہیں۔ کیونکہ راجہ لوگ بہت سے جین پوجاریوں کو روکتے ہیں۔

بیماری وغیرہ سے چھوٹنا اور حکومت کا ملنا

رتن سار کے صفحہ ۱۲ میں لکھا ہے کہ مُورتی پُوجا سے بیماری دُور اور بیٹے بیٹے عیب چھوٹ جاتے ہیں۔ کسی ایک شخص نے پانچ کوڑی کا پھول چڑھایا۔ اُسے اٹھارہ ملکوں کی حکومت ملی۔ اس کا نام کمارپال ہو گیا تھا۔ ایسی ایسی باتیں سب جھوٹی اور جاہلوں کو پھنسانے کی ہیں کیونکہ بہت سے جینی لوگ پُوجا کرتے ہوئے بھی بیمار اور روگی رہتے ہیں۔ اور پتھر وغیرہ مُورتی پوجا کرنے سے ایک بیگھہ کی بھی حکومت نہیں ملتی۔ اور اگر پانچ کوڑی کے پھول چڑھانے سے حکومت ملے۔ تو پانچ پانچ کوڑی کے پھول چڑھا کر تمام کرۂ زمین کی حکومت کیوں نہیں کر لیتے۔ اور ملکوں کی سزا کیوں بھوگتے ہیں؟ اور اگر مُورتی پُوجا کرنے سے دُنیا کے سات سمندر سے پار ہو جاتے ہیں۔ تو پھر "گیان" "سمیک درشن" "اہلچاد تم" کیوں کرتے ہو؟

امر ہونا

رتن سار بھاگ کے صفحہ ۱۳ میں لکھا ہے کہ گوتم کے انگوٹھے میں امرت ہے۔ اور اس کے سمرن کرنے سے دلخواہ نتیجہ نکلتا ہے۔

محقق۔ اگر ایسا ہے۔ تو سب جینی لوگ امر لافانی ہو جانے چاہئیں۔ مگر نہیں ہوتے اس لئے ان کی یہ بات محض جاہلوں کے بہکانے کی ہے۔ اس میں ذرا بھی کوئی اصلیت نہیں۔

مُورتی پُوجا کا طریقہ ایجاد کردہ عین مذہب

رتن سار کے صفحہ ۵۲ میں ان کی پوجا کرنے کا یہ شلوک لکھا ہے:۔

जलचन्दनधूपनरथ दीपाक्षतकैर्नवैद्यवस्त्रैः ।
उच्चारवरैर्जिनेन्द्रान् रुचिरैरथ यजामहे ॥

"ہم جل چندن۔ چاول۔ پھول۔ نیوید۔ دیپ۔ "نئی دیا" (میوہ) وستر (کپڑے) اور عمدہ عمدہ ساگری سے "جن اندر" یعنی تیرتھنکروں کی پوجا کریں"۔

محقق۔ اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں۔ کہ مُورتی پوجا جینیوں سے چلی ہے۔

مُورتی پُوجا کے دیگر فوائد جینیوں کے موجب

دویک سار کا صفحہ ۱۲ جینیوں کے مندر میں مرد نہیں آتا اور دُنیا کے سمندر سے پار کرنے والا ہے"۔

دویک سار صفحہ ۵۱۔۵۲۔ "مُورتی پُوجا سے مکتی ہوتی ہے اور جینیوں کے مندر میں جانے سے اچھے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ جو شخص جل (پانی) چندن وغیرہ سے تیرتھنکروں کی پُوجا کرے۔ وہ نرک سے چھوٹ کر سورگ کو جاوے گا"۔

دویک سار صفحہ ۵۵ "جین مندر میں رشبھ دیو وغیرہ کی مورتیوں کی پوجا کرنے سے دھرم۔ ارتھ کام اور موکش حاصل ہوتے ہیں"۔

دویک سار صفحہ ۱۰۱ "جن کی مورتیوں کی پوجا کیے۔ تو تمام جہان کے دکھ چھوٹ جاویں"۔

محقق اب دیکھو ان کی ناممکن اور بے علمی کی باتیں۔ اگر اس طرح پاپ وغیرہ بُرے کام چھوٹ جاویں "مہ" نہ آئے دُنیا کے سمندر سے پار اُتر جاویں نیک اوصاف پیدا ہو جاویں۔ نرک کو چھوڑ کر سورگ میں چلے جاویں دھرم۔ ارتھ کام۔ موکش حاصل کر لیں۔ اور سب دکھ چھوٹ جاتے ہوں۔ تو سب جینی لوگ لکھی اور تمام نعمتوں کے حاصل کرنے والے کیوں نہیں ہوتے۔ اسی دویک سار کے صفحہ ۳ میں لکھا ہے کہ جنہوں نے "جن" کی مورتی کو مستھاپن کیا ہے۔ انہوں نے اپنی اور اپنے خاندان کی روزی قائم کی ہے۔

رشبھ وغیرہ کی مورتی پوجنے سے نرک

دویک سار صفحہ ۷۷ "رشبھ۔ وشنو وغیرہ کی مورتیوں کی پوجا کرنا بہت بڑا ہے یعنی نرک کا ذریعہ ہے"۔

محقق بھلا جب رشبھ وغیرہ کی مورتیاں نرک کا ذریعہ ہیں۔ تو کیا جینیوں کی مورتیاں ویسی نہیں ہیں؟ اگر کہیں کہ ہماری مورتیاں تو تیاگی (تارک) شانت (قرار یافتہ) اور فیض بخش ہیں۔ اس لئے اچھی ہیں۔ اور رشبھ وغیرہ کی مورتیاں ویسی نہیں۔ اس لئے بُری ہیں۔ تو ان کو کہنا چاہیئے کہ تمہاری مورتیاں تو لاکھوں روپیہ کے مندر میں رہتی ہیں۔ اور چندن کیسر وغیرہ چڑھتا ہے۔ یہ کس طرح تیاگی ہیں۔ اور رشبھ وغیرہ کی مورتیاں تو سایہ کے بغیر بھی رہتی ہیں۔ وہ کیوں تیاگی نہیں۔ اور شانت ہو۔ تو جڑ اشیاء بوجہ بے حرکت ہونے کے شانت (قرار یافتہ) پس سب مذہبوں کی مورتی پوجا یہودہ ہے۔

مورتی کا فرضی اثر

سوال ہماری مورتیاں کپڑا۔ زیور وغیرہ نہیں پہنتیں اس لئے اچھی ہیں۔

جواب۔ مورتیوں کا سامنے ننگا رہنا اور رکھنا جوانوں کی سی کاروائی ہے سوال جس طرح عورت کی تصویر یا مورتی کے دیکھنے سے شہوت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح سادھو اور یوگیوں کی مورتی کے دیکھنے سے نیک اوصاف حاصل ہوتے ہیں جواب۔ اگر پتھر کی مورتیوں کے دیکھنے سے نیک نتیجہ مانتے ہو۔ تو اس کے جڑ ہونے وغیرہ کے اوصاف بھی تمہارے اندر آجاویں گے۔ جب عقل پتھر ہو جاویگی تو بالکل نیست و نابود ہو جاؤ گے۔ دوسرے جو اعلیٰ درجہ کے صاحب علم ہیں۔ ان کی صحبت اور خدمت کے چھوٹ جانے سے بہالت بھی زیادہ ہوگی۔ اور جو جو عیب گیارھویں باب میں لکھ چکے ہیں۔ وہ سب پتھر کی مورتی پوجا کرنے والے کو لگتے ہیں۔ اس لئے جس طرح مورتی پوجا میں جینیوں نے جھوٹا شور مچایا ہے۔ اسی طرح ان کے منتروں میں بھی بہت سی ناممکن باتیں لکھی ہیں۔ ان کا منتر یہ ہے جو دیویک سار صفحہ ۱ میں لکھا ہے

नमो अरिहन्ताणं नमो सिद्धाणं नमो आयरियाणं नमो उवज्झायाणं नमो लोए सव्वसाहूणं एसो पंच नमुक्कारो सव्व पावप्पणासणो मंगलाणं च सव्वेसिं पढमं हवइ मंगलम् ॥ १ ॥

جینیوں کا گورمنتر

اِس منتر کا بڑا مہاتم (عظمت) لکھا ہے۔ یہ سب جینیوں کا گورمنتر ہے اِس کا ایسا مہاتم بیان کیا گیا ہے۔ کہ تنتر پردان اور بھاٹوں کی بات کو بھی مات کیا چنانچہ "شراوھ دن کرت" صفحہ ۱۵۱ پر لکھا ہے۔ کہ :-

नमुक्कारं तउं पढे ॥ ९ ॥ जउं कव्वं । मंताणमंतो परमो इमुत्ति । धेयाणधेयं परमं इमुत्ति । तत्ताणतत्तं परमं पवित्तं । संसारसत्ताणदुहाहयाणं ॥ १० ॥ ताणं अन्नंतु नो अत्थि जीवाणं भवसायरे । बुड्डुं ताणं इमं मुत्तुं । नमुक्कारं सुपोययम् ॥ ११ ॥ कव्वं । अणेगजम्मंतरसंचिआणं । दुहाणं सारीरिअमाणुसाणं । कत्तोय भव्वाणभविज्जनासो ।
न जावपत्तो नवकारमन्तो ॥ १२ ॥

"یہ جو منتر ہے۔ سُچا پاک اور افضل ہے۔ دھیان کرنے کے لائق چیزوں میں یہ نہایت اعلےٰ دھیان کرنے کی چیز ہے۔ تتوں میں اعلےٰ تتو ہے۔ "نوکار" منتر دکھوں سے تنگ آئے ہوئے دیوی لوگوں کے لئے ایسا ہے۔ کہ جیسے سمندر کے پار اُتارنے کے لیے جہاز ہوتا ہے۔" (۹)

"اور یہ جو "نوکار" کا منتر ہے۔ وہ جہاز کی مانند ہے۔" (۱۰)

"جو اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ دنیا کے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں۔ اور جو اس کو قبول کرتے ہیں۔ وہ دکھوں سے پار ہو جاتے ہیں جیووں کو تنگ سے الگ رکھنے والا سب پاپوں کو نشٹ کرنے والا یکتی کا دینے والا اور اس منتر کے اور کوئی نہیں ہے۔" (۱۱)

"دُنیاوی جیو قبل کو بہت جنموں میں پیدا ہوئے جسمانی دکھوں یعنی دنیا کے سمندر سے پار کرنے والا تب تک نوکار منتر نہیں لیتا۔ تب تک جیو دنیا کے سمندر سے پار نہیں ہو سکتا۔ یہ مطلب اُوپر کے دیوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اور آگ وغیرہ آٹھ تخت خوفوں میں سوائے "نوکار" منتر کے اور کوئی مددگار نہیں ہے جس طرح بیش بہا گوہر دید درید نامی منی مل جائے۔ یا دشمن سے خوف کے وقت دفاعہ دینے والا ہتھیار مل جائے اسی طرح شرت کیولی منتر سکھلانے والے گورو کے ملنے کو سمجھنا چاہیئے۔" (۱۲)

بارہ انگوں میں سے نوکار کا منتر مخفی راز ہے۔

جینیوں کے گورمنتر کے معنی

اِس منتر کے معنی یہ ہیں :-

"نمو ارہنتانم" (۱) سب تیرتھنکروں کو نمسکار ہے

"نمو سدھانیم" (۲) جین مت کے سب سدھوں کو نمسکار ہے۔

"نمو آئریانیم" (۳) جین مت کے سب آچاریوں کو نمسکار ہے۔

"نمو اوجھایانیم" (۴) جین مت کے سب اُپادھیاؤں (اُستادوں) کو نمسکار ہے

"نمو لوسب ساہونیم" (۵) جین مت کے جتنے سادھو اِس لوک میں ہیں اُن سب کو نمسکار ہے

اگرچہ منتر میں بین کا لفظ نہیں آیا۔ تاہم جینیوں کی بہت سی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ کسی جین مت کے اور کسی کو نمسکار نہ کرنا۔ اس لئے یہی معنی درست ہیں۔

لکڑی پتھر کی مورتی کو پوجنا

ستیارتھ دویک صفحہ ۱۶۹۔ جو آدمی لکڑی اور پتھر کو دیوتا یقین کرکے پوجا کرتا ہے۔ وہ اچھے نتیجوں کو حاصل کرتا ہے۔

تحقیق۔ اگر ایسا ہو۔ تو درشن کرنے سے سب لوگ مکھ کے نتیجہ کو کیوں نہیں پاتے۔ رتن مالا بھاگ صفحہ ۱۰

پارشوناتھ کی مورتی

پارشوناتھ کی مورتی کے درشن کرنے سے پاپ دور ہو جاتے ہیں۔ کلپ بھاشیہ کے صفحہ ۵۱ پر لکھا ہے۔ کہ سوا لاکھ مندروں کی مرمت کی۔ علی ہذا القیاس۔ مورتی پوجا کے بارے میں ان کی بہت سی تحریریں ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مورتی پوجا کا اصلی بانی مبانی جین مذہب ہے۔

جین بدھ جین سادھو

اب ان جینیوں کے سادھوؤں کی لیلا دیکھئے!

دویک سار صفحہ ۲۲۸۔ جین مذہب کا ایک سادھو سمات کوشا بیسوا سے مباشرت کرکے بعد ازاں تارک ہو کر سورگ کو گیا۔

دویک سار صفحہ ۱۰۔ ارنک منی نیک چلنی سے گیا۔ اور کئی سالوں تک دت سیٹھ کے گھر میں شہوت پرستی کرتا رہا۔ اور بعد ازاں دیو لوک کو گیا۔

شری کرشن کے بیٹے ڈھنڈن منی کو سیالیا اٹھا لے گیا۔ اور پھر دیوتا ہو گیا۔

سادھوؤں کی بے جا تعظیم

دویک سار صفحہ ۱۵۶ جین مذہب کا سادھو "لنگ دھاری" یعنی بھیس ہی رکھتا ہو۔ تو بھی شراوک لوگ اس کی تعظیم کریں۔ سادھو خواہ نیک چلن ہو یا بدچلن سب پوجا کرنے کے لائق ہیں۔

دویک سار صفحہ ۱۶۸۔ جین مذہب کا سادھو چلن سے گرا ہوا ہو۔ تو بھی دوسرے مذہب کے سادھوؤں سے افضل ہے۔

دویک سار صفحہ ۱۷۱۔ اگر شراوک لوگ جین مذہب کے سادھوؤں کو چلن سے گرا ہوا اور بدچلن دیکھیں۔ تو بھی انہیں ان کی خدمت کرنی چاہیئے۔

دویک سار صفحہ ۲۱۶۔ ایک چور نے پانچ مٹھی بھر بال نوچ "چار تمہ" اختیار کیا بہت تکلیف اٹھائی۔ اور پچھتایا۔ اور پچھلے جنم میں کیول گیان (خالص علم) حاصل کرکے سدھ ہو گیا۔

تحقیق۔ اب ان کے سادھوؤں اور گرو مستیوں کی لیلا دیکھئے۔ ان کے مذہب میں بہت سے بد اعمال سادھو بھی مکتی پا گئے۔

جینیوں کے حساب میں کرشن جی نرک میں

اور دویک سار صفحہ ۱۰۶ میں لکھا ہے۔ کہ شری

کرشن تیسرے نرک میں گیا۔

دویک سار صفحہ ۱۴۵ میں لکھا ہے۔ کہ دھنونتری نرک میں گیا۔

دویک سار صفحہ ۱۴۰۔ کپتے ہی جوگی۔ جنگم۔ قاضی۔ ملّا اگیان کے باعث تپ کی تکلیف اُٹھا اُٹھا کر بھی بُری گتی کو پاتے ہیں۔

رتن سار صفحہ ۱۷۱ میں لکھا ہے۔ کہ نو واسدیو یعنی ترپرشٹھ واسدیو۔ دوئی پرشٹھ واسدیو۔ تیسرا پرشوتم واسدیو۔ پرشوتم واسدیو۔ پنڈریک واسدیو۔ دت واسدیو۔ لکشمن واسدیو۔ اور شری کرشن واسدیو۔ یہ سب گیارھویں۔ بارھویں۔ چودھویں۔ پندرھویں۔ اٹھارھویں۔ پچیسویں اور بائیسویں تیرتھنکروں کے وقت نرک کو گئے۔ اور نو پرتی واسدیو یعنی اشو گریو پرتی واسدیو۔ تارک پرتی واسدیو۔ مدھو پرتی واسدیو۔ مدھو پرتی واسدیو۔ بلی پرتی واسدیو۔ پہلاد پرتی واسدیو۔ راون پرتی واسدیو۔ اور جراسندھ پرتی واسدیو بھی سب نرک کو گئے۔ اور کلپ بھاشیہ میں لکھا ہے کہ رشبھ دیو سے لے کر مہاویر تک چوبیس تیرتھنکر سب مکتی کو پہنچے۔

محقق۔ بھلا کوئی عقلمند آدمی سوچے۔ کہ ان کے سادھو گرہستی اور تیرتھنکر جن میں بہت سے بھوگامی (رنڈی باز) اور پراستری گامی (زانی) چور وغیرہ تھے۔ وہ جین مذہب والے سب لوگ تو سورگ اور مکتی کو گئے۔ اور شری کرشن وغیرہ بڑے دھارمک مہاتما سب نرک کو گئے۔ یہ کتنی بہت بُری بات ہے دراصل اگر غور سے دیکھیں۔ تو اچھے آدمی کے لئے جینیوں کی صحبت یا ان کو دیکھنا بھی بُرا ہے۔ کیونکہ اگر ان کی صحبت میں رہیں۔ تو ایسی ایسی جھوٹی باتیں اُن (اچھے آدمیوں) کے دل میں بھی قائم ہو جائیں گی کیونکہ ایسے سخت ہٹی اور ضدی آدمیوں کی صحبت سے سوائے بُرائیوں کے اور کچھ بھی پلے نہیں پڑے گا البتہ جینیوں میں جو اچھے لوگ ہیں۔ ان کے ساتھ سنت سنگ وغیرہ کرنے میں کچھ بھی عیب نہیں۔

تیرتھوں کی نسبت فتوے!

دویک سار کے صفحہ ۵۵ میں لکھا ہے۔ کہ گنگا وغیرہ تیرتھ اور کاشی وغیرہ کشیتروں کی یاترا کرنے سے کچھ بھی پرماتھ (اعلیٰ مقصد) حاصل نہیں ہوتا۔ اور اپنے گھناؤنے۔ پاپی ٹانہ اور ابو وغیرہ تیرتھ کشیتر مکتی تک کے دینے والے ہیں۔

محقق۔ یہاں غور کرنا چاہیئے۔ کہ جس طرح شیو دل۔ دیشنو دل وغیرہ کے تیرتھ اور کشیتر بشکل تسی اور خشکی کی جگہ چیزیں ہیں اسی طرح جینیوں کے بھی ہیں۔ ان میں سے ایک کی مذمت اور دوسرے کی تعریف کرنا جہالت کا کام ہے۔

جینیوں کی مکتی کا بیان!

مکتی کا پرمبالغہ بیان

رتن سار صفحہ ۲۱۳۔ مہاویر تیرتھنکر گوتم جی کو کہتے ہیں۔ کہ عالم بالا میں ایک مقام سدھ شلا ہے سورگ پوری کے اوپر ۴۵ لاکھ

سلہ جو اچھا آدمی ہوگا۔ وہ بے بنیاد باتوں میں کبھی نہ پھنسے گا۔

یوجن لمبی ہے۔ اور اتنی ہی پہلی (محیط یا حجیم) ہے۔ اندر یوجن موٹی ہے جس طرح موتی کا سفید ہار یا گائے کا دودھ ہوتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ سفید ہے سونے کی طرح دمکتی ہوئی اور بلور سے بھی شفاف وہ بندھ شلا چودھویں لوک کی چوٹی پر ہے۔ اور اس بندھ شلا کے اوپر شوپور کا مقام ہے۔ اس میں بھی مکت آدمی معلق رہتے ہیں۔ اس جگہ جنم لینے اور مرنے کا کوئی بھی دھکہ (دوش) نہیں ہے۔ اور آنند کرتے رہتے ہیں۔ وہ پھر جنم نہیں لیتے۔ اندر مرتے ہیں سب کرم سے چھوٹ جاتے ہیں۔ یہ جینیوں کی مکتی ہے

محقق۔ غور کرنا چاہیئے۔ کہ جس طرح دیگر مذاہب میں سے پورانوں میں دی گئی ہے کیلاش، گولوک، بیکنٹھ وغیرہ علیسائیوں کے بموجب چوتھے اور مسلمانوں کے بموجب ساتویں آسمان پر مکتی کا مقام لکھا ہے ویسے ہی جینیوں کی بندھ شلا اور شوپور بھی ہے۔ کیونکہ جس کو جینی لوگ اونچا مانتے ہیں۔ نیچے والوں یعنی جو ہم سے کم تر زمین کے نیچے رہتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں وہی نیچا ہے۔ اونچا نیچا بجائے خود کوئی شے نہیں جس کو آبو دولت کے جینی لوگ اونچا مانتے ہیں۔ اسی کو امریکہ والے نیچا مانتے ہیں جس کو آبو دولت والے نیچا مانتے ہیں۔ اسی کو امریکہ والے اونچا مانتے ہیں۔ چاہے وہ شلا ۱۰ لاکھ سے دو چند یعنی بیس لاکھ کوس بھی ہوتی۔ تو بھی وہ مکت بندھن میں ہیں۔ کیونکہ اس شلا یا شوپور کے باہر نکلنے سے ان کی مکتی چھوٹ جاتی ہوگی۔ اور ہمیشہ اسی میں رہنے کی خواہش اور باہر جانے سے رنج بھی ہوتا ہوگا جس جگہ کہ کامنا خواہش اور رنج ہے۔ اس کو مکتی کیونکر کہہ سکتے ہیں؟ مکتی اسی طرح ماننی ٹھیک ہے جس طرح ہم نویں باب میں بیان کر چکے ہیں۔ اور یہ جینیوں کی مکتی بھی ایک قسم کا بندھن ہے جینی لوگ مکتی کے بارے میں بھی غلطی میں پڑے ہیں۔ سچ یوں ہے۔ کہ ویدوں کے ٹھیک ٹھیک مطلب سمجھنے کے بغیر یہ لوگ مکتی کی ماہیت کو نہیں جان سکتے۔

اب ان کی تھوڑی سی اور ناممکن باتیں سنو

مبالغہ و غیرہ کے اور نمونے | دیدیک سار صفحہ ۱۰۸۔ مہاویر کو پیدا ہونے کے وقت ایک کروڑ ساٹھ لاکھ کلمل سے سنایا گیا۔

دیدیک سار صفحہ ۱۳۶۔ وشالی راجا مہاویر کے درشن کرنے کے لئے گیا۔ وہاں کچھ غرور کیا۔ اس کے ہٹانے کے لئے وہاں ۱۶۷۷۷۲۱۶۰۰۰ اندر ۱۳۱۷۰۵۷۲۸۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ اندرانیاں آئی تھیں۔ راجہ دیکھ کر حیران ہو گیا۔

محقق۔ اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ اندر اور اندرانیوں کے کھڑے ہونے کے واسطے ایسے کتنے ہی کرہ زمین چاہئیں۔

تالاب کنواں وغیرہ بنانا پاپ ہے۔ | شراوک دن کرت آتم نندا بھاونا

کے صفحہ ۱۴۱ میں لکھا ہے کہ باؤڑی۔ کنواں اور تالاب نہ بنوانا چاہیئے۔
محقق۔ بھلا اگر سب آدمی ہمیں مذہب میں آجاویں۔ اور کنواں۔ تالاب۔ باؤڑی وغیرہ کوئی بھی نہ بنوائے تو لوگ پانی کہاں سے پیویں گے؟
سوال۔ تالاب وغیرہ کے بنوانے سے جیو پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے ان کے بنوانے والے کو پاپ لگتا ہے پس ہم جینی لوگ اس کام کو نہیں کرتے۔
جواب۔ تمہاری عقل کیوں جاتی رہی۔ کیونکر جیو مرجاویں گے اور جیووں کے مرنے سے پاپ گنتے ہو۔ تو بڑے بڑے گائے وغیرہ جانور اور انسان وغیرہ جانداروں کے پانی پینے وغیرہ سے جو بڑا پاپ ہوگا۔ اس کو کیوں نہیں گنتے؟

باؤڑی وغیرہ بنانے کی سزا

تتو دویک صفحہ ۱۹۶۔ اس شہر میں ایک جوہری بیلچند مستی احمد نے باؤڑی بنوائی۔ اس وجہ سے دھرم بھرشٹ ہو کر اس کو سولہ جہاد کوڑ (مرض عظیم) ہوئے۔ اور مرنے کے بعد وہ اس باؤڑی میں مینڈک بنا۔ جہاد یہ کے درشن کرنے سے اس کو اپنی ذات یاد آگئی۔ جہاد یہ کہتے ہیں۔ کہ میرا آناسن کر اور مجھ کو پہلے جنم کا دھرم آچار یہ (گرو۔ جان کر نمسکار کرنے کی غرض سے آنے لگا۔ راستہ میں شرنیک کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے آکر مر گیا۔ اور شبھ دھیان کرنے سے دردر اٹک نامی راجکمار اور جہ کا دیوتا بنا۔ اور اودھی گیان (انتہائے علم) کے ذریعہ سے اس جگہ میرا آناسن کر نمسکار کر کے اپنی تمنی اور کمالیت کے درجہ پر پہنچنا دکھلا کر واپس گیا۔
محقق۔ ایسی ایسی خلاف علم۔ ناممکن اور جھوٹی باتیں کہنے والے جہاد یہ کا فضل ماننا سخت غلطی ہے

سادھو کفن چھسوٹ ہیں

شرادھ دن کرنیہ صفحہ ۱۴۱ میں لکھا ہے۔ کہ سادھو مردہ کے کپڑے لے لیویں۔
محقق۔ دیکھئے ان کے سادھو بھی جہا برہمن کی مانند ہو گئے۔ کپڑے تو سادھو لے لیویں۔ لیکن مردہ کا زیور کون لے گا۔ اسے بوجھ زیادہ قیمتی ہونے کے اپنے گھر میں رکھ لیتے ہوں گے۔ تو پھر آپ کون ہوئے؟

پیسنے۔ کھانا پکانے وغیرہ میں پاپ

ارتن سار صفحہ ۱۰۵ بھونے۔ کوٹنے۔ پیسنے اور کھانا پکانے وغیرہ میں پاپ ہے۔
محقق۔ اب ان کی بے علمی دیکھئے بھلا اگر یہ کام نہ کئے جائیں۔ تو انسان وغیرہ جاندار کس طرح زندہ رہ سکیں؟ اور جینی لوگ بھی دکھی ہو کر مر جاویں۔

باغیچہ لگانا پاپ ہے

ارتن سار صفحہ ۱۰۴۔ باغیچہ لگانے سے مالی کو ایک لاکھ پاپ لگتا ہے۔
محقق۔ اگر مالی کو پاپ لگتا ہے تو پتے۔ پھل۔ پھول۔ سایہ سے بہت سے جیو سکھ پاتے ہیں۔ پس کروڑوں گنا پن بھی ضرور ہوتا ہے اس پر ذرا بھی غور نہ کیا۔ یہ کتنا اندھیر ہے؟

اشرفیوں کی برسا تو دیکھ صفحہ ۲۰۲۔ ایک دن لبدھی نامی سادھو بھول کر بیسوا کے گھر میں چلا گیا اور دھرم کے نام پر بھیک مانگی بیسوا نے جواب دیا۔ اس جگہ دھرم کا کام نہیں بلکہ دولت کا کام ہے۔ تو اسی لبدھی سادھو نے ساڑھے بارہ لاکھ اشرفی اس کے گھر میں برسا دیں۔

محقق۔ اس بات کو سوائے بے عقل آدمی کے کون سچ مانے گا؟

گھوڑے چڑھنی دیوی رتن سار بھاگ صفحہ ۶۷ میں لکھا ہے۔ کہ ایک پتھر کی مورتی گھوڑے پر سوار ہے جہاں اس کو یاد کیا جائے۔ وہیں حاضر ہو کر حفاظت کرتی ہے۔

محقق۔ کہو جینی جی! آج کل چوری۔ ڈاکہ۔ وغیرہ اور دشمن سے خوف تو ہوتا ہی ہے۔ تو تم اس کو یاد کر کے اپنی حفاظت کیوں نہیں کرا لیتے۔ کیوں جا بجا پولیس اور پہریوں وغیرہ میں مارے مارے پھرتے ہو۔

جینی سادھوؤں کی علامتیں

सरजोहरणा भैक्षभुजो लुञ्चितमूर्द्धजाः ।
श्वेताम्बराः क्षमाशीला निःसङ्गा जैनसाधवः ॥ १ ॥
लुञ्चिताः पिच्छिकाहस्ता पाणिपात्रा दिगम्बराः ।
ऊर्ध्वाशिनो गृहे दातुर्द्वितीयाः स्युर्जिनर्षयः ॥ २ ॥
भुङ्क्ते न केवलं न स्त्री मोक्षमेति दिगम्बरः ।
प्राहुरेषामयं भेदो महान् श्वेताम्बरैः सह [इति] ॥ ३ ॥

شوتیامبر سادھوؤں کے لکھشن اس لئے سوامی نے جینیوں کے سادھوؤں کے لکھشن (علامات) بیان کرنے کی غرض سے یہ شلوک کہے ہیں:۔

"سرجوہرن" یعنی چنوری رکھنا۔ بھیک مانگ کر کھانا۔ سر کے بال نوچ ڈالنا۔ سفید کپڑے پہننا۔ کھشما والا (صاحب عفو) رہنا۔ کسی کی سنگت نہ کرنا۔ جینیوں کے شوتیامبر جن کو "یتی" کہتے ہیں۔ وہ اس قسم کی علامتوں والے ہوتے ہیں۔" (۱)

دگمبر سادھو دوسرے دگمبر یعنی کپڑے نہ پہننا۔ سر کے بال اکھاڑ ڈالنا۔ پچھنیگا یعنی جھاڑو دینے کا ایک اون کے سوتوں کا آلہ بغل میں رکھنا۔ جو کوئی بھکشا دیوے۔ تو ہاتھ میں لے کر کھا لینا۔ یہ دوسرے قسم کے سادھو یعنی دگمبر ہوتے ہیں۔" (۲)

"اور بھکشا دینے والا اگر مستی جب کھانا کھا چکے۔ اس کے بعد جو کھانا "جن رشی" سادھو کھا دیں وہ "جن رشی" یعنی تیسری قسم کے سادھو ہیں۔" (۳)

دگمبروں و شوتیامبروں میں اختلاف دگمبروں کا شوتیامبروں سے

صرف اتنا فرق ہے۔ کہ دیگر لوگ عورتوں کے نزدیک نہیں جاتے۔ اور شوتیا مر جاتے ہیں۔ غرضیکہ ایسی باتوں سے مکتی کا حصول مانتے ہیں۔ یہ ان کے سادھوؤں کی قسمیں ہیں۔

سادھوؤں کا اپنا بال اکھاڑنا

جینی لوگوں کا "کیش لُنچن" (بال اکھاڑنا) سب جگہ مشہور ہے۔ اور پانچ مٹھی اکھاڑنا وغیرہ بھی لکھا ہے

ودیک سار صفحہ ۲۱۶ میں لکھا ہے۔ کہ پانچ مٹھی نوچ کر "چار تر" اختیار کیا۔ یعنی پانچ مٹھی سر کے بال اکھاڑ کر سادھو بنا کلپ سُوتر بھاشیہ صفحہ ۱۰۰ "کیش لُنچن" کرے اور گائے کے بالوں کے برابر (بال) رکھے۔

محقق۔ جین لوگو! اب کہئے۔ تمہارا دیا دھرم کہاں رہا؟ کیا یہ ہنسا (نہیں) یعنی چاہے اپنے ہاتھ سے بال اکھاڑے۔ چاہے اُس کا گورو اکھاڑے۔ یا کوئی دیگر شخص۔ لیکن اس جیو کو کتنی بڑی تکلیف ہوتی ہوگی۔ جیو کو تکلیف پہنچانا ہی ہنسا کہلاتی ہے۔

ڈھونڈھئے اور ان کی تقسیم در تقسیم

ودیک سار میں لکھا ہے کہ سمت ۱۶۳۳ کے سال میں شوتیامبروں میں سے

ڈھونڈھئے اور ڈھونڈھیوں میں تیرہ پنتھی وغیرہ ڈھونگی (بناوٹی) فرقے نکلے ہیں۔ ڈھونڈھئے لوگ پتھر وغیرہ کی مورتی کو نہیں مانتے۔ اور سوائے کھانا کھانے اور سنان کرنے کے وقت وہ ہمیشہ منہ پر پٹی باندھے رہتے ہیں۔ اور جتی وغیرہ بھی کتاب سناتے وقت پٹی باندھتے ہیں اور کسی وقت نہیں۔

منہ پر پٹی باندھنے کی بیہودگی

سوال۔ منہ پر پٹی ضرور باندھنی چاہیئے۔ کیونکہ وایو کا یعنی جو سوکھشم شریر (لطیف جسم) والے جیو ہوا میں رہتے ہیں۔ وہ منہ کی بھاپ کی گرمی سے مر جاتے ہیں۔ اور اس کا پاپ منہ پر پٹی نہ باندھنے والے کو ہوتا ہے۔ اس لیے ہم لوگ منہ پر پٹی باندھنے کو اچھا سمجھتے ہیں۔

جواب۔ یہ بات علم اور پرتیکش وغیرہ دلائل کی رُو سے درست نہیں ہے۔ کیونکہ جو اُجہ اور امر (نہ بوڑھا ہونے والے اور نہ مرنے والے) ہیں۔ پس وہ منہ کی بھاپ سے کبھی نہیں مر سکتے۔ ان کو تم بھی "اُجہ" "امر" مانتے ہو۔

سوال۔ جیو تو نہیں مرتا۔ لیکن چونکہ منہ کی گرم ہوا سے ان کو دکھ پہنچتا ہے۔ اس دکھ پہنچانے والے کو پاپ ہوتا ہے۔ اس لیے منہ پر پٹی باندھنا اچھا ہے۔

جواب۔ یہ بات بالکل ناممکن ہے۔ کیونکہ تکلیف پہنچانے کے بغیر کسی جیو کا ذرا بھی گزارہ نہیں ہو سکتا۔ جب کہ تمہارے اعتقاد کے بموجب منہ کی ہوا سے جیوؤں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تو چلنے پھرنے بیٹھنے ہاتھ اٹھانے اور آنکھ وغیرہ کے چلانے میں بھی ضرور تکلیف پہنچتی ہوگی۔ اس لیے تم بھی جیوؤں کو تکلیف پہنچانے سے بری نہیں ہو سکتے۔

پٹی باندھنے سے بچاؤ ہونے کی بجائے جیو گنے مرتے ہیں

سوال۔ ہاں جہاں تک بن سکے۔ وہاں تک جیوؤں کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ اور جہاں ہم نہیں بچا سکتے وہاں لاچار ہیں۔ کیونکہ ہوا وغیرہ سب چیزوں میں جیو بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ہم منہ پر کپڑا نہ باندھیں تو بہت جیو مریں گے۔ کپڑا باندھنے سے کم مرتے ہیں۔

جواب۔ تمہارا یہ قول بھی خالی از دلیل ہے۔ کیونکہ کپڑا باندھنے سے جیوؤں کو زیادہ دکھ پہنچتا ہے۔ جب کوئی منہ پر کپڑا باندھے۔ تو اس کے منہ کی ہوا رک کر نیچے یا ایک طرف کو اور خامخواہ کی حالت میں ناک کے ذریعہ سے اکٹھی ہو کر زور سے نکلتی ہے۔ اس سے گرمی زیادہ ہونے کے باعث تمہارے اعتقاد کے بموجب جیوؤں کو زیادہ تکلیف پہنچتی ہوگی۔

دیکھو! جس طرح گھر یا کوٹھڑی کے سب دروازے بند کئے جاویں یا پردے ڈال دیئے جاویں۔ تو اس میں زیادہ گرمی ہو جاتی ہے۔ کھلا رہنے سے اس قدر نہیں ہوتی۔ اس طرح منہ پر کپڑا باندھنے سے گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ اور کھلا رکھنے سے کم۔ پس تم اپنے اعتقاد کے بموجب جیوؤں کو زیادہ دکھ دینے والے ہو۔ اور جب منہ بند کیا جاتا ہے۔ تو ناک کے سوراخوں کے ذریعہ سے ہوا رکی ہوئی جمع ہو کر زور سے نکلتی ہے۔ پس وہ جیوؤں کو زیادہ دھکا دیتی اور تکلیف پہنچاتی ہوگی۔

دیکھو! جس طرح کوئی آدمی آگ کو منہ سے اور کوئی نال سے پھونکتا ہے۔ تو منہ کی ہوا پھیلنے کی وجہ سے تھوڑے زور کے ساتھ اور نال کی ہوا اکٹھا ہونے کی وجہ سے زیادہ زور کے ساتھ آگ پر لگتی ہے ویسے ہی منہ پر پٹی باندھنے سے ہوا رک کر ناک کے ذریعہ سے نہایت زور کے ساتھ نکل کر جیوؤں کو زیادہ دکھ پہنچاتی ہے۔ اسی وجہ سے منہ پر پٹی باندھنے والوں کی نسبت نہ باندھنے والے دھرماتما ہیں۔ اور منہ پر پٹی باندھنے سے حسب قاعدہ مقررہ حروف کا تلفظ اپنے اپنے مخرج اور حرکت کے مطابق نہیں ہو سکتا۔ زانو ناسک (غیر غنہ) حروف کو "انو ناسک" (غنہ) بولنے سے تم پر حرف آتا ہے۔

پٹی باندھنے سے بدبو بھی زیادہ

اور منہ پر پٹی باندھنے سے بدبو بھی زیادہ بڑھتی ہے کیونکہ جسم کے اندر بدبو بھری ہوئی ہے جس قدر ہوا جسم سے نکلتی ہے۔ وہ مرجھا بدبودار ہے۔ اگر اسے روکا جائے۔ تو بدبو بھی زیادہ بڑھ جاوے جس طرح کہ بند "جائے فرود" کی ہوا زیادہ بدبودار اور کھلی ہوا کم بدبودار ہوتی ہے۔ اسی طرح منہ پر پٹی باندھنے دانتوں کو صاف نہ کرنے۔ منہ نہ دھونے اور سنان نہ کرنے اور کپڑے نہ دھونے سے تمہارے جسم سے زیادہ بدبو پیدا ہوگی۔ پس دنیا میں بہت بیماری پھیلانے سے تم جیوؤں کو جس قدر تکلیف پہنچاتے ہو۔ اتنا ہی زیادہ پاپ تم کو ہوتا ہے۔ مثلاً میلے وغیرہ میں زیادہ بدبو ہونے کے باعث (وشوچکا) یعنی ہیضہ وغیرہ بہت قسم کے مرض پیدا ہو کر جیوؤں کو دکھ پہنچاتے ہو۔ اور کم بدبو ہونے سے بیماری بھی کم ہوتی ہے جس کی وجہ سے جیوؤں کو بھی تکلیف کم پہنچتی ہے۔ اس لئے تم زیادہ بدبو بڑھانے کے باعث زیادہ قصوروار ہو۔ اور جو منہ پر پٹی نہیں باندھتے۔ دانت صاف کرتے۔ منہ دھوتے۔ سنان کرتے اور مکان اور کپڑوں کو صاف رکھتے ہیں۔ وہ تمہاری نسبت بہت اچھے ہیں۔

جس طرح چنڈالوں کی بدبو کے قریب رہنے والوں سے دور رہنے والے بہت اچھے ہیں۔ اور جس طرح بدبو کی نزدیکی کی وجہ سے چانڈالوں کی عقل صاف نہیں ہوتی۔ اسی طرح تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی عقل بھی نہیں بڑھتی جس طرح بیماری کی زیادتی اور عقل کے کم ہونے سے دھرم کے کاموں میں رکاوٹ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح تمہاری اور تمہارے بدبودار ساتھیوں کی بھی حالت ہوتی ہوگی۔

پٹی سے حرارت دُگنا زور کرتی ہے

جس طرح بند مکان میں جلائی ہوئی آگ کا شعلہ باہر نکل کر باہر کے جیووں کو دکھ نہیں پہنچا سکتا۔ اسی طرح ہم منہ پر پٹی باندھنے اور ہوا کو روکنے کے باعث باہر کے جیووں کو کم دکھ پہنچانے والے ہیں۔ منہ پر پٹی باندھنے سے باہر کی ہوا کے جیووں کو تکلیف نہیں پہنچتی۔ مثلاً سامنے آگ جلتی ہو۔ اس کے آگے ہاتھ کی آڈ دی جاوے۔ تو (آنچ) کم لگتی ہے۔ پس بوجہ اس کے کہ ہوا کے جیو جسم والے ہیں۔ اُن کو تکلیف مزید پہنچتی ہے۔

جواب۔ تمہاری یہ بات لڑکپن کی ہے۔ اوّل تو دیکھو۔ کہ جہاں سوراخ نہ ہو۔ اور اندر کی ہوا کا باہر کی ہوا کے ساتھ میل نہ ہو۔ تو اس جگہ آگ جل بھی نہیں سکتی۔ اگر ان باتوں کا تجربہ کرنا چاہو۔ تو کسی فانوس میں چراغ جلا کر سب سوراخ بند کر کے دیکھو۔ فوراً چراغ بجھ جاوے گا جس طرح خشکی پر رہنے والے آدمی وغیرہ جاندار باہر کی ہوا کے ملنے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ اسی طرح آگ بھی نہیں جل سکتی۔ جب ایک طرف سے آگ کا زور روکا جاوے۔ تو دوسری طرف سے زیادہ زور کے ساتھ نکلے گی۔ اور ہاتھ کی آڈ کرنے سے منہ پر کم آنچ لگتی ہے۔ لیکن وہ آنچ ہاتھ پر زیادہ لگتی ہے۔ اس لئے تمہاری بات ٹھیک نہیں ہے۔

سرگوشی میں ہاتھ یا پلّے کی آڑ

سوال۔ اس بات کو سب کوئی جانتے ہیں۔ کہ جب کسی بڑے آدمی سے چھوٹا آدمی کان میں یا نزدیک ہو کر بات کہتا ہے۔ تو منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھ لیتا ہے۔ تاکہ منہ سے تھوک اڑ کر یا بدبو اس کو نہ لگے۔ اور جب کوئی کتاب پڑھتا ہے۔ تو ورق اس پر تھوک اڑ کر گرنے سے ناپاک ہونے سے بگڑ جاتی ہے۔ اس لئے منہ پر پٹی باندھنا اچھا ہے۔

جواب۔ اس سے یہ ثابت ہوا۔ کہ جیووں کی حفاظت کے خیال سے منہ پر پٹی باندھنا فضول ہے۔ اور جب کوئی بڑے آدمی سے بات کرتا ہے۔ تب منہ پر ہاتھ یا کپڑا اس لئے رکھتا ہے۔ کہ اس خفیہ بات کو دوسرا کوئی سن نہ لے۔ کیونکہ جب کوئی شخص اعلانیہ بات کرتا ہے۔ تو منہ پر ہاتھ یا کپڑا نہیں رکھتا اس لئے معلوم ہوا۔ کہ یہ عمل خفیہ بات کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

دانت وغیرہ نہ کرنے کے باعث تمہارے منہ وغیرہ اعضاء سے نہایت ہی بدبو نکلتی ہے۔ اور جب تم کسی کے پاس یا کوئی تمہارے پاس بیٹھتا ہوگا۔ تو بدبو کے سوائے اور کیا آتا ہوگا۔ اعلیٰ ہذا القیاس منہ کی آڈ کے لئے ہاتھ یا کپڑا دینے کے اور بہت سے مطلب ہیں۔ مثلاً بہت آدمیوں کے سامنے خفیہ بات کرنے

میں اگر ہاتھ یا کپڑا نہ دیا جائے۔ تو دوسروں کی طرف ہوا کے پھیلنے کی وجہ سے بات بھی پھیل جائے گی۔ مگر جب وہ دونوں خلوت میں بات کرتے ہیں۔ تب منہ پہ ہاتھ یا کپڑا نہیں لگتے۔ کیونکہ اس جگہ تیسرا کوئی شخص سننے والا نہیں ہے۔ اگر صرف بڑوں پہ تھوک نہ گرے۔ تو کیا چھوٹوں پہ تھوک گرانا چاہیے؟ اور اس تھوک سے بچ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اگر ہم دور سے بات کریں۔ اور ہماری طرف سے ہوا دوسرے کی طرف جاتی ہو۔ تو لطیف ذرّے ہوا کے ساتھ اڑ کر اس کے جسم پہ ضرور گریں گے۔ اس کو غیب گننا بے علمی کی بات ہے۔ کیونکہ اگر منہ کی سے جیو مرتے ہوں۔ یا ان کو تکلیف پہنچتی ہو۔ تو بیساکھ یا جیٹھ کے مہینے میں سورج کی گرمی کے باعث "وایو کایہ" جیوؤں میں سے ایک بھی مرنے سے نہ بچ سکے گا پس اس گرمی سے بھی جیو نہیں مر سکتے۔ اس لئے تمہارا یہ مسئلہ جھوٹا ہے۔

"وایو کایہ" وغیرہ جیو دُکھ محسوس نہیں کرتے

اگر تمہارے تیرتھنکر عالم کامل ہوتے تو ایسی فضول باتیں کیوں کرتے۔ دیکھو! دُکھ انہیں جیوؤں کو پہنچتا ہے جن کے من کی وِدیا (حرکت) سب اعضاء کے ساتھ تعلق رکھتی ہو۔ اس کا ثبوت

पञ्चावयवयोगात्सुखसंवित्तिः ॥ (سانکھیہ ۵-۷۰)

"جب پانچوں حواس کا پانچوں محسوسات کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ تب ہی جیو کو سکھ یا دکھ پہنچتا ہے"۔

مثلاً بہرے کو گالی۔ اندھے کے واسطے شکل یا آگے سے سانپ یا شیر وغیرہ جیوؤں کا گزرنا۔ "شونیا بہری" (جس کی نس (جس) جاتی رہے اُس) کو چھونا۔ "پنس رہت" (زکام وغیرہ والے) کو بُو اور جس کی زبان نہ ہو۔ اس کو ذائقہ محسوس نہیں ہو سکتا۔ ان جیوانوں کی بھی اسی طرح کی حالت ہے۔

دُکھ محسوس نہ ہونے کی مثال

دیکھو! جب انسان کا جیو گہری نیند میں ہوتا ہے تب اس کو سکھ یا دکھ کچھ بھی نہیں پہنچتا۔ کیونکہ وہ جسم کے اندر تو ہے۔ مگر اس وقت بیرونی اعضاء کے ساتھ اس کا تعلق نہ رہنے کی وجہ سے وہ سکھ دکھ نہیں پا سکتا۔ اور جس طرح وَید یا آج کل کے ڈاکٹر لوگ نشہ کی چیز کھلا یا سونگھا کر بیمار آدمی کے جسم کے اعضاء کو کاٹتے یا چیرتے ہیں۔ اس وقت اس کو کچھ بھی دکھ محسوس نہیں ہوتا۔ اسی طرح "وایو کایہ" خواہ دوسرے ستھاور[1] جسم والے جیوؤں کو کبھی سکھ یا دکھ نہیں پہنچ سکتا جس طرح بیہوش جاندار سکھ دکھ کو محسوس نہیں کر سکتا۔ اسی طرح "وایو کایہ" وغیرہ کے جیو بھی سخت بیہوشی کی حالت میں ہونے کی وجہ سے سکھ دکھ کو محسوس نہیں کر سکتے پھر ان کو دکھ سے بچانے کا سوال کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ جب کہ ان کا دکھ سکھ محسوس کرنا پر تیکش ہی نہیں ہوتا تو اس جگہ اُدھان وغیرہ کس طرح ٹھیک ہو سکتے ہیں۔

سوال جب کہ وہ جیو ہیں۔ تو اُن کو سکھ دکھ کیوں نہیں ہوتا؟

جواب سنو بھولے بھائیو! جب تم گہری نیند میں ہوتے ہو۔ تب تم کو سکھ دکھ کیوں محسوس نہیں ہوتا سکھ دکھ محسوس ہونے کا باعث ظاہری تعلق ہے۔ اس بات کا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں۔ کہ نشہ سونگھا کر ڈاکٹر لوگ اعضاء کو چیرتے پھاڑتے اور کاٹتے ہیں جس طرح اُن کو دکھ معلوم نہیں ہوتا۔ اسی

[1] ثبات یعنی درخت وغیرہ۔ (مترجم)

طرح سخت بیہوشی میں پڑے ہوئے جیووں کو سکھ دکھ کیسے محسوس ہو۔ کیونکہ وہاں محسوس ہونے کا کوئی ذریعہ ہی نہیں ہے

ساگ آدی کھانے سے جیووں کو دکھ

سوال۔ دیکھو "نلوتی" یعنی جس قدر سبز ساگ اور کند مول ہیں ہم لوگ اُن کو نہیں کھاتے۔ کیونکہ "نلوتی" میں بہت اور کند مول میں لاانتہا جیو ہیں۔ اگر ہم ان کو کھائیں۔ تو ان جیووں کو مارنے اور تکلیف پہنچانے کی وجہ سے ہم لوگ پاپی ہو جائیں گے۔

جواب۔ تمہاری یہ بات بڑی بے علمی کی ہے۔ کیونکہ سبز ساگ کے کھانے میں جیووں کا مرنا اور ان کو تکلیف پہنچنا تم کس طرح مانتے ہو؟ تم کو انہیں تکلیف ہوتی پرتیکش نہیں دکھلائی دیتی۔ اور اگر دکھلائی دیتی ہے تو ہم کو بھی دکھلاؤ۔ نہ کبھی تم ہی پرتیکش دیکھ سکو گے اور نہ ہم کو دکھلا سکو گے۔ جب پرتیکش نہیں ہے تو انومان۔ اپمان۔ اور شبد پرمان بھی کبھی نہیں چل سکتے۔ علاوہ ازیں جو جواب ہم اوپر دے آئے ہیں وہی اس بات کا بھی جواب ہے۔ کیونکہ جو جیو نہایت تاریکی (بے علمی) سخت گہری نیند اور سخت غفلت میں ہیں اُن کو سکھ دکھ کا محسوس ہونا ماننا تمہارے تیرتھنکروں کی بھول معلوم ہوتی ہے جنہوں نے تم کو الٰہی عقل اور دلیل سے خالی اُپدیش کیا ہے۔ بھلا جب گھر کی حد ہے۔ تو اس میں رہنے والے جیو لاانتہا کس طرح ہو سکتے ہیں۔ جب کہ ہم کنکی انتہا دیکھتے ہیں۔ تو اس میں رہنے والے جیووں کی انتہا کیوں نہیں۔ اس لئے تمہاری یہ بات بڑی بھول کی ہے۔

گرم پانی پینا

سوال۔ دیکھو تم لوگ گرم کئے بغیر کچا پانی پیتے ہو۔ وہ بڑا پاپ کرتے ہو جس طرح ہم گرم پانی پیتے ہیں اسی طرح تم بھی پیا کرو۔

جواب۔ یہ بات بھی تمہاری گمراہی کی ہے۔ کیونکہ جب تم پانی کو گرم کرتے ہو۔ تب پانی کے سب جیو مرتے ہوں گے۔ اور اُن کا جسم بھی پانی میں جوش کھاتا ہوگا۔ اور وہ پانی سوئف کے عرق کی مانند ہو جانے کی وجہ سے تم اُن کے اجسام کا تیزاب پیتے ہو۔ اس میں تم بڑے پاپی ہو۔ اور جو ٹھنڈا پانی پیتے ہیں۔ وہ نہیں۔ کیونکہ جب ٹھنڈا پانی پیویں گے۔ تب پیٹ کے اندر جا کر خفیف گرمی پاکر سانس کے ساتھ وہ جیو باہر نکل جاویں گے "جل کا یہ" جیووں کو سکھ دکھ بموجب قاعدہ مذکورہ بالا کے محسوس نہیں ہو سکتا۔ پس اس سے کسی کو پاپ نہیں ہوگا۔

سوال۔ جس طرح معدہ کی حرارت سے اسی طرح گرمی پاکر جیو پانی سے باہر کیوں نہیں نکل جاویں گے؟

جواب۔ ہاں نکل تو جاتے ہیں۔ لیکن جب تم منہ کی ہوا کی حرکت سے جیو کا مرنا مانتے ہو۔ تو پانی کے گرم کرنے سے تمہارے اعتقاد کے بموجب جیو مر جاویں گے۔ یا زیادہ تکلیف پاکر نکلیں گے۔ اور ان کے جسم اس پانی میں جوش کھائیں گے۔ اس سے تم پاپی ہو گے یا نہیں؟

سوال۔ ہم اپنے ہاتھ سے پانی گرم نہیں کرتے۔ اور نہ کسی گرہستی کو پانی گرم کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اس لئے ہم کو پاپ نہیں۔

جواب۔ اگر تم گرم پانی نہ لیتے اور نہ پیتے۔ تو گرہستی کیوں گرم کرتے؟ اس لئے اس پاپ کے ذمہ دار تم ہی ہو

بلکہ زیادہ پاپی ہو۔ کیونکہ اگر تم کسی ایک گرہستی کو گرم کرنے کے واسطے کہتے۔ تو ایک ہی موقعہ پر گرم ہوتا۔ جب وہ گرہستی اس تمک میں رہتے ہیں کہ نہ جانے سادھو جی کس کے گھر آئیں گے۔ اس لئے سب گرہستی اپنے اپنے گھر میں پانی گرم رکھتے ہیں۔ اس پاپ کے خاص کر ذمہ دار تم ہی ہو۔

دوم۔ زیادہ لکڑی اور آگ کے جلانے سے بھی دلائل مندرجہ بالا کے بموجب کھانا پکانے کھیتی اور بیوپار وغیرہ کرنے میں زیادہ پانی اور نرک میں جانے والے ہوتے ہو۔ علاوہ ازیں جب پانی گرم کرانے کے مقدم باعث تم ہی ہو۔ اور گرم پانی پینے اور ٹھنڈے کے نہ پینے کا اپدیش کرنے کی وجہ سے بھی تم ہی خصوصاً پاپ کے ذمہ دار ہو۔ اور جو تمہارا اپدیش مان کر ایسی باتیں کرتے ہیں۔ وہ بھی پاپی ہیں۔ اب دیکھو کہ تم سخت بے علمی میں پڑے ہو یا نہیں؟ کیا چھوٹے چھوٹے جیوؤں پر رحم کرنا اور غیر مذہب والوں کی مذمت کرنا اور ان کو نقصان پہنچانا تھوڑا پاپ ہے۔ اگر تمہارے تیرتھنکروں کا مذہب اچھا ہوتا۔ تو دنیا میں اس قدر بارش، دریاؤں کا بہاؤ اور اس قدر پانی ایشور نے کیوں پیدا کیا۔ اور سورج بھی پیدا نہ کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ تمہارے اعتقاد کے بموجب ان میں کروڑوں جیو مرتے ہوں گے جس وقت وہ (تیرتھنکر) موجود تھے۔ جن کو تم ایشور مانتے ہو۔ تو انہوں نے رحم کھا کر سورج کی تپش اور بادلوں کو بند کیوں نہ کیا۔ اور مندرجہ بالا دلیل کے بموجب ودیمان پرانیوں (ذی عقل و ہوش جانداروں) کے کھانے کند مول وغیرہ چیزوں میں رہنے والے جیوؤں کو دکھ محسوس نہیں ہوتا۔

سب جگہ رحم واجب نہیں

جیوؤں پر ہر حالت میں رحم کھانا بھی دکھ کا باعث ہوتا ہے کیونکہ اگر سب آدمی تمہارے مذہب کے مطابق ہو جائیں تو چور ڈاکوؤں کو کوئی سزا نہ دے گا پھر کتنا بڑا پاپ کھڑا ہو جائے گا۔ اس لئے جیوؤں کو حسب مناسب سزا دینے اور نیکوں کی حفاظت کرنے میں رحم ہے۔ اور اس کے برعکس کرنے میں دیا اور دھرما کا دھرم فوت ہو جاتا ہے۔

جینی بھی سب جگہ دیا نہیں کرتے

کتنے ہی جینی لوگ دوکان کرتے ہیں معاملات میں جھوٹ بولتے ہیں۔ بیگانہ مال مارتے اور غریبوں کے ساتھ مکر و فریب و غیرہ برے کام کرتے ہیں۔ ان کے ہٹانے کے لئے کیوں خاص اپدیش نہیں کرتے؟ اور

لے یعنی نباتات میں جو بیج دل پودے کے اندر ایک ہی ہوتا ہے۔ اس میں سے ایک جز دلینی پھل۔ پھول یا پتے وغیرہ کے کاٹ لینے پر اس پھل پتے وغیرہ میں جیو نہیں چلا آتا۔ اسی طرح درختوں کے اعضا کاٹنے سے درخت کے اندر رہنے والے جیو کو تکلیف نہیں پہنچتی۔ کیونکہ وہ حالت مدہوشی میں یا سوتے ہونے کی وجہ سے اُسے محسوس نہیں کر سکتا جس طرح انسان کو بالوں یا بڑھے ہوئے ناخن کے کاٹنے سے تکلیف نہیں ہوتی۔ اسی طرح درخت سے الگ ہوتے ہوئے بیج دلینی پھل پتے وغیرہ میں جیو نہ ہونے کی وجہ سے انہیں تکلیف کا محسوس ہونا بے معنی ہے۔ فصل کے پکنے پر الیچ کی تمر کے پودا ہو جانے سے اس کے اندر جیو خود ہی نکل جاتا ہے۔ اور جو دانے نکلتے ہیں۔ ان میں جیو موجود نہیں ہوتا۔ اس لئے اُن میں بھی تکلیف کا احساس ماننا غلط ہے پس ثابت ہوا۔ کہ سکھ دکھ صرف وہی جاندار محسوس کر سکتے ہیں۔ جو ذی عقل و ہوش ہوں۔ اور جن میں پانچوں اندریاں اپنا اپنا فعل پوری طرح انجام دیتی ہوں جیسا کہ سانکھیہ شاستر ادھیائے ۵ سوتر ۷۰ میں لکھا ہے۔ (نہال سنگھ)

منہ پر پٹی باندھنے وغیرہ کی بناوٹ میں کیوں پھنسے رہتے ہو؟

جب تم چیلا چیلی بناتے ہو تب بال اکھاڑنے اور کئی دن بھوکا رہنے سے دوسروں کے اور اپنے آتما کو تکلیف دے کر اور تکلیف پا کر دوسروں کو دکھ دیتے ہو۔ اور "آتم ہتیا" یعنی اپنے تئیں بھی دکھ دینے والے ہو کر کیوں ہنسک بنتے ہو؟

جب ہاتھی گھوڑے بیل اونٹ پر سوار ہوتے ہیں۔ اور آدمیوں سے مزدوری کا کام لیتے ہیں۔ تو جینی لوگ اس میں کیوں پاپ نہیں گنتے جب تمہارے چیلے اوٹ پٹانگ باتوں کو سچا ثابت نہیں کر سکتے۔ تو تمہارے تیرتھنکر بھی صحیح ثابت نہیں کر سکتے جب تم کہتا واچتے ہو۔ تمہارے اعتقاد کے مطابق راستہ میں مسلنے والوں سے جیو مرتے ہی ہوں گے۔ اس لئے تم اس پاپ کے باعث اعلیٰ کیوں بنتے ہو؟

اس تھوڑی سی بحث سے بہت کچھ سمجھ لینا چاہیئے یعنی کہ ان تمی خیشکی اور ہوا کے مقابلہ اجسام والے سخت بیہوش جیوں کو دکھ یا سکھ کبھی نہیں پہنچ سکتا۔

اب جملیوں کی تھوڑی سی اور بھی ناممکن باتیں لکھتے ہیں

تیرتھنکروں کے قد اور عمریں

سننا چاہیئے۔ اور یہ بھی دھیان میں رکھئے۔ کہ اپنے ہاتھ سے ساڑھے تین ہاتھ کا دھنش ہوتا ہے۔ اور وقت کا شمار جس طرح پہلے لکھ آئے ہیں۔ اسی طرح سمجھنا۔ جین سار بھاگ اوّل صفحہ ۱۶۶ ـ ۱۶۷ میں لکھا ہے:۔

(۱)	رشبھدیو کا جسم ۵۰۰ دھنش لمبا	۸۴۰۰۰۰۰	لاکھ "پورو سال" کی عمر
(۲)	اجیت ناتھ کا جسم ۴۵۰ " "	۷۲۰۰۰۰۰	" " " " " "
(۳)	سنبھو ناتھ " ۴۰۰ " "	۶۰۰۰۰۰۰	" " " " " "
(۴)	ابھے نندن " ۳۵۰ " "	۵۰۰۰۰۰۰	" " " " " "
(۵)	سومتی ناتھ " ۳۰۰ " "	۴۰۰۰۰۰۰	" " " " " "
(۶)	پدم پربھ " ۲۵۰ " "	۳۰۰۰۰۰۰	" " " " " "
(۷)	پارس ناتھ " ۲۰۰ " "	۲۰۰۰۰۰۰	" " " " " "
(۸)	چندر پربھا " ۱۵۰ " "	۱۰۰۰۰۰۰	" " " " " "
(۹)	سودھی ناتھ " ۱۰۰ " "	۲۰۰۰۰۰	" " " " " "
(۱۰)	شیتل ناتھ کا جسم ۹۰ دھنش لمبا	۱۰۰۰۰۰	لاکھ "پورو سال" کی عمر
(۱۱)	شریانس ناتھ " ۸۰ " "	۸۴۰۰۰۰	" " " " " "
(۱۲)	واسو پوجیہ سوامی " ۷۰ " "	۷۲۰۰۰۰	" " " " " "
(۱۳)	وِمل ناتھ " ۶۰ " "	۶۰۰۰۰۰	" " " " " "

لے ایک پیمانے کا نام ہے۔ لفظی معنی کمال ہیں۔

(۱۴) انت ناتھ کا جسم ۴۰ دھنش لمبا ..... ۳ لاکھ "پورو سال" کی عمر
(۱۵) دھرم ناتھ " " ۴۵ " " ۱۰۰۰۰۰۰ " " " " " "
(۱۶) شانتی ناتھ " " ۴۰ " " ۱۰۰۰۰۰۰ " " " " " "
(۱۷) کنتھو ناتھ " " ۳۵ " " ۹۵۰۰۰ ہزار " " " " "
(۱۸) امر ناتھ " " ۳۰ " " ۸۴۰۰۰ " " " " "
(۱۹) ملی ناتھ " " ۲۵ " " ۵۵۰۰۰ " " " " "
(۲۰) منی سورت " " ۲۰ " " ۳۰۰۰۰ " " " " "
(۲۱) نمی ناتھ " " ۱۵ " " ۱۰۰۰۰ " " " " "
(۲۲) نیمی ناتھ " " ۱۰ " " ۱۰۰۰ " " " " "
(۲۳) پارشو ناتھ " " ۹ ہاتھ " ۱۰۰ سال کی عمر
(۲۴) مہاویر سوامی " " ۷ " " ۷۲ " " " " "

یہ چوبیس تیرتھنکر جین مذہب کے چلانے والے آچاریہ اور گرو ہیں۔ ان کو ہی جینی لوگ پرمیشور مانتے ہیں۔ اور یہ سب موکش کو پائے ہوئے ہیں۔ اس میں عقلمند لوگ وچار لیویں۔ کہ جسم انسانی کا اتنا بڑا قالب اور اتنی عمر ہونا کبھی ممکن ہے؟ اس کرۂ زمین میں (ایسے ایسے) بہت ہی تھوڑے آدمی آباد رہ سکتے ہیں انہیں جینیوں کے گپوڑے لے کر جو پورانوں نے ایک لاکھ اور دس ہزار اور ایک ہزار سال کی عمر لکھی ہے۔ وہ بھی ممکن نہیں ہو سکتی پھر جینیوں کا بیان کس طرح ممکن ہو سکتا ہے؟

اب اور بھی سنو!

جینیوں کی چند اور بے سر و پا باتیں

کلپ بھاشیہ صفحہ ۴۔ ناگ نے کتنے ہی گاؤں کے برابر ایک تلا کو انگلی پر اٹھا لیا۔

کلپ بھاشیہ صفحہ ۲۵۔ مہاویر نے انگوٹھے سے زمین کو دبایا۔ اس سے شیش ناگ کانپ گیا۔

کلپ بھاشیہ صفحہ ۴۶۔ مہاویر کو سانپ نے کاٹا۔ خون کی بجائے دودھ نکلا۔ اور وہ سانپ آٹھویں سورگ کو گیا۔

کلپ بھاشیہ صفحہ ۱۰۔ مہاویر کے پاؤں پر کھیر پکائی۔ اور پاؤں نہ جلے۔

کلپ بھاشیہ صفحہ ۱۶۔ چھوٹے سے برتن میں اونٹ بلایا۔

تین سادھو اگ اول صفحہ ۱۴ جسم کی میل کو نہ اتارے۔ اور نہ کچلائے۔

دو سادھو اگ اول صفحہ ۱۵ جینیوں کے ایک سادھو "دمسار" نامی نے غصے ہو کر اودیگ جنک سورتر پڑھا۔ اور ایک شہر میں آگ لگا دی۔ اور وہ مہاویر تیرتھنکر کا بہت پیارا تھا۔

دویک سادھاگ اوّل صفحہ ۱۲۷۔ راجا کا حکم مزدور ماننا چاہیئے۔

" " " " " " ۔ ایک کوشا نامی ٹیسوا نے مقابلہ میں سرسوں کی ڈھیری لگائی۔ اور اس کے اوپر پھولوں سے ڈھکی ہوئی سوئی کھڑی کرکے اس پر اچھی طرح ناچی۔ لیکن سوئی پاؤں میں چبھنے نہ پائی۔ اور نہ سرسوں کی ڈھیری بکھری۔

تتو دویک صفحہ ۲۲۸۔ اسی کوشا ٹیسوا کے ساتھ ایک سنھول نامی منی نے گیارہ برس تک بھوگ کیا۔ اور پھر "دیکشا" لے کر "ست گتی" (موکش) کو پہنچا۔ اور کوشا ٹیسوا بھی جین دھرم کی پیروی کرکے "ست گتی" کو گئی۔

دویک سادھاگ اوّل صفحہ ۱۸۵۔ ایک بندھکی کنتھا رجولی جو گلے میں پہنی جاتی ہے۔ ایک دیش کو ہمیشہ پانچسو اشرفی دیتی رہی۔

دویک سادھاگ اول صفحہ ۲۲۸۔ طاقت ور آدمی کے حکم۔ دیو کے حکم۔ خوفناک جنگل میں تکلیف میں اوقات بسر کرنی۔ گورو کے روکنے۔ ماتا پتا وکل آچاریہ دیرشتہ داروں اور دھرم کے اپدیش کرنے والوں کے روکنے سے یعنی ان کے روکنے سے دھرم میں کمی ہوجاوے۔ تو دھرم میں نقص نہیں آتا۔

تحقیق۔ (۱۔ لغایت ۴) اب ان کی جھوٹی باتیں دیکھیئے۔ ایک آدمی گاؤں کے برابر پہاڑ کی شلا کو کبھی انگلی پر اٹھا سکتا ہے؟ اور زمین پر انگوٹھا دبانے سے کبھی زمین دب سکتی ہے؟ اور جیب شیش ناگ ہے ہی نہیں۔ تو کاٹے گا کون؟

(۵) خوب! جسم کے کاٹنے سے دودھ کا نکلنا کبھی نے نہیں دیکھا۔ یہ اندر جال کے سوائے اور کوئی بات نہیں ہے۔ اس کو کاٹنے والا سانپ تو سورگ میں گیا۔ اور مہاتما ہری کرشن وغیرہ تیسرے نرک کو گئے۔ یہ بات کس قدر جھوٹی ہے۔

(۶) جب مہادیو کے پاؤں پر کھیر پکائی تب اس کے پاؤں کیوں نہ جل گئے۔ بھلا چھوٹے سے برتن میں کبھی اونٹ آسکتا ہے؟ جو جسم کا میل نہ اتارتے اور نہ کھجلاتے ہوں گے۔ وہ بدبو کے مارے مہانرک کو بھوگتے ہوں گے۔

(۷) جس سادھو نے شہر جلایا۔ اس کا رحم اور غصہ کہاں گیا؟ جب مہادیو کی صحبت سے بھی اس کا آتما پوتر نہ ہوا۔ اس وقت مہادیو کے مرنے کے پیچھے اس کے سہارے جین لوگ کبھی پوتر نہ ہوں گے۔

(۹) راجہ کا حکم ماننا چاہیئے۔ لیکن جین لوگ بنئے ہیں۔ اس لئے راجہ سے ڈر کر یہ بات لکھ دی ہوگی۔

(۱۰) کوشا ٹیسوا کا جسم جیسے کتنا ہی ہلکا ہو۔ تو بھی سرسوں کی ڈھیری پر سوئی کھڑی کرکے اس پر ناچنا سوئی کا نہ چبھنا۔ اور سرسوں کا نہ بکھرنا سخت جھوٹ نہیں تو کیا ہے؟

(۱۱) کسی کو کسی حالت میں بھی دھرم نہیں چھوڑنا چاہیئے خواہ کچھ بھی ہو۔

(۱۲) بھلا جھولی کپڑے کی ہوتی ہے۔ وہ ہر روز پانچ سو اشرفی کس طرح دے سکتی ہے۔

کرۂ زمین وغیرہ کی نسبت جینیوں کا اعتقاد

اب اگر ان کی ایسی ایسی ناممکن کہانیاں لکھیں۔ تو جینیوں کے تھوتھے پپوٹوں کی طرح بہت بڑھ جائے۔ اس لئے زیادہ نہیں لکھتے۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ جینیوں کی تھوڑی سی باتیں چھوڑ کر باقی سب بھوٹ ہی جھوٹ بھرا ہے۔

दो ससि दो रवि पढमे । दुगुणा लवणंमि धायईसंडे ।
बारस ससि बारस रवि । तप्पभि इं निदिट्ठ_ससि रविणो ॥

"جمبو دیپ ایک لاکھ یوجن یعنی چار لاکھ کوس کا لکھا ہے۔ یہ ان میں (باقی دیپوں میں) سے پہلا دیپ کہلاتا ہے۔ اس میں دو چاند اور دو سورج ہیں۔ اسی طرح لون سمندر میں اس سے دوگنے یعنی چار چندرمان اور چار سورج ہیں۔ دھات کے کھنڈ میں بارہ چاند اور بارہ سورج ہیں۔"

(پرکرن چھاگ ۲ سنگرہ سوتر نمبر ۷)

اوپر ان کو سو چند کہنے سے چھتیس ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ دو جمبو دیپ کے اور چار لون سمندر کے مل کر بیالیس چاند اور بیالیس سورج کا لودھی سمندر میں ہیں۔ اسی طرح اگلے اگلے دیپ اور سمندروں میں مذکورہ بالا بیالیس کو دگنا کرنے سے ایک سو چھبیس چاند اور اتنے ہی سورج ہوتے ہیں۔ ان میں دھات کے کھنڈ کے بارہ لون سمندر کے چار اور جمبو دیپ کے دو۔ اسی طرح سے پھیلا کر ایک سو چوالیس چاند اور ایک سو چوالیس سورج پشکر دیپ میں ہیں۔ یہ صرف نصف زمین کا شمار ہے جس میں انسان آباد ہیں لیکن جہاں انسان نہیں رہتے۔ وہاں بہت سے سورج اور بہت سے چاند ہیں۔ اور جو پچھلے نصف پشکر دیپ میں بہت سے چاند اور سورج ہیں۔ وہ ساکن ہیں۔ مذکورہ بالا ایک سو چوالیس کو سو چند کہنے سے ۱۴۴[1] اور ان میں جمبو دیپ کے مذکورہ بالا دو چاند اور دو سورج یہ چار چاند لون سمندر کے اور بارہ بارہ دھات کی کھنڈ کے اور بیالیس کا لودھی کے ملانے سے ۹۲[2] چاند اور ۹۲ سورج پشکر میں ہیں۔ یہ سب باتیں شری جین بھدر گنی "کھشما شرمن" نے "سنگھیئی" "کلال اور" "لوکپرکاش" اور "چندر پنتی اور سورا پنتی" وغیرہ سدھانت (مسائل جین مذہب) کی کتابوں میں اسی طرح بیان کی ہیں۔ محقق۔ کرۂ ارضی اور کرۂ سماوی کے علم جاننے والو! اب سنو۔ اس ایک کرۂ زمین میں جینی لوگ ایک طرح ۹۲ اور دوسری طرح بے شمار چاند اور سورج مانتے ہیں۔ آپ لوگوں کی بڑی خوش قسمتی ہے۔ کہ دیدیت کے پیروؤں کی تصنیف سورپرنتی وغیرہ علم ہیئت کی کتابوں کے پڑھنے سے علم کرۂ ارضی و سماوی ٹھیک ٹھیک ظاہر ہو گئے۔ اگر کہیں جینیوں کی سخت تاریکی میں ہوتے۔ تو ساری عمر اسی طرح اندھیرے میں پڑے رہتے۔ جس طرح کہ آجکل جینی لوگ پڑے ہیں۔ ان بے علموں کو یہ شک ہے۔ کہ

---

[1] یعنی پچھلی میزان ۱۲۶ + ۱۲ دھات کی + ۴ لون سمندر + ۲ جمبو دیپ = ۱۴۴

[2] ۴۳۲ + ۲ + ۴ + ۱۲ + ۴۲ = ۹۲ (مترجم)

جمبو دویپ میں ایک سُوریہ اور ایک چاند سے کام نہیں چلتا۔ کیونکہ اتنی بڑی زمینوں کے آگے تیس گھڑی میں چاند سُوریہ کس طرح آسکیں گے۔ کیونکہ یہ لوگ جو زمین کو سُوریہ وغیرہ سے بھی بڑا مانتے ہیں۔ یعنی ان کی بڑی بھول ہے۔

दो ससि दो रवि पंती एगंतरिया छसठि संखाया ।
मेरुं पयाहिणंता । माणुसखित्ते परिअडंति ।।

پرکرن دتناکر ۴ ۔۔۔

انسانی دُنیا میں چاند اور سُوریہ کی قطار کی تعداد بتلاتے ہیں۔ دو قطاریں یہ جو تیس چاندوں کی اور دو سُوریوں کی ہیں۔ ایک ایک لاکھ یوجن یعنی چار لاکھ کوس کے فاصلہ سے چلتے ہیں۔ جس طرح سُوریہ کی قطاروں کے درمیان چاندوں کی ایک قطار ہے۔ اسی طرح چاندوں کی قطاروں کے درمیان سُوریوں کی قطار ہے۔ اسی طرح سے چار قطاریں ہیں۔ اس ایک ایک چاند کی قطار میں ۶۶ چاند اور ایک ایک سُوریہ کی قطار میں ۶۶ سُوریہ ہیں۔ یہ چاروں قطاریں جمبو دویپ کے میرو پہاڑ کے گرد گھومتے ہوئے انسان سے آباد زمین میں گردش کرتے رہتے ہیں۔ یعنی جس وقت جمبو دویپ کے میرو سے ایک سُوریہ سمت جنوب میں گشت کرتا ہے۔ اُسی وقت دوسرا سُوریہ سمت شمال میں پھرتا ہے۔ اسی طرح لون سمندر کے ایک ایک سمت میں دو دو چلتے پھرتے ہیں۔ دھات کی کھنڈ کی ۱۲ "کالودھی" کے ۱۲۔ پشکر کے نصف حصہ کے چھتیس۔ اس طرح سب مل کر ۶۶ سُوریہ سمت جنوب اور ۶۶ سمت شمال میں۔ اپنی اپنی ترتیب سے پھرتے ہیں۔ اور اگر ان دونوں سمتوں کے سب سُوریہ ملائے جائیں تو ۱۳۲ اُوپر اور ایسے ہی دونوں سمتوں کے چھیاسٹھ چھیاسٹھ چاندوں کی قطاریں ملائی جائیں تو ۱۳۲ چاند انسانی دنیا میں گھومتے رہتے ہیں۔ اس طرح چاند کے ساتھ کواکب وغیرہ کی بھی بہت سی قطاریں سمجھ لو۔

محقق۔ اب دیکھو بھائی! اس کرہ زمین میں ۱۳۲ سُوریہ اور ۱۳۲ چاند جلیوں کے گھر پہنچتے ہوں گے بھلا اگر یہ سب چلتے ہوں گے۔ تو جینی کس طرح چلتے ہیں؟ اور رات کے وقت بھی جینی لوگ سردی کے مارے اکڑ جاتے ہوں گے۔ ایسی ناممکن باتوں میں علم کرہ ارضی و کرہ سماوی کے نہ جاننے والے پھنستے ہیں۔ دوسرے نہیں۔ اب ایک ہی سُوریہ اس کرہ زمین جیسے بہت سے دیگر کروں کو روشنی دیتا ہے۔ پھر اس چھوٹے سے کرہ زمین کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اور اگر نہ زمین[1] (اپنے مرکز پر) گھومے اور نہ سُوریہ زمین کے گرد گھومے۔ تو دن اور رات کئی ایک سالوں کا ہو جائے۔ اور کبیر و ہمالہ کے سوائے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ سُوریہ کے سامنے ایسا ہے۔ کہ جیسے گھڑے کے سامنے رائی کا دانہ بھی نہیں جینی لوگ جب تک اس مت میں رہیں گے۔ تب تک وہ ان باتوں کو نہیں جان سکتے۔ بلکہ ہمیشہ اندھیرے میں پڑے رہیں گے۔

---

[1] ہندی ستیارتھ پرکاش میں الفاظ غلط ہیں۔ جو کاتب کا سہو معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ سوامی جی کا مفشا یہی ہے جو میں نے درج کیا ہے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش باب ۸۔ زمین وغیرہ کی گردش کا بیان اور دیکھو رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا مضمون گردش سیارگان۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بھومکا اس کتاب سے پہلے شائع ہو چکی ہے (ناشر)

सम्मत्तचरण सहिया सव्वं लोगं फुसे निरवसेसं ।
सत्तय चउदसभाए पंचय सुयदेसविरईए ॥

جینیوں کا سوپر لوک

"سمیک[1] چارتر والے "کیولی" محض "سمدگھات اوستھا" سے تمام چودہ راجیہ لوکوں (سلطنتوں) کے اندر اپنے آتم پردیش (جائے آتما) کے ذریعے سے پھریں گے۔" (پرکرن ۴ — ۱۳۵)

محقق۔ جینی لوگ چودہ راجیہ (سلطنتیں) مانتے ہیں۔ ان میں سے چودھویں کی چوٹی پر "سروارتھ سدھی وِمان" کے جھنڈے سے تھوڑی دور اوپر "سدھ شلا" اور "دویہ آکاش" کو شوبھت کہتے ہیں۔ "کیولی" یعنی جن کو کامل علم۔ ہمہ دانی اور کامل پاکیزگی حاصل ہو گئی ہے۔ وہ اس لوک میں جاتے ہیں اور اپنے آتم پردیش (مقام آتما) سے علیم کل رہتے ہیں جس کا مقام ہوتا ہے۔ وہ محیط نہیں۔ جو محیط نہیں۔ وہ علیم کل یعنی کامل علم والا کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس کا آتما ایک مقام پر محدود ہے۔ وہ جانتا آتما ہے۔ اور بدھ (پابستہ) اور مکت (آزاد) گیانی (عالم) اور اگیانی (جاہل) ہوتا ہے محیط کل اور علیم کل ایسا کبھی نہیں ہو سکتا جینیوں کے تیرتھنکر چونکہ محض جیو یعنی محدود المقام اور محدود العلم ہو کر قائم تھے۔ وہ محیط کل اور علیم کل کبھی نہیں ہو سکتے۔ لیکن جو پرماتما ابتدا اور انتہا نہ رکھنے والا محیط کل، علیم کل پاک اور عین علم ہے۔ اس کو جینی لوگ نہیں جانتے۔ کہ جس میں علیم کل وغیرہ صفات کا حق ثابت ہو سکتی ہیں۔

गब्भनर तिपलियाऊ । तिगाउ उक्कोस ते जहन्नेणं ।
मुच्छिम दुहावि अन्तमुहु । अंगुल असंख भागतरणू ॥

انسان کی عمر و قد

"یہاں انسان دو قسم کے ہیں۔ ایک "گربھج" (رحم سے پیدا ہونے والے) اور دوسرے رحم کے بغیر پیدا ہونے والے۔ ان میں سے گربھج انسان کی عمر تین پلیوپم پرنت کی سمجھنا۔ اور جسم تین کوس کا۔" (پرکرن ۴ — ۲۹۱)

محقق۔ خوب! اس کرہ زمین پر تین پلیوپم کی عمر اور تین کوس کے جسم والے انسان بہت تھوڑے سما سکیں گے۔ اور پھر تین پلیوپم کی عمر یعنی جیسا کہ پہلے لکھ آئے ہیں۔ اتنے ہی عرصہ تک جیویں۔ تو ان کی اولاد بھی اسی طرح تین کوس کے جسم والی ہونی چاہیئے۔ ان جیسے بمبئی جیسے شہر میں دو اور کلکتہ جیسے شہر میں تین یا چار آدمی آباد رہ سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہو۔ تو جینیوں نے جو ایک شہر میں لاکھوں آدمی لکھے ہیں۔ ان کے رہنے کا شہر لاکھوں کوس کا چاہیئے۔ پھر تمام کرہ زمین پر ایسا ایک شہر بھی آباد نہ ہو سکے گا۔

पणयाल लरकजोयण । विरकंभा सिद्धिसिल फलिह विमला ।
तदुवरि गजोयणंते लोगंतो तच्छ सिद्धठिई ॥ پرکرن ۲ — ۲۵۸

---

[1] سمیک چارتر والے۔ سمیک چلن سے "کیولی" نجات یافتہ جن۔ جن کو جین ایشور مانتے ہیں۔
[2] سب مرادوں کو پورا کرنے والا دمان (بلوغ عام، آدن محصول)
(مترجم)

جنیوں کی مکتی کا مقام

"جو "سروارتھ سدھی دھان" کے جھنڈے سے اوپر بارہ یوجن "سدھ شلا" ہے۔ وہ چوڑائی۔ لمبائی اور گول یا جسامت میں پینتالیس لاکھ یوجن کے پیمانہ کی ہے۔ اس "سدھ شلا" کی سدھ بھومی تمام سفید چمکدار سبزی جڑ کی مانند شفاف ہے۔ اس کو کوئی "ایشت"۔ "پراگ بھار" کے نام سے پکارتے ہیں"۔

اس "سروارتھ سدھ شلا دھان" سے بارہ یوجن" الوک (غیر محسوس مقام بھی ہے۔ اس حقیقت کو "کیولی"۔ "شرت" جانتا ہے۔ یہ "سروارتھ سدھ شلا" درمیانی حصہ میں آٹھ یوجن موٹی ہے۔ جہاں سے چاروں سمت اور چار گوشوں میں گھٹتے گھٹتے مکھی کے پر کے برابر کی پتلی اوپر کی طرف کھلی ہوئی چھتری کی شکل میں "سدھ شلا" قائم ہے۔ اس شلا سے اوپر ایک یوجن کے فاصلے پر لوک کی انتہا ہے۔ جہاں سدھوں (کمال رسیدہ لوگوں) کا قیام ہے۔

محقق۔ اب سوچنا چاہیئے۔ کہ جنیوں کی مکتی کا مقام "سروارتھ سدھ دھان" کے جھنڈے کے اوپر ۴۵ لاکھ یوجن کی شلا کا ہے۔ یعنی چاہے وہ کیسی ہی عمدہ اور شفاف ہو تاہم اس میں رہنے والے مکت جیو ایک قسم کی قید میں ہیں۔ کیونکہ اس شلا سے باہر نکلنے پر مکتی کے سکھ سے چھوٹ جاتے ہوں گے اور اگر اندر رہتے ہوں گے۔ تو ان کو ہوا بھی نہیں لگتی ہوگی۔ یہ صرف بے علموں کے پھنسانے کے لئے محض بناوٹی دھوکے کی ٹٹی ہے۔

वि ति चउरिंदिस सरीरं । बारस जोयणं तिकोस चउकोसं । से जोअणसहस्स जोयणसहसपखिंदिय । उद्दे वुच्छंत विसेसंतु ॥

مختلف جانوروں کے قد

"ایک حس والوں کا جسم نو آٹھے سے بڑا ایک ہزار یوجن کا سمجھنا چاہیئے۔ اور دو حس والے یعنی سنکھ وغیرہ کا جسم بارہ یوجن کا جاننا چاہیئے۔ اور چار حس والے یعنی بھنورے وغیرہ کا جسم چار کوس کا اور پانچ حس رکھنے والوں کو ایک ہزار یوجن یعنی چار ہزار کوس کے جسم والا جاننا چاہیئے"۔

محقق۔ اگر چار ہزار کوس کے پیمانہ کے جسم والے ہوں۔ تو کرہ زمین میں بہت تھوڑے آدمی (رہ سکیں) یعنی چند سو آدمیوں سے کرہ زمین ٹھس کر بھر جاوے۔ کسی کے واسطے چلنے کی جگہ بھی نہ رہے۔ پھر وہ جنیوں سے رہنے کی جگہ اور راستہ پوچھیں۔ اور جب انہی نے ایسا لکھا ہے۔ تو یہی خود ان کو اپنے گھر میں رکھ لیں۔ مگر ایک چار ہزار کوس کے جسم والے کے رہنے کے لئے بتیس ہزار کوس کا تو گھر چاہیئے ایسے ایک گھر کے بنانے میں جنیوں کی تمام دولت خرچ ہو جاوے۔ تو بھی گھر نہ بن سکے۔ اتنی لمبی آٹھ ہزار کوس کی چھت بنانے کے واسطے شہتیر ہاں کہاں سے لاویں گے۔ اور اگر ان میں ستون لگا دیں تو وہ اندر داخل بھی نہ ہو سکے۔ اس لئے سب ایسی باتیں جھوٹ ہوا کہتی ہیں۔

ते थूला पल्ले विद्ध सेखिज्जाचेवहुंति सव्वेवि ।
ते इक्किक्क असंखे । सुहुमे खंडे पक्खेह ॥

پر کہن ۴۰

عجیب و غریب گنتی

مذکورۃ الصدر ایک انگل بال کے ٹکڑوں سے چار کوس چوڑس آلہ اتھاہی گہرا کنواں بھرا ہو۔ ایک انگل بال کے ٹکڑے سب ملا کر بیس لاکھ ستاون ہزار ایک سو بادن ہوتے ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ (۳۳۰۷۷۲۱۰۵ و ۲۹۶۵۷۲۵ و ۴۲۱۹۹۶۰ و ..... ۹۷۵۳۶) تینتیس کھرب ستر ارب اکہتر کروڑ چار کروڑ چوبیس لاکھ پینسٹھ ہزار چھ سو پچیس کروڑ۔ بیالیس لاکھ اکیس ہزار نو سو ساٹھ کروڑ ستانوے ہزار پانسو چھتیس کروڑ۔ اتنے مکعب یوجن وسعت کے پلیم میں تمام کثیف بالوں کے ٹکڑوں کی تعداد ہوتی ہے۔ یہ بھی سنکھیات کال ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا ایک بال کے ٹکڑے کے اسنکھیات (بے شمار) لطیف جنتو دل سے خیال کیے۔ تب اسنکھیات (بے شمار) سوکشم دومانو (لطیف بالوں کے ٹکڑے) ہوویں۔"

محقق۔ اب دیکھئے ان کی گنتی کا طریقہ۔ ایک انگل کے بالوں کے برابر بال کے کتنے ٹکڑے کیے۔ یہ کبھی گنتی میں آسکتے ہیں؟ اور پھر اس سے آگے اسنکھیات (بے شمار) ٹکڑے دل سے خیال کرتے ہیں اس سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ مذکورہ بالا ٹکڑے ہاتھ سے کیے ہوں گے جب ہاتھ سے نہ ہو سکے تب دل سے کیے۔ بھلا یہ بات کبھی ممکن ہو سکتی ہے۔ کہ ایک انگل بال کے بے شمار ٹکڑے ہو سکیں۔

जंबूद्दीपपमाणं गुलजोअणलरक वट्टविरुंभी ।
लवणाई यासेसा । वलयाभा दुगुण दुगुणाय ॥

پرکرن ۴۔ ۶۳

تقسیم کرۂ زمین

"پہلے جمبو دویپ کا پیمانہ ایک لاکھ یوجن اور پورا اور باقی لون وغیرہ سمندر اور دیپ۔ جمبو دویپ کے پیمانہ سے دوچند ہیں۔ ایسی زمین میں جمبو دویپ وغیرہ سات اور سمندر ہیں۔ جیسے کہ پہلے لکھ آئے ہیں۔"

محقق۔ اب جمبو دویپ سے دوسرا دویپ دو لاکھ یوجن۔ تیسرا چار لاکھ یوجن۔ چوتھا آٹھ لاکھ یوجن پانچواں سولہ لاکھ یوجن چھٹا بتیس لاکھ یوجن۔ اور ساتواں چونسٹھ لاکھ یوجن۔ اسی قدر یا اس سے زیادہ پیمانہ والے سمندر اس پندرہ ہزار محیط والے کرۂ زمین پر کیونکر سما سکتے ہیں۔ اس لئے یہ بات محض جھوٹ ہے۔

कुरु नइ चुलसी सहसा । छच्चेवन्तरनईउ पइ विजयं ।
दो दो महा नईउ । चउदस सहसाउ पत्तेयं ॥

پرکرن ۴۔ ۶۳

کورو کشیتر میں ۸۴ ہزار دریا

"کورو کشیتر میں ۸۴ ہزار دریا ہیں۔"

محقق۔ بھلا کورو کشیتر ایک چھوٹا سا قطعۂ زمین ہے۔ اس کو نہ دیکھ کر ایک جھوٹی بات لکھنے میں ان کو شرم نہ آئی۔

لہ بھاسکر آچاریہ زمین کا قطر ۱۵۸۱ یوجن فرماتے ہیں جس کے ۸۴۲۷ میل ہوتے ہیں۔ پس زمین کا محیط ۲۵۲۹۶ میل ہوا۔ ۱۸۹۷ کو سی یا ۴۲۷۴ (تقریباً ۵ ہزار) یوجن ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوامی جی یا تو ۵ ہزار یوجن کی بجائے پندرہ ہزار یوجن محیط لکھ گئے ہیں۔ یا پندرہ سو یوجن بیاسی (قطر) لکھنے سے مراد تھی۔ (مترجم)

जामुत्तराउ ताउ । इगेग सिंहासणाउ अइपुव्वं ।
चउसुवि तासु नियासण, दिसि भवजिण मज्जणं होई ॥ ॥

تیرتھنکروں کا سنگھاسن

"اس شلا کے خاص کر جنوبی اور شمالی سمت یعنی ایک تخت (سنگھاسن) جاننا چاہیئے۔ ان شلاؤں کے نام جنوبی سمت میں "اتی پانڈوکمبلا" شمالی سمت میں "اتی رکت کمبلا شلا" ہے۔ ان سنگھاسنوں پر تیرتھنکر بیٹھتے ہیں۔"

(پدکرن وتناکر ص ۱۱۹)

محقق دیکھئے۔ ان کے تیرتھنکروں کی سالگرہ کے جلسہ وغیرہ کرنے کی شلا کو ایسی ہی مکتی کی سیدھ شلا ہے۔

تحریر بالا صرف "مشتے نمونہ از خروارے" ہے۔ دریدہ جنیوں کی لایعنی باتوں کی انتہا نہیں

ان کی ایسی ایسی بہت سی باتیں گھل مال ہیں۔ کہاں تک لکھیں لیکن پانی چھان کر پینا۔ چھوٹے چھوٹے جانوروں پر برائے نام رحم کرنا۔ رات کو کھانا نہ کھانا۔ یہ تین باتیں اچھی ہیں۔ باقی جس قدر ان کا بیان ہے۔ وہ سب ناممکنات سے بھرا ہے۔ اتنی تحریر سے عقلمند لوگ بہت کچھ سمجھ لیں گے یہ تھوڑا سا نمونہ کے طور پر لکھا گیا ہے۔ اگر ان کی تمام ناممکن باتیں لکھیں۔ تو اتنی کتابیں بھر جاویں۔ کہ ایک آدمی عمر بھر میں بھی نہ پڑھ سکے۔ پس جس طرح ہانڈی میں پکتے ہوئے چاولوں میں سے ایک چاول کے دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ آیا سب چاول پک گئے ہیں یا کچے ہیں۔ اسی طرح اس تھوڑی سی تحریر سے نیک نہاد لوگ بہت سی باتیں سمجھ لیں گے عقلمندوں کے لئے بہت لکھنا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ بمصداق "مشتے نمونہ از خروارے" عقلمند لوگ تمام مطلب کو سمجھ ہی لیتے ہیں۔

اس کے آگے عیسائیوں کے مذہب کے بارے میں لکھا جائے گا۔

ختم شد باب دوازدہم در بیان بین مت کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش مصنفہ سوامی دیانند سرستی

دیباچۂ ضمنی

(۳)

جو یہ بائیبل کا مذہب ہے۔ وہ صرف عیسائیوں کا ہی نہیں۔ بلکہ اس میں یہودی وغیرہ بھی شامل ہیں۔ یہاں تیرھویں باب میں عیسائیوں کے مذہب کی بابت اس واسطے لکھا ہے۔ کہ آج کل بائیبل کے معتقدوں میں عیسائی اصل سمجھے جاتے ہیں۔ اور یہودی وغیرہ بمثل فروعات ہیں۔ اصل کے اندر فروعات بھی شامل سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے یہودیوں کو ان کے اندر شامل سمجھ لیجئے۔ ان کے متعلق جو مضمون یہاں لکھا گیا ہے

وہ صرف بائیبل پر مبنی ہے۔ کہ جس کو عیسائی اور یہودی وغیرہ سب مانتے ہیں۔ اور اسی کتاب کو اپنے مذہب کی بنیاد سمجھتے ہیں۔

اس کتاب کے بہت سے ترجمے ہو چکے ہیں جبکہ ان کے مذہب کے بڑے بڑے پادریوں نے کئے ہیں۔ ان میں سے دیوناگری اور سنسکرت کے ترجمہ کو دیکھ کر میرے دل میں بائیبل پر بہت سے اعتراض پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں سے چند ایک اعتراض اس تیرھویں باب میں سب کے غور و فکر کے لئے درج کئے گئے ہیں یہ تحریر صرف سچائی کی ترقی اور جھوٹ کو شکست دینے کی غرض سے لکھی ہے کسی کو تکلیف دینے یا نقصان پہنچانے یا جھوٹا الزام لگانے کی نیت سے نہیں لکھی ہے۔ (چنانچہ) یہ مطلب ذیل کی تحریر سے ہر ایک سمجھ لے گا کہ (ایا) یہ کتاب کیسی ہے۔ اور عیسائی مذہب کی اصلیت کیا ہے؟ اس تحریر کا یہی مدعا ہے۔ کہ کل نوع انسان کو دیکھنے سننے لکھنے وغیرہ میں سہولت ہو۔ اور معتقد اور معترض بن کر تمام لوگ غور کر کے عیسائی مذہب کی تحقیق کر سکیں۔ اس سے ایک اور مدعا یہ پورا ہو گا۔ کہ لوگوں کی مذہبی واقفیت بڑھے گی۔ اور انہیں سچے اور جھوٹے مذہب اور امر دنہی (اجازت و ممانعت) کے متعلق بخوبی علم ہو جائے گا۔ اور پھر ان کو سچائی اور کرنے کے قابل کاموں کو اختیار کرنا اور جھوٹ اور ناکردگی کا ترک کرنا آسان ہو جائے گا یہ سب انسانوں کو واجب ہے۔ کہ ہر ایک مذہب کی کتب کا مطالعہ کر کے تحریر یا تقریر کے ذریعے موافق یا مخالف رائے کا اظہار کریں۔ اور (اگر) مطالعہ نہ کر سکیں تو دوسروں سے سنا کریں۔ کیونکہ جس طرح پڑھنے سے آدمی پنڈت ہوتا ہے۔ ویسے سننے سے "بہوشرت" ہوتا ہے۔ اگر سننے والا دوسرے کو نہ سمجھا سکے۔ تو خود تو سمجھ ہی جاتا ہے۔ جو لوگ تعصب کی عینک چڑھا کر دیکھتے ہیں۔ ان کو نہ اپنے اور نہ دوسروں کے حسن و قبح نظر آتے ہیں انسان کی روح یتھا یوگیہ سچ اور جھوٹ کے تصفیہ کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ اس کو جتنا اپنا پڑھا یا سنا ہوا علم ہوتا ہے۔ وہ اسی قدر علمی تحقیقات کر سکتی ہے۔ اگر ایک مذہب کے پیرو دوسرے مذہب والوں کے عقاید کو جانیں۔ اور دوسرے نہ جانیں۔ تو ٹھیک طور پر مباحثہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ لاعلمی شک کی غار میں گر جاتے ہیں۔ ایسی بات پیش نہ آئے۔ اس لئے اس کتاب میں تمام مروجہ مذہبوں کے بارہ میں مختصراً لکھ دیا ہے۔ اس سے بقیہ باتوں کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ آیا وہ سچی ہیں یا جھوٹی۔ جو سب کے قابل تسلیم سچی باتیں ہیں۔ وہ تو سب (مذاہب) میں یکساں ہیں جھگڑا جھوٹی باتوں کے متعلق ہوا کرتا ہے یا ایک سچا اور دوسرا جھوٹا ہو۔ تو بھی کچھ تھوڑا سا مباحثہ چلتا ہے۔ اگر بحث کرنے والے سچ جھوٹ کی تحقیق کے لئے بحث کریں۔ تو فوراً فیصلہ ہو جائے۔

اب میں اس تیرھویں باب میں عیسائی مذہب کے متعلق کچھ تھوڑا سا لکھ کر سب کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ غور کر کے نتیجہ نکالیں۔

"عاقلوں کے لئے زیادہ تحریر کی ضرورت نہیں"۔

باب تیرھواں

دین عیسوی کی تحقیق

اب دین عیسوی کے بارے میں لکھتے ہیں۔ تاکہ سب کو معلوم ہو جائے۔ کہ آیا یہ مذہب بلا نقص اور ان کی بائیبل کلام الٰہی ہے یا نہیں۔ پہلے "توریت" کا بیان کیا جاتا ہے۔

پیدائش کی کتاب "ابتدا میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اور زمین بے ڈول اور سنسان تھی۔ اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا۔ اور خدا کی روح پانیوں پر جنبش کرتی تھی۔" (پیدائش باب اول آیت ۱ و ۲)

محقق۔ ابتدا کیسے کہتے ہیں۔ **عیسائی**۔ دنیا کی پہلی پیدائش کو۔ **محقق**۔ کیا یہی پہلی پیدائش ہے؟ اور اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی؟ **عیسائی** ہم نہیں جانتے۔ کہ ہوئی یا نہیں! خدا جانے۔

محقق۔ اگر نہیں جانتے۔ تو اس کتاب پر ایمان کیوں لاتے ہو؟ جس (کتاب) سے شکوک رفع نہیں ہو سکتے۔ اس کی بنا پر لوگوں کو دغا کر کے پر اذ شکوک مذہب میں کیوں پھنساتے ہو؟ اور تمام شکوک سے پاک سب شکوک کے رفع کرنے والے وید مت کو کیوں قبول نہیں کرتے؟ جب تم خدا کی خلقت کا حال نہیں جانتے۔ تو خدا کو کیسے جانتے ہو گے؟ اور (بتاؤ تو سہی کہ) آکاش (آسمان) کس کو مانتے ہو؟

عیسائی۔ تلا اور اوپر کو۔ **محقق**۔ خدا کی پیدائش کیسے ہوتی؟ کیونکہ یہ شے ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔ اور نہایت لطیف ہے۔ اور اوپر نیچے یکساں ہے۔ جب آسمان پیدا نہیں ہوا تھا تب پول یا خلا تھا یا نہیں؟ اگر نہیں تھا۔ تو خدا جہان کی علت مادی اور جیو (روح) کہاں رہتے تھے؟ بغیر مقام کوئی شے ٹھہر نہیں سکتی۔ اس لئے تمہاری بائیبل کا قول معقول نہیں۔ (کیا) خدا بے ڈول (ہے) اور (کیا) اس کا علم اور افعال (بھی) بے ڈول یا سب ڈول والے ہیں **عیسائی**۔ ڈول والے ہیں۔

محقق۔ تو یہاں ایسا کیوں لکھا؟ کہ خدا کی بنائی ہوئی زمین بے ڈول تھی۔

عیسائی۔ بے ڈول سے مراد یہ ہے۔ کہ اونچی نیچی اور ناہموار تھی **محقق**۔ پھر ہموار کس نے کی؟ اور کیا اب بھی ناہموار نہیں ہے؟ خدا کا کام بے ڈول نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ علیم کل ہے۔ اس کے کسی کام میں غلطی کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ اور (چونکہ) بائیبل میں خدا کی خلقت کو بے ڈول لکھا ہے۔ اس لئے یہ کتاب خدا کا کلام نہیں (بھلا بتاؤ تو سہی کہ) خدا کی روح کیا شے ہے؟ **عیسائی**۔ ذی شعور۔

محقق۔ وہ شکل والا ہے یا بے شکل ہے اور ہر جگہ موجود ہے یا ایک جگہ پر؟

چیلہ سائی۔ بے شکل ہے اور ہر جگہ موجود ہے لیکن کوہ سلیما اور چوتھے آسمان وغیرہ مقامات میں خاص کر رہتا ہے۔ محقق۔ اگر بے شکل ہے تو اس کو کیسے دیکھا؟ اور محیط کل کا پانی پر جنبش کرنا بھی ممکن نہیں۔ بھلا جب خدا کی روح پانی پر جنبش کرتی تھی۔ تب خدا کہاں تھا؟ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ خدا کا جسم کسی اور جگہ مقیم ہوگا یا اس نے اپنے روح کے ایک حصہ کو پانی پر جنبش دی ہوگی۔ اگر یہی بات ہے۔ تو (خدا) محیط کل اور علیم کل کبھی نہیں ہو سکتا۔ اگر محیط کل نہیں ہے۔ تو وہ جہان کی پیدائش، قیام، پرورش اور جیوؤں کے اعمال کا سلسلہ انتظام (نہیں رکھ سکتا) یا دنیا کو فنا کبھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جس شے کا وجود محدود المقام ہو۔ تو اس شے کے وصف عمل اور فطرت بھی محدود المقام ہوتے ہیں۔ اگر محدود ہے تو خدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا محیط کل، بے حد وصف، فعل، اور فطرت والا ہست مطلق، راست مطلق، علم مطلق، دائم پاک، علیم، آزاد بالخاصہ، قدیم، غیر فنا ہی اوصاف والا ویدوں میں کہا گیا ہے۔ اسی کو مانو۔ تب ہی تمہارا بھلا ہوگا۔ اور طرح نہیں۔ (۱)

(۲) اور خدا نے کہا۔ کہ اجالا ہو۔ اور اجالا ہو گیا۔ اور خدا نے اجالے کو دیکھا۔ کہ اچھا ہے۔"

(باب اول آیت ۳ و ۴)

محقق۔ کیا خدا کی بات غیر ذی شعور اجالے نے سن لی ہے اور اگر سن لی۔ تو اس وقت بھی آفتاب، چراغ اور آگ کی روشنی ہماری تمہاری بات کیوں نہیں سن لیتی؟ روشنی غیر ذی شعور ہے۔ وہ کبھی کسی کی بات نہیں سن سکتی۔ کیا خدا نے جس وقت اجالے کو دیکھا۔ تب ہی جانا۔ کہ اجالا اچھا ہے۔ پہلے نہیں جانتا تھا۔ اگر جانتا۔ تو دیکھ کر اچھا کیوں کہتا۔ اگر نہیں جانتا تھا۔ تو وہ خدا ہی نہیں ہے۔ اس لئے تمہاری بائیبل کلام الٰہی نہیں۔ اور اس میں بیان کردہ خدا علیم کل نہیں ہے۔ (۲)

(۳) اور خدا نے کہا۔ کہ پانیوں کے بیچ میں فضا (خلا) ہو۔ اور پانیوں کو پانی سے جدا کیجیے۔ تب خدا نے فضا کو بنایا۔ اور فضا کے نیچے کے پانیوں کو فضا کے اوپر کے پانیوں سے جدا کیا۔ اور ایسا ہی ہو گیا۔ اور خدا نے آکاش (آسمان) کو بہشت کہا۔ سو شام اور صبح دوسرا دن ہوا۔" (باب اول آیت ۶-۸)

محقق۔ (کیا) آکاش (فضا) اور پانی نے بھی خدا کی بات سن لی۔ اور اگر پانی کے درمیان آکاش نہ ہوتا۔ تو پانی رہتا ہی کہاں؟ پہلی آیت میں (لکھا ہے کہ) آکاش پیدا ہوا تھا۔ پھر آکاش کا بنانا فضول ہے۔ اگر آکاش یعنی فضا ہی بہشت ہے۔ تو وہ سب جگہ موجود ہے۔ اس لئے بہشت سب جگہ ہوا۔ پھر یہ کہنا فضول ہے۔ کہ بہشت اوپر کی طرف کو ہے۔ جب سورج پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ تو دن رات کہاں سے ہو گئے؟ ایسی ہی ناممکن باتیں مندرجہ ذیل آیتوں میں بھری پڑی ہیں۔ (۳)

(۴) تب خدا نے کہا۔ کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بنادیں۔ اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اس نے خدا کی صورت پر اس کو پیدا کیا۔ نر اور ناری ان کو پیدا کیا۔ اور خدا نے ان کو برکت دی۔" (باب اول ۲۶-۲۸)

محقق۔ اگر آدم کو خدا نے اپنی صورت پر بنایا ہے۔ تو خدا کی ذات پاک ہے علیم مطلق راحت کل وغیرہ اوصاف سے موصوف ہے۔ پھر اس کی مانند آدم کیوں نہ ہوا؟ اگر نہیں ہوا۔ تو ظاہر ہے کہ اس کی صورت پر نہیں بنا۔ اور (اگر) آدم کو (اپنی صورت ہی پر) پیدا کیا۔ تو گویا خدا نے اپنی صورت ہی کو پیدا ہونے والی اپنایا پھر خدا حادث کیوں نہیں؟ اور آدمی کہاں سے پیدا کیا؟ عیسائی۔ خاک سے بنایا۔ محقق۔ خاک کہاں سے بنائی؟ عیسائی اپنی قدرت سے محقق خدا کی قدرت قدیم ہے یا حدیث؟ عیسائی۔ قدیم ہے محقق۔ جب قدیم ہے تو دنیا کی علت مادی قدیم ہوئی پھر نیستی سے ہستی کیوں مانتے ہو؟ عیسائی پیدائش عالم سے پیشتر سوائے خدا کے اور کوئی شے نہ تھی۔ محقق۔ اگر نہ تھی۔ تو یہ جہان کہاں سے پیدا ہوا؟ اور خدا کی قدرت جو ہر ہے یا عرض؟ اگر جوہر ہے تو خدا کے علاوہ دوسری شے کا ہونا ثابت ہو گیا۔ اگر عرض ہے تو عرض سے جوہر کبھی نہیں بن سکتا۔ جیسے کہ شکل سے آگ اور ذائقہ سے پانی کبھی نہیں بن سکتے۔ اور اگر خدا سے ہی دنیا بنی ہوئی ہوتی۔ تو خدا کی مانند وصف عمل اور فطرت والی ہوتی۔ اس کے وصف عمل فطرت کی مانند نہ ہونے سے یہی تحقیق ہے کہ خدا سے نہیں بنی۔ بلکہ دنیا علت مادی (ذرات وغیرہ بے جان چیز) سے بنی ہے۔ دنیا کی پیدائش (کا حال) جو وید وغیرہ شاستروں میں درج ہے وہی قابل تسلیم ہے جس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ ایشور دنیا کی علت فاعلی ہے۔

اگر آدم کی اندرونی صورت روح کی ہے اور بیرونی انسان کی تو کیا ویسی ہی شکل خدا کی ہے۔ کیونکہ جب آدم خدا کی شکل پر بنایا گیا۔ تو خدا آدم کی مانند ضرور ہونا چاہیئے۔ (۴)

(۵) "اور خداوند خدا نے زمین کی خاک سے آدم کو بنایا۔ اور اس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا سو آدم جیتی جان ہوا۔ اور خداوند خدا نے عدن میں پورب کی طرف ایک باغ لگایا۔ اور آدم کو جسے اس نے بنایا تھا وہاں رکھا۔ اور باغ کے بیچوں بیچ زندگی کے درخت اور نیک و بد کی پہچان کے درخت کو زمین سے اگایا۔" (باب ۲۔ آیت ۷۔ ۸۔ ۹)

محقق۔ جب خدا نے عدن میں باغ بنا کر اس میں آدم کو رکھا۔ تب کیا خدا نہیں جانتا تھا۔ کہ اس کو پھر یہاں سے نکالنا پڑے گا۔ اور جب خدا نے آدم کو خاک سے بنایا۔ تو خدا کی صورت پر تو نہ ہوا۔ اور اگر ہوا ہے۔ تو خدا بھی خاک سے بنا ہوگا؟ جب اس کے نتھنوں میں خدا نے سانس پھونکا۔ تو وہ سانس خدا کی صورت تھا یا اس سے الگ؟ اگر الگ تھا۔ تو آدم خدا کی صورت پر نہیں بنا۔ اگر الگ نہیں تو آدم اور خدا یکساں ہو گئے۔ اور اگر ایک سے ہیں۔ تو آدم کی مانند پیدائش موت ترقی زوال بھوک پیاس وغیرہ کمزوریاں خدا میں آئیں گی۔ پھر وہ خدا کیونکر ہو سکتا ہے؟ اس لئے تو ریت کی یہ بات درست نہیں۔ اور یہ کتاب بھی خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ (۵)

(۶) "اور خداوند خدا نے آدم پر بھاری نیند بھیجی۔ کہ وہ سو گیا۔ اور اس نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی نکالی۔ اور اس کے بدلے گوشت بھر دیا۔ اور خداوند خدا نے اس پسلی سے جو اس نے آدم سے نکالی تھی۔ ایک عورت بنا کے آدم کے پاس لایا۔" (پیدائش باب ۲۔ آیت ۲۱ و ۲۲)

محقق۔ اگر خدا نے آدم کو خاک سے بنایا۔ تو اُس کی عورت کو خاک سے کیوں نہیں بنایا۔ اور اگر عورت کو ہڈی سے بنایا۔ تو آدم کو ہڈی سے کیوں نہیں بنایا۔ اور جیسے نر میں سے نکلنے کی وجہ سے (عورت کا) نام نادی رکھا گیا۔ تو نادی سے نر کا نام بھی ہو سکتا ہے۔ اور چاہیئے۔ کہ اُن میں باہمی محبت بھی ہے جس طرح عورت کے ساتھ مرد محبت کرے۔ ویسے ہی مرد کے ساتھ عورت بھی محبت کرے۔ صاحبانِ علم! دیکھئے خدا کی کیسی غلاسنی جھلکتی ہے۔ اگر آدم کی ایک پسلی سے ہی اگر عورت بنائی۔ تو سب مردوں کی ایک پسلی کم کیوں نہیں؟ اور عورت میں ایک ہی پسلی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ وہ ایک پسلی سے بنی ہے۔ کیا جس مصالحہ سے اُس کے تمام دنیا کو بنایا۔ اُسی سے عورت کا جسم نہیں بن سکتا تھا؟ اس سے ظاہر ہے۔ کہ بائیبل کی پیدائش کا حال قانونِ قدرت کے خلاف ہے۔ (۶)

(۷) "اور سانپ میدان کے سب جانوروں سے جنہیں خداوند خدا نے بنایا تھا۔ ہوشیار تھا۔ اور اُس نے عورت سے کہا۔ کیا یہ سچ ہے کہ خدا نے کہا۔ کہ باغ کے ہر درخت سے نہ کھانا۔ عورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختوں کا پھل تو ہم کھاتے ہیں۔ مگر اس درخت کے پھل کو جو باغ کے بیچوں بیچ ہے خدا نے کہا کہ تم اُسے نہ کھانا۔ نہ اسے چھونا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ مر جاؤ۔ تب سانپ نے عورت سے کہا۔ کہ تم ہرگز نہ مرو گے۔ بلکہ خدا جانتا ہے۔ کہ جس دن اسے کھاؤ گے۔ تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے ہو گے۔ اور عورت نے جو دیکھا۔ کہ وہ درخت کھانے میں اچھا اور دیکھنے میں خوشنما اور عقل بخشنے میں خوب ہے۔ تو اُس کے پھل میں سے تھوڑا سا لیا اور کھایا۔ اور اپنے خصم کو بھی دیا۔ اور اس نے کھایا۔ تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور انہیں معلوم ہوا۔ کہ ہم ننگے ہیں۔ اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کر کے اپنے لئے لنگیاں بنائیں۔ اور خداوند خدا نے سانپ سے کہا۔ اس واسطے کہ تو نے یہ کیا ہے۔ اس لئے تو سب مویشیوں اور میدان کے سب جانوروں سے زیادہ ملعون ہوا۔ تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا۔ اور عمر بھر خاک کھائے گا۔ اور میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالوں گا۔ وہ تیرے سر کو کچلے گی۔ اور تو اُس کی ایڑی کاٹے گا۔ اس نے عورت سے کہا۔ کہ میں تیرے حمل اور اس میں تیرے صدمہ کو بہت بڑھاؤں گا اور تو درد سے بچے جنے گی۔ اور اپنے خاوند کی طرف تیرا شوق ہو گا۔ اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔ اور آدم سے کہا۔ چونکہ تو نے اپنی جورو کی بات سنی۔ اور اس درخت سے کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم کیا۔ کہ اس سے مت کھانا۔ اس لئے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔ اور تکلیف کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس سے کھائے گا۔ اور وہ تیرے لئے کانٹے اور اونٹ کٹارے اگائے گی۔ اور تو کھیت کا ساگ پات کھائے گا۔ (۸) (پیدائش باب ۳ آیت ۱ تا ۷ و ۱۶ تا ۱۸)

---

(۶) یہاں یہ اعتراض ہے۔ کہ اوّل آدم کیوں پیدا کیا گیا۔ اس کا کیا ثبوت ہے؟ اگر جواب میں کہا جائے۔ کہ عورت کا نام نادی ہونا بھی اس امر کا ثبوت ہے کیونکہ لفظ نر سے نادی بنتا ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لفظ نادی سے بھی نر بنتا ہے۔ اور عورت کے پیدا کرنے کی وجہ بائیبل میں چونکہ یہ بتائی گئی ہے۔ کہ آدم کی تنہائی دور کرنے اور دل بستگی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ تو اس منصا میں بھی کوئی ہرج نہ آئے گا کیونکہ عورت کی محبت اور الفت کے لئے مرد پیدا کیا جا سکتا ہے۔ پس اصل وجہ پیدائش آدم کی معلوم ہونی چاہیئے۔ (مترجم)

محقق۔ جیسا یہوں کا خدا علیم کل ہوتا۔ تو اس شریر سانپ یعنی شیطان کو کیوں بنایا؟ اب چونکہ اس نے پیدا کر دیا۔ اس لئے خدا ہی قصوروار ہے۔ کیونکہ اگر وہ اس موذی کو نہ بناتا۔ تو وہ ایذا نہ پہنچاتا۔ اور وہ پھل جنم نہیں لکھتا تھا۔ پھر بلا قصور اس کو گنہگار کیوں پیدا کیا؟ اور سچ پوچھو۔ تو وہ سانپ نہیں تھا۔ بلکہ انسان تھا۔ کیونکہ انسان نہ ہوتا۔ تو انسان کی زبان کیونکر بول سکتا۔ اور جو آپ جھوٹا ہو اور دوسرے کو جھوٹ میں چلائے۔ اس کو شیطان کہنا چاہیئے۔ لیکن یہاں شیطان سچا تھا۔ اور اسی وجہ سے اس نے اس عورت کو نہیں بہکایا۔ بلکہ سچ سچ کہہ دیا۔ اور خدا نے آدم اور حوا سے جھوٹ کہا۔ کہ اس کے کھانے سے تم مر جاؤ جب وہ درخت عقل کے دینے اور دائمی زندگی کے بخشنے والا تھا۔ تو اس کے پھل کھانے سے کیوں منع کیا۔ اور اگر منع کیا۔ تو خدا جھوٹا اور بہکانے والا ٹھہرا۔ کیونکہ اس درخت کے پھل انسان کو علم اور سکھ کے دینے والے تھے۔ لاعلمی اور موت کے دینے والے نہیں تھے جب خدا نے پھل کھانے سے منع کیا۔ تو اس درخت کو کیوں پیدا کیا تھا؟ اگر اپنے لئے کیا۔ تو کیا آپ لاعلم اور موت کی خاصیت رکھنے والا تھا؟ اگر دوسروں کے لئے پیدا کیا۔ تو پھل کھانے سے کچھ بھی قصور نہ ہوا۔ اور آج کل کوئی بھی درخت علم دینے والا اور موت سے بچانے والا دیکھنے میں نہیں آتا۔ کیا خدا نے اس کا تخم ہی نیست و نابود کر دیا ہے؟ اگر ایسی باتوں کے کہنے والا انسان فریبی اور مکار ہوتا ہے۔ تو خدا ویسا کیوں نہیں ہوا؟ اور جن تینوں کو لعنت دی۔ وہ بلا قصور تھے۔ تو پھر کیا وہ خدا غیر منصف نہ ہوا؟ اور یہ لعنت خدا پر ہونی چاہیئے تھی۔ کیونکہ اس نے جھوٹ بولا۔ اور ان کو بہکایا۔ یہ غلامی تو دیکھو۔ کیا بغیر دند کے وضع حمل ہو سکتا اور بچہ پیدا ہو سکتا تھا؟ اور بغیر محنت کے کوئی اپنی روزی کما سکتا ہے؟ کیا پہلے کانٹے دار درخت نہ تھے؟ اور جب کہ خدا کے حکم سے سب آدمیوں کے واسطے نباتات کا کھانا لازم ہے۔ تو دوسرے مقام پر بائیبل میں گوشت کا کھانا لکھا ہے۔ وہ (تحریر) جھوٹی کیوں نہیں۔ اور اگر وہ (تحریر) سچی ہے۔ تو یہ جھوٹی ہے جب آدم کا کچھ بھی قصور ثابت نہیں ہوتا۔ تو عیسائی لوگ کیوں بنی نوع انسان کو آدم کی اولاد ہونے کی وجہ سے گنہگار ٹھہراتے ہیں؟ بھلا ایسی کتاب اور ایسے خدا کو عقلمند تسلیم کر سکتے ہیں؟ (۷)

(۸) "اور خداوند خدا نے کہا۔ دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ اور اب ایسا نہ ہو۔ کہ اپنا ہاتھ بڑھائے۔ اور زندگی کے درخت سے بھی کچھ لیکر۔ اور کھائے اور ہمیشہ جیتا رہے۔ چنانچہ اس نے آدم کو نکال دیا۔ اور باغ عدن کے پورب کی طرف کروبیوں کو چمکتی تلوار کے ساتھ جو چاروں طرف پھرتی تھی۔ مقرر کیا۔ کہ زندگی کے درخت کی راہ کی نگہبانی کریں" باب ۳۔ آیت ۲۲ و ۲۴)

محقق۔ بھلا خدا کو ایسا حسد کیوں پیدا ہوا؟ اور ایسا شک کیوں گذرا۔ کہ علم میں ہمارے برابر ہو گیا۔ کیا یہ بری بات ہوئی؟ یہ شک ہی کیوں گذرا؟ جب کہ خدا کے برابر کبھی کوئی نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس تحریر سے یہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ وہ خدا نہیں تھا۔ بلکہ کوئی خاص آدمی تھا۔ بائیبل میں جہاں خدا کا ذکر آتا ہے۔ وہ انسان کے ذکر کے مانند ہی پایا جاتا ہے اب دیکھئے آدم کے علم کی ترقی پر خدا کو کتنا دکھ (رنج) ہوا۔ مزید برآں دائمی زندگی کے درخت کے پھل کھانے پر (خدا نے) کتنا حسد کیا۔ اور اول ہی جب اس

کو باغ میں رکھا تب اس کو آیندہ کا علم نہیں تھا۔ کہ اس کو پھر نکالنا پڑے گا۔ اس لئے بائیبلی خدا علیم کل نہیں تھا۔ اور جو چمکتی ہوئی تلوار کا پہرہ مقرر کیا۔ یہ بھی انسان کا کام ہے۔ خدا کا نہیں۔ (۸)

(۹) چند روز کے بعد یوں ہوا۔ کہ قائن اپنے کھیت کی پیداوار میں سے خداوند کے واسطے نذر لایا۔ اور ہابل بھی اپنی پہلوٹھی اور موٹی بھیڑ بکریوں میں سے لایا۔ اور خداوند نے ہابل کو اور اس کی نذر کو قبول کیا۔ پر قائن اور اس کی نذر کو قبول نہ کیا۔ اس لئے قائن نہایت غصہ اور تُرش رُو ہوا۔ اور خداوند نے قائن سے کہا۔ تجھے کیوں غصہ آیا۔ اور اپنا منہ کیوں بگاڑا؟ (پیدائش باب ۴۔ آیت ۳ تا ۷)

محقق۔ اگر خدا گوشت خور نہ ہوتا۔ تو بھیڑ کی نذر نہ لیتا۔ اور ہابل کی عزت اور قائن اور اس کی نذر کی بے قدری کیوں کرتا۔ اور ایسا جھگڑا برپا کرنے کا موجب اور ہابل کی موت کا باعث بھی خدا ہی ہوا۔ اور جس طرح باہم آدمی ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں ویسے ہی انجیلی خدا کہتا ہے۔ باغ میں آنا جانا اور اس کا بنانا بھی آدمیوں کا کام ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ بائیبل انسان کی بنائی ہوئی ہے۔ خدا کی نہیں۔ (۹)

(۱۰) "تب خداوند نے قائن سے کہا۔ کہ تیرا بھائی ہابل کہاں ہے؟ وہ بولا۔ میں نہیں جانتا۔ کیا میں اپنے بھائی کا نگہبان ہوں؟ پھر اس نے کہا۔ کہ تو نے کیا کیا۔ تیرے بھائی کا خون زمین سے مجھ کو پکارتا ہے۔ اور اب تو زمین سے لعنتی ہوا۔" (پیدائش باب ۴۔ آیت ۹-۱۰-۱۱)

محقق۔ کیا خدا قائن سے دریافت کئے بغیر ہابل کا حال نہیں جانتا تھا؟ اور کیا کبھی خون زمین سے کسی کو پکار سکتا ہے۔ یہ سب باتیں بے علموں کی ہیں۔ اس لئے یہ کتاب نہ خدا اور نہ عالم کی بنائی ہوئی ہو سکتی ہے۔ (۱۰)

(۱۱) اور نوح سے کی پیدائش کے بعد حنوک تین سو برس خدا کے ساتھ ساتھ چلا تھا۔" پیدائش ۵۔ ۲۲

محقق۔ بھلا اگر بائیبلی خدا انسان نہ ہوتا۔ تو حنوک اس کے ساتھ ساتھ کیوں چلتا؟ اس لئے جو وید میں کہا گیا ہے۔ کہ ایشور غیر مجسم دیوے شکل ہے۔ اسی کو عیسائی خدا مانیں۔ تو ان کی بہتری ہو۔ (۱۱)

(۱۲) اور ان سے بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ تو خدا کے بیٹوں نے آدمیوں کی بیٹیوں کو دیکھا۔ کہ وہ خوبصورت ہیں۔ اور ان عورتوں میں سے جسے چاہا پسند آئیں۔ اپنے لئے جورو کر لیں۔ اُن دنوں میں زمین پر دیو اور جن جبار تھے۔ اور بعد اس کے بھی کہ خدا کے بیٹے آدمیوں کی بیٹیوں کے پاس گئے۔ تو ان سے لڑکے پیدا ہوئے۔ یہ وہ زبردست تھے۔ جو قدیم سے نامور اشخاص تھے۔ اور خداوند نے دیکھا۔ کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی ہے۔ اور اس کے دل کی فکر کا خیال روز بروز صرف بد ہی ہوتے ہیں۔ تب خداوند زمین پر انسان کو پیدا کرنے سے پچھتایا۔ اور نہایت دلگیر ہوا۔ اور خداوند نے کہا۔ کہ انسان کو جسے میں نے پیدا کیا۔ اُسے زمین پر سے مٹا ڈالوں گا۔ انسان کو اور حیوان کو بھی اور کیڑے مکوڑے اور آسمان کے پرندوں تک کو بھی۔ کیونکہ میں اُن کے بنانے سے پچھتاتا ہوں۔ (پیدائش باب ششم آیت ۱ تا ۷)

محقق۔ عیسائیوں سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ خدا کے بیٹے خدا کی جورو بنا سکے یا نہیں اور رشتہ دار

کرتا ہیں؟ کیونکہ اب تو آدمیوں کی لڑکیوں کے ساتھ شادی ہونے سے خدا ان کا سمبندھی (رشتہ دار) بن گیا اور ان سے جو پیدا ہوئے۔ وہ بیٹے اور پوتے ہوئے۔ کیا ایسی بات خدا کی اس کے کلام کی ہو سکتی ہے؟ (بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان جنگلی آدمیوں کی تصنیف ہے۔ خدا کی نہیں۔ جو علیم کل نہ ہو اور نہ آئندہ کی بات جانے۔ وہ انسان ہے۔ کیا جب دنیا پیدا کی تھی۔ تب ایسا نہیں جانتا تھا۔ کہ آئندہ آدمی بدکار ہوں گے۔ اور پچھتانا، دلگیر ہونا، بھول سے کام کر کے بعد ازاں پچھتانا! اس قسم کی باتیں اگلی خدا پر ہی عاید ہو سکتی ہیں۔ اگلی خدا پورا عالم اور یوگی بھی نہیں تھا۔ ورنہ شانتی اور دگیان (علم معرفت) کے ذریعہ غم سے علیحدہ ہو سکتا تھا۔ بھلا کیا چرند پرند بھی بدکار ہو گئے؟ اگر وہ خدا علیم کل ہوتا۔ تو ایسا دکھی کیوں ہوتا؟ پس ثابت ہوا۔ کہ نہ وہ خدا ہے۔ نہ یہ خدا کا کلام ہو سکتا ہے جیسا وید میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ ایشور سب گناہ، رنج و تکلیف، غم وغیرہ سے مبرا اور ہست مطلق، علیم مطلق، راحت مطلق ہے۔ اس کو اگر عیسائی لوگ مانتے۔ تو اب بھی مانیں۔ تو اپنی انسانی زندگی کا مقصد پورا کر سکیں۔ (۱۲)

(۱۳) اس رکشتی کی لمبائی تین سو ہاتھ اور اس کی چوڑائی پچاس ہاتھ اور اس کی اونچائی تیس ہاتھ کی ہو۔ تو کشتی میں جائے گا۔ اور تیرے بیٹے اور تیری جورو اور تیرے بیٹوں کی جوروئیں تیرے ساتھ اور سب جانوروں میں سے ہر جنس کے دو دو اپنے ساتھ کشتی میں لے۔ کہ وہ بچ رہیں۔ چاہیئے کہ وہ نر اور مادہ ہوں۔ اور پرندوں میں سے ہر ایک جنس کے اور چوندوں میں سے ہر ایک جنس کے اور زمین کے سارے رینگنے والے جانوروں میں سے ہر ایک جنس کے دو دو۔ ان سب میں سے تیرے پاس اپنی اپنی جان بچانے آویں۔ اور تو اپنے پاس ہر طرح کی خوراک کی چیزیں جو کھانے میں آتی ہیں لیکر اپنے پاس جمع کرے۔ وہ تیری اور ان کی خوراک ہو گی۔ اور نوح نے ایسا ہی کیا!!

(پیدائش باب ششم آیت ۱۵ تا ۲۲)

محقق۔ بھلا کوئی بھی عالم ایسی علیم کے خلاف ناممکن باتوں کے کہنے والے کو خدا مان سکتا ہے۔ کیونکہ اتنی لمبی چوڑی اونچی کشتی میں ہاتھی، اونٹ، اونٹنی وغیرہ کہ وڈھا جانور اور ان کے کھانے پینے کی چیزیں مع کل خاندانوں کے سما سکتی ہیں؟ ظاہر ہے۔ کہ یہ انسان کی بنائی ہوئی کتاب ہے۔ اور جس نے یہ باتیں تحریر کی ہیں۔ وہ عالم بھی نہ تھا!! (۱۳)

(۱۴) تب نوح نے خداوند کے لئے ایک وید کی بنائی۔ اور سارے پاک چرندوں اور پاک پرندوں میں سے لے کر اس مذبح پر سوختنی قربانیاں چڑھائیں۔ اور خداوند نے خوشبودی کی بو سونگھی۔ اور خداوند نے اپنے دل میں کہا۔ کہ انسان کے لئے میں زمین کو پھر کبھی لعنت نہ کروں گا۔ اس لئے کہ انسان کے دل کا خیال لڑکپن سے برا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کیا ہے۔ سارے جانداروں کو نہ ماروں گا!!

(باب ہشتم۔ آیت ۲۰-۲۱)

محقق۔ وید کی بنانے اور ہوم کرنے کا ذکر ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ باتیں وید میں سے بائبل میں گئی ہیں۔ کیا خدا کا ناک بھی ہے۔ کہ جس سے اس نے خوشبو سونگھی؟ کیا اگلی خدا انسان کی طرح کم عقل

نہیں ہے۔ کہ کبھی لعنت کرتا ہے اور کبھی پچھتاتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ لعنت نہ کروں گا۔ (جب) پہلے لعنت کی تھی۔ تو پھر بھی کرے گا۔ پہلے سب کو مار ڈالا۔ اور اب کہتا ہے کہ کبھی نہ ماروں گا۔ یہ باتیں سب لڑکوں کی سی ہیں خدا کی نہیں اور نہ کسی عالم کی۔ کیونکہ عالم کا قول اور ارادہ پختہ ہوتا ہے۔ (۱۴)

(۱۵) "خدا نے نوح اور اس کے بیٹوں کو برکت دی۔ اور انہیں کہا۔ کہ سب چلتے جیتے جانور تمہارے کھانے کیواسطے ہیں۔ میں نے ہی سب کو نباتات کی مانند نہیں دیا۔ مگر تم گوشت کو لہو کے ساتھ کہ اس کی جان ہے مت کھانا۔" (پیدائش باب ۹ آیت ۱-۴)

محقق۔ کیا ایک کی جان کو تکلیف دے کر دوسروں کو آرام پہنچانے سے بائیبل کا خدا بے رحم ثابت نہیں ہوتا؟ اگر والدین ایک لڑکے کو مار کر دوسرے کو کھلا دیویں۔ تو کیا وہ سخت گنہگار نہ ہوں گے؟ اسی طرح کی یہ بات ہے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک سب جاندار اس کے بیٹوں کی مانند ہیں۔ ایسا نہ ہونے سے بائیبلی خدا مثل قصاب کے کام کرتا ہے۔ اور اگر سب انسانوں کو ایذا رسانی بھی اسی نے بنایا ہے تو پھر بائیبلی خدا بے رحم ہونے کی وجہ سے گنہگار کیوں نہیں؟ (۱۵)

(۱۶) "اور تمام زمین پر ایک ہی زبان اور ایک ہی بولی تھی۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ آؤ ہم اپنے واسطے ایک شہر بنا دیں اور ایک برج جس کی چوٹی آسمان تک پہنچے۔ اور یہاں اپنا نام کریں۔ ایسا نہ ہو کہ تمام روئے زمین پر پراگندہ ہو جاویں۔ اور خداوند اس شہر اور برج کو جسے بنی آدم بناتے تھے۔ دیکھنے نیچے اترا اور خداوند نے کہا۔ دیکھو یہ لوگ ایک ہی ہیں۔ اور ان سب کی ایک ہی بولی ہے۔ اب وہ یہ کرنے لگے ہیں جو کام کا ارادہ کریں گے۔ اس سے نہ رک سکیں گے۔ آؤ ہم اتریں۔ اور ان کی بولی میں اختلاف ڈالیں۔ تاکہ وہ ایک دوسرے کی بات نہ سمجھیں۔ تب خدا نے ان کو وہاں سے تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا۔ سو وہ اس شہر کے بنانے سے باز رہے۔" (باب ۱۱۔ آیت ۱ تا ۸)

محقق۔ جب تمام روئے زمین پر ایک ہی بولی بولی جاتی ہوگی۔ تب تمام لوگوں کو باہم نہایت خوشی حاصل ہوتی ہوگی۔ لیکن کیا کیا جائے کہ بائیبلی حاسد خدا نے سب کی زبان غلط ملط کر کے سب کا ستیاناش کر دیا۔ اس نے یہ بڑا گناہ کیا۔ کیا یہ شیطان کے کام سے بھی بڑا کام نہیں ہے۔ اور اس سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بائیبلی خدا کو میلنا وغیرہ پسند رہتا تھا۔ اور انسان کی ترقی کا بھی خواہاں نہیں تھا بے علم کے سوائے بھلا ایسی باتیں کون کر سکتا ہے؟ پھر یہ کتاب کیونکر خدا کا کلام ہو سکتی ہے؟ (۱۶)

(۱۷) "تو اس نے اپنی جورو سری کو کہا۔ کہ دیکھ میں جانتا ہوں۔ کہ تو دیکھنے میں خوبصورت عورت ہے اور یوں ہوگا کہ مصری تجھے دیکھ کے کہیں گے۔ کہ یہ اس کی جورو ہے سو مجھ کو مار ڈالیں گے۔ اور تجھے جیتا رکھیں گے۔ تو کہیو۔ کہ میں اس کی بہن ہوں۔ تاکہ تیرے سبب سے میری خیر ہو۔ اور میری جان تیرے لیے سلامت رہے۔" (باب ۱۲۔ آیت ۱۱ و ۱۲)

محقق۔ دیکھئے۔ ابراہیم علیہ السلام اور مسلمانوں کا بڑا مشہور پیغمبر ہے۔ کیا اس کے اعمال دروغ گوئی وغیرہ جیسے نہیں؟ بھلا جن کے ایسے پیغمبر ہوں۔ ان کو علم اور بہبودی کا راستہ کیونکر مل سکتا ہے؟ (۱۷)

(۱۸) "پھر خدا نے ابراہیم سے کہا۔ کہ تیرے لیے تیری نسل پشت در پشت میرے عہد کو نگاہ رکھیں۔ اور میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے۔ جسے تم یاد رکھو سو یہ ہے۔ تم میں سے ہر ایک کے بیٹے کا ختنہ کیا جائے۔ اور تم اپنے بدن کی کھال کا ختنہ کرو۔ اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ تمہاری پشت در پشت ہر لڑکے کا جب وہ آٹھ روز کا ہو ختنہ کیا جائے گا۔ خواہ گھر کا پیدا ہوا ہو۔ خواہ پردیسی سے خریدا ہو۔ جو تیری نسل نہیں ہے۔ کہ تیری خانہ زاد اور تیرے زر خرید کا ختنہ کیا جائے۔ اور میرا عہد تمہارے جسموں میں ہمیشہ کے لیے عہد ہوگا اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہیں ہوا وہ شخص اپنے لوگوں میں سے کاٹ جائے۔ کہ اس نے میرا عہد توڑا۔"

(باب ۱۷۔ آیت ۹ تا ۱۴)

محقق ۔ دیکھئے۔ خدا کا اٹل حکم۔ اگر ختنہ کرنا خدا کو منظور ہوتا۔ تو ابتدائے عالم میں اس چمڑے کو پیدا ہی نہ کرتا اور یہ بغرض حفاظت بنایا گیا ہے۔ جیسے کہ آنکھ کی پلک ہے چونکہ وہ جائے پوشیدہ نہایت نازک ہے اس لیے اگر اس پر چمڑا نہ ہو۔ تو ایک چیونٹی کے کاٹنے اور قدرے چوٹ لگنے سے بہت تکلیف ہو۔ اور پیشاب کرنے کے بعد پیشاب کی بوند کپڑوں پر نہ لگے۔ ان باتوں کے لحاظ سے یہ ختنہ کرنا بہتر ہے۔ اور اب عیسائی لوگ اس حکم کی تعمیل کیوں نہیں کرتے؟ یہ حکم ہمیشہ کے لئے ہے۔ اس کی تعمیل نہ کرنے سے عیسیٰ کی شہادت کہ قانون کی کتاب کا ایک نقطہ بھی جھوٹا نہیں۔ جھوٹی ہو گئی۔ اس پر عیسائی لوگ کچھ بھی غور نہیں کرتے۔

(۱۸۰)

(۱۹) "جب (خدا) ابراہیم سے باتیں کر چکا تب خدا اس کے پاس سے اوپر گیا۔" (باب ۱۷۔ آیت ۲۲)

محقق ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا مثل انسان یا پرند کے تھا۔ کہ اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر آتا جاتا تھا۔ یا وہ کسی جسیدہ ہالہ آدمی کی مانند ہوگا۔ (۱۹)

(۲۰) "پھر خداوند ممرے کے بلوطوں میں اسے نظر آیا۔ اور وہ دن کو گرمی کے وقت اپنے خیمے کے دروازے پر بیٹھا تھا۔ اور اس نے اپنی آنکھیں اٹھا کے نظر کی۔ اور کیا دیکھا۔ کہ تین مرد اس کے پاس کھڑے ہیں۔ وہ انہیں دیکھ کر خیمے کے دروازے سے ان کے ملنے کو دوڑا۔ اور زمین تک اس کے آگے جھکا۔ اور بولا۔ کہ اے خداوند! اگر مجھ پر تیری نظر عنایت ہے۔ تو اپنے بندہ کے پاس سے کہیں چلے نہ جائیے۔ کہ تھوڑا سا پانی لایا جائے۔ اور آپ اپنے پاؤں دھو کر اس درخت کے نیچے آرام کیجئے۔ میں تھوڑی روٹی لاتا ہوں۔ تازہ دم ہو جائیے۔ بعد اس کے آگے جائیے گا۔ کیونکہ آپ اسی لئے اپنے بندے کے یہاں آئے ہیں۔ تب انہوں نے کہا۔ کہ یونہی کر جیسا کہ تو نے کہا۔ اور ابراہیم خیمہ میں سارہ کے پاس دوڑا گیا۔ اور کہا۔ تین پیمانہ عمدہ آٹا لے کے جلد گوندھ کے پھلکے پکا۔ اور ابراہیم گلہ کی طرف دوڑا۔ اور ایک موٹا تازہ بچھڑا لا کر ایک جوان کو دیا۔ اور اس نے جلد اسے تیار کیا۔ پھر اس نے گھی دودھ اور اس بچھڑا کو جو اس نے پکوایا تھا۔ لیکے ان کے سامنے رکھا اور آپ ان کے سامنے درخت کے نیچے کھڑا رہا۔ اور انہوں نے کھایا۔" (باب ۱۸۔ آیت ۱ سے ۸ تک)

محقق۔ صاحبان! دیکھئے۔ جن کا خدا بچھڑے کا گوشت کھائے۔ تو وہ خود اس کی پرستش کرنے والے گائے بچھڑے وغیرہ جانوروں کو کیونکر چھوڑ سکتے ہیں؟ جس کو کچھ رحم نہ ہو۔ اور گوشت کھانے کے لئے بے چین رہے۔ وہ بجز قصاب کے کبھی خدا ہو سکتا ہے؟ اور خدا کے ساتھ دو آدمی نامعلوم کون تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جنگلی آدمیوں کا ایک گروہ ہو گا۔ اور جو ان کا سردار تھا۔ اس کا نام بائیبل نے خدا رکھا ہے۔ انہیں باتوں کی وجہ سے عقلمند لوگ ان کی کتاب کو خدا کی بنائی ہوئی نہیں مان سکتے اور نہ ایسے خدا کو سچا سمجھتے ہیں۔ (۲۰)

(۲۱) "پھر خداوند نے ابراہم سے کہا۔ کہ سرہ یہ کہہ کر کیوں ہنسی کہ میں تو بڈھیا ہو گئی ہوں۔ کیا سچ مچ اولاد جنوں گی۔ کیا خدا کے نزدیک کوئی بات مشکل ہے؟" (باب ۱۸۔ آیت ۱۳-۱۴)

محقق۔ اب دیکھئے۔ انجیلی خدا کا تماشہ۔ کہ لڑکوں یا عورتوں کی مانند چڑچڑا یا طعن دیتا ہے۔ (۲۱)

(۲۲) "تب خداوند نے سدوم اور عمورہ پر گندھک اور آگ خداوند کی طرف سے آسمان پر سے برسائی۔ اس نے ان شہروں کو اور اس سارے میدان کو اور ان شہروں کے سب رہنے والوں کو اور جو کچھ زمین پر اگتا تھا۔ الٹ دیا۔" (باب ۱۹۔ آیت ۲۴-۲۵)

محقق۔ اب یہ بھی تماشہ بائیبل کے خدا کا دیکھئے۔ کہ جس کو بچوں وغیرہ پر بھی رحم نہ آیا۔ کیا وہ سب ہی گنہگار تھے؟ کہ انہیں زمین پر الٹ کر دبا مارا؟ یہ بات انصاف، رحم اور دانائی سے بعید ہے۔ جن کا خدا ایسے کام کرتا ہے۔ اس کے عابد کیوں نہ کریں گے؟ (۲۲)

(۲۳) "آؤ ہم اپنے باپ کو مے (شراب) پلا دیں۔ اور اس سے ہمبستر ہو دیں۔ تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو شراب پلائی۔ اور بڑھٹی اندر گئی۔ اور اپنے باپ سے ہمبستر ہوئی۔ آور اگلی رات بھی اس کو شراب پلا دیں۔ اور تو بھی اس سے جا کر ہمبستر ہو۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں۔" (پیدائش باب ۱۹۔ آیت ۳۲-۳۳-۳۴-۳۶)

محقق۔ دیکھئے۔ باپ بیٹی بھی جس شراب نوشی کے نشہ میں بدفعلی کرنے سے نہ بچ سکے اس شراب خانہ خراب کو جو عیسائی وغیرہ پیتے ہیں۔ تو ان کی خرابی کا کیا ٹھکانا ہے۔ اس لئے شریف آدمیوں کو شراب نوشی کا نام بھی نہ لینا چاہیئے۔ (۲۳)

(۲۴) "اور خداوند نے جیسا کہ اس نے فرمایا تھا۔ سرہ پر نظر کی۔ اور خداوند نے جیسا کہ کہا تھا سرہ کے لئے کیا۔ چنانچہ سرہ حاملہ ہوئی۔" (باب ۲۱۔ آیت ۱-۲)

محقق۔ غور کیجئے۔ کہ سرہ ملاقات ہوتے ہی کیسے حاملہ ہو گئی؟ اس میں کچھ راز ہے۔ کیا سوائے خدا اور سرہ کے تیسرا کوئی حمل ٹھہرنے کا ذریعہ موجود تھا؟ ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سرہ اس خدا کی عنایت سے حاملہ ہوئی (۲۴)

(۲۵) "تب ابراہم نے صبح سویرے اٹھ کر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی۔ اور ہاجرہ کے کندھے پر اس کو دھر دیا۔ اور لڑکے کو بھی اس کو سونپ کر اسے رخصت کیا۔ وہ روانہ ہوئی۔ تب اس نے لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا۔ اور آپ سامنے بیٹھی اور چلا چلا کر روئی۔ تب خدا نے اس لڑکے

کی آواز سنی" (باب ۲۱۔ آیت ۱۴ تا ۱۷)

محقق۔ اب دیکھئے ایکلی خدا کا تماشہ۔ کہ پہلے تو ہاجرہ کی طرفداری کر کے ہاجرہ کو وہاں سے نکلوا دیا اور وہ چلا چلا کر رونے لگی۔ اور پھر ہاجرہ اور اس کے لڑکے کی آواز سنی۔ یہ کیسی الوکھی باتیں ہیں خدا کو شک گذرا ہوگا۔ کہ یہ بچہ یہی رو رہا ہے سوائے ایک معمولی آدمی کی باتوں کے کیا یہ خدا کا کلام کبھی ہو سکتا ہے؟ اس کتاب میں چند ایک سچی باتوں کے سوائے باقی تمام غلط باتیں بھری ہوئی ہیں۔ (۲۵)

(۲۶) "ان باتوں کے بعد یوں ہوا۔ کہ خدا نے ابراہیم کو آزمایا۔ اور اسے کہا۔ اے ابراہیم!.....
تو اپنے بیٹے، اپنے اکلوتے بیٹے اسحاق سے تو پیار کرتا ہے۔ اسحاق کو لے۔ اسے سوختنی قربانی کے لئے چڑھا...
اور اس نے اپنے بیٹے اسحاق کو باندھا اور اسے قربانگاہ میں لکڑی کے اوپر دھر دیا۔ اور ابراہیم نے
اپنا ہاتھ بڑھا کر چھری لی۔ کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔ وہیں خداوند کے فرشتے نے اسے آسمان سے پکارا
کہ اے ابراہیم! اے ابراہیم!! وہ بولا میں حاضر ہوں۔ پھر اس نے کہا۔ تو اپنا ہاتھ لڑکے پر مت
بڑھا۔ اور اسے کچھ مت کر۔ کہ اب میں نے جانا۔ تو خدا سے ڈرتا ہے" (باب ۲۲۔ آیت ۱۔۲۔۹ تا ۱۲)

محقق۔ اب یہ صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ بائیبل کا خدا محدود العقل ہے علیم کل نہیں۔ اور ابراہیم بھی ایک سادہ لوح آدمی تھا۔ نہیں تو ایسی حرکت کیوں کرتا۔ اور اگر بائیبل کا خدا علیم کل ہوتا تو اس کے آئندہ اعتقاد کو بھی ہمہ دانی سے جان لیتا۔ اس سے تحقیق ہوتا ہے۔ کہ بائیبلی خدا ہمہ دان نہیں ہے۔ (۲۶)

(۲۷) "ہماری قبر گاہوں میں سے جو بہتر اچھی قبر گاہ ہے اپنے مردہ کو گاڑ" (باب ۲۳۔ آیت ۶)

محقق۔ مردے دفن کرنے سے دنیا کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ کیونکہ وہ سڑ کر ہوا کو بدبودار کر دیتے ہیں۔ اور اس سے بیماری پھیلتی ہے۔

سوال۔ دیکھو! جس سے محبت ہو۔ اسے جلانا اچھا نہیں۔ اور دفنانا تو گویا اس کو سلا دینا ہے اس لئے مردے دفن کرنے چاہئیں۔

جواب۔ اگر مردے سے محبت کرتے ہو۔ تو اپنے گھر میں ہی کیوں نہیں رکھ لیتے۔ اور دفن بھی کیوں کرتے ہو؟ جس روح سے محبت تھی وہ تو نکل گئی۔ اب بدبودار مٹی سے کیا محبت؟ اور اگر محبت کرتے ہو۔ تو نہ مین میں کیوں دفن کرتے ہو؟ کیونکہ کوئی کسی سے کہے۔ کہ تجھے زمین میں گاڑ دیویں۔ تو وہ سن کر ہرگز خوش نہ ہوگا۔ اس کے منہ۔ آنکھ اور جسم پر خاک، دھول، پتھر، اینٹ، چونہ ڈالنا پھاڑ پر پتھر رکھنا کونسی محبت کی بات ہے؟ اور صندوق میں ڈال کر دفن کرنے سے زیادہ بدبو پیدا ہوتی ہے۔ جو کہ زمین سے نکل کر ہوا کو گندہ اور کثیف کر کے سخت بیماریاں پیدا کرتی ہے۔

دوئم یہ کہ ایک مردہ کے لئے کم از کم چھ ہاتھ لمبی اور چار ہاتھ چوڑی زمین درکار ہے۔ اس حساب سے سو، ہزار، لاکھ یا کروڑ آدمیوں کے لئے کس قدر زمین بے فائدہ رک جاتی ہے۔ نہ وہ کھیت، نہ باغیچہ اور نہ آبادی کے کام آسکتی ہے اس لئے مردے کا دفن کرنا سب سے برا ہے۔ مردہ کو پانی

میں بہادینا اُس کی نسبت کچھ کم بُرا ہے۔ کیونکہ اُسے دریائی جانور اُسی وقت چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں مگر جو ہڈی یا فضلہ پانی میں رہ جاتا ہے۔ وہ سڑ کر وہاں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ مُردہ کو جنگل میں چھوڑ آنا اُس کی نسبت کچھ خراب ہے۔ کیونکہ اس کو گوشت خور حیوان و پرند نوچ کر کھا جائیں گے۔ تاہم اس کی ہڈیوں کی رطوبت و غلاظت سڑ کر جس قدر بدبُو پھیلائے گی۔ اُسی قدر دُنیا کو نقصان پہنچے گا۔ اور مُردہ جلا دینا تو سب سے بہتر ہے۔ کیونکہ سب اشیاء ذرہ ذرہ ہو کر ہوا میں منتشر ہو جاتی ہیں۔

سوال۔ جلانے سے بھی بدبُو پھیلتی ہے۔

جواب۔ اگر بے قاعدہ جلا دیں۔ تو تھوڑی پھیلتی ہے۔ لیکن دفن کرنے وغیرہ سے بہت کم۔ اور باقاعدہ جیسا کہ وید میں لکھا ہے۔ مُردہ جلائیں۔ تو کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ مُردہ کے لئے تین ہاتھ گہری اور ساڑھے تین ہاتھ چوڑی۔ پانچ ہاتھ لمبی ویدی جس کی سطح ڈیڑھ بالشت ڈھلوان ہو کھودنی چاہیئے جسم کے وزن کے برابر بھی لینا چاہیئے۔ اور نی سیر گھی میں ایک رتی کستوری اور ایک ماشہ کیسر ڈالنا چاہیئے۔ کم از کم آدھ من صندل ڈالے۔ زیادہ جس قدر چاہے ہو۔ اگر تگر۔ کافور وغیرہ اور پلاش (ڈھاک) وغیرہ کی لکڑیاں ویدی جمانی چاہئیں۔ اور اُس پر مُردہ رکھ کر چاروں طرف ویدی کے اوپر منہ کی طرف سے ایک ایک بالشت تک بھر کر (مُردہ کو) گھی وغیرہ کی آہوتی دے کر جلانا چاہیئے۔ اگر اس طرح مُردہ جلایا جائے۔ تو بالکل بدبُو نہ پھیلے

اسی (عمل) کا نام انتیشٹی۔ نرمیدھ اور پُرش میدھ یگیہ ہے۔ اگر کوئی شخص مفلس ہو۔ تو وہ بھی بیس سیر سے کم گھی چتا میں نہ ڈالے خواہ وہ گھی مانگے یا اہل برادری یا سرکار سے کیوں نہ حاصل کرے۔ مُردہ اسی طرح باقاعدہ جلانا چاہیئے۔ اگر گھی وغیرہ نہ مل سکے۔ تو بھی دفن کرنے (پانی میں بہا دینے یا جنگل میں چھوڑ آنے) کی بجائے صرف لکڑیوں سے ہی مُردہ[1] جلائے (اس حالت میں) یہی بہتر ہے۔ جلانے میں ایک یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ ایک بسوہ بھر زمین یا ایک ویدی میں لاکھوں کروڑوں مُردے جل سکتے ہیں۔ دفن کرنے کی حالت میں جتنی زمین خراب ہو جاتی ہے۔ اتنی جلانے کی حالت میں نہیں ہوتی۔ اور قبر کے دیکھنے سے خوف بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے دفن کرنا وغیرہ بالکل ممنوع ہے

(۲۸) "خداوند میرے خاوند ابراہیم کا خدا مبارک ہے جس نے میرے خاوند کو اپنی رحمت اور اپنی راستی سے خالی نہ چھوڑا۔ خداوند نے مجھے میرے خاوند کے بھائیوں کے گھر کی طرف راہ دکھائی"

(باب ۲۴۔ آیت ۲۷)

تحقیق۔ کیا وہ ابراہیم ہی کا خدا تھا۔ اور جس طرح آج کل بیگاری یا ہر رہنمائی کرتے ہیں۔ ویسا ہی خدا نے بھی کیا ہوگا۔ لیکن آج کل راستہ کیوں نہیں دکھاتا ہے اور آدمیوں سے باتیں کیوں نہیں کرتا۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ ایسی باتیں خدا یا خدا کی کتاب کی کبھی نہیں ہو سکتیں بلکہ جنگلی آدمیوں کی ہیں[2]

(۲۹) "یہ اسمٰعیل کے بیٹوں کے نام ہیں:۔ اسمٰعیل کا پلوٹھا نابوت اور قدار اور ادبیل اور میسام

---

[1] بعض لوگ اکثر مُردہ بچوں کو مسلمانوں کی طرح دفن کر دیتے ہیں۔ یہ بھی ظلم ہے۔ چھوٹے مرے ہوئے بچوں کو بھی باقاعدہ جلانا ہی چاہیئے۔ (مترجم)

اَور سمعا اَور قدمہ اَور صدر اَور تیمہ اَور اِدار اَور نفیس اَور قدمہ" (باب ۲۵ - آیت ۱۴ تا ۱۵)

محقق - یہ اسمٰعیل ابراہیم کا بیٹا اس کی لونڈی ہاجرہ کے بطن سے تھا۔ (۲۹)

(۱۳۰) "مَیں تیرے باپ کے لیے ان سے لذیذ کھانا جیسا کہ وہ چاہتا ہے پکاؤں گی۔ اَور تُو اپنے باپ کے آگے لائیو۔ تاکہ وہ کھائے۔ اَور اپنے مرنے سے پیشتر تجھے برکت بخشے۔ اَور رِبقہ نے اپنے بڑے بیٹے عیسو کی نفیس پوشاکیں جو گھر میں اس کے پاس تھیں لیں۔ اَور اپنے چھوٹے بیٹے یعقوب کو پہنائیں۔ اَور بکری کے بچوں کی کھال اس کے ہاتھوں اَور اس کی گردن پر جہاں بال نہ تھے لپیٹی۔ یعقوب اپنے باپ اسحاق سے بولا۔ کہ مَیں عیسو ہوں تیرا پلوٹھا بیٹا جیسا تو نے مجھ سے کہا۔ مَیں نے ویسا ہی کیا۔ اُٹھ بیٹھ اَور میرے شکار میں سے کچھ کھا تاکہ تو دل سے مجھے برکت بخشے" (باب ۲۷ - آیت ۹ و ۱۰ - ۱۵ و ۱۶ - ۱۹)

محقق - تعجب ہے۔ کہ جس جھوٹ اَور مکر و فریب کی برکت سے اولیا اَور پیغمبر بن جاتے ہیں جب ایسے عیسائیوں کے پیشوا ہی ایسے دین ہوں۔ تو ان کے مذہب میں کیوں نہ گڑبڑ مچے؟ (۳۰)

(۱۳۱) "اَور یعقوب صبح سویرے اُٹھا۔ اَور اس پتھر کو جسے اس نے اپنا تکیہ کیا تھا لے کر ستون کھڑا کیا۔ اَور اس کے سرے پر تیل ڈالا۔ اس مقام کا نام بیت ایل رکھا۔ اَور یہ پتھر جو مَیں نے ستون پر کھڑا کیا خدا کا گھر ہوگا"

(باب ۲۸ - آیت ۱۸ - ۱۹ - ۲۲)

محقق - دیکھیے جنگلیوں کے کام! انہوں نے پتھر پوجے اور پجوائے۔ اسی مقام کو مسلمان لوگ "بیت المقدس" کہتے ہیں۔ کیا یہی پتھر خدا کا گھر ہے۔ صرف اسی پتھر میں خدا رہتا تھا؟ واہ جی واہ! کیا کہنا عیسائی لوگو! تم سے بڑے بت پرست تو تم ہی ہو۔ (۳۱)

(۱۳۲) "اَور خدا نے راخل کو یاد کیا۔ اَور خدا نے اس کی سُن کے رحم کو کھولا۔ اَور وہ حاملہ ہوئی۔ اَور بیٹا جنی۔ اَور بولی کہ خدا نے مجھ سے ندامت کو دُور کیا" (باب ۳۰ - آیت ۲۲ - ۲۳)

محقق - واہ! انجیلی خدا! تُو تو عجب ڈاکٹر ہے عورتوں کے رحم کو کھولنے کے گُر سے اَور دوائیاں رکھتا تھا۔ کہ جن سے کھولا۔ یہ تمام باتیں اندھا دھند ہیں۔ (۳۲)

(۱۳۳) "پر خدا لابن ارامی کے خواب میں رات کو آیا۔ اَور اُسے کہا۔ کہ خبردار! تو یعقوب کو بُرا بھلا مت کہیو۔ کیونکہ تو اپنے باپ کے گھر کا بہت مشتاق ہے۔ لیکن کس واسطے تو میرے معبود کو چُرا لیا ہے"

(باب ۳۱ - آیت ۲۴ - ۳۰)

محقق - یہ ہم نمونہ کے طور پر تحریر کرتے ہیں۔ ہزاروں آدمیوں کو خواب میں آیا۔ اُن کے ساتھ باتیں کیں۔ بیداری میں ہو بہو ملا۔ کھایا پیا آتا جاتا رہا۔ اس قسم کی باتیں بائیبل میں لکھی ہیں۔ لیکن اب نہیں معلوم کہ قصے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ اب کسی کو خواب یا بیداری میں بھی خدا نہیں ملتا۔ اَور یہ بھی واضح ہو۔ کہ جنگلی لوگ پتھر وغیرہ کے بتوں کو معبود مان کر پرستش کرتے تھے۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ انجیلی خدا بھی پتھر کو ہی معبود مانتا ہے۔ ورنہ معبودوں کو چرانا کیوں کہا۔ (۳۳)

(۱۳۴) "اَور یعقوب اپنی راہ چلا گیا۔ اَور خدا کے فرشتے اُسے آملے۔ اَور یعقوب نے انہیں دیکھ کر کہا۔

کہ یہ خدا کا لشکر ہے۔" (باب ۳۲ - آیت ۱-۲)

محقق - اب انجیلی خدا کے انسان ہونے میں کچھ بھی شک نہیں رہا کیونکہ لشکر بھی رکھتا ہے۔ جب لشکر ہوا۔ تو ہتھیار بھی ہوں گے۔ اور ادھر ادھر چڑھائی کرکے جنگ بھی کرتا ہوگا۔ ورنہ لشکر کس مطلب کے لئے رکھتا ہے۔ (۲۴)

(۲۵) "اور یعقوب اکیلا رہ گیا۔ اور وہاں پو پھٹنے تک ایک شخص اس سے کشتی لڑا کیا جب اس نے دیکھا۔ کہ وہ اس پر غالب ہوا۔ تو اس نے ران کو بھیتر سے چھوا۔ تب یعقوب کی ران کی نس اس کے ساتھ کشتی لڑنے میں چڑھ گئی۔ تب وہ بولا۔ کہ مجھے جانے دے کہ پو پھٹتی ہے۔ وہ بولا۔ کہ میں تجھے جانے نہ دوں گا۔ تب تک تو مجھے برکت نہ دیوے۔ تب اس نے اس سے پوچھا۔ کہ تیرا نام کیا ہے؟ وہ بولا۔ کہ یعقوب! تب اس نے کہا۔ کہ تیرا نام آگے کو یعقوب نہیں۔ بلکہ اسرائیل ہوگا۔ کیونکہ تو نے خدا کے سامنے اور مخلوق کے سامنے زور کی طرح کشتی کا جنگ کیا۔ اور غالب ہوا۔ تب یعقوب نے پوچھا۔ اور کہا۔ کہ میں تیری منت کرتا ہوں۔ کہ اپنا نام بتائیے۔ وہ بولا۔ کہ میرا نام کیوں پوچھتا ہے اور اس نے اسے وہاں برکت دی۔ اور یعقوب نے اس جگہ کا نام فنی ایل رکھا۔ اور کہا۔ کہ میں نے خدا کو روبرو دیکھا۔ اور میری جان بچ رہی ہے۔ اور جب وہ فنی ایل سے گزرتا تھا۔ تو آفتاب اس پر طلوع ہوا۔ اور وہ اپنی ران سے لنگڑاتا تھا۔ اس سبب سے بنی اسرائیل اس نس کو جو ران میں چڑھ گئی تھی۔ آج تک نہیں کھاتے۔ کیونکہ اس نے یعقوب کی ران کی نس کو جو بھیتر دار سے چڑھ گئی تھی چھوا تھا۔" (باب ۳۲ - آیت ۲۴ تا ۳۲)

محقق - جب بائیبلی خدا اکھاڑہ کا پہلوان ہے۔ تب ہی تو برہ اور راحل پر بیٹا ہونے کی رحمت کی۔ بھلا کبھی ایسا خدا خدا ہو سکتا ہے؟ اور تماشہ دیکھئے۔ کہ ایک شخص اپنا نام کچھ بتلائے۔ تو دوسرا اپنا نام ہی نہ بتلاوے۔ اور خدا نے اس کی نس چڑھا تو دی۔ اور جان بچا دی۔ لیکن اگر ڈاکٹر ہوتا۔ تو ران کی نس کو اچھا بھی کر دیتا۔ اور ایسے خدا کی عبادت سے جیسا کہ یعقوب لنگڑاتا رہا۔ ویسے ہی اندھا بھی لنگڑاتے ہوں گے جب تک کہ خدا کا جسم نہ ہو تب تک وہ کیونکر ظاہر نظر آسکتا۔ اور کشتی لڑ سکتا ہے؟ یہ صرف لڑکوں کا کھیل ہے۔ (۲۵)

(۳۶) "اور یہوداہ کا پلوٹھا خداوند کی نگاہ میں شریر تھا سو خداوند نے اسے مار ڈالا۔ تب یہوداہ نے اونان کو کہا۔ کہ اپنے بھائی کی جورو کے پاس جا۔ اور اپنی بھاوج کا حق ادا کر اور اپنے بھائی کے لئے نسل چلا۔ لیکن اونان نے جانا۔ کہ یہ نسل میری نہ کہلائے گی۔ اور یوں ہوا۔ کہ جب وہ اپنے بھائی کی جورو کے پاس جاتا تھا۔ تو زمین پر ضائع کرتا تھا۔ اور اس کا یہ کام خداوند کی نظر میں بہت برا تھا۔ اس لئے اس نے اس کو بھی ہلاک کیا۔" (باب ۳۸ - آیت ۷ تا ۱۰)

محقق - اب دیکھ لیجئے۔ یہ آدمیوں کے کام ہیں یا خدا کے۔ جب اس کے ساتھ نیوگ ہوا۔ تو اس کو کیوں مار ڈالا؟ اس کی عقل کو پاک کیوں نہیں کر دیا؟ اور یہ بات تحقیق ہو گئی۔ کہ پہلے دیندوکت نیوگ کا طریق سب ملکوں

میں جاری تھا

خروج کی کتاب

(۲۴) "جب موسیٰ بڑا ہوا۔ اور دیکھا۔ کہ مصری ایک عبرانی کو جو ایک اُس کے بھائیوں میں سے تھا۔ مار رہا ہے۔ پھر اُس نے اِدھر اُدھر نظر کی اور دیکھا۔ کہ کوئی نہیں۔ تب اس مصری کو مار ڈالا۔ اور ریت میں چھپا دیا۔ جب وہ دوسرے دن باہر گیا تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ دو عبرانی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ تب اُس نے اُس کو جو ناحق پر تھا۔ کہا۔ کہ تو اپنے یار کو کیوں مارتا ہے؟ وہ بولا۔ کس نے تجھے ہم پر حاکم یا منصف مقرر کیا۔ آیا تو چاہتا ہے۔ کہ جس طرح تو نے اُس مصری کو مار ڈالا۔ مجھے بھی مار ڈالے۔ تب موسیٰ ڈرا۔ اور بھاگا۔" (باب ۲۔ آیت ۱۱ تا ۱۵)

محقق ۔ اب دیکھئے۔ بائیبل کے اعلےٰ ہادی نے مذہب موسیٰ کی خصلتیں۔ اُس کا چال چلن وغیرہ بدصفتوں والا اور انسانوں کو مارنے والا اور چور کی مانند قانون سلطنت سے کترانے والا تھا۔ کیونکہ جب بات کو چھپاتا تھا۔ تو دروغ گو بھی ضرور ہوگا۔ ایسے شخص کو بھی خدا ملا۔ اور وہ پیغمبر بنا۔ اس نے یہودیوں کا مذہب جاری کیا جیسا موسیٰ آپ تھا۔ ویسا اس کا مذہب تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسائیوں کے تمام ہادیان مذہب موسیٰ سے لے کر جنگلی حالت میں تھے۔ تعلیم یافتہ بالکل نہ تھے۔ وغیرہ۔ (۳۷)

(۳۸) "یہ فسح کا برّہ ذبح کرو۔ اور تم زوفے کی ایک مٹھی لو۔ اور اسے اس لہو میں جو ہاسن میں ہے غوطہ دے کے اوپر کے چوکھٹ اور دونوں بازو دروازے کے اس سے چھاپو۔ اور تم میں سے کوئی صبح تک اپنے گھر کے دروازے سے باہر نہ جائے۔ اس لئے کہ خداوند گزرے گا۔ تاکہ مصریوں کو مارے۔ اور جب وہ اوپر کے چوکھٹ پر اور دونوں بازوؤں پر لہو کو دیکھے گا۔ تو خداوند دروازے پر سے گزرے گا۔ اور ہلاک کرنے والے کو نہ چھوڑے گا۔ کہ تمہارے گھروں میں آکر تمہیں مارے۔" (باب ۱۲۔ آیت ۲۱ تا ۲۳)

محقق ۔ بھلا یہ جو جادو ٹونہ کرنے والے شخص کی مانند ہے۔ وہ خدا کبھی ہمہ دان ہو سکتا ہے؟ جب لہو کا نشان دیکھے۔ تب ہی خدا اسرائیل کے خاندان کا گھر پہچان سکے۔ ورنہ نہیں۔ یہ کام تو کم علم و کم عقل آدمی کی مانند ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ باتیں کسی جنگلی آدمی کی لکھی ہوئی ہیں۔ (۳۸)

(۳۹) "اور یوں ہوا۔ کہ خداوند نے آدھی رات کو مصر کی زمین میں سارے پہلوٹھے فرعون کے پلوٹھے سے لے کر جو اپنے تخت پر بیٹھتا تھا۔ اس قیدی کے پلوٹھے تک جو قید خانے میں تھا۔ چارپائیوں کے پلوٹھے بیت ہلاک کئے۔ اور فرعون رات کو اٹھا۔ وہ اور سب اُس کے نوکر اور مصری اٹھے۔ اور مصر میں بڑا نوحہ ہوا کیونکہ کوئی گھر نہ رہا جس میں ایک نہ مرا۔" (باب ۱۲۔ آیت ۲۹۔ ۳۰)

محقق ۔ خوب! آدھی رات کو ڈاکوؤں کی مانند بے رحم ہو کر انجیلی خدا نے لڑکے، بالے، بوڑھے اور چوپایوں تک کو بلا تصور مار ڈالا۔ اور اُسے ذرا بھی ترس نہ آیا۔ اور مصر میں بڑا نوحہ ہوتا رہا۔ تو بھی انجیلی خدا کے دل سے بیرحمی دور نہ ہوئی۔ ایسا کام خدا کا تو کیا۔ بلکہ کسی معمولی آدمی کے کرنے کا بھی نہیں ہے۔ تعجب نہیں کیونکہ لکھا ہے:۔

جب بائیبلی خدا گوشت خور ہے۔ تو اُسے رحم سے کیا کام؟ (۳۹)

(۴۰) "خداوند تمہارے لیے جنگ کرے گا۔ بنی اسرائیل سے کہو۔ کہ وہ آگے بڑھیں۔ تُو اپنا عصا اُٹھا۔ اور سمندر پر اپنا ہاتھ بڑھا اور اُسے دو حصّہ کر۔ بنی اسرائیل سمندر کے بیچوں بیچ میں سے سوکھی زمین پر ہو کے گذر جائیں گے"۔ (باب ۱۴۔ آیت ۱۴ تا ۱۶)

محقق۔ کیوں جی! پہلے تو خدا اسرائیل کے خاندان کے پیچھے اِس طرح پھرا کرتا تھا۔ جیسے گڈریا بھیڑوں کے پیچھے۔ اب نہ جانے وہ خدا کہاں غائب ہو گیا۔ اور نہ سمندر کے بیچوں میں سے چاروں طرف ریل گاڑیاں کی (اس سے) سڑک بنوا لیتے جس سے ساری دنیا کو فائدہ پہنچتا۔ اور کشتی وغیرہ بنانے کی محنت سے رہائی ملتی۔ مگر کیا کیا جاوے۔ انجیلی خدا تو نہ جانے کہاں چھپ رہا۔ اس قسم کے بہت سے ناممکن تماشے بائیبل کے خدا نے موسیٰ کے ساتھ کیے۔ یہ ظاہر ہو گیا۔ کہ جیسا انجیلی خدا ہے۔ ویسے ہی اس کے عابد ہیں۔ اور ویسی اُس کی بنائی ہوئی کتاب ہے۔ ایسی کتاب اور ایسا خدا ہم لوگوں سے دور ہے۔ تب ہی اچھا ہے۔ (۴۰)

(۴۱) "کیونکہ میں خداوند تیرا پرمیشور قادر مطلق خدا ہوں۔ اور باپ دادا کی بدکاریاں اُن کی اولاد پر جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں تیسری اور چوتھی پشت تک پہنچاتا ہوں"۔ (باب ۲۰۔ آیت ۵)

محقق۔ بھلا یہ کس گھر کا انصاف ہے۔ کہ باپ کے قصور سے (اولاد کو) چار پشت تک سزا دینا۔ کیا نیک باپ کی اولاد بُری اور بُرے کی اچھی نہیں ہوتی؟ اگر ایسی ہی بات ہے۔ تو چوتھی پشت تک سزا کیونکر دے سکے گا؟ اور اگر پانچویں پشت کے بعد کوئی بُرا ہو گا۔ تو اُسے سزا نہیں دے سکے گا۔ بلا قصور سزا دینا بے انصافی کی بات ہے۔ (۴۱)

(۴۲) "سبت (آرام) کا دن پاک رکھنے کے لیے یاد کر۔ چھ دن تک تو محنت کر۔ لیکن ساتواں دن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے۔ خداوند نے سبت کے دن کو برکت دی"۔ (باب ۲۰۔ آیت ۸ تا ۱۱)

محقق۔ کیا صرف اتوار ہی پاک ہے۔ اور باقی چھ دن ناپاک ہیں۔ اور کیا خدا نے چھ دن تک بڑی محنت کی تھی؟ کہ جس سے تھک کر ساتویں دن سو گیا۔ اور اگر اتوار کو برکت دی۔ تو سوموار وغیرہ چھ دنوں کو کیا دیا؟ غالباً بددعا دی ہو گی!۔ ایسا کام تو ایک عالم شخص کا بھی نہیں۔ تو خدا کا کیونکر ہو سکتا ہے؟ بھلا اتوار میں کیا خوبیاں ہیں؟ اور سوموار وغیرہ نے کیا بُرائی کی تھی؟ کہ جس سے ایک کو پاک کیا اور برکت دی۔ اور دوسرے دنوں کو ناپاک کر دیا۔ (۴۲)

(۴۳) "تو اپنے پڑوسی پر جھوٹی گواہی مت دے۔ اپنے پڑوسی کی جورو اور اُس کے غلام اور اُس کی لونڈی اور اُس کے بیل اور اُس کے گدھے اور کسی چیز کا جو تیرے پڑوسی کی ہے لالچ مت کر"۔ (باب ۲۰۔ آیت ۱۶ تا ۱۷)

محقق۔ واہ! تب ہی تو عیسائی لوگ غیر ملک والوں کے مال پر لیے جھکتے ہیں۔ کہ جس طرح پیاسا پانی پر جھکا ہوا ہے۔ جیسی یہ محض خودغرضی اور طرفداری کی بات ہے۔ ویسا ہی بائیبلی خدا ضرور ہو گا۔ اور اگر کوئی کہے۔ کہ ہم نسل انسان کو پڑوسی مانتے ہیں۔ تو سوائے انسان کے اور کون عورت اور لونڈی والے ہیں؟ کہ جن کو پڑوسی تصور نہ کریں۔ اس لیے یہ باتیں خودغرض آدمیوں کی ہیں۔ خدا کی نہیں (۴۳)

(۴۴) "سو تم ان بچوں میں سے ہر ایک لڑکے کو قتل کرو اور ہر ایک عورت کو جو مرد کے ساتھ صحبت کر چکی ہو جان سے مارو۔ لیکن وہ لڑکیاں جو مرد کے ساتھ ہمبستر نہیں ہوئیں۔ اُن کو اپنے لئے زندہ رکھو"

(باب ۳۱۔ آیت ۱۷۔۱۸)

محقق۔ دھنیہ ہو موسےٰ پیغمبر اور دھنیہ ہے تمہارا خدا! کہ جو عورت بچے بوڑھے اور جانور وغیرہ کی جان لینے سے بھی باز نہیں رہتا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ موسیٰ زناکار تھا۔ اگر زناکار نہ ہوتا۔ تو باکرہ یعنی کنواری لڑکیوں کو اپنے لئے کیوں منگواتا۔ اور ایسی بے رحمی اور زناکاری کا حکم کیوں دیتا؟ (۴۴)

(۴۵) "جو کوئی کسی مرد کو مارے۔ اور وہ مر جائے۔ تو وہ البتہ قتل کیا جائے۔ اور اگر اس شخص نے قتل کا قصد نہیں کیا۔ اور خدا نے اس کے ہاتھ میں اُسے گرفتار کرا دیا۔ تو میں تجھے بھاگنے کی جگہ بتا دوں گا"

(باب ۲۱۔ آیت ۱۲۔۱۳)

محقق۔ اگر خدا کا انصاف سچا ہے۔ تو جب موسیٰ ایک آدمی کو مار اور دفن کر کے بھاگ گیا تھا۔ تو اس کو یہ سزا کیوں نہ ملی؟ اگر کہو۔ کہ خدا نے وہ شخص موسیٰ کو مارنے کے واسطے سونپا تھا۔ تو خدا طرفدار ٹھہرتا ہے کیونکہ اس کا انصاف بادشاہ سے کیوں نہ ہونے دیا۔ (۴۵)

(۴۶) "اور سلامتی کے ذبیحے بیلوں سے خداوند کے لئے ذبح کئے۔ اور موسیٰ نے آدھا خون لے کر بر تنوں میں رکھا۔ اور آدھا قربان گاہ پر چھڑکا۔ اور موسیٰ نے اس لہو کو لے کر لوگوں پر چھڑکا۔ اور کہا یہ لہو اس عہد کا ہے۔ جو کہ خداوند نے ان باتوں کی بابت تمہارے ساتھ باندھا ہے۔ اور خداوند نے موسیٰ سے کہا۔ کہ پہاڑ پر میرے پاس آ۔ اور وہاں رہ۔ اور میں تجھے پتھر کی تختیاں اور شریعت اور احکام جو میں نے لکھے ہیں۔ دوں گا"

(باب ۲۴۔ آیت ۵۔۶۔۱۲)

محقق۔ اب دیکھئے۔ یہ سب جنگلیوں کی باتیں ہیں یا نہیں؟ اور خدا کا بیلوں کی قربانی لینا اور قربانی کا لہو چھڑکنا یہ کیسی وحشیانہ اور ناشائستہ بات ہے۔ جب انجیلی خدا بیلوں کی قربانی لیتا ہے۔ تو اس کے عابد بیل۔ گائے کی قربانی کے تبرک سے پیٹ کیوں نہ بھریں؟ اور دنیا کو نقصان کیوں نہ پہنچائیں؟ ایسی ایسی بُری باتیں بائیبل میں بھری پڑی ہیں۔ انجیل کے ہی بُرے خیالات لے کر ویدوں پر بھی (یہ لوگ) ایسا جھوٹ بہتان لگانا چاہتے ہیں۔ مگر ویدوں میں ایسی باتوں کا نام تک نہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ انجیلی خدا ایک پہاڑی آدمی تھا۔ پہاڑ پر رہتا ہو گا۔ چونکہ وہ خدا سیاہی قلم۔ کاغذ بنانا نہیں جانتا تھا۔ اور نہ اس کو یہ چیزیں میسر تھیں۔ اس لئے پتھر کی تختیوں پر لکھ لکھ کر دیتا ہو گا۔ اور انہی جنگلیوں کے سامنے خدا بھی بن بیٹھا ہو گا۔ (۴۶)

لہ منجانب مترجم) چنانچہ رگوید منڈل اشوکت ۱۶۲ کے منتروں کا میکس مولر نے من مانا ترجمہ کر کے اپنی بائیبل کے وحشیانہ مسئلہ یعنی جانوروں کی قربانی کی تائید کی ہے۔ میکس مولر اور اس جیسے دیگر متعصب عیسائی فاضلوں کی غلطیوں کی نہایت زبردست اور عالمانہ تردید مہرشی سوامی دیانند جی مہاراج کے چیلے پنڈت گوردت جی ودیارتھی ایم اے نے سال دیدک میگزین نمبر دوم میں کی ہے ہر ایک حق پسند پنڈت جی کی ان تصنیفات کا مطالعہ فرض کرنا چاہیئے۔

(۲۰) "اور بولا تو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا۔ اس لئے کہ کوئی انسان نہیں کہ مجھے دیکھے۔ اور جیتا رہے۔ اور خداوند نے کہا۔ دیکھ! یہ جگہ میرے پاس ہے۔ اور تو اس چٹان پر کھڑا ہو۔ اور یوں ہوگا۔ کہ جب میرے جلال کا گزر ہوگا۔ تو میں اس چٹان کے درار میں رکھوں گا۔ اور جب تک نہ گزر لوں تجھے اپنی ہتھیلی سے ڈھانپوں گا۔ اور میں اپنی ہتھیلی اٹھاؤں گا۔ تو میرا پیچھا دیکھے گا۔ لیکن میرا چہرہ ہرگز دکھائی نہ دے گا۔"

(باب ۳۳۔ آیت ۲۰ تا ۲۳)

محقق ۔ دیکھئے انجیلی خدا تو صرف آدمی کی مانند مجسم ثابت ہوتا ہے۔ اور موسیٰ کو دھوکہ دے کہ آپ خود خدا بن جانا (اور یہ کہنا) کہ تجھے دیکھے گا چہرہ نہ دیکھے گا (اس سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ) ہاتھ سے اس کو ڈھانپنا بھی نہ ہوگا۔ جب خدا نے اپنے ہاتھ سے موسیٰ کو ڈھانپا ہوگا تب کیا اس نے اس کے ہاتھ کی شکل نہ دیکھی ہوگی۔ (۴۷)

احبار کی کتاب

(۴۸) اور خداوند نے موسیٰ کو بلایا۔ اور ہماعت کے خیمہ میں سے اس سے ہمکلام ہو کے فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل سے خطاب کر۔ اور ان کو کہہ۔ اگر کوئی تم میں سے خداوند کے لئے قربانی لانا چاہے۔ تو تم اپنی قربانی مویشی یعنی گائے بیل اور بھیڑ بکری سے لاؤ۔"

(باب ۱۔ آیت ۱۔ ۲)

محقق ۔ غور کیجئے ویدیائیوں کا خدا گائے بیل وغیرہ کی قربانی لینے والا ہے۔ اور وہ اپنے لئے قربانی کھانے کی ہدایت کرتا ہے۔ (بتایئے کہ) وہ بیل گائے وغیرہ جانوروں کے لہو گوشت کا بھوکا پیاسا ہے یا نہیں؟ اس لئے وہ رحیم اور خدا کے درجے میں شمار نہیں ہو سکتا۔ البتہ وہ ایک گوشت خور۔ نمائش پسند شریر آدمی کی مانند ہے (۴۸)

(۴۹) "اور وہ اس بیل کو خداوند کے حضور ذبح کرے۔ اور کاہن جو بنی ہارون ہیں۔ لہو کو لاویں۔ اور لہو کو اس مذبح پر ہر طرف جو ہماعت کے خیمے کے دروازے پر ہے چھڑکیں۔ تب وہ اس کو ختنی قربانی کی کھال کھینچے۔ اور اس کے عضو عضو کو جدا کرے۔ پھر ہارون کاہن کے بیٹے مذبح پر آگ رکھیں۔ اور اس پر لکڑیاں ترتیب سے چنیں۔ اور بنی ہارون جو کاہن ہیں۔ اس کے اعضا کو اور چربی کو ان لکڑیوں پر جو مذبح کی آگ پر ہیں۔ ترتیب سے رکھ دیں۔ تاکہ وہ ختنی قربانی یعنی خوشبودار آگ سے خداوند کے لئے ہدیہ ہے۔" (باب ۱۔ آیت ۵ تا ۹)

محقق ۔ ذرا غور کیجئے۔ کہ بیل کو خدا کے آگے اس کے عابد مارویں۔ اور وہ مارنے کی ترغیب دے۔ لہو کو چاروں طرف چھڑکیں۔ آگ میں ہوم کریں۔ خدا خوشبو لیوے۔ بھلا یہ قصاب کے گھر سے کچھ کم لیلا ہے؟ اس لئے نہ بائیبل خدا کی کتاب ہے۔ اور نہ خدا ایسا وحشی آدمی کی مانند بھروپیا ہو سکتا ہے۔ (۴۹)

(۵۰۱) اور خداوند نے موسیٰ سے خطاب کر کے فرمایا۔ کہ اگر کاہن (قربانی کرنے والا پیشوا) ممسوح لوگوں کی طرح خطا کرے۔ تو وہ اپنی خطا کے واسطے جو اس نے کی۔ ہر ایک بے عیب بچھڑا۔ کہ خطا کی قربانی ہو خداوند کے لئے لاوے۔ اور بچھڑے کے لئے سر پر اپنا ہاتھ رکھے۔ اور بچھڑے کو خداوند کے آگے ذبح کرے۔" (باب ۴۔ آیت ۱۔ ۴)

محقق۔ دیکھئے گناہوں کا کفارہ اور تو گناہ کریں۔ یعنی گائے وغیرہ مفید جانوروں کو ذبح کریں۔ اور خدا (ایسا) نمائشے تماشا ہے عیسائی لوگوں پر۔ کہ ایسی باتوں کے کرنے اور کرانے والے کو بھی خدا مان کر اپنی تجارت وغیرہ کی ترقی رکھتے ہیں۔ (۵۰)

(۵۱) "جب کوئی سردار خطا کار ہو۔ تب وہ بھی ایک بکری کا بچہ بے عیب لہ اپنی قربانی کے واسطے لائے اور اسے خداوند کے آگے ذبح کرے۔ یہ خطا کی قربانی ہے۔" (باب ۴۔ آیت ۲۲ تا ۲۴)

محقق۔ واہ جی واہ! اگر یہی بات ہے۔ تو اُن کے سردار یعنی منصف اور سپہ سالار وغیرہ گناہ کرنے سے کیوں ڈرتے ہوں گے۔ آپ تو دل کھول کر گناہ کریں۔ اور کفارہ کے طور پر گائے، بچھڑا، بکری وغیرہ کی جان لیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عیسائی لوگ کسی چرند و پرند کی جان لینے میں تامل نہیں کرتے۔ اے عیسائیو! اب تو اس ناشائستہ مذہب کو چھوڑ کر شائستہ اور دھرم سے بھرپور ویدمت کو قبول کرو۔ تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ (۵۱)

(۵۲) "اگر اُسے بھیڑ بکری لانے کا مقدور نہ ہو۔ تو وہ اپنی تقصیر کے لیے جس سے خطا کار ہوا ہے۔ دو قمریاں یا دو کبوتر کے بچے خداوند کے لئے لائے۔ اور اس کا سر گردن کے پاس سے مروڑ ڈالے۔ مگر جدا نہ کرے اور اس خطا کا جو اس نے کی ہے۔ کفارہ دیوے۔ تو وہ بخشا جائے گا۔ اور اگر اسے دو قمریاں یا دو کبوتر کے بچے لانے کا مقدور نہ ہو۔ تو اپنی خطا کے واسطے ایپھ بھر مہین آٹے کا دسواں حصہ خطا کی قربانی کے لئے لائے۔ اس پر تیل نہ ڈالے۔ بخشا جائے گا۔" (باب ۵۔ آیت ۷۔ ۸۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۳)

محقق۔ اب سنئے! عیسائیوں میں امیر یا غریب کوئی بھی گناہ کرنے سے نہیں ڈرتا ہوگا۔ کیونکہ ان کے خدا نے گناہوں کا کفارہ سہل کر رکھا ہے۔ ایک یہ بات عیسائیوں کی بائیبل میں بڑی عیب ہے۔ کہ بلا تکلیف کئے گناہ سے گناہ چھوٹ جائے۔ یعنی ایک تو گناہ کیا۔ اور دوسرے جاندار کی جان لے لی۔ اور بیٹھے مزے سے گوشت کھایا۔ اور گناہ بھی چھوٹ گیا۔ کبوتر کا بچہ گلا مروڑے جانے کے باعث بہت دیر تک تڑپتا ہوگا۔ تب بھی عیسائیوں کو رحم نہیں ہوتا۔ (مگر) رحم کیونکر آوے۔ اُن کے خدا کی ہدایت ہی جان سے مارنے کی ہے۔ اور جب سب گناہوں کا کفارہ ایسا ہی ہے۔ تو پھر عیسیٰ پر ایمان لانے سے گناہوں کے دور ہونے کا بکھیڑا کیوں مچا رکھا ہے؟ (۵۲)

(۵۳) "تو کھالی اس کی جس نے اسے قربان کیا۔ تیسی کاہن کی ہوگی۔ اور ہر ایک نذر کی قربانی جو تنور میں پکائی جائے۔ یا ہانڈی میں۔ یا توے پر۔ وہ اس کاہن کی ہوگی۔" (باب ۷۔ آیت ۸۔ ۹)

لہ اس خدا کو شاباش ہے۔ جس نے بچھڑا، بھیڑ، بکری کا بچہ، کبوتر اور آٹا تک لینے کا قاعدہ مقرر کیا۔ عجب بات تو یہ ہے۔ کہ کبوتر کے بچے "مگر دن مروڑا" کے لیتا تھا۔ تاکہ گردن توڑنے کی محنت نہ کرنی پڑے۔ ان باتوں کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وحشیوں کے درمیان کوئی چالاک آدمی ہوگا۔ جو پہاڑ پر جا بیٹھا۔ اور اپنے آپ کو خدا مشہور کر دیا۔ اور جو وحشی جاہل تھے۔ انہوں نے اس کو خدا مان لیا۔ وہ اپنی حکمت عملی سے پہاڑ پر ہی کھانے کے لئے چرند و پرند انناج وغیرہ منگوا لیا کرتا۔ اور ہمیں آتا تھا۔ اس کے قاصد اس کا کام کیا کرتے تھے۔ غریب لوگوں کے کیے جائے خوف ہے۔ کہ کہاں یہ بائیبل کا بکھیڑا اور بھیڑ بکری کا بچہ۔ کبوتر اور "اپھے" آٹے کا کھانے والا خدا اور کہاں محیط کل ہمہ دان ہمہ بین پیدا ہونے والا، بے شکل۔ قادر مطلق، اور عادل وغیرہ عمدہ صفات سے موصوف ویدوں کا بتلایا ہوا ایشور۔

(مترجم)

محقق ہم تو جانتے تھے۔ کہ یہاں کی دیوی کے مجاوروں اور مندروں کے پجاریوں کی پوپ لیلا ہی عجیب ہے لیکن انجیلی خدا اور اس کے پجاریوں کی پوپ لیلا اس سے ہزار گنا بڑھ کر (ثابت ہوئی) کیونکہ جب چام کے دام اور عمدہ چیزیں کھانے کو ملیں۔ تو پھر عیسائیوں نے خوب گچھرے اڑائے ہوں گے۔ اور اب بھی اڑاتے ہوں گے۔ کیا یہ بات ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص ایک لڑکے کو مروا ڈالے اور دوسرے لڑکے کو اس کا گوشت کھلائے۔ یہ شیطانی ہی سب انسان۔ چرند۔ پرند وغیرہ سب خدا کے گویا بیٹے ہیں۔ خدا ایسا کام کبھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے نہ یہ بائیبل خدا کا کلام ہے۔ اور نہ اس کا بیان کردہ خدا (سچا) خدا ہے۔ اس کے ماننے والے ہرگز دھرماتما نہیں ہو سکتے۔ ایسی ہی بہت سی باتیں اخبار وغیرہ کتابوں میں بھری پڑی ہیں۔ کہاں تک شمار کریں۔ (۵۳)

گنتی کی کتاب

(۵۴) سو گدھی نے خداوند کے فرشتے کو دیکھا۔ کہ راہ میں کھڑا ہے۔ اور اس کے ہاتھ میں کھینچی ہوئی تلوار ہے۔ تب گدھی نے راہ سے منہ موڑا۔ اور میدان کو چلی۔ تب بلعام نے گدھی کو مارا۔ تاکہ اسے راہ پر لائے۔ تب خداوند نے گدھی کا منہ کھولا۔ اور اس نے بلعام سے کہا۔ کہ میں نے تیرا کیا کیا ہے؟ کہ تو نے اب تین بار مجھے مارا؟"

(باب ۲۲۔ آیت ۲۲۔۲۸)

محقق۔ پہلے تو گدھی تک خدا کے فرشتے کو دیکھتے تھے۔ اور آج کل بشپ پادری وغیرہ شریف یا نالائق لوگوں کو بھی خدا یا اس کے فرشتے نظر نہیں آتے۔ کیا آج کل خدا اور اس کے فرشتے ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں۔ تو کیا گہری نیند سوتے ہیں یا بیمار ہیں؟ یا دوسرے کرہ ہوائی یا کہ زمین پر چلے گئے ہیں یا کسی اور کام میں مصروف ہو گئے یا عیسائیوں سے ناراض ہو گئے یا فوت ہو گئے ہیں؟ معلوم نہیں ہوتا کہ کیا ہو گیا؟ قیاساً یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ چونکہ اب موجود نہیں ہیں۔ اور نہ ہی نظر آتے ہیں۔ تو تب بھی نہیں تھے۔ اور نہ نظر آتے ہوں گے۔ یہ صرف فرضی گھوڑے ہانکے ہوئے ہیں۔ (۵۴)

سموایل کی دوسری کتاب

(۵۵) "اور اسی رات ایسا ہوا۔ کہ خداوند کا کلام ناتن کو پہنچا۔ اور اس نے کہا۔ کہ جا اور میرے بندے داؤد سے کہہ کہ خداوند یوں فرماتا ہے۔ کہ تو میرے لئے ایک گھر جس میں میں رہوں۔ بنانا چاہتا ہے۔ سو میں جب سے کہ بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لایا۔ آج کے دن تک کسی کے گھر نہ رہا۔ بلکہ خیمے یا ڈیرے میں پھرتا رہا۔"

(باب ۷۔ آیت ۴۔۵۔۶)

محقق۔ اب کچھ شک نہیں رہا۔ کہ انجیلی خدا انسان کی مانند مجسم ہے۔ اور شکایت کرتا ہے۔ کہ میں نے بہت محنت کی۔ ادھر ادھر ڈولتا پھرا۔ اب داؤد گھر بنائے۔ تو اس میں آرام کروں۔ عیسائیوں کو ایسے خدا اور ایسی کتاب کے ماننے سے شرم کیوں نہیں آتی۔ لیکن کیا کریں۔ بیچارے پھنس ہی گئے۔ اب چھوٹنے کے واسطے بڑی ہمت درکار ہے۔ (۵۵)

سلاطین کی دوسری کتاب

(۵۶) "اور بادشاہ بابل بنوکدنضر کی سلطنت کے

انیسویں برس کے پانچویں مہینے کے ساتویں دن شاہ بابل کا ایک خادم بنوذرادان جو جلودار دں کا سردار تھا۔ یروشلم میں آیا۔ اس نے خداوند کا گھر اور بادشاہ کا قصر اور یروشلم کے سارے گھر اور ہر ایک بڑے کا گھر جلا دیا۔ اور کسدیوں کے سارے لشکر نے جو جلودار دں کے سردار کے ہمراہ تھا ان دیوار دں کو جو یروشلم کے گرداگرد تھیں گرا دیا۔" (باب ۲۵ - آیت ۸ تا ۱۰)

محقق - کیا کیا جائے۔ انجیلی خدا نے تو اپنے آرام کے لئے داؤد وغیرہ سے گھر بنوایا تھا۔ اس میں آرام کرتا ہوگا۔ لیکن بنوذرادان نے خدا کے گھر کو نیست و نابود کر دیا۔ اور خدا یا اس کے فرشتوں کا لشکر بھی کچھ نہ کر سکا پہلے تو اُن کا خدا بڑے جنگ مارتا اور فتحیاب ہوتا تھا۔ لیکن اب اپنا گھر جلوا بیٹھا۔ نامعلوم خاموش کیوں بیٹھا رہا اور نامعلوم اس کے فرشتے کس طرف بھاگ گئے۔ ایسے وقت پر کوئی بھی کام نہ آیا۔ خدا کی طاقت بھی نامعلوم کہاں کافور ہو گئی۔ اگر یہ باتیں سچی ہیں تو جو فتح کی باتیں پہلے تحریر کی ہوئی ہیں وہ سب فضول ہو گئیں۔ کیا مصر کے لڑکے لڑکیوں کے مارنے ہی سے بہادر بنا تھا۔ اور اب بہادروں کے سامنے خاموش ہو بیٹھا۔ یہ تو انجیلی خدا نے اپنی ہجو اور بے عزتی کرائی۔ ایسی ہی بیہودہ کہانیاں اس کتاب میں ہزاروں بھری پڑی ہیں۔ (۵۶)

توراۃ کی پہلی کتاب

(۵۷) "سو خداوند نے اسرائیل پر مری بھیجی۔ اور اسرائیل میں ستر ہزار آدمی مر گئے۔" (باب ۲۱ - آیت ۱۴)

محقق - دیکھئے اسرائیل کے عیسائیوں کے خدا کا تماشا جس اسرائیلی خاندان کو بہت سی دعائیں دی تھیں۔ اور رات دن جس کی پرورش میں پھرتا تھا۔ اب فوراً غضبناک ہو کر مری ڈال کر ستر ہزار آدمیوں کو مار ڈالا۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔ کہ :-

جس طرح آدمی لمحہ بھر میں خوش اور لمحہ بھر میں ناراض ہو جاتا ہے۔ تو اس کی خوشنودی بھی خوفناک ہوتی ہے۔ اسی طرح کی کیفیت انجیلی خدا کی ہے۔ (۵۷)

ایوب کی کتاب

(۵۸) "پھر ایک دن ایسا ہوا۔ کہ بنی اللہ آئے۔ کہ خداوند کے حضور حاضر ہوں۔ اور شیطان بھی ان کے درمیان ہو کے آیا۔ کہ خداوند کے آگے حاضر ہو۔ خداوند نے شیطان سے کہا۔ کہ تو کہاں سے آتا ہے۔ شیطان نے جواب دے کے خداوند سے کہا۔ کہ زمین کے ادھر اُدھر سے پھر کے اور اس میں سیر کر کے آتا ہوں۔ خداوند نے شیطان سے پوچھا کہ کیا تو نے میرے بندے ایوب کے حال کو غور کیا۔ کہ زمین پر اس سا کوئی شخص نہیں ہے۔ کہ وہ کامل اور صادق ہے۔ اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ تو نے مجھ کو اکسایا ہے۔ کہ بے سبب اسے ہلاک کروں۔ تو بھی وہ اپنی دیانت کو لئے رہا۔ شیطان نے خداوند کو جواب دے کر کہا۔ کہ کھال کے بدلے کھال بلکہ جو انسان کی ملکیت ہے۔ اپنی جان پر نثار کرے گا۔ لیکن اب اپنا ہاتھ

بڑھا۔ اور اس کی ہڈی اور مانس کو چھو۔ تو وہ لاکلام تیرے مُنہ پر تجھے ملامت کرے گا۔ خداوند نے شیطان سے کہا۔ کہ دیکھ۔ وہ تیرے قابو میں ہے۔ مگر فقط اُس کی جان جانے نہ پائے۔ تب شیطان خداوند کے حضور سے چل نکلا۔ اور ایوب کو سر سے تلوے تک بُرے پھوڑوں سے مارا۔" (باب۲۔ آیت ۴ تا ۷)

محقق ۔ اب دیکھئے انجیلی خدا کی طاقت کہ شیطان اُس کے سامنے اس کے عابدوں کو تکلیف دیتا ہے۔ شیطان کو سزا دے سکتا ہے۔ اور نہ اپنے معتقدوں کو بچا سکتا ہے۔ اور نہ فرشتوں میں سے اس کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے۔ ایک شیطان نے سب کو خوفزدہ کر رکھا ہے۔ انجیلی خدا ابھی ہمہ دان نہیں ہے۔ اگر ہمہ دان ہوتا تو ایوب کا امتحان شیطان سے کیوں کراتا؟ (۵۸)

واعظ کی کتاب

(۵۹) "ہاں بیراد عقل و دانش میں بڑا کاردان ہوا۔ لیکن جب میں نے حکمت کے جاننے اور حماقت اور جہالت کے سمجھنے کو دل لگایا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ بھی ہوا پر چوگنا ہے۔ کیونکہ بہت حکمت میں بہت دقت ہوتی ہے۔ اور جس کا عرفان فراواں ہوتا ہے اُس کا دُکھ زیادہ ہوتا ہے۔" (باب۱۔ آیت ۱۶ تا ۱۸)

محقق ۔ دیکھئے! عقل و دانش دونوں مترادف الفاظ ہیں۔ (عیسائی ان کو جُدا جُدا مانتے ہیں۔) اور جہلاء کے سوائے دانش کی تہمت میں دقت اور دُکھ کون مان سکتا ہے؟ اس لئے بائیبل خدا کی بنائی ہوئی تو کیا کسی عالم کی بھی تصنیف کردہ نہیں ہے۔ (۵۹)

یہ قدرے توریت و زبور کی بابت تحریر کیا گیا ہے۔ اس کے آگے کچھ متی وغیرہ کی انجیلوں میں سے لکھا جاتا ہے۔ کہ جنہیں عیسائی لوگ بہت مستند مانتے ہیں۔ اور جس کا نام نیا عہد نامہ رکھا ہوا ہے۔

متی کی انجیل

(۶۰) "اب یسوع مسیح کی پیدائش یوں ہوئی۔ کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی۔ تو ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی۔ دیکھو۔ خداوند کے ایک فرشتے نے اُس پر خواب میں ظاہر ہو کر کہا۔ اے یوسف بن داؤد! اپنی جورو مریم کو اپنے یہاں لے آنے سے مت ڈر۔ کیونکہ جو اس کے رحم میں ہے۔ وہ روح القدس سے ہے۔" (باب۱۔ آیت ۱۸۔۲۰)

محقق ۔ ان باتوں کو کوئی عالم نہیں مان سکتا۔ کہ جو پیشگوئی وغیرہ یہ مانوں اور قانونِ قدرت کے خلاف ہیں۔ ان باتوں کا ماننا بے علم غیر مہذب آدمیوں کا کام ہے۔ شائستہ اور عالموں کا نہیں بھلا جو خدا کا قانون ہے۔ اس کو کوئی توڑ سکتا ہے؟ اگر خدا ہی قانون کو ردّ و بدل کرے۔ تو اس کا کوئی حکم نہ مانے۔ اور جب کہ وہ ہمہ دان ہے۔ اور غلطی سے مبرا ہے۔ تو ایسا کیوں کرے گا۔ اس طرح تو جس بات کو جی چاہے کہہ دے۔ اس کی بابت یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ عمل خدا کی طرف سے ہے۔ اور کوئی جھوٹ کہہ دے کہ خدا کے فرشتے نے مجھ کو خواب میں کہہ دیا ہے۔ کہ یہ عمل روح القدس کی طرف سے ہے۔ جیسا یہ ناممکن فریب بنایا ہے۔ ویسا ہی آفتاب سے کنتی کا حاملہ ہونا بھی پرانوں میں لکھا ہے۔ ایسی ایسی باتوں کو آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پورے لوگ مان کر مغالطہ کے دام میں پھنستے ہیں۔ یہ بات اس طرح ہوئی ہوگی

کہ کسی آدمی کے ساتھ صحبت کرنے سے مریم حاملہ ہو گئی ہو گی۔ اس نے یا کسی دوسرے نے ایسی ناممکن بات مشہور کر دی ہو گی۔ کہ اس کا حمل روح القدس کی طرف سے ہے۔ (۶۰)

(۶۱) "تب یسوع اُس کے واسطے بیابان میں لے جایا گیا۔ تاکہ شیطان اُسے آزمائے جب چالیس دن اور چالیس رات روزہ رکھ چکا۔ آخر بھوکا ہوا۔ تب آزمائش کرنے والے نے اس کے پاس آکر کہا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے۔ تو کہہ دے پتھر روٹی ہو جائے۔" (باب ۴۔ آیت ۱ تا ۳)

محقق۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ انجیلی خدا ہمہ دان نہیں ہے کیونکہ اگر ہمہ دان ہوتا۔ تو اس کی آزمائش شیطان سے کیوں کرواتا خود جان لیتا۔ بھلا کوئی عیسائی کہہ سکتا ہے کہ آج کل چالیس رات اور چالیس دن بھوکا رکھیں۔ تو وہ کبھی بچ سکے گا۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ نہ وہ خدا کا بیٹا تھا۔ اور نہ کچھ اس میں کرامات تھی۔ ورنہ شیطان کے سامنے پتھر کی روٹیاں کیوں نہ بنا دیں۔ اور آپ بھوکا کیوں رہا۔ سچ تو یہ ہے کہ جس کو خدا نے پتھر بنایا ہے۔ اس کو کوئی بھی نہیں بنا سکتا۔ اور خدا بھی سابقہ قانون کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ ہمہ دان ہے۔ اور اس کے تمام کام غلطی سے پاک ہیں۔ (۶۱)

(۶۲) "اور انہیں کہا۔ کہ میرے پیچھے پیچھے آؤ۔ تاکہ میں تمہیں آدمیوں کے پکڑنے والا بناؤں گا۔ اسی وقت جالوں کو چھوڑ کر اس کے پیچھے ہو لئے۔" (باب ۴۔ آیت ۱۹۔ ۲۰)

محقق۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسیٰ نے توریت کے دس احکام میں سے اس حکم کو (اولاد اپنے والدین کی خدمت و عزت کرے جس سے ان کی عمر بڑھے۔ توڑا۔ کیونکہ عیسیٰ نے اپنے والدین کی خدمت نہیں کی۔ بلکہ دوسروں کو بھی والدین کی خدمت سے باز رکھا۔ اس گناہ کے بدلے (شاید) دنیائے عمر کو نہ پہنچا۔ اور یہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ جیسے مچھلی کی مانند آدمیوں کے پھنسانے کے لئے ایک مذہب کا جال پھیلایا۔ تاکہ ان کو پھسلا کر اپنا مطلب پورا کیا جائے۔ جب خود عیسیٰ ہی ایسا تھا۔ تو آج کل کے پادری لوگ اپنے جال میں آدمیوں کو پھسلائیں تو کیا تعجب ہے۔ کیونکہ جس طرح بڑی بڑی اور بہت سی مچھلیوں کو جال میں پھنسانے والے کی قدر ہوتی ہے اور روزی بھی بخوبی حاصل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جو بہت سے آدمیوں کو اپنے مذہب میں پھسلا لے۔ اس کی بھی زیادہ عزت ہوتی ہے۔ اور وہ دولت کماتا ہے۔ اسی لالچ سے یہ لوگ جنہوں نے بدشاستر نہ پڑھا نہ سنا بچارے سادہ لوح آدمیوں کو اپنے دام میں پھنسا کر کے اُن کے ماں باپ خاندان وغیرہ سے ان کو جدا کر لیتے ہیں۔ اس لئے تمام عالم آریوں کو واجب ہے۔ کہ خود ان کے لوبھات کے جال سے بچیں۔ اور اپنے بھولے بھالے بھائیوں کو بچانے کے لئے مستعد رہیں۔ (۶۲)

(۶۳) "اور یسوع گلیل میں پھرتا ہوا اُن کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا اور بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کرتا اور لوگوں کے سارے دکھ اور بیماری رفع کرتا تھا۔ اور سب بیماروں کو جو طرح طرح کی بیماری کے عذاب میں مبتلا تھے۔ اور انہیں جن پڑے جن۔ دیوانے تھے۔ اور مرگی اور بھولے کے مارے ہوؤں (مفلوج) کو اس کے پاس لائے۔ اور اس نے اُن کو چنگا کیا۔" (باب ۴۔ آیت ۲۳۔ ۲۴)

محقق۔ اگر آج کل کی پوپ لیلا یعنی منتر پڑھنا (عمل) آشیرباد (دعا) تعویذ اور خاک کی چٹکی دینے سے بھوتوں کا

نکالنا اور بیماریوں کو رفع کرنا درست ہو۔ تو یہ انجیل کی بات بھی سچی ہو۔ (در اصل) سادہ لوح آدمیوں کو دام توہمات میں پھنسانے کے لئے یہ باتیں ہیں۔ اگر عیسائی لوگ عیسیٰ کی باتوں کو مانتے ہیں۔ تو یہاں کے دیوی کے مجاوروں کی باتیں کیوں نہیں مانتے؟ کیونکہ یہ باتیں بھی انہیں کی مانند ہیں۔ (۶۳)

(۶۴) "مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت انہیں کی ہے۔ مبارک ہیں وہ جو دل کے غمگین ہیں۔ کیونکہ وہ تسلی پائیں گے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں۔ ایک شوشہ یا ایک نکتہ توریت کا ہرگز نہ مٹے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو۔ پس جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹال دیوے۔ اور ویسا ہی آدمیوں کو سکھاوے۔ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلاوے گا۔" (باب ۵ - آیت ۳-۴-۱۸-۱۹)

محقق - اگر آسمان یا بہشت ایک ہے۔ تو اس کا بادشاہ بھی ایک ہی ہونا چاہیئے۔ اس لئے جتنے دل کے غریب ہیں۔ اگر وہ سب بہشت کو جائیں گے۔ تو بہشت میں سلطنت کا حق کس کو ہوگا۔ وہ باہم لڑائی جھگڑا کریں گے اور سلطنت کا انتظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اور لفظ غریب سے اگر کنگال مراد لو گے۔ تو درست نہیں۔ اگر اس سے مراد حلیم لو گے۔ تو بھی درست نہیں۔ کیونکہ کنگال اور حلیم کے معنی ایک نہیں۔ بلکہ جو دل میں غریب ہوتا ہے۔ اس کو صبر کبھی نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ بات درست نہیں۔ جب آسمان زمین ٹل جائینگے تب توریت بھی ٹل جائے گی۔ ایسے عارضی آئین انسان کی گھڑنت ہو سکتے ہیں۔ ہمہ دان خدا کے نہیں یہ تو صرف لالچ اور خوف دکھلایا ہے۔ کہ جو ان حکموں کو نہ مانے گا۔ وہ آسمان میں سب سے چھوٹا شمار کیا جائے گا۔ (۶۴)

(۶۵) "ہماری روزکی روٹی آج ہمیں بخش۔ مال اپنے واسطے زمین پر جمع نہ کرو۔"

(باب ۶ - آیت ۱۱ - ۱۹)

محقق - اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جس وقت عیسیٰ پیدا ہوا تھا۔ اس وقت لوگ جنگلی اور کنگال تھے اور عیسیٰ بھی ویسا ہی تھا۔ تبھی تو دن بھر کی روٹی کے حاصل کرنے کی خدا سے دعا مانگتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی تعلیم دیتا ہے۔ اگر مال جمع کرنا روا ہے۔ تو عیسائی لوگ کیوں مال جمع کرتے ہیں۔ ان کو چاہیئے۔ کہ یسوع کے حکم کی تعمیل کر کے سب کچھ خیرات میں دے دیں۔ اور مفلس ہو جائیں۔ (۶۵)

(۶۶) "نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے۔ آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا۔" (باب ۷۔ آیت ۲۱)

محقق - غور کیجئے۔ اگر بڑے بڑے بشپ پادری اور کرسچین لوگ عیسیٰ کا یہ قول سچا سمجھتے ہوں۔ تو عیسیٰ کو خداوند کہہ کر کبھی نہ پکاریں۔ اگر اس بات کو نہ مانیں گے۔ تو گناہ سے کبھی نہ بچ سکیں گے۔ (۶۶)

(۶۷) "اس دن بہتیرے مجھ سے کہیں گے۔ اس وقت میں ان سے صاف کہوں گا۔ کہ میں کبھی تم سے واقف نہ تھا۔ اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو۔" (باب ۷۔ آیت ۲۲-۲۳)

محقق - دیکھئے عیسیٰ جنگلی آدمیوں کو یقین دلانے کے لئے بہشت کا منصف بننا چاہتا ہے۔ یہ صرف سادہ لوح آدمیوں کو پھانسنے کی بات ہے۔ (۶۷)

(۶۸) "اور دیکھو۔ ایک کوڑھی نے آکر اسے سجدہ کیا۔ اور کہا۔ اے خداوند! اگر تو چاہے تو مجھے پاک صاف کر سکتا ہے۔ تب یسوع نے ہاتھ بڑھا کے اسے چھوا۔ اور کہا۔ کہ میں چاہتا ہوں تو پاک صاف ہو۔ اور وہیں اس کا کوڑھ جاتا رہا۔" (باب ۸۔ آیت ۲۔۳)

محقق۔ یہ سب باتیں سادہ لوح آدمیوں کے پھنسانے کی ہیں۔ اگر عیسائی لوگ ان باتوں کو جو کہ علم اور قانونِ قدرت کے خلاف ہیں صحیح مانتے ہیں۔ تو شنکر آچاریہ دھنونتری کیشب وغیرہ کی باتیں جو کہ پرانوں اور مہابھارت وغیرہ میں لکھی ہیں۔ سچ کیوں نہیں مانتے؟ مثلاً لکھا ہے کہ بہت دنوں کی مری ہوئی فوج زندہ کر دی گئی۔ برہسپتی کے فرزند کچ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے جانوروں اور مچھلیوں کو کھلا دیا گیا۔ اسے شنکر آچاریہ نے زندہ کر دیا۔ بعد ازاں کچ کو مار کر شنکر آچاریہ کو کھلا دیا۔ پھر اس کو شکم میں زندہ کر کے باہر نکالا۔ آپ مر گیا۔ اس کچ نے زندہ کر دیا۔ کیشب رشی نے اس آدمی اور درخت کو جسے کشک نے بھسم کر ڈالا تھا۔ صحیح وسالم کر دیا۔ دھنونتری نے لاکھوں مُردے زندہ کر دیئے۔ لاکھوں کوڑھی وغیرہ مریضوں کو اچھا کر دیا۔ لاکھوں اندھوں اور بہروں کو آنکھ اور کان دیئے۔ اس قسم کی کتھا کو کیوں جھوٹ کہتے ہو؟ اگر مذکورہ بالا باتیں جھوٹی ہیں۔ تو عیسیٰ کی باتیں جھوٹی کیوں نہیں؟ جو دوسرے کی بات کو غلط اور اپنی جھوٹی کو سچی کہتے ہیں۔ مُدھٹ دھرمی کیوں نہ سمجھے جائیں؟ اس لئے عیسائیوں کی باتیں ہٹ دھرمی کی اور لڑکوں کی مانند ہیں۔ (۶۸)

(۶۹) "وہ شخص جن پر دیو چڑھے تھے۔ قبروں سے نکل کر اسے ملے۔ وہ ایسے تند تھے۔ کہ کوئی اس راستہ سے چل سکتا تھا۔ اور دیکھو۔ انہوں نے چلا کر کہا۔ اے یسوع خدا کے بیٹے! ہمیں تجھ سے کیا کام! کیا تو اس لئے یہاں آیا ہے۔ کہ وقت سے پہلے ہمیں دُکھ دے۔ سو دیوؤں نے اس کی منت کر کے کہا۔ کہ اگر تو ہم کو نکالتا ہے۔ تو ہمیں ان سوروں کے غول میں جانے دے۔ تب اس نے انہیں کہا جاؤ۔ اور وہ نکل کر ان سوروں کے غول میں گئے۔ اور دیکھو۔ سوروں کا سارا غول کنارے پر سے دریا میں کود اور پانی میں ڈوب مرا۔" (باب ۸۔ آیت ۲۸ تا ۳۲)

محقق۔ بھلا ذرا یہاں غور کیجئے۔ کہ یہ سب باتیں جھوٹی ہیں یا نہیں؟ کیونکہ مُردہ قبر سے کبھی نہیں نکل سکتا۔ وہ کسی کے پاس نہ جاتے نہ بات چیت کر سکے ہیں۔ یہ سب باتیں بے علموں کی ہیں۔ جو کہ بالکل جنگلی تھے۔ وہ ایسی باتوں پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ پھر ان سوروں کا خون کیا دیا سوروں والوں کا نقصان کرنے کا گناہ یسوع کو ہوا ہوگا۔ اور عیسائی لوگ یسوع کو گناہ بخشنے والا اور پاک صاف کرنے والا مانتے ہیں۔ تو ان دیوؤں کو پاک وصاف کیوں نہ کر سکا؟ اور سوروں والوں کا نقصان کیوں نہ بھر دیا؟ کیا آج کل کے تعلیم یافتہ عیسائی اور انگریز لوگ ان گپوڑوں کو بھی جانتے ہوئے اگر مانتے ہیں۔ تو توہمات کے جال میں گرفتار ہیں۔ (۶۹)

(۷۰) "اور دیکھو ایک مفلوج بچھونے کے مارے کہ جو کہ چارپائی پر پڑا تھا۔ اس کے پاس لائے۔ یسوع نے اس کا ایمان دیکھ کر اس مفلوج کے مارے سے کہا۔ اے بیٹے! خاطر جمع رکھ۔ تیرے گناہ معاف ہوئے

مَیں راستبازوں کو نہیں۔ بلکہ گنہگاروں کو توبہ کے لیے بُلانے آیا ہُوں۔" (باب ۹۔ آیت ۱۲-۱۳)

محقق ۔ یہ بھی بات ویسی ہی ناممکن ہے جیسی کہ پہلے لکھ آئے ہیں۔ اور جو گناہ معاف کرنے کی بات ہے۔ وہ صرف سادہ لوح آدمیوں کو لالچ کے جال میں گرفتار کرنا ہے۔ جیسی دُوسرے کی پی ہُوئی شراب بھانگ یا کھائی ہُوئی افیون کا نشہ دُوسرے کو نہیں چڑھتا۔ ویسے ہی کسی کا کیا ہُوا گناہ کسی کو نہیں لگتا۔ بلکہ جو کرتا ہے وُہی بھرتا ہے۔ یہی خدا کا اِنصاف ہے۔ اگر دُوسرے کا کیا ہُوا گناہ، ثواب دُوسرے کو ملے یا عادل خدا لے لیوے۔ یا کرنے والا کو ہی خدا جزا، سزا نہ دیوے۔ تو وُہ غیر منصف ہو جاوے۔ دیکھو۔ دھرم ہی بہتری کرنے والا ہے۔ یسوع یا اور کوئی نہیں۔ اور دھرماتماؤں کے واسطے یسوع وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ اور نہ گنہگاروں کے لیے کیونکہ گناہ کسی کا چھوٹ نہیں سکتا۔ (۷۰)

(۷۱) "یسوع نے اپنے بارہ شاگردوں کو اپنے پاس بُلا کر اُنہیں قدرت بخشی۔ کہ ناپاک رُوحوں کو نکالیں اور ہر طرح کی بیماری اور دُکھ درد کو دُور کریں۔ کہنے والے تم نہیں۔ بلکہ تمہارے باپ کی رُوح ہے۔ جو تم میں بولتی ہے۔ یہ مت سمجھو کہ مَیں زمین پر صلح کرانے آیا ہُوں۔ صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہُوں۔ کیونکہ مَیں آیا ہُوں۔ کہ مرد کو اس کے باپ اور بیٹی کو اس کی ماں اور بہُو کو اُس کی ساس سے جُدا کر دُوں۔ اور آدمی کے دشمن اس کے گھر ہی کے لوگ ہوں گے۔" (باب ۱۰۔ آیت ۲۰-۳۶)

محقق ۔ یہ وُہ ہی شاگرد ہیں۔ جن میں سے ایک تیس رُوپے کے لالچ سے یسوع کو گرفتار کرائے گا۔ اور باقی منحرف ہو کر علیحدہ علیحدہ بھاگیں گے۔ دیووں کا آنا یا بُلانا یہ باتیں علم کے خلاف ہیں۔ اور بلا دعا یا پرہیز کے بیماریوں کا چھوٹنا قانونِ قدرت کے خلاف ہے۔ کیا ایسی ایسی باتوں کا ماننا بے علموں کا کام نہیں ہے؟ اگر رُوحیں بولنے والی نہیں اور خدا بولنے والا ہے۔ تو رُوحیں کیا کام کرتی ہیں؟ سچائی یا دروغگوئی کا ٹھیکہ سکھ یا دُکھ خدا ہی بھوگتا ہوگا۔ یہ بھی ایک لغو بات ہے۔ جیسا کہ یسوع چھوٹ کرانے اور لڑانے کو آیا تھا۔ وُہی آج کل جھگڑا لوگوں میں چل رہا ہے۔ یہ کیسی بُری بات ہے کیونکہ چھوٹ کرانے سے ہمیشہ آدمیوں کو دُکھ ہوتا ہے۔ عیسائیوں نے اِسی کو گورمنتر سمجھ لیا ہوگا۔ کیونکہ جب ایک دُوسرے سے چھوٹ کرانا یسوع ہی اچھا مانتا تھا۔ تو یہ کیوں نہیں مانتے ہوں گے۔ یہ یسوع ہی کا کام ہوگا۔ کہ گھر کے لوگوں کے دُشمن گھر کے لوگوں کو بنانا یہ شریف آدمیوں کا کام نہیں ہے۔ (۷۱)

(۷۲) "تب یسوع نے انہیں کہا۔ کہ تمہارے پاس کتنی روٹیاں ہیں۔ وُہ بولے۔ سات اور کئی ایک چھوٹی مچھلیاں۔ تب اس نے بھیڑوں کو حکم دیا۔ کہ زمین پر بیٹھ جاویں پھر اُن سات روٹیوں اور مچھلیوں کو لے کر شکر کیا۔ اور توڑ کر اپنے شاگردوں کو دیا۔ اور شاگردوں نے لوگوں کو اور سب کھا کے آسودہ ہوئے۔ اور ٹکڑوں سے جو بچ رہے تھے۔ انہوں نے سات ٹوکریاں بھر کر اُٹھائیں۔ اور کھانے والے سوائے عورتوں اور لڑکوں کے چار ہزار تھے۔" (باب ۱۵۔ آیت ۳۴ تا ۳۸)

محقق ۔ دیکھئے۔ کیا یہ آج کل کے جھوٹے کرامتیوں اور شعبدے بازوں وغیرہ کی طرح فریب کی بات نہیں ہے؟ اُن روٹیوں میں اور روٹیاں کہاں سے آ گئیں؟ اگر یسوع میں ایسی کرامتیں ہوتیں۔ تو

وُہ خود بمبو کا ہو کر اِنجیر کے پھل کو کیوں بھڈکا پھرتا۔ اپنے واسطے مٹی، پانی اور پتھر وغیرہ سے علم اور لڈو ٹیاں کیوں نہ بنا لیں؛ یہ سب باتیں لڑکوں کے کھیل کی مانند ہیں جس طرح کئی سادھو، بیراگی ایسی فریب کی باتیں کر کے جاہلوں کو ٹھگتے ہیں اسی طرح کی یہ باتیں ہیں۔ (۷۲)

(۷۳) "اور تب ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق بدلہ دے گا"۔ (باب ۱۶۔ آیت ۲۷)

تحقیق۔ اگر اعمال کے موافق بدلہ دے گا۔ تو پھر عیسائیوں کا گناہ کے معاف ہونے کی تعلیم دینا بیہودہ ہے۔ اور اگر وہ بات سچی ہے۔ تو یہ جھوٹی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے۔ کہ جو معاف کرنے کے لائق ہوں گے وہی معاف کیے جائیں گے۔ اور ناقابل معافی معاف نہیں کیے جائیں گے۔ تو یہ بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ تمام اعمال کا ثمرہ مناسب طور پر دینے میں ہی انصاف اور پورا رحم ہوتا ہے۔ (۷۳)

(۷۴) "اے بے اعتقاد اور ضدی قوم! میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تمہیں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوتا۔ تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے۔ کہ یہاں سے وہاں چلا جا۔ تو وہ چلا جاتا۔ اور کوئی بات تمہارے لیے ناممکن نہ ہوتی"۔ (باب ۱۷۔ آیت ۱۷۔۲۰)

تحقیق۔ جو عیسائی لوگ، اُپدیش کرتے پھرتے ہیں۔ کہ آؤ ہمارے مذہب میں گناہ معاف کرا کر نجات پاؤ۔ وغیرہ۔ یہ سب باتیں جھوٹی ہیں۔ کیونکہ جیسی میں گناہ کے دُور کرنے۔ ایمان کے قائم اور پاک کرنے کی طاقت ہوتی۔ تو اپنے شاگردوں کا ایمان قائم کر کے اُن کے گناہ کو دُور کر کے اُن کو پاک کیوں نہ کر دیتا جو یسوع کے ساتھ ساتھ گھومتے تھے۔ جب اُن کو وہ پاک، ایمان دار اور بہتر نہ بنا سکا۔ تو وہ موت کے بعد نہ جانے کہاں ہوگا؟ اُس وقت کبھی کو پاک نہیں کر سکے گا۔ جب یسوع کے شاگرد رائی بھر ایمان نہ رکھتے تھے۔ اور انہوں نے یہ کتاب انجیل لکھی ہے۔ پھر یہ کتاب کیونکر مستند ہو سکتی ہے؟ کیونکہ جو بے اعتقاد، ناپاک اور ادھرمی آدمیوں کی تحریر ہوتی ہے۔ اس پر اعتقاد کرنا بیہودگی کی جو اس کرنے والے آدمیوں کا کام نہیں۔ اور اگر یسوع کا یہ قول درست ہے۔ تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ کسی عیسائی میں رائی کے دانے کے برابر ایمان نہیں ہے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ ہم میں پورا یا تھوڑا ایمان ہے تو اس کو کہنا چاہیئے۔ کہ آپ اس پہاڑ کو راستہ سے ہٹا دیویں۔ اگر اُن کے ہٹانے سے ہٹ جائے۔ تو بھی ثابت نہ ہوگا۔ کہ ان میں پورا ایمان ہے۔ بلکہ ایک رائی کے دانے کے برابر ہے۔ اور جو نہ ہٹا سکے۔ تو سمجھو۔ ایک قطرہ بھی ایمان عیسائیوں میں نہیں ہے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ یہاں غرور وغیرہ برائیوں کا نام پہاڑ ہے۔ تو بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہو۔ تو مردے اندھے کوڑھی دیوچڑھوں کو بھلا چنگا کرنے سے سست، جاہل، ذاتی اور گمراہ لوگوں کو خبردار کر کے تندرست کرنا مراد ہوگی۔ تو یہ بھی تسلیم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو وہ اپنے شاگردوں کو کیوں نہ سدھار لیتا۔ اس لئے یہ ناممکن باتیں یسوع کی بے علمی کا اظہار کرتی ہیں۔ اگر اس کو کچھ بھی علم ہوتا۔ تو ایسی سادہ لوحی کی باتیں کیوں کہتا۔ سچ ہے۔

جہاں کوئی بھی درخت نہ ہو۔ تو وہاں ارنڈی کا درخت ہی سب سے اچھا اور بڑا شمار کیا جاتا ہے

ایسے ہی وحشی اور جاہلوں کے ملک میں علیؑ کا ہونا ہی غنیمت تھا۔ لیکن آج کل یسوع کس گنتی میں ہے؟ (۷۴)

(۷۵) "میں تمہیں سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تم لوگ توبہ نہ کرو۔ اور بچوں کی مانند نہ ہو۔ تو آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہو گے۔" (باب ۱۸۔ آیت ۳)

محقق ۔ جب اپنی ہی مرضی سے توبہ کرنا بہشت کا باعث اور توبہ نہ کرنا دوزخ کا باعث ہے۔ تو کوئی کسی کا گناہ و ثواب کس طرح لے سکتا ہے؟ اور بچوں کے لڑکے کی مانند ہو جانے کی تعلیم دینے سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یسوع کی باتیں علم اور قانون قدرت کے بالکل خلاف تھیں۔ اور وہ یہ چاہتا تھا۔ کہ لوگ میری باتوں کو بچوں کی مانند مان لیں۔ اور بلا تحقیق کئے آنکھ بند کر کے مان لیں۔ علی العموم اگر عیسائیوں کی عقل بچوں کی سی نہ ہوتی۔ تو وہ ایسی بعید از قیاس اور خلاف از علم باتیں کیوں مانتے؟ مزید آں یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ اگر یسوع آپ خود علم سے محروم اور بچوں کی سی عقل والا نہ ہوتا۔ تو اوروں کو لڑکوں کی مانند بننے کی تعلیم کیوں دیتا؟ کیونکہ جو جیسا ہوتا ہے۔ وہ اوروں کو بھی ویسا ہی بنانا چاہتا ہے۔ (۷۵)

(۷۶) "میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ دولتمندوں کا آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے۔ بلکہ میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذر جانا اس لئے آسان ہے۔ کہ ایک دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو۔" (باب ۱۹۔ آیت ۲۳۔۲۴)

محقق ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ عیسیٰ غریب تھا۔ اور دولتمند اس کی عزت نہ کرتے ہوں گے اس لئے ایسا لکھ دیا ہو گا۔ لیکن یہ بات سچ نہیں ہے۔ کیونکہ دولت مند اور مفلسوں میں نیک و بد لوگ ہوتے ہیں۔ جو کوئی اچھا کام کرے۔ وہ اچھا۔ اور جو برا کرے وہ برا ثمرہ پاتا ہے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ عیسیٰ خدا کی بادشاہت کسی ایک مقام پر مانتا تھا۔ ہر جگہ نہیں۔ جو ایک مقام میں محدود ہے۔ وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا کی بادشاہت سب جگہ موجود ہے۔ پھر اس میں داخل ہونا یا نہ ہونا یہ کہنا صرف بے علمی کی بات ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ جس قدر عیسائی دولت مند ہیں۔ وہ صرف دوزخ میں ہی جائیں گے۔ اور مفلس سب بہشت میں جائیں گے بھلا ذرا تو عیسیٰ خود کرتا۔ کہ جس قدر مال و اسباب دولتمندوں کے پاس ہے۔ اس قدر مفلسوں کے پاس نہیں۔ اگر دولتمند سوچ سمجھ کر دھرم کے کاموں میں اسے صرف کریں۔ تو وہ مفلسوں کی نسبت جو گری ہوئی حالت میں ہیں۔ بآسانی اعلیٰ درجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ (۷۶)

(۷۷) "یسوع نے اُن سے کہا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ تم جو میرے پیچھے ہوئے جب نئی خلقت میں ابن آدم اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا۔ تم بھی بارہ تختوں پر بیٹھو گے۔ اور اسرائیل کے بارہ گھروں کی عدالت کرو گے۔ اور جس نے گھر یا بھائی یا بہن یا ماں یا باپ یا جورو یا بال بچوں یا زمین کو میرے نام پر چھوڑا سو گنا پائے گا۔ اور ہمیشہ کی زندگی کا مستحق ہو گا۔" (باب ۱۹۔ آیت ۲۸۔۲۹)

محقق ۔ دیکھئے یسوع کی اندر رونی لیلا! اس نے یہ خیال کر کے کہ بعد موت بھی میرے پھندے سے نکل نہ جائیں۔ (یہ باتیں گھڑ لیں) جس شخص نے کہ تیس روپے کے لالچ سے اپنے ہادی کو پکڑوا کر مروا دیا۔ لے

گنہگار بھی اس کے پاس تخت پر بیٹھیں گے۔ اور اسرائیل کے خاندان کی طرفداری کی وجہ سے انصاف ہی نہ کیا جائے گا۔ بلکہ ان کے سب گناہ معاف ہو جاویں گے۔ اور وہ اور خاندانوں کا انصاف کریں گے اسی وجہ سے تمام عیسائی عیسائیوں کی طرفداری بہت کرتے ہیں۔ اگر کوئی گورہ کسی کالے کو مار ڈالے تو بھی طرفداری کر کے عمداً مجرم کو بے قصور ٹھہرا کر بری کر دیا جاتا ہے۔ ایسا ہی یسوع کے بہشت میں بھی انصاف ہوگا۔ یہاں پر ایک اور اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ ایک شخص دنیا کی پیدائش کے آغاز میں مرا۔ اور دوسرا قیامت کی رات کو۔ پہلا شخص تو قیامت تک انتظار میں رہے گا۔ اور دوسرے کا انصاف اسی وقت ہو جائے گا۔ دیکھئے یہ کتنی بڑی بے انصافی ہے۔ جو دوزخ میں پڑے گا۔ وہ لاانتہا زمانہ تک دوزخ کا عذاب بھوگے گا۔ اور جو بہشت میں جائے گا۔ وہ ہمیشہ راحت بھوگے گا۔ یہ کس قدر بے انصافی ہے۔ کیونکہ محدود تدابیر اور محدود اعمال کا ثمرہ محدود ہونا چاہیئے۔ دوزخ محل کے بالکل مساوی گناہ یا ثواب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے رنج و راحت کی کمی بیشی کی وجہ سے کم و بیش دنجل کے بہت سے بہشت اور دوزخ ہوں۔ تب ہی تو روحیں سکھ دکھ بھوگ سکتی ہیں۔ سو اس بات کا ذکر کہیں بھی عیسائیوں کی کتاب میں نہیں ہے۔ پس یہ کتاب خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ اور نہ ہی یسوع خدا کا بیٹا ہو سکتا ہے۔ کسی شخص کے ماں باپ سو سو ہرگز نہیں ہو سکتے۔ یہ بڑے اندھیر کی بات ہے۔ کیونکہ ایک شخص کی ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ ہوتا ہے۔ جو مسلمانوں نے لکھا ہے۔ ایک شخص کو بہتر حوریں بہشت میں ملیں گی۔ قیاساً معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ذکر یہاں سے لیا ہوگا۔ (۷۷)

(۷۸) "اور جب صبح کو شہر میں جانے لگا۔ اُسے بھوک لگی۔ تب انجیر کا ایک درخت راہ کے کنارے دیکھ کر اس کے پاس گیا۔ اور جب پتوں کے سوا اس میں کچھ نہ پایا۔ تو کہا۔ اب سے تجھ میں کبھی پھل نہ لگے وہیں انجیر کا درخت سوکھ گیا۔" (باب ۲۱۔ آیت ۱۸-۱۹)

محقق۔ تمام پادری اور عیسائی لوگ کہتے ہیں۔ کہ عیسیٰ بڑا حلیم الطبع بردبار اور غصہ وغیرہ سے مبرا تھا مگر اس بات کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسیٰ غصہ ور تھا۔ اور اسے موسموں کا بھی علم نہ تھا۔ اور اس کی بے حلمی آدمیوں کی سی خصلت تھی۔ بھلا بے جان درخت کا کیا قصور تھا۔ کہ اس کو بددعا دی اور وہ سوکھ گیا۔ درخت اس کی بددعا سے نہ سوکھا ہوگا۔ بلکہ کسی دوائی کے ڈالنے سے سوکھ گیا۔ تو تعجب نہیں۔ (۷۸)

(۷۹) "ان دنوں کی مصیبت کے بعد فوراً سورج اندھیرا ہو جائے گا۔ اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا اور ستارے آسمان سے گر جائیں گے۔ اور آسمان کی قوتیں ہل جائیں گی۔" (باب ۲۴۔ آیت ۲۹)

محقق۔ واہ! عیسیٰ صاحب! آپ نے کس علم سے جانا۔ کہ ستارے گر پڑیں گے۔ اور آسمان کی کونسی فوج ہے۔ کہ جو گر جائے گی؟ اگر عیسیٰ تھوڑا بھی علم پڑھا ہوتا۔ تو ضرور جان لیتا۔ کہ ستارے سب دنیا میں ہیں۔ اور وہ کیونکر گر سکتے ہیں۔ چونکہ عیسیٰ بڑھئی کے گھر پیدا ہوا تھا ہمیشہ لکڑی چیرنے، پھیلنے، کاٹنے اور جوڑنے کا کام کرتا ہوگا۔ اسے اس جنگلی ملک میں جب پیغمبر بننے کا شوق پیدا ہوا۔ تب ایسی باتیں

بنانے لگا۔ کتنی باتیں اس کے منہ سے اچھی بھی نکلیں۔ اور بہت سی بُری بھی۔ وہاں کے لوگ جنگلی تھے۔ اس کی باتوں پر یقین کر بیٹھے۔ جیسا کہ آج کل یورپ تمتی کر رہا ہے۔ اگر ایسا ہی اس وقت ہوتا۔ تو اس کے معجزے کوئی نہ مانتا۔ باوجود کسی قدر علم ہونے کے عیسائی لوگ اب بھی ہٹ دھرمی اور پیچیدگی معاملات کی وجہ سے اس ردّی مذہب سے کنارہ کش ہو کر مکمل سچائی سے بھرے ہوئے وید مارگ کی طرف رجوع نہیں ہوتے۔ یہی ان میں نقص ہے (۷۹)

(۸۰) "آسمان اور زمین ٹل جائیں گے۔ پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی" (باب ۲۴۔ آیت ۳۵)

محقق ۔ یہ بات بھی بے علمی اور سادہ لوحی کی ہے۔ بھلا آسمان ٹل کر کہاں جائے گا جب آسمان نہایت لطیف ہونے کی وجہ سے آنکھ سے دکھائی ہی نہیں دیتا۔ تو اس کا ہلنا کون دیکھ سکتا ہے؟ اور اپنے منہ میاں مٹھو بننا شریف آدمیوں کا شیوہ نہیں۔ (۸۰)

(۸۱) "تب وہ بائیں طرف والوں سے کہے گا۔ اے ملعونو! میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو شیطان اور اُس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے" (باب ۲۵۔ آیت ۴۱)

محقق ۔ بھلا یہ کتنی طرفداری کی بات ہے۔ کہ جو اپنے شاگرد ہیں۔ ان کو تو بہشت نصیب ہو اور غیروں کو ہمیشہ کی آگ میں ڈالا جاوے۔ لیکن جب لکھا ہے۔ کہ آسمان ہی نہ رہے گا۔ تو ہمیشہ کی آگ دوزخ اور بہشت کہاں رہیں گے؟ اگر شیطان اور فرشتوں کو خدا نہ بناتا۔ تو دوزخ کی اس قدر تیاری کیوں کرنی پڑتی؟ اور جب صرف ایک شیطان ہی خدا کے غضب سے نہ ڈرا۔ تو وہ خدا کیسا ہوا؟ کیونکہ وہ اسی کا فرشتہ ہو کر باغی ہو گیا تھا۔ خدا نہ تو اسے گرفتار کر کے قید کر سکا۔ اور نہ جان سے مار سکا۔ تو پھر اس کی خدائی کہاں رہی۔ اور دیکھئے شیطان نے عیسیٰ کو بھی چالیس دن دُکھ دیا۔ اور عیسیٰ بھی اس کا کچھ نہ کر سکا۔ تو پھر اس کا بھی خدا کا بیٹا ہونا فضول ٹھہرا۔ پس ثابت ہوا۔ کہ نہ تو عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے اور نہ بائیبل کا خدا سچا خدا ہے۔ (۸۱)

(۸۲) "تب ان بارہ شاگردوں میں سے ایک نے جس کا نام یہوداہ اسکریوتی تھا سردار کاہنوں کے پاس جا کر کہا۔ کہ میں اُسے (یسوع) کو پکڑوا دوں۔ تو مجھے کیا دو گے؟ تب انہوں نے اس سے تیس روپے کا اقرار کیا" (باب ۲۶۔ آیت ۱۴-۱۵)

محقق ۔ اب عیسیٰ کے سارے معجزے اور ساری خدائی یہاں پر ظاہر ہو گئی۔ کیونکہ جو اس کا شاگرد رشید تھا۔ وہ بھی اس کی صحبت سے پاک نہ بن سکا۔ تو بتلائیے۔ اور دن کو وہ موت کے بعد کس طرح پاک بنا سکے گا۔ عیسیٰ پر ایمان لانے والے۔ اس پر یقین لانے والے کس قدر دھوکا کھا رہے ہیں۔ کیونکہ جس نے اپنے شاگرد کا اپنی حیات میں کچھ بھلا نہ کیا۔ وہ موت کے بعد دوسروں کی کیا بہتری کر سکتا ہے؟ (۸۲)

(۸۳) "اُن کے کھانے کے وقت یسوع نے روٹی لی۔ اور برکت مانگ کے توڑی۔ پھر شاگردوں کو دے کر کہا۔ لو کھاؤ۔ یہ میرا بدن ہے۔ پھر پیالہ لے کر شکر کیا۔ اور انہیں دے کر کہا تم سب اس میں سے پیو۔ کیونکہ یہ میرا لہو ہے۔ یعنی نئے عہد کا لہو" (باب ۲۶۔ آیت ۲۶ تا ۲۸)

تحقیق ۔ بھلا ایسی بات بجز بے علم اور سادہ لوح کے کوئی بھی شائستہ آدمی کہہ سکتا ہے۔ کیا کوئی کھانے کی چیز کو گوشت اور پینے کی چیز کو لہو کہہ سکتا ہے عیسیٰ کی اس بات کو آج کل کے عیسائی خداوند کا کھانا کہتے ہیں۔ یہ بات کیسی بُری ہے جنہوں نے اپنے پیر کے گوشت اور لہو کو کھانے پینے کی چیزیں فرض کر کے نہ چھوڑا وہ اوروں کا گوشت کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟ (۸۴)

(۸۴) "تب اس نے پطرس اور زبدی کے دو بیٹے ساتھ لئے۔ اور غمگین اور نہایت دلگیر ہونے لگا تب اس نے ان سے کہا۔ کہ میرا دل نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ میری موت قریب ہے..... اور کچھ آگے بڑھ کر منہ کے بل گرا۔ اور دعا مانگتے ہوئے کہا۔ کہ اے میرے باپ! اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹ جائے۔"

(باب ۲۶ - آیت ۳۷ تا ۳۹)

محقق ۔ دیکھئے عیسیٰ ایک معمولی آدمی تھا۔ اگر خدا کا بیٹا اور تینوں زمانوں کا جاننے والا اور عالم شخص ہوتا۔ تو ایسی بے جا حرکت نہ کرتا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ دھوکے کی ٹٹی کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ماضی اور مستقبل کا جاننے والا۔ اور گناہ معاف کرنے والا ہے۔ اس نے خود یا اس کے شاگردوں نے گھڑی کی ہے۔ اس سے یہ جانا جاتا ہے۔ کہ وہ صرف سیدھا سادہ معمولی آدمی تھا۔ نہ کہ عالم۔ لوگی اور سنتھ (صاحب کرامات)۔ (۸۴)

(۸۵) "وہ یہ کہہ ہی رہا تھا۔ کہ یہوداہ جو ان بارہوں میں سے ایک تھا۔ آیا اور اس کے ساتھ ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں لئے سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آپہنچی۔ اور اس کے پکڑوانے والے نے انہیں یہ کہہ کر پتہ دیا تھا۔ کہ جسے میں چوموں وہی ہے۔ اسے پکڑ لینا۔ اس نے وہیں یسوع کے پاس آکر کہا۔ اے ربی! سلام! اور چوم لیا۔ تب انہوں نے پاس آکر یسوع پر ہاتھ ڈالے اور اسے پکڑ لیا۔ تب سب شاگرد اس کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ آخر دو جھوٹے گواہوں نے آکر کہا۔ کہ اس نے کہا ہے کہ میں خدا کا گھر ڈھا سکتا اور پھر تین دن میں اسے بنا سکتا ہوں۔ تب سردار کاہن نے اس سے اٹھ کر کہا تو کچھ جواب نہیں دیتا۔ یہ تجھ پر کیا گواہی دیتے ہیں؟ پر یسوع چپ رہا۔ تب سردار کاہن نے اس سے کہا میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اگر تو مسیح خدا کا بیٹا ہے تو ہم سے کہہ۔ یسوع نے کہا۔ ہاں وہی جو تو کہتا ہے۔ تب سردار کاہن نے اپنے کپڑے پھاڑ کر کہا۔ کہ یہ کفر کہہ چکا ہے۔ اب ہمیں گواہ کی کیا ضرورت ہے۔ تم نے آپ اس کا کفر سنا۔ اب تمہاری کیا صلاح ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا۔ وہ قتل کے لائق ہے۔ تب انہوں نے اس کے منہ پر تھوکا۔ اور اسے گھونسے مارے۔ اور دوسروں نے اسے طمانچہ مار کے کہا۔ اے مسیح! ہمیں گذشتہ بات بتا۔ کہ کس نے تجھے مارا۔ جب پطرس باہر دالان میں تھا۔ ایک لونڈی نے اس کے پاس آکے کہا۔ تو بھی یسوع گلیلی کے ساتھ تھا۔ پر اس نے سب کے سامنے انکار کر کے کہا۔ میں نہیں جانتا۔ کہ تو کیا کہتی ہے؟ پھر جب وہ اسار کی طرف باہر چلا۔ ایک دوسری (لونڈی) نے اسے دیکھ کر ان سے جو وہاں تھے کہا۔ کہ یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا۔ تب اس نے قسم کھا کر پھر انکار کیا۔ کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا۔ تب اس نے لعنت بھیج کر اور قسم کھا کر کہا۔ کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا۔"

(باب ۲۶ - آیت ۴۷ تا ۴۹ - ۵۰ - ۶۲ تا ۷۲ - ۷۴)

محقق۔ دیکھئے عیسیٰ میں نہ ہی اتنی طاقت اور نہ ہی اتنا جلال تھا۔ کہ وہ اپنے شاگردوں کو پختہ ایمان والا بنا سکے۔ تاکہ وہ ویسے ہو جاتے۔ کہ اگر انہیں اپنی جان پر بھی کھیلنا پڑتا۔ تو بھی اپنے نبی (استاد) کو لالچ سے نہ پکڑواتے۔ نہ منکر ہوتے۔ نہ جھوٹ بولتے۔ نہ جھوٹی قسم کھاتے عیسیٰ میں کوئی بھی معجزہ نہ تھا مثلاً توریت میں لکھا ہے۔ لوط کے گھر پر مہمانوں کو مارنے کے لئے بہت سے لوگ چڑھ آئے تھے۔ وہاں خدا کے دو فرشتے تھے۔ انہوں نے اُن کو اندھا کر دیا۔ اگرچہ یہ بات بھی ناممکن تھی۔ تاہم یہ تو ثابت ہو گیا۔ کہ عیسیٰ کرامات میں لوط کے برابر بھی نہ تھا۔ آج کل عیسائیوں نے اس قدر صورتیں عیسیٰ کے نام پر کیوں بنا رکھی ہیں۔ بجائے ایسی ذلت سے مرنے کے اگر وہ خود لٹک کر یا سمادھی چڑھا کر یا کسی اور طرح سے جان دیتا۔ تو اچھا تھا۔ مگر یہ تمیز سوائے علم کے کیسے حاصل ہو۔ (۸۵)

وہ عیسیٰ یہ کہتا ہے۔ کہ:۔

(۸۶) "میں ابھی اپنے باپ سے مانگ سکتا ہوں۔ اور وہ فرشتوں کے بارہ تمن سے زیادہ میرے لئے حاضر کر دے گا" (باب ۲۶۔ آیت ۵۳)

محقق۔ خوب! دھمکاتا بھی جاتا ہے۔ اور اپنی اور اپنے باپ کی بڑائی بھی کئے جاتا ہے۔ لیکن کچھ کر نہیں سکتا۔ دیکھو تعجب کی بات۔ کہ جب سردار کاہن نے پوچھا۔ کہ یہ لوگ تیرے خلاف شہادت دیتے ہیں۔ اس کا جواب دے۔ تو عیسیٰ خاموش رہا۔ یہ عیسیٰ نے اچھا نہ کیا۔ سچ سچ کہہ دینا چاہیئے تھا۔ اور بہت سی گھمنڈ کی باتیں کرنی مناسب نہ تھیں۔ نیز جنہوں نے عیسیٰ پر جھوٹا الزام لگا کر اسے مارا۔ انہیں بھی ایسا کرنا واجب نہ تھا۔ کیونکہ عیسیٰ کا کوئی ایسا سنگین جرم نہ تھا جو اس پر لگایا گیا۔ لیکن وہ بھی تو جنگلی تھے۔ انصاف کرنا کیا جانیں۔ اگر عیسیٰ جھوٹ موٹ خدا کا بیٹا نہ بنتا۔ اور وہ اس کے ساتھ یہ بدسلوکی نہ کرتے۔ تو دونوں کے حق میں اچھا ہوتا۔ لیکن اس قدر علم۔ دھرماتما پن اور انصاف کی خصلت کہاں سے لاتے؟ (۸۶)

(۸۷) "پھر یسوع حاکم کے روبرو کھڑا تھا۔ اور حاکم نے اس سے پوچھا۔ کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے؟ یسوع نے اس سے کہا۔ ہاں۔ تو ٹھیک کہتا ہے۔ اور اس وقت سردار کاہن اور بزرگ اس پر فریاد کر رہے تھے۔ پر وہ کچھ جواب نہ دیتا تھا۔ تب پلاطس نے اس سے کہا۔ کہ تو نہیں سنتا۔ کہ یہ تجھ پر کتنی گواہیاں دیتے ہیں؟ پر اس نے ان کی ایک بات کا بھی جواب نہ دیا چنانچہ حاکم نے بہت تعجب کیا۔ پلاطس نے ان سے کہا پھر یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے۔ میں کیا کروں؟ ان سبھوں نے اس سے کہا۔ اسے صلیب دے۔ اور یسوع کو کوڑے مار کر حوالے کر دیا۔ کہ صلیب پر کھینچا جاوے۔ تب حاکم کے سپاہیوں نے یسوع کو قلعہ میں لیجا کر ساری پلٹن اس کے گرد جمع کی۔ اور اس کے کپڑے اتار کر اسے قرمزی پیراہن پہنایا اور کانٹوں کا تاج بنا کر اس کے سر پر رکھا۔ اور ایک سرکنڈا اس کے داہنے ہاتھ میں دیا۔ اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اس پر ٹھٹھا مار کر کہا۔ کہ اے یہودیوں کے بادشاہ! اسلام۔ اور اس پر تھوکا اور سرکنڈا لے کر اس کے سر پر مارا۔ جب وہ اس سے ٹھٹھا کر چکے۔ تو اس پیراہن کو اس پر سے اتار کر

پھر اُسی کے کپڑے اسے پہنائے۔ اور صلیب پر کھینچنے کو لے چلے۔ اور ایک مقام گلگتا نامی یعنی کھوپڑی کی جگہ پر پہنچ کے پتہ بلا ہوا مر کر اسے پینے کو دیا۔ اُس نے چکھ کے نہ پیا۔ اور انہوں نے اُسے صلیب پر کھینچ کر اور اُس کے قتل کا سبب لکھ کر اُس کے سر سے اونچا ٹانک دیا..... اور اُس کے ساتھ دو چور بھی صلیب پر کھینچے گئے۔ ایک دائیں۔ دوسرا بائیں۔ اور جو اِدھر اُدھر سے جاتے سر ہلا کر اُسے ملامت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ اے خدا کے گھر کو ڈھانے والے! اب اپنے آپ کو بچا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے۔ تو صلیب پر سے اُتر آ۔ یونہی سردار کاہنوں نے بھی فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ ٹھٹھا مار کے کہا۔ اس نے اوروں کو بچایا۔ پر اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا۔ اگر اسرائیل کا بادشاہ ہے تو اب صلیب پر سے اُتر آئے۔ تو ہم اس پر ایمان لاویں گے۔ اُس نے خدا پر بھروسا رکھا۔ اگر وہ اس کو چاہتا ہے۔ تو وہ اب اس کو چھڑا لے۔ کیونکہ کہتا تھا۔ کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ اسی طرح وہ چور بھی جو اس کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے۔ اُسے طعنہ مارتے تھے۔ تب چھٹویں گھنٹے سے لے کر نویں گھنٹے تک ساری سرزمین میں اندھیرا چھا گیا۔ نویں گھنٹے کے قریب یسوع نے چلا کر کہا۔ "ایلی ایلی لما سبقتنی" اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ اُن میں سے بعضوں نے جو وہاں کھڑے تھے یہ سن کر کہا۔ کہ وہ الیاس کو پکارتا ہے۔ وہیں ان میں سے ایک نے دوڑ کر ہادل (اسپنج) لیا۔ اور سرکہ میں بھگویا۔ اور نل پر رکھ کر چوسایا۔ اور یسوع نے پھر بڑے زور سے چلا کر جان دی (متی باب ۲۷۔ آیت ۱۰ و ۲۲ تا ۲۶ و ۳۱ تا ۵۰)

تحقیق۔ ہر دفعہ عیسیٰ کے ساتھ ان بدمعاشوں نے بدسلوکی ہی کی۔ لیکن اس میں عیسیٰ کا بھی قصور ہے کیونکہ خدا کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے۔ اگر وہ کسی کا باپ ہو۔ تو کسی کا سسر سالا اور رشتہ دار بھی ہو۔ جب حاکم نے پوچھا تھا۔ تو سچ سچ بیان کر دیتا۔ اگر عیسیٰ کے پہلے کئے ہوئے معجزات ٹھیک اور درست ہوتے۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ اب بھی صلیب پر سے اُتر کر سب کو اپنا پیرو بنا لیتا۔ اور اگر وہ خدا کا بیٹا ہوتا۔ تو خدا بھی اُس کو بچا لیتا۔ نیز اگر وہ تینوں زمانوں کے جاننے والا ہوتا تو پہلے ہی سمجھ کر کیوں چھوڑا؟ کیونکہ وہ پہلے ہی جانتا ہوتا۔ اگر وہ صاحب کرامات ہوتا۔ تو چلا چلا کر کیوں جان دیتا۔ اس لئے جاننا چاہیئے۔ کہ خواہ کوئی کتنی ہی چالاکی کرے۔ لیکن آخر میں سچ سچ اور جھوٹ جھوٹ ثابت ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ عیسیٰ اس زمانہ کے جنگلی لوگوں میں کچھ اچھا تھا۔ نہ وہ کہ اماتی، نہ خدا کا بیٹا، اور نہ ہی عالم تھا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو اتنا عذاب کیوں جھیلتا؟ (۸۷)

(۸۸) "اور دیکھو ایک بڑا بھونچال آیا۔ کیونکہ خداوند کا فرشتہ آسمان سے اتر کے آیا۔ اور اس پتھر کو قبر سے ڈھلکا کر بیٹھ گیا۔ وہ یہاں نہیں ہے۔ کیونکہ جیسا اس نے کہا تھا۔ وہ جی اٹھا ہے جب وہ اُس کے شاگردوں کو خبر دینے جاتی تھیں۔ دیکھو یسوع اُن سے ملا۔ اور کہا سلام! انہوں نے پاس آ کر اُس کے قدم پکڑے۔ اور اسے سجدہ کیا۔ تب یسوع نے انہیں کہا مت ڈرو۔ جا کر

میرے بھائیوں سے کہو۔ کہ گلیل کو جاویں۔ وہاں مجھے دیکھیں گے پھر وہ گیارہ شاگرد گلیل کے اُس پہاڑ پر جہاں یسوع نے انہیں فرمایا تھا گئے۔ اور اُسے دیکھ کر انہوں نے اُس کو سجدہ کیا۔ پر بعضے شک میں رہے۔ اور یسوع نے پاس آکر ان سے کہا۔ کہ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا۔..... اور دیکھو میں زمانے کے تمام ہونے تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں۔....."

(باب ۲۸۔ آیت ۷-۶-۹-۱۰-۱۶ تا ۱۸-۲۰)

محقق۔ یہ بات بھی قابل تسلیم نہیں ہے۔ کیونکہ خلاف علم اور خلاف قانون قدرت ہے۔ اوّل تو خدا کے پاس فرشتوں کا ہونا۔ ان کو جا بجا بھیجنا۔ اُن کا اوپر سے اترنا وغیرہ باتیں ناممکن ہیں۔ کیا خدا کوئی تحصیلدار یا کلکٹر ہے؟ کیا اُسی جسم سے وہ آسمان پر گیا۔ اور پھر بھی اُٹھا۔ کیا اسی جسم کے قدم پکڑ کر اُن عورتوں نے سجدہ کیا؟ اور وہ (جسم) تین دن تک سڑ کیوں نہ گیا؟ اور اپنے منہ سے سب کا حاکم بننا عرف دمبھ (نمود) کی بات ہے۔ شاگردوں سے ملنا اور اُن سے باتیں کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ اگر یہ تمام باتیں سچ ہوں۔ تو آج کل کے مُردے کیوں نہیں جی اُٹھتے۔ اور اُسی جسم سے آسمان کو کیوں نہیں جاتے؟ (۸۸)

یہ متی کی انجیل میں سے لکھ چکے۔ اب مرقس کی انجیل کے بارہ میں لکھا جاتا ہے۔

مرقس کی انجیل

(۸۹) "یہ کیا بڑھئی نہیں..... (باب ۶۔ آیت ۳)

محقق۔ دراصل یوسف بڑھئی تھا۔ اس لئے عیسیٰ بھی بڑھئی تھا کئی برس تک بڑھئی کا کام کرتا رہا۔ بعد پیغمبر بنتا بنتا خدا کا بیٹا ہی بن بیٹھا۔ اور ایسا ہی جنگلی لوگ اُسے ماننے لگ گئے۔ تب ہی تو بڑھئی کا دیگر ہی ظاہر کی۔ کاٹنا، کوٹنا، پھوڑنا، پھاڑنا بڑھئی کا ہی کام ہوتا ہے (۸۹)

لوقا کی انجیل

(۹۰) "یسوع نے اُس کو کہا۔ تو کیوں مجھ کو نیک کہتا ہے۔ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔" (باب ۱۸۔ آیت ۱۹)

محقق۔ جب خود عیسیٰ ہی خدا کو لاشریک بتاتا ہے۔ تو عیسائیوں نے روح القدس، باپ اور بیٹا تین (خدا) کہاں سے بنا لئے؟" (۹۰)

(۹۱) "تب اُسے ہیرودیس کے پاس بھیجا۔ ہیرودیس یسوع کو دیکھ کے بہت خوش ہوا۔ کیونکہ مدت سے چاہتا تھا کہ اُسے دیکھے۔ اس نے اس کی بابت بہت کچھ سُنا تھا۔ اور اس کی کوئی کرامات دیکھنے کی اُمید تھی۔ اور اس نے اس سے بہتیری باتیں پوچھیں۔ پر اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔ (باب ۲۳۔ آیت ۷ تا ۹)

محقق۔ یہ بات متی کی انجیل میں نہیں ہے۔ اس لئے شہادت میں فرق آگیا۔ کیونکہ سارے گواہ متفق الرائے نہیں ہیں۔ اگر عیسیٰ چالاک اور کراماتی ہوتا۔ تو (ہیرودیس کی باتوں کا) ضرور جواب دیتا۔ اور کرامات بھی دکھلاتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عیسیٰ میں علمیت اور کرامات کچھ بھی نہیں تھی۔ (۹۱)

یوحنا کی انجیل

(۹۲) "ابتدا میں کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں۔ اور کوئی چیز موجود

نہ تھی۔ جو بغیر اس کے ہوئی ہو۔ زندگی اس میں تھی۔ اور وہ زندگی انسان کا نور تھی۔" (باب۱۔ آیت ۱تا۴)

محقق۔ ابتدا میں کلام بغیر متکلم کے نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کلام خدا کے ساتھ تھا۔ تو ایسا کہنا ہی فضول ہے۔ اور کلام خدا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب وہ ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ تو یہ بتاؤ۔ کہ پہلے کلام تھا یا خدا؟ اور کلام کے ذریعے خلقت کبھی پیدا نہیں ہو سکتی جب تک اس کی جبلت مادی نہ ہو۔ کلام کے بغیر بھی چپ چاپ رہ کر خالق خلقت پیدا کر سکتا ہے۔ زندگی کس میں تھی؟ اور کیسی تھی؟ ان الفاظ سے جیو کا ازلی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اگر جیو ازلی ہے۔ تو آدم کے نتھنوں میں سانس پھونکنا بھونڈا ہوا اور زندگی کیا انسانوں کا ہی نور ہے حیوانات وغیرہ کا نہیں؟ (۹۲)

(۹۳) جب شلم کا کھانا چاہا تو شیطان نے شمعون کے بیٹے یہوداہ اسکریطی کے دل میں ڈالا۔ کہ اسے پکڑوا دے۔"

(باب ۱۳۔ آیت ۲)

محقق۔ یہ بات درست نہیں۔ کیونکہ عیسائیوں سے پوچھنا چاہیئے کہ اگر شیطان سب کو بہکاتا ہے۔ تو شیطان کو کون بہکاتا ہے؟ اگر کہو کہ شیطان خود بخود بہکتا ہے۔ تو پھر انسان بھی خود بخود بہک سکتے ہیں پھر شیطان کا کیا کام؟ اگر شیطان کا پیدا کرنے والا اور بہکانے والا خدا ہے۔ تو وہی شیطان کا شیطان عیسائیوں کا خدا ٹھہرا۔ اور خدا ہی نے سب کو اس کے ذریعے سے بہکایا ہے۔ بھلا ایسے کام خدا کے ہو سکتے ہیں؟ سچ تو یہی ہے۔ کہ عیسائیوں کی اس کتاب کو (الہامی) اور عیسیٰ کو خدا کا بیٹا جنہوں نے بنایا۔ وہ شیطان ہوں تو ہوں۔ یہ کتاب خدا کی طرف سے نہیں۔ اور نہ اس میں بیان کردہ خدا خدا ہے۔ اور نہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہو سکتا ہے۔ (۹۳)

(۹۴) "تمہارا دل نہ گھبرائے۔ تم خدا پر ایمان لاتے ہو۔ مجھ پر بھی ایمان لاؤ۔ میرے باپ کے گھر میں بہت مکان ہیں۔ نہیں تو میں تمہیں کہتا۔ میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لیے جگہ تیار کروں۔ اور جس حالت میں کہ میں جاتا۔ اور تمہارے لیے جگہ تیار کرتا۔ اور پھر آؤں گا اور تمہیں اپنے ساتھ لوں گا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو۔ یسوع نے اسے کہا۔ راہ حق اور زندگی میں ہوں۔ کوئی بغیر میرے وسیلے کے باپ کے پاس نہیں آ سکتا۔ اگر تم مجھے جانتے۔ تو میرے باپ کو بھی جانتے۔" (باب ۱۴۔ آیت ۱تا۶)

محقق۔ بتائیے! عیسیٰ کی یہ باتیں کیا پولوس بیلیاس سے کم ہیں؟ اگر ایسا دام نہ بچھاتا۔ تو اس کے مذہب میں کون پھنستا؟ کیا عیسیٰ نے اپنے باپ کا ٹھیکہ لے لیا ہے؟ اور اگر وہ عیسیٰ کے بس میں ہے تو غیر کے تابع ہونے سے وہ خدا ہی نہیں۔ کیونکہ خدا کسی کی سفارش نہیں سنتا۔ کیا عیسیٰ کے پہلے کوئی بھی خدا کو نہیں پہنچا؟ کہ عیسیٰ جگہ وغیرہ کا لالچ دیتا ہے۔ جو اپنے منہ سے راہ حق اور زندگی بنتا ہے۔ وہ ہر طرح سے متفنی ہے۔ اس لئے یہ باتیں کبھی درست نہیں ہو سکتیں (۹۴)

(۹۵) "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ جو کام میں کرتا ہوں۔ وہ بھی کرے گا اور ان سے بھی بڑے کام کرے گا۔" (باب ۱۴۔ آیت ۱۲)

محقق۔ دیکھئے۔ جو عیسائی لوگ عیسیٰ پر پورا ایمان رکھتے ہیں۔ وہ اس کی مانند مردوں کو زندہ

کرنے کا کام کیوں نہیں کر سکتے۔ اور اگر ایمان لانے سے بھی معجزے نہیں دکھا سکتے۔ تو تحقیق جاننا چاہیئے کہ عیسیٰ نے بھی معجزے نہیں دکھائے ہوں گے۔ خود عیسیٰ ہی کہتا ہے۔ کہ تم بھی معجزے کرو گے لیکن آج کل کوئی بھی عیسائی ایک بھی معجزہ نہیں کر سکتا۔ اس لیے جس کی دل کی آنکھیں پھوٹ گئی ہوں۔ وہ عیسیٰ کو مُردوں کے زندہ کرنے والا مان لے۔ (۹۵)

(۹۶) "جو اکیلا سچا خدا ہے" (باب ۱۷۔ آیت ۳)

محقق۔ جب لاشریک واحد ہے۔ تو عیسائیوں کا تین خدا ماننا بالکل جھوٹ ہے۔ اسی طرح بہت مقاموں پر انجیل میں لغو باتیں بھری پڑی ہیں۔ (۹۶)

یوحنا کے مکاشفات کی کتاب

اب یوحنا کی عجیب و غریب باتیں نمونہ:۔

(۹۷) "اور ان کے سروں پر سونے کے تاج تھے۔ اور آگ کے سات چراغ اس تخت کے آگے روشن تھے۔ یہ خدا کی سات روحیں ہیں۔ اور تخت کے آگے شیشہ کا ایک سمندر بلور کی مانند تھا۔ اور تخت کے بیچوں بیچ اور تخت کے گرداگرد چار جاندار تھے جو آگے پیچھے آنکھوں سے بھرے تھے۔" (باب ۴۔ آیت ۴ تا ۶)

محقق۔ دیکھئے عیسائیوں کا بہشت ایک شہر کی مانند ہے۔ اور ان کا خدا بھی چراغ کی مانند آگ ہے اور سنہری تاج زیور پہنا اور آنکھوں کا آگے پیچھے ہونا اور تخت کے ارد گرد دیئے وغیرہ چار جانداروں کا ہونا بعید از قیاس ہے۔ ان باتوں کو کون مان سکتا ہے؟ (۹۷)

(۹۸) "اور میں نے اس کے داہنے ہاتھ میں جو تخت پر بیٹھا تھا۔ ایک کتاب دیکھی جو اندر اور باہر لکھی ہوئی اور سات مہروں سے بند تھی۔ ..... کہ کون اس لائق ہے کہ اس کتاب کو کھولے اور اس کی مہریں توڑے۔ اور کسی کو مقدور نہ ہوا۔ نہ آسمان پر نہ زمین پر نہ زمین کے نیچے۔ کہ اس کتاب کو کھولے اور اسے دیکھے۔ اور میں بہت رویا۔ کہ کوئی اس لائق نہ ٹھہرا کہ کتاب کو کھولے اور پڑھے یا اسے دیکھے۔" (باب ۵۔ آیت ۱ تا ۴)

محقق۔ غور کیجئے عیسائیوں کے بہشت میں تختوں اور آدمیوں کی روانی اور کئی مہروں سے بند کتاب جس کو کھولنے یا دیکھنے والا آسمان اور زمین پر کوئی نہ ملا۔ یوحنا کا رونا اور بعد ازاں ایک بزرگ کا کہنا۔ کہ وہی عیسیٰ اس کتاب کو کھولنے والا ہے۔ مطلب یہ کہ جس کا بیاہ اسی کے گیت۔ دیکھئے عیسیٰ ہی کو سب سے بڑا بنایا جاتا ہے۔ لیکن یہ صرف باتیں ہی باتیں ہیں۔ (۹۸)

(۹۹) "اور میں نے نگاہ کی۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ اس تخت پر اور چار جانداروں کے درمیان اور بزرگوں کے بیچ ایک برّہ کھڑا ہے۔ کہ گویا ذبح کیا گیا ہے جس کے سات سینگ اور سات آنکھیں تھیں۔ جو خدا کی سات روحیں ہیں۔ اور تمام دنیا میں بھیجی گئی ہیں۔" (باب ۵۔ آیت ۶)

محقق۔ دیکھئے یوحنا کے خواب کی خیالی باتیں۔ کہ بہشت میں تمام عیسائی اور چار جاندار اور عیسیٰ بھی ہے۔ اور کوئی نہیں۔ یہ بڑی حیرانی کی بات ہے۔ کہ یہاں تو عیسیٰ کی دو آنکھیں تھیں۔ اور

سلینگ کا نام و نشان تک نہ تھا۔ لیکن بہشت میں جا کر "سات سلینگ اور سات آنکھیں" لگ گئیں۔ اور وہ ساتوں خدا کی روحیں عیسیٰ کے سلینگ اور آنکھیں بن گئیں۔ افسوس! ایسی باتوں کو عیسائیوں نے مان لیا۔ بھلا کچھ تو عقل کو کام میں لاتے۔ (۹۹)

(۱۰۰) "اور جب اس نے کتاب لی تھی۔ تب وہ چار جاندار اور چوبیس بزرگ اس بچے کے آگے گر پڑے اور ہر ایک کے ہاتھ میں بربط اور بخور سے بھرے سونے کے پیالے تھے۔ یہ مقدسوں کی دعائیں ہیں"۔

(باب ۵۔ آیت ۸)

محقق۔ بھلا جب عیسیٰ بہشت میں نہ ہوگا۔ تب یہ بیچارے بخور، چراغ، تبرک، آرتی وغیرہ سے کس کی پرستش کرتے ہوں گے؟ یہاں پر اسسٹنٹ عیسائی تو بت پرستی کی تردید کرتے ہیں۔ لیکن ان کا بہشت بت پرستی کا گھر بن رہا ہے۔ (۱۰۰)

(۱۰۱) "اور جب بچے نے ان مہروں میں سے ایک کو توڑا۔ تب میں نے دیکھا۔ اور ان چاروں جانداروں میں سے ایک کی آواز بادل کے گرجنے کی مانند سنی۔ جو بولا آ۔ اور دیکھ۔ اور میں نے نظر کی اور دیکھا۔ کہ ایک نقرہ گھوڑا اور جو اس پر سوار تھا کمان لئے ہے اور ایک تاج اسے دیا گیا۔ اور وہ فتح کرتا ہوا اور فتحمند ہونے کو نکلا۔ اور جب اس نے دوسری مہر توڑی۔ تب دوسرا گھوڑا سرنگ نکلا۔ اس کے سوار کو یہ دیا گیا۔ کہ صلح کو زمین سے چھین لے۔ اور جب اس نے تیسری مہر توڑی۔ دیکھو ایک کالی گھوڑا ہے۔ اور جب اس نے چوتھی مہر توڑی۔ اور دیکھو ایک پھیکے رنگ کا گھوڑا ہے۔ اور ایک اس پر سوار ہے جس کا نام موت ہے۔ وغیرہ وغیرہ"۔ (باب ۶۔ آیت ۱ تا ۵۔ ۷۔ ۸)

محقق۔ دیکھئے یہ تو پورانوں سے بھی بڑھ کر لغویات ہیں یا نہیں؟ بھلا کتابوں کی مہروں کے اندر گھوڑا اور سوار کیونکر رہ سکتے ہیں۔ ان خواب کے بڑ بڑانے کی سی باتوں پر جنہوں نے یقین کر لیا ہے ان کی جہالت کا کیا اندازہ ہے؟ (۱۰۱)

(۱۰۲) "اور انہوں نے بلند آواز سے چلا کے کہا۔ کہ اے مالک پاک اور برحق! تو کب تک عدالت نہ کرے گا؟ اور زمین کے رہنے والوں سے ہمارے خون کا بدلہ نہ لے گا؟ تب ان میں سے ہر ایک کو سفید پوشاک دیا گیا۔ اور انہیں کہا گیا۔ کہ تھوڑی مدت صبر کرو۔ جب تک تمہارے ساتھی خدمتگار اور تمہارے بھائی جو تمہاری طرح مارے جانے والے ہیں۔ تمام ہوں"۔ (باب ۶۔ آیت ۱۰۔ ۱۱)

محقق۔ جو عیسائی ہوں گے۔ وہ دوبارہ پیدا ہو کر ایسا انصاف کرانے کے لئے پٹے لکھ دیا کریں گے۔ جو شخص دید مارگ قبول کرے گا۔ اس کے انصاف ہونے میں کچھ بھی دیر نہ ہوگی۔ عیسائیوں سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ خدا کی کچہری آج کل بند ہے؟ کیا عدل کا کام نہیں ہوتا؟ کیا منصف بیکار بیٹھے ہیں؟ اس کا جواب بالکل خاطر خواہ نہ دے سکیں گے۔ پھر یہ لوگ خدا کو بھی بہکا لیتے ہیں اور وہ بہکایا بھی جا سکتا ہے۔ کیونکہ ان کے کہنے پر فوراً ان کے دشمن سے بدلہ لینے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور یہ لوگ ایسے کینہ ور ہیں۔ کہ بعد موت بھی دشمن کا بدلہ لیتے ہیں۔ ان میں امن کا خیال تک نہیں۔ اور

جہاں امن نہیں۔ وہاں تکلیف کی کیا انتہا ہوگی؟ (۱۰۲)

(۱۰۳) "اور آسمان کے ستارے اس طرح زمین پر گر پڑے جس طرح انجیر کے درخت سے اس کے کچے پھل گر جاتے ہیں جب اسے بڑی اندھیری ہلاتی ہے۔ اور آسمان طومار کی طرح جو لپیٹا جاتا ہے۔ دو جتھے ہو گیا ہے۔" (باب ۷۔ آیت ۱۳-۱۴)

محقق۔ دیکھئے یوحنا کی پیشین گوئی کی باتیں۔ اسے علم نہیں تھا۔ تب ہی تو ایسی اوٹ پٹانگ باتیں گھڑ لیں۔ ستارے تو سب کرے ہیں۔ اسی کرہ زمین پر ایسے گر سکتے ہیں؟ اور کشش آفتاب ان کو ادھر ادھر کیونکر جانے دیتی ہوگی۔ اور کیا آسمان چٹائی کی مانند ہے؟ یہ آکاش شکل والی شے نہیں جس کو کوئی لپیٹے یا اکٹھا کر سکے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ یوحنا وغیرہ سب جنگلی آدمی تھے۔ ان کو ان علمی باتوں کی کیا خبر؟ (۱۰۳)

(۱۰۴) "میں نے ان کا شمار جن پر مہر کی گئی تھی سنا۔ کہ بنی اسرائیل کے سب فرقوں میں سے ایک لاکھ چوالیس ہزار پر مہر کی گئی۔ یہودہ کے فرقے سے بارہ ہزار پر مہر کی گئی۔" (باب ۷۔ آیت ۴-۵)

محقق۔ کیا بائیبل کا خدا اسرائیل وغیرہ فرقوں کا ہی مالک ہے یا سارے جہان کا؟ اگر سارے جہان کا مالک ہوتا تو صرف ان جنگلیوں کا ساتھ کیوں دیتا؟ اور انہیں کی مدد کرتا رہا۔ دوسرے کا نام تک بھی نہیں لیتا۔ اس لئے وہ خدا نہیں۔ بتلائیے کہ اسرائیل وغیرہ فرقوں کے آدمیوں پر مہر لگانا کم علمی ہے۔ یا یوحنا کی گھڑنت ہے۔ (۱۰۴)

(۱۰۵) "اسی واسطے وہ خدا کے تخت کے آگے ہیں۔ وہ اسی کی ہیکل میں رات دن اس کی بندگی کرتے ہیں۔" (باب ۷۔ آیت ۱۵)

محقق۔ کیا یہ اول درجہ کی بت پرستی نہیں ہے۔ اور کیا ان کا خدا انسان کی مانند مجسم اور محدود المکان نہیں ہے؟ کیا وہ رات کو سوتا بھی ہے؟ اگر سوتا بھی ہے۔ تو رات کے وقت بندگی کیسے کرتے ہونگے؟ اور اس کی نیند بھی دور ہو جاتی ہوگی؟ اور اگر رات دن جاگتا رہتا ہے۔ تو بہت پژمردہ اور بیمار رہتا ہوگا۔ (۱۰۵)

(۱۰۶) "پھر ایک اور فرشتہ آیا۔ اور سونے کا بخور دان لئے ہوئے قربانگاہ کے اوپر کھڑا ہوا۔ اور بہت بخور اسے دیا گیا۔ اور اس بخور کا دھواں مقدسوں کی دعاؤں میں مل کے فرشتوں کے ہاتھ سے خدا کے پاس اوپر گیا۔ پھر اس فرشتے نے بخور دان کو لیا۔ اور اس میں قربانگاہ سے آگ لے کے بھری اور زمین پر پھینکی۔ تب آوازیں ہوئیں۔ اور گرج اور بجلی اور بھونچال ہوا۔" (باب ۸۔ آیت ۳-۵)

محقق۔ دیکھئے بہشت تک دیدی (قربانگاہ) بخور (دھوپ) چراغ اور تبرک ہیں۔ اور تسمی کی آواز ہوتی ہے۔ کیا بیراگیوں کے مندر سے عیسائیوں کا بہشت کم ہے۔ دھوم دھام تو کچھ زیادہ ہی ہے۔ (۱۰۶)

(۱۰۷) "پہلے فرشتے نے نرسنگا پھونکا۔ تب اولے اور آگ خون آمیز موجود ہوئی۔ اور زمین پر ڈالی

گئی۔ اور تہائی درخت جل گئے ۔" (باب ۸۔ آیت ۷)

محقق۔ واہ رے عیسائیوں کے پیشین گو خدا کے فرشتے۔ نرسنگھے کی آواز اور قیامت کی لیلا محض لڑکوں کا کھیل معلوم ہوتا ہے۔ (۱۰۷)

(۱۰۸) "اور پانچویں فرشتے نے نرسنگھا پھونکا۔ تب میں نے ایک ستارہ زمین پر آسمان سے گرا ہوا دیکھا۔ اور اس کنوئیں کی کنجی جس کی تھاہ نہیں اُسے دی گئی۔ اور اس نے اس کنوئیں کو جس کی تھاہ نہیں کھولا اور اس کنوئیں میں سے بڑے تنور کا سا دھواں اُٹھا۔ اور دھوئیں سے زمین پر ٹڈیاں نکلیں۔ اور انہیں ویسا ہی مقدور دیا گیا۔ جیسا زمین کے بچھوؤں کا ہے۔ اور انہیں یہ کہا گیا۔ ان آدمیوں کو جن کے ماتھوں پر خدا کی مہر نہیں ..... پانچ مہینوں تک اذیت اٹھاویں۔" (باب ۹۔ آیت ۱ تا ۵)

محقق۔ کیا نرسنگھے کی آواز سن کر سب کے سب انہیں فرشتوں پر اور اسی بہشت میں گرے ہوں گے۔ یہاں تو نہیں گرے۔ بھلا وہ کنواں اور ٹڈیاں بھی قیامت کے لئے خدا نے پالی ہوں گی۔ اور وہ مہر کو دیکھ کر شناخت بھی کر لیتی ہوں گی۔ کہ مہر والوں کو نہ کاٹیں۔ یہ صرف بھولے آدمیوں کو خوف دلا کر عیسائی بنا لینے کا ڈھنگ بنا لایا ہے۔ کہ جو عیسائی نہ ہوں گے۔ انہیں ٹڈیاں کاٹیں گی۔ ایسی باتیں جاہلوں کے ملک میں چل سکتی ہیں۔ آریہ ورت میں نہیں۔ کیا یہ قیامت کا حال درست ہو سکتا ہے؟ (۱۰۸)

(۱۰۹) "اور فرشتوں کے سوار شمار میں بیس کروڑ تھے۔" (باب ۹۔ آیت ۱۶)

محقق۔ بھلا اتنے گھوڑے بہشت میں کہاں ٹھہرتے کہاں چرتے کہاں رہتے۔ اور کس قدر لید کرتے تھے اور لید کی بدبو بھی بہشت میں کس قدر ہو گی؟ ایسے بہشت! ایسے خدا! اور ایسے مذہب کو آریوں کا دور ہی سے نمسکار ہے۔ ایسا بکھیڑا عیسائیوں کے سر پر سے قدیر پرماتما کی عنایت سے دور ہو جائے۔ تو بہت اچھا ہے۔ (۱۰۹)

(۱۱۰) "پھر میں نے ایک زور آور فرشتے کو آسمان سے اترتے دیکھا جو ایک بدلی کو اوڑھے اور اس کے سر پر قوس قزح تھا۔ اور اس کا چہرہ آفتاب سا اور اس کے پاؤں آگ کے ستونوں کی مانند تھے۔ اور اس نے اپنا داہنا پاؤں سمندر پر اور بایاں خشکی پر دھرا۔" (باب ۱۰۔ آیت ۱ تا ۳)

محقق۔ ان فرشتوں کی کہانی سُنئے۔ کہ پورانوں اور بھالوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ (۱۱۰)

(۱۱۱) "اور ایک سرکنڈا جریب کی مانند مجھے دیا گیا۔ اور وہ فرشتہ کھڑا ہو کے کہتا تھا۔ کہ اٹھ اور خدا کے ہیکل اور قربان گاہ اور ان کا جو اس میں عبادت کرتے ہیں۔ اندازہ کر۔" (باب ۱۱۔ آیت ۱)

محقق۔ یہاں تو کیا۔ بلکہ عیسائیوں کے بہشت میں بھی ہیکل (مندر) بنائے۔ اور ہیما لیش کیے جاتے ہیں۔ خوب۔ جیسا بہشت ویسی ہی باتیں۔ یہاں عیسائی خداوند کے کھانے میں عیسیٰ کے جسم اور خون کا گوشت اور شراب کا تصور باندھ کر کھاتے پیتے ہیں۔ اور گرجا میں بھی صلیب وغیرہ کی شکل بنا کر مُورت پرستی کی جاتی ہے۔ (۱۱۱)

(۱۱۲) "اور خدا کی ہیکل آسمان میں کھولی گئی۔ اور اس کی ہیکل میں اس کے عہد کا صندوق دیکھنے میں آیا۔"
(باب ۱۱۔ آیت ۱۹)

محقق ۔ آسمان میں جو مندر ہے۔ وہ ہر وقت بند رہتا ہوگا کبھی کبھی کھولا جاتا ہوگا۔ کیا خدا کی بھی ہیکل (مندر) ہو سکتی ہے؟ جو وید وقت پر مشیر محیط کل ہے۔ اس کا کوئی بھی مندر نہیں ہو سکتا۔ ہاں عیسائیوں کے مجسم خدا کا خواہ آسمان میں ہو۔ خواہ زمین پر مندر ہو سکتا ہے۔ اور جیسی لیلا "ٹن ٹن۔ پوں پوں" کی یہاں ہوتی ہے۔ ویسی ہی عیسائیوں کے بہشت میں بھی ہوتی ہوگی۔ اور عہد کا صندوق بھی کبھی کبھی عیسائی دیکھتے ہوں گے۔ اور نہ معلوم اس سے کیا مطلب براری کرتے ہوں گے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ سب باتیں آدمیوں کو دام میں لانے کے لئے ہیں۔ (۱۱۲)

(۱۱۳) "اور ایک بڑا نشان آسمان پر نظر آیا۔ ایک عورت سورج کو اوڑھے ہوئے اور چاند اس کے پاؤں تلے اور اس کے سر پر بارہ ستاروں کا تاج تھا۔ اور وہ حاملہ تھی۔ اور درد سے چلاتی تھی۔ اور بچنے کو تڑپتی تھی۔ پھر ایک اور نشان آسمان پر دکھائی دیا۔ اور دیکھو ایک بڑا سرخ اژدہا جس کے سات سر اور دس سینگ اور اس کے سروں پر سات تاج تھے۔ ظاہر ہوا۔ اور اس کی دم نے آسمان کے تہائی ستارے کھینچے۔ اور انہیں زمین پر ڈالا۔" (باب ۱۲۔ آیت ۱ تا ۴)

محقق ۔ دیکھئے لمبے چوڑے گپوڑے اماں کے بہشت میں بھی بیچاری عورت چلاتی ہے۔ اس کی گریہ زاری کوئی سنتا اور نہ کوئی اس کی تکلیف دور کر سکتا ہے۔ اور اژدہا کی دم بھی خوب بڑھی ہوئی تھی کہ جس نے ستاروں کی ایک تہائی کو زمین پر ڈالا۔ زمین تو چھوٹی ہے۔ اور ستارے بڑے بڑے گولے ہیں۔ اس زمین پر ایک بھی نہیں سما سکتا۔ یہاں پر یہی قیاس کرنا چاہیئے۔ کہ ستاروں کی تہائی اس بات کے لکھنے والے کے گھر پر گری ہوگی۔ اور جس اژدہا کی دم اس قدر بڑی تھی۔ کہ جس نے سارے ستاروں کی تہائی لپیٹ کر زمین پر گرا دی۔ تو وہ اژدہا بھی اسی کے گھر میں رہتا ہوگا۔ (۱۱۳)

(۱۱۴) "پھر بہشت میں لڑائی ہوئی۔ میکائیل اور اس کے فرشتے اژدہا سے لڑے۔ اور اژدہا اور اس کے فرشتے لڑے۔" (باب ۱۲۔ آیت ۷)

محقق ۔ جو شخص عیسائیوں کے بہشت میں جاتا ہوگا۔ وہ بھی لڑائی میں دکھ پاتا ہوگا۔ ایسے بہشت کا خیال یہاں سے ہی چھوڑ ہاتھ جوڑ کر بیٹھے رہو۔ یہاں امن نہ ہو۔ اور جنگ و جدل ہوتا ہے۔ وہ جگہ عیسائیوں کو ہی مبارک رہے۔ (۱۱۴)

(۱۱۵) "سو بڑا اژدہا نکالا گیا۔ وہی پرانا سانپ جو ابلیس اور شیطان کہلاتا ہے۔ سارے جہان کو دغا دیتا ہے۔ وہ زمین پر گرایا گیا۔" (باب ۱۲۔ آیت ۹)

محقق ۔ کیا جب وہ شیطان بہشت میں تھا۔ تب لوگوں کو نہیں بہکاتا تھا؟ اس کو عمر بھر کے لئے قید کیوں نہ کر دیا۔ مار کیوں نہ ڈالا؟ اس کو زمین پر کیوں گرا دیا۔ اگر سب جہان کا بہکانے والا شیطان ہے تو شیطان کے بہکانے والا کون ہے؟ اگر شیطان خود بخود بگڑ گیا ہے۔ تو شیطان کے بغیر ہی بگڑ جانے والے خود بخود بگڑ جائیں گے۔ اور اس کو بہکانے والا خدا ہے۔ تو وہ خدا ہی نہیں ٹھہرا۔ مظاہر تو یہ ہوتا ہے۔ کہ عیسائیوں کا خدا بھی شیطان سے ڈرتا ہوگا۔ کیونکہ اگر شیطان سے طاقتور ہے۔ تو خدا نے

اُس کو گناہ کرتے وقت ہی سزا کیوں نہ دی دُنیا میں جس قدر حکومت شیطان کی ہے۔ اس کا گیارھواں حصّہ بھی عیسائیوں کے خُدا کی نہیں۔ اِس لئے عیسائیوں کا خُدا شیطان کو بدی سے باز نہیں رکھ سکتا اِس سے ثابت ہوا۔ کہ جیسے اُس زمانے کے عیسائی حاکم ڈاکو چور وغیرہ کو جلدی سزا دیتے ہیں۔ ویسا ہی عیسائیوں کا خُدا نہیں۔ پھر کون ایسا بے عقل آدمی ہے۔ کہ وید کی مت کو چھوڑ کر پھر عیسائی مذہب قبول کرے۔ (۱۱۵)

(۱۱۶) "خوس اُن پر جو خشکی اور تری کے رہنے والے ہیں کیونکہ ابلیس بڑے غصہ سے تم پر اترا ہے"

(باب ۱۲۔ آیت ۱۲)

تحقیق۔ کیا وُہ خُدا وہیں کا مالک اور محافظ ہے؟ زمین اور آسمان وغیرہ جانداروں کا محافظ اور مالک نہیں ہے؟ اور اگر زمین کا بھی بادشاہ ہے۔ تو شیطان کو کیوں نہ مار سکا۔ خُدا دیکھتا رہتا ہے اور شیطان بہکاتا پھرتا ہے۔ پھر وُہ اس کو روک نہیں سکتا۔ ظاہر ہے۔ کہ ایک اچھا خُدا ہے۔ اور دُوسرا بُرا با اقتدار۔ (۱۱۶)

(۱۱۷) اور بیالیس مہینوں تک لڑائی کرنے کو اُسے اختیار بخشا گیا۔ اور اس نے خدا کی بابت کُفر کہنے میں اپنا مُنہ کھولا۔ کہ اُس کے خیمے اور اُن کے حق میں جو آسمان پر بستے ہیں۔ کُفر بکے۔ اور اُسے یہ کہہ دیا گیا۔ کہ مقدس لوگوں سے مقابلہ کرے۔ اور اُن پر غالب ہو۔ اور سب قوموں اور اہل زبانوں اور قوموں پر اُسے اختیار عنایت ہوا۔" (باب ۱۳۔ آیت ۵۔۶۔۷)

تحقیق۔ کیا زمین کے لوگوں کو بہکانے کے لئے شیطان اور حیوان وغیرہ کا بھیجنا اور مقدس آدمیوں سے مقابلہ کرانا ڈاکو دل کے سردار کا سا کام نہیں؟ یہ کام خُدا کے عابدوں کا نہیں ہو سکتا۔ (۱۱۷)

(۱۱۸) پھر جو میں نے نگاہ کی۔ تو دیکھا۔ کہ برّہ صیہون پہاڑ پر کھڑا تھا۔ اور اُس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار آدمی تھے جن کے ماتھوں پر اُن کا اور اُن کے باپ کا نام لکھا تھا۔" (باب ۱۴۔ آیت ۱)

تحقیق۔ دیکھئے جہاں علیؑ کا باپ رہتا تھا۔ اسی صیہون پہاڑ پر اُس کا لڑکا بھی رہتا تھا لیکن ایک لاکھ چوالیس ہزار آدمیوں کا شمار کیونکر کیا؟ صرف ایک لاکھ چوالیس ہزار ہی بہشت میں جانے والے بنے؟ باقی کروڑوں عیسائیوں کے سر پر مہر نہ لگی۔ کیا وُہ سب دوزخ میں گئے؟ عیسائیوں کو چاہیئے کہ صیہون پہاڑ پر جا کر دیکھیں۔ کہ علیؑ کا باپ اور اُس کی فوج وہاں ہے یا نہیں؟ اگر ہو۔ تو یہ تحریر دُرست ہے ورنہ غلط۔ اگر وُہ کسی اور جگہ سے وہاں آیا۔ تو بتلایئے کہاں سے آیا؟ اگر کہو بہشت سے۔ تو بتلاؤ۔ کہ وُہ پرند ہے۔ کہ اتنی بڑی فوج کے ساتھ آپ خود اوپر سے نیچے اُتر کر آیا جایا کرتا ہے۔ اگر وُہ اسی طرح آمد و رفت رکھتا ہے۔ تو ایک ضلع کے حاکم کی مانند ہوا۔ اور اگر کہیں کہ وُہ ایک۔ دو یا تین ہیں۔ تو ایسا کہنا صادق نہیں آ سکتا۔ کیونکہ کم از کم ایک ایک کنبہ میں ایک ایک خُدا تو چاہیئے۔ کیونکہ ایک دو یا تین خُدا بہت سے گروں کا انصاف کرنے اور سب جگہ ایک دم دورہ کرنے کے قابل کبھی نہیں ہو سکتے۔ (۱۱۸)

(۱۱۹) رُدرج کہتی ہے۔ کہ ہاں۔ تاکہ وہ اپنی محنتوں سے آرام پاویں۔ اور اُن کے اعمال اُن کے پیچھے چلے آتے ہیں۔" (باب ۱۴۔ آیت ۱۳)

محقق۔ دیکھئے۔ عیسائیوں کا خدا تو کہتا ہے۔ کہ ان کے اعمال اُن کے ساتھ رہیں گے یعنی اعمالی کیمیاتی سب کو سزا و جزا دی جائے گی۔ پر عیسائی کہتے ہیں۔ کہ عیسیٰ سب کے گناہ اپنے اُوپر لے گا۔ اور گناہ معاف بھی کئے جائیں گے صاحب عقل غور کریں۔ کہ خدا کا قول سچا ہے یا عیسائیوں کا۔ دونوں تو سچے ہو نہیں سکتے۔ ان میں سے ایک جھوٹا ضرور ہوگا۔ ہمیں کیا۔ خواہ عیسائیوں کا خدا جھوٹا ہو خواہ عیسائی (۱۱۹)

(۱۲۰)..... اور خدا کے غضب کے بڑے کو لہو میں ڈال دیا۔ اور وہ کولہو شہر کے باہر پیرا گیا۔ اور اُس کولہو سے سو کوس تک ایسا لہو بہا۔ کہ گھوڑوں کی باگوں تک پہنچا۔" (باب ۱۴۔ آیت ۱۹-۲۰)

محقق۔ بتایئے۔ ان کے گھوڑے پورانوں سے بھی بڑھ کر ہیں یا نہیں؟ عیسائیوں کا خدا غضب کرتے وقت بہت دکھی ہوتا ہوگا۔ اور اگر اس کے غضب کے کولہو بھرے ہوئے ہیں۔ تو کیا اس کا غضب بہنے والا ہے یا ٹھوس چیز؟ اور سو کوس تک لہو کا بہنا ناممکن ہے۔ کیونکہ لہو ہوا کے لگنے سے فوراً جم جاتا ہے۔ پھر کیونکر بہہ سکتا ہے؟ اس لئے یہ سب باتیں لغو ہیں۔ (۱۲۰)

(۱۲۱) دیکھو کہ گواہی کے خیمہ کی ہیکل آسمان پر کھولی گئی۔" (باب ۱۵۔ آیت ۵)

محقق۔ اگر عیسائیوں کا خدا ہمہ دان ہوتا۔ تو گواہوں کی کیا ضرورت تھی؟ کیونکہ وہ سب کچھ جانتا ہوتا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کا خدا ہمہ دان نہیں۔ بلکہ انسان کی مانند کم علم ہے۔ وہ خدائی کا کام کیا کر سکتا ہے؟ کوئی نہیں۔ اسی مسلسل بیان میں فرشتوں کی عجیب و غریب ناممکن باتیں لکھی ہیں جن کو کوئی بھی درست نہیں مان سکتا۔ کہاں تک لکھیں۔ اس باب میں تو ایسے کپوتے ہی بھرے ہیں۔ (۱۲۱)

(۱۲۲) اور خدا نے اُس کی بدکاریاں یاد کیں۔ جیسا کہ اُس نے تم سے سلوک کیا۔ ویسا تم بھی اس سے سلوک کرو۔ اور اس کے کاموں کے موافق دوچند دو۔" (باب ۱۸۔ آیت ۵-۶)

محقق۔ دیکھو عیسائیوں کا خدا صاف طور پر غیر منصف ثابت ہو گیا۔ کیونکہ انصاف اسی کا نام ہے کہ جس قدر یا جیسا کام کسی نے کیا ہو۔ اس کو ویسا اور اسی قدر بدل دیا جائے۔ اس سے کم و بیش دینا بے انصافی ہے۔ اور جو غیر منصف کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ خود غیر منصف کیوں نہ ہوں۔ (۱۲۲)

(۱۲۳) کیونکہ برّے کا بیاہ آپہنچا اور اس کی دلہن نے اپنے آپ کو تیار کیا۔" (باب ۱۹۔ آیت ۷)

محقق۔ اور تماشا دیکھئے عیسائیوں کے بہشت میں بھی بیاہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ عیسیٰ کا بیاہ خدا نے وہیں کیا پوچھنا چاہیئے۔ اُس کا سسر، ساس، سالا وغیرہ کون تھے؟ اور اس کے کتنے بال بچے ہوئے؟ اور منی کے زائل ہو جانے سے طاقت، عقل، قوت وغیرہ بھی کم ہو گئی ہوگی؟ اور اب تک عیسیٰ مر بھی گیا ہوگا۔ کیونکہ مرکب شے کے اجزا ضرور جدا ہو جایا کرتے ہیں۔ آج کل عیسائیوں کے ان کو مان کر مغالطہ کھایا۔ اور نہ جانے کب تک مغالطہ میں رہیں گے۔ (۱۲۳)

(۱۲۴) اور اس نے اژدہا کو جو پرانا سانپ ہے یعنی ابلیس (شیطان) کو پکڑا۔ اور ہزار برس تک جکڑ رکھا

اور اس کو اس اتھاہ کنوئیں میں ڈالا۔ اور اُسے بند کر دیا۔ اور اس پہ مُہر کی۔ تاکہ وہ آگے کو نہ بہکائے"

(باب ۲۰۔ آیت ۲-۳)

محقق ۔ دیکھئے۔ بصد مشکل شیطان کو پکڑا۔ اور ہزار برس تک قید رکھا۔ پہ وہ پھر بھی رہا ہو گیا۔ کیا اب لوگوں کو بہکایا نہ کرے گا؟ ایسے بدکار کو تو قید خانہ میں ہی رکھنا بلکہ مار ڈالنا چاہیئے تھا لیکن شیطان کی ہستی ہی عیسائیوں کی خیالی ہے۔ دراصل شیطان کوئی نہیں ہے۔ صرف لوگوں کو ڈرا کر اپنے دام فریب میں لانے کی تدبیر نکالی ہوئی ہے۔ ایک مثل ہے کہ ایک کسی چالاک آدمی نے بہت سے سادہ لوح آدمیوں کو کہا۔ کہ چلو تم کو دیوتا کا درشن کرا دوں۔ اس نے پہلے ہی سے ایک شخص کو تنہا جگہ لے جا کر چتر بھج یعنی چار ہاتھ والا بنا کر بھاڑی میں چھپا رکھا تھا۔ اور جب لوگ وہاں گئے۔ تو کہا۔ کہ آنکھیں بند کر لو جب کہوں تب کھولنا۔ اور جب کہوں تب بند کر لینا۔ جو شخص آنکھیں بند نہ کرے گا۔ وہ اندھا ہو جائے گا جب چتر بھج سامنے آیا۔ تب وہ بولا۔ دیکھو۔ اور جھٹ پٹ کہہ دیا۔ کہ آنکھیں بند کر لو۔ اور جب وہ بھاڑی میں چھپ گیا۔ تب کہا۔ کھول دو۔ جب سبنے آنکھیں کھولیں۔ تو کہا دیکھا نادان کا مت نے درشن کر لیا ویسی ہی ان مذاہب والوں کی باتیں ہیں۔ (وہ کہتے ہیں۔ کہ) جو ہمارا مذہب قبول نہ کرے گا۔ وہ شیطان کا بہکایا ہوا سمجھا جائے گا۔ اس لئے ان کے دام فریب میں کسی کو نہ پھنسنا چاہیئے۔ (۱۲۴)

(۱۲۵) "جس کے حضور سے زمین اور آسمان بھاگ گئے۔ اور انہیں کہیں جگہ نہ ملی۔ پھر میں نے دیکھا کہ مُردے کیا چھوٹے کیا بڑے خدا کے حضور میں کھڑے ہیں۔ اور کتابیں کھولی گئیں۔ اور ایک دوسری کتاب جو زندگی کی ہے۔ کھولی گئی۔ اور مردوں کی عدالت جس طرح سے ان کتابوں میں لکھا تھا۔ ان کے اعمال کے مطابق کی گئی" (باب ۲۰ آیت ۱۱-۱۲)

محقق ۔ یہ دیکھئے۔ لڑکپن کی بات بھلا آسمان اور زمین کیسے بھاگ سکتے ہیں؟ جن کے سامنے وہ بھاگے وہ کس پہ ٹھہرے ہوں گے؟ خدا اور اس کا تخت کہاں رہا ہو گا؟ اگر مُردے خدا کے سامنے کھڑے کئے گئے۔ تو خدا بھی بیٹھا یا کھڑا ہو گا۔ کیا یہاں کی کچہری اور دوکانوں کی طرح خدا کی عدالت کے کام بھی بذریعہ تحریر طے ہوتے ہیں۔ اور سارے جانداروں کے اعمال خدا نے خود لکھے۔ یا اس کے گماشتوں نے؟ ایسی ایسی باتوں سے عیسائی وغیرہ مذاہب والوں نے جو خدا نہیں ہے۔ اسے خدا اور جو الیشور نہیں اسے غیر خدا بنا دیا۔ (۱۲۵)

(۱۲۶) "ان میں سے ایک مجھ پاس آیا۔ اور مجھ سے یوں کہہ کے بولا۔ کہ ادھر آئیں تجھے دلہن یعنی برے کی جورو دکھاؤں گا" (باب ۲۱۔ آیت ۹)

محقق ۔ خوب! عیسیٰ نے بہشت میں عمدہ دلہن پائی۔ چین اڑاتا ہو گا۔ اور جو عیسائی وہاں جاتے ہوں گے ان کو بھی جورو میں ملتی ہوں گی۔ اور ان کے ہاں بال بچے بھی ہوتے ہوں گے۔ اور بہت بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہوں گی۔ لوگ مرا بھی کرتے ہوں گے۔ ایسے بہشت کو دور سے ہاتھ جوڑنا ہی اچھا ہے۔ (۱۲۶)

(۱۷۷) "اور اُس نے اس شہر کو جریب سے ناپا۔ کہ ساڑھے سات سو کوس ہے۔ اور اُس کا لمبان اور چوڑان اور اونچان یکساں ہے۔ پھر اس نے دیوار کو ناپا۔ تو اُس آدمی کے ہاتھ سے جو فرشتہ تھا۔ ایک سو چوالیس ہاتھ پایا۔ اور اس کی دیوار یشم کی بنی تھی۔ اور وہ شہر خالص سونے کا شفاف شیشے کی مانند تھا۔ اور اس شہر کی دیوار کی نیویں ہر طرح کے جواہر سے آراستہ تھیں۔ پہلی نیو یشم کی تھی۔ دوسری نیلم کی تیسری شب چراغ کی چوتھی زمرد کی۔ پانچویں عقیق کی۔ اور چھٹی لعل کی۔ ساتویں سنہری پتھر کی۔ آٹھویں فیروزے کی۔ نویں زبرجد کی۔ دسویں مینی کی۔ گیارھویں سنگ سلیمانی کی۔ بارھویں یاقوت کی۔ اور بارہ دروازے بارہ موتی تھے۔ ہر دروازہ ایک موتی کا۔ اور اس شہر کی سڑک خالص سونے کی شفاف شیشے کی مانند تھی۔" (باب ۲۱۔ آیت ۱۶ تا ۲۱)

محقق ۔ عیسائیوں کے بہشت کا نظارہ دیکھئے۔ اگر عیسائی مرتے جاتے ہیں۔ اور پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ تو (تعداد کے بڑھنے سے) اتنے بڑے شہر میں کیسے سما سکیں گے؟ کیونکہ اس میں آدمیوں کی آمد ہے اور نکاس نہیں ہے۔ اور اس شہر کو بیش قیمت جواہرات کا بنا ہوا اور پالکل سونے کا بیان کرنا وغیرہ باتیں صرف سادہ لوح آدمیوں کا بہکا کر پھنسانے کے لئے ہیں۔ جو لمبائی چوڑائی اس شہر کی لکھی ہے۔ وہ تو درست ہو سکتی ہے۔ لیکن اونچائی ساڑھے سات سو کوس کیونکر ہو سکتی ہے یہ بالکل جھوٹ من گھڑت ہے۔ اتنے بڑے موتی اس تحریر کرنے والے کے گھر کے گڑھوں میں سے آئے ہوں گے۔ یہ گپوڑا پورانوں کے گپوڑوں کا باپ ہے۔" (۱۲۷)

(۱۷۸) "کوئی ناپاک چیز یا نفرت انگیز کام کرنے والا یا جھوٹ پر چلنے والا اس میں کسی طرح داخل نہ ہوگا۔"

محقق ۔ اگر یہی بات ہے۔ تو عیسائی کیوں کہتے ہیں۔ کہ گنہگار بھی بہشت میں عیسائی ہونے سے جا سکتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو یوحنا خواب و خیال کی جھوٹی باتیں کرنے والا بہشت میں ہرگز داخل نہ ہو سکا ہوگا۔ اور عیسیٰ بھی بہشت میں نہ گیا ہوگا۔ کیونکہ جب ایک گنہگار بہشت حاصل نہیں کر سکتا۔ تو جو بہت گنہگاروں کے گناہ کے بار سے لدا ہوا ہے۔ وہ کیونکر بہشت میں جا سکتا ہے؟ (۱۲۸)

(۱۷۹) "اور پھر کوئی لعنت نہ ہوگی۔ اور خدا اور برّے کا تخت اُس میں ہوگا۔ اور اُس کے بندے اُس کی بندگی کریں گے۔ اُس کا منہ دیکھیں گے۔ اور اس کا نام اُن کے ماتھوں پر ہوگا۔ اور وہاں رات نہ ہوگی اور وہ چراغ اور سورج کی روشنی کے محتاج نہیں۔ کیونکہ خداوند ان کو روشن کرتا ہے اور وہ ابدالآباد بادشاہت کریں گے۔" (باب ۲۲۔ آیت ۳ تا ۵)

محقق ۔ عیسائیوں کے بہشت کی دہائش پر غور کیجئے۔ کیا خدا اور عیسیٰ تخت پر ہمیشہ بیٹھے رہیں گے۔ اور اُن کے بندے اُن کے سامنے ہمیشہ منہ دیکھا کریں گے۔ اب یہ تو کہیئے۔ کہ تمہارے خدا کا منہ کیسا ہے؟ یورپین سا گورہ یا افریقہ والوں کا سا سیاہ۔ یا کسی اور ملک کے باشندوں کی مانند۔ تمہارا بہشت بھی قید خانہ ہے۔ کیونکہ جہاں چھوٹائی بڑائی ہے۔ اور جس ایک ہی شہر میں رہنا لازمی ہو۔ تو وہاں دکھ کیوں نہ ہوگا۔ اگر خدا کا منہ ہے۔ تو وہ ہمہ دان مالک کل کبھی نہیں ہو سکتا۔ (۱۲۹)

(۱۱۰۰) دیکھ میں جلد آتا ہوں۔ اور میرا اجر میرے ساتھ ہے۔ تاکہ ہر ایک کو اس کے کام کے موافق بدلہ دوں۔" (باب ۲۲۔ آیت ۱۲)

تحقیق۔ اگر یہ بات درست ہے۔ کہ اعمال کے مطابق اجر پاتے ہیں۔ تو گناہ معاف کبھی نہیں ہو سکتے۔ اور اگر گناہ معاف ہوتے ہیں۔ تو انجیل کی بات جھوٹی ہے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ معاف کرنا بھی تو انجیل میں لکھا ہے۔ تو اجتماع ضدین کی صورت واقع ہوتی۔ پس (بائیبل) غلط ثابت ہو گئی۔ اس کا ماننا چھوڑ دو۔ (۱۱۰۱)

اب کہاں تک لکھیں۔ ان کی بائیبل میں لاکھوں باتیں قابل تردید ہیں۔ یہ تو قدرے نمونے کے طور پر عیسائیوں کی کتاب بائیبل سے لکھا گیا ہے۔ اتنے ہی سے عقلمند بہت کچھ سمجھ لیں گے چند ایک باتوں کے سوائے باقی سب باتیں جھوٹی بھری پڑی ہیں۔ اور جھوٹ کی آمیزش سے سچائی بھی پاکیزہ نہیں رہتی۔ اس لئے بائیبل قابل تسلیم نہیں ہو سکتی۔ البتہ سچائی تو ویدوں کے قبول کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

شری سوامی دیانند سرسوتی کی شستہ عبارت سے آراستہ ستیارتھ پرکاش کا تیرھواں باب بابہ مذہب عیسائیت

ختم ہوا

دیباچہ ضمنی

(۴)

جو یہ چودھواں باب مسلمانوں کے مذہب کی بابت لکھا ہے۔ وہ صرف قرآن کی رو سے لکھا ہے۔ کسی اور کتاب کے اعتقاد کی رو سے نہیں۔ کیونکہ مسلمان قرآن ہی پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ اگرچہ مختلف فرقے ہونے کے باعث کسی خاص لفظ کے معنے وغیرہ میں اختلاف رکھیں۔ تو بھی قرآن کے بارہ میں سب متفق ہیں۔ قرآن عربی زبان میں ہے۔ اس کا جو ترجمہ اردو میں مولویوں نے کیا ہے۔ اس ترجمہ کو بحروف دیوناگری زبان آریہ بھاشا عربی کے بڑے بڑے عالموں سے صحیح کرانے کے بعد لکھا گیا ہے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ یہ ترجمہ نہیں ہے۔ تو اس کو لازم ہے۔ کہ مولوی صاحبان کے (کئے ہوئے) ترجموں کی پہلے تردید کرے بعد ازاں اس مضمون پر قلم اٹھائے۔ یہ تحریر صرف اس لئے ہے۔ کہ انسانوں کی ترقی ہو۔ اور سچ جھوٹ کی تحقیقات کے لئے سب مذاہب کی باتوں کا کسی قدر علم حاصل ہو۔ تاکہ انسانوں کو باہم سوچنے کا موقع حاصل ہو۔ اور دوسرے کے عیبوں کی تردید کر کے خوبیوں کو اختیار کر سکیں۔ کسی غیر مذہب اور نہ اس مذہب کی جھوٹ موٹ خوبیاں یا نقص ظاہر کرنے کا مدعا ہے۔ بلکہ (مدعا یہ ہے) جو خوبی ہے وہ خوبی۔ اور جو نقص ہے۔ وہی نقص سب پر عیاں ہو جاویں۔ نہ کوئی کسی پر بہتان لگا سکے۔ اور نہ سچائی کو

روک سکے۔ اور سچی چھوٹی باتیں ظاہر کہنے پر بھی جس کا جی چاہے۔ مانے یا نہ مانے۔ کسی پر زبردستی نہیں کی جاتی۔ اور یہی شریف آدمیوں کا دیطرہ ہے۔ کہ اپنے یا دوسروں کے نقصوں کو نقص اور خوبیوں کو خوبیاں جان کر خوبیوں کو اختیار اور برائیوں کو ترک کریں۔ اور ہٹ دھرمیوں کے ہٹ و تعصب کو کم کریں۔ کمادیں کیونکہ تعصب سے کیا کیا خرابیاں دنیا میں نہیں ہوئیں۔ اور نہیں ہوتیں۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ اس ناقابل اعتماد چند روزہ زندگی میں غیر کو نقصان پہنچا کر فائدہ سے خود محروم رہنا اور دوسرے کو رکھنا انسانیت سے بعید ہے

اس میں اگر کچھ خلاف لکھا گیا ہو۔ تو شریف آدمی ظاہر کر دیں۔ اس کے بعد اگر مناسب ہوگا۔ تو وہ مانا جائے گا۔ یہ تحریر ضد تعصب۔ حسد۔ بغض۔ جھگڑا۔ فساد اور مخالفت گھٹانے کے لئے کی گئی ہے نہ کہ ان کو بڑھانے کے لئے۔ کیونکہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے سے باز رہنا کیا۔ دوسرے کو فائدہ پہنچانا بھی خاص کام ہے۔

اس چودھویں باب میں مسلمانوں کے مذہب کی بابت لکھ کر تمام شریف لوگوں کی خدمت میں پیش کرتا ہوں غور کر کے قابل تسلیم باتوں کو اختیار اور ناقابل تسلیم باتوں کو ترک فرمائیے ایسی دانشمندوں کے آگے کلام کو طوالت دینے کی ضرورت نہیں۔ (دیباچہ ضمنی ختم ہوا

باب چودھواں

دربارہ تحقیق مذہب اسلام

سورۃ فاتحہ سے اشروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے[1] (منزل اول پارہ اول سورۃ فاتحہ آیت ۱)

محقق مسلمان لوگ ایسا کہتے ہیں۔ کہ یہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ لیکن اس قول سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا بنانے والا کوئی دوسرا ہے۔ کیونکہ اگر خدا کا بنایا ہوتا۔ تو شروع ساتھ نام اللہ کے ایسا نہ کہتا بلکہ "شروع واسطے ہدایت انسانوں کے" ایسا کہتا۔ اگر انسانوں کو نصیحت کرتا ہے۔ کہ تم ایسا کہو۔ تو بھی درست نہیں۔ کیونکہ اس سے گناہ کا شروع بھی خدا کے نام سے ہونا صادق آئے گا۔ اور اس کا نام بھی بدنام ہو جائے گا۔ اگر وہ بخشش اور رحم کرنے والا ہے۔ تو اس نے اپنی مخلوق میں انسانوں کے آرام کے واسطے دوسرے جانداروں کو سخت ایذا دلا اور ذبح کرا کر گوشت کھانے کی (انسانوں کو) اجازت کیوں دی ہے کیا وہ ذی روح بے گناہ اور خدا کے بنائے نہیں ہیں؟ پس یہ کہنا تھا۔ کہ خدا کے نام سے عمدہ باتوں کا شروع" خراب باتوں کا نہیں۔ یہ الفاظ (گول مول) ہم ہیں۔ کیا چوری نہ کاری

[1] بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

درد و غمگینی اور اعضا کا آغاز بھی خدا کے نام پر کیا جائے؟ اس وجہ سے دیکھ لو۔ کہ قصاب وغیرہ مسلمان گائے وغیرہ کی گردن کاٹنے میں بھی "بسم اللہ" اس کلام کو پڑھتے ہیں جب یہی اس کا مذکورہ بالا مطلب ہے تب ہی تو یہ انیوں کا آغاز بھی مسلمان خدا کے نام پر کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کا خدا رحیم بھی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس کا رحم ان حیوانات کے لئے نہیں ہے۔ اور اگر مسلمان لوگ اس کلام کا مطلب نہیں جانتے۔ تو اس کلام کا نازل ہونا بے فائدہ ہے۔ اگر مسلمان لوگ اس کے معنے اور کچھ کرتے ہیں۔ تو پھر اصل مطلب کیا ہے۔ وغیرہ۔

(۱) سب تعریف واسطے اللہ کے جو پروردگار عالمین کا بخشش کرنے والا مہربان ہے۔ (منزل اول پارہ اول سورۃ الفاتحہ[1] آیت ۲-۳)

محقق۔ اگر قرآن کا خدا دنیا کا پروردگار ہوتا۔ اور سب پر بخشش اور رحم کیا کرتا۔ تو دوسرے مذاہب والوں اور حیوانات وغیرہ کو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کرانے کا حکم نہ دیتا۔ اگر معاف کرنے والا ہے۔ تو بیگانوں پر بھی رحم کرے گا۔ اور اگر کرے گا۔ تو آگے جو یہ کہا ہے۔ کہ "کافروں کو قتل کرو" یعنی جو قرآن اور پیغمبر کو نہ مانیں۔ وہ کافر ہیں۔ ایسا کیوں کہتا؟ اس لئے قرآن خدا کا کلام ثابت نہیں ہوتا۔ (۲)

(۲) مالک دین انصاف کا۔ تجھ ہی کی عبادت کرتے ہیں ہم۔ اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ دکھا ہم کو راستہ سیدھا۔ (منزل اول۔ پارہ اول۔ سورۃ الفاتحہ[2] آیت ۴-۵)

محقق۔ کیا خدا ہمیشہ انصاف نہیں کرتا؟ کسی خاص دن انصاف کرتا ہے۔ یہ تو اندھیر کی بات ہے۔ اسی کی عبادت کرنا۔ اور اسی سے مدد چاہنا تو ٹھیک ہے۔ لیکن کیا بری بات میں بھی مدد کا چاہنا درست ہے اور سیدھا راستہ کیا صرف مسلمانوں ہی کا ہے۔ یا دوسروں کا بھی؟ سیدھے راستے کو مسلمان کیوں نہیں قبول کرتے؟ کیا سیدھا راستہ ٹیڑھی کی طرف کا تو نہیں چاہتے۔ اگر اچھی باتیں سب کی یکساں ہیں۔ تو پھر مسلمانوں میں خصوصیت کچھ نہ رہی۔ اور دوسروں کی اچھی باتیں نہیں مانتے۔ تو متعصب ہیں۔ (۳)

(۳) راہ ان لوگوں کی جن پر فضل کیا تو نے۔ ان کا راہ مت دکھا۔ کہ جن کے اوپر تو نے غضب کیا اور نہ گمراہوں کا راستہ دکھا[3] (منزل اول سورۃ الفاتحہ۔ آیت ۶-۷)

محقق۔ جب مسلمان لوگ پہلا جنم اور گزشتہ کئے ہوئے گناہ اور ثواب نہیں مانتے۔ تو بعض لوگوں پر رحمت کرنے اور بعض لوگوں پر نہ کرنے سے خدا طرفدار ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ گناہ و ثواب کے بغیر رنج و راحت کا دینا قطعی بے انصافی ہے۔ اور بلا سبب کسی پر رحم اور کسی پر غضب کی فکر کرنا بھی اس کی فطرت سے بعید ہے۔ (بلا سبب) وہ رحم یا غضب نہیں کر سکتا۔ اور جب ان کے سابقہ (گزشتہ) گناہ و ثواب ہی نہیں۔ تو کسی پر رحم اور کسی پر غضب کرنا یہ بات ہی نہیں بن سکتی۔ اور اس سورت کی شرح میں یہ الفاظ کہ "یہ سورت اللہ صاحب نے آدمیوں کے منہ سے کہلائی۔ کہ یہ ہمیشہ اس طرح سے کہا کریں۔" (اور سچ ہیں) اگر یہ بات درست ہے۔ تو

---

[1] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ

[2] مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۙ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۙ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ

[3] صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

الف۔ ب۔ حروف بھی خدا نے ہی پڑھائے ہوں گے۔ اگر کہو کہ بلا حروف جانتے کے اس عورت کو کیسے پڑھ سکے۔ (تو سوال یہ ہے کہ) کیا حلق سے ہی بلائے اور بولتے گئے۔ اگر یہ درست ہے۔ تو سب قرآن ہی زبانی پڑھایا ہوگا۔ یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ جس کتاب میں طرفداری کی باتیں پائی جاویں۔ تو وہ کتاب خدا کی بنائی ہوئی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً عربی زبان میں نازل کرنے سے عرب والوں کو اس کا پڑھنا سہل اور دوسری زبان بولنے والوں کو مشکل ہو جاتا ہے۔ اس سے خدا طرفدار ٹھہرتا ہے۔ اور جس طرح کہ خدا نے کل دنیا کے رہنے والے آدمیوں پر نظر انصاف سے سب ملکوں کی زبانوں سے نرالی سنسکرت زبان میں کہ جو سب ملکوں کے لئے یکساں محنت سے حاصل ہوتی ہے۔ وید دل کو نازل کیا ہے ایسی ہی زبان میں اگر قرآن کو نازل کرتا۔ تو یہ نقص عاید نہ ہوتا۔ (۴)

سورۃ بقرہ ۱) یہ کتاب کہ جس میں شک نہیں۔ پرہیزگاروں کو راہ دکھلاتی ہے۔ جو کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور اس چیز سے کہ جو ہم نے دی ان کو خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو اتاری گئی تیری طرف یا تجھ سے پہلے اتاری گئی۔ اور یقین قیامت پر رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہیں۔ اور وہی چھٹکارا پانے والے ہیں تحقیق کہ جو لوگ کافر ہوئے ان پر تیرا ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے۔ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ مہر کی اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور ان کے واسطے بڑا عذاب ہے۔ (منزل اول۔ پارہ اول سورۃ البقرہ۔ آیت ۲۔۱۔۶)

محقق۔ کیا اپنے ہی منہ سے اپنی کتاب کی تعریف کرنا خدا کی خود نمائی کی بات نہیں؟ جو پرہیزگار لوگ ہیں وہ تو خود راہِ راست پر ہیں۔ اور جو جھوٹی راہ پر ہیں۔ ان کو یہ قرآن راہ ہی نہیں دکھلا سکتا۔ تو پھر کس کام کا ہوا کیا گناہ و ثواب و محنت کے بغیر خدا اپنے ہی خزانہ سے خرچ کر لے کہ دیتا ہے؟ اگر دیتا ہے۔ تو سب کو کیوں نہیں دیتا؟ اور مسلمان لوگ محنت کیوں کرتے ہیں۔ اگر انجیل وغیرہ پر اعتقاد لانا لازم ہے۔ تو مسلمان انجیل وغیرہ پر ایمان مثل قرآن کے کیوں نہیں لاتے؟ اور اگر لاتے ہیں۔ تو قرآن کا نازل ہونا کس واسطے ہے؟ اگر کہیں کہ قرآن میں زیادہ باتیں ہیں۔ تو کیا پہلی کتاب میں خدا لکھنا بھول گیا تھا؟ اور اگر نہیں بھولا تو قرآن کا بنانا لاحاصل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بائیبل اور قرآن کی شاذ و نادر باتیں نہ ملتی ہونگی ورنہ سب ملتی ہیں۔ ایک ہی (مکمل) کتاب جیسی کہ وید ہے کیوں نہ نازل کی؟ قیامت پر ہی یقین رکھنا چاہیئے۔ اور کسی چیز پر نہیں؟ کیا عیسائی اور مسلمان ہی خدا کی ہدایت پر (چلنے والے) ہیں۔ اور ان

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ... ... وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

میں کبھی گنہگار نہیں ہے۔ کیا وہ عیسائی اور مسلمان جو بدکار ہیں۔ وہ تو نجات پائیں گے۔ اور دوسرے جو بدکار نہیں۔ وہ نہ پائیں گے۔ کیا یہ سخت بے انصافی اور اندھیر کی بات نہیں؟ جو لوگ مسلمانی مذہب کو نہیں مانتے۔ کیا انہیں کافر کہنا یکطرفہ ڈگمی نہیں؟ اگر خدا ہی نے ان کے دل اور کانوں پر مہر لگائی ہے۔ اور اس وجہ سے وہ گناہ کرتے ہیں۔ تو ان کا کچھ بھی قصور نہیں۔ یہ قصور خدا کا ہی ہے۔ ایسی صورت میں ان کو سکھ دکھ یا گناہ ثواب نہیں ہو سکتا۔ پھر (خدا) ان کو سزا جزا کیوں دیتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے گناہ یا ثواب خود مختاری سے نہیں کیا۔ (۵)

(۶) ان کے دلوں میں بیماری ہے اللہ نے ان کی بیماری بڑھا دی۔ (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ بقر آیت ۹)

محقق۔ بھلا بلا قصور خدا نے اُن کی بیماری بڑھا دی۔ رحم نہ آیا۔ ان بیچاروں کو بڑی تکلیف ہوئی ہوگی کیا یہ شیطان سے بڑھ کر شیطنت کا کام نہیں ہے؟ کسی کے دل پر مہر لگانا۔ کسی کی بیماری بڑھانا خدا کا کام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بیماری کا بڑھنا اپنے گناہوں کا نتیجہ ہے۔ (۶)

(۷) جس نے تمہارے واسطے زمین کو بچھونا اور آسمان کی چھت بنائی۔ (منزل ۱ پارہ ۱ سورۃ البقر آیت ۲۲)

محقق۔ بھلا آسمان چھت کسی کی ہو سکتی ہے؟ یہ جہالت کی بات ہے۔ آسمان کو چھت کی مانند ماننا مکر کی بات ہے۔ اگر کسی اور کرہ زمین کو آسمان مانتے ہوں۔ تو اُن کے گھر کی بات ہے۔ (۷)

(۸) اگر تم اس کلام سے شک میں ہو جو ہم نے اپنے پیغمبر کے اوپر اتارا ہے۔ تو اس کی سی ایک سورت لے آؤ۔ اور شاہد دں اپنے کو بلا دو سوائے اللہ کے۔ اگر تم سچے۔ پھر اگر نہ کرو۔ اور البتہ نہ کر سکو گے۔ تو اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن ہیں آدمی۔ اور پتھر جو تیار کیے گئے ہیں واسطے کافروں کے (منزل ۱ پارہ ۱ سورۃ البقر آیت ۲۳-۲۴)

محقق۔ بھلا یہ کوئی بات کہے۔ کہ اس کے مانند کوئی سورۃ نہ بنے؟ کیا اکبر بادشاہ کے زمانہ میں مولوی فیضی نے بے نقط قرآن نہیں بنا لیا تھا؟ وہ کونسی دوزخ کی آگ ہے؟ کیا اس (دنیا کی آگ) سے نہ ڈرنا چاہیئے؟ اس آگ میں بھی جو کچھ پڑے۔ وہ اس کا ایندھن ہے۔ جیسے قرآن میں لکھا ہے کہ کافروں کے واسطے دوزخ کی آگ تیار کی گئی ہے۔ ویسے پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ ملیچھوں کے واسطے گھور نرک بنا ہے۔ اب کہیئے کس کی بات سچی مانیں؟ اپنے اپنے قول سے تو دونوں بہشت میں جانے والے اور ایکدوسرے کے مذہب کی رُو سے دونوں دوزخی ہوتے ہیں پس ان سب کا جھگڑا جھوٹا ہے۔ ہاں جو دھالمک ہیں۔ وہ سکھ اور جیوانی ہیں وہ سب مذہبوں میں دُکھ ہی پائیں گے۔ (۸)

---

۱ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ

۲ وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ۝

۳ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۪

(۹) اور خوشخبری دے ان لوگوں کو جو کہ ایمان لائے۔ اور کام کئے اچھے یہ کہ واسطے ان کے بہشتیں ہیں چلتی ہیں نیچے ان کے نہریں۔ جب دیئے جائیں گے اس میں سے میووں کا رزق۔ کہیں گے یہ چیزیں ہیں۔ جو ہم کو پہلے دی گئی تھیں۔ اور واسطے ان کے بیویاں ہیں ستھری اور ہمیشہ ہے ان کا وہاں رہنا۔ (منزل اوّل۔ پارہ اوّل۔ سورۃ البقر۔ آیت ۲۵)

محقق۔ بھلا اس قرآن کی بہشت میں دنیا سے بڑھ کر کونسی عمدہ شے ہے؟ جو چیزیں دنیا میں ہیں۔ وہی مسلمانوں کے بہشت میں ہیں۔ اور اتنی زیادتی ہے کہ یہاں جیسے آدمی مرتے اور پیدا ہوتے اور آتے جاتے ہیں۔ اس طرح بہشت میں نہیں۔ مگر یہاں کی عورتیں ہمیشہ نہیں رہتیں۔ اور وہاں بیبیاں ہمیشہ رہتی ہیں جب تک قیامت کی رات نہ آئے گی۔ تب تک ان بیچاریوں کے دن کس طرح گزرتے ہوں گے؟ ہاں اگر خدا کی ان پر مہربانی ہوتی ہوگی۔ اور خدا کے ہی بھائے وقت گزارتی ہوں گی۔ تو ٹھیک ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا بہشت گھٹیا گھسیاروں کے گھر لوک اور مندر کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ جہاں کہ عورتوں کی عزت بہت ہے۔ اور ان سے خدا کی محبت بھی مردوں کی نسبت زیادہ ہے۔ کیونکہ خدا نے بیبیوں کو بہشت میں ہمیشہ کے لئے رکھا ہے۔ نہ کہ مردوں کو۔ وہ بیبیاں بلا خدا کی مرضی کے بہشت میں کیونکر ٹھہر سکتی ہیں۔ اگر یہ بات ایسی ہی ہے۔ تو خدا بھی عورتوں میں غلطان ہے۔ (۹)

(۱۰) آدم کو سارے نام سکھائے۔ پھر فرشتوں کے سامنے کر کے کہا جو تم سچے ہو۔ مجھے ان کے نام بتاؤ۔ کہا اے آدم! بتا دے ان کو نام ان کے۔ پس جب بتا دیئے ان کے نام (تو خدا نے فرشتوں سے کہا) کہ میں نے تم سے نہ کہا تھا۔ کہ تحقیق میں زمین اور آسمان کی چھپی چیزوں اور ظاہر اور چھپے اعمالوں کو جانتا ہوں۔ (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر۔ آیت ۳۰ تا ۳۳)

محقق۔ بھلا اس طرح پر فرشتوں کو دھوکا دے کہ اپنی بڑائی کرنا خدا کا کام ہو سکتا ہے؟ یہ تو ایک دم جہل (نادانی) کی بات ہے۔ اس کو کوئی عالم نہیں مان سکتا۔ اور نہ ایسا عورہ کہہ سکتا ہے۔ کیا ایسی باتوں سے ہی خدا اپنی کرامات جمانا چاہتا ہے؟ ہاں جنگلی لوگوں میں کوئی کیسا ہی پاکھنڈ چلا لیجے۔ چل سکتا ہے شائستہ آدمیوں میں نہیں۔ (۱۰)

(۱۱) جب ہم نے فرشتوں سے کہا۔ سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا۔ بہ شیطان کے نہ مانا۔ اور تکبر کیا

---

۵۱ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

۵۲ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰۗىِٕكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَاۗءِ هٰٓؤُلَاۗءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝

کیونکہ وہ بھی ایک کافر تھا[1] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقرہ آیت ۳۴)

تحقیق۔ اس سے (ثابت ہوا۔) خدا ہمہ دان نہیں۔ یعنی ماضی حال مستقبل کی باتیں پورے طور پر نہیں جانتا تھا۔ تو شیطان کو پیدا ہی کیوں کیا؟ اور خدا میں کچھ جلال بھی نہیں ہے۔ کیونکہ شیطان نے خدا کا حکم ہی نہ مانا۔ اور خدا اس کا بھی کچھ نہ کر سکا۔ اور دیکھئے ایک کافر شیطان نے خدا کے بھی چھکے چھڑا دیئے۔ پس مسلمانوں کے خیال میں جہاں کروڑوں کافر ہیں۔ وہاں مسلمانوں کے خدا اور مسلمانوں کی کیا پیش چل سکتی ہے؟ کبھی کبھی خدا بھی کسی کی ہمایتی بٹھا دیتا ہے۔ اور کسی کو گمراہ کر دیتا ہے۔ خدا نے یہ باتیں شیطان سے سیکھی ہوں گی۔ اور شیطان نے خدا سے۔ کیونکہ سوائے خدا کے شیطان کا استاد اور کوئی نہیں ہو سکتا۔(۱۱)

(۱۲) اور کہا ہم نے کہ اے آدم تو اور تیری جورو بہشت میں رہو کر مزے سے کھاؤ۔ تم بافراغت جہاں چاہو پھرو۔ مت نزدیک جاؤ اس درخت کے کہ گنہگار ہو جاؤ گے۔ شیطان نے ان کو گمراہ کیا۔ اور ان کو بہشت سے الگ کر دیا۔ تب ہم نے کہا۔ کہ اترو۔ بعض تمہارے میں بعض کے دشمن ہیں۔ اور تمہارا ٹھکانہ زمین پر ہے۔ اور ایک وقت تک فائدہ ہے۔ پس سیکھ لیں آدم نے پروردگار اپنے سے کچھ باتیں۔ پس وہ زمین پر آ گیا[2] (منزل ۱۔ سیپارہ ۱۔ سورۃ البقرہ آیت ۳۵-۳۶-۳۷)

تحقیق۔ دیکھئے خدا کی کم علمی۔ ابھی تو بہشت میں رہنے کا اعزاز بخشا۔ اور ابھی کہا۔ کہ نکلو۔ اگر آئندہ کی باتوں کو جانتا ہوتا۔ تو (بہشت میں رہنے کا) حکم ہی کیوں دیتا؟ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہکانے والے شیطان کو سزا دینے سے (خدا بھی) قاصر ہے۔ وہ درخت کس لئے پیدا کیا تھا؟ کیا اپنے لئے یا دوسرے کے لئے؟ اگر دوسروں کے لئے تو کیوں (آدم کو) روکا؟ اس لئے ایسی باتیں نہ خدا کی اور نہ اس کی بنائی ہوئی کتاب کی ہو سکتی ہیں۔

آدم صاحب خدا سے کتنی باتیں سیکھ آئے تھے؟ اور جب زمین پر آدم صاحب آئے۔ تب کس طرح سے آئے؟ کیا وہ بہشت پہاڑ پر ہے یا آسمان پر؟ اس سے کیونکر اتر آئے؟ کیا یہ خدا کی مانند اڑ کر یا پتھر کی طرح گر کر؟ یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جب آدم صاحب خاک سے بنائے گئے۔ تو ان کے بہشت میں بھی خاک ہو گی۔ اور جتنے وہاں فرشتے وغیرہ ہیں وہ بھی خاک کے ہوں گے۔ کیونکہ خاک کے جسم بغیر اعضا نہیں بن سکتے۔ اور خاکی جسم ہونے کی وجہ سے مرنا بھی ضرور لازم آئے گا۔ اگر وہاں موت ہوتی ہے۔ تو وہاں سے (بعد موت) کہاں جاتے ہیں؟ اگر موت نہیں ہوتی۔ تو ان کی پیدائش بھی نہیں ہونی چاہیئے جب پیدائش ہے۔ تو موت بھی ضروری ہے۔ ایسی صورت میں قرآنی کا یہ لکھنا کہ بیبیاں ہمیشہ بہشت میں

---

[1] وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۡ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ

[2] وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ

رہتی ہیں۔ جھوٹا ہو جائے گا۔ کیونکہ ان کو بھی مرنا ہوگا جب یہ حالت ہے۔ تو بہشت میں جانے والوں کی بھی موت مردی ہوگی۔ (۱۲)

(۱۳) اس دن سے ڈرو۔ کہ جب کوئی شخص کسی شخص پر بھروسہ نہ رکھے گی۔ اور نہ اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔ نہ اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ اور نہ وہ مدد پائیں گے[۱]۔ (منزل ۱۔ پارہ ۱ سورۃ البقر آیت ۴۸)

محقق۔ کیا اب نہ ڈریں؟ برائی کرنے سے ہمیشہ ڈرنا چاہیئے۔ جب سفارش نہ مانی جائے گی۔ تو پھر (یہ بات کہ پیغمبر کی شہادت یا سفارش سے خدا بہشت دے گا۔ کیونکر سچ ہو سکے گی؟ کیا خدا بہشت والوں کا ہی مددگار ہے۔ دوزخ والوں کا نہیں؟ اگر ایسا ہے۔ تو خدا طرفدار ہے۔ (۱۴)

(۱۴) ہم نے موسیٰ کو کتاب اور معجزے دیئے۔ ہم نے ان کو کہا۔ کہ تم ذلیل بندر ہو جاؤ۔ یہ ایک ڈر دکھایا جو اُن کے زمانہ اور پیچھے اُن کے تمام کو اور ہدایت ایمان داروں کو[۲]۔ (منزل اوّل۔ پارہ اوّل سورۃ البقر۔ آیت ۵۱ ۔ ۶۵)

محقق۔ اگر موسیٰ کو کتاب دی تھی۔ تو قرآن کا ہونا فضول ہے۔ یہ بات جو بائیبل اور قرآن میں لکھی ہے کہ اس کو معجزے کرنے کی طاقت دی تھی۔ قابل قبول نہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوا تھا۔ تو اب بھی ہوتا۔ اگر اب نہیں ہوتا۔ تو پہلے بھی نہیں ہوا تھا۔ جیسے خود غرض لوگ آج کل بھی بے جملوں کے درمیان عالم بن جاتے ہیں۔ ویسے ہی اس زمانہ میں بھی مکر کیا ہوگا۔ کیونکہ خدا اور اس کے خادم اب بھی موجود ہیں۔ تو اس وقت خدا معجزے کرنے کی طاقت کیوں نہیں دیتا۔ اور نہ وہ معجزے کر سکتے ہیں۔ اگر موسیٰ کو کتاب دی تھی۔ تو دوبارہ کتاب دینے کی کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ اگر بھلائی برائی کرنے نہ کرنے کا اپدیش سب جگہ یکساں ہے۔ تو دوبارہ مختلف کتابوں کے بنانے سے تکرار لازم آتا ہے۔ کیا خدا اس کتاب میں جو کہ موسیٰ کو دی تھی۔ کچھ بھول گیا تھا؟ اگر خدا نے "ذلیل بندر ہو جاؤ" محض ڈرانے کے لئے کہا تھا۔ تو اس کا کہنا خلط ہوا۔ یا اس نے دھوکا دیا جو ایسی باتیں کرتا ہے۔ وہ خدا نہیں۔ اور جس کتاب میں ایسی باتیں ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتیں۔ (۱۴)

(۱۵) اس طرح خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔ کہ تم سمجھو[۳]۔ (منزل اوّل۔ پارہ اوّل۔ سورۃ البقر۔ آیت ۷۳)

محقق۔ اگر مردوں کو خدا زندہ کرتا تھا۔ تو اب کیوں نہیں کرتا؟ کیا وہ قیامت کی رات تک قبروں

---

[۱] وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

[۲] وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ ..... فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

[۳] كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۝

میں پڑیں رہیں گے۔ کیا آج کل وعدہ پورے ہیں؟ کیا اتنی ہی خدا کی نشانیاں ہیں؟ کیا زمین سورج چاند وغیرہ نشانیاں نہیں ہیں؟ کیا کائنات میں جو گوناگوں مخلوقات سامنے نظر آتی ہے۔ یہ کوئی کم نشانیاں ہیں؟ (۱۵)

(۱۶) وہ ہمیشہ کے لئے بہشت میں رہنے والے ہیں[1] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ آیت ۸۲)

محقق۔ چونکہ جیو (روح) غیر متناہی گناہ و ثواب کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے ہمیشہ کے لئے بہشت یا دوزخ میں نہیں رہ سکتے۔ اور اگر خدا ایسا کرے۔ تو وہ ظالم اور لاعلم ٹھہرے۔ اگر ایسا نہ کی رات انصاف ہوگا۔ تو انسانوں کے گناہ و ثواب برابر ہونے چاہئیں۔ اگر اعمال غیر متناہی نہیں ہیں۔ تو ان کا ثمرہ غیر متناہی کیونکر ہو سکتا ہے؟ اور (مسلمان لوگ) دنیا کی پیدائش سات آٹھ ہزار برسوں سے بھی کم بتلاتے ہیں۔ کیا اس سے پیشتر خدا نکما بیٹھا رہا تھا۔ اور کیا قیامت کے پیچھے بھی نکما رہے گا؟ یہ باتیں لڑکوں کی باتوں کی مانند ہیں۔ کیونکہ پرمیشور کے کام ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔ اور جس قدر کسی کے گناہ و ثواب ہوتے ہیں۔ ان کے مطابق ہی اس کو وہ ثمر دیتا ہے۔ لہٰذا قرآن کی یہ بات سچی نہیں ہے۔ (۱۶)

(۱۷) اور جب لیا ہم نے عہد تمہارا۔ نہ بہاؤ تم لہو اپنے آپس کے اور نہ نکالو کسی کو گھروں میں اپنے سے۔ پھر عہد کیا تم نے اور تم شاہد ہو۔ پھر تم وہ لوگ ہو۔ کہ مارڈالتے ہو۔ آپس میں اپنے کو اور نکال دیتے ہو ایک فرقے کو آپ میں سے گھروں ان کے سے[2]۔ (منزل ۱۔ پارہ ۱ سورۃ البقر آیت ۸۳۔۸۴)

محقق۔ بھلا عہد کرنا اور کرانا محدود العقل آدمیوں کی بات ہے یا خدا کی جب خدا ہمہ دان ہے۔ تو ایسی بیہودہ باتیں دنیادار لوگوں کی مانند کیوں کرے گا؟ آپس میں لہو نہ بہانا اور اپنے ہم مذہبوں کو گھر سے نہ نکالنا اور دوسرے مذہب کے لوگوں کا خون بہانا اور گھر سے انہیں نکال دینا بھلا کونسی اچھی بات ہے۔ یہ تو بے علمی اور طرفداری سے بھری ہوئی فضول بات ہے۔ کیا خدا پہلے ہی سے نہیں جانتا تھا۔ کہ یہ اقرار کے خلاف کریں گے؟ اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کا خدا بھی عیسائیوں کے خدا کی بہت سی صفات رکھتا ہے۔ یہ قرآن اللہ تعالیٰ مستغنی عن الغیر نہیں۔ کیونکہ اس کی تھوڑی سی باتوں کو چھوڑ کر باقی سب باتیں بائیبل کی ہیں۔ (۱۷)

(۱۸) یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ مول لیا زندگی کو بدلے آخرت کے۔ پس دھیلا کیا جائے گا۔ ان سے عذاب اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے[3] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر آیت ۸۶)

---

[1] خٰلِدُوْنَ فِيْهَا

[2] وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ

[3] ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ

[4] اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ

محقق۔ بھلا ایسی حسد و عداوت کی باتیں کبھی خدا کی طرف سے ہو سکتی ہیں۔ جن لوگوں کے گناہ ہلکے کیے جائیں گے۔ یا جن کو مدد دی جائے گی۔ وہ کون ہیں؟ اگر وہ گنہگار ہیں۔ اور گناہوں کی سزا دیئے بغیر ہلکے کئے جائیں گے۔ تو بے انصافی ہوگی۔ جو سزا دے کر ہلکے کئے جائیں گے۔ تو جن کا بیان اس آیت میں ہے۔ وہ بھی سزا پاکر ہلکے ہو سکتے ہیں۔ اور سزا دے کر بھی ہلکے نہ کئے جائیں گے۔ تو بھی بے انصافی ہوگی۔ اگر گناہوں سے ہلکے کئے جانے والوں سے مطلب پرہیزگاروں سے ہے۔ تو ان کے گناہ تو آپ ہی ہلکے ہیں۔ خدا کیا کرے گا؟ اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ تحریر (کسی) عالم کی نہیں اور واقعی دھرماتماؤں کو سکھ اور ادھرمیوں کو دکھ ان کے اعمال کے مطابق ہمیشہ دینا چاہیئے (۱۸)

(۱۹) اور بالتحقیق دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور پیچھے ہم پیغمبروں کو لائے۔ اور دیئے ہم نے عیسیٰ بیٹے مریم کو معجزے ظاہر یعنی خدائی طاقت اور قوت دی ہم نے اس کو ساتھ روح پاک کے۔ پھر بھلا جب آیا تمہارے پاس پیغمبر ساتھ اس چیز کے کہ نہیں چاہتے جی تمہارے تکبر کیا تم نے۔ پس ایک فرقے کو جھٹلایا تم نے اور ایک فرقے کو مار ڈالتے ہو[۱] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر۔ آیت ۸۷)

محقق۔ جب قرآن میں شہادت ہے۔ کہ موسیٰ کو کتاب دی۔ تو اس کا ماننا مسلمانوں کے لئے لازم آیا اور جو جو اس کتاب میں نقص ہیں۔ وہ بھی مسلمانوں کے مذہب میں آگئے۔ اور معجزے کی باتیں سب فضول ہیں۔ اور سادہ لوح آدمیوں کے بہکانے کے واسطے گھڑی گئی ہیں۔ کیونکہ قانون قدرت اور علم کے برخلاف تمام باتیں جھوٹی ہی ہوا کرتی ہیں۔ اگر اس وقت معجزے تھے۔ تو اب کیوں نہیں ہوتے؟ چونکہ اس وقت نہیں ہوتے۔ اس وقت بھی نہیں ہوتے تھے۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں (۱۹)

(۲۰) اور اس سے پہلے کافروں پر فتح چاہتے تھے۔ جو کچھ پہچانا تھا۔ جب ان کے پاس وہ آیا جھٹ کافر ہو گئے۔ کافروں پر لعنت ہے اللہ کی[۲] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر آیت ۸۹)

محقق۔ جس طرح تم غیر مذہب والوں کو کافر کہتے ہیں۔ اسی طرح کیا وہ تم کو کافر نہیں کہتے؟ اور وہ اپنے مذہب کے خدا کی طرف سے تم کو (لعنت دیتے ہیں۔ پھر کہو۔ کون سچا اور کون جھوٹا ہے جب غور سے دیکھتے ہیں۔ تو سب مذاہب والوں میں جھوٹ پایا جاتا ہے۔ اور جو سچ ہے۔ وہ سب میں یکساں ہے۔ یہ سب جھگڑے جہالت کے ہیں۔ (۲۰)

(۲۱) خوشخبری ایمان داروں کو۔ اللہ فرشتوں پیغمبروں۔ جبرائیل اور میکائیل کا جو دشمن ہے اللہ بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے[۳] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر۔ آیت ۹۷-۹۸)

---

[۱] وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۠ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝

[۲] وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

محقق جب مسلمان کہتے ہیں۔ کہ خدا لاشریک ہے۔ پھر یہ فوج کی فوج شریک کہاں سے کر دی؟ کیا جانوروں کا دشمن ہے۔ وہ خدا کا بھی دشمن ہے؟ اگر ایسا ہے۔ تو ٹھیک نہیں۔ کیونکہ خدا کسی کا دشمن نہیں ہو سکتا۔ (۲۱)

(۲۲) اور کہو۔ کہ معافی مانگتے ہیں۔ ہم معاف کریں گے تمہارے گناہ اور زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو[1] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر۔ آیت ۵۸)

محقق۔ بھلا یہ خدا کی ہدایت سب کو گنہگار بنانے والی ہے یا نہیں؟ کیونکہ جب گناہ معاف ہونے کا سہارا آدمیوں کو ملتا ہے۔ تب گناہوں سے کوئی بھی نہیں ڈرتا۔ اس واسطے ایسا کہنے والا خدا اور یہ خدا کی بنائی ہوئی کتاب نہیں ہو سکتی۔ وہ عادل ہے۔ بے انصافی کبھی نہیں کرتا۔ اور گناہ کرنے سے توبہ بے انصاف ہو جاتا ہے۔ (۲۲)

(۲۳) جب موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے پانی مانگا۔ ہم نے کہا تھا۔ اپنا عصا پتھر پر مار۔ اس میں سے بارہ چشمے بہ نکلے[2] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر۔ آیت ۵۹)

محقق۔ دیکھئے ان ناممکن باتوں جیسی باتیں۔ دوسرا شخص کیا کہے گا۔ ایک پتھر پر عصا مارنے سے بارہ چشموں کا نکلنا بالکل ناممکن بات ہے۔ ہاں اس پتھر کو اندر سے خالی کر کے اس میں پانی بھرنے اور زیادہ سوراخ کرنے سے ایسا ہونا ممکن ہے۔ ورنہ نہیں۔ (۲۳)

(۲۴) اور اللہ خاص کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ[3] (منزل ۱ پارہ ۱ سورۃ البقر۔ آیت ۱۰۵)

محقق۔ کیا جو مخصوص اور رحم کئے جانے کے لائق نہیں۔ اس کو بھی (خدا) مخصوص کرتا اور اس پر رحم کرتا ہے؟ اگر ایسا ہے۔ تو خدا بڑا گڑبڑ مچانے والا ہے۔ پھر اچھا کام کون کرے گا؟ اور برے کام کون چھوڑے گا؟ کیونکہ (ایسی صورت میں) خدا کی مرضی پر انسان انحصار رکھیں گے نہ کہ اعمالوں کے نتائج پر۔ اس گڑبڑ کی وجہ سے تو سب نیک اعمال کرنے سے دست بردار ہو جائیں گے۔ (۲۴)

(۲۵) ایسا نہ ہو کہ کافر لوگ حسد کر کے تم کو ایمان سے منحرف کر دیں۔ کیونکہ ان میں سے ایمان والوں کے بہت سے دوست ہیں[4] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر۔ آیت ۱۰۸)

محقق۔ اب دیکھئے خدا ہی ان کو یاد دلاتا ہے۔ کہ تمہارے ایمان کو کافر لوگ نہ گرا دیں۔ کیا وہ ہمدان نہیں ہے؟ ایسی باتیں خدا کی نہیں ہو سکتیں۔ (۲۵)

---

[1] وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

[2] وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۭ

[3] وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

[4] شاہ عبدالحق وغیرہ مفسرین نے اس آیت کا ترجمہ یہ دیا ہے۔ دل چاہتا ہے۔ بہت کتاب والوں کا

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ

(۲۶) تم جدھر منہ کرو۔ اُدھر ہی منہ اللہ کا ہے[1] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر۔ آیت ۱۱۵)

محقق۔ اگر یہ بات سچی ہے۔ تو مسلمان قبلہ کی طرف منہ کیوں کرتے ہیں؟ اگر کہیں۔ کہ ہم کو قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے۔ تو یہ بھی حکم ہے۔ کہ چاہے جس طرف کو منہ کرو۔ کیا ایک بات سچی اور دوسری جھوٹی ہوگی؟ اگر اللہ کا منہ ہے۔ تو وہ سب طرف ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ایک منہ ایک طرف ہے گا سب طرف کیونکر ہے گا۔ اس واسطے یہ مؤنہ دل نہیں۔ (۲۶)

(۲۷) جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ جب وہ کچھ کرنا چاہتا ہے۔ تو (یہ نہیں کہ اس کو کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ) اُسے کہتا ہے۔ کہ ہو جا۔ بس ہو جاتا ہے[2] (منزل ۱۔ پارہ ۱ سورۃ البقر۔ آیت ۱۱۶)

محقق۔ بھلا جب خدا نے حکم دیا۔ کہ ہو جا۔ تو یہ حکم کس نے سُنا۔ اور کس کو سُنایا گیا۔ اور کون بن گیا؟ کس علت سے بنایا گیا جب یہ دیکھتے ہیں۔ کہ آفرینش سے پہلے ماسوائے خدا کے کوئی بھی دوسری چیز نہ تھی۔ تو یہ دُنیا کہاں سے ہوئی۔ علت کے بغیر معلول نہیں ہوتا۔ تو اتنا بڑا عالم علت کے بغیر کہاں سے ہو گیا؟ یہ بات صرف لڑکپن کی ہے

مجیب۔ نہیں نہیں خدا کی مرضی سے۔ محقق۔ کیا تمہاری مرضی سے مکھی کی ایک ٹانگ بھی بن سکتی ہے؟ جو کہتے ہو۔ کہ خدا کی خواہش سے یہ ساری دُنیا بن گئی؟ مجیب۔ خدا قادر مطلق ہے اس واسطے جو چاہے کر لیتا ہے۔ محقق۔ قادرِ مطلق کے کیا معنے ہیں؟ مجیب جو چاہے سو کر سکے۔

محقق۔ کیا خدا دوسرا خدا بھی بنا سکتا ہے؟ اپنے آپ مر سکتا ہے؟۔ جاہل۔ بیمار اور لاعلم بھی بن سکتا ہے؟

مجیب۔ ایسا کبھی نہیں بن سکتا۔ محقق۔ اس لئے خدا اپنے اور دوسروں کے وصف عمل فطرت کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ جیسے دُنیا میں کسی چیز کے بننے میں تین اشیا پہلے ضروری ہوتی ہیں ایک فاعل جیسے کمہار۔ دوسرا بننے والا مثلاً گھڑا بنانے والی مٹی۔ اور تیسرا اس کا ذریعہ جس سے گھڑا بنایا جاتا ہے جس طرح کمہار مٹی اور آلہ کے ذریعہ گھڑا بناتا ہے۔ اور بننے والے گھڑے کے پہلے کمہار۔ مٹی اور آلات موجود ہوتے ہیں۔ ویسے ہی دُنیا کے بننے سے پہلے اس کی علت مادی یعنی پرکرتی تھی۔ اور ان سب کے اوصاف، افعال و فطرت ازلی ہیں۔ اس لئے یہ قرآن کی بات بالکل ناممکن ہے۔ (۲۷)

(۲۸) جب ہم نے لوگوں کے لئے کعبہ کو مقدس اور امن دینے والی جگہ بنایا۔ تم نماز کے واسطے ابراہیم کی جگہ کو پکڑو[3] (منزل ۱۔ پارہ ۱ سورۃ البقر۔ آیت ۱۲۵)

محقق۔ کیا کعبے کے پہلے خدا نے مقدس جگہ کوئی بھی نہیں بنائی تھی؟ اگر بنائی تو کعبہ کے بنانے کی کچھ

---

[1] فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط کہ کسی طرح تم کو پھیر کر مسلمان تم سے پیچھے کافر کر دیں۔ حسد کے اپنے اندر سے بعد اس کے کہ بعد اس کے کل جن کا ان پر حق۔"

[2] بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

[3] وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ط وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ط

بھی ضرورت نہ تھی۔ اگر نہیں بنائی تھی۔ تو پہلے سے پیدا ہوئے لوگوں کو مقدس جگہ سے محروم ہی کیوں رکھا تھا؟ پہلے خدا کو مقدس جگہ بنانے کی یاد نہ رہی ہوگی۔ (۲۸)

(۲۹) وہ کون ہیں۔ جو ابراہیم کے دین سے پھر جاویں۔ مگر وہ جس نے اپنی روح کو جاہل بنایا اور تحقیق ہم نے دنیا میں اس کو پسند کیا۔ اور حقیقت میں آخرت میں وہی نیک ہیں[1]۔ (منزل ۱۔ سیپارہ ۱۔ سورۃ البقر آیت ۱۲۰)

محقق۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ جو ابراہیم کے دین کو نہیں مانتے۔ وہ سب جاہل ہیں۔ ابراہیم کو خدا نے پسند کیا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ اور اگر دین دار ہونے کے سبب کیا۔ تو دین دار بھی بہت سے ہو سکتے ہیں۔ اور اگر بلا دین دار ہونے کے پسند کیا۔ تو بے انصافی ہوئی۔ ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔ کہ جو دھرما تما ہے۔ وہ خدا کو عزیز ہوتا ہے۔ اور ہی نہیں۔ (۲۹)

(۱۴۰) تحقیق ہم تیرے منہ کو آسمان کی طرف پھرتا دیکھتے ہیں۔ سو ہم تجھے اس قبلے کی طرف پھیریں گے۔ کہ پسند کرے تو جس کو پس اپنا منہ مسجد الحرام کی طرف پھیر۔ جہاں کہیں تم ہو۔ اپنا منہ اس کی طرف پھیرو[2]۔ (منزل اوّل۔ سیپارہ دوم۔ سورۃ البقر۔ آیت ۱۴۵)

محقق۔ کیا یہ چھوٹی بت پرستی ہے۔ نہیں نہیں بڑی ہے۔

مجیب۔ ہم مسلمان لوگ بت پرست نہیں ہیں۔ بلکہ بت شکن (بتوں کو توڑنے والے) ہیں۔ کیونکہ ہم قبلہ کو خدا نہیں سمجھتے۔

محقق۔ جن کو تم بت پرست سمجھتے ہو۔ وہ بھی ان بتوں کو خدا نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کے سامنے خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر تم بت شکن ہو۔ تو تم نے بڑے بت یعنی اس مسجد قبلہ کو کیوں نہ توڑا؟

مجیب۔ واہ صاحب! ہمارے لئے قبلہ کی طرف منہ پھیرنے کا قرآن میں حکم ہے اور ان کے لئے وید میں نہیں ہے۔ پھر وہ بت پرست کیوں نہیں۔ اور ہم کیوں ہیں؟ کیونکہ ہم کو تو خدا کا حکم بجا لانا ضروری ہے۔

محقق۔ جیسے تمہارے لئے قرآن میں حکم ہے۔ ویسے ہی ان کے لئے پورانوں میں حکم ہے۔ جیسے تم قرآن کو خدا کا کلام سمجھتے ہو۔ ویسے ہی پورانی بھی پورانوں کو خدا کے اوتار ویاس جی کا کلام سمجھتے ہیں۔ بت پرستی کے لحاظ سے تم میں اور پورانیوں میں صرف اتنا فرق ہے۔ کہ تم بڑے بت پرست ہو۔ اور وہ چھوٹے بت پرست ہیں۔ تمہاری تو اس آدمی کی سی حالت ہے۔ جو اپنے گھر سے گھسی ہوئی بلی کو نکالنے لگے۔ اور اس کے گھر میں اونٹ گھس آئے۔ ویسے ہی محمد صاحب نے چھوٹے بت کو مسلمانوں کے مذہب سے نکالا۔ لیکن بڑا بت جو پہاڑ کی مانند مکہ کی مسجد ہے وہ تمام مسلمانوں کے

[1] وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

[2] قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاۗءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۝

مذہب میں داخل کر دیا کیا یہ چھوٹی بت پرستی ہے؟ ہاں جیسے ہم لوگ وید کو (وید کے ماننے) اور اس پر عمل کرنے والے ہیں۔ ویسے ہی تم لوگ بھی وید کو ہو جاؤ۔ تو بت پرستی وغیرہ برائیوں سے بچ سکو گے ورنہ نہیں۔ جب تک اپنی بڑی بت پرستی دور نہ کر دو۔ تب تک تمہیں دوسرے چھوٹے بت پرستوں کی تردید کرنے سے سرسار ہو کر علیحدہ رہنا چاہیئے۔ اور اپنے کو بت پرستی سے باندھ کر پاک کرنا چاہیئے ۱۲

(۱۳۱) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں۔ اُن کے لئے یہ مت کہو۔ کہ یہ مُردے ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکے (منزل ۱۔ پارہ ۲۔ سورۃ البقر۔ آیت ۱۵۵)

محقق ۔ بھلا خدا کی راہ میں مرنے مارنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ کیوں نہیں کہتے۔ کہ یہ بات اپنا مطلب پورا کرنے کے لئے ہے۔ (یعنی) یہ لالچ دیں گے۔ تو خوب لڑیں گے۔ اپنی فتح ہوگی۔ مارنے سے ڈر دینگے لوٹ مار کرنے سے مال و متاع حاصل ہوگی۔ بعد ازاں گلچھرے اڑائیں گے۔ اپنی مطلب براری کے لئے اس قسم کی اُلٹی باتیں گھڑی ہیں۔ (۱۳۱)

(۱۳۲) اور یہ کہ اللہ سخت تکلیف دینے والا ہے۔ شیطان کے پیچھے مت چلو۔ یقیناً وہ صریح تمہارا دشمن ہے
اس کے سوائے اور کچھ نہیں۔ کہ برائی اور بے شرمی کی اجازت دے۔ اور یہ کہ تم کہو اللہ پر جو نہیں جانتے لیکے
(منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر۔ آیت ۱۶۷۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰)

محقق ۔ کیا تمہارا خدا بندوں کو عذاب دینے والا اور نیکوں پر رحم کرنے والا ہے؟ یا مسلمانوں پر رحم کرنے والا اور دوسروں کو عذاب دینے والا ہے؟ موخر الذکر صورت میں وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر خدا طرفدار نہیں ہے۔ تو جو آدمی جس جگہ دھرم کرے گا خدا اس پر رحم اور جو ادھرم کرے گا اس کو سزا دے گا۔ ایسی حالت میں محمد صاحب اور قرآن کو شفیع ماننا ضروری نہ رہا۔ اور جب سب سے بڑائی کرانے والا ہر ایک انسان کا دشمن شیطان ہے۔ اس کو خدا نے پیدا ہی کیوں کیا؟ کیا وہ آئندہ کی بات نہیں جانتا تھا۔ اگر کہو کہ جانتا تھا لیکن آزمائش کے لئے بنایا۔ تو بھی درست نہیں۔ کیونکہ آزمائش کرنا محدود العلم کا کام ہے۔ ہمدان (خدا) سب روحوں کے اچھے برے اعمال کو ٹھیک ٹھیک جانتا ہے۔ اگر شیطان سب کو بہکاتا ہے۔ تو شیطان کو کس نے بہکایا۔ اگر کہو شیطان خود بخود بہکایا جاتا ہے۔ تو اور بھی خود بہک سکتے ہیں۔ درمیان میں شیطان کا کیا کام؟ اور اگر خدا ہی نے شیطان کو بہکایا۔ تو خدا شیطان کا بھی شیطان ٹھہرے گا۔ ایسی بات خدا کی نہیں ہو سکتی۔ اور جو کوئی بھی کسی کو بہکاتا ہے۔ وہ بدبخت اور بے علمی کے باعث خود گمراہ ہوتا ہے۔ (۱۳۲)

(۱۳۳) تم پر مردار۔ لہو۔ اور گوشت سور کا حرام ہے اور جس پر اللہ کے سوائے کچھ پکارا جائے ۲ (منزل ۱۔ پارہ ۲ سورۃ البقر آیت ۱۷۳)

---

۱ ۔ لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ

۲ وَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۵ ..... وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۵
اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۵

۳ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۵

محقق ۔ یہاں پر سوچنا چاہیئے ۔ کہ کوئی جانور خواہ خود بخود مرا ہو ۔ یا کسی کے مارنے سے دونوں حالتوں میں وہ مُردار ہے ۔ حال ! ان میں کچھ فرق بھی ہے ۔ تو بھی موت میں کچھ فرق نہیں ۔ اور جب مرداوہ کی ممانعت ہے ۔ تو کیا انسان کا گوشت کھانا روا ہے ؟ کیا یہ بات اچھی ہو سکتی ہے ۔ کہ خدا کے نام سے دشمن وغیرہ کو عذاب سے مار اس کی جان لی جائے ؟ اس سے تو خدا کے نام پر دھبہ لگتا ہے ۔ ہاں خدا نے بلا پورد و جنم یعنی زندگی سابقہ کے گناہوں کے مسلمانوں کے ہاتھ سے جانداروں کو عذاب کیوں دلایا ؟ کیا ان پر رحم نہیں کرتا ؟ ان کو اولاد کی مانند نہیں جانتا ؟ جس جاندار سے زیادہ فائدہ پہنچے ۔ مثلاً گلئے وغیرہ ان کے مارنے کی ممانعت نہ کرنے سے خدا دنیا کو نقصان پہنچانے والا ثابت ہوتا ہے (اور عام طور پر) ایذا رسانی کے گناہ سے (خدا) بدنام بھی ہو جاتا ہے ۔ ایسی باتیں خدا اور خدا کی کتاب کی ہرگز نہیں ہو سکتیں ۔ (۱۳۱)

(۱۳۴) روزہ کی رات تمہارے واسطے حلال کی گئی ۔ کہ رغبت کرنا بیبیوں سے وہ تمہارے واسطے پوشاک ہیں اور تم اُن کے لئے پوشاک ہو ۔ اللہ نے جانا ۔ کہ تم خیانت کرتے ہو ۔ سو اللہ نے معاف کیا تم کو ۔ پس اُن سے ملو اور ڈھونڈو ۔ جو اللہ نے تمہارے واسطے لکھ دیا ہے یعنی اولاد ۔ کھاؤ ۔ پیو ۔ یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے واسطے کالے دھاگے سے سفید دھاگہ ۔ یا رات سے دن نکلے[1] (منزل ۱ ۔ پارہ ۲ سورۃ البقر ۔ آیت ۱۸۸)

محقق ۔ یہ تحقیق ہوتا ہے ۔ کہ جب مسلمانوں کا مذہب جاری ہوا ۔ تب یا اس سے پہلے کسی نے کسی پنڈت سے پوچھا ہو گا ۔ کہ چند راین برت جو ایک مہینہ بھر کا ہوتا ہے ۔ اس کا طریق بیان کرو ۔ شاستر کا طریق یہ ہے ۔ کہ چاند کی کلا کے گھٹنے بڑھنے کے مطابق لقموں کا گھٹانا بڑھانا اور دوپہر کے وقت کھانا کھانا چاہیئے ۔ اس (چندراین برت) کو مسلمانوں نے اس قسم کا بنا لیا ۔ لیکن برت میں مجامعت منع ہے ۔ یہ ایک بات (اُن کے خدا نے بڑھ کر کہہ دی ۔ کہ) تم روزے کی رات کو مجامعت بھی کیا کرو ۔ اور رات میں جتنی دفعہ چاہو کھاؤ ۔ بھلا یہ روزہ کیا ہوا ؟ دن کو نہ کھایا ۔ رات کو کھا لیا ۔ یہ بات قانون قدرت کے خلاف ہے ۔ کہ دن میں نہ کھانا رات کو کھانا (۱۳۴)

(۱۳۵) اللہ کی راہ میں لڑو اُن سے جو تم سے لڑتے ہیں ۔ مارو اُن کو تم جہاں پاؤ ۔ قتل سے کفر بُرا ہے یہاں تک اُن سے لڑو ۔ کہ کفر نہ رہے اور ہو وے دین اللہ کا ۔ انہوں نے جتنی زیادتی کری ہے تم پر اتنی ہی تم اُن کے ساتھ کرو[2] ۔ (منزل ۱ ۔ پارہ ۲ ۔ سورۃ البقر ۔ آیت ۱۹۱ تا ۱۹۳)

---

[1] أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ

[2] وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ ..... وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ..... وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ..... فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ ۔

محقق ۔ اگر قرآن میں ایسی باتیں نہ ہوتیں ۔ تو مسلمان لوگ اتنا بڑا ظلم جو کہ غیر مذاہب والوں پر کیا ہے نہ کرتے ۔ بلا قصور کسی کو مارنا سخت گناہ ہے ۔ ان کے نزدیک مذہب اسلام کا قبول نہ کرنا کفر ہے ۔ اور کفر سے قتل کو مسلمان لوگ اچھا جانتے ہیں ۔ یعنی کہتے ہیں ۔ کہ جو ہمارے دین کو نہ مانے گا ۔ اس کو ہم قتل کریں گے چنانچہ وہ ایسا ہی کرتے رہے ہیں ۔ اور مذہب کی خاطر لڑتے لڑتے اپنی سلطنت وغیرہ کھو کر برباد ہو گئے ۔ ان کا مذہب غیر مذہب والوں سے سخت ظلم کرنا سکھاتا ہے ۔ ان سے پوچھنا چاہیئے ۔ کہ کیا چوری کا عوض چوری ہے ؟ جتنا نقصان ہمارا چور وغیرہ چوری سے کریں ؟ کیا ہم بھی اُن کا چوری سے کریں ۔ یہ بالکل بے انصافی ہے ۔ کیا کوئی جاہل ہم کو گالیاں دے ۔ تو ہم بھی اُس کو گالیاں دیں ؟ یہ بات نہ خدا کی نہ خدا کے متعدد عالم کی اور نہ خدا کی کتاب کی ہو سکتی ہے ۔ یہ تو صرف خود غرض لاعلم آدمی کی ہے ۔ (۳۵)

(۳۶) اور اللہ نہیں دوست رکھتا فساد کو ۔ اے لوگو ! جو ایمان لائے ہو ۔ داخل ہو بیچ اسلام کے[1]

(منزل اوّل ۔ سیپارہ دوم ۔ سورۃ البقر ۔ آیت ۲۰۶)

محقق ۔ اگر خدا فساد نہیں چاہتا ۔ تو کیوں آپ ہی مسلمانوں کو فساد کرنے پر آمادہ کرتا ہے ؟ اور مفسد مسلمانوں سے دوستی کرتا ہے ؟ اگر مسلمانوں کے مذہب میں داخل ہونے سے خدا راضی ہوتا ہے ۔ تو وہ مسلمانوں کا ہی طرفدار ہے ۔ سب دنیا کا خدا نہیں ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ نہ قرآن خدا کا بنایا ہوا نہ اس میں کہا ہوا خدا ہو سکتا ہے ۔ (۳۶)

(۳۷) اور اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے شمار[2] ۔ (منزل ۱ ۔ پارہ ۳ ۔ سورۃ البقر ۔ آیت ۲۱۲)

محقق ۔ کیا بلا نیکی اور بدی کے خدا ایسے ہی رزق دیتا ہے ؟ تو پھر برائی بھلائی کا کرنا یکساں ہے کیونکہ رنج و راحت کا حاصل ہونا اس کی مرضی پر ہے ۔ اس لئے دھرم سے منحرف ہو کر مسلمان اپنی من مانی کرتے ہیں ۔ اور کئی اس قرآن کے فرمودہ پر اعتقاد نہ رکھ کر دھوکا بھی دیتے ہیں ۔ (۳۷)

(۳۸) اور سوال کرتے ہیں تجھ سے حیض کی بابت ۔ جواب دے کہ وہ ناپاکی ہے ۔ پس کنارہ کرو عورتوں سے بیچ حیض کے اور مت نزدیک جاؤ اُن کے ۔ یہاں تک کہ پاک ہوں جب نہالیں ۔ پس جاؤ اُن کے پاس اس جگہ سے کہ حکم کیا تم کو اللہ نے ۔ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو ۔ عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں واسطے تمہارے ۔ پس جاؤ کھیت اپنے میں جس طرح چاہو ۔ تم کہ اللہ تو قسم میں نہیں پکڑتا[3] (منزل ۱ ۔ پارہ ۲ ۔ سورۃ البقر ۔ آیت ۲۲۳ ۔ ۲۲۶)

محقق ۔ ایام حیض میں مجامعت نہ کرنے کا حکم تو اچھا ہے ۔ لیکن عورتوں کو کھیت سے مشابہت دینا اور یہ کہنا کہ جس طرح چاہو اُن کے پاس جاؤ ۔ انسان کی شہوت بھڑکانے کا موجب ہے ۔ اگر خدا

---

[1] وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۝

[2] وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

[3] وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ ..... نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۡ ..... لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ

لو قسم پر نہیں پکڑتا۔ تو سب جھوٹ بولیں گے قسم توڑیں گے۔ اس سے خدا جھوٹ کا اجرا کرنے والا ہو جائے گا۔ (۳۸)

(۳۹) کون ہے وہ جو دے اللہ کو قرض اچھا پس دوگنا کرے اس کو واسطے اس کے۔[1] (منزل ۱۔ پارہ ۳ سورۃ البقر۔ آیت ۲۴۵)

محقق بھلا خدا کو قرض لینے سے کیا مطلب؟ کیا جس نے ساری خلقت کو بنایا۔ وہ انسان سے قرض لیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسا تو بلا سمجھے کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس کا خزانہ خالی ہو گیا تھا۔ کیا اس کو ہنڈی پرپہ سوداگری وغیرہ میں مصروف ہونے سے خسارہ پڑ گیا تھا؟ جو قرض لینے لگا۔ ایک کا دو دو دینا قبول کرتا ہے؟ کیا یہ ساہوکاروں کا کام ہے؟ ایسا کام تو دیوالیوں یا فضول خرچوں یا کم آمدنی والوں کو کرنا پڑتا ہے خدا کو نہیں۔ (۳۹)

(۴۰) ان میں کوئی ایمان لایا۔ اور کوئی کافر ہوا جو اللہ چاہتا نہ لڑتے۔ جو چاہتا ہے۔ اللہ کرتا ہے۔[2]

(منزل ۱۔ پارہ ۳۔ سورۃ البقر۔ آیت ۲۵۳)

محقق ۔ کیا جتنی لڑائیاں ہوتی ہیں۔ وہ خدا ہی کی مرضی سے ہوتی ہیں؟ کیا وہ ادھرم کرنا چاہے تو کر سکتا ہے؟ اگر ایسی بات ہے تو وہ خدا ہی نہیں۔ کیونکہ نیک آدمیوں کا یہ کام نہیں۔ کہ صلح توڑ کر لڑائی کرائیں اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ قرآن نہ خدا کا بنایا اور نہ کسی دین دار عالم کا بنایا ہوا ہے۔ (۴۰)

(۴۱) جو کچھ آسمان اور زمین پر ہے سب اسی کے لئے ہے۔ اس کی کرسی نے آسمان اور زمین کو گھیر لیا ہے[3]

(منزل ۱۔ پارہ ۳۔ سورۃ البقر۔ آیت ۲۵۴)

محقق ۔ جو آسمان اور زمین پر چیزیں ہیں۔ وہ سب انسانوں کے واسطے خدا نے پیدا کی ہیں اپنے واسطے نہیں۔ کیونکہ اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ جب اس کی کرسی ہے۔ تو محدود المکان ہوا۔ جو محدود المکان ہے۔ وہ خدا نہیں کہلاتا۔ کیونکہ خدا تو وہ پاک یعنی ہمہ جا موجود بذاتہٖ ہے۔ (۴۱)

(۴۲) اللہ آفتاب کو مشرق سے لاتا ہے۔ پس تو مغرب سے لے آ۔ تب وہ کافر حیران رہ گیا۔ تحقیق اللہ گنہگاروں کو راہ نہیں دکھاتا[4] (منزل ۱۔ پارہ ۳۔ سورۃ البقر۔ آیت ۲۵۸)

---

[1] مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ ۔ اس آیت کی تفسیر میں تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ ایک آدمی محمد صاحب کے پاس آیا۔ اور اس سے کہا۔ اے رسول اللہ! خدا قرض کیوں مانگتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ تم کو بہشت میں لیجانے کیواسطے۔ اس نے کہا۔ کہ جو آپ ضمانت دیں۔ تو میں دوں۔ محمد صاحب نے اس کو ضمانت دی جب خدا کا اعتبار نہ ہوا۔

[2] فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۪ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ

[3] لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ ... وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ

[4] یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

محقق۔ دیکھئے۔ یہ لاعلمی کی بات ہے۔ آفتاب نہ کبھی مشرق سے مغرب اور نہ مغرب سے مشرق آتا جاتا ہے۔ وہ اپنے محور پر گردش کرتا رہتا ہے۔ اس سے تحقیق جانا جاتا ہے۔ کہ قرآن کے مصنف کو علم ہیئت اور جغرافیہ بھی نہیں آتا تھا۔ اگر گنہگاروں کو راہ نہیں دکھاتا۔ تو پرہیزگاروں کے لئے بھی مسلمانوں کے خدا کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ دھرماتما تو دھرم کی راہ میں ہوتے ہی ہیں۔ جو گمراہ ہیں۔ ان کو راہ دکھانا چاہیئے۔ اس لئے اس فرض کا ادا نہ کرنا قرآن کے مصنف کی بڑی غلطی ہے۔ (۴۲)

(۴۳) کہا پرندوں میں سے چار پرندے لے لے۔ اُن کی صورت پہچان رکھ۔ پھر ہر پہاڑ پر ان سے ایک ایک ٹکڑا رکھ دے۔ پھر ان کو بلا۔ دوڑتے تیرے پاس چلے آئیں گے (منزل ۱۔ پارہ ۳ سورۃ البقر آیت ۲۶۰)

محقق۔ واہ واہ! دیکھو جی مسلمانوں کا خدا شعبدہ بازوں کی طرح کھیل کر رہا ہے۔ کیا ایسی ہی باتوں سے خدائی ظاہر ہوتی ہے۔ عقلمند لوگ ایسے خدا کو خیرباد کہہ کر کنارہ کشی کریں گے۔ اور جاہل لوگ پھنسیں گے۔ اس بھلائی کے عوض برائی اس کے پلے پڑے گی۔ (۴۳)

(۴۴) جس کو چاہے حکمت دیتا ہے[۲] (منزل ۱۔ پارہ ۳۔ سورۃ البقر۔ آیت ۲۶۸)

محقق۔ اگر جس کو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے تو جس کو نہیں چاہتا۔ اس کو حکمت نہیں دیتا ہوگا۔ یہ بات خدا کی نہیں۔ بلکہ جو طرفداری چھوڑ کر سب کو حکمت کی ہدایت کرتا ہے۔ وہی خدا اور سچا واعظ ہوسکتا ہے۔ دوسرا نہیں۔ (۴۴)

(۴۵) پھر جس کو چاہے گا معاف کرے گا جس کو چاہے گا عذاب دے گا۔ کیونکہ وہ سب چیزوں پر قادر ہے[۳] (منزل ۱۔ پارہ ۳۔ سورۃ البقر۔ آیت ۲۸۳)

محقق۔ کیا بخشش کے مستحق کو نہ بخشنا اور غیر مستحق کو بخشنا غیر منصف (گورنمنٹ) بادشاہ کا کام نہیں ہے؟ اگر خدا جس کو چاہتا ہے گنہگار یا دھرماتما بناتا ہے۔ تو روح کو گناہ و ثواب کا کرنے والا نہ کہنا چاہیئے جب خدا نے اس کو ویسا ہی کیا۔ تو انسان کو تکلیف اور راحت بھی نہ ہونی چاہیئے۔ جیسے سپہ سالار کے حکم سے کسی کو کہنے کسی کو مارا۔ یا کسی کی رکھشا کی۔ تو اس کا ثمر حاصل کرنے والا نہیں ہوتا ویسے ہی وہ بھی نہیں۔ (۴۵)

سورۃ العمران (۴۶) کہہ کیا دوں اس سے بہتر خبر پرہیزگاروں کو کہ اللہ کے پاس بہشتیں ہیں جن میں نہریں چلتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہنے والی پاک بیبیاں ہیں۔ اللہ کی خوشی ہے اللہ دیکھتا ہے اپنے بندوں کو[۴] (منزل ۱۔ سیپارہ ۳۔ سورۃ العمران آیت ۱۳)

---

۱ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۲ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۳ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۴ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ

محقق۔ بھلا یہ بہشت ہے یا طوائف خانہ؟ اس کو خدا کہیں یا ترین (عورتوں کا دلدادہ) کیا کوئی بھی عقلمند جس میں ایسی باتیں ہوں۔ خدا کی بنائی ہوئی کتاب۔ مان سکتا ہے؟ خدا طرفداری کیوں کرتا ہے؟ جو بیبیاں بہشت میں ہمیشہ سے رہتی ہیں۔ کیا وہ یہاں سے پیدا ہو کر وہاں گئی ہیں یا وہاں ہی پیدا ہوئی ہیں؟ اگر یہاں سے پیدا ہو کر وہاں گئی ہیں۔ اور قیامت کی رات سے پہلے ہی بیبیوں کو بلا لیا۔ تو ان کے خاوندوں کو کیوں نہ بلا لیا؟ اور قیامت کی رات میں سب کا انصاف ہوگا۔ اس عہد کو کیوں توڑا؟ اگر وہیں پیدا ہوئی ہیں۔ تو قیامت تک وہ کیونکر گذارہ کرتی ہیں؟ اگر ان کے واسطے آدمی بھی ہیں۔ تو یہاں سے بہشت میں جانے والے مسلمانوں کو خدا بیبیاں کہاں سے دے گا؟ اور جیسے بیبیاں بہشت میں ہمیشہ رہنے والی بنائیں۔ ویسے مردوں کو ہمیشہ رہنے والا کیوں نہ بنایا؟ اس واسطے مسلمانوں کا خدا بھی بے انصاف اور ریے کھجہ ہے۔ (۴۶)

(۴۷) تحقیق اللہ کی طرف سے دین اسلام ہے۔[1] (منزل ۱۔ پارہ ۳۔ عمران آیت ۱۸)

محقق۔ کیا اللہ مسلمانوں ہی کا ہے اوروں کا نہیں؟ کیا تیرہ سو برس سے پہلے خدا کا مذہب تھا ہی نہیں؟ اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ قرآن خدا کا بنایا ہوا تو نہیں بلکہ کسی متعصب کا بنایا ہوا ہے۔ (۴۷)

(۴۸) ہر ایک روح کو پورا دیا جائے گا۔ جو کچھ اس نے کمایا۔ اور وہ ظلم کئے جائیں گے۔ کہہ یا اللہ تو ہی ملک کا مالک ہے جس کو چاہے دیتا ہے۔ جس سے چاہے چھینتا ہے جس کو چاہے عزت دیتا ہے جس کو چاہے ذلت دیتا ہے سب کچھ تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ ہر ایک چیز پر تو ہی قادر ہے۔ رات کو دن میں اور دن کو رات میں بٹھاتا ہے۔ اور مردہ کو زندہ سے اور زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے۔ اور جس کو چاہے بیشمار رزق دیتا ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ کافروں کو دوست نہ بنائیں سوائے مسلمانوں کے۔ جو کوئی یہ کرے پس وہ اللہ کی طرف سے نہیں۔ کہہ تم چاہتے ہو اللہ کو تو پیروی کرو میری۔ اللہ چاہے گا تم کو اور تمہارے گناہ معاف کرے گا تحقیق بخشنے والا مہربان ہے۔[2] (منزل ۱۔ پارہ ۳۔ سورۃ العمران آیت ۲۶ تا ۲۹)

محقق۔ جب ہر ایک روح کو اعمال کا پورا پورا ثمرہ دیا جائے گا۔ تو (گناہ) معاف نہیں ہو سکیں گے اور اگر معاف ہوں گے۔ تو پورا ثمرہ نہیں دیا جائے گا۔ اور بے انصافی ہوگی۔ اگر بلا نیک اعمال کے سلطنت دے گا۔ تو بھی غیر منصف ہو جائے گا۔ بھلا زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ کبھی ہو سکتا ہے؟ خدا کا انتظام مکمل اور لازوال ہے۔ کبھی اس میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ اب دیکھئے تعصب

---

[1] اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۚ ف

[2] وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۚ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۖ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۖ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

کی باتیں جو دین اسلام میں نہیں ہیں۔ اُن کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ غیر مذہب کے نیکوکاروں سے بھی دوستی نہ رکھنا۔ اور بد مسلمانوں سے دوستی رکھنے کی تعلیم دینا خدا کے شایاں نہیں۔ اس لئے یہ قرآن اور قرآن کا خدا اور مسلمان لوگ محض تعصب اور بے علمی سے پُر ہیں۔ اور مسلمان لوگ تاریکی میں ہیں۔ اور دیکھئے محمد صاحب کی لیلا۔ کہ اگر تم میری طرف ہو گے۔ تو خدا تمہاری طرف ہو گا۔ اگر تم تعصب کا گناہ کرو گے۔ تو اس کی معافی بھی کرے گا۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ محمد صاحب کی نیت صاف نہ تھی اور یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ محمد صاحب نے اپنی مطلب براری کے لئے قرآن بنوایا یا بنایا ہے۔ (۴۸)

(۴۹) جس وقت کہا فرشتوں نے کہ اے مریم! ..... تجھ کو اللہ نے برگزیدہ کیا۔ اور پاک کیا اور دنیا کی عورتوں کے[1]۔ (منزل ۱۔ پارہ ۳۔ سورۃ العمران۔ آیت ۴۰)

محقق ۔ بھلا جب آج کل خدا کے فرشتے اور خدا کسی سے باتیں کرنے کو نہیں آتے۔ تو پہلے کیونکر آتے ہوں گے۔ اگر کہو کہ پہلے کے آدمی دیندار تھے۔ آج کل کے نہیں۔ تو یہ بات غلط ہے جب عیسائی اور مسلمانوں کا مذہب چلا تھا۔ تو اس وقت ان ملکوں میں جنگلی اور بے علم زیادہ تھے اسی واسطے ایسے خلاف از علم مذہب چل گئے۔ اب عالم و فاضل زیادہ ہیں۔ اس وجہ سے ایسا مذہب (اب) چل نہیں سکتا۔ بلکہ جو جو ایسے ردی مذہب ہیں وہ معدوم ہوتے جاتے ہیں۔ اُن کے ترقی پانے کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ (۴۹)

(۵۰) اس کو کہتا ہے کہ ہو۔ بس ہو جاتا ہے۔ اور مکر کیا کافروں نے اور مکر کیا۔ اللہ نے اور اللہ بہتر مکر کرنے والا ہے[2]۔ (منزل ۱۔ پارہ ۳۔ سورۃ العمران۔ آیت ۴۵۔ ۵۴)

محقق ۔ جب مسلمان لوگ خدا کے سوائے دوسرا (کوئی) چیز نہیں جانتے۔ تو خدا نے کس سے کہا؟ اور اس کے کہنے سے کون ہو گیا؟ اس بات کا جواب مسلمان لوگ سات جنم بھی نہیں دے سکیں گے۔ کیونکہ علت کے بغیر معلول ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلا علت کے معلول کا کہنا ایسی بات ہے۔ جیسے کوئی کہے۔ کہ بلا والدین کے میرا جنم ہو گیا۔ جو دھوکا کھاتا ہے یا مکر و فریب کرتا ہے۔ وہ خدا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ (خدا تو درکنار) شریف آدمی بھی ایسا کام نہیں کرتا ہے۔ (۵۰)

(۵۱) کیا یہ کفایت نہ کرے گا۔ تم کو مدد کرے تم کو اللہ ساتھ تین ہزار فرشتوں کے[3]۔ (منزل ۱۔ پارہ ۴۔ سورۃ العمران۔ آیت ۱۲۳)

محقق ۔ اگر مسلمانوں کو تین ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد دیتا ہے۔ اور اب جب کہ ان کی بادشاہت بہت سی برباد ہو گئی اور ہو رہی ہے۔ کیوں مدد نہیں دیتا؟ اس لئے یہ صرف جاہلوں کو للچ دیکر پھنسانے کا ڈھکوسلہ ہے۔ (۵۱)

---

[1] وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

[2] وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ..... وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝

[3] اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝

(۵۲) اور مدد دے ہم کو اوپر قوم کافروں کے۔ بلکہ اللہ کارساز تمہارا ہے۔ اور وہ بہتر ہے مدد کرنے والا۔ اور اگر مارے جاؤ تم بیچ راہ اللہ کے یا مر جاؤ تم۔ البتہ بخشش طرف اللہ کے ہے[1] (منزل ۱۔ پارہ ۴ سورۃ العمران آیت ۱۴۲۔ ۱۴۵۔ ۱۵۱)

محقق۔ دیکھئے مسلمانوں کی غلطی۔ کہ جو اپنے مذہب کے نہیں۔ اُن کے مارنے کے واسطے خدا سے دعا کرتے ہیں۔ کیا خدا سادہ لوح ہے۔ جو ان کی بات مان لے گا۔ اگر مسلمانوں کا کارساز اللہ ہی ہے تو پھر مسلمانوں کے کام برباد کیوں ہوتے ہیں؟ اور خدا بھی مسلمانوں کے سامنے جھوٹی مجبت میں پھنسا ہوا نظر آتا ہے۔ اگر خدا ایسا طرفدار ہے۔ تو دین دار آدمیوں کی عبادت کے لائق نہیں ہو سکتا۔ (۵۲)

(۵۳) اور نہیں ہے اللہ کو خبردار کرے تم کو اوپر غیب کے لیکن اللہ پسند کرتا ہے پیغمبروں اپنے میں سے جس جس کو چاہے۔ پس ایمان لاؤ اوپر اللہ کے اور اس کے رسولوں کے[2] (منزل ۱۔ پارہ ۴ سورۃ العمران۔ آیت ۱۷۳)

محقق۔ جب مسلمان لوگ سوائے خدا کے کسی پر ایمان نہیں لاتے۔ اور نہ کسی کو خدا کا شریک مانتے ہیں۔ تو پیغمبر صاحب کو کیوں ایمان میں خدا کے ساتھ شریک کیا ہے؟ اللہ نے پیغمبر پر ایمان لانا لکھا ہے۔ اس لئے پیغمبر بھی شریک ہو گیا۔ پھر لاشریک کہنا ٹھیک نہ ہوا۔ اگر اس کا مطلب یہ سمجھا جائے۔ کہ محمد صاحب کے پیغمبر ہونے پر ایمان لانا چاہیئے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ محمد صاحب کی کیا ضرورت ہے؟ اگر خدا الغیر پیغمبر کے اپنی خواہش کے مطابق کام نہیں کر سکتا۔ تو ضرور بے بس (اسمرتھ) ہوا۔ (۵۳)

(۵۴) اے ایمان والو! صبر کرو۔ باہم مضبوطی و استقلال رکھو۔ اور لڑائی میں لگے رہو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ کہ تم چھٹکارا پاؤ[3] (منزل ۱۔ پارہ ۴۔ سورۃ العمران۔ آیت ۲۰۰)

محقق۔ یہ قرآن کا خدا اور پیغمبر دونوں لڑائی باندھتے ہیں۔ جو جنگ کا حکم دیتا ہے۔ امن میں خلل انداز ہوتا ہے۔ کیا برائے نام خدا سے ڈرنے پر رہائی ہو سکتی ہے؟ یا دھرم کے جنگ وغیرہ کے کرنے کے ڈر سے۔ اگر پہلی بات درست ہے۔ تو ڈرنا نہ ڈرنا برابر ہے۔ اگر دوسری بات درست ہے تو ٹھیک ہے

سورۃ النساء (۵۵)[4] یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ اور جو کوئی کہا مانے اللہ کا اور رسول اس کے کا۔ داخل کریگا اس کو بہشتوں میں چلتی ہیں نیچے ان کے نہریں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے اور

---

[1] وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ..... بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ .....
..... وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ .....

[2] وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور رسول اس کے کی اور گذر جائے حدوں اس کی سے داخل کرے گا اس کو آگ میں جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور واسطے اس کے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔ (منزل ۱ - پارہ سورۃ النساء - آیت ۱۲-۱۳)

محقق خدا نے خود ہی محمد صاحب کو اپنا شریک بنا لیا ہے۔ اور خود قرآن ہی میں یہ بات لکھ دی ہے اور دیکھو۔ خدا پیغمبر کے ساتھ کیسا پھنسا ہے۔ کہ جس نے بہشت میں رسول کی شراکت کر لی ہے کسی ایک بات میں بھی مسلمانوں کا خدا خود مختار نہیں ہے۔ تو لاشریک کہنا بے معنی ہے۔ ایسی ایسی باتیں خدا کی بنائی ہوئی کتاب میں نہیں ہو سکتیں۔ (۵۵)

(۵۶) ایک ذرہ کے برابر بھی اللہ ظلم نہیں کرتا۔ اور جو نیکی ہو اس کو دوگنا کر دیتا ہے[1] (منزل ۱ - سپارہ پنجم سورۃ النساء - آیت ۴۰)

محقق - اگر ایک ذرہ بھر خدا بے انصافی نہیں کرتا۔ تو نیکی کا ثواب دوگنا کیوں دیتا ہے؟ اور مسلمانوں کی طرفداری کیوں کرتا ہے؟ واقعی اعمال کا دوگنا یا کم ثمرہ دے۔ تو خدا غیر منصف ہو جائے۔ (۵۶)

(۵۷) جب تیرے پاس سے باہر نکلتے ہیں مشورت کرتے ہیں بعض بعض ان میں سے (مولے خلاف) تیری بات کے اور اللہ لکھتا ہے جو وہ مشورتے ہیں اور اللہ نے اٹھا کیا ان کو بسبب ان کاموں کے جو کئے انہوں نے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ راہ پر لاؤ اس کو۔ گمراہ کیا جس کو اللہ نے اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس ہرگز نہ پائے گا تو اس کے واسطے راہ[2]۔ (منزل ۱ - پارہ ۵ سورۃ النساء - آیت ۸۰ - ۸۸)

محقق - اگر خدا ایسی باتوں کا رونا نہ رکھتا ہے۔ تو وہ ہمہ دان نہیں ہے۔ اگر ہمہ دان ہے تو رونے کا کیا کام ہے؟ اور مسلمان کہتے ہیں۔ کہ شیطان ہی سب کو بہکانے کی وجہ سے ملعون ہوا ہے۔ تو جب خدا ہی انسانوں کو گمراہ کرتا ہے۔ تو پھر خدا اور شیطان میں کیا فرق رہا؟ ہاں اتنا فرق کہہ سکتے ہیں۔ کہ خدا بڑا شیطان اور وہ چھوٹا شیطان۔ کیونکہ مسلمانوں کا ہی قول ہے۔ کہ جو بہکاتا ہے وہی شیطان ہے۔ تو اس اصول نے خدا کو بھی شیطان بنا دیا۔ (۵۷)

(۵۸) اور نہ رکھیں اپنے ہاتھوں کو پس پکڑو اور مارو ان کو۔ اور مار ڈالو جہاں پاؤ۔ اور مسلمان کو مسلمان کا مارنا واجب نہیں۔ مگر انجانے سے جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو پس آزاد کرنا ہے ایک گردن مسلمان کا اور خون بہا پہنچانا اس کے گھر والوں کو۔ مگر یہ کہ خیرات کر دیویں۔ پس اگر ہو وے اس قوم سے کہ دشمن ہیں تمہارے۔ اور جو کوئی مسلمان کو جان کر مار ڈالے۔ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اور غصہ اللہ کا اور اس کے لعنت

---

[1] اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا

[2] فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ

... وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝

ہے[1] (منزل ۱۔ پارہ ۵۔ سورۃ النساء۔ آیت ۹۱-۹۲-۹۳)

محقق۔ اب دیکھئے پرلے درجے کی تعصب کی بات۔ کہ جو مسلمان نہ ہو۔ اس کو جہاں پاؤ۔ مار ڈالو اور مسلمانوں کو نہ مارو۔ بجز اس سے بھی مسلمانوں کے مارنے سے دوزخ اور غیروں کے مارنے سے بہشت ملے گا۔ ایسی تعلیم کنوئیں میں ڈالنی چاہیئے۔ ایسی کتاب ایسے پیغمبر ایسے خدا اور ایسے مذہب سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہیں۔ ان کا نہ ہونا اچھا ہے۔ ایسے غلط عقیدوں سے عقلمندوں کو علیحدہ رہ کر وید وکت احکام کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان میں جھوٹ ذرہ بھی نہیں ہے۔ (تم کہتے ہو۔ کہ) جو مسلمان کو مارے اس کو دوزخ ملے گا۔ اور دوسرے مذہب والے کہتے ہیں۔ کہ جو مسلمان کو مارے اس کو بہشت ملے گا۔ اب تلاؤ۔ ان دونوں مذہبوں میں سے کس کو قبول اور کس کو ترک کریں۔ کیونکہ ایسے بے علم لوگوں کے خیالی عقیدوں کو چھوڑ کر وید وکت مت ہی سب انسانوں کے قبول کرنے کے لائق ہے۔ جس میں آدیہ مارگ یعنی نیک آدمیوں کی راہ پر چلنا اور بدوں کی راہ سے باز رہنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور وہی سب سے افضل ہے۔ (۵۸)

(۵۹) اور جو کوئی برخلاف رسول کے پیچھے اس کے ظاہر ہونے واسطے اس کے ہدایت اور پیروی کے سوائے راہ مسلمانوں کے۔ ضرور ہم اس کو دوزخ میں داخل کر دیں گے[2] (منزل ۱۔ پارہ ۵۔ سورۃ النساء۔ آیت ۱۱۳)

محقق۔ اب دیکھئے خدا اور رسول کی تعصب کی باتیں۔ محمد صاحب وغیرہ سمجھتے تھے۔ کہ اگر ہم خدا کے نام سے ایسی باتیں نہ لکھیں گے۔ تو اپنا مذہب ترقی نہ پائے گا۔ اور مال نہ ملے گا عیش و عشرت نصیب نہ ہوگی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی مطلب برادری اور دوسروں کا کام بگاڑنے میں کامل استاد تھے۔ اسی وجہ سے (انایت) کامل راست باز نہ ہوں گے۔ نیک عالم ان کی باتوں کو مستند نہیں مان سکتے۔ (۵۹)

(۶۰) جو اللہ فرشتوں کتابوں رسول اور قیامت سے انکار کرے تحقیق گمراہ ہے۔ تحقیق جو لوگ ایمان لائے۔ پھر کافر ہوئے۔ پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر زیادتی کی

---

[1] وَيَكُفُّوٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ..... وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۚ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ ..... وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ

[2] وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ

کفر میں ہرگز اللہ ان کو نہیں بخشے گا۔ اور نہ راہ دکھلائے گا[۵۱] (منزل ۱۔ پارہ ۵ سورۃ النساء۔ آیت ۱۳۶-۱۳۵)

محقق ۔ کیا خدا اب بھی لاشریک رہ سکتا ہے؟ کیا لاشریک کہتے جانا اور اس کے ساتھ بہت سے شریک بھی مانتے جانا اجتماع ضدین نہیں؟ کیا تین بار معاف کرنے کے بعد خدا معاف نہیں کرتا؟ اور تین بار کفر کرنے پر راہ دکھلاتا ہے۔ اور چوتھی بار کے بعد نہیں دکھلاتا۔ اگر تمام آدمی چار چار بار کفر کریں۔ تو کفر بہت ہی بڑھ جائے۔ (۶۰)

(۶۱) بتحقیق اللہ جمع کرنے والا ہے منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں بتحقیق منافق فریب دیتے ہیں اللہ کو اور وہ فریب دیتا ہے ان کو۔ اے ایمان والو! مسلمانوں کے سوائے کافروں کو دوست مت بناؤ[۵۲]

(منزل ۱۔ پارہ ۵۔ سورۃ النساء۔ آیت ۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰)

محقق مسلمانوں کے بہشت میں اور دیگر لوگوں کے دوزخ میں جانے کا کیا ثبوت ہے؟ واہ جی واہ! اگر خدا منافقوں کے فریب میں آتا ہے۔ اور دوسروں کو فریب دیتا ہے۔ تو ایسا خدا ہم سے دور رہے۔ وہ دھوکے بازوں سے جا کر ملے۔ اور دھوکے باز اسے ملیں۔ کیونکہ

"جیسی بیتلا دیوی۔ ایسے اس کی سواری کا گدھا"۔ (مترجم)

جیسے کو تیسا ملے۔ تب ہی گزارہ ہوتا ہے۔ جن کا خدا دھوکے باز ہے۔ اس کے معتقد دھوکے باز کیوں نہ ہوں؟ کیا بدکار مسلمانوں سے دوستی اور غیر مذہب کے اچھے لوگوں سے دشمنی کرنا کسی کو واجب ہے؟ (۶۱)

(۶۲) اے لوگو! بتحقیق آیا تمہارے پاس پیغمبر۔ ٹھیک بات لے کر تمہارے رب کے پاس سے پس لاؤ ایمان ..... اللہ معبود اکیلا ہے[۵۳] (منزل ۱۔ سیپارہ پنجم۔ سورۃ النساء۔ آیت ۱۶۹-۱۷۰)

محقق ۔ کیا جب پیغمبروں پر ایمان لانا لکھا۔ تو ایمان میں پیغمبر خدا کا شریک ہوا یا نہیں؟ خدا

---

۵۱ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝

۵۲ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝ ..... اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ..... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

۵۳ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا ..... اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۝

محدود المکان ہے۔ محیط کل نہیں۔ تب ہی تو اس کے پاس سے پیغمبر آتے جاتے ہیں۔ ایسا تو خدا نہیں ہو سکتا۔ کہیں محیط کل لکھتے ہیں۔ کہیں محدود المکان۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قرآن ایک شخص کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ بہت لوگوں کا بنایا ہوا ہے۔ (۶۲)

سورۃ مائدہ ۔ (۶۳) تم پر حرام کیا گیا مُردار۔ لہو۔ سور کا گوشت جس پر اللہ کے سوائے اور کچھ پڑھا جائے۔ اور جو مر گیا گھٹ کر اور جو لاٹھی یا پتھر کی ضرب سے یا اوپر سے گر کر اور جو سینگ مارنے سے اور جس کو کھایا ہو درندوں نے[1] (منزل ۱۔ پارہ ۶۔ آیت ۳)

محقق ۔ کیا اتنی ہی چیزیں حرام ہیں؟ اور بہت سے حیوان حشرات الارض وغیرہ مسلمانوں کے لئے حلال ہیں؟ یہ تمام باتیں انسان کی گھڑنت ہیں۔ خدا کی نہیں۔ اس لئے مستند بھی نہیں ہیں۔ (۶۳)

(۶۴) اور قرض دو تم اللہ کو اچھا۔ البتہ میں تمہاری برائی دور کروں گا۔ اور تمہیں بہشتوں میں داخل کروں گا[2] (منزل ۲۔ سیپارہ ۶۔ سورۃ نجم۔ آیت ۱۱)

محقق ۔ واہ جی واہ! مسلمانوں کے خدا کے گھر میں کچھ بھی دولت نہیں رہی ہوگی۔ اگر ہوتی تو قرض کیوں مانگتا؟ اور ان کو کیوں بہکاتا۔ یہ کہہ کہ تمہاری برائی دور کر کے تم کو بہشت میں بھیجوں گا اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا کے نام سے محمد صاحب نے اپنا مطلب نکالا ہے۔ (۶۴)

(۶۵) بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور عذاب دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اور دیا تم کو جو دیا کسی کو[3] (منزل ۲۔ سیپارہ ۶۔ سورۃ نجم۔ آیت ۱۷ - ۱۹)

محقق ۔ جس طرح شیطان جس کو چاہتا ہے گمراہ بناتا ہے۔ ویسے ہی مسلمانوں کا خدا بھی شیطان کا کام کرتا ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو پھر بہشت اور دوزخ میں خدا ہی جائے۔ کیونکہ وہ گناہ اور ثواب کا کرنے والا ہے۔ روحیں محتاج بالغیر ہیں۔ جس طرح کہ فوج اچھے سپہ سالار کے زیر حفاظت رہتی اور اس کے حکم سے کسی کو مارتی ہے۔ تو اس حالت میں نیکی و بدی سپہ سالار کو ہوتی ہے۔ فوج کو نہیں۔ (۶۵)

(۶۶) اور فرماں برداری کرو اللہ کی اور فرماں برداری کرو رسول کی[4] (منزل دوم۔ سیپارہ ہفتم۔ سورۃ پنجم۔ آیت ۹۱)

محقق ۔ دیکھئے یہ بات خدا کے شریک ہونے کی ہے۔ پھر خدا کو لاشریک ماننا فضول ہے۔ (۶۶)

---

[1] حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ

[2] وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ

[3] يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ..... وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا

[4] وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

(۶۷) معاف کیا اللہ نے اس چیز سے جو ہو چکا۔ اور جو کوئی پھرے کرے گا پس بدلہ لے گا اللہ اس سے[1] (منزل دوم۔ پارہ ہفتم۔ سورۃ پنجم۔ آیت ۹۵)

محقق۔ کیے ہوئے گناہوں کا معاف کرنا گویا گناہوں کو کرنے کا حکم دے کر بڑھانا ہے۔ گناہ معاف کرنے کا ذکر جس کتاب میں ہو۔ وہ نہ تو خدا کی کلام ہے۔ اور نہ کسی عالم کی تصنیف بلکہ گناہ بڑھانے کا موجب ہے۔ ہاں آئندہ گناہ سے بچنے کے لئے کسی سے دعا اور خود چھوڑنے کے لئے توبہ و کوشش کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر صرف توبہ ہی کرتا جائے۔ چھوڑے نہیں۔ تو بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔ (۶۷)

(۶۸) اور اس آدمی سے زیادہ ظالم کون ہے۔ جو اللہ پر بہتان باندھ لیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میری طرف وحی کی گئی۔ لیکن وحی اس کی جانب نہیں کی گئی۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں بھی اتارتا ہوں مثل اس کے جو اللہ نے اتارا[2] (منزل ۲۔ پارہ ہفتم۔ سورۃ ششم۔ آیت ۹۲)

محقق۔ اس بات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ محمد صاحب کہتے تھے۔ کہ مجھ پر خدا کی طرف سے وحی اترتی ہے تو کسی دوسرے نے محمد صاحب کی طرح لیلا رچی ہوگی۔ کہ میرے پاس بھی آیتیں اترتی ہیں مجھ کو بھی پیغمبر مانو۔ اس کو مٹانے اور اپنی عزت بڑھانے کے لئے محمد صاحب نے یہ تدبیر کی ہوگی۔ (۶۸)

(۶۹) تحقیق پیدا کیا ہم نے تم کو پھر صورتیں بنائیں ہم نے تمہاری اور کہا ہم نے واسطے فرشتوں کے کہ آدم کو سجدہ کرو۔ پس انہوں نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نہ تھا سجدہ کرنے والوں میں۔ کہا جب میں نے تجھ کو حکم دیا پھر کس نے روکا۔ کہ تو نے سجدہ نہ کیا۔ بولا۔ میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھ کو آگ سے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا کہا پس اتر یہاں سے۔ پس نہیں لائق واسطے تیرے کہ تکبر کرے۔ تو یہاں (پس نکل) تو بالتحقیق ذلیلوں سے ہے۔ کہا مہلت دے مجھ کو اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جائیں قبروں سے۔ کہا تحقیق تو ہوا مہلت پانے والوں میں سے۔ بولا سبب اس کے کہ تو نے مجھ کو گمراہ کیا ہے البتہ بیٹھوں گا میں واسطے ان کے تیرے سیدھے راہ پر اور پھر البتہ آؤں گا ان کو تکبر کرنے والا نہ پائے گا۔ کہا نکل یہاں سے بیحال سے لعنتاً جو کوئی پیروی کرے گا تیری ان میں سے بھروں گا میں دوزخ کو تم سب سے[3] (منزل ۲۔ پارہ ہشتم۔ سورۃ ہفتم۔ آیت ۹۔ ۱۵)

---

[1] عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۚ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۗ [2] وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۗ

[3] وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ ..... وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَــَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

محقق۔ غور سے خدا اور شیطان کے جھگڑے کو سُنیئے۔ ایک فرشتہ جو کہ چپراسی کی حیثیت رکھتا ہے وہ بھی خدا سے نہ دبا۔ اور خدا اس کی رُوح کو بھی پاک نہ کر سکا۔ پھر ایسے باغی کو جو سب کو گنہگار بنا کر غدر کرنے والا ہے۔ خدا نے چھوڑ دیا۔ خدا کی یہ سخت غلطی ہے۔ شیطان تو سب کو بہکانے والا ہے اور خدا شیطان کو بہکانے والا ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ شیطان کا بھی شیطان خدا ہے کیونکہ شیطان منہ پر کہتا ہے۔ کہ تو نے مجھے گمراہ کیا۔ اس سے خدا میں پاکیزگی بھی نہیں پائی جاتی۔ اور سب برائیوں کا موجد و باعث خدا ہوا۔ ایسا خدا مسلمانوں کا ہی ہو سکتا ہے دوسرے شریف عالموں کا نہیں۔ اور مسلمانوں کا خدا فرشتوں سے انسان کی مانند گفتگو کرنے سے۔ مجسم۔ محدود العقل اور بے انصاف ثابت ہوتا ہے۔ اسی لئے عالم لوگ مذہب اسلام کو پسند نہیں کرتے (۹)

(۷۰) تحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا چھ دن میں پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے پکار دیا پروردگار اپنے کو عاجزی سے۔ (منزل ۱ سیپارہ ہشتم۔ سورہ ہفتم۔ آیت ۵۲-۵۴)

محقق۔ بھلا جو چھ دن میں دُنیا کو بنائے۔ عرش میں تخت پر آرام کرے۔ وہ خدا کبھی قادرِ مطلق اور ہمہ جا موجود ہو سکتا ہے؟ ان صفات کے نہ ہونے سے وہ خدا کبھی بھی نہیں کہلا سکتا۔ کیا تمہارا خدا بہرہ ہے جو پکارنے سے سنتا ہے؟ یہ سب باتیں خدا کی طرف سے نہیں ہیں۔ اسی سے قرآن خدا کا بنایا نہیں ہو سکتا اگر یہ چھ دن میں جہان بنایا۔ اور ساتویں دن عرش پر آرام فرمایا۔ تو تھک بھی گیا ہوگا؟ اور اب تک سوتا ہے یا جاگتا ہے؟ اگر جاگتا ہے تو اب کچھ کرتا ہے یا کلیتہً سیر سپاٹا اور عیش کرتا پھرتا ہے۔ (۷۰)

(۷۱) مت فساد کرو زمین پر بعد۔ (منزل ۲ سیپارہ ہشتم۔ سورۃ ہفتم آیت ۵۶)

محقق۔ یہ بات تو اچھی ہے۔ لیکن اس کے برخلاف دوسرے مقاموں پر جہاد کرنا اور کافروں کو قتل کرنا بھی لکھا ہے۔ اب کہو۔ یہ اجتماع ضدین نہیں؟ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جب محمد صاحب مغلوب ہوئے ہوں گے تب انہوں نے یہ تدبیر نکالی ہوگی۔ اور جب غالب ہوئے ہوں گے تب جھگڑا مچایا ہوگا۔ اس لئے اجتماعِ ضدین کی وجہ سے دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔ (۱۰)

(۷۲) پس ڈال دیا عصا اپنا۔ ناگہاں اژدہا ظاہر ہوا۔ (منزل ۲۔ پارہ ۶۔ سورۃ ہفتم۔ آیت ۱۰۷)

محقق۔ اس کے لکھنے سے واضح ہوتا ہے۔ کہ ایسی جھوٹی باتوں کو خدا اور محمد صاحب بھی مانتے تھے اگر ایسا ہے۔ تو یہ دونوں عالم نہیں تھے۔ جیسا کہ آنکھ سے دیکھنے اور کان سے سننے کے عمل کے خلاف کوئی نہیں کر سکتا۔ ویسے ہی اژدہا عصا کا نہیں ہو سکتا اس لئے یہ شعبدہ بازوں کی باتیں ہیں (۱۱)

---

۱ إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ ذٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ

۲ وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ

۳ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ

۴ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ

(۷۳) پھر بھیجا ہم نے اُن پر طوفان اور ٹڈے اور جھڑ اور مینڈک اور لہو۔ پس اُن سے ہم نے بدلہ لیا۔ اور اُن کو ڈبو دیا دریا میں۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتار دیا۔ تحقیق وہ دین جھوٹا ہے کہ جس میں وہ ہیں اور اُن کا کام بھی جھوٹا ہے۔ (منزل ۲۔ پارہ ۹ سورۃ ۷ آیت ۱۳۳۔۱۳۵۔۱۳۶)

محقق۔ دیکھئے جیسے کہ کوئی پاکھنڈی کسی کو ڈرائے۔ کہ ہم تیرے مارنے کے واسطے سانپوں کو چھوڑیں گے ویسے ہی یہ بات ہے۔ بھلا جو ایسا متعصب ہے۔ کہ ایک قوم کو غرق کرے۔ اور دوسری کو پار اتار دے وہ خدا ادھرمی کیوں نہیں؟ جو دوسرے مذہبوں کو کہ جن کے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں۔ جھوٹا بتلاوے۔ اور اپنے کو سچا ظاہر کرے۔ اس سے بڑھ کر جھوٹا مذہب اور کونسا ہو سکتا ہے؟ کیونکہ کسی مذہب میں سب آدمی بُرے یا بھلے نہیں ہو سکتے۔ یکطرفہ ڈگری دینا سخت جاہلوں کا ہی مذہب ہے۔ کیا توریت، زبور کا مذہب جو کہ ان کا تھا جھوٹا ہو گیا؟ یا ان کا کوئی اور مذہب تھا۔ کہ جس کو جھوٹا کہا۔ اور اگر وہ مذہب کوئی اور تھا۔ تو کونسا تھا؟ بتلاؤ۔ اگر اس کا نام قرآن میں (موجود) ہو۔ (۷۳)

(۷۴) پس البتہ دیکھے گا تو مجھ کو۔ پس جب تجلی کی اُس کے پروردگار نے پہاڑ کی طرف۔ کیا اُس کو ریزہ ریزہ اور گر پڑا موسیٰ بیہوش۔ (منزل ۲۔ پارہ ۹ سورۃ ۷۔ آیت ۱۴۳)

محقق۔ جو دیکھنے میں آتا ہے۔ وہ محیط کل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ایسے معجزے کرتا پھرتا تھا۔ تو خدا اس وقت ایسے معجزے کسی کو کیوں نہیں دکھلاتا؟ بالکل جھوٹ ہونے سے یہ بات قابل تسلیم نہیں۔ (۷۴)

(۷۵) اور یاد کر پروردگار اپنے کو دل میں عاجزی اور ڈر سے اور کم آواز سے صبح اور شام کو۔

(منزل دوم۔ پارہ نہم۔ سورۃ ہفتم۔ آیت ۲۰۴)

محقق۔ کہیں تو قرآن میں لکھا ہے۔ کہ اونچی آواز سے اپنے پروردگار کو پکار۔ اور کہیں لکھا ہے۔ کہ دھیمی آواز سے خدا کی یاد کر۔ اب کہیئے کونسی بات سچی اور کونسی جھوٹی ہے۔ ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں۔ اگر کوئی بات سہواً خلاف نکل جائے۔ تو چنداں مضائقہ نہیں۔ (۷۵)

سورۃ انفال (۷۶) سوال کرتے ہیں تجھ سے لوٹے ہوئے مال کے۔ تو کہہ مال لوٹ کا اللہ کا ہے اور رسول کا اور ڈرو اللہ سے۔ (منزل ۲۔ پارہ ۹۔ سورۃ ۸۔ آیت ۱)

---

۱ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ ..... فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ..... وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ ..... اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

۲ تَسْتَوْنَ تَرْبِيَتِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ

۳ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ

۴ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

محقق تعجب ہے کہ جو لوٹ مچائیں۔ ڈاکہ کے کام کریں کرائیں۔ وہ خدا، پیغمبر اور ایماندار کہلائیں ساتھ ہی اللہ کا ڈر بتلاتے ہیں۔ اور ڈاکہ مارتے جاتے ہیں۔ پھر یہ کہتے شرم نہیں آتی۔ کہ ہمارا مذہب اچھا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بُری بات ہو سکتی ہے؟ کہ تعصب کو چھوڑ کر سچے ویدک دھرم کو مسلمان قبول نہیں کرتے۔ (۷۶)

(۷۷) اور اکاٹے جڑ کافروں کی۔ میں مدد دوں گا تم کو ہزار فرشتوں کے پیچھے پیچھے آنے والے البتہ میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈالوں گا پس مارو اوپر گردنوں کے اور کاٹو ان کی ہر پور پور[1]

(منزل ۲۔ پارہ ۹۔ سورۃ۔ آیت ۷۔۹۔۱۲)

محقق ۔ واہ جی واہ! خدا اور پیغمبر خوب رحمدل ہیں۔ جو لوگ مذہب اسلام میں نہیں۔ اُن کافروں کی جڑ کاٹنے۔ ان کی گردن مارنے اور ان کے جوڑوں کو کاٹنے کا حکم دیتا ہے۔ اور اس کام میں ان کا ممد و معاون بنتا ہے۔ کیا یہ خدا داؤں سے کچھ کم ہے۔ یہ سب لیلا قرآن کے مصنف کی ہے۔ خدا کی نہیں۔ اگر خدا کی ہو۔ تو ایسا خدا ہم سے دور رہے۔ ہم اس سے دور رہیں۔ (۷۷)

(۷۸) اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے..... اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ کرو خیانت کرو اللہ اور رسول کا اور نہ کرو خیانت کرو اپنی امانتوں میں اور تم جانتے ہو[2] (منزل ۲۔ پارہ ۹ سورۃ ۸۔ آیت ۱۹۔۲۳۔۲۶۔۲۹)

محقق ۔ کیا اللہ مسلمانوں کا طرفدار ہے؟ اگر ایسا ہے۔ تو ادھرم کرتا ہے۔ خدا تو ساری مخلوق کا مالک ہے۔ کیا خدا پکارے بغیر نہیں سن سکتا؟ بہرہ ہے۔ اس کے ساتھ رسول کو شریک کرنا بہت بُرا ہے۔ اللہ کا کونسا خزانہ بھرا ہے جو چرایا جا سکے؟ کیا رسول کی اور اپنی امانت کی خیانت چھوڑ کر اور رب کی خیانت کیا کریں؟ اس قسم کی تعلیم بے علم اور ادھرمیوں کی ہو سکتی ہے۔ بھلا اگر خدا مکر کرتا ہے۔ اور مکاروں کا ساتھی ہے۔ تو پھر وہ خدا مکار۔ فریبی اور ادھرمی کیوں نہیں؟ اس لئے یہ قرآن خدا کا بنایا ہوا نہیں ہے کسی مکار، فریبی کا بنایا ہوا ہوگا۔ نہیں تو ایسی فضول باتیں کیوں لکھی ہوتیں۔ (۷۸)

(۷۹) اور لڑو اُن سے یہاں تک نہ رہے فتنہ یعنی غلبہ کفار کا اور رہے دین تمام واسطے اللہ کے اور جانو تم یہ کہ جو کچھ لوٹ میں لاؤ۔ کسی چیز سے پس واسطے اللہ کے ہے پانچواں حصہ اس کا اور واسطے رسول کے[3] (منزل ۲۔ پارہ ۹ سورۃ الانفال۔ آیت ۳۸۔۴۰)

---

[1] وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ..... اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ ..... سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝

[2] وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ..... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ ..... وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝

[3] وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۝ ..... وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ

محقق ۔ ایسی بے انصافی سے لڑنے لڑانے والا مسلمانوں کے خدا کے سوائے امن میں مخل دوسرا کون ہوگا؟ اب دیکھئے یہ کیسا مذہب ہے؟ کیا اللہ اور رسول کے نام پر سب جہان کو لوٹنا لوٹوانا غارت گردں کا کام نہیں ہے؟ اور کیا خدا بھی لیڈر ہے؟ کہ لوٹ کے مال کا حصہ دار بنے گا؟ ایسے غارت گردں کے طرفدار بننے سے خدا اپنی خدائی میں بٹہ لگاتا ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ ایسی کتاب، ایسا خدا اور ایسا پیغمبر جہان میں ایسے جنگ و جدل کرانے اور امن عامہ میں خلل ڈال کر لوگوں کو تکلیف دینے کے لیے کہاں سے آ گئے؟ ایسے مذہب دنیا میں جاری نہ ہوتے۔ تو ساری دنیا خوش و خرم رہتی۔ (۷۹)

(۷۹) اور کاش کہ دیکھے تو جس وقت کہ قبض کرتے ہیں یعنی روحیں ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے فرشتے مارتے ہیں ان کے منہ پر اور ان کے پیٹھوں پر اور کہتے ہیں چکھو تم عذاب جلنے کا۔ پس ہلاک کیا ہم نے ان کو ساتھ ان کے گناہوں کے اور ڈبایا ہم نے قوم فرعون کو اور تیار کرو واسطے ان کے جو کچھ تم کر سکو لیے (منزل ۲ پارہ ۱۰۔ سورۃ ۸۔ آیت ۵۱ - ۵۴ - ۶۰)

محقق ۔ کیوں جی! آج کل تو روس نے روم وغیرہ کی اور انگلینڈ نے مصر کی خوب درگت بنائی ہے۔ اب فرشتے کہاں سو گئے؟ پہلے خدا اپنے بندوں کے دشمنوں کو مارتا ڈبوتا تھا۔ اگر یہ بات سچی ہو۔ تو آج کل بھی ایسا کرے۔ چونکہ ایسا نہیں کرتا۔ اس لئے یہ بات ماننے لائق نہیں۔ دیکھئے یہ کیسا برا حکم ہے۔ کہ جو غنی الوسع غیر مذہب والوں کے لئے تکلیفدہ کام کیا کرو۔ ایسا حکم عالم و دیندار رحیم کا نہیں ہو سکتا۔ پھر لکھتے ہیں۔ کہ خدا رحیم اور عادل ہے۔ ایسی باتوں سے (ظاہر ہے۔) کہ مسلمانوں کے خدا سے انصاف اور رحم وغیرہ یک قلم دور بھاگتے ہیں۔ (۸۰)

(۸۰) اے نبی! کفایت ہے تجھ کو اللہ اور ان کو جنہوں نے پیروی کی تیری مسلمانوں میں سے۔ اے نبی! رغبت دے مسلمانوں کو اوپر لڑائی کے۔ اگر ہوویں تم میں سے بیس صبر کرنے والے غالب آویں دو سو پر۔ پس کھاؤ جس چیز سے کہ غنیمت کیا ہے تم نے حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے لے

(منزل ۲۔ پارہ ۱۰۔ سورۃ ۸۔ آیت ۶۳ - ۶۴ - ۶۸)

محقق ۔ بھلا یہ کون سے انصاف علمیت اور دھرم کی بات ہے۔ جو اپنی پیروی کرے۔ اور خواہ لے انصاف ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی طرفداری کریں۔ اور فائدہ پہنچا دیں؟ اور جو رعایا کے امن میں خلل انداز ہو کیسہ جنگ کرے کرائے۔ اور لوٹ کے مال کو حلال بتلائے۔ اسے بخشندہ اور مہربان ناموں سے منسوم کیا

لہ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ..... فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ .....

لہ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ..... اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

جائے۔ یہ تعلیم خدا کی تو کیا بلکہ کسی شریف آدمی کی بھی نہیں ہو سکتی۔ ایسی ایسی باتوں سے قرآن خدا کا کلام ہرگز نہیں ہو سکتا۔ (۸۱)

سورۃ توبہ (۸۲) ہمیشہ رہیں گے بیچ اس کے تحقیق اللہ نزدیک اس کے ہے ثواب بڑا۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پکڑو اپنے باپوں کو اور بھائیوں اپنے کو دوست اگر دوست رکھیں کفر کو اوپر ایمان کے ..... پھر اتاری اللہ نے تسکین اپنی۔ اوپر رسول اپنے کے اور اوپر مسلمانوں کے اور اتارے لشکر نہیں دیکھا تم نے ان کو۔ اور عذاب کیا ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے اور یہی ہے سزا کافروں کی۔ پھر رحمت کرے گا اللہ اس کے بعد جس پر چاہے۔ اور لڑائی کرو ان لوگوں سے کہ جو ایمان نہیں لاتے ہے (منزل دوم سیپارہ دہم۔ سورۃ التوبہ۔ آیت ۲۱۔۲۲۔۲۳۔۲۵۔۲۶۔۲۷)

محقق۔ بھلا جو بہشت والوں کے نزدیک اللہ رہتا ہے۔ تو محیط کل کیونکر ہو سکتا ہے؟ اگر محیط کل نہیں تو دنیا کا بنانے والا اور عادل نہیں ہو سکتا۔ اور لوگوں کو اپنے ماں، باپ، بھائی اور دوست سے خدا کرانا صرف بے انصافی کی بات ہے۔ ہاں اگر وہ بری تعلیم دیں۔ تو نہ ماننی چاہیئے۔ لیکن ان کی خدمت ہمیشہ کرنی چاہیئے۔ پہلے خدا مسلمانوں پر مہربان تھا۔ اور ان کی مدد کے لئے لشکر اتارتا تھا۔ اگر یہ بات سچ ہوتی۔ تو اب ایسا کیوں نہیں کرتا۔ اور اگر پہلے کافروں کو سزا دیتا تھا۔ تو پھر ان پر رحمت کرتا تھا۔ تو اب کہاں گیا ہے؟ کیا خدائی کے بغیر ایمان قائم نہیں کر سکتا؟ ایسے خدا کو ہماری طرف سے ہمیشہ کے لئے تلانجلی ہے۔ خدا کیا ہے۔ ایک تماشا گر ہے؟ (۸۲)

(۸۳) اور ہم منتظر ہیں واسطے تمہارے یہ کہ پہنچا دے تم کو اللہ عذاب اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے ہے (منزل ۲۔ سیپارہ ۱۰ سورۃ ۹۔ آیت ۵۲)

محقق۔ کیا مسلمان ہی خدا کی پولیس بن گئے ہیں؟ کہ وہ اپنے ہاتھ سے یا مسلمانوں کے ہاتھ سے غیر مذہب والوں کو گرفتار کرتا ہے۔ کیا دوسرے کہ وڑوں آدمی خدا کو ناپسند ہیں؟ اور مسلمانوں کے گنہگار بھی پسند ہیں؟ اگر ایسا حال ہے۔ تو اندھیر نگری چوپٹ راجہ کی مثال صادق آئے گی۔ تعجب ہے کہ عقلمند مسلمان بھی اس بے بنیاد اور غلط مذہب کے قائل ہیں۔ (۸۳)

(۸۴) وعدہ کیا ہے اللہ نے ایمان والوں سے اور ایمان والیوں سے بہشتوں کا بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور گھر ہے ان کا پاکیزہ بیچ بہشتوں عدن کے اور اللہ کی

لہ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ ؕ ..... ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ۝ ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ ؕ

لہ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ یُّصِیْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَیْدِیْنَا ۚ

رضامندی سب سے بڑی ہے یہی ہے مراد ملنی بڑی پس ٹھٹھا کرتے ہیں ان پر وہ ٹھٹھا کرتا ہے اللہ ان سے[1]

(منزل ۲۔ پارہ ۱۰۔ سورۃ التوبہ۔ آیت ۷۹)

محقق ۔ یہ خدا کے نام سے مرد و زن کو اپنے مطلب کے لئے لالچ دینا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا لالچ نہ دیتے۔ تو کوئی محمد صاحب کے دام میں نہ پھنستا۔ ایسے ہی اور مذہب والے بھی کہا کرتے ہیں۔ آدمی تو باہم ٹھٹھا کیا ہی کرتے ہیں۔ لیکن خدا کو کسی سے ٹھٹھا کرنا واجب نہیں ہے۔ یہ قرآن کیا ہے بڑا کھیل ہے۔ (۸۴)

(۸۵) لیکن رسول اور جو لوگ ایمان لائے ساتھ اس کے جہاد کیا انہوں نے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنے کے اور واسطے انہیں کے ہیں بھلائیاں ..... اور مہر کی اللہ نے دلوں پر ان کے پس وہ نہیں جانتے[2] (منزل ۲۔ پارہ ۱۰۔ سورۃ ۹۔ آیت ۸۸۔ ۹۳)

محقق ۔ اب دیکھئے خود غرضی کی بات۔ کہ وہ ہی اچھے ہیں۔ کہ جو محمد صاحب پر ایمان لائے۔ اور جو نہیں لائے وہ بُرے ہیں۔ کیا یہ بات تعصب اور بے علمی سے بھری ہوئی نہیں ہے جب خدا نے مہر ہی لگا دی تو ان کا قصور گناہ کرنے میں کوئی بھی نہیں۔ بلکہ خدا ہی کا قصور ہے۔ کیونکہ دلوں پر مہر لگا کے ان بیچاروں کو بھلائی کرنے سے روک دیا۔ یہ کتنی بڑی بے انصافی ہے۔ (۸۵)

(۸۶) لے ان کے مال میں سے خیرات کہ پاک کرے تو ان کو (یعنی ظاہر میں) اور پاکیزہ کرے تو ان کو ساتھ اس کے (یعنی باطن میں) تحقیق اللہ نے مول لی ہیں مسلمانوں سے جانیں ان کی اور مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے بہشت ہے۔ لڑیں گے براہ اللہ کے پس ماریں گے اور مارے جائیں گے[3] (منزل ۲۔ پارہ ۱۱۔ سورۃ ۹۔ آیت ۱۰۲۔ ۱۱۲)

محقق ۔ واہ جی واہ محمد صاحب! آپ نے تو گویا گوسائیوں کی ہمسری کر لی۔ کیونکہ جن کا مال لینا انہیں کو پاک کرنا گوسائیوں کا کام ہے۔ واہ اللہ میاں! آپ نے اچھی سوداگری جاری کی۔ کہ مسلمانوں کی معرفت غریبوں کی جانیں لینا ہی نفع سمجھ رکھا ہے۔ اور یتیموں کو مروانے اور ظالموں کو بہشت دینے سے مسلمانوں کا خدا بے رحم اور غیر منصف ہو کر اپنی خدائی میں بٹہ لگا بیٹھا ہے۔ اور عقلمند شریفوں کے نزدیک قابل نفرت ہو گیا ہے۔ (۸۶)

---

[1] وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ .....

[2] لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ..... وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

[3] خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا ..... اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ط يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ق

(۸۷) اے لوگو جو ایمان لائے ہو لڑو ان لوگوں سے جو نزدیک تمہارے ہیں کافروں میں سے اور چاہیے کہ پاویں بیچ تمہارے سختی..... کیا نہیں دیکھتے کہ وہ بلاؤں میں ڈالے جاتے ہیں بیچ ہر برس کے ایک بار یا دو بار۔ پھر نہیں توبہ کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں[۱] (منزل ۲۔ پارہ ۱۱۔ سورۃ ۹۔ آیت ۱۲۳۔ ۱۲۷)

محقق ۔ دیکھیے محسن کشی کی تعلیم۔ خدا مسلمانوں کو سکھلاتا ہے کہ چاہے پڑوسی ہوں یا نوکر جب موقعہ پائیں۔ لڑائی یا قتل کریں۔ ایسی باتیں مسلمانوں سے بہت پھیلی ہیں۔ گویا قرآن کی اسی تحریر سے مسلمان سبق لے کر قرآن میں بیان کردہ برائیوں کو چھوڑ دیں۔ تو بہت اچھا ہے۔ (۸۷)

سورۃ یونس ۔ (۸۸) تحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دن کے۔ اور پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے۔ تدبیر کرتا ہے کام کی[۲] (منزل سوم۔ پارہ یازدہم۔ سورۃ دہم۔ آیت ۳)

محقق ۔ آسمان یعنی آکاش ایک غیر مرکب اور ازلی شے ہے۔ اس کی پیدائش لکھنے سے تحقیق ہوا کہ مصنف قرآن علم طبیعات کو بھی نہیں جانتا تھا۔ کیا خدا کو دنیا چھ دن تک بنانی پڑتی ہے؟ قرآن میں جب لکھا ہے۔ کہ ہو جا۔ اور اتنا کہنے سے دنیا ہو گئی۔ تو پھر چھ دن کبھی نہیں لگ سکتے۔ اگر وہ محیط کل ہوتا تو آسمان پر کیوں قرار پکڑتا؟ اور جب کام کی تدبیر کرتا ہے۔ تو گویا خدا تمہارا مثل انسان کے ہے۔ کیونکہ اگر ہمہ دان ہوتا۔ تو بیٹھا بیٹھا کیوں سوچتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا کو نہ جاننے والے بے علم لوگوں نے یہ کتاب بنائی ہوگی (۸۸)

(۸۹) اور ہدایت اور رحمت واسطے مسلمانوں کے[۳]۔ (منزل ۲۔ پارہ ۱۱۔ آیت ۵۵)

محقق ۔ کیا خدا مسلمانوں کا ہی ہے دوسروں کا نہیں؟ کیا وہ طرفدار رہے کہ مسلمانوں ہی پر رحم کرتا ہے اور دوسروں پر نہیں؟ اگر مسلمانوں سے مراد ایمان دار ہیں۔ تو اُن کے لئے ہدایت کی ضرورت ہی نہیں اگر مسلمانوں کے سوائے دوسروں کو ہدایت نہیں کرتا۔ تو خدا کا علم بے فائدہ ہے۔ (۸۹)

سورۃ ہود ۔ (۹۰) آزمائے تم کو کون تم میں سے بہتر ہے عمل میں اور کہے تو البتہ اٹھائے جاؤ گے پیچھے موت کے[۴] (منزل ۳۔ پارہ ۱۲۔ سورۃ ۱۱۔ آیت ۷)

محقق ۔ جب خدا اعمالوں کی آزمائش کرتا ہے۔ تو وہ ہمہ دان نہیں ہے۔ اور اگر وہ موت کے بعد اٹھاتا

---

[۱] يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ [۲] اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ [۳] وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ [۴] لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَلَىِٕنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ

ہے۔ تو وہ دورہ پر دورہ پڑتا ہے۔ اور خدا کا مُردوں کو زندہ کرنا اس کے اپنے قانون کے خلاف ہے۔ اپنا قانون بدلنے سے کیا وہ اپنے آپ کو بڑا نہیں لگاتا؟ (۹۰)

(۹۱) اور کہا۔ اے زمین نگل جا پانی اپنا۔ اور اے آسمان بس کر اور پانی خشک ہو گیا۔ اور اے قوم! یہ ہے اونٹنی اللہ کی واسطے تمہارے نشانی پس چھوڑ دو اس کو کہ کھاتی پھرے بیچ زمین کے اللہ کی[1]

(منزل ۲۔ پارہ ۱۲۔ سورۃ ۱۱۔ آیت ۴۳۔ ۶۴)

محقق ۔ کیا طفولیت کی بات ہے۔ زمین اور آسمان کبھی بات سن سکتے ہیں؟ واہ جی واہ! خدا کی اگر اونٹنی ہے تو اونٹ بھی ہوگا۔ پھر بھینسا بھی۔ گھوڑے، گدھے وغیرہ بھی ہوں گے؟ اور خدا کا اونٹنی سے کھیت کھلانا کیا اچھی بات ہے؟ کیا اونٹنی پر چڑھتا بھی ہے؟ اگر ایسی باتیں ہیں۔ تو نورانی کی گھسڑ پسڑ خدا کے گھر میں بھی ہے۔ (۹۱)

(۹۲) اور ہمیشہ رہنے والے ہیں اس کے جب تک کہ رہیں زمین اور آسمان اور جو لوگ کہ نیک بخت کیے گئے ہیں۔ پس ہیں بہشت کے ہیں۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں اس کے جب تک رہیں آسمان اور زمین۔[2] (منزل ۳ پارہ ۱۲ سورۃ ۱۱ آیت ۱۰۷۔ ۱۰۸)

محقق جب دوزخ اور بہشت میں قیامت کے بعد لوگ جائیں گے۔ تو آسمان اور زمین کس لئے قائم رہیں گے؟ اور جب دوزخ اور بہشت کے قیام کی میعاد آسمان اور زمین کے قیام تک ہوئی۔ تو بہشت اور دوزخ میں ہمیشہ تک رہیں گے۔ یہ بات جھوٹی ہو گئی۔ ایسی باتیں تو جاہلوں کی ہوتی ہیں۔ خدا اور عالموں کی نہیں۔ (۹۲)

سورۃ یوسف ۔ (۹۳) جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ! میں نے ایک خواب دیکھا۔[3]

(منزل ۳۔ پارہ ۱۲۔ سورۃ ۱۲۔ آیت ۴)

محقق ۔ اس سورۃ میں باپ بیٹے کے درمیان مکالمہ کی صورت میں قصہ و کہانی درج ہے اس لئے قرآن خدا کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ کسی شخص نے آدمیوں کی توا ریخ لکھ دی ہے۔ (۹۳)

سورۃ رعد ۔ (۹۴) اللہ ہے وہ کہ جس نے بلند کیا آسمانوں کو بلا ستونوں کے۔ دیکھتے ہو تم اس کو پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے اور مسخر کیا سورج اور چاند کو ..... اور وہی ہے جس نے بچھایا زمین کو ..... اتارا ہے اس نے آسمان سے پانی۔ پس بہے نالے ساتھ اندازے اپنے اپنے کے اللہ کشادہ کرتا ہے رزق کو

---

[1] وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ ..... وَيَا قَوْمِ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ

[2] خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ ... وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ ۝

[3] إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ

واسطے جس کے چاہے اور تنگ کرتا ہے۔[۱] (منزل ۲۔ پارہ ۱۳۔ آیت ۲۔۲۔۱۹۔۲۵)

محقق مسلمانوں کا خدا علم طبعی کچھ بھی نہیں جانتا۔ اگر جانتا ہوتا۔ تو آسمان کو جس میں کیل دن نہیں ہے ستون لگانے کا ذکر نہ لکھتا۔ اگر خدا کسی خاص مقام یعنی عرش پر رہتا ہے۔ تو وہ قادرِ مطلق اور محیطِ کل نہیں ہو سکتا۔ اور خدا بادلوں کا علم جانتا۔ تو آسمان سے پانی اتارتا۔ اس کے ساتھ یہ کیوں لکھا کہ زمین سے پانی اس پر چڑھایا۔ اس سے تحقیق ہوا کہ قرآن کا مصنف بادلوں کے علم کو بھی نہیں جانتا تھا۔ اگر نیک و بد اعمال کے لیے رنج و راحت دیتا ہے۔ تو وہ طرفدار غیر منصف اور قلمی بے علم ہے۔ (۹۴)

(۹۵) کہہ تحقیق اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے طرف اپنی اس کو جس نے رجوع کیا[۲] (منزل ۳۔ پارہ ۱۳۔ سورۃ ۱۳۔ آیت ۲)

محقق جب خدا گمراہ کرتا ہے۔ تو خدا اور شیطان میں کیا فرق ہوا؟ جب کہ شیطان دوسروں کو گمراہ کرنے سے برا کہلاتا ہے۔ تو خدا بھی ویسا ہی کام کرنے سے برا یعنی شیطان کیوں نہیں؟ اور بہکانے کے گناہ کے عوض اس کو دوزخ کیوں نہیں ملنا چاہیئے۔ (۹۵)

(۹۶) اسی طرح اتارا ہے ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں اور اگر پیروی کرے گا تو ان کی خواہشوں کی بعد اس علم کے کہ جو تیرے پاس پہنچا۔ ..... پس سوائے اس کے نہیں کہ اوپر تیرے پیغام پہنچانا ہے۔ اور اوپر ہمارے حساب لینا[۳] (منزل ۳۔ پارہ ۱۳۔ آیت ۳۶۔۴۰)

محقق۔ قرآن کس طرف سے اتارا؟ کیا خدا اوپر رہتا ہے؟ اگر یہ بات راست ہے۔ تو وہ محدود المکان ہونے سے خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا محیط کل ہے۔ پیغام پہنچانا ہرکارہ کا کام ہے۔ اور ہرکارہ کی ضرورت اس کو ہوتی ہے۔ جو مثل انسان محدود المکان ہو۔ اور حساب لینا دینا بھی انسان کا کام ہے۔ خدا کا نہیں۔ کیونکہ وہ ہمہ دان ہے۔ یہ تحقیق ہوتا ہے۔ کہ قرآن کسی محدود العقل آدمی کا بنایا ہوا ہے۔ (۹۶)

سورۃ ابراہیم (۹۷) اور کیا سورج اور چاند کو ہمیشہ پھرنے والے تحقیق انسان البتہ ظلم کرنے والا ہے اور کفر کرنے والا[۴] (منزل ۳۔ پارہ ۱۳۔ سورۃ ۱۴۔ آیت ۳۲۔۳۴)

---

[۱] اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ ..... اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِیَةٌ بِقَدَرِهَا ..... اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ

[۲] قُلْ اِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ اَنَابَ ۝

[۳] وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِیًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ عَلَیْنَا مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا وَاقٍ ۝ اِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ ۝

[۴] وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ۝ ..... اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝

محقق ۔ کیا چاند اور سورج ہمیشہ گھومتے ہیں ۔ اور زمین نہیں گھومتی ؟ اگر زمین نہ گھومے ۔ تو دن اور رات کئی برسوں کا ہو ۔ اگر انسان سچ مچ ظلم اور کفر کرنے والا ہے ۔ تو قرآن کے ذریعہ ہدایت دینا فضول ہے ۔ کیونکہ جن کی فطرت گناہ کرنے کی ہے ۔ تو وہ ثواب کرنے کی کبھی نہ ہو سکے گی ۔ لیکن دنیا میں نیک و بد دونوں قسم کے آدمی موجود ہیں ۔ اس لئے ایسی باتیں خدا کی بنائی ہوئی کتاب کی نہیں ہو سکتیں ۔ (۹۷)

سورۃ الحجر (۹۸) پس جب درست کر لوں اس کو اور پھونک دوں بیچ اس کے روح اپنی سے ۔ پس گر پڑو واسطے اس کے سجدہ کرتے ہوئے ۔ کہا اے رب میرے بسبب اس کے ۔ کہ گمراہ کیا تو نے مجھ کو البتہ زینت دونگا میں واسطے اُن کے بیچ زمین کے اور گمراہ کروں گا[1] (منزل ۳ ۔ پارہ ۱۴ ۔ سورۃ ۱۵ ۔ آیت ۲۹ ۔ ۳۹)

محقق ۔ اگر خدا نے اپنی روح آدم میں ڈالی ۔ تو وہ بھی خدا ہوا ۔ اور اگر وہ خدا نہ تھا تو سجدہ کرنے میں اپنا شریک کیوں کیا ؟ جب شیطان کو گمراہ کرنے والا خدا ہی ہے ۔ تو وہ شیطان کا شیطان بڑا بھائی استاد کیوں نہیں ؟ کیونکہ تم لوگ بہکانے والے کو شیطان مانتے ہو ۔ تو خدا نے شیطان کو بہکایا اور منہ پر شیطان نے کہا ۔ کہ میں گمراہ کروں گا ۔ پھر اس کو سزا دے کر قید کیوں نہ کیا ۔ اور مارا کیوں نہ ڈالا ؟

سورۃ النحل (۹۹) اور تحقیق بھیجے ہیں ۔ ہم نے بیچ ہر ایک اُمت کے پیغمبر ۔ جب ارادہ کرتے ہیں ہم نہیں ہے قول ہمارا کسی چیز کے واسطے ۔ مگر یہ کہ کہتے ہیں ہم اس کو ہم پس ہو جاتی ہے[2] (منزل ۳ ۔ پارہ ۱۴ ۔ سورۃ ۱۶ ۔ آیت ۳۵ ۔ ۴۰)

محقق ۔ اگر سب قوموں کے لئے پیغمبر بھیجے ہیں ۔ تو وہ سب لوگ جو کہ پیغمبر کی راہ پر چلتے ہیں ۔ وہ کافر کیوں ہیں ؟ کیا سوائے تمہارے پیغمبر کے اور کسی پیغمبر کی عزت نہیں ؟ یہ بالکل طرفداری کی بات ہے ۔ اگر سب ملکوں میں پیغمبر بھیجے ۔ تو آدیہ درت میں کونسا بھیجا ؟ اس لئے یہ بات ماننے کے لائق نہیں ہے ۔ جب خدا ارادہ کرتا ہے اور کہتا ہے ۔ کہ اے زمین ! ہو جا ۔ تو وہ بے جان کیسے سن سکتی ہے ؟ خدا کا (محض) حکم کیونکر دنیا کو بنا سکتا ہے ؟ اور مسلمان سوائے خدا کے دوسری چیز نہیں مانتے ۔ تو کس نے سنا اور کون ہو گیا ؟ یہ سب لاعلمی کی باتیں ہیں ۔ ایسی باتوں کو انجان لوگ مان لیتے ہیں (۹۹)

(۱۰۰) اور مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے بیٹیاں پاکیزگی ہے ۔ اس کو ..... اور مقرر کرتے ہیں واسطے اپنے دیکھا جو کچھ کہ چاہیں قسم ہے اللہ کی تحقیق بھیجے ہم نے پیغمبر[3] (منزل ۲ ۔ پارہ ۱۴ ۔ سورۃ ۱۸ ۔ آیت ۶۱ ۔ ۶۲)

---

[1] فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ .....

[2] وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا ..... اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

[3] وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا .....

محقق۔ اللہ بیٹیوں سے کیا کرے گا؟ بیٹیاں تو کسی آدمی کو چاہئیں۔ بیٹے کیوں نہیں مقرر کیے جاتے؟ اور بیٹیاں مقرر کی جاتی ہیں۔ اس کا کیا باعث ہے؟ بتلایئے قسم کھانا جھوٹوں کا کام ہے نہ کہ خدا کا۔ کیونکہ اکثر دُنیا میں ایسا دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ جو جھوٹا ہوتا ہے۔ وہی قسم کھاتا ہے۔ راست گو قسم کیوں کھاویں؟ (۱۰۰)

(۱۰۱) یہ لوگ وہ ہیں۔ کہ مہر لگی اللہ نے اُوپر دلوں کے اُن کے۔ اور کانوں کے اُن کے اور آنکھوں کے اُن کی۔ اور یہ لوگ وہی ہیں بے خبر اور پورا دیا جائے گا ہر نفس کو جو کچھ کہ کیا ہے اور اُن پر ظلم نہ کیے جائیں گے؟[1] (منزل ۲ - پارہ ۱۴ - سورۃ ۱۶ - آیت ۱۰۷ - ۱۱۱)

محقق۔ جب خدا ہی نے مہر لگا دی۔ تو وہ بچارے بے قصور ہی مارے گئے۔ کیونکہ اُن کو محتاج بالغیر کر دیا۔ یہ کتنا بڑا قصور ہے۔ اور پھر کہتے ہیں۔ کہ جس نے جتنا کیا ہے۔ اتنا ہی اس کو دیا جائے گا۔ کم و بیش نہیں۔ جب انہوں نے خود مختاری سے گناہ کیے ہی نہیں۔ بلکہ خدا کے کرانے سے کیے۔ تو ان کا کیا قصور ہے؟ اُن کو ثمرہ نہ ملنا چاہیئے۔ اس کا ثمرہ تو خدا کو ملنا چاہیئے۔ اور اگر ثمرۂ اعمال پورا دیا جاتا ہے۔ تو بخشش کس بات کی کیجاتی ہے۔ اگر بخشش کی جاتی ہے۔ تو انصاف کہاں رہ سکتا ہے؟ ایسی اندھا دھند کارروائی خدا کی کبھی ہو سکتی ہے؟ البتہ بے عقل چھوکروں کی ہوا کرتی ہے (۱۰۱)

سورۃ بنی اسرائیل (۱۰۲) اور کیا ہم نے دوزخ کو واسطے کافروں کے قید خانہ اور ہر آدمی کے لئے لگا دیا ہم نے اعمال نامہ اس کا بیچ گردن اس کی کے اور نکالیں گے۔ ہم واسطے اس کے دن قیامت کے ایک کتاب کہ دیکھے گا اس کو کھلی ہوئی۔ اور بہت ہلاک کیے ہیں ہم نے آدمیوں کے طبقے میں سے پیچھے نوح کے[2] (منزل ۴ - پارہ ۱۵ - سورۃ ۱۷ - آیت ۷ - ۱۷ - ۱۹)

محقق۔ اگر کافر وہی ہیں۔ کہ جو قرآن۔ پیغمبر اور قرآن کے کہے ہوئے خدا ساتویں آسمان اور زمانہ وغیرہ کو نہیں مانتے۔ اور انہیں کے واسطے دوزخ ہے۔ تو یہ بات محض طرفداری کی ہے۔ کیا قرآن ہی کے ماننے والے سب اچھے ہیں اور باقی سب بُرے کبھی ہو سکتے ہیں؟ یہ تو لڑکپن کی بات ہے۔ کہ ہر ایک کی گردن میں اعمال نامہ ہو۔ ہم تو کسی ایک کی گردن میں بھی نہیں دیکھتے۔ اگر اس سے مُراد اعمال کا بدلہ دینا ہے۔ تو پھر انسانوں کے دِلوں۔ آنکھوں وغیرہ پر مہر لگانا اور گناہوں کا معاف کرانا۔ کیا کھیل کی باتیں ہیں۔ قیامت کی رات کو خدا کتاب بنالے گا۔ تو آج کل وہ کتاب کہاں ہے؟ کیا ساہوکاروں کے روزنامچہ کی مانند (خدا) لکھتا رہتا ہے؟ یہاں پر یہ غور کرنا چاہیئے۔ کہ اگر پہلا جنم ہی نہیں ہے۔ تو روحوں کے اعمال کہاں سے آ گئے۔ اور اعمال نامہ کیونکر بن سکے گا؟ اور اگر بغیر اعمال کے بکھا گیا۔ تو خدا نے ان پر ظلم کیا۔ نیک و بد اعمال کے بغیر

---

[1] أُولٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْغٰفِلُونَ ۝ وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

[2] وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِينَ حَصِيرًا ۝ وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنٰهُ طٰئِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَلْقٰىهُ مَنْشُورًا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ ۗ

ان کو رنج و راحت کیوں دیا؟ اگر کہو خدا کی مرضی۔ تو بھی اُس نے ظلم کیا۔ بے انصافی اسی کو کہتے ہیں۔ کہ بلا لحاظ نیک و بد اعمال دکھ سکھ کا کم و بیش دینا۔ اور کیا اس وقت خدا ہی کتاب پڑھے گا یا کوئی سررشتہ دار سنائے گا۔ اگر خدا ہی نے مدت کی پڑی ہوئی روحوں کو بلا قصور ہلاک کر دیا۔ تو وہ ظالم ہو گیا جو ظالم ہے۔ وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ (۱۰۲)

(۱۰۳) اور بھی ہم نے ثمود کو اونٹنی دلیل کے طور پر اور ہمکا چس کر بھیجا سکے..... جس دن بلاویں گے ہم سب لوگوں کو ساتھ پیشواؤں ان کے کے پس جس کو دیا گیا اعمالنامہ اس کا پس دہنے ہاتھ اس کے سے (منزل ۵ پارہ ۱۵۔ سورۃ ۱۷۔ آیت ۵۹۔۷۰)

محقق۔ واہ جی واہ! جتنے حیرت انگیز نشان ہیں۔ ان میں سے ایک اونٹنی بھی خدا کے ہونے کی دلیل کا کام دیتی ہے۔ اگر خدا نے شیطان کو بہکانے کا حکم دیا ہے۔ تو خدا ہی شیطان کا سردار اور سب گناہ کرنے والا ہوا۔ ایسے کو خدا کہنا صرف کم سمجھ آدمیوں کی باتیں ہیں۔ اگر قیامت کے انصاف کے لئے پیغمبر اور اس کے معتقدوں کو خدا بلائے گا۔ تو جب تک قیامت نہ ہوگی۔ تب تک کیا سب دورہ سپرد رہیں گے؟ چاہیئے تو یہ کہ ان کو دورہ سپرد کر کے تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ بلکہ فوراً ان کا انصاف کیا جاوے اور یہی منصف کا اعلیٰ فرض ہے۔ یہ تو "پوپاں باتی" کا انصاف ہو گیا۔ مثلاً کوئی عادل کہے کہ جب تک پچاس برس تک کے چور اور ساہوکار اکٹھے نہ ہوں گے۔ تب تک ان کو سزا جزا نہ دی جائے گی۔ یہ کس قسم کا انصاف ہے۔ کہ ایک شخص تو پچاس برس تک دورہ سپرد رہے۔ اور دوسرے کا آج ہی فیصلہ ہو جائے۔ ایسا انصاف کا طریق نہیں ہو سکتا۔ انصاف کے لئے تو وید اور منوسمرتی دیکھو۔ کہ جن میں لکھا ہے۔ کہ لمحہ بھر بھی توقف نہیں ہوتا۔ اور جیو اپنے اپنے اعمال کے مطابق سزا یا جزا ہمیشہ پاتے رہتے ہیں۔ اور پیغمبروں کو گواہی میں رکھنے سے خدا کی ہمہ دانی میں فرق آجائے گا۔ بھلا ایسی کتاب خدا کی بنائی ہوئی اور ایسی کتاب کا ہدایت کرنے والا خدا کبھی ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ (۱۰۳)

سورۃ کہف (۱۰۴) یہ لوگ واسطے ان کے ہیں باغ ہمیشہ رہنے کے چلتی ہیں نیچے ان کے نہریں۔ زیور پہنائے جائیں گے وہاں کنگن سونے کے۔ اور پہنیں گے کپڑے سبز پتلے اور گاڑھے ریشم کے۔ وہاں تکیئے لگا کر تختوں پر بیٹھیں گے۔ اچھا ثواب ہے اور اچھی آرام گاہ ہے[۲] (منزل چہارم۔ سیپارہ پانزدہم۔ سورۃ ہشت دہم۔ آیت ۳۰)

محقق۔ واہ جی واہ! کیا قرآن کا بہشت ہے۔ جس میں باغ، زیور، کپڑے، گدیلے، تکیئے۔ آرام کے واسطے

---

[۱] وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً ..... وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ ..... يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ

[۲] اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا

ہیں۔ کوئی عقلمند یہاں پر غور کرے۔ (تو معلوم ہوگا کہ یہاں سے وہاں یعنی مسلمانوں کے بہشت میں زیادتی کچھ بھی نہیں ہے۔ سوائے بے انصافی کے۔ اور دُکھ یہ ہے۔ کہ اعمال تو ان کے محدود ہیں۔ اور ثمر ان کا لامحدود۔ اگر میٹھا ہی روز کھایا جائے۔ تو تھوڑے دن میں زہر کی مانند معلوم ہونے لگتا ہے جب وہ ہمیشہ سکھ بھوگیں گے۔ تو ان کے لئے سکھ ہی بمثل دُکھ ہو جائے گا۔ اس لئے مہاکلپ تک مکتی (نجات) سکھ بھوگ کر دوبارہ جنم پانا ہی اچھا مسئلہ ہے۔ (۱۰۴)

(۱۰۵) اور یہ بستیاں ہیں۔ کہ ہلاک کیا ہم نے ان کو جب ظلم کیا انہوں نے اور ہم نے ان کی ہلاکت کا وعدہ مقرر کیا تھا ..... (منزل ۴۔ پارہ ۱۵۔ سورۃ ۱۸۔ آیت ۵۸)

تحقیق ۔ بھلا کیا تمام بستی کے رہنے والے گنہگار ہو سکتے ہیں؟ اور پیچھے وعدہ کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ خدا ہمہ داں نہیں ہے۔ کیونکہ جب ان کا ظلم دیکھا۔ تو وعدہ کیا۔ کیا پہلے نہیں جانتا تھا۔ ان باتوں سے بیرحم بھی ثابت ہوا۔ (۱۰۵)

(۱۰۶) اور وہ جو لڑکا تھا۔ تھے ماں باپ اس کے ایمان والے۔ پس ڈرے ہم کہ یہ لڑکا غالب آئے ان پر کشی اور کفر میں۔ یہاں تک کہ جب پہنچا سورج کے ڈوبنے کی جگہ پر۔ اس نے سورج کو کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا ہوا پایا۔ کہا انہوں نے۔ اے ذوالقرنین! تحقیق یاجوج اور ماجوج فساد کرنے والے ہیں زمین پر[۲] (منزل ۴۔ پارہ ۱۸۔ سورۃ ہژدہم۔ آیت ۸۰۔ ۸۵۔ ۹۲)

تحقیق ۔ بھلا یہ خدا کی کتنی نادانی ہے۔ اُسے یہ شک ہوا۔ کہ کہیں لڑکوں کے ماں باپ مجھ سے باغی کر دیئے جائیں؟ یہ ہرگز خدا کی بات نہیں ہو سکتی۔ اور لاعلمی کی بات دیکھئے۔ کہ اس کتاب کا مصنف سورج کو ایک جھیل میں رات کے وقت ڈوبتا ہوا سمجھتا ہے۔ اور یہ کہ صبح کو پھر نکل آتا ہے۔ سورج تو زمین سے بہت بڑا ہے۔ وہ کسی ندی جھیل یا سمندر میں کیونکر ڈوب سکتا ہے؟ اس سے یہ ظاہر ہوا۔ کہ قرآن کے مصنف کو جغرافیہ یا علم ہیئت نہیں آتا تھا۔ اگر آتا ہوتا۔ تو ایسی خلاف از علم باتیں کیوں لکھ دیتا۔ اس کتاب کے معتقد بھی بے علم ہیں۔ اگر صاحب علم ہوتے۔ تو ایسی غلط باتوں سے پُر کتاب کو کیوں مانتے؟ اور دیکھئے خدا کا انصاف۔ خود ہی زمین بنانے والا بادشاہ اور عادل ہے۔ اور خود ہی یاجوج ماجوج کو زمین پر فساد بھی کرنے دیتا ہے۔ یہ اس کی خدائی کے شایاں نہیں۔ ایسی کتاب کو غیر مہذب لوگ ہی مان سکتے ہیں علم نہیں مانتے (۱۰۶) سورۃ مریم۔ (۱۰۷) ذکر کہ کتاب میں مریم کا۔ جب الگ ہو بیٹھی لوگوں اپنے سے مکان مشرقی میں۔

---

[۱] وَتِلْكَ الْقُرٰى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝

[۲] وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ ... حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّ ..... قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ .....

پس ڈال دیا ان سے اِدھر پردہ۔ پس بھیجا ہم نے طرف اس کے رُوح اپنی کو۔ پس مُمثل ہوئی واسطے اعتقاد کی واسطے اُس کے آدمی تندرست کی۔ کہنے لگی تحقیق میں پناہ مانگتی ہوں ساتھ رحمٰن کی تجھ سے۔ اگر ہے تو پرہیزگار کہنے لگا بھر۔ اس کے نہیں کہ میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار تیرے کا۔ تاکہ بخش جاؤں تجھ کو لڑکا پاکیزہ۔ کہا کیونکر ہو گا واسطے میرے لڑکا۔ نہیں ہاتھ لگایا مجھ کو کسی آدمی نے۔ اور نہیں میں بدکار۔ پس حاملہ ہو گئی ساتھ اس کے۔ پس جا پڑی ساتھ اس کے مکان دُور یعنی جنگل میں[1]۔ (منزل چہارم۔ پارہ ۱۶ سورۃ مریم۔ آیت ۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۲)

محقق عقلمند غور کریں۔ کہ اگر سب فرشتے خدا کی رُوح ہیں۔ تو وہ خدا سے الگ وجود نہیں ہو سکتے۔ اور یہ ظلم کہ اس کنواری مریم کے ہاں لڑکا ہو۔ جو کہ کسی سے بہتر ہونا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن خدا کے حکم سے فرشتے نے اس کو حاملہ کیا۔ یہ خلاف از انصاف ہے۔ یہاں اور بھی شائستگی کے خلاف بہت سی باتیں لکھی ہیں۔ ان کو تحریر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ (۱۰۷)

(۱۰۸) کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ بھیجا ہم نے شیطانوں کو اُوپر کافروں کے بہکاتے ہیں اُن کو اُبھار کر[2] (منزل ۴۔ پارہ ۱۶۔ سورۃ مریم یعنی نوزدہم۔ آیت ۸۳)

محقق جب خدا ہی شیطانوں کو بہکانے کے لئے بھیجتا ہے۔ تو بہک جانے والوں کا کچھ قصور نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اُن کو سزا ہو سکتی ہے اور نہ شیطانوں کو۔ کیونکہ یہ خدا کے حکم سے سب کچھ ہوتا ہے اس کا ثمرہ خدا کو ہونا چاہیئے۔ اگر خدا اچھا ہے عادل ہے۔ تو اس کا ثمرہ (یعنی دوزخ) آپ ہی بھوگے اور اگر عدل کو ترک کر کے بے انصافی کرتا ہے۔ تو وہ طرفدار ہو گیا۔ اور طرفدار کو ہی گنہگار کہتے ہیں۔ (۱۰۸)

سورۃ طٰہٰ۔ (۱۰۹) اور تحقیق میں البتہ بخشنے والا ہوں۔ واسطے اس شخص کے۔ کہ توبہ کی اور ایمان لایا۔ اور عمل کئے اچھے۔ پھر ہدایت پائی[3] (منزل ۴۔ پارہ سولہ دہم۔ سورۃ طٰہٰ۔ آیت ۸۰)

محقق ۔توبہ سے گناہ بخشے جانے کی بات جو قرآن میں لکھی ہے۔ وہ سب کو گنہگار بنانے والی ہے کیونکہ گنہگاروں کو اس سے گناہ کرنے کا حوصلہ ملتا ہے۔ اس لئے یہ کتاب اور اس کا مصنف گناہ کرنے میں گنہگاروں کو حوصلہ دیتا ہے پس یہ کلام الٰہی اور اس میں بیان کردہ خدا سچا خدا نہیں ہو سکتا۔

---

[1] وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۖ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ ..... فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝

[2] اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ۝

[3] وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝ .... وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ .....

سورۃ الانبیا۔ (۱۱۰) اور رکھے ہیں زمین کے پہاڑ ایسا نہ ہو کہ ہل جائے[1] (منزل ۵۔ پارہ ۱۷ سورۃ ۲۱۔ آیت ۳۱)

محقق۔ اگر مصنف قرآن زمین کی گردش وغیرہ کو جانتا۔ تو یہ بات کبھی نہ کہتا۔ کہ پہاڑوں کے رکھنے سے زمین نہیں ہلتی۔ شک ہوا۔ کہ اگر پہاڑ نہ رکھتا۔ تو ہل جاتی۔ پہاڑ رکھنے پر بھی زلزلہ کے وقت کیوں ہل جاتی ہے؟ (۱۱۰)

(۱۱۱) اور محافظت دی ہم نے اس عورت کو اور محافظت کی اس نے شرمگاہ اپنی کی پس پھونک دیا ہم نے بیچ اس کے روح اپنی کو[2]۔ (منزل ۵۔ پارہ ۱۷۔ سورۃ ۲۱۔ آیت ۹۳)

محقق۔ ایسی مخش باتیں خدا کی کلام میں۔ خدا کی تو کیا۔ کسی شائستہ آدمی کی بھی نہیں ہو سکتیں جب کہ انسان ایسی باتوں کا لکھنا اچھا نہیں سمجھتے۔ تو خدا کے نزدیک کیونکر اچھا ہو سکتا ہے؟ ایسی باتوں سے قرآن بدنام ہو گیا ہے۔ اس میں اچھی اچھی باتیں ہوتیں۔ تو اس کی بہت تعریف ہوتی۔ جیسی کہ ویدوں کی ہوتی ہے۔ (۱۱۱)

سورۃ الحج (۱۱۲) کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو ہیں آسمانوں پر اور زمین میں اور سورج چاند ستارے پہاڑ درخت اور جانور اور بہت سے آدمی ان کو کنگن۔ سونے کے اور موتی اور لباس ان کا ریشمی ہوگا۔ اور پاک رکھ گھر میرے کو واسطے گرد پھرنے والوں کے اور کھڑے رہنے والوں کے۔ پھر چاہیئے کہ دور کریں میل اپنی اور پوری کریں نذریں اپنی اور گرد پھریں گھر قدیم کے اور یاد کریں نام اللہ کے[3] (منزل ۵۔ پارہ ہفت دہم۔ سورۃ ۲۲ آیت ۱۷۔ ۱۸۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۹)

محقق۔ جو غیر ذی روح اشیاء ہیں۔ وہ خدا کو جان ہی نہیں سکتیں۔ پھر وہ اس کی عبادت کیونکر کر سکتی ہیں؟ اس لئے یہ کتاب کلام الٰہی نہیں ہو سکتی۔ البتہ کسی گمراہ کی بنائی ہوئی معلوم دیتی ہے واہ بڑی اچھی بہشت ہے۔ جہاں سونے موتی کے زیورات اور ریشمی لباس پہننے کو ملتے ہیں۔ یہ بہشت تو یہاں کے راجاؤں کے گھر سے بڑھ کر معلوم نہیں ہوتی۔ اور جب خدا کا گھر ہے۔ تو وہ اس گھر میں رہتا بھی ہوگا۔ پھر بت پرستی کیوں نہ ہوئی؟ اور دوسرے بت

---

[1] وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ .....

[2] وَالَّتِيْ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا .....

[3] اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ ..... يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ ..... شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ ... وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝

پرستوں کی تردید کیوں کرتے ہو۔ جب خدا نذر لیتا ہے۔ اور اپنے گھر کا طواف کرنے کا حکم دیتا ہے اور جانوروں کو مروا کر کھلاتا ہے۔ تو یہ خدا مندر والے بھیروں درگا کی مانند ہوا۔ اور سخت بت پرستی کا باعث یہی ہے۔ کیونکہ بتوں میں مسجد بڑا بت ہے۔ اس لئے خدا اور مسلمان بڑے بت پرست اور پرانی دجلنی چھوٹے بت پرست ہیں۔ (۱۱۲)

سورۃ المومنون (۱۱۳) پھر بالتحقیق تم دن قیامت کے اٹھائے جاؤ گے (منزل ۵ پارہ ہشت دہم۔ سورۃ بست دہم۔ آیت ۱۹)

محقق۔ کیا قیامت تک مردے قبر میں رہیں گے یا کسی اور جگہ؟ اور اگر ان میں رہیں گے تو سڑے ہوئے بدبودار جسموں میں سے کہ نیک آدمی بھی تکلیف اٹھائیں گے؟ یہ انصاف نہیں بلکہ ظلم ہے۔ اور بدبو اور عفونت پھیلا کر بیماری پیدا کرنے کے موجب ہونے سے خدا اور مسلمان پاپی ہوں گے (۱۱۳)

سورۃ نور (۱۱۴) جس دن گواہی دیں گی ان پر ان کی زبانیں۔ اور ہاتھ ان کے اور پاؤں ان کے کہ جو کچھ وہ عمل کرتے تھے۔ اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا مثل اس کے کہ مسلمانوں کے دل میں یہ ہے مانند اس طاقت کی۔ کہ اس میں ایک چراغ ہو۔ اور وہ چراغ شیشہ میں ہو۔ اور وہ قندیل شیشہ کا گویا ایک تارا ہے۔ جو چمکتا ہوا روشن ہوتا ہے ایک درخت کے تیل سے جو کہ متبرک زیتون کا ہے۔ نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف۔ نزدیک ہے تیل اس کا کہ روشن ہو جائے۔ اگرچہ نہ لگے اس کو آگ۔ روشنی پہ روشنی ہے۔ راہ دکھلاتا ہے اللہ طرف نور اپنے کے جس کو چاہتا ہے (منزل ۵ پارہ ۱۸۔ سورۃ النور بست و پنجم۔ آیت ۲۴)

محقق۔ ہاتھ پاؤں وغیرہ بے جان ہونے سے گواہی ہرگز نہیں دے سکتے۔ یہ بات قانون قدرت کے خلاف ہونے سے جھوٹی ہے۔ کیا خدا آگ ہے یا بجلی ہے۔ جیسا کہ (چراغ وغیرہ سے) اسے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہ مثال خدا پر صادق نہیں آسکتی۔ ہاں شکل والی چیز پر صادق آسکتی ہے۔ (۱۱۴)

(۱۱۵) اور اللہ نے پیدا کیا ہر جانور کو پانی سے۔ پس بعض ان میں سے وہ ہے کہ چلتا اوپر پیٹ اپنے کے..... اور جو کوئی فرمانبرداری کرے اللہ کی اور رسول اس کے کی۔ کہ فرمانبرداری کرے اللہ کی

---

۱۱ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝

۱۲ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝..... اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

اور رسول اس کے کی۔ اور فرمانبرداری کرو رسول کی شاید تم رحم کیے جاؤ۔[1] (منزل ۴۔ پارہ ۱۸۔ سورۃ ۲۴۔ آیت ۴۶۔ ۵۱۔ ۵۵)

محقق ۔ یہ کونسی فلاسفی ہے۔ کہ جن جانوروں کے جسم میں سب اناج مرجاتے ہیں۔ ان کی بابت کہنا کہ صرف پانی سے پیدا ہوئے ہیں؟ یہ محض لاعلمی کی بات ہے جب خدا کے ساتھ پیغمبر کی فرمانبرداری کرنی ضروری ہے۔ تو کیا وہ خدا کا شریک ہوا یا نہیں؟ اگر ایسا ہے۔ تو خدا کو کیوں قرآن میں لاشریک لکھا اور کہا جاتا ہے؟ (۱۱۵)

سورۃ الفرقان ۔ (۱۲۶) اور جس دن کہ پھٹ جائے گا آسمان بدلی سے اور اتارے جائیں گے فرشتے پس مت کہا مان کافروں کا۔ اور جہاد کر ان کے ساتھ حکم خدا بڑا جہاد اور بدل ڈالتا ہے۔ اللہ برائیوں ان کی کو بھلائیوں سے اور جو کوئی توبہ کرے اور عمل کرے اچھے۔ پس تحقیق وہ رجوع کرتا ہے طرف اللہ کے[2]

(منزل چہارم۔ پارہ نوزدہم سورۃ الفرقان۔ آیت ۲۵۔ ۵۱۔ ۶۹۔ ۷۰)

محقق ۔ یہ بات کبھی واقعات نہیں ہو سکتی۔ کہ آسمان بادلوں کے ساتھ پھٹ جائے۔ اگر آسمان (آکاش) کوئی مجسم شے ہو۔ تو پھٹ سکتا ہے مسلمانوں کا قرآنی عمل میں خلل انداز ہو کر۔ غدر اور جھگڑا کرانے والا ہے۔ اس لئے دین دار عالم لوگ اس کو نہیں مانتے۔ یہ خوب انصاف ہے۔ گناہ و ثواب کالعدم ہو جائے گا۔ کیا یہ بل اور اڈہ ہیں۔ کہ ان کا تبادلہ ہو سکے۔ اگر توبہ کرنے سے گناہ چھوٹیں اور خدا ملے۔ تو کوئی بھی گناہ کرنے سے کیوں ڈرے گا؟ اس لئے یہ سب باتیں خلاف از علم ہیں (۱۱۶)

سورۃ الشعرا (۱۱۷) اور وحی کی ہم نے طرف موسیٰ کے یہ کہ رات کو لے نکل بندوں میرے کو تحقیق تم پیچھے لگیں گے۔ پس بھیجے فرعون نے شہروں میں لشکر..... کہ جس نے پیدا کیا مجھ کو۔ پس وہی راہ دکھلاتا ہے۔ اور جو وہ کھلاتا ہے مجھ کو اور پلاتا ہے مجھ کو۔ اور وہ کہ امید رکھتا ہوں میں کہ بخشے گا میری خطا قیامت کے دن[3] (منزل ۵۔ پارہ نوزدہم سورۃ ۱۲۶۔ آیت ۵۲۔ ۵۶۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۲)

محقق ۔ جب خدا نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی۔ تو پھر داؤد علیہ السلام اور محمد صاحب کی طرف کتابیں بھیجی۔ کیونکہ خدا کی باتیں ہمیشہ یکساں اور بے خطا ہوا کرتی ہیں۔ اور اس کے بعد قرآن تک

---

[1] وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ..... وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ..... اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

[2] وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ۝ ..... فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ۝ ..... صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط ..... وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ .....

[3] وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝ ..... الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝ ..... وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝

کتابوں کا بھیجنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ پہلی کتاب نامکمل اور غلطیوں سے پُر ہوئی تھی۔ اگر یہ تین کتابیں سچی ہیں۔ تو قرآن جھوٹا ہوگا۔ چاروں کتابیں جو کہ باہم متضاد ہیں اور وہ بالکل صحیح نہیں ہو سکتیں۔ اگر خدا نے ارواح پیدا کی ہیں۔ تو وہ مر بھی جائیں گی۔ یعنی ان کا کبھی عدم بھی ہوگا جو خدا ہی انسان وغیرہ ذی روحوں کو کھلاتا پلاتا ہے۔ تو کسی کو بیماری نہ ہونی چاہیئے۔ اور سب کو برابر خوراک ملنی چاہیئے۔ اور رعایت سے ایک کو عمدہ دوسرے کو خراب جیسا کہ بادشاہ کو عمدہ اور غریب کو خراب خوراک ملتی ہے۔ نہ ملنی چاہیئے۔ جب خدا ہی کھلانے پلانے اور پرہیز کرانے والا ہے۔ تو بیماری نہ ہونی چاہیئے۔ لیکن مسلمانوں کو بھی بیماریاں لگتی ہیں۔ اگر خدا ہی بیماری دور کرکے آرام کرنے والا ہے۔ تو مسلمانوں کے جسموں میں بیماری نہ رہنی چاہیئے۔ اگر رہتی ہے تو خدا پورا طبیب نہیں ہے۔ اگر طبیب حاذق ہے۔ تو پھر مسلمانوں کے جسموں میں بیماری کیوں رہتی ہے اگر وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے۔ تو پھر اسی خدا کے ذمہ گناہ و ثواب ہونا چاہیئے۔ اگر ہم جہنم کے اعمال کے مطابق انصاف کرتا ہے۔ تو وہ کچھ بھی گناہ کا ذمہ دار نہیں ہے۔ اگر وہ گناہ کو بخشتا اور انصاف قیامت کی رات کو کرتا ہے۔ تو خدا گناہ بڑھانے والا ہونے سے گنہگار ہو جائے گا۔ اگر بخشش نہیں کرتا۔ تو قرآن کی یہ بات جھوٹی ہونے سے بچ نہیں سکتی ہے۔ (۱۱۷)

(۱۱۸) نہیں تو مگر آدمی مانند ہمارے پاس لے آ کچھ نشانی اگر ہے تو سچا۔ کہا یہ اونٹنی ہے واسطے اس کے پانی پینا ہے ایک بار[1] (منزل ۵۔ پارہ نوزدہم۔ سورۃ ۲۶۔ آیت ۱۵۴۔۱۵۳)

محقق۔ بھلا اس بات کو کوئی مان سکتا ہے۔ کہ پتھر سے اونٹنی نکلے۔ لوگ بے علم تھے۔ کہ جنہوں نے اس بات کو مان لیا۔ اونٹنی کی نشانی دینا صرف بے علموں کا کام ہے نہ کہ خدا کا۔ اگر یہ کتاب کلام الٰہی ہوتی۔ تو ایسی بے معنی باتیں اس میں نہ ہوتیں۔ (۱۱۸)

سورۃ النمل۔ (۱۱۹) اے موسیٰ بے شک میں ہوں۔ اللہ غالب حکیم اور ڈال دے عصا اپنا پس جس وقت کہ دیکھا اس کو ہلتا جلتا ہے۔ گویا کہ وہ سانپ ہے۔..... اے موسیٰ مت ڈر تحقیق نہیں ڈرتے نزدیک میرے پیغمبر۔ اللہ۔ نہیں کوئی معبود مگر وہ عرش عظیم کا رب یہ کہ مت سرکشی کرو میرے سامنے اور چلے آؤ میرے پاس مسلمان ہو کر[2] (منزل ۵۔ پارہ ۱۹۔ سورۃ ۲۷۔ آیت ۹۔۱۰۔۱۱۔۲۵۔۳۰)

---

[1] مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ ..... پتھر سے اونٹنی کا پیدا ہونا مفسرین قرآن دہلوی اس آیت کا ترجمہ دیتے ہوئے حاشیہ پر اس امر کی تصدیق کرتے ہیں پچھلی آیتوں سے یہ واقعہ پہاڑ کا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اور اگلی آیتوں میں اس اونٹنی کا معجزہ بتایا گیا ہے۔

[2] يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَأَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ ..... يَا مُوسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ..... اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝

تحقیق۔ اور دیکھئے۔ اپنے ہی منہ سے آپ اللہ بڑا زبردست بنتا ہے۔ اپنے ہی منہ سے اپنی تعریف کرنا جب شریف آدمی کا کام نہیں ہو سکتا۔ تو خدا کا کیونکر ہو سکتا ہے۔ شیخیہ باتوں کی جھلک دکھلا کر جنگلی آدمیوں کو قابو کر کے آپ جنگلیوں کا خدا بن بیٹھا ہے۔ ایسی بات خدا کی کتاب میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اگر وہ عرش معلےٰ یعنی ساتویں آسمان کا مالک ہے۔ تو وہ محدود المکان ہونے سے خدا نہیں ہو سکتا۔ اگر سرکشی کرنا برا ہے۔ تو خدا اور محمد صاحب نے اپنی حمد و مدح سے کتاب کیوں بھر دی؟ محمد صاحب نے بہت سے انسانوں کا خون کیا۔ کیا اس سے سرکشی ہوئی یا نہیں؟ قرآن تکرار اور باہمی تضاد سے بھرا ہوا ہے۔ (۱۱۹)

(۱۲۰) اور دیکھئے تو پہاڑوں کو گمان کرے گا تو ان کو جمے ہوئے اور وہ چلیں گے مانند بادلوں کے۔ کاریگری اللہ کی جس نے قائم کیا ہر چیز کو تحقیق وہ خبردار ہے ہر ایک کام سے جو تم کرتے ہو[1] (منزل ۵۔ پارہ ۲۰۔ سورۃ ۲۷۔ آیت ۸۷-۸۸)

محقق۔ بادلوں کی مانند پہاڑوں کا چلنا مصنف قرآن کے ملک میں ہوتا ہوگا اور جگہ نہیں۔ اور خدا کی خبرداری تو باغی شیطان کو نہ پکڑنے اور سزا نہ دینے سے ہی ظاہر ہوتی ہے جس نے ایک باغی کو اب تک نہ پکڑا اور نہ سزا دی۔ اس سے زیادہ بے خبری کیا ہوگی؟ (۱۲۰)

سورۃ قصص ۲۸۔ (۱۲۱) پس مکا مانا اس کو موسیٰ نے۔ پس تمام کی زندگی اس کی۔ کہا اے رب میرے تحقیق میں نے ظلم کیا اپنی جان پر۔ پس بخش مجھ کو پس بخش دیا اس کو۔ تحقیق وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور پروردگار تیرا پیدا کرتا ہے جو کچھ کہ چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے[2] (منزل ۵۔ پارہ ۲۰ سورۃ ۲۸۔ القصص۔ آیت ۱۴۔ ۱۵۔ ۶۸)

محقق۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے پیغمبر اور خدا کی بے عدلی کا حال دیکھئے۔ موسیٰ پیغمبر ایک انسان کا خون کرے۔ اور خدا معاف کرے۔ کیا یہ دونوں ظالم ہیں یا نہیں؟ کیا خدا اپنی مرضی سے ہی جیسا چاہتا ہے ویسا پیدا کرتا ہے؟ کیا اس نے اپنی مرضی ہی سے ایک کو بادشاہ اور دوسرے کو فریب۔ ایک کو عالم اور دوسرے کو جاہل پیدا کیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو نہ قرآن سچا اور نہ خدا ظالم ہونے کے باعث سچا خدا ہو سکتا ہے۔ (۱۲۱)

سورۃ العنکبوت۔ (۱۲۲) اور حکم کیا ہم نے انسان کو ساتھ ماں باپ کے بھلائی کرنا۔ اور اگر جھگڑا کریں تجھ سے دونوں یہ کہ شریک لائے تو شامل میرے اس چیز کو کہ نہیں تجھ کو اس کا علم نہیں۔ پس مت کہا مان ان دونوں کا۔ تم کو پھر میری طرف آنا ہے۔ اور البتہ بھیجا ہم نے نوح کو طرف قوم اس کی کے پس رہا

[1] وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ۝

[2] فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا ..... رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ ..... وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ .....

بیچ اس کے ہزار برس مگر پچاس برس کم[1] (منزل ۵۔ پارہ ۲۰۔ سورۃ العنکبوت (۲۹) آیت ۷۔ ۱۳)

محقق ۔ ماں باپ کی خدمت کرنا تو اچھا ہی ہے ۔ اگر خدا کے ساتھ شریک کرنے کے لئے وہ کہیں ۔ تو اُن کا کہنا نہ ماننا یہ بھی ٹھیک ہے ۔ لیکن اگر ماں باپ دروغ گوئی وغیرہ کرنے کا حکم دیں ۔ تو کیا ماں لینا چاہیئے ۔ اس لئے یہ بات نصف اچھی اور نصف بُری ہے ۔ اگر نوح وغیرہ پیغمبروں کو خدا ہی دُنیا میں بھیجتا ہے ۔ تو اور روحوں کو کون بھیجتا ہے ؟ اگر سب کو وہی بھیجتا ہے ۔ تو سب ہی پیغمبر کیوں نہیں ؟ اور اگر پہلے آدمیوں کی عمر ہزار برس کی ہوتی تھی ۔ تو اب کیوں نہیں ہوتی ؟ اس لئے یہ بات صحیح نہیں (۱۲۲)

سورۃ روم ۔ (۱۲۳) اللہ پہلی بار کرتا ہے پیدائش پھر دوبارہ کرے گا اس کو پھر طرف اس کی پھیرے جاؤ گے ۔ اور جس دن برپا ہوگی قیامت ناامید ہوں گے گنہگار ۔ پس جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے ۔ پس وہ بہشت میں سنگار دیئے جائیں گے ۔ اور اگر بھیجیں ہم ایک ہوا ۔ پس دیکھیں اس کھیتی کو زرد ہوئی ۔ اس پر ہو رہے کہتا ہے اللہ ان کے دلوں پر جو نہیں جانتے[2] (منزل ۵ ۔ پارہ ۲۱ سورۃ ۳۰ آیت ۱۰ ۔ ۱۱ ۔ ۱۵ ۔ ۵۰ ۔ ۵۸)

محقق ۔ اگر اللہ دوبارہ پیدائش کرتا ہے اور تیسری بار نہیں کرتا ۔ تو پیدائش کے پہلے اور دوسری پیدائش کے بعد بیکار بیٹھا رہتا ہوگا ۔ اور ایک یا دو بار پیدائش کرنے کے بعد اس کی طاقت تکمی اور زائل ہو جاتی ہوگی ۔ اگر بعد عدل میں گنہگار لوگ ناامید ہوں گے ۔ تو اچھی بات ہے ۔ مگر اس کا مطلب کہیں یہ تو نہیں ہے ۔ کہ مسلمانوں کے سوا سب گنہگار سمجھ کر ناامید کئے جائیں گے ؟ کیونکہ قرآن میں کئی مقاموں پر گنہگاروں سے مراد غیر مذہب والوں سے لی گئی ہے ۔ اگر باغ میں لکھنا اور سنگار کرنا ہی مسلمانوں کی بہشت ہے ۔ تو اس دُنیا کی مانند ہی ہے ۔ اور کیا وہاں باغبان اور زرگر بھی ہوں گے ۔ یا خدا ہی باغبانی ' زرگری وغیرہ کا کام کرتا ہے ۔ اگر کسی کو کم زیور ملتا ہوگا ۔ تو چوری بھی ہوتی ہوگی ۔ اور بہشت میں سے نکال کر چوری کرنے والوں کو دوزخ میں بھی ڈال دیتا ہوگا ۔ اگر ایسا ہوگا ۔ تو یہ بات کہ ہمیشہ بہشت میں رہیں گے ۔ جھوٹ ہو جائے گی ۔ اگر کسانوں کی کھیتی پر بھی خدا کی نظر ہے ۔ تو علم زراعت کھیتی کرنے کے تجربہ بغیر کیسے آگیا ۔ اور اگر فرض کیا جائے ۔ کہ خدا نے اپنے علم سے سب باتیں جان لی ہیں ۔ تو ایسا ڈھکوسلے سے وہ اپنا غرور ظاہر کرتا ہے ۔ اگر اللہ نے روحوں کے دلوں پر مہر لگا کر گناہ کرایا ہے ۔ تو اس گناہ کا جوابدہ وہی ہوگا ۔ روح نہیں ہو سکتی جس طرح کہ فوج و فلکت کا ذمہ دار سپہ سالار ہوتا ہے

---

[1] وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ ..... وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ .....

[2] اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ۝ ..... فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ۝ ..... وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا ..... كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝

ویسے ہی سب گناہ خدا کے ہی ذمہ ہوں گے۔ (۱۲۳)

سورۃ لقمان۔ (۱۲۴) یہ آیتیں ہیں کتاب حکمت والے کی۔ پیدا کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم۔ ان کہ اور ڈالے بیچ زمین کے پہاڑ۔ ایسا نہ ہو کہ جھک جائے۔ کیا نہ دیکھا تو نے یہ کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور کیا نہ دیکھا تو نے یہ کہ کشتیاں چلتی ہیں دریا میں بفضل خدا۔ تاکہ دکھلاوے تم کو بعض نشان اپنے[1] (منزل ۵۔ پارہ ۲۱ سورۃ ۳۱۔ آیت ۱۔ ۹۔ ۲۸۔ ۳۰)

محقق۔ واہ صاحب واہ! یہ حکمت والی کتاب خوب ہے۔ کہ جس میں بالکل علم سے خلاف آسمان کی پیدائش اور اس میں ستون لگانے اور زمین کو قائم رکھنے کے واسطے پہاڑ رکھنے کا ذکر ہے۔ تھوڑے علم والا بھی ایسی تحریر ہرگز نہیں کر سکتا۔ اور نہ ایسی باتیں مان سکتا ہے۔ اور حکمت کی بات دیکھئے کہ جہاں دن ہے وہاں رات نہیں۔ جہاں رات ہے وہاں دن نہیں۔ اور اس کو ایک دوسرے میں داخل کرنا لکھا ہے۔ یہ تو سخت بے علموں کی بات ہے۔ اس لئے یہ قرآن علم کی کتاب نہیں ہو سکتی۔ کیا یہ خلاف از علم بات نہیں ہے۔ کہ کشتی کو آدمی کلوں اور اوزاروں سے چلاتے ہیں۔ یا خدا کی مہربانی سے۔ اگر لوہے یا پتھر کی کشتی بنا کر سمندر میں چلائی جائے۔ تو خدا کا نشان تب تو نہ جائے گا۔ اس لئے یہ کتاب نہ کسی عالم اور نہ خدا کی بنائی ہو سکتی ہے۔ (۱۲۴)

سورۃ سجدہ۔ (۱۲۵) تدبیر کرتا ہے کام کی آسمان سے طرف زمین کے پھر چڑھ جاتا ہے طرف اس کے ایک دن میں کہ ہے مقدار اس کی ہزار برس۔ تمہارے حساب سے یہ ہے جاننے والا غیب کا اور حاضر کا غالب مہربان۔ پھر تندرست کیا اس کو اور پھونکی اس میں روح اپنی سے ..... کہ قبض کرے گا تم کو فرشتہ موت کا۔ وہ جو مقرر کیا گیا ہے تم پر۔ اور اگر چاہتے ہم البتہ دیتے ہم ہر ایک روح کو ہدایت اس کی۔ لیکن ثابت ہے وعدہ میری طرف سے کہ البتہ بھروں گا میں دوزخ کو جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے[2] (منزل ۵۔ پارہ ۲۱۔ سورۃ ۳۲۔ آیت ۴۔ ۵۔ ۸۔ ۱۰۔ ۱۳)

محقق۔ اب تو ٹھیک ثابت ہو گیا۔ کہ مسلمانوں کا خدا مثل انسان کے محدود المکان ہے۔ کیونکہ اگر

---

[1] تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ ..... خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ ..... اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ..... اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۝

[2] يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ ..... ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ ..... قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ..... وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝

محیط کل ہوتا۔ تو ایک جگہ سے انتظام کرنا اور آنا جانا یہ باتیں نہ ہوتیں۔ اگر خدا فرشتے کو بھیجتا ہے تو خود بھی محدود المکان ہوا۔ کیا آپ آسمان پر ٹنگا بیٹھا ہے۔ اور فرشتوں کو دوڑاتا رہتا ہے۔ اگر فرشتے رشوت لے کر کوئی معاملہ بگاڑ دیں یا کسی مُردہ کو چھوڑ جائیں۔ تو خدا کو کیا معلوم ہو سکتا ہے۔ معلوم تو اس کو ہو۔ کہ جو ہمہ دان اور محیط کل ہو۔ سو وہ تو ہے ہی نہیں۔ اگر ہوتا تو فرشتوں کے بھیجنے اور کئی لوگوں کی مختلف طور پر آزمائش لینے کا کیا کام تھا۔ پھر ایک ہزار برس کا عرصہ لگنا اور آنے جانے کا انتظام کرنا یہ باتیں بتلاتی ہیں۔ کہ وہ قادرِ مطلق نہیں ہے۔ اگر موت کا فرشتہ ہے تو اس فرشتے کا مارنے والا کونسا فرشتہ ہے۔ اگر وہ ہمیشہ سے ہے۔ تو حیات ابدی میں خدا کے برابر شریک ہو گیا۔ ایک فرشتہ ایک ہی وقت میں دوزخ بھرنے کے لئے روحوں کو ہدایت نہیں کر سکتا۔ اور اگر ان کو بلا گناہ کئے اپنی مرضی سے دوزخ بھرنے کے لئے تکلیف دے کر تماشہ دیکھتا ہے۔ تو وہ خدا گنہگار ظالم اور بیرحم ہوگا۔ ایسی باتیں جس کتاب میں ہوں۔ نہ وہ عالم اور نہ خدا کی بنائی ہو سکتی ہے۔ اور جو رحم اور انصاف نہیں رکھتا۔ وہ ہرگز خدا نہیں ہو سکتا۔ (۱۲۵)

سورۃ احزاب (۱۲۶) کہہ کہ ہرگز نہ فائدہ دے گا تم کو بھاگنا۔ اگر بھاگو گے تم موت سے یا قتل سے اے پیغمبر! نبی کی جو کوئی آوے تم میں سے ساتھ بے حیائی ظاہر کے دوچند کیا جائے گا واسطے اُن کے عذاب اور ہے یہ اُوپر اللہ کے آسان[1] (منزل ۵۔ پارہ ۲۱ سورۃ ۳۳۔ آیت ۱۵۔۳۰)

محقق۔ یہ محمد صاحب نے اس واسطے لکھایا لکھوایا ہوگا۔ کہ جنگ میں کوئی نہ بھاگے۔ اپنی فتح ہو۔ اور مرنے سے نہ ڈریں۔ دولت و ثروت کے سامان بڑھیں۔ مذہب کی اشاعت ہو۔ اور اگر بے حیائی سے نہ آئے۔ تو کیا پیغمبر صاحب بے حیا ہو کر آئیں۔ بیبیوں پر عذاب ہو۔ اور پیغمبر صاحب پر عذاب نہ ہو۔ یہ کس کا انصاف ہے؟ (۱۲۶)

(۱۲۷) اور اگلی رہو بیچ گھروں اپنے کے اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول کی..... سوائے اس کے نہیں[2] پس جب ادا کر لی زید نے اس سے حاجت۔ بیاہ دیا ہم نے تجھ سے اس کو تاکہ نہ ہووے اُوپر ایمان والوں کے گناہ بیچ کرنے بیاہ لینا ساتھ بیبیوں پسر خواندہ اپنوں کے جب ادا کر لیں اُن سے حاجت اور ہے حکم خدا کا کیا گیا۔ نہیں ہے اُوپر نبی کے کچھ تنگی۔ اس میں جو حلال کیا اللہ نے نہیں ہے محمد صاحب باپ کسی مرد کا تمہارے میں سے اور حلال کی عورت ایمان والی۔ جو بخش دے اپنا نفس واسطے اس کے..... ڈھیل میں ڈالی دے۔ تو جس کو چاہے۔ پاس نہیں اُوپر تیرے اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ مت داخل ہو بیچ گھروں

---

[1] قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ ..... يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ط وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

[2] پوری عبارت حسب ذیل ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ خدا چاہتا ہے کہ دور کریں تم سے گندی باتیں۔ اے اس گھر والو!

پیغمبر کے[1] (منزل ۵۔ پارہ ۲۲۔ سورۃ ۳۳۔ آیت ۱۳۷۔ ۳۸۔ ۴۰۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲)

محقق۔ یہ بڑے ظلم کی بات ہے۔ کہ عورت گھر میں مثل قیدی کے رہے۔ اور آدمی کھلے رہیں کیا عورتوں کا دل صاف ہوا۔ صاف جگہ میں سیر کرنے اور دنیا کی بے شمار اشیاء دیکھنے کو نہیں چاہتا ہوگا ہی واسطے مسلمانوں کے لڑکے خاص کر آوارہ گرد اور عیاش ہوتے ہیں۔ کیا اللہ اور رسول کے احکام ایک دوسرے کے موافق ہیں یا مخالف؟ اگر موافق ہیں۔ تو یہ کہنا کہ دونوں کا حکم مانو فضول ہے اگر مخالف ہیں۔ تو ایک کا حکم صحیح اور دوسرے کا غلط ہوگا۔ ان دونوں میں سے ایک خدا اور دوسرا شیطان[2] ہو جائے گا۔ اور ایک کا شریک دوسرا بن جائے گا۔ واہ قرآن کے خدا اور پیغمبر! آپ نے ایسے قرآن کو بیس کے رد سے دوسرے کو نقصان پہنچا کر اپنی مطلب براری کی جائے بنایا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ محمد صاحب بڑے شہوت پرست تھے۔ اگر نہ ہوتے۔ تو (لے پالک) بیٹے کی جورو کو اپنی جورو کیوں بناتے؟ اور طرفہ یہ کہ ایسی باتوں کے کرنے والے کا خدا بھی طرفدار بن گیا۔ اور بے انصافی کو بھی انصاف قرار دے دیا۔ انسانوں میں وحشی سے وحشی انسان بھی بیٹے کی جورو کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور یہ کیسا غضب ہے۔ کہ نبی کو شہوت رانی میں بھی کچھ روکاوٹ نہیں ہوتی۔ اگر نبی کسی کا باپ نہیں تھا۔ تو زید (لے پالک) بیٹا کس کا تھا؟ جب بیٹے کی جورو کو بھی گھر میں ڈالنے سے پیغمبر صاحب نہ رک سکے۔ تو اوروں سے کیونکر بچے ہوں گے؟ ایسی چالاکی سے بھی بری بات کرنے والے کی بدنامی ہونے سے نہیں رک سکتی۔ کیا اگر غیر عورت (دوسرے شخص کی بیوی) بھی نبی سے خوش ہو کر تعلق کرنا چاہے تو بھی حلال ہوگی؟ اور یہ تو بڑے گناہ کی بات ہے۔ کہ نبی جس عورت کو چاہے چھوڑے۔ اور محمد صاحب کی عورتیں پیغمبر صاحب کے قصور وار ہونے پر بھی اس کو کبھی نہ چھوڑ سکیں۔ اگر پیغمبر کے گھر میں دوسرا کوئی زنا کاری کی نیت سے داخل نہ ہو۔ تو ویسے ہی پیغمبر صاحب کو بھی کسی کے گھر میں داخل نہ ہونا چاہیئے۔ کیا نبی جس کے گھر میں چاہے بے خوف داخل ہو سکے اور معزز بھی بنا رہے؟ بھلا کون عقل کا اندھا ہوگا جو اس قرآن کو خدا کا بنایا ہوا اور محمد صاحب کو پیغمبر اور قرآن کے بتلائے ہوئے خدا کو سچا خدا مان سکے۔ بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ ایسے غیر مدلل خلاف دھرم مذہب کو اہل عرب نے قبول کیا۔ (۱۲۷)

---

[1] وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ ..... وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِينًا ۝ وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ط وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُولًا ۝ ..... مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ ..... وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ ..... تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ ط ..... فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ط ..... يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ .....

[2] چونکہ خدا کے خلاف حکم دلانے کو قرآن کی اصطلاح میں شیطان کہا گیا ہے۔ اس لئے یہ لفظ اس جگہ استعمال کیا گیا ہے

(۱۲۸) اور نہیں لائق واسطے تمہارے یہ کہ ایذا دو رسول خدا کے اور نہ یہ کہ نکاح میں لاؤ بیبیوں اس کی کو پیچھے اس کے کبھی تحقیق یہ ہے۔ نزدیک اللہ سے بڑا گناہ تحقیق جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور رسول اس کے کو۔ لعنت کی ہے ان پر اللہ نے..... اور وہ لوگ کہ ایذا دیتے ہیں مسلمانوں کو اور مسلمان عورتوں کو۔ بغیر اس کے کہ برا کیا ہو انہوں نے۔ پس تحقیق اٹھایا انہوں نے بہتان اور گناہ ظاہر لعنتی لوگ جہاں پائے جائیں۔ پکڑ لیے جائیں اور قتل کیے جائیں خوب۔ اے رب ہمارے دے ان کو دوگنا عذاب اور لعنت کر ان کو سخت[1] (منزل پنجم۔ پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب ۳۳۔ آیت ۵۳ کا جزو ۶۷-۵۸-۶۲-۶۸)

محقق۔ واہ! کیا خدا اپنی خدائی کو دھرم کے ساتھ دکھلا رہا ہے۔ رسول کو ایذا رسانی سے منع کرنا تو ٹھیک ہے۔ لیکن دوسرے کو ایذا دینے سے رسول کو بھی روکنا مناسب تھا۔ تو کیوں نہیں روکا؟ کیا کسی کو ایذا دینے سے اللہ بھی دکھی ہوتا ہے؟ اگر ایسا ہے۔ تو وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ کیا اللہ اور رسول کو ایذا دینے کی ممانعت کرنے سے یہ نہیں ثابت ہوتا۔ کہ اللہ اور رسول جس کو چاہیں ایذا دیں سوائے ان کے اور بھی جن کو چاہیں ایذا دیں۔ جیسا مسلمان مرد و زن کو ایذا دینا برا ہے۔ ویسا ہی غیر مذہب والوں کو بھی ایذا دینا بہت برا ہے۔ اور جو اسے نہ مانے۔ تو ان کو متعصب سمجھو۔ واہ! اے غدر مچانے والے خدا اور نبی! تم جیسے بیرحم تو دنیا میں بہت تھوڑے ہوں گے۔ جو یہ لکھا ہے۔ کہ غیر لوگ جہاں ملیں۔ ان کو پکڑو اور مارو۔ ویسا ہی اگر مسلمانوں سے غیر مذہب والے برتاؤ کریں۔ تو ان کو یہ بات بری لگنے لگے گی یا نہیں؟ واہ کیسے تکلیف دہ پیغمبر ہیں۔ کہ خدا سے دوسروں کو دوگنا دکھ دینے کی دعا مانگتے ہیں۔ ان سے ان کی طرفداری مطلب براری اور سخت ظلم کا ثبوت ملتا ہے۔ اسی وجہ سے اب تک بھی مسلمان لوگوں میں سے بہت سے بیوقوف لوگ ایسا ہی عمل کرنے سے نہیں ڈرتے۔ ٹھیک ہے۔ کہ تعلیم کے بغیر انسان حیوان کے برابر رہتا ہے۔ (۱۲۸)

سورۃ فاطر۔ (۱۲۹) اور اللہ وہ ہے کہ جس نے بھیجا ہے ہواؤں کو پھر اٹھاتی ہیں بادلوں کو۔ پھر ہانک لاتے ہیں ہم اس کو طرف شہر مردے کے۔ پس زندہ کیا ہم نے اس سے زمین کو پیچھے موت اس کی کے۔ اسی طرح مردے اٹھائے جائیں گے[2] جس نے آتارا ہم کو گھر ہمیشہ رہنے والے میں مہربانی اپنی سے نہیں لگتی ہم کو بیچ اس کے محنت اور نہیں لگتی ہم کو بیچ اس کے ماندگی[3] (منزل ۵۔ پارہ ۲۲ سورۃ ۳۵۔ آیت ۹-۱۰)

---

[1] وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا..... اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ..... وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ ..... مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝ ..... رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝

[2] وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ ..... الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ۝

محقق - واہ! کیا خدا کی انوکھی خلاصفی ہے۔ خدا ہوا کو بھیجتا ہے۔ وہ بادلوں کو اٹھاتی ہے۔ اور خدا اس سے مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ یہ باتیں خدا کی ہرگز نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ خدا کا کام لگاتار ایک سا ہوتا رہتا ہے۔ جو گھر ہوں گے۔ وہ بناوٹ کے نہیں ہوسکتے۔ اور جو بناوٹ کا ہے۔ وہ ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔ جو جسم رکھتا ہے۔ وہ بلا محنت کیسے دکھی ہوتا ہے؟ اور بیمار ہوئے بغیر ہرگز نہیں بچ سکتا۔ جب ایک عورت سے مباشرت کرنا بیماری کا باعث ہے۔ تو جو کئی عورتوں سے مباشرت کرتا ہے۔ اس کی کیا ہی بُری حالت ہوتی ہوگی۔ اس لئے مسلمانوں کا بہشت میں رہنا ہمیشہ آرام دہ نہیں ہوسکتا۔ (۱۲۹)

سورۃ یٰسین - (۱۳۰) قسم ہے قرآن حکم کی تحقیق تو البتہ بھیجے ہوؤں سے اوپر راہ سیدھے کے آتا ہے خدا غالب مہربان نے[1] (منزل ۵۔ پارہ ۲۳۔ سورۃ ۳۶۔ آیت ۱ تا ۵)

محقق - اب دیکھئے اگر یہ قرآن خدا کا بنایا ہوتا۔ تو وہ اس کی قسم کیوں کھاتا؟ اگر نبی خدا کا بھیجا ہوا ہوتا۔ تو لے پالک بیٹے کی جورو پر فریفتہ کیوں ہوتا؟ یہ کہنے کی ہی بات ہے۔ کہ قرآن کے ماننے والے راہ راست پر ہیں۔ کیونکہ سیدھی راہ وہ ہوتی ہے جس میں سچ ماننا۔ سچ بولنا۔ سچ کرنا۔ تعصب چھوڑ کر انصاف دھرم کی پیروی کرنا وغیرہ ہوں۔ اور ان سے خلاف عمل کو ترک کیا جائے۔ نہ قرآن نہ مسلمانوں اور نہ ان کے خدا میں ایسی نیک عادات ہیں۔ اگر پیغمبر محمد صاحب سب پر غالب ہوتے۔ تو سب سے زیادہ عالم اور نیک چلن کیوں نہ ہوتے؟ اس لئے جس طرح میوہ فروش اپنے بیروں کو کھٹا نہیں بتلاتے۔ ایسی ہی بات سمجھنی چاہیئے۔

(۱۳۱) اور چھوڑا جائے گا نرسنگا۔ پس ناگہاں وہ قبروں میں سے طرف پروردگار اپنے کے دوڑیں گے اور گواہی دیں گے پاؤں ان کے جو کچھ وہ کماتے تھے۔ سوائے اس کے نہیں ہے حکم اس کا جب چاہے پیدا کرنا کسی چیز کا یہ کہتا ہے واسطے اس کے کہ ہو۔ پس ہو جاتی ہے[1] (منزل ۵۔ پارہ ۲۳۔ سورۃ ۳۶۔ آیت ۵۲۔ ۶۶۔ ۸۲)

محقق - سُنیئے اوٹ پٹانگ باتیں۔ کیا پاؤں کبھی گواہی دے سکتے ہیں۔ خدا کے سوا اس وقت کون تھا۔ جس کو حکم دیا؟ اور کس نے سُنا؟ اور کون بن گیا؟ اگر کوئی چیز نہ تھی۔ تو یہ بات جھوٹی ہے۔ اور اگر تھی۔ تو وہ بات کہ سوائے خدا کے کچھ نہ تھا۔ اور خدا نے سب کچھ بنا دیا۔ جھوٹی گواہی ہوگی۔ (۱۳۱)

سورۃ صافات (۱۳۲) پھرایا جائے گا اوپر اُن کے پیالہ شراب طہور کا سفید رنگ مزا دینے والی واسطے پینے والوں کے..... ان کے پاس ہوں گی نیچے نظر رکھنے والیاں خوبصورت آنکھوں والیاں گویا کہ وہ انڈے ہیں چھپائے ہوئے۔ کیا پس ہم نہیں دیں گے..... اور تحقیق لوط البتہ پیغمبروں میں سے تھا جس وقت ہم نے بشارت دی اس کو اور سب اس کے گھر والوں کو مگر ایک بڑھیا رہنے والوں میں تھی

---

[1] یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ ..... تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ .....

[1] وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝ ..... وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ ..... اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

پھر ہلاک کیا ہم نے اوروں کو۔ (منزل ۶۔ پارہ ۲۳۔ سورۃ ۳۷۔ آیت ۴۷۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۱۱۴۵۸۔ ۱۱۴۴ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶)

محقق۔ کیوں جی؟ یہاں تو مسلمان لوگ شراب کو بُرا بتلاتے ہیں۔ لیکن ان کے بہشت میں تو شراب کی ندیاں بہتی ہیں؟ اتنا اچھا ہے کہ یہاں تو کسی طرح سے شراب نوشی چھڑائی۔ لیکن یہاں کے بدلے وہاں ان کے بہشت میں بڑی خرابی ہے۔ عورتوں کے مارے وہاں کسی کا دل قائم نہیں رہتا ہوگا۔ اور بڑی بڑی بیماریاں بھی ہوتی ہوں گی۔ اگر وہاں کے آدمی جسم والے ہوں گے۔ تو ضرور مریں گے۔ اور اگر جسم والے نہ ہوں گے۔ تو عیش و عشرت ہی نہ کر سکیں گے۔ پھر ان کو بہشت میں لے جانا لے فائدہ ہے۔ اگر لوط کو پیغمبر مانتے ہو۔ جو بائیبل میں لکھا ہے۔ کہ اس سے اس کی لڑکیوں نے مباشرت کر کے دو لڑکے پیدا کیے۔ اس بات کو مانتے ہو یا نہیں؟ اگر مانتے ہو۔ تو ایسے پیغمبر کو ماننا فضول ہے۔ اور جو ایسے کے ساتھیوں کو خدا نجات دیتا ہے۔ تو وہ خدا بھی ویسا ہی ہے۔ کیونکہ بڑھیا کی کہانی کہنے والا اور تعصب سے دوسروں کو ہلاک کرنے والا خدا کبھی نہیں ہو سکتا۔ ایسا خدا مسلمانوں کے گھر ہی رہ سکتا ہے۔ اور جگہ نہیں۔ (۱۱۴۲)

سورۃ ص۔ (۱۱۴۳) بہشتیں ہیں ہمیشہ کھلی رہنے کی کھلے ہوں گے واسطے ان کے دروازے۔ تکیے لگائے ہوں گے ان میں منگوائیں گے بیچ ان کے میوے بہت اور پینے کی چیزیں۔ اور نزدیک ان کے ہوں گی نیچی نگاہ والیاں اور ہم عمر۔ پس سجدہ کیا سب فرشتوں نے اکٹھے مگر ابلیس نے تکبر کیا۔ اور تھا کافروں سے۔ کہا۔ اے ابلیس! کس چیز نے منع کی تجھ کو سجدہ کرنے سے، کہ سجدہ کرے تو واسطے اس چیز کے کہ بنایا میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے۔ تکبر کی تو نے یا تھا تو بلند رتبے والوں سے۔ کہا کہ میں بہتر ہوں اس سے۔ پیدا کیا تو نے مجھ کو آگ سے اور پیدا کیا ہے اس کو مٹی سے۔۔۔۔ کہا پس نکل ان آسمانوں سے۔ پس تحقیق تو راندہ گیا ہے اور تحقیق اوپر تیرے لعنت ہے میری جزا کے دن تک۔ کہا اے پروردگار میرے! پس ڈھیل دے مجھ کو اس دن تک کہ اٹھائے جائیں گے مردے۔ کہا۔ پس تحقیق تو ڈھیل دیئے گیوں میں سے ہے اس دن تک۔ کہا پس قسم ہے عزت تیری کی البتہ میں گمراہ کروں گا ان کو اکٹھے۔ (منزل ۶۔ پارہ ۲۳۔ سورۃ ۳۸۔ آیت ۴۹ تا ۵۱۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۳ تا ۷۸۔ ۸۰۔ ۸۱)

۱؎ يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ۝ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ۝ ..... وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ ۝ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ۝ ..... أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ۝ ..... وَإِنَّ لُوطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ۝

۲؎ جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ۝ مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ۝ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ۝ ..... فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّا إِبْلِيسَ ط اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ط أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ ۝ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ط خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي ..... إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ .....

محقق ۔ اگر وہاں جیسا کہ قرآن میں باغ، باغیچہ، نہریں مکان وغیرہ لکھے ہیں۔ ویسے ہی ہیں۔ تو وہ ہمیشہ تھے اور نہ ہمیشہ رہ سکتے ہیں۔ کیونکہ جو اتصال سے چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ مرکب ہونے سے پہلے نہ تھیں انفصال کے بعد ضرور نہ رہیں گی۔ جب وہ بہشت میں نہ رہیں گی۔ تو اس میں رہنے والے ہمیشہ کیونکر رہ سکتے ہیں۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ گدے تکیے میوے اور پینے کی اشیاء وہاں ملیں گی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس وقت مسلمانوں کا مذہب چلا۔ اس وقت عرب کا ملک زیادہ دولتمند نہ تھا۔ اسی واسطے محمد صاحب نے تکیہ وغیرہ کی کہانی سنا کر غریبوں کو اپنے مذہب میں پھنسا لیا۔ اور جہاں حوریں ہیں وہاں کا مل کہاں وہ حوریں وہاں کہاں سے آئی ہیں؟ کیا بہشت کی رہنے والی ہیں؟ اگر آئی ہیں تو جائیں گی۔ اگر وہیں کی رہنے والی ہیں۔ تو قیامت سے پہلے کیا کرتی ہوں گی۔ کیا کنکی اپنی عمر کو گنوا رہی ہیں؟ اب دیکھئے خدا کا جلال کہ جس کا حکم اور سب فرشتوں نے تو مانا۔ اور آدم کو سجدہ کیا۔ لیکن شیطان نے نہ مانا۔ اس کا سبب پوچھا۔ تو کہا۔ کہ میں نے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔ تو تکبر مت کر۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کا خدا دو ہاتھ والا آدمی تھا۔ پس وہ محیط کل اور قادر مطلق خدا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور شیطان نے سچ کہا۔ کہ میں آدم سے افضل ہوں۔ اس پر خدا نے غصہ کیوں کیا۔ کیا آسمان ہی میں خدا کا گھر ہے؟ زمین پر نہیں؟ اگر نہیں تو کعبہ کو پہلے خدا کا گھر کیوں لکھا ہے؟ بھلا خدا اپنی خلقت سے شیطان کو کیسے نکال سکتا ہے؟ کیا ہر ایک جگہ خدا کی نہیں؟ اس سے واضح ہوا۔ کہ قرآن کا خدا بہشت کا ہی مالک ہے شیطان کو خدا نے لعنت کی اور قید کر لیا۔ اور شیطان نے کہا۔ اے پروردگار! مجھ کو قیامت تک چھوڑ دے۔ خدا نے خوشامد سے قیامت کے دن تک چھوڑ دیا۔ جب شیطان چھوٹا۔ تو خدا سے کہتا ہے۔ کہ اب خوب بہکاؤں گا۔ اور غدر مچاؤں گا۔ تب خدا نے کہا۔ کہ جن کو تو بہکائے گا۔ میں ان کو دوزخ میں ڈال دوں گا۔ اور تجھ کو بھی۔ شرفا غور کریں۔ کہ شیطان کو بہکانے والا خدا ہے۔ یا وہ آپ سے آپ گمراہ ہوا۔ اگر خدا نے بہکایا۔ تو وہ شیطان کا شیطان ٹھہرا۔ اگر شیطان خود گمراہ ہوا۔ تو انسان بھی خود گمراہ ہو سکتے ہیں۔ شیطان کی ضرورت نہیں۔ اور اس باغی شیطان کو کھلا چھوڑ دینے سے خدا بھی ادھرم کرنے والا اور شیطان کا ساتھی ثابت ہوتا ہے۔ اگر خدا خود چوری کرنے کی تحریک کرے اور پھر خود ہی سزا دے۔ تو ایسی صورت میں اس سے بڑھ کر غیر منصف کون ہو سکتا ہے؟ (۱۳۳)

سورۃ زمر ۵ ۔ (۱۳۴) تحقیق اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہی ہے بخشنے والا مہربان اور ساری زمین قبضہ میں ہے اس کے ۔ دن قیامت کے اور آسمان لپیٹے جائیں گے ۔ سچ داہنے ہاتھ اس کے اور چمک جائے گی زمین اپنے پروردگار کے نور سے اور رکھے جائیں گے اعمالنامے۔ اور لایا جائے گا پیغمبروں کو اور گواہوں کو اور فیصلہ کیا جائے گا ان میں انصاف سے[1] (منزل ۶۔ پارہ ۲۴۔ سورۃ ۳۹۔ آیت ۵۳-۶۹)

---

[1] إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ .... وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِينِهِ ۚ .... وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ .....

محقق ۔ اگر سب گناہوں کو خدا بخشتا ہے۔ تو سمجھو کہ تمام دنیا کو گنہگار بناتا ہے۔ اور بے رحم ہے۔ کیونکہ ایک گنہگار پر رحم اور بخشش کی جائے۔ تو وہ زیادہ گناہ کرے گا۔ اور بہت سے شریفوں کو تکلیف پہنچائے گا۔ اگر ذرا بھی گناہ بخشا جائے۔ تو گناہ ہی گناہ جہان میں پھیل جائے۔ کیا خدا آگ کی مانند نور والا ہے؟ اعمال نامے کہاں جمع رہتے ہیں؟ اور کون لکھتا ہے؟ اگر پیغمبروں اور گواہوں کے جھوٹ سے خدا انصاف کرتا ہے۔ تو وہ نہ ہمہ دان اور نہ قدرت والا ہے۔ اگر وہ بے انصافی نہیں کرتا۔ اور انصاف ہی کرتا ہے۔ تو اعمال کے مطابق کرتا ہوگا۔ وہ اعمال اگلے پچھلے اور موجودہ جنموں کے ہی ہو سکتے ہیں۔ تو پھر بخشنا' دلوں پر مہر لگانا' ہدایت دکرنا' شیطان کے ذریعے بہکانا۔ دورہ پر دکرنا' یہ سب باتیں اس کے انصاف سے بعید ہیں۔ (۱۳۴)

سورۃ مومن ۔ (۱۳۵) اتارنا کتاب کا اللہ غالب جاننے والے کی طرف سے ہے بخشنے والا گناہ کا اور قبول کرنے والا توبہ کا ہے[1] (منزل ۶۔ پارہ ۲۴۔ سورۃ ۴۰۔ آیت ۲-۳)

محقق ۔ یہ بات اس واسطے کی ہے۔ کہ سادہ لوح آدمی اللہ کے نام سے اس کتاب کو قبول کرلیں۔ کہ جس میں تھوڑی سی سچائی کے علاوہ باقی سب جھوٹ بھرا ہے۔ اور وہ سچائی بھی جھوٹ کے ساتھ مل کر خراب ہو رہی ہے۔ اس لئے قرآن اور قرآن کا خدا اور اس کو ماننے والے' گناہ بڑھانے والے اور گناہ کرنے کرانے ہیں۔ کیونکہ گناہ بخشنا بھاری ادھرم ہے۔ اسی واسطے مسلمان لوگ گناہ اور فساد کہنے سے کم ڈرتے ہیں (۱۳۵)

سورۃ حم السجدہ ۔ (۱۳۶) پھر بنائے سات آسمان دو دن میں اور ڈال دیا بیچ ہر آسمان کے کام ان کا یہاں تک کہ جب جائیں گے اس کے پاس گواہی دیں گے ان پر کان ان کے اور آنکھیں ان کی اور چمڑے ان کے بسبب اس کے کہ جو کچھ وہ کرتے تھے۔ اور کہیں گے وہ اپنے چمڑے سے۔ کہ کیوں گواہی دی تم نے اوپر ہمارے۔ کہیں گے وہ کہ بلایا ہم کو اللہ نے جس نے بلایا ہر چیز کو۔ البتہ زندہ کرنے والا ہے مردوں کو[2] (منزل ۶۔ پارہ ۲۴۔ سورۃ ۴۱۔ آیت ۱۲-۱۹-۲۰-۲۱)

محقق ۔ واہ جی واہ مسلمانو! تمہارا خدا جس کو تم قادر مطلق مانتے ہو۔ وہ سات آسمانوں کو دو دن میں بنا سکا۔ اور جو قادر مطلق ہے۔ وہ تو لمحہ بھر میں سب کو بنا سکتا ہے۔ جب کان۔ آنکھ اور چمڑے کو خدا نے بے جان بنایا ہے۔ وہ گواہی کیونکر دے سکیں گے؟ اگر گواہی دلائے گا۔ تو اس سے پہلے بے جان کیوں بنائے؟ اگر کوئی کہے۔ کہ وہ اس وقت عطا کرے گا۔ تو کیا خدا اپنا قانون آپ توڑے گا؟ ایک اس سے بڑھ کر بھی جھوٹی بات یہ ہے۔ جب روحوں پر گواہی دی۔ تو وہ روحیں اپنے اپنے چمڑے سے پوچھنے لگیں۔ کہ تو نے ہمارے اوپر گواہی کیوں دی ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ بانجھ کے بیٹے کا منہ میں نے دیکھا۔ اگر بیٹا ہے تو بانجھ کیونکر ہوئی؟ اگر بانجھ ہے۔ تو اس کے ہاں بیٹا ہونا ہی غیر ممکن ہے اس قسم کی یہ بھی

---

[1] حٰمٓ ۚ تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْبِ .....

[2] فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحٰى فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ط ..... حَتّٰى إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ ..... أَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ ط .....

جھوٹی بات ہے۔ اگر وہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ تو پہلے مارا ہی کیوں؟ کیا آپ بھی مُردہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہو سکتا۔ تو مرنے پن کو کیوں بُرا سمجھتا ہے۔ اور قیامت تک کی بات تک مُردہ روحیں کس مسلمان کے گھر میں رہیں گی؟ اور ان کو خدا نے دَورہ پُرد بلا قصور کیوں کر رکھا ہے؟ فوراً انصاف کیوں نہیں کیا؟ ایسی ایسی باتوں سے خدا کی خدائی میں بٹہ لگتا ہے۔ (۱۳۶)

سورۃ الشوریٰ (۱۳۷) واسطے اس کے ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی اور کشادہ کرتا ہے رزق واسطے جس کے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔ پیدا کرتا ہے۔ جو کچھ چاہتا ہے دیتا ہے جس کو چاہے بیٹیاں اور جس کو چاہے بیٹے اکٹھے دیتا ہے۔ ان کو بیٹے اور بیٹیاں اور کر دیتا ہے جس کو چاہے بانجھ.....

..... اور نہیں ہے کسی آدمی کو طاقت کہ بات کرے اس سے۔ اللہ اشارے سے یا پردے کے پیچھے سے یا فرشتہ بھیجے پیغام لانے والا۔[1] (منزل ۶۔ پارہ ۲۵۔ سورۃ ۴۲ آیت ۱۱-۴۹-۵۰-۵۱)

محقق۔ خدا کے پاس کنجیوں کا خزانہ بھرا ہوا ہوگا۔ کیونکہ سب جگہوں کے قفل کھولنے پڑتے ہوں گے۔ یہ لڑکپن کی بات ہے۔ کہ جس کے لئے چاہتا ہے اس کے لئے نیک و بد اعمال کے رزق کشادہ یا تنگ کر دیتا ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو وہ غیر منصف ہے اور دیکھیے مصنف قرآن کی چالاکی۔ کہ جس سے عورتیں بھی فریفتہ ہو کر پھنسیں۔ اگر جو کچھ چاہتا ہے۔ پیدا کرتا ہے۔ تو دوسرے خدا کو بھی پیدا کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کر سکتا۔ تو کامل طاقت کیا یہاں پہ اٹک گئی؟ بھلا آدمیوں کو تو جس کو چاہے خدا بیٹے بیٹیاں دیتا ہے۔ لیکن مرغ، مچھلی، سور وغیرہ جن کے بہت بیٹے بیٹیاں ہوتی ہیں۔ ان کو کون دیتا ہے؟ اور مرد و عورت کے ہمبستر ہوئے بغیر کیوں نہیں دیتا؟ کسی کو اپنی مرضی سے بانجھ رکھ کر دکھ کیوں دیتا ہے؟ واہ خدا کیسے جلال والا ہے۔ کہ اس کے سامنے کوئی بھی بات نہیں کر سکتا۔ لیکن اس نے پہلے کہا۔ کہ پردہ ڈال کر بات کر سکتا ہے۔ اور فرشتے خدا سے بات کر سکتے ہیں یا پیغمبر۔ اگر ایسی بات ہے تو فرشتے اور پیغمبر خوب اپنا مطلب نکالتے ہوں گے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ خدا ہمہ دان محیط کل ہے۔ تو پردہ ڈال کر بات کرنا یا ڈاک کی مانند خبر منگا کر جاننا فضول ٹھہرتا ہے۔ اور اگر ایسا ہے۔ تو خدا ہی نہیں۔ بلکہ

---

[1] لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ.....
يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ اَوْ
يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۚ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ
يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا .....

نوٹ:۔ اس آیت کے متعلق تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ کہ محمد صاحب پردوں کے درمیان تھے۔ اور خدا کی آواز سنی ایک پردہ زری کا تھا۔ اور دوسرا سفید موتیوں کا۔ اور دونوں پردوں کے درمیان اس قدر فاصلہ تھا۔ کہ جو تیز رس بیٹے ہو سکے عقلمند آدمی اس بات پر غور کریں۔ کہ یہ خدا ہے یا پردہ میں بات کرنے والی عورت؟ ان لوگوں نے تو خدا کی ہی مٹی پلید کر دی۔ کہاں وید اور اپنشد وغیرہ سچی کتابوں میں بیان کیا گیا پاک خدا اور کہاں قرآن کا خدا پردہ کی آڑ میں بات کرنے والا۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ عرب کے لوگ جاہل تھے عمدہ باتیں کس کے گھر سے لاتے؟

کوئی چالاک آدمی ہوگا۔ اِس واسطے یہ قرآن خدا کا بنایا ہوا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ (۱۳۷)

سورۃ زخرف۔ (۱۳۸) اور جب آیا عیسیٰ ساتھ دلیلوں ظاہر کے لے[1] (منزل ۶۔ پارہ ۲۵۔ سورۃ ۴۳۔ آیت ۶۳)

محقق۔ اگر عیسیٰ بھی خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ اس کی تعلیم کے برخلاف خدا نے قرآن کیوں بنایا؟ اور قرآن کے برخلاف انجیل ہے۔ اِس لئے یہ کتابیں خدا کی بنائی ہوئی نہیں۔ (۱۳۸)

سورۃ دخان۔ (۱۳۹) پکڑو اس کو پس گھسیٹو اس کو بیچوں بیچ دوزخ کے۔ یہی ہوگا۔ اور بیاہ دیویں گے ہم ان کو ساتھ حوروں اچھی آنکھوں والیوں کے[2] (منزل ۶۔ پارہ ۲۵۔ سورۃ ۴۴۔ آیت ۴۷۔ ۵۴)

محقق۔ واہ! کیا خدا عادل ہو کر انسانوں کو پکڑواتا اور گھسیٹواتا ہے جب مسلمانوں کا خدا ایسا ہے تو اس کے عابد مسلمان یتیم، کمزوروں کو پکڑیں۔ گھسیٹیں تو اس میں کیا تعجب ہے اور وہ دنیوی آدمیوں کی مانند شادی بھی کرتا ہے۔ گویا کہ مسلمانوں کا پروہت یعنی قاضی بجاح کرانے والا ہے۔ (۱۳۹)

سورۃ محمد۔ (۱۴۰) پس جب مقابل ہو تم کافروں کے پس مار و گردنیں ان کی۔ یہاں تک کہ جب چور کر دو ان کو پس مضبوط کر وثاق کرنا اور بہت لیتیاں تھیں۔ کہ وہ سخت تھیں قوت میں تیری بستی سے جس نے نکال دیا تجھ کو۔ ہلاک کیا ہم نے ان کو پس نہ ہوا کوئی مدد دینے والا واسطے ان کے صفت اس بہشت کی کہ جس کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں سے۔ یہ ہے کہ بیچ اس کے نہریں ہیں پانی کی کہ نہیں بگڑا ہوا۔ اور نہریں ہیں دودھ کی کہ نہیں بدلا مزا اُن کا۔ اور نہریں ہیں شراب کی مزا دینے والی واسطے پینے والوں کے۔ اور نہریں ہیں شہد صاف کئے ہوئے کی واسطے ان کے ہیں وہاں ہر طرح کے میوے اور معافی ہے پروردگار ان کے کی[3] (منزل ۶۔ پارہ ۲۶۔ آیت ۴۔ ۱۵۔ سورۃ ۴۷)

محقق۔ اِسی لئے یہ قرآنی خدا اور مسلمان غدر مچانے سب کو تکلیف دینے اور اپنا مطلب نکالنے والے بے رحم ہیں جیسا یہاں لکھا ہے۔ اگر دوسرا کوئی غیر مذہب والا ویسا ہی مسلمانوں سے کہے۔ تو مسلمانوں کو ویسا ہی دکھ ہوگا یا نہیں؟ جیسا کہ وہ اوروں کو دیتے ہیں۔ اور خدا کی طرفداری دیکھئے۔ کہ جنہوں نے محمد صاحب کو نکال دیا۔ ان کو خدا نے ہلاک کر ڈالا۔ بھلا جس میں مصفا پانی، دودھ، شراب اور شہد

---

[1] وَلَمَّا جَآءَ عِيسٰى بِالْبَيِّنٰتِ .....

[2] خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝ ..... كَذٰلِكَ ۖ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ ...

[3] فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ..... وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝ ..... مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ

کی نہریں ہیں۔ وہ دنیا سے کیا زیادہ ہو سکتا ہے؟ اور دودھ کی نہریں کبھی ہو سکتی ہیں؟ کیونکہ وہ تھوڑے ہی عرصہ میں بگڑ جاتا ہے۔ ان سب باتوں کے سبب عقلمند لوگ قرآن کے مذہب کو نہیں مانتے (۱۴۰)

سورۃ واقعہ (۱۴۱) جس وقت ہلائی جائے گی زمین خوب اور ٹکڑے ہوں پہاڑ ٹوٹ کر اور پھر اڑتے پھریں مثل غبار کے۔ پس داہنی طرف کے کیسے ہیں صاحب داہنی طرف کے اور بائیں طرف کے کیسے ہیں صاحب بائیں طرف کے اوپر جڑاؤ تختوں کے بیٹھے ہیں تکیہ لگائے ہمیشہ رہنے والے ساتھ آب خوروں کے اور آفتابوں کے اور ایسی صاف شراب کے پیالوں کے اور نہ دکھے سر اور نہ لگے بکنا ان کو ..... اور میوے اس قسم کے کہ پسند کریں۔ اور گوشت پرندوں کا اس قسم سے کہ چاہیں گے اور واسطے ان کے عورتیں ہیں۔ گودی بڑی آنکھوں والی مانند موتیوں چھپائے ہوؤں کے اور بچھونے بلند تحقیق ہم نے پیدا کیا ہے ان عورتوں کو ایک قسم پر۔ پس کیا ہے ہم نے ان کو باکرہ خاوند والیاں ہم عمر واسطے داہنے طرف والوں کے۔ پس بھرے گے اس سے پیٹوں کو۔ پس قسم کھاتا ہوں میں ساتھ گرنے تاروں کے (منزل ۷۔ پارہ ۲۷۔ سورۃ ۵۶۔ آیت ۴ تا ۶۔ ۸۔ ۹۔ ۱۵ تا ۱۷۔ ۱۸ تا ۲۲۔ ۳۴ تا ۳۷۔ ۵۲۔ ۵۳)

محقق۔ اب دیکھئے مصنف قرآن کی کارسازی۔ بھلا زمین تو ہلتی ہی رہتی ہے۔ اس وقت بھی ہلتی ہی رہے گی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مصنف قرآن زمین کو ساکن جانتا تھا۔ بھلا پہاڑوں کو کیا مثل پونے کے اڑائے گا؟ اگر بھنگے ہو جائیں گے۔ تو بھی لطیف جسم والے رہیں گے۔ تو پھر ان کا دوسرا جسم کیوں نہیں؟ واہ جی! اگر خدا جسم نہ ہوتا۔ تو اس کے داہنے طرف اور بائیں طرف کیونکر کھڑے ہو سکتے؟ جب وہاں پلنگ سونے کے تاروں کے بنے ہوئے ہیں۔ تو بڑھئی و سنار بھی وہاں رہتے ہوں گے۔ اور کھٹمل کاٹتے ہوں گے؟ اور ان کو رات میں سونے بھی نہیں دیتے ہوں گے کیا وہ تکیے لگا کر نکمے بہشت میں بیٹھے رہتے ہیں؟ یا کچھ کام کیا کرتے ہیں؟ اگر بیٹھے ہی رہتے ہوں گے۔ تو غذا ہضم نہ ہونے سے وہ بیمار ہو کر جلد مر بھی جاتے ہوں گے؟ اور اگر کام کرتے ہوں گے تو جیسے محنت مزدوری یہاں کرتے ہیں۔ ویسے ہی وہاں محنت کر کے گذر کرتے ہوں گے۔ پھر یہاں سے وہاں بہشت میں زیادہ کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ اگر وہاں لڑکے ہمیشہ رہتے ہیں۔ تو ان کے ماں باپ بھی

لہ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝ ..... فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۝ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۝ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۝ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۝ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۝ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۝ ..... وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ۝ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۝ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۝ عُرُبًا اَتْرَابًا ۝ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ ..... مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝

رہتے ہوں گے۔ اور ساس سسر بھی ہوں گے۔ تب تو بڑا بھاری شہر بستا ہوگا۔ اور بول و براز کی بدبو کے باعث بیماریاں بھی بہت سی ہوتی ہوں گی۔ کیونکہ جب میوے کھائیں گے۔ گلاسوں میں پانی پئیں گے اور پیالوں سے شراب پئیں گے۔ تو ان کا سر نہ دکھے گا۔ اور کیا کوئی بے جانہ بولے گا؟ خوب میوے اور جانوروں اور پرندوں کے گوشت بھی کھائیں گے۔ تب تو طرح طرح کی تکلیفات بھی ہوں گی۔ اور جب وہاں چرند و پرند ہوں گے۔ تو خونریزی بھی ہوتی ہوگی۔ اور ہڈیاں ادھر اُدھر بکھری پڑی ہوں گی اور قصابوں کی دوکانیں بھی ہوں گی۔ واہ! کیا کہنا۔ ان کے بہشت کی تعریف۔ ملک عرب سے بھی بڑھ کر نظر آتی ہے۔ اور اگر شراب کباب کھا کر مست ہوتے ہیں۔ تو حور و غلماں بھی وہاں ضرور رہنے چاہئیں نہیں تو ایسے نشہ باز سر میں گرمی چڑھ جانے سے پاگل ہو جائیں گے۔ بہت مرد عورتوں کے بیٹھنے سونے کے لئے مزدوری بھوکے بڑے بڑے چاہئیں۔ خدا باکرہ عورتوں کو بہشت میں پیدا کرتا ہے۔ تب ہی تو کنوارے لڑکوں کو بھی پیدا کرتا ہے۔ بھلا باکرہ عورتوں کا بیاہ جو یہاں سے امیدوار ہو کر گئے ہیں۔ ان کے ساتھ خدا نے لکھا ہے۔ لیکن ہمیشہ رہنے والے لڑکوں کا کسی بھی باکرہ عورت کے ساتھ بیاہ ہونا نہ لکھا۔ تو کیا وہ بھی انہیں امیدواروں کو مثل باکرہ عورتوں کے دیئے جائیں گے۔ اس کا قاعدہ کچھ بھی نہ لکھا۔ یہ خدا کی بڑی بھول کیوں ہو گئی؟ اگر ہم عمر والی سہاگن عورتیں خاوندوں کو پاکر بہشت میں رہتی ہیں تو ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ عورت سے مرد کی عمر دگنی۔ اڑھائی گنی چاہیئے۔ یہ تو مسلمانوں کے بہشت کی کہانی ہے اور دوزخ والے تھوہر کے درختوں کو کھا کر پیٹ بھریں گے۔ تو خار دار درخت بھی دوزخ میں ہوں گے اور خار بھی چبھتے ہوں گے۔ اور گرم پانی کا پینا وغیرہ تکلیف دوزخ میں پائیں گے قیم کا کھانا اکثر جھوٹوں کا کام ہے۔ سچوں کا نہیں۔ اگر خدا ہی قسم کھاتا ہے۔ تو وہ بھی جھوٹ سے بری نہیں ہو سکتا۔ (۱۴۶)

سورۃ الصف (۱۴۷) تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو جو کہ لڑتے ہیں بیچ راہ اس کی کے[1]

(منزل ۷۔ پارہ ۲۸۵۔ سورہ ۶۱۔ آیت ۴)

محقق ۔ واہ! ٹھیک ہے۔ ایسی ایسی باتوں کی ہدایت کر کے ملک عرب کے باشندوں کو سب سے لڑا کر دشمن بنا کر باہم تکلیف دلائی۔ اور مذہب کا جھنڈا بلند کر کے لڑائی پھیلائی ایسے کو کوئی عقلمند خدا نہیں مان سکتا جو قوم میں فساد برپا کرائے۔ وہی سب کو تکلیف دہ ہوتا ہے۔ (۱۴۷)

سورۃ تحریم (۱۴۸) اے نبی کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو کہ حلال کی خدا نے واسطے تیرے۔ چاہتا ہے تو خوشنودی بیبیوں اپنی کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے تحقیق یہ کہ وعدہ گاہ۔ اگر طلاق دے تم کو پیغمبر یہ کہ بدلے میں دے اس کو بیبیاں بہتر تم سے مسلمان عورتیں ایمان والیاں۔ فرمانبرداری کرنے والیاں عبادت کرنے والیاں روزہ رکھنے والیاں۔ خاوند دیکھی ہوئیں اور بن دیکھی ہوئیں[2] (منزل ۷، پارہ ۲۸۵ سورہ تحریم۔ آیت ۱۔۱۵)

---

[1] اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ ..... [2] يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ... عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝

محقق ۔ غور سے سوچنا چاہیئے ۔ کہ خدا کیا ہوا ۔ محمد صاحب کے گھر کا اندرونی اور بیرونی انتظام کرنے والا ملازم ٹھہرا ۔ پہلی آیت پر دو کہانیاں ہیں ۔ ایک تو یہ کہ محمد صاحب کو شہد کا شربت پسند تھا ۔ اور اُن کی کئی بیبیاں تھیں ۔ ان میں سے ایک کے گھر پینے میں دیر لگی ۔ تو یہ بات دوسری بیبیوں کو ناگوار گزری ان کے کہنے سننے کے بعد محمد صاحب قسم کھا گئے ۔ کہ ہم نہ پئیں گے ۔ دوسری یہ کہ ان کی بیبیوں میں سے ایک کی باری تھی ۔ اس کے ہاں رات کو گئے ۔ تو وہ گھر میں موجود نہ تھی ۔ اپنے باپ کے ہاں گئی تھی محمد صاحب نے ایک لونڈی یعنی کنیز کو بُلا کر پاک کیا ۔ جب بیوی کو اس کی خبر ملی ۔ تو وہ ناراض ہو گئی تب محمد صاحب نے قسم کھائی ۔ کہ میں ایسا نہ کروں گا ۔ اور بیوی سے بھی کہہ دیا ۔ کہ تم کسی سے یہ بات مت کہنا ۔ بیوی نے منظور کیا ۔ کہ نہ کہوں گی ۔ پھر انہوں نے دوسری بیوی سے جا کر کہا ۔ اس پر یہ آیت خدا نے اُتاری ۔ کہ جس چیز کو ہم نے تیرے اوپر حلال کیا ۔ اُس کو تو حرام کیوں کرتا ہے عقلمند آدمی غور کریں کہ بھلا کہیں خدا بھی کسی کے گھر کا فیصلہ کرتا پھرتا ہے ۔ اور محمد صاحب کا چال چلن ان باتوں سے ظاہر ہی ہے ۔ کیونکہ جو کئی عورتوں کو رکھے ۔ وہ خدا کا عابد یا پیغمبر کیونکر ہو سکتا ہے ۔ اور جو ایک عورت کی طرفداری سے بے آبروئی کرے اور دوسری کی عزت کرے ۔ تو وہ طرفدار ہو کر گنہگار کیوں نہیں ہوگا ۔ اور جو کئی عورتوں سے بیری نہ پاکر کنیزوں کے ساتھ چلے ۔ اس کے نزدیک شرم خوف اور دھرم کیونکر پھٹک سکتا ہے ۔ کسی نے کہا ہے ۔ کہ

कामातुराणां न भयं न लज्जा

یعنی جو زانی آدمی ہیں ۔ اُن کو گناہ سے ڈر یا شرم نہیں ہوتی ۔ ان کا خدا بھی محمد صاحب کی بیویوں اور پیغمبر کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے میں گویا سریچ (ثالث) بنتا ہے ۔ اب صاحبان عقل غور کریں ۔ کہ یہ قرآن عالم یا خدا کا بنایا ہوا ہے ۔ یا کسی بے علم مطلبی کا ۔ اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ محمد صاحب سے اُن کی بیوی ناراض ہو گئی ہوگی ۔ اس پر خدا نے یہ آیت اُتاری کہ اس کو دھمکایا ہوگا ۔ کہ اگر تو گڑبڑ کرے گی ۔ تو محمد صاحب تجھے طلاق دے دیں گے ۔ تو اُن کو ان کا خدا تجھ سے اچھی بیویاں دے گا ۔ کہ جو خاوند سے نرمی ہوں ۔ جس آدمی کو ذرا سی عقل ہے ۔ وہ غور کر سکتا ہے ۔ کہ یہ خدا کے کام ہیں یا اپنی مطلب براری کے ۔ ایسی ایسی باتوں سے ٹھیک ثابت ہوتا ہے ۔ کہ خدا کچھ نہیں کہتا تھا ۔ صرف موقعہ محل دیکھ کر اپنی مطلب براری کے واسطے خدا کی طرف سے محمد صاحب کہہ دیتے تھے ۔ جو لوگ ایسی باتیں خدا سے منسوب کرتے ہیں ۔ ان کو ہم تو کیا سب عقلمند آدمی یہی کہیں گے ۔ کہ خدا کیا ٹھہرا ۔ گویا حضرت محمد صاحب کے واسطے بیویاں للنے والا نائی ٹھہرا ۔ (۱۴۳)

(۱۴۴) اے نبی ! جہاد کر کافروں اور منافقوں سے ۔ اور سختی کر اوپر ان کے[1] (منزل ۷ ۔ پارہ ۲۸ سورۃ التحریم ۔ آیت ۹)

محقق ۔ دیکھئے مسلمانوں کے خدا کی کارسازی ۔ دوسرے مذاہب والوں سے لڑنے کے لئے پیغمبر اور مسلمانوں کو بھڑکاتا ہے ۔ ایسی وجہ سے مسلمان لوگ فساد کرنے میں کمر بستہ رہتے ہیں ۔ یہ ماتا مسلمانوں پر رحم کی نظر

[1] یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ .....

کہے کہ جس سے یہ لوگ فساد کرنا چھوڑ کر سب سے رفاقت سے برتاؤ کریں۔ (۱۴۴)

سورۃ حاقہ۔ (۱۴۵) پھٹ جائے گا آسمان پس وہ اس دن سست ہوگا۔ اور فرشتے ہوں گے اوپر کناروں اس کے کے اور اٹھائیں گے عرش رب تیرے کا اوپر اپنے اس دن آٹھ شخص۔ اس دن روبرو لائے جاؤ گے تم۔ نہ چھپا رہے گا تم میں سے کوئی چھپنے والا۔ پس جس کے دیا گیا اعمالنامہ اپنے ہاتھ میں پس کہے گا لیجئے پڑھیے اعمالنامہ میرا۔ اور جس کو ملا عمل نامہ بائیں ہاتھ میں۔ پس کہے گا۔ اے کاش کہ نہ ملتا میرا اعمالنامہ[1]۔ (منزل ہفتم۔ پارہ ۲۹ سورۃ حاقہ (۶۹) آیت ۱۶ تا ۲۴)

محقق۔ واہ کیا فلسفہ اور انصاف کی بات ہے۔ بھلا آسمان (آسمان) بھی کبھی پھٹ سکتا ہے؟ کیا وہ کپڑے کے موافق ہے؟ کہ پھٹ جائے۔ اگر اجرام فلکی کو آسمان کہتے ہیں۔ تو یہ بات علم کے خلاف ہے۔ اب قرآن کے خدا کے مجسم ہونے میں کچھ شک نہیں رہا۔ کیونکہ عرش پر بیٹھنا، آٹھ کہاروں سے اٹھوانا بغیر مجسم کے کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور سامنے یا پیچھے آنا جانا بھی مجسم ہی کا ہو سکتا ہے۔ جب وہ مجسم ہے تو محدود المکان ہونے سے ہمہ دان، محیط کل، قادر مطلق نہیں ہو سکتا۔ اور سب روحوں کے اعمال کبھی نہیں جان سکتا یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ شریف لوگوں کے داہنے ہاتھ میں اعمالنامہ کا دینا۔ پڑھوانا بہشت میں بھیجنا اور اعمالنامہ پڑھ کر انصاف کرنا۔ بھلا یہ کام ہمہ دان کا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ سب کارروائی لڑکپن کی ہے۔ (۱۴۵)

سورۃ معارج۔ (۱۴۶) چڑھتے ہیں فرشتے اور روح طرف اس کی۔ اس دن میں کہ جس کا مقدار ہے پچاس ہزار برس۔ جس دن نکلیں گے قبروں میں سے دوڑتے ہوئے۔ جیسے کسی نشانی پہ دوڑتے ہیں[2]۔ (منزل ۷۔ پارہ ۲۹۔ سورۃ ۷۰۔ آیت ۴۔ ۴۳)

محقق۔ اگر پچاس ہزار برس کے دن کا اندازہ ہے۔ تو پچاس ہزار برس کی رات کیوں نہیں؟ اگر اتنی بڑی رات نہیں ہے۔ تو اتنا بڑا دن نہیں ہو سکتا۔ کیا پچاس ہزار برسوں تک خدا، فرشتے اور اعمالنامے والے کھڑے یا بیٹھے یا جاگتے ہی رہیں گے۔ اگر ایسا ہے۔ تو بیمار ہو کر مر بھی جائیں گے۔ کیا قبروں سے نکل کر خدا کی کچہری کی طرف دوڑیں گے؟ ان کے پاس سمن قبروں میں کیونکر پہنچیں گے؟ اور ان بے چاروں کو جو نیک کردار یا بد کردار ہیں اتنی مدت تک قبروں میں دکھ سہ دکھ کیوں رکھا؟ اور آج کل خدا کی کچہری بند ہو گی اور خدا اور فرشتے نکمے بیٹھے ہوں گے یا کچھ کام کرتے ہوں گے؟ اپنے

---

[1] وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۝ وَالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۝ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۔۔۔ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۝ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝

[2] تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ ..... يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ۝ .....

اپنے مکانوں میں اِدھر اُدھر بیٹھے، گھومتے، سوتے، ناچ، تماشہ دیکھتے اور عیش و عشرت کرتے ہوں گے ایسا اندھیر کبھی سلطنت میں نہ ہوگا۔ ایسی ایسی باتوں کو سوائے جنگلیوں کے دوسرا کون مانے گا؟ (۱۴۶)

سورۃ نوح۔ (۱۴۷) اور تحقیق پیدا کیا تم کو طرح طرح سے۔ کیا نہیں دیکھا تم نے کیونکر پیدا کیا اللہ نے سات آسمانوں کو اوپر تلے۔ اور کیا چاند کو بیچ اس کے روشن اور کیا سورج کو چراغ۔ (منزل ۷۔ پارہ ۲۹۔ سورۃ ۷۱۔ آیت ۱۴-۱۵-۱۶)

محقق۔ اگر روحوں کو خدا نے پیدا کیا ہے۔ تو وہ ازلی و غیر فانی نہیں ہو سکتیں۔ پھر بہشت میں ہمیشہ کیونکر رہ سکیں گی؟ جو چیز پیدا ہوتی ہے۔ وہ ضرور فنا ہونے والی ہے آسمان (آکاش) کو اوپر نیچے کیونکر بنا سکتا ہے؟ کیونکہ وہ بے شکل اور محیط شے ہے۔ اگر دوسری چیز کا نام (آسمان) آکاش رکھتے تو بھی اس کا آسمان نام رکھنا بے معنی ہے۔ اگر اوپر تلے آسمانوں کو بنایا ہے۔ تو ان میں سب سے بیچ میں چاند سورج کبھی نہیں رہ سکتے۔ اگر بیچ میں رکھا جائے۔ تو ایک اوپر اور ایک نیچے کی چیز ہی روشن رہے گی۔ دوسرے سے لے کر باقی سب میں تاریکی رہنی چاہیئے۔ ایسا نہیں معلوم ہوتا۔ اس واسطے یہ بات بالکل جھوٹی ہے۔ (۱۴۷)

سورۃ جن۔ (۱۴۸) اور یہ کہ مسجدیں واسطے اللہ کے ہیں۔ پس مت پکارو ساتھ اللہ کے کسی کو۔ (منزل ۷۔ پارہ ۲۹۔ سورۃ ۷۲۔ آیت ۱۸)

محقق۔ اگر یہ بات درست ہے۔ تو مسلمان لوگ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس کلمہ میں خدا کے ساتھ محمد صاحب کو کیوں پکارتے ہیں؟ یہ بات قرآن کے برخلاف ہے۔ اور جو خلاف نہیں کرتے۔ تو اس قرآن کی بات کو جھوٹ ٹھہراتے نہیں۔ جب مسجدیں خدا کا گھر ہیں۔ تو مسلمان بڑے بت پرست ہوئے۔ کیونکہ جیسے پورانی، جینی چھوٹے سے بت کو خدا کا گھر ماننے سے بت پرست ٹھہرتے ہیں۔ تو یہ لوگ کیوں نہیں؟ (۱۴۸)

سورۃ قیامت۔ (۱۴۹) اکٹھا کیا جائے گا سورج اور چاند۔ (منزل ۷۔ پارہ ۲۹۔ سورۃ ۷۵ آیت ۸)

محقق۔ بھلا سورج اور چاند کبھی اکٹھے ہو سکتے ہیں؟ دیکھئے یہ کتنی بھاری بے عقلی کی بات ہے۔ اور سورج اور چاند کے اکٹھا کرنے کا کیا مطلب تھا؟ اور دیگر سب اجرام فلکی کو اکٹھے نہ کرنے میں کیا دلیل ہے؟ ایسی ایسی ناممکن باتیں خدا کی بنائی ہوئی کبھی ہو سکتی ہیں؟ سوائے بے علموں کے اور کسی عالم کی بھی نہیں ہو سکتیں۔ (۱۴۹)

۱؎ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝

۲؎ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝ ۳؎ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝.....

سورۃ دہر (۱۵۰) اور پھرتے ہیں لڑکے پاس اُن کے سدا رہنے والے ..... جس وقت دیکھے گا تو اُن کو۔ گمان کرے گا تو ان کو موتی بکھرے ہوئے اور پہنائے جائیں گے کنگن چاندی کے ان کو۔ اور پلائے گا ان کو رب ان کا شراب پاکیزہ[1]۔ (منزل ۷۔ پارہ ۲۹۔ سورۃ ۷۶ آیت ۱۹-۲۱)

محقق۔ کیوں جی! موتی کے رنگ والے لڑکے وہاں کس لئے رکھے جاتے ہیں۔ کیا جوان لوگ اُن کی خدمت یا عورتیں ان کی میری نہیں کر سکتیں؟ کیا تعجب نہیں ہے کہ جو یہ سب سے بُرا فعل بدکار لوگ لڑکوں سے کرتے ہیں ان کی بنیاد یہی قرآن کا قول ہو۔ اور بہشت میں خادم مخدوم یعنی آقا و ملازم ہوتے ہے آقا کو آرام اور لڑکے کو محنت سے دکھ ہوگا طرفداری کیوں پائی جاتی ہے۔ اور جب خدا ہی شراب پلائے گا۔ تو وہ بھی ان کے خدمتگار کی مانند ٹھہرے گا۔ پھر خدا کی عظمت کیونکر رہ سکے گی؟ اور وہاں بہشت میں عورت مرد کے ہمبستر ہونے سے قیام حمل اور لڑکے بالے بھی ہوتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں ہوتے تو ان کا ہمبستری کرنا بے فائدہ ہوا۔ اور اگر ہوتے ہیں۔ تو وہ روحیں کہاں سے آئیں۔ اور بلا خدا کی عبادت کے بہشت میں کیوں پیدا ہوئیں؟ اگر پیدا ہوئیں۔ تو ان کو بلا ایمان لائے اور خدا کی عبادت کرنے کے بہشت کیونکر مفت ملے گا؟ بعض بے چاروں کو ایمان لائے کے اور بعضوں کو بلا دھرم کئے کے سکھ مل جائے۔ اس سے بڑھ کر بے انصافی اور کون سی ہو گی؟ (۱۵۰)

سورۃ النبا (۱۵۱) بدلہ دیئے جائیں گے موافق اعمال کے۔ اور پیالے بھرے ہوئے ہیں اس دن کھڑی ہوں گی روحیں اور فرشتے صف باندھ کر[2] (منزل ۷۔ پارہ ۳۰۔ سورۃ ۷۸۔ آیت ۲۵ ۳۸-۳۶)

محقق۔ اگر اعمال کے مطابق ثمرہ دیا جاتا۔ تو ہمیشہ بہشت میں رہنے والی حوروں فرشتے اور موتی کے مانند لڑکوں کو کس عمل کے بدلے ہمیشہ کے لئے بہشت ملا۔ جب پیالے بھر بھر کر شراب پئیں گے تو مست ہو کر کیوں نہ لڑیں گے۔ یہاں روح ایک فرشتے کا نام ہے۔ جو سب فرشتوں سے بڑا ہے۔ کیا خدا روح دوسرے فرشتوں کو صف باندھ کر کھڑے کر کے پلٹن باندھے گا؟ کیا پلٹن سے سب حیلہ دل کھزا دلائے گا اور خدا اس وقت کھڑا ہوگا یا بیٹھا؟ اگر قیامت تک خدا اپنی سب پلٹن جمع کر کے شیطان کو پکڑ لے تو اس کی سلطنت بے خوف و خطر ہو جائے۔ کیا اس کا نام خدائی ہے؟ (۱۵۱)

سورۃ تکویر۔ (۱۵۲) جس وقت کہ سورج لپیٹا جائے۔ اور جس وقت کہ تارے گدلے ہو جائیں اور جس وقت کہ پہاڑ چلائے جائیں۔ اور جس وقت کہ آسمان کی کھال اتاری جائے۔

---

[1] وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۚ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ..... وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ ۚ وَسَقَاهُمْ .....

[2] جَزَاءً وِّفَاقًا ..... وَكَأْسًا دِهَاقًا ..... يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا .....

منزل ۷۔ پارہ ۳۰۔ سورۃ ۸۱۔ آیت ۱۲-۱۴[1])

محقق۔ یہ بڑی دانائی کی بات ہے۔ کہ گول سورج کا کرہ لپیٹا جائے گا۔ اور تارے بگولے کیونکر ہو سکیں گے اور پہاڑ بے جان ہونے سے کیونکر چلیں گے؟ اور آسمان کو کیا حیوان سمجھا۔ کہ اس کی کھال اتاری جائے گی۔ یہ بڑی نادانی اور بے علمی کی بات ہے۔ (۱۵۲)

سورۃ الانفطار۔ (۱۵۲) جس وقت کہ آسمان پھٹ جائے۔ اور جس وقت کہ تارے جھڑ جائیں اور جس وقت کہ دریا چیرے جائیں۔ اور جس وقت کہ قبریں زندہ کر کے اٹھائی جائیں[2]۔ (منزل ۷ پارہ ۳۰ سورۃ ۸۲۔ آیت ۱-۴)

محقق۔ واہ جی! قرآن کے مصنف فلاسفر! آکاش (آسمان) کو کیونکر کوئی پھاڑ سکے گا اور تاروں کو کیونکر جھاڑ سکے گا؟ اور دریا کیا لکڑی ہے۔ جو چیرے ڈالے گا؟ اور قبریں کیا مردے ہیں جو زندہ کر سکے گا؟ یہ سب باتیں لڑکوں کی (ناسمجھوں کی) مانند ہیں۔ (۱۵۳)

سورۃ البروج۔ (۱۵۴) قسم ہے آسمان برجوں والے کی۔ بلکہ وہ قرآن ہے بزرگ لوح محفوظ کے[3]

(منزل ۷۔ پارہ ۳۰۔ سورۃ ۸۵۔ آیت ۱-۲۱-۲۲)

محقق۔ اس مصنف قرآن نے جغرافیہ اور علم ہیئت کچھ بھی نہیں پڑھا تھا۔ نہیں تو آسمان کو قلعہ کی مانند برجوں والا کیوں کہتا۔ اگر حمال وغیرہ برجوں کو برج کہتا ہے۔ تو اور برج کیوں نہیں ہیں؟ اس لئے یہ برج نہیں ہیں۔ بلکہ سب تارے لوک (کرۂ جات) ہیں۔ کیا وہ قرآن خدا کے پاس ہے؟ اگر یہ قرآن خدا کا تصنیف شدہ ہے۔ تو خدا بھی علم و دلیل سے خلاف عقل والا ہوگا۔ (۱۵۴)

سورۃ طارق۔ (۱۵۵) تحقیق وہ مکر کرتے ہیں ایک مکر۔ اور میں بھی مکر کرتا ہوں ایک مکر[4]

(منزل ۷۔ پارہ ۳۰۔ سورۃ ۸۶۔ آیت ۱۵-۱۶)

محقق۔ مکر کہتے ہیں ٹھگ پنے کو۔ کیا خدا بھی ٹھگ ہے؟ اور کیا چوری کا جواب چوری اور جھوٹ کا جواب جھوٹ ہے؟ کیا کوئی چور کبھی آدمی کے گھر میں چوری کرے۔ تو بھلے آدمی کو بھی چاہیئے۔ کہ اس کے گھر میں جا کر چوری کرے؟ واہ واہ! قرآن کے مصنف۔ (۱۵۵)

---

[1] إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ۝
وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝.....
وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ۝.....

[2] إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ ۝ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ ۝
وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝
وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ۝

[3] وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ۝
بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۝ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۝

[4] إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۝ وَأَكِيدُ كَيْدًا ۝

سورۃ فجر۔(۱۵۶) اور آئے گا پروردگار تیرا۔ اور فرشتے صف باندھ کر اور لایا جائے گا اس دن دوزخ۔[1]

(منزل ۷۔ پارہ ۳۰۔ سورۃ ۸۹۔ آیت ۲۱-۲۲)

محقق۔ کہو جی! چاہیے کہ کوتوال اور سپہ سالار اپنی فوج کو لے کر صف باندھ کر پھرا کرتے ہیں ویسا ہی ان کا خدا کرتا ہے۔ کیا دوزخ کو گڑھے کی مانند سمجھا ہے؟ کہ جس کو آٹھا کر جہاں چاہیں لے جائیں۔ اگر دوزخ اتنا چھوٹا ہے۔ تو بے شمار قیدی اس میں کیسے سما سکیں گے؟ (۱۵۶)

سورۃ الشمس۔(۱۵۷) پس کہا تھا واسطے ان کے پیغمبر خدا نے محافظت کرو۔ اونٹنی خدا کی ہے اور اس کے پانی پینے کی باری کو۔ پس جھٹلایا اس کو۔ پس پاؤں کاٹے اس کے۔ پس ہلاکی ڈالی اوپر ان کے رب ان کے کے لیے[2] (منزل ۷۔ پارہ ۳۰۔ سورۃ ۹۱۔ آیت ۱۳-۱۴)

محقق۔ کیا خدا بھی اونٹنی پر چڑھ کر سیر کرتا ہے؟ نہیں تو کس واسطے رکھی ہے؟ اور بلا قیامت کے اپنا عہد توڑ کر ان پر بپا کیوں ڈالی؟ اگر ڈالی۔ تو ان کو سزا دی۔ پھر قیامت کی رات میں انصاف (کا کرنا) اور اس رات کا ہونا جھوٹ سمجھا جائے گا۔ اس اونٹنی کے ذکر سے یہ قیاس ہوتا ہے۔ کہ ملک عرب میں اونٹ اونٹنی کے سوائے دوسری سواری کم ہوتی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ملک عرب کے رہنے والے نے قرآن بنایا ہے۔ (۱۵۷)

سورۃ علق (۱۵۸) اگر باز نہ آیا۔ البتہ گھسیٹیں گے ہم اس کو ساتھ پیشانی کے بالوں والی چوٹی کے۔ پیشانی کہ جھوٹی ہے خطاکار ..... ہم بلا دیں گے فرشتے دوزخ کے کو[3] (منزل ۷۔ پارہ ۳۰۔ سورۃ ۹۶۔ آیت ۱۳-۱۴-۱۷)

محقق۔ اس ذلیل چپڑاسیوں کے گھسٹنے کے کام سے بھی خدا نہ بچا۔ بھلا پیشانی بھی کبھی جھوٹی اور خطاوار ہو سکتی ہے؟ سوائے کسی زور کے؟ یہ کبھی خدا ہو سکتا ہے۔ کہ جو جیلخانہ کے داروغہ کو طلب کرے۔ (۱۵۸)

سورۃ قدر (۱۵۹) تحقیق نازل کیا ہم نے قرآن کو بیچ رات قدر کے اور کیا جانے تو۔ کیا ہے رات قدر کی اترتے ہیں فرشتے اور روح اس میں ساتھ حکم پروردگار اپنے کے واسطے ہر کام کے[4] (منزل ۷۔ پارہ ۳۰۔ سورۃ ۹۷۔ آیت ۱-۲-۴)

محقق۔ اگر ایک ہی رات میں قرآن نازل کیا۔ تو یہ بات کہ فلاں آیت فلاں وقت میں اتری کیونکر درست ہو سکتی ہے؟ اور رات اندھیری ہوتی ہے۔ اس کے متعلق کیا پوچھنا ہے۔ ہم لکھ آئے ہیں کہ اس پر

---

[1] وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۚ وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۚ

[2] فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۚ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۚ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۖ

[3] كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۙ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۙ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۙ

[4] اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۚ ..... تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۚ .....

نیچے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اور یہاں لکھتے ہیں۔ کہ فرشتے اور رُوح خُدا کے حکم سے دُنیا کا اِنتظام کرنے کے واسطے آتے ہیں۔ تو اس سے صاف ہو گیا۔ کہ خُدا مثل انسان کے محدود المکان ہے۔ اب تک معلوم ہوتا تھا۔ کہ خدا۔ فرشتے اور پیغمبر تین کی کہانی ہے۔ اب ایک رُوح چوتھی اور نکل پڑی۔ اب نہ جانے یہ چوتھی رُوح کیا ہے؟ یہ تو عیسائیوں کے مذہب یعنی باپ بیٹا اور رُوح القدس تین کے ماننے کے علاوہ چوتھی شے نکل آئی۔ اگر کہو۔ کہ ہم تینوں کو خدا نہیں مانتے۔ ایسا ہی سہی۔ لیکن جب رُوح القدس علیحدہ ہے۔ تو خدا، فرشتے اور پیغمبر کو رُوح القدس کہنا چاہیئے یا نہیں؟ اگر یہ بھی پاک رُوح ہیں۔ تو پھر کسی خاص وجود کو رُوح القدس کیوں کہتے ہیں؟ اور خدا گھوڑے وغیرہ حیوانوں۔ رات دن اور قرآن وغیرہ کی قسمیں کھاتا ہے قسمیں کھانا شریف آدمیوں کا کام نہیں۔ (۱۵۹)

قرآن کے متعلق محقق کی رائے

(۱۶۰) اب اس قرآن کے مضمون کو لکھ کر عاقلوں کے (رُوبرو) پیش کرتا ہوں۔ کہ یہ کتاب کیسی ہے؟ مجھ سے پوچھو۔ تو یہ کتاب نہ خُدا، نہ عالم کی بنائی ہوئی اور نہ علم کی ہو سکتی ہے یہ تو بہت تھوڑے سے نقص ظاہر کیے ہیں۔ اس لئے کہ لوگ دھوکے میں پڑ کر اپنی عُمر بے فائدہ ضائع نہ کریں۔ جو کچھ اس میں تھوڑی سی سچائی ہے۔ وہ وید وغیرہ علمی کتاب کے مطابق ہونے سے جیسے مجھ کو منظور ہے۔ ویسے اور بھی مذہبی ضد اور تعصب سے بھرا عالموں اور عاقلوں کے لیے قابل تسلیم ہے۔ اس کے سوائے جو کچھ اس میں ہے۔ وہ سب لاعلمی کی باتیں اور توہمات ہیں اور انسان کی رُوح کو مثل حیوان کے بنا امن میں خلل ڈال کر فساد مچا انسانوں میں نااتفاقی پھیلا باہم تکلیف کو بڑھانے والا مضمون ہے۔ پُنرُوکت دوش (تکرار) کا تو قرآن گویا خزانہ ہی ہے پرمیشور سب انسانوں پہ رحم کرے۔ کہ سب کے سب باہمی محبت، اتفاق، اور ایک دوسرے کے سکھ کی ترقی کرنے میں راغب ہوں۔ جیسا میں اپنا یا دوسرے مذاہب کا نقص طرفداری چھوڑ کر ظاہر کرتا ہوں۔ اسی طرح اگر سب عقلمند لوگ غور کریں۔ تو کیا مشکل ہے۔ کہ آپس کی نااتفاقی چھوٹ اتفاق ہو کر ایک مذہب ہو کر راستی حاصل ہو سکے۔ یہ تھوڑا سا قرآن کی بابت لکھا ہے اس کو عقلمند دھارمک لوگ مصنف کے منشاء کے مطابق سمجھ کر فائدہ اٹھائیں۔ اگر کہیں غلط فہمی سے کچھ لکھا گیا ہو۔ تو اس کو صحیح کر لیں۔

الوپ اُپنشد

اب ایک بات باقی ہے کہ اکثر مسلمان ایسا کہا کرتے اور لکھتے یا شائع کیا کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب کی بات اتھروید میں لکھی ہے۔ اس کا یہ جواب ہے کہ اتھروید میں اس کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔

سوال۔ کیا تم نے سب اتھروید دیکھا ہے؟ اگر دیکھا ہے۔ تو الوپ اُپنشد دیکھو۔ دیکھو یہ صاف اس میں لکھا ہے۔ پھر کیوں کہتے ہو۔ کہ اتھروید میں مسلمانوں کا نام و نشان بھی نہیں ہے:۔

अस्माल्लां इल्ले मित्रावरुणा दिव्यानि धत्ते । इल्लल्ले वरुणो राजा पुनर्ददुः ।

हया मित्रो इल्लां इल्लल्ले इल्लां वरुणो मित्रस्तेजस्कामः ॥ १ ॥
होतारमिन्द्रो होतारमिन्द्र महासुरिन्द्राः । अल्लो ज्येष्ठं श्रेष्ठं परमं पूर्णं ब्रह्माणं
अल्लाम् ॥ २ ॥ अल्लोरसूलमहामदरकवरस्य अल्लो अल्लाम् ॥ ३ ॥
आदल्लावूकमेककम् । अल्लावूक निखातकम् ॥ ४ ॥ अल्लो यज्ञेन हुतहुत्वा ।
अल्ला सूर्यचन्द्रसर्वनक्षत्राः ॥ ५ ॥ अल्ला ऋषीणां सर्वदिव्यां इन्द्राय पूर्वं
माया परममन्तरिक्षाः ॥ ६ ॥ अल्लः पृथिव्या अन्तरिक्षं विश्वरूपम् ॥ ७ ॥
इल्लाँ कवर इल्लाँ कवर इल्लाँ इल्लल्लेति इल्लल्लाः ॥ ८ ॥ ओम् अल्लाइल्लल्ला
अनादिस्वरूपाय अथर्वणाश्यामा हुं ह्रीं जनानपशून-सिद्धान् जलचरान् अदृष्टं
कुरु कुरु फट् ॥ ९ ॥ असुरसंहारिणी हुं ह्रीं अल्लोरसूलमहमदरकवरस्य
अल्लो अल्लाम् इल्लल्लेति इल्लल्लाः ॥ १० ॥

جو اس میں صاف طور پر محمد صاحب کو رسول لکھا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے مذہب کی بنیاد وید مقدس میں ہے۔

جواب۔ اگر تم نے اتھروید نہ دیکھا ہو۔ تو ہمارے پاس آؤ۔ آغاز سے انجام تک دیکھو۔ یا کسی اتھروید کے جاننے والے کے پاس جا کر ہیں کانڈ والی متر سنگھتا اتھروید کو دیکھ لو اس میں کہیں اپنے پیغمبر صاحب کا نام یا اسلامی مذہب کا نشان نہ دیکھو گے۔ اور جو الوپ اپنشد ہے۔ وہ نہ تو اتھروید میں نہ اس کے گوپتھ براہمن اور نہ اس کی کسی شاخ میں ہے۔ قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ اس کو تو اکبر بادشاہ کے زمانہ میں کسی نے بنایا ہوگا اس کا مصنف کچھ عربی اور کچھ سنسکرت بھی پڑھا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں عربی اور سنسکرت دونوں کی عبارت لکھی ہوئی ہے۔ دیکھو (اسمللام انے مترا اور دنا دویانی دھتے وغیرہ) جو کہ متذکرہ دس فقروں میں لکھا ہے۔ اس میں "اسما اللام" اور "اسے" عربی اور "مترا"۔ "دردنا"۔ "دویانی"۔ "دھتے" سنسکرت کے الفاظ لکھے ہیں۔ ایسے ہی الفاظ جا بجا مستعمل ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے۔ کہ اس کو کسی سنسکرت اور عربی پڑھے ہوئے نے تصنیف کیا ہے۔

اگر اس کو معنی کے لحاظ سے دیکھیں۔ تو یہ بناوٹی بے دلیل اور وید اور صرف و نحو کے قواعد کے برخلاف ثابت ہوتی ہے جیسی یہ اپنشد بنائی ہے۔ ویسی ہی اور بہت سی اپنشدیں مت متانتر والے متعصب لوگوں نے بنادی ہیں مثلاً سوروپ اپنشد۔ نرسنگھ تاپنی۔ رام تاپنی۔ گوپال تاپنی وغیرہ۔

سوال۔ آج تک کسی نے ایسا نہیں کہا۔ (لیکن) اب تم کہتے ہو۔ تمہاری بات کیسے مانیں؟

جواب۔ تمہارے ماننے یا نہ ماننے سے ہماری بات جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ جس طرح سے میں نے اس کو غیر مدلل ٹھہرایا ہے۔ ویسے ہی جب تم اتھروید گوپتھ اس کی شاخوں (یا) زمانہ سلف کی لکھی ہوئی کتابوں میں سے ہو بہو تحریر دکھلا دو۔ اور ٹھیک معنوں کی رو سے بھی ثابت کر دو۔ تب تو تمہاری بات قابل تسلیم ہو سکتی ہے۔

سوال ۔ دیکھو ہمارا مذہب کیسا اچھا ہے ۔ کہ جس میں سب طرح کا آرام اور آخر میں نجات ہوتی ہے ۔

جواب ۔ ایسے ہی ہر ایک مذہب والے کہتے ہیں ۔ کہ ہمارا ہی مذہب اچھا ہے ۔ باقی سب خراب ہیں ۔ ہمارے مذہب کے سوائے دوسرے مذہب سے نجات نہیں ہو سکتی ۔ اب ہم تمہاری بات کو کیسی مانیں یا ان کی ۔ ہم تو یہی مانتے ہیں کہ راست گفتاری ۔ کسی کو ایذا نہ دینا ۔ رحم وغیرہ عمدہ اوصاف سب مذاہب میں اچھے ہیں ۔ اور باقی جھگڑا بکھیڑا محمد، لعنت، دوزخ گوئی وغیرہ کام سب مذاہب میں خراب ہیں ۔ اگر تم کو سچا دھرم قبول کرنے کی خواہش ہو ۔ تو

ویدک دھرم کو قبول کرو

اس سے آگے اپنے عقیدوں کو مختصر طور پر لکھیں گے ۔

ستیارتھ پرکاش مہرشی دیانند سرسوتی سوامی کی بنائی ہوئی سنسکرت عبارت سے آراستہ ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب باد عقائد اسلام ختم ہوا

اپنے منتویہ ۔ امنتویہ

(مسلمہ عقیدوں) ۔ (غیر مسلمہ باتوں)

کا بیان !

منتویہ اور امنتویہ کی تعریف

عام مسلمہ اصول یعنی ساری دنیا پر حاوی ہر فرد بشر کے لئے مفید دھرم (وہی ہے) جس کو ہمیشہ سے سب مانتے آئے ہیں مانتے ہیں ۔ نیز مانیں گے ۔ جس کو اسی وجہ سے ازلی اور ابدی دھرم کہتے ہیں ۔ کہ کوئی بھی اس کا مخالف نہیں ہو سکتا ۔ بے علم یا کسی مت والے کے بہکائے ہوئے لوگ کسی امر کو الٹا جانیں ۔ یا مانیں مگر اس کو کوئی بھی عقلمند تسلیم نہیں کرتا ۔ ہاں جس کو آپت یعنی سچ ماننے والے سچ بولنے والے دوسروں کی بھلائی کرنے والے اور بے دور نعایت عالم مانتے ہیں ۔ وہی سب کو منتویہ (قابل تسلیم) اور جس کو نہیں مانتے وہ امنتویہ غیر مسلمہ

لمدت والے سے مراد ایسے شخص سے ہے جس کے عقاید کسی کی ہٹ دھرمیوں یا باہمی مخالفانہ جھگڑوں انسان کی پاسداریوں پر مبنی ہوں ۔ اور سوامی جی نے اس قسم کے تمام عقاید کو مت سے نامزد کیا ہے ۔ پدارتھ ان تمام چیزوں کو کہتے ہیں ۔ جن کے لئے الفاظ کا استعمال ہوتا ہے ۔ اس میں جوہر، عرض، حرکت وغیرہ شامل ہیں ۔ جن پر تعلق دیا ناندھا جا سکتا ہے ۔ اور جن کا شمار مختلف درشن کاروں نے مختلف طریقہ پر کیا ہے ۔ (مترجم)

ہونے کی وجہ سے مسند کے لائق نہیں ہوتا۔

مُصنّف کی کوشش کا اصل مُدّعا

(۷) پس وید وغیرہ مت شاستروں کے مانے ہوئے اور برہما سے لے کر جیمنی تک (اپنی مانیوں کے) تسلیم کئے ہوئے رشی اور منی وغیرہ پدارتھ ہیں۔ جن کو میں خود بھی مانتا ہوں۔ ان سب کو (نیک نہاد) اصحاب عالم درویش کرتا ہوں۔ میں اپنا منتویہ اسی کو مانتا ہوں۔ کہ جو تینوں زمانوں میں سب کے لئے یکساں ماننے کے لائق ہے۔ میرا کسی نئے خیال یا مت کو جاری کرنے کا ذرا بھی منشا نہیں ہے۔ بلکہ جو سچ ہے اس کو ماننا، منوانا۔ اور جو جھوٹ ہے اس کو چھوڑنا، چھڑوانا مدِ نظر ہے۔ اگر میں یہ رعایت کرتا۔ تو آدیہ ورت کے مروجہ متوں میں سے کسی ایک مت پر ہٹ دھرمی کرتا۔ لیکن میں اس چال چلن کو جو آدیہ ورت یا دوسرے ملکوں میں ادھرم کے مطابق ہے۔ قبول نہیں کرتا۔ اور دھرم کے متعلق باتوں کو کبھی ترک نہیں کرتا۔ اور نہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ایسا کرنا منش دھرم (انسانیت) سے بعید ہے۔

سچی انسانیت کا تقاضا

۸۔ "منش" اس کو کہنا چاہیئے۔ جو "منن شیل" (صاحب غور و فکر) ہو کر اپنی ذات کی طرح دوسروں کے سکھ دکھ اور نفع نقصان کو سمجھے۔ ناانصافی کرنے والے سے اس کے طاقتور ہونے پر بھی نہ ڈرے۔ اور دھرماتما خواہ کمزور ہو۔ بھی اس سے ڈرتا رہے۔ اسی قدر نہیں۔ بلکہ دھرماتما لوگ خواہ کتنے ہی بے کس، کمزور اور بے ہنر کیوں نہ ہوں اپنی ساری طاقت سے ان کی حفاظت، ترقی اور ان کے خوش کن برتاؤ کے لئے کوشش کرے۔ اور ادھرمی خواہ سب سے بڑھ کر صاحب فیصلہ۔ نہایت طاقتور اور صاحب لیاقت بھی ہو۔ تو بھی اس کی بربادی، تنزل اور تخریب ہمیشہ کیا کرے۔ یعنی جہاں تک ہو سکے۔ وہاں تک بے انصافی کرنے والوں کی طاقت کو گھٹائے۔ اور انصاف کرنے والوں کی طاقت کو ہر طرح سے بڑھایا کرے۔ اس کام میں چاہے اس کو کیسی ہی سخت تکلیف پہنچے۔ خواہ جان بھی چلی جائے۔ تو بھی انسانیت کے دھرم کو ہرگز نہ چھوڑے۔ اس کے متعلق شریمان مہاراجہ بھرتری جی وغیرہ نے شلوک (اشعار) کہے ہیں۔ ان کا لکھنا مناسب موقع سمجھ کر لکھتا ہوں۔

निन्दन्तु नीतिनिपुणा यदि वा स्तुवन्तु,
लक्ष्मीः समाविशतु गच्छतु वा यथेष्टम् ।
अद्यैव वा मरणमस्तु युगान्तरे वा,
न्याय्यात्पथः प्रविचलन्ति पदं न धीराः ॥ १ ॥
न जातु कामान्न लोभाद्, धर्मं त्यजेज्जीवितस्यापि हेतोः ।
धर्मो नित्यः सुखदुःखे त्वनित्ये, जीवो नित्यो हेतुरस्य त्वनित्यः॥२॥
एक एव सुहृद्धर्मो निधनेप्यनुयाति यः ।
शरीरेण समं नाशं सर्वमन्यद्धि गच्छति ॥ ३ ॥
सत्यमेव जयते नानृतं सत्येन पन्था विततो देवयानः ।

येनाक्रमन्त्यृषयो ह्याप्तकामा यत्र तत्सत्यस्य परमं निधानम् ॥४॥
नहि सत्यात्परो धर्मो नानृतात्पातकं परम् ।
नहि सत्यात्परं ज्ञानं तस्मात् सत्यं समाचरेत् ॥ ५ ॥

(۱) مصلحت بین آدمی خواہ مذمت کریں۔ خواہ تعریف۔ دھن آئے خواہ چلا جائے۔ خواہ آج ہی موت ہو خواہ کسی یُگ میں مریں صاحبانِ استقلال (کسی صورت میں) بنیادِ انصاف کے راہ سے قدم بھر بھی اِدھر اُدھر نہیں ہوتے۔ (از اقوال شریفان بھرتری ہری)

(۲) دھرم کو کبھی ترک نہ کرے۔ نہ تو کسی آرزو پر، نہ خوف پر، نہ لالچ پر۔ اور نہ زندگی کی خاطر۔

دھرم ہمیشہ ہے۔ سُکھ دُکھ چند روزہ ہے۔

دُکھ غیر فانی ہے مگر موجبِ زندگی فانی ہے۔ (از مہابھارت)

(۳) دھرم کیا اور غیر دھرم ہے۔ جو کہ مرنے پر بھی ساتھ نہیں چھوڑتا۔ (شرط مفاقت بجا لاتا ہے) دیگر تمام چیزیں یقینی طور پر جسم کے ساتھ ہی نذرِ اجل ہوتی ہیں۔ (از منو)

(۴) راستی ہی فتحیاب ہوتی ہے۔ نہ کہ ناراستی۔ عالم لوگوں کے سفر کا سیدھا راستہ حقانیت ہی ہے جس سے کہ رشی اور راست مقصد والے وہاں پہنچتے ہیں۔ جو فیضِ مسکن سچائی کا ہے۔

(۵) راستی سے بڑھ کر دھرم اور ناراستی سے بڑھ کر کوئی پاپ نہیں۔ اور سچائی سے بہتر فی الحقیقت کوئی علم نہیں۔ اس لئے انسان کو سچائی کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ (اپنشد)

ان اصحاب کے اشعار کے مضمار کے مطابق ہی سب کو یقین رکھنا واجب ہے

بیانِ ملتوبہ مفتوبہ

اب جن جن پدارتھوں کو جیسا جیسا میں مانتا ہوں۔ اُن کا بیان اِس جگہ مختصراً کرتا ہوں۔ کہ جن کی مفصل تشریح اِس کتاب میں اپنے اپنے موقع پر کر دی ہے۔

ایشور

(۱) اوّل "ایشور" کہ جس کے نام برہم، پرماتما وغیرہ ہیں۔ جو سچدانند (ہست مطلق، علم مطلق اور راحت مطلق) وغیرہ اوصاف سے موصوف ہے۔ جس کی صفات، افعال اور عادات پاک ہیں۔ جو بے مثل، بے شکل، محیط کُل، جگ نہ لینے والا، لا انتہا، قادرِ مطلق، رحیم، عادل، تمام پیدائش کو وجود میں لانے والا، قائم رکھنے والا اور فنا کرنے والا ہے۔ تمام جیوؤں کو ان کے افعال کے مطابق سچے انصاف سے نتیجہ بخش ہونے کی صفات سے موصوف ہے۔ اُس کو میں پرمیشور مانتا ہوں۔

وید مستند بالذات۔ دوسرے گرنتھ مستند بالغیر

(۲) چاروں وید (علم اور دھرم پر مشتمل الہامی سنگھتا منتر بھاگ) کو منزہ من الخطا۔ سوتہ پرمان (مستند بالذات) مانتا ہوں۔ وہ بذاتِ خود مستند ہیں۔ کہ جن کے مستند ٹھہرنے کے لئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں جس طرح سورج یا چراغ اپنی شکل کے آپ ہی ظاہر کرنے والے اور زمین وغیرہ کے بھی مشاہدہ میں آنے کا ذریعہ ہوتے

ہیں۔ اسی طرح چاروں وید ہیں۔ چاروں ویدوں کے براہمن چھ انگ، چھ اُپانگ، چار اُپ وید اور ۱۱۲۷ (گیارہ سو ستائیس) ویدوں کی شاکھائیں جو کہ برہما وغیرہ مہرشیوں کی تصنیف بطور ویدوں کی شرح کے ہیں ان کو پرتہ پرمان (مستند بالغیر) یعنی ویدوں کے مطابق ہونے سے مستوجب تسلیم مانتا ہوں۔ اور جو ان میں ویدوں کے خلاف باتیں ہیں۔ ان کا اپرمان کرتا ہوں۔ (یعنی ان کو درست و صحیح تسلیم نہیں کرتا)

دھرم اور ادھرم

۳ جو بے رحم رعایت انصاف کا رویہ راست گوئی وغیرہ سے موصوف (یعنی ایشور کے احکام ویدوں کے خلاف نہیں ہیں اس کو "دھرم" اور جو رحم و رعایت سے پرے۔ بے انصافی کا رویہ۔ دروغ گوئی وغیرہ ایشور کی حکم عدولی (یعنی ویدوں کے خلاف ہے) اس کو ادھرم مانتا ہوں۔

جیو

۴ ۔ اِچھیا (خواہش) دویش (نفرت) سکھ (راحت) دُکھ (رنج) اور گیان (علم) وغیرہ صفات (محسوسات) والا محدود العلم ابدی ہے۔ اسی کو جیو مانتا ہوں۔

جیو اور ایشور میں فرق اور تعلق

۵ ۔ جیو اور ایشور ذات اور صفات سالبہ کے لحاظ سے جدا اور محاط و محیط اور صفات موجبہ کے لحاظ سے غیر جدا ہیں۔ یعنی جس طرح آکاش سے شکل والا جوہر نہ کبھی الگ تھا۔ نہ ہے اور نہ ہوگا اور نہ کبھی ایک تھا نہ ہے نہ ہوگا۔ اسی طرح پرمیشور اور جیو میں محاط اور محیط، معبود و عابد اور باپ بیٹا وغیرہ کا تعلق مانتا ہوں۔

انادی پدارتھ

۶ ۔ انادی پدارتھ (غیر حادث) تین ہیں۔ ایک "ایشور" دوسرا "جیو" اور تیسرا "پرکرتی"۔ یعنی جہان کی علت مادی کو نتیہ (ابدی) کہتے ہیں۔ جو پدارتھ "نتیہ" ہیں۔ ان کے صفات خواص اور ترکات بھی نتیہ ہوتے ہیں۔

پرواہ سے انادی

۷ ۔ "پرواہ[1] سے انادی" (از کوئے سلسلہ کے بے آغاز ہونا) جو جوہر و صفات و حرکات ترکیب پاکر پیدا ہوتے ہیں۔ وہ تفریق کے بعد نہیں رہتے۔ لیکن جس طاقت سے ترکیب ہوتی ہے۔ وہ ان میں انادی ہے۔ اور اس سے پھر بھی ترکیب ہوگی۔ اور تفریق بھی۔ ان تینوں کو پرواہ سے انادی مانتا ہوں۔

سرشٹی

۸ ۔ (پیدائش دنیا) سرشٹی (پیدائش) اس کو کہتے ہیں۔ کہ جو علم اور موزونیت کے ساتھ مل کر الگ الگ ذرات کا مختلف شکلوں میں آنا ہے۔

پیدائش دنیا کا مدعا

۹ "سرشٹی کا پرلوجن" (پیدائش کا مدعا) یہی ہے کہ پیدائش کے متعلق جو ایشور میں صفات و فعل اور عادات ہیں۔ ان کا بالاثبات ہونا مثلاً کسی نے کسی سے پوچھا۔ کہ آنکھیں کس واسطے ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ دیکھنے کیواسطے اسی طرح

[1] آریہ آدیش رتن مالا میں اس کو اس طرح بیان کیا گیا ہے جو کہ یہ جگت۔ "جو کہ کرم" اور جو ان کا سنیوگ ویوگ ہے یہ تین پرم پرا سے انادی ہیں۔ پس اس موقعہ پر ان "تینوں" الفاظ سے مراد ترکیب پائے ہوئے جوہر صفات اور حرکات ہے۔ مترجم

ایشور کی پیدا کرنے کی طاقت بذریعہ آفرینش کے نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ نیز جیووں کے لیے کرموں کے نتیجہ کا ٹھیک ٹھیک پانا وغیرہ اُمور بھی (اسی پر منحصر ہیں)

دُنیا فاعل رکھتی ہے

۱۰ "سرشٹی سکرتر" (فاعل والی ہے) اس کا پیدا کرنے والا مذکورہ بالا ایشور ہے۔ کیونکہ سرشٹی کی ساخت دیکھنے اور جڑھ (غیر متعقل) اشیاء میں خود بخود حسب مناسب بیج وغیرہ کی صورت اختیار کرنے کی طاقت نہ ہونے کے باعث سرشٹی کا فاعل ضرور ہے۔

بندھن

۱۱ "بندھ" نیمتک (عارضی) یعنی بہ باعث نمت (عارضہ) اودیا کے ہے۔ (یعنی) جو جو پاپ کے کام ہیں۔ (مثلاً) ایشور کے سوائے کسی کی پرستش بے علمی وغیرہ (وہ) سب دکھ پیدا کرنے والے ہیں۔ اسی واسطے یہ "بندھ" (قید یا ناگوار طبع امر) ہے۔ اس کی خواہش نہیں ہوتی مگر بھوگنا پڑتا ہے۔

مکتی

۱۲ یعنی تمام دکھوں سے مخلصی پاکر غیر مقید موجود کل پرمیشور اور اس کی سرشٹی میں اپنی خواہش سے بچرنا مقررہ وقت تک مکتی کے آنند کو بھوگ کر پھر دنیا میں آنا۔

مکتی کے وسائل

۱۳ "مکتی کے سادھن (نجات کے وسائل) ایشور کی پرستش یعنی یوگ ابھیاس (یوگ کی مشق کرنا) برہمچریہ سے علم کا حاصل کرنا، راست باز عالموں کی صحبت، سچا علم، بہترین غور اور کوشش وغیرہ ہیں۔

ارتھ

۱۴ "ارتھ" (سامان حصول مقاصد) وہ ہے جو دھرم ہی سے حاصل کیا جائے۔ اور جو اُدھرم سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ ارتھ (سامان کے مناسب اوصاف سے عاری) ہے۔

کام

۱۵ کام (مقصد) وہ ہے۔ جو "دھرم" اور "ارتھ" کے ذریعے حاصل کیا جائے۔

ورن آشرم

۱۶ ورن۔ آشرم[1] اوصاف اور افعال کی مناسبت کے لحاظ سے مانتا ہوں۔

راجا

۱۷ راجا اسی کو کہتے ہیں۔ جو اوصاف حمیدہ افعال نیک اور اعلیٰ عادتیں رکھتا ہو۔ بے رحم رعایت۔ فرض انصاف کا ادا کرنے والا۔ رعایا کے ساتھ مثل والدین کے برتے۔ اور ان کو مثل اولاد کے سمجھ کر ان کی ترقی اور راحت بڑھانے میں ہمیشہ کوشش کرے۔

پرجا

۱۸ "پرجا" (رعایا) اس کو کہتے ہیں۔ کہ جو پاکیزہ اوصاف۔ افعال اور عادات کو اختیار کرکے بے رحم رعایت ہو کر فرائض انصاف کے عمل سے راجا اور پرجا کی بہتری چاہے۔ اور بغاوت کا خیال چھوڑ کر راجا کے ساتھ مثل بیٹوں کے برتاؤ رکھے۔

---

[1] جو حرکت و سکون کہ عین مرضی کے مطابق ہو۔ اسے برہمچر نا کہتے ہیں [2] برہمن۔ کھشتری۔ ویش، شودر کے امتیاز کو ورن کہتے ہیں۔ اور عمر کی تقسیم یعنی برہمچریہ۔ گرہستھ۔ بان پرستھ اور سنیاس کو آشرم کے نام سے نامزد کیا گیا ہے۔ (مترجم)

نیائے کاری ۱۹ جو شخص ہمیشہ غور و فکر کر کے جھوٹ کو چھوڑ کر سچ کو قبول کرے۔ بے انصافی کرنے والوں کو دفع کرے۔ اور انصاف کرنے والوں کو بڑھائے اپنے مانند سب کے لئے راحت چاہے۔ وہ "نیائے کاری" سچ اور عادل ہے۔

دیو۔ آسُر۔ راکشش و پشاچ ۲۰۔ عالموں کو "دیو" اور بے علموں کو "آسُر" پاپیوں کو "راکشش" اور بدچلنوں کو پشاچ مانتا ہوں۔

دیو پُوجا اور ادیو پُوجا ۲۱۔ انہیں عالموں۔ ماں۔ باپ۔ آچاریہ (اتالیق) اتتھی نیائے کاری۔ راجا اور دھرماتما انسان۔ پتی یہ ماستری (پاکدامن بیوی) استری بہت پتی (پاک نہاد شوہر) کی عزت و تعظیم کرنے کو "دیو پوجا" کہتے ہیں۔ اس کے برعکس ادیو پوجا بلکہ زندہ مُردہ تیوں یعنی بزرگوں کو قابل پرستش اور دیگر پتھر وغیرہ "جڑھ" مُردہ تیوں (غیر ذی تعقل) تصاویر کو ہر طرح سے ناقابل پرستش سمجھتا ہوں۔

شکشا ۲۲ "شکشا" جس سے علم، شائستگی، دھرماتما پن، حواس پر غالب ہونے وغیرہ کی ترقی ہو اور بے علمی وغیرہ نقص چھوٹیں۔ اس کو شکشا (تربیت) کہتے ہیں۔

پُران ۲۳۔ "پُران" جو برہما وغیرہ کی تصانیف۔ "ایتریہ" وغیرہ براہمن گرنتھ ہیں۔ انہیں کو پُران، اتہاس، کلپ، گاتھا اور نارا شنسی نام سے مانتا ہوں۔ بھاگوت وغیرہ دیگر (کتب) کو نہیں۔

تیرتھ ۲۴۔ "تیرتھ" جس سے تکالیف کے سمندر سے پار اُتریں۔ یعنی جو سچ بولنا، علم، نیک صحبت، یم، نیم وغیرہ۔ نیز یوگ ابھیاس، ہمت، علم کا پڑھانا وغیرہ نیک کام ہیں۔ اسی کو تیرتھ سمجھتا ہوں۔ خشکی و تری وغیرہ مقامات کو نہیں۔

پُرشارتھ کی فضیلت ۲۵۔ "پُرشارتھ" (تدبیر) پرارابدھ (تقدیر) سے بڑا اس لئے ہے۔ کہ اس سے آئندہ تقدیر بنتی ہے۔ اس کے سدھرنے سے سب سدھرتے ہیں۔ اور اس کے بگڑنے سے سب بگڑتے ہیں۔ اسی وجہ سے پرارابدھ کی نسبت پُرشارتھ بڑا ہے

دُوسروں سے برتاؤ ۲۶۔ انسان کو راحت، رنج اور نفع نقصان میں سب کے ساتھ مناسب طریقہ پر مثل اپنے آتما کے برتاؤ رکھنا اچھا اور اس کے برعکس برتاؤ رکھنا بُرا سمجھتا ہوں۔

سنسکار ۲۷۔ "سنسکار" اس کو کہتے ہیں۔ کہ جس سے جسم من اور آتما کی اصلاح ہو۔ وہ نشیک (گربھادھان) سے لیکر شمشان (مرگھٹ) تک سولہ قسم کا ہے۔ اس کا کرنا فرض سمجھتا ہوں اور جلانے کے بعد مُردہ کا کچھ بھی نہ کرنا چاہیئے۔

یگیہ ۲۸۔ "یگیہ" اس کو کہتے ہیں۔ کہ جس میں عالموں کی تعظیم حسب مناسب ہو۔ جو صفت کاری یعنی

رسائن جو علم خواص الاشیا ہے اس سے استفادہ ہو۔ علم وغیرہ اوصاف نیک کی بخشش ہو۔ اگنی ہوتر وغیرہ سے ہوا بیلنہہ کے پانی اور بناتات کی صفائی کر کے سب متنفسوں کو آرام پہنچایا جائے۔ میں اس کو اچھا سمجھتا ہوں۔

آریہ اور دسیو ۲۹ - جیسے نیکوکاروں کو "آریہ" اور بدکردار آدمیوں کو "دسیو" کہا جاتا ہے۔ ویسے ہی میں مانتا ہوں۔

آریہ ورت کے حدود اربعہ ۳۰ - اس قطعہ کا نام ملک آریہ ورت اس لئے ہے کہ اس میں ابتدائے پیدائش سے آریہ لوگ سکونت رکھتے ہیں لیکن اس کے حدود شمالاً ہمالیہ جنوباً وندھیاچل۔ غرباً اٹک اور شرقاً دریائے برہم پتر ہیں۔ ان چاروں کے درمیان جس قدر ملک ہے۔ اس کو "آریہ ورت" کہتے ہیں۔ اور جو[1] ان میں ہمیشہ سے رہتے ہیں۔ ان کو بھی "آریہ" کہتے ہیں۔

آچاریہ ۳۱ - جو ساگ آپانگ وید وِدیاؤں (علوم وید مع انگ اور اپانگ) کا تعلیم دینے والا ہو۔ راستبازانہ چال چلن کو قبول اور طریق باطل کو ترک کرائے۔ وہ آچاریہ یا تالیق کہلاتا ہے۔

ششیہ (شاگرد) ۳۲ - ششیہ (شاگرد) اس کو کہتے ہیں۔ جو سچی تربیت اور علم کو حاصل کرنے کے لائق دھرماتما حصولِ علم کا خواہاں اور "آچاریہ" کے دل پسند کام کرنے والا ہے۔

گورو ۳۳ - گورو۔ ماتا۔ پتا۔ نیز جو لوگ کہ سچائی کو اختیار کرائیں۔ اور جھوٹ کو چھڑائیں وہ "گورو" کہلاتے ہیں۔

پرم وہمت ۳۴ - پرم وہمت جو "بھگوان" (یگیہ کرانے والوں) کی بھلائی کرانے والا اور سچائی کا واعظ ہو۔

اُپادھیائے ۳۵ - "اپادھیائے" (مدرس) جو ویدوں کے ایک جزو یا انگوں کو پڑھاتا ہو۔

ششٹ آچار ۳۶ - ششٹ آچار جو دھرم کے مطابق عمل کرتے ہوئے پرمیشور سے علم کو حاصل کرنا اور پرتیکش وغیرہ پرمانوں سے سچ جھوٹ کا فیصلہ کر کے سچ کو اختیار کرنا اور جھوٹ کو بالکل ترک کر دینا ہے۔ یہی ششٹ آچار (نیک چلنی) ہے۔ اور جو اس پر عمل کرتا ہے۔ وہ ششٹ (نیک چلن) کہلاتا ہے۔

آپت ۳۸ - "آپت" (صالح) جو سچ بولنے والا دھرماتما ہے۔ اور سب کے سکھ کے لئے کوشش کرتا

آٹھ پرمان ۳۷ - پرتیکش (عین الیقین) وغیرہ آٹھ پرمانوں (ثبوتوں) کو بھی مانتا ہوں۔

---

[1] آریہ آدیش رتن مالا میں سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ جہاں تک ان چاروں کا وستار ہے۔ اور ان کے درمیان میں جو ملک ہے اس کا نام آریہ ورت ہے مطلب یہ کہ چاروں دریاؤں کے پھیلاؤ میں جو لوگ بستے ہیں۔ یا جو لوگ ہمالیہ اور بندھیاچل پہاڑوں میں ہمیشہ سے آباد ہیں۔ وہ بھی آریہ شمار ہوتے ہیں۔

ہے۔ اسی کو "آپت" کہتا ہوں۔

پرکھشا ۳۹۔ پرکھشا (معیار) پانچ قسم کی ہے۔ اوّل جو ایشور اور اس کی صفات فعل اور اقتضائے طبعی اور وید و ید ہے۔ دوم پرتکش وغیرہ آٹھ پرمان۔ سوم سلسلۂ کائنات چہارم "آپت" لوگوں کا ردّیہ اور پنجم اپنے آتما کی پاکیزگی اور علم۔ ان پانچوں معیاروں سے سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کر کے سچ کو قبول اور جھوٹ کو ترک کرنا چاہیئے۔

پروپکار ۴۰۔ "پروپکار" جس سے سب انسانوں کے بد اعمال اور دکھ چھوٹیں نیک اعمال اور سکھ بڑھیں۔ اس کے کرنے کو پروپکار کہتا ہوں۔

سوتنتر پرتنتر ۴۱۔ "سوتنتر" (خود مختار) "پرتنتر" (تابع) جیو اپنے کاموں میں سوتنتر اور کرموں کے نتیجہ پانے میں بموجب آئین ایشور کے پرتنتر ہے۔ ویسے ہی ایشور اپنے سچے اعمال وغیرہ کے کاموں کے کرنے میں "سوتنتر" ہے۔

سورگ۔ نرک ۴۲۔ "سورگ" نام معمول سے زیادہ سکھ بھوگنے اور اس کے سامان ملنے کا ہے۔

۴۳۔ "نرک" جو غیر معمولی دکھ بھوگنا اور اس کا سامان ملنا ہے۔

جنم کے تین قسم ۴۴۔ "جنم" جو جسم اختیار کر کے نمودار ہوتا ہے۔ اس کو گذشتہ آئندہ و موجودہ کی تفریق سے تینوں قسم کا مانتا ہوں۔

جنم اور مرن کی تعریف ۴۵۔ جسم کے ملنے کا نام اور محض جدا ہونے کو "موت" کہتے ہیں۔

ودواہ ۴۶۔ "ودواہ" جو باقاعدہ ظاہر طور پر اپنی رضامندی سے "پانی گہن" (ہتھ لیوا (دست گرفت) کا عمل ہے۔ وہ "ودواہ" کہلاتا ہے۔

نیوگ ۴۷۔ "نیوگ"۔ "ودواہ" کے بعد خاوند کی وفات وغیرہ سے جائی ظہور میں آنے پر خواہ نامردی وغیرہ دائمی امراض کی صورت میں عورت کا اپنے دیور کے یا اپنے سے اعلیٰ دلی کے مرد سے یا مرد کا بوقت لاچاری جو اولاد کا حاصل کرنا ہے۔ (وہ نیوگ کہلاتا ہے)

ستیتی ۴۸۔ "ستیتی" (حمد و ثنا) اوصاف کی تلاش کرنا سننا اور ان کا جاننا ہے۔ اس کا پھل محبت وغیرہ ہوتے ہیں۔

پرارتھنا ۴۹۔ "پرارتھنا" (مناجات) ایشور کے تعلقات سے جو علم وغیرہ کا حصول ہوتا ہے اس کے واسطے اپنی کوشش کے بعد ایشور سے التجا کرنا ہے۔ اور اس کا پھل خود بینی کا دور ہونا وغیرہ ہوتا ہے۔

لہ آریہ اُدیشرتن مالا میں لکھا ہے۔ کہ جن میں کبھی جسم کے ساتھ مل کر "جیو" کرم کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس کو "جنم" کہتے ہیں۔ اور جب جسم اور جیو کی علیحدگی ہوتی ہے۔ اس کو "مرن" کہتے ہیں۔ پس دفعہ ۴۵ میں ملنے اور جدا ہونے کے الفاظ سے مراد جیو کے جسم سے ملنے اور علیحدہ ہونے سے ہے (مترجم)

آریہ سماج کے اصول

۱۔ سب سچے علم اور علم سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے اُن سب کا اصل اصول پرمیسر ہے

۲۔ ایشور سچدانند سروپ۔ نراکار۔ انوپم۔ سروادھار۔ سروالیشور۔ سرب بیاپک۔ سروانتریامی اجر۔ امر۔ ابھی نت۔ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے اُس کی اُپاسنا کرنی یوگ ہے

۳۔ وید سچے علوم کی پُستکیں ہیں وید کا پڑھنا پڑھانا سُننا سُنانا آریوں کا پرم دھرم ہے

۴۔ سچ کے قبول کرنے میں اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ مستعد رہنا چاہیئے۔

۵۔ سب کام دھرم کے مطابق یعنی سچ اور جھوٹ کو سوچ کر کرنا چاہیئے۔

۶۔ سنسار کا اُپکار کرنا اس سماج کا خاص منشا ہے یعنی جسمانی۔ روحانی اور رفاہ عامہ خلائق کی ترقی کرنا

۷۔ سب سے باتحاد تمام دھرم کے مطابق جس سے جیسا مناسب ہو برتنا چاہیئے۔

۸۔ جہالت کا ناش اور علم کی ترقی کرنی چاہیئے۔

۹۔ ہر ایک کو اپنی ہی بہبودی میں خوشنود نہ رہنا چاہیئے بلکہ سب کی بہبودی میں اپنی بہبودی سمجھنی چاہیئے۔

۱۰۔ سب آدمیوں کو اپنے اصول کی تعمیل میں جو کہ رفاہ عام سے متعلق ہوں پرتبس رہنا چاہیئے۔ اور ایسے اصول کی تعمیل میں کہ جو اپنی ذات سے متعلق ہیں سب خود مختار رہیں